ابلیکا
اسلم راہی
ایم اے
Nadeem@UrduFanz.com

صدیوں کے سکوت میں لپٹی ہوئی ایک حسین داستان

اسلم راہی ایم۔اے

مکتبہ القریش، چوک اردو بازار لاہور۔ فون: 7231595

انتساب

گزری ہوئی رُوحوں اور آنے والی
نسلوں کے نام

اسلم راہی ایم۔اے

پیش لفظ

ابلیکا۔۔۔ایک مکمل تاریخ اور گرم نعروں کے زور و جوش سے بھرپور ایک داستان بھی ہے۔ ابلیکا اپنی ذات میں دنیا کی تاریخ کا ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا اور مردہ پھولوں کے اندر سے نکالی ہوئی ایک حسین اور جذب و کشش رکھنے والی ایک عمدہ اور طویل کہانی بھی ہے جس کے کردار حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر موجودہ دور تک یلغار کرتے ہیں اس لحاظ سے یہ ایک دنیا کی مکمل تاریخ بھی ہے۔

ابلیکا کے اندر تاریخ بھی ہے اور مذہب بھی۔ روحانیت بھی ہے اور جمالیات بھی۔ بنیادی طور پر نیکی اور بدی کے تناظر میں لکھی گئی یہ ایک طویل ترین کہانی ہے، جسے آپ کی خدمت میں کئی جلدوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔

ابلیکا میں جہاں محبت کی حمد گاتی صبح ہے وہاں تاریکی جیسے اندھے جذبے بھی ہیں جہاں بلبل کا ترنم اور دوستی جیسا اجلا پن ہے وہاں دریاؤں کا خروش اور تباہ کن خطرات بھی ہیں، ابلیکا جہاں مٹی کی طرح مطیع، حلیم حسن اور جلترنگ کی لے پر محورقص ہے وہاں اس کے اندر شمع کے متلاشیوں اور نور کے جویایوں کے مقابلے میں کہکشاں کو کمان میں کسنے والے اور داستان کے ابواب کے اندر المیوں کی رنگ آمیزی کرنے والے بھی ہیں۔ ابلیکا کے اندر جہاں جمال وحدت، سحر و جذب اور قضائے الٰہی اپنی طلب اور لگن کے ساتھ ہیں، وہاں اس کے اندر سوگ کا عصا، درد کے آنگن اور عزازیل کے وسوسات بھی ہیں۔

ابلیکا میں جہاں یہ کوشش کی گئی ہے کہ قاری کو اس کے ذریعے دنیا کی مکمل تاریخ اور مذاہب سے روشناس کرایا جائے، وہاں اس کے اندر کہانی کے سارے لوازمات، داستان کی ساری ضرورتیں اور ناول کی ہر مانگ کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے، ابلیکا دراصل نیکی کے عناصر اور فطرت سے بغاوت کرنے والے کے درمیان ایک کشمکش ہے، خدائے رحمان کے بندوں اور ابلیسی گماشتوں کے درمیان ایک جنگ اور جہد مسلسل ہے۔

کہانی کی صورت میں تاریخ عالم پر مشتمل یہ داستان آپ کو کئی جلدوں میں پڑھنے کو ملے گی، اس لیے کہ یہ داستان ملک کے چوٹی کے ڈائجسٹ ''نئے افق'' میں قسط وار چھپ رہی

ہے۔ ''نئے افق'' ڈائجسٹ کے مالک جناب مشتاق قریشی صاحب کی کوششیں قابل ستائش ہیں کہ وہ اپنے روایتی معیار کو برقرار رکھتے ہوئے ابلیکا کو قسط وار چھاپ رہے ہیں۔ ''مکتبہ القریش لاہور'' کے مالک عبدالحفیظ قریشی صاحب ان کوششوں کو اور آگے بڑھاتے ہوئے اس طویل ترین تاریخی ناول کو کتابی صورت میں بڑے اہتمام کے ساتھ لا رہے ہیں۔ خداوند رحمان و رحیم ان کی کوششوں اور ان کی جدوجہد کو اور زیادہ مضبوط و مربوط کرے۔

مکتبہ القریش کا ذکر آیا ہے تو میں یہ بھی کہتا چلوں کہ ہمارے ملک میں مکتبہ القریش واحد ادارہ ہے جس نے نہ صرف یہ کہ ہمیشہ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی ہے بلکہ تاریخی ناول اور دیگر اسلامی کتب ایک معقول معاوضہ دے کر چھاپنے میں پیش پیش رہا ہے۔ میرا اپنا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ بھی ہے کہ اس وقت مکتبہ القریش کسی مصنف کی اچھی تحریر کو بہتر سے بہتر اور عمدہ سے عمدہ معاوضہ ادا کرنے میں ملک کے پبلشروں میں سرفہرست ہے، میری دلی دعا ہے کہ خداوند اس ادارے کو اور زیادہ توفیق دے کہ وہ فزوں تر کی تلاش میں اور زیادہ کامیاب اور فوز مند رہیں۔

میں ان ہزاروں قارئین کا بھی تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے ابلیکا کی پسندیدگی کا اظہار اپنے خطوط کے ذریعے کیا۔ پڑھنے والوں سے میری یہ بھی گزارش ہے کہ میری صحت کے لیے بھی دعا کریں کہ خداوند حی و قیوم مجھے احسن طریقے سے ابلیکا مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اب آپ ابلیکا کا مطالعہ شروع کریں اور یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد آپ اپنے تاثرات سے ضرور آگاہ کریں گے۔

اسلم راہی ایم۔ اے
غریب پورہ، گجرات

حضرت آدم علیہ السلام کی نعش کوہستان نوذ کے غار میں پڑی تھی۔ حضرت آدمؑ کے بیٹے حضرت شیثؑ اور ان کی اولاد کے ان گنت لوگ دعائیہ انداز میں لاش کے اردگرد چکر لگا رہے تھے۔ کوہستان نوذ جنوبی ہندوستان کے سرسبز ترین پہاڑوں میں سے ہے، جب حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالا گیا تو اسی پہاڑ پر ان کا نزول ہوا تھا۔ کوہستان نوذ کے ایک طرف حضرت شیثؑ اپنے قبیلے کے ساتھ تھے جبکہ جبل نوذ کی دوسری طرف ان کے بڑے بھائی قابیل اپنے قبیلے کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ یہ حضرت آدمؑ کا بیٹا وہی قابیل تھا جس نے اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔

اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا، جنوب میں آدم کا پل[1] اور آدم کی چوٹی[2] کے پہاڑوں کا سلسلہ صاف دکھائی دے رہا تھا، ہر شے ڈوبتے سورج کی آخری جھلک دیکھ رہی تھی، پھر کوہستانوں کے تاریک سلسلے پر شام کی سیاہی غالب آنے لگی۔ جاڑے کی لمبی ٹھٹھرتی رات نزول کرنے لگی۔ طیور پیڑوں میں شام کا بسیرا کرنے کو تیزی سے اڑے جا رہے تھے اور تیز

---

[1] ۔۔ بھارت اور سیلون کے درمیان سمندر میں ریت اور پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کی ایک لمبی قطار، روایت ہے کہ حضرت آدمؑ جب جنت سے نکالے گئے تو وہ اسی راستے سے سمندر کو عبور کر کے سیلون کی طرف گئے تھے، اس لیے اسے آدم کا پل کہتے ہیں یہ پل آج بھی موجود ہے۔ 1883ء میں ماہرین طبقات الارض نے اس پل کو گرا کر اس علاقے کو جہازرانی کے قابل بنانے کی کوشش کی تھی لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی تھی، اس کوہستانی پل کے آس پاس پانی کی گہرائی تین چار فٹ سے زیادہ نہیں ہے

[2] ۔۔ یہ جنوب وسطی لنکا میں واقع کولمبو سے 45 میل جنوب مشرق کی طرف ایک پہاڑی ہے جس کی بلندی 7360 فٹ ہے۔ اس کی چوٹی پر ایک پانچ فٹ چار انچ لمبا اور دو فٹ چھ انچ چوڑا انسانی پاؤں کا نشان ہے۔ روایت ہے کہ یہ حضرت آدمؑ کا نقش پا ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام)

سرد ہواؤں میں درختوں سے بے نیاز پیڑوں کی شاخیں بری طرح چیخ چلا اٹھی تھیں۔ کارگاہ زیست میں ظلمتوں کا نزول ہونے لگا تھا، افق کے دریچے لال گوں ہو کر سفیدی میں ڈوبنے لگے تھے۔ رات سنسان ہو کر جنونی کیفیت اختیار کرنے لگی اور ستارے آپس میں آدمؑ کے دونوں بیٹوں کے قبائل کو دیکھ دیکھ کر مسکرانے لگے تھے، شیثؑ، آدمؑ کی نعش کے پاس دو کڑیل محافظوں کو چھوڑ کر اپنے قبیلے کے دیگر لوگوں کے ساتھ اپنے پڑاؤ کی طرف جا چکے تھے۔ شیثؑ اور قابیل کے قبائل کا قیام کوہستانی غاروں اور پہاڑوں کی گپھاؤں میں تھا، یہاں دونوں قبائل کا قیام چونکہ عارضی تھا، اس لیے انہوں نے اپنے گھر تعمیر نہ کیے تھے۔

جب شیثؑ، آدمؑ کی نعش کے پاس دو محافظوں کو چھوڑ کر اپنے کوہستانی ٹھکانے کی طرف چلے گئے، اس وقت عزازیل[1] نے اپنے پانچ ساتھیوں ثبر، اعور، مسوط، داسم اور زکنبور کے ساتھ کوہستان نوذ پر نازل ہوا، پھر ابلیس (عزازیل) نے اپنے ساتھی داسم کو حکم دیا کہ جاؤ قابیل اور اس کے قبیلے کو بلا کر لاؤ اور انہیں کہو کہ اس چٹان کے سامنے جمع ہوں جس پر میں اس وقت کھڑا ہوا، میرا نام لے کر قابیل کو پیغام دینا، وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کو لے کر بھاگتا ہوا میری طرف آئے گا۔ عزازیل کا ساتھی کچھ کہے بغیر وہاں سے روپوش ہو کر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد قابیل اپنے قبیلے کے مردوعورتوں کو لے کر اس چٹان کے سامنے آ کھڑا ہوا جس چٹان کے اوپر عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کا منتظر تھا۔ آلِ قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے عزازیل نے اپنے پانچوں ساتھیوں کے ناموں کا تعارف کرایا، پھر اس نے بلند آواز میں قابیل قبیلے کو مخاطب کر کے اپنے ان پانچوں ساتھیوں سے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اے آلِ قابیل! میرے ساتھیوں میں جو ثبر ہے اس کے اختیار میں مصیبتوں کا کاروبار ہے جس میں لوگ ہائے واویلا کرتے ہیں اور گریبان پھاڑتے ہیں، منہ پر طمانچے مارتے ہیں اور جاہلیت کے نعرے لگاتے ہیں۔

میرے دوسرے ساتھی کا نام اعور ہے، یہ لوگوں کو بدی کا مرتکب کرتا ہے اور اسے ان پر اچھا اور پسندیدہ کر کے دکھاتا ہے۔

1۔ ابلیس یعنی شیطان کا اصل نام عزازیل ہے۔

میرے تیسرے ساتھی کا نام مسوط ہے، یہ کذب اور دروغ پر مامور ہے جسے لوگ کان لگا کر سنیں۔ جس طرح یہ اب میرے ساتھ انسانوں کی شکل میں ہے، ایسی ہی شکل میں یہ انسانوں سے ملتا ہے اور انہیں فساد برپا کرنے کی جھوٹی خبریں سناتا ہے۔

میرے چوتھے ساتھی کا نام داسم ہے۔ یہ آدمی کے ساتھ اس کے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کے عیب اس کو دکھاتا ہے اور ان پر غضب ناک کرتا ہے۔

میرا پانچواں ساتھی زکنبور ہے۔ یہ بازاروں کا مختار ہے، بازاروں میں آ کر یہ قسم قسم کی بدی اور بددیانتی کے جھنڈے گاڑتا ہے۔

”اے آلِ قابیل! میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ خاندان شیثؑ کے پاس آدمؑ کی نعش کی صورت میں ایک ایسی چیز ہے جس کے گرد وہ گھومتے ہیں، اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ اپنے اندر برکت محسوس کرتے ہیں اور تمہارے پاس کچھ نہیں ہے۔“

قابیل آگے بڑھا اور عزازیل سے نزدیک ہوتے ہوئے اس نے کہا۔ ”اے عزازیل! تو میرا پرانا دوست، مہربان اور غمگسار ہے، تو نے مجھے اپنے بھائی ہابیل پر قبضہ پانے کو کہا، سو میں نے تیرے مشورے پر عمل کیا اور کامیاب و فوزمند رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ تم اب کہو گے وہ بھی ہماری بہتری کی خاطر ہی ہو گا، کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔“

عزازیل نے کہا۔ ”سنو قابیل! آدمؑ کی نعش کو اٹھا کر اپنے قبیلے میں لے آؤ اور بنی شیثؑ کا یہ وہم نکال دو کہ صرف وہی آدمؑ کے اصل اور صحیح وارث ہیں، اس طرح بنی شیثؑ کو اقتدار اور بزرگی میں تم پر غلبہ نہ رہے گا۔“

قابیل نے کہا: ”اے عزازیل! یہ کیونکر ممکن ہے میرے قبیلے میں کون ہے جو میرے باپ آدمؑ کی نعش کو اٹھا کر اپنے ہاں لے آئے گا کیونکہ نعش پر بنی شیثؑ کے دو جوانوں کا پہرہ ہے۔ ان دو جوانوں میں سے ایک یوناف اور دوسرے کا نام جرموق ہے۔ ان دونوں میں سے جو یوناف ہے وہ سوختہ جان موت کی طرح بھیانک اور کوہستانی پتھروں کی طرح مضبوط اور کڑا ہے۔ وہ ایسا طاقتور ہے کہ چٹانوں کو اکھاڑ کر رکھ دے۔ وہ بنی شیثؑ کی راتوں کا تارا اور انفرادی شجاعت میں نور کا روشن دھارا ہے۔ وہ اس قدر زور آور ہے کہ اگر اس کے بس میں ہو تو زمین کا کمر بند پکڑ کر اسے اپنے سامنے پچھاڑ کر رکھ دے۔ بنی شیثؑ اسے اپنا آخری اور مضبوط برج سمجھتے ہیں، وہ ایسا جوان ہے جو صاعقہ آسمانی بن کر تقدیر کا نوشتہ بدل

دے۔ شیثؑ اور اس کے سارے بیٹے اور خاص کر اس کا بیٹا انوش یوناف سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور اپنے لیے اسے ایک قیمتی متاع جانتے ہیں۔۔۔ اور دوسرا جس کا نام جرموق ہے، گو وہ یوناف سے کمتر ہے لیکن وہ بھی ایسا طاقتور ہے کہ پہاڑ اکھیڑ کر رکھ دے۔ بنی شیثؑ اس سے بھی محبت کرتے ہیں، ایسے میں اے عزازیل! کون میرے باپ آدمؑ کی لاش اس غار سے نکال کر میرے پاس لے آئے گا جبکہ میرے پاس قبیلے میں یوناف جیسا ایک ہی طاقتور جوان ہے اس کا نام عارب ہے لیکن وہ ان دنوں علیل ہے اور غار کے اندر بیمار پڑا ہے۔"

عزازیل نے کہا۔"اے قابیل! کیا تیرے قبیلے میں کوئی اور ایسا نہیں جو یوناف کا مقابلہ کرے۔"

قابیل نے کہا۔"اے عزازیل! میرے قبیلے میں ایک اور طاقتور اور گرانڈیل جوان بھی ہے، اس کا نام عملاق ہے لیکن اسے ابھی تک کسی کام میں آزمایا نہیں گیا۔ کیا خبر وہ یوناف سے جیت ہوتا ہے یا اسے مغلوب کرتا ہے کیا ایسا ممکن نہیں کہ عارب کے صحت یاب ہونے کا انتظار کیا جائے اور جب وہ اچھا ہو جائے تو اسے اور عملاق کو بھیجا جائے کہ وہ دونوں کسی حیلے سے کام لے کر یوناف اور جرموق پر غالب آ رہیں اور کوہستان نوذ کے اس غار سے میرے باپ آدمؑ کی نعش اٹھا کر یہاں میرے پاس میرے قبیلے میں لے آئیں، پھر عارب اور عملاق بھائی بھی ہیں اور دونوں مل کر اس کام کو گزر یں گے۔"

عزازیل نے بے اطمینانی اور انتشار طبع کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔"نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، میرا ایک ساتھی تھوڑی دیر قبل بنی شیثؑ میں سے ہو کر آیا ہے۔ وہ شاید کل تک آدمؑ کی نعش کو دفن کر دیں گے۔ اے قابیل! جو کچھ کرنا ہے آج ہی کی رات کو کر لو۔ جب اہل شیثؑ آدمؑ کی نعش کو زمین میں دفن کر دیں گے تو پھر تمہاری کوئی حق داری اور وراثت نہ رہے گی۔"

قابیل سر جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔

عزازیل نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔"اے قابیل! ملول نہ ہو، تفکر میں نہ پڑ، کیا تیرے قبیلے میں کوئی ایسی لڑکی نہیں جو بے انتہا خوبصورت ہو۔"

قابیل نے چونک جانے کے انداز میں اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔"اے

عزازیل! میرے قبیلے میں ایک ایسی خوبصورت لڑکی ہے جس کا کوئی ثانی نہیں، کوئی مثال نہیں۔ میرے اور شیثؑ دونوں کے قبیلوں میں کوئی لڑکی بھی ایسی حسین نہیں ہے، اس کا نام بیوسا ہے اور وہ میری ایک نواسی کی لڑکی ہے، اے عزازیل! بیوسا کا حسن شعلہ اور سکر و مستی ہے۔ وہ خیالستان حسن، نگارستان نغمہ ہے، وہ میرے پورے قبیلے کے دلوں کی دھڑکن ہے اور ہر کوئی اس سے شادی کرنے کا متمنی ہے لیکن اے عزازیل! وہ ستاروں کا خوشہ اور بہاروں کا توشہ بیوسا، مردوں سے انتہائی نفرت کرتی ہے، خالق ارض و سما نے اس کی جبلت میں، شعور اور اس کے خمیر میں دو چیزیں بھر دی ہیں، ایک مردوں سے نفرت، دوسرے صرف اپنی ذات سے محبت۔"

عزازیل نے کہا۔"تمہارے قبیلے میں کوئی اور خوبصورت لڑکی بھی ہے۔"

قابیل نے کہا۔"ہاں۔ ایک اور بھی انتہائی خوبصورت لڑکی ہے، اس کا نام نبیطہ ہے، یہ میرے پوتے کی بیٹی ہے۔ عمر میں بیوسا اور نبیطہ ایک جیسی ہی ہیں لیکن حسن و خوبصورتی میں بیوسا بڑھ کر ہے۔ اپنے شعور، اپنے خمیر اور جبلت میں نبیطہ، بیوسا کا الٹ ہے جہاں بیوسا انتہائی خوبصورت سادہ، خاموش طبع اور مردوں سے نفرت کرنے والی ہے وہاں نبیطہ خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ پرلے درجے کی شوخ طبع مردوں کی طرف میلان رکھنے والی اور بھڑکیلی و غصیلی طبیعت کی لڑکی ہے۔ یہ عماق کی بہن ہے، عارب اور عماق دونوں سگے بھائی ہیں جبکہ حسین بیوسا ان تینوں کی پھوپھی زاد ہے، کاش! عارب بیمار نہ ہوتا تو وہ بنی شیثؑ کے یوناف کا خوب مقابلہ کرتا۔"

عزازیل نے کہا۔"سنو قابیل! تم عارب کے بھائی عملاق کو اس غار کی طرف روانہ کرو جس میں آدمؑ کی نعش ہے اور جہاں اس وقت یوناف اور جرموق پہرہ دے رہے ہیں۔ عملاق کے ساتھ تم بیوسا اور نبیطہ کو بھی روانہ کر دو، وہاں جا کر عملاق، یوناف کو مقابلے کی دعوت دے جب وہ مقابلے کے لیے تیار ہو تو نبیطہ جرموق کے ساتھ جا بیٹھے اور اسے باتوں [illegible] لگا کر اور اپنے حسن اور خوبصورتی کا چرکہ لگا کر یوناف کی طرف سے غافل کر دے۔ حسین بیوسا کا کام یہ ہو گا کہ وہ اپنے جسمانی زاویوں کو خوب واضح کر کے یوناف کے سامنے رہے، یوناف اس کے حسن کی مہک اور جسم کی چکا چوند میں کھو جائے گا اور صحیح طور پر عملاق سے مقابلہ نہ کر سکے گا اور شکست کھا جائے گا جس وقت یوناف ہار جائے تو حسین

بیوسا اس کے قریب جائے، اسے تسلی دے اور اس سے ہمدردی کا اظہار کرے، اس طرح یوناف اور جرموق دونوں آدمؑ کی لاش سے غافل ہو جائیں گے۔ بیوسا اور نبیطہ اسی طرح باتوں اور ہمدردی سے یوناف اور جرموق کو بہلاتی رہیں اور عملاق ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر آدمؑ کی نعش کو اٹھا کر یہاں لے آئے۔ جب بیوسا اور نبیطہ اندازہ کرلیں کہ عملاق آدمؑ کی نعش کو لے کر اپنے قبیلے میں پہنچ چکا ہوگا تو وہ بھی یوناف اور جرموق کو چھوڑ کر واپس آجائیں۔''

قابیل نے فکرمندی سے کہا۔''اگر یوناف اور جرموق، بیوسا اور نبیطہ کو واپس نہ آنے دیں اور انہیں بے آبرو کرنا چاہیں پھر.........''

عزازیل نے کہا۔''ان کا ایسا کرنا ناممکن ہے، سنو قابیل! اگر وہ ایسا کرنا چاہیں تو بیوسا اور نبیطہ انہیں دھمکی دیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ شور مچا کر سارے قبیلہ بنی شیثؑ کو جمع کرلیں گی۔ ظاہر ہے پھر یوناف اور جرموق شیثؑ کی سزا کے خوف سے ایسا کرنے کے متعلق سوچ بھی نہ سکیں گے، اس طرح بیوسا اور نبیطہ بھی واپس آجائیں گی۔''

قابیل نے خوش اور مطمئن ہو کر کہا۔''ہاں یہ ترکیب ٹھیک ہے۔ میں عملاق، بیوسا اور نبیطہ کو بلواتا ہوں۔''

عزازیل نے کہا۔''ان تینوں کو سارا معاملہ سمجھا کر لانا کہ انہیں کہاں جانا ہے اور وہاں جا کر انہوں نے کیا کچھ کرنا ہے؟''

قابیل نے کہا۔''مطمئن رہو، میں ان سے سب تفصیلات کہہ دوں گا۔'' قابیل مڑا اور اپنے پیچھے کھڑے اپنے قبیلے والوں کے اندر گھس گیا۔

تھوڑی دیر بعد قابیل لوٹا تو اس کے ساتھ عملاق، بیوسا اور نبیطہ تھے، جیسا کہ قابیل نے عزازیل کے سامنے تعریف کی تھی، بیوسا ویسی ہی حسین تھی، اس کی غزل خواں اور زمزمہ ریز آنکھوں میں اک حشر برپا تھا۔ اس کے صندلی اور گلابی جوان جسم سے مہک، لذت وشہوات اور ضبط کے بندھن توڑ دینے والی خوشبو اٹھ رہی تھی، اس کے آلوچہ ہونٹ، ان پر ایک جھلملاہٹ اس جھلملاہٹ میں ایک مسکراہٹ اور اس مسکراہٹ میں ایک گھلاوٹ تھی اس کی جھکی ہوئی دراز پلکوں، خاموش و روشن آنکھوں میں قوس قزح کی رنگین لہریں، روشنیوں کا سیلاب اُمڈ رہا تھا۔ اس کے سرمدی وجود کا اسرار رکھنے والے چہرے پر زمزموں کا ارتعاش،

فطرت کے گیت، دہکیلی روشنی، چاند کا فسوں، کرنوں کا جادو، نغموں کا خواں اور رِستے جھرنوں کا رس رقص کناں تھا، اس کے عارضوں کی لالہ کاری، آہ! جیسے گل ویاسمین کی طراوت، اس کے کاکلوں کی تابداری، جیسے رات کا فسوں، اس کے احمریں وگلنار ہونٹوں کی طراوت جیسے رات کے پہلے پہر کے دلکش خواب کے کنوار پنے کی تازگی۔

نبیطہ بھی نغموں کے خواں، نگاہوں کے خمار اور نسیم سحر کی لطافت جیسی خوبصورت تھی لیکن وہ حسن اور کشش میں بیوسا سے کافی کمتر تھی۔

عزازیل نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔''کیا تمہارے جد امجد قابیل نے تم تینوں کو سمجھا دیا ہے کہ تمہیں کہاں جانا ہے اور وہاں جا کر کیا کام سرانجام دینا ہے۔''

عملاق نے کہا۔''اے عزازیل! ہم جان چکے ہیں کہ ہمیں بنی شیثؑ کے غار میں جانا ہے اور وہاں سے آدمؑ کی لاش کو اٹھا کر لانا ہے تاکہ آنے والی نسلوں میں ہم ہی آدمؑ کے حمایت کار اور وارث کہلائیں۔''

عزازیل نے کہا۔ ''تو پھر جاؤ، جس طرح قابیل نے تمہیں سمجھا دیا ہے، اسی طرح عمل کرو، تمہاری واپسی تک تمہارے اہل قبیلہ اور میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہیں موجود رہوں گا۔''

عملاق، بیوسا اور نبیطہ اس غار کی طرف چل دیئے جہاں آدمؑ کی نعش پڑی ہوئی تھی۔

O

کوہستان نوذ کے غار میں آدمؑ کی نعش پڑی تھی۔ سردی سے بچنے کے لیے یوناف اور جرموق نے غار کے منہ کے پاس آگ کا الاؤ روشن کر رکھا تھا اور یوں آگ کے پاس بیٹھے وہ پہرہ دے رہے تھے۔

آگ کے جلتے الاؤ نے غار کے اندرونی اور باہر کے حصے کو دور دور تک روشن کر دیا تھا۔ سنگین اور جوان رات شبنم سے ہم آغوش ہو کر اپنے حاشیہ خیالات میں دور تک نکل گئی تھی۔ آسمان خاموش تھا، زمین کی سانس بوجھل تھی اور رات کے سینے کے ویران گوشوں کے سر پر چمکتے چاند کی کرنیں اپنی آخری ضربیں لگا رہی تھیں۔

الاؤ کی تیز روشنی میں یوناف ایسے لگ رہا تھا، گویا کوئی بھولا بسرا انسان اور ویرانہ نورد وہاں آ بیٹھا ہو اور اپنے اطراف کو بڑے انہماک اور غور سے دیکھ رہا ہو، وہ بڑا دراز قد،

خوبصورت کڑیل، دیوہیکل وگرانڈیل جوان تھا، اس کے پاس بیٹھا جرموق بھی ایک کوہ پیکر جوان تھا، لیکن وہ یوناف کی نسبت کمتر تھا۔

عین اس وقت جلتے الاؤ کی روشنی کے ہالے میں عملاق، حسین بیوسا اور دلفریب نبیطہ نمودار ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف کی بڑی اور سیاہ آنکھوں میں خون اتر آیا اور وہ شرار برق کی طرح اٹھ کھڑا ہوا اسے دیکھتے ہوئے جرموق بھی کھڑا ہوگیا۔ قریب آ کر عملاق نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے بنی شیثؑ کے کوہ پیکر جوان! میرے قبیلے کے ایک جوان نے مجھے بتایا ہے کہ بنی شیثؑ میں تو سب سے زور آور ہے، اس چاندنی رات میں تجھے میں مقابلے اور زور آزمائی کی دعوت دیتا ہوں، میں فیصلہ کر کے آیا ہوں کہ تجھ سے مقابلہ کر کے تجھے مات دوں گا اور بنی قابیل کا نام روشن کروں گا۔

یوناف کے دل و دماغ پر گویا سرخ شعلوں کا رقص شروع ہو گیا تھا۔ اس کی نگاہوں کے تجسس میں اندھے اور بھیانک طوفان کروٹیں لینے لگے تھے۔ اس کی حالت سے ایسا لگتا تھا جیسے خاموش فضاؤں کے اشارے تلخ حقائق اور مایوسی کا اندھیرا پھیلانے پر تل گئے ہوں، پھر اس نے جواب طلب نگاہوں سے عملاق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے قابیل کی اولاد! کیا تجھے کسی نے بتایا نہیں، کیا قابیل نے بھی تجھے نہیں سمجھایا کہ میں خودسروں کو ہرگز برداشت نہیں کرتا، کیا تجھے خبر نہیں میں شیثؑ کے پوتے کا بیٹا یوناف ہوں اور یہ بھی تیرے علم میں ہوگا کہ میرے آبا شیثؑ کو خدا نے سرفراز کیا اور آدمؑ کے بعد اسے سب پر فوقیت دی جبکہ تیرا جد قابیل اپنے بھائی ہابیل کا قاتل ہے۔ اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ سو وہ عزازیل کی طرح مردود و مقہور ہو گیا، جا اپنے قبیلے میں لوٹ جا اور مجھے اس مقدس غار کی حفاظت کرنے دے کہ یہاں ہمارے جداعلیٰ آدمؑ کی لاش پڑی ہے لوٹ جا کہ اس غار کے تقدس کا مجھے خیال اور احترام ہے ورنہ اب تک میں تجھے تیرے خون میں لتھیڑ چکا ہوتا۔ قبل اس کے کہ تو میرے ہاتھوں مارا جائے اور تیری ماں، تیری بہنیں اور بھائی اور تیرا باپ اور تیرا جد تیری جواں مرگ پر نوحہ کریں لوٹ جا اور مجھے اس کام پر لگا رہنے دے جس پر میرے باپ کے دادا شیثؑ نے مجھے مقرر کر رکھا ہے۔''

یوناف اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

عملاق نے سخت آواز اور کرخت لہجے میں کہا۔ ''اے بنی شیثؑ کے بزدل یوناف! میں

تجھے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں اور تو مجھے اپنے قبیلے میں واپس جانے کی ترغیب دیتا ہے، اٹھ! میرا مقابلہ کر، تاکہ میں اپنے قبیلے کی عزت وسطوت کا باعث بنوں، دیکھ میرا بڑا بھائی عارب جو مجھ سے کہیں زیادہ طاقتور ہے، بیمار پڑا ہے، وہ اگر اچھا ہوتا تو اپنے قبیلے کی فوقیت ثابت کرنے کو وہ تیرے ساتھ مقابلہ کرنے آتا اور اب تک وہ تجھے پچھاڑ کر آگ کے اس الاؤ کے پاس لہولہان کر چکا ہوتا، اٹھ میرا مقابلہ کر ورنہ میں تجھے مار کر چلا جاؤں گا۔

عملاق کی گفتگو پر یوناف اپنی جگہ سے یوں اٹھا جیسے زمین کی جوف کے اندر بے انت زلزلے اچانک حرکت میں آ گئے ہوں یا کسی بلند چٹان پر اچانک آگ کے ان گنت الاؤ بھڑک اٹھے ہوں، یوناف نے کسی ہمہ سوز طوفان کی طرح عملاق کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''تو پھر سنبھل اے عملاق! میں تجھے منحوس ستارہ جان کر تجھ پر حاوی ہوں گا، تیری ساری سطوت کے ایوان گراؤں گا، تیرے دامن کو تار تار کروں گا اور تجھے تباہی کی آگ، مایوسی کا اندھیرا اور ذلت وندامت کے آنسوؤں میں نہلا دوں گا۔''

نبیطہ فوراً آگے بڑھی اور جرموق کو اپنی طرف راغب کرتے ہوئے اسے باتوں میں لگا لیا حسین ساحرہ بیوسا آگے بڑھ کر الاؤ کی تیز روشنی میں آئی اور ایسے زاویے پر آ کھڑی ہوئی کہ یوناف کی نگاہ براہ راست، اس پر پڑے۔ ایک بار اس پر نگاہ پڑتے ہی یوناف اس کی خوبصورتی، کشش اس کی چمکیلی آنکھوں اور بھرے بھرے گلابی جسم کو دیکھ کر گڑبڑایا، پر جلد ہی اس نے اپنے سر کو جھٹکا دیا، سنبھلا اور اپنے چمڑے کا فرغل اتار کر ایک طرف پھینکتے ہوئے اس نے ایک جست لگائی اور عملاق کی طرف بڑھا۔

حسین بیوسا کا حربہ ناکام رہا اور یوناف نے آگے بڑھ کر عملاق کو اپنی گرفت میں لے لیا، دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے اور ایک دوسرے پر ضربیں لگانے لگے، اچانک یوناف نے عملاق کو اپنی گرفت میں لیا اور ایک وحشی نعرہ مارتے ہوئے اس نے خوب قوت کے ساتھ عملاق کو فضا میں اوپر کو اچھالا اور انتہائی بے بسی کی حالت میں عملاق ایک چٹان پر گرا اور مر گیا۔

''یہ مر چکا ہے تم دونوں اسے اپنے قبیلے میں لے جاؤ اور سنو! عملاق کے مرنے کا یہاں شور اور واویلا نہ کرنا ورنہ میرے قبیلے والے یہاں آ جمع ہوں گے اور معاملہ کی چھان بین

کرنے کی خاطر تم دونوں کو یہاں روک لیں گے میں جانتا ہوں عملاق مجھ سے مقابلہ کرنے
کسی مقصد کے تحت آیا تھا، تم دونوں اپنے قبیلے کی حسین ترین لڑکیاں ہو اور تم دونوں کا اس
کے ساتھ آنا ہی انگنت غلط فہمیاں کھڑی کرنے کو کافی ہے، میرا دل کہتا ہے آدمؑ کی لاش
اٹھانے آیا تھا اور تم دونوں کو اس لیے اپنے ساتھ لایا تھا کہ تم دونوں اپنے حسن اور اپنی
خوبصورتی سے مجھ کو اور جرموق کو اپنی طرف مائل کر کے ہمارے فرض سے ہمیں غافل کر دو،
پر ایسا کیونکر ممکن ہے؟''

ذرا رک کر اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے یوناف نے پھر کہنا شروع کیا۔

''سنو بیوسا! تمہارا میرے سامنے اس بے باکی سے آنا اس امر کی دلیل ہے کہ تمہیں مجھ
پر جال ڈالنے کو مقرر کیا گیا تھا، اب جبکہ تم میرے سامنے آ ہی گئی ہو تو سن رکھو، اب میں
تمہیں اپنے لیے حاصل کر کے رہوں گا میں جانتا ہوں جس قدر تم خوبصورت اور پرکشش
ہو، اسی قدر تم مردوں سے نفرت کرتی ہو، پھر بھی جان رکھو کہ تمہاری اس ساری نفرت اور
کرودھ کے باوجود میں تمہیں حاصل کروں گا اور تمہیں اپنی رفاقت میں لاؤں گا۔''

بیوسا نے سخت نفرت سے زمین پر تھوکتے ہوئے کہا۔ ''آج سے میں دوسرے مردوں کی
نسبت تم سے زیادہ نفرت کروں گی۔''

یوناف نے کہا۔

''قبل اس کے کہ میرے قبیلے والے یہاں آ جمع ہوں اور تم سے پوچھ گچھ کی خاطر تمہیں
یہاں روک لیں، تم دونوں عملاق کی لاش اٹھاؤ اور یہاں سے چلی جاؤ۔''

بیوسا اور نبیطہ نے جلدی جلدی عملاق کی لاش اٹھائی اور وہاں سے چلی گئیں۔

○

عزازیل اسی طرح جبل نوذ پر اپنے پانچوں ساتھیوں کے ہمراہ کھڑا تھا اور اس کے
سامنے قابیل اپنے قبیلے والوں کے ساتھ کھڑا تھا کہ بیوسا اور نبیطہ عملاق کی لاش اٹھائے
وہاں پہنچ گئیں، انہوں نے لاش کو قابیل کے پیروں کے پاس رکھ دیا۔ نبیطہ بھائی کی لاش
کے پاس بیٹھ کر رونے لگی جبکہ بیوسا پرسکون تھی اور اس نے قابیل سے کہا۔ ''اے میری ماں
کے نانا! عملاق، یوناف کا مقابلہ نہیں کر سکا، وہ اس سے گتھ گیا، اسے ایک بے تواں بچہ جان
کر اس نے فضا میں اچھالا، عملاق ایک چٹان پر گرا اور مر گیا۔''

نبیطہ کے رونے کی آواز سن کر اس کا دوسرا طاقتور بیمار بھائی عارب بھی غار سے وہاں آ
گیا، اس نے بھی بیوسا سے علماق کے مرنے کے واقعات سنے اور لاش کے پاس بیٹھ کر
رونے لگا، قابیل نے اس وجہ سے عملاق کو جلدی دفن کر دیا کہ اس کی موت سے اس کے
قبیلے والوں پر برا اثر نہ پڑے اور وہ بنی شیثؑ سے خوفزدہ نہ ہو جائیں۔

عملاق کی تدفین کے بعد عزازیل نے بنی قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے آلِ
قابیل! بنی شیثؑ کے پاس اس وقت آدمؑ کی لاش ہے جس کے گرد وہ گھومتے ہیں اور اس کی
تعظیم کرتے ہیں جبکہ تمہارے پاس کچھ نہیں، کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز دوں جو دائمی
تمہارے پاس رہے اور خدا کے بجائے اس سے تم خیر و برکت حاصل کرو۔''

سب بنی قابیل نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی، عزازیل نے اس بار عارب، نبیطہ
اور بیوسا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم یوناف سے عملاق کی موت کا انتقام نہ لو گے؟''

عارب نے کہا۔ ''صرف یوناف ہی نہیں پورے بنی شیثؑ سے انتقام لیں گے، میں اس
وقت بیمار ہوں، اچھا ہو جاؤں تو یوناف کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔''

عزازیل نے قابیل کے پاس کھڑے عارب، بیوسا اور نبیطہ سے اور نزدیک ہوتے
ہوئے کہا۔ ''کیا تم تینوں کے ناسوت میں لاہوت کا ایک عمل نہ کر دوں۔ لاہوت کے اس
عمل سے تم تینوں ابدی اور دائمی تو نہ ہو جاؤ گے پر ایک وقت مقررہ تک جیتے رہو گے اور
اس مقررہ وقت میں ہزاروں سال بھی ہو سکتے ہیں، جب تمہارے ناسوت پر لاہوت کا عمل
ہو جائے گا تو تم تینوں ہمیشہ جوان رہو گے مافوق الفطرت قوتوں کے مالک ہو گے اور
تمہاری حیثیت اپنے اپنے ہمزاد جیسی ہو جائے گی جس طرح وہ محیر العقول کام کر سکتا ہے،
اسی طرح تم تینوں بھی کر سکو گے، کیا تم اس عمل کے لیے تیار ہو؟''

عارب، بیوسا اور نبیطہ نے فوراً اس کا جواب اثبات میں دیا۔

عزازیل نے اس بار قابیل سے کہا۔ ''مجھے اپنے قبیلے کا ایک ایسا آدمی دو جو خوب
دانشمند ہو تیز اور چالاک بھی ہو تاکہ میں اسے ایک ایسا فن سکھاؤں جس سے وہ تمہارے
لیے ایسی چیز بنائے جس کے سامنے تم خدا کے بجائے جھکو اور اس سے خیر و برکت حاصل
کرو۔''

قابیل نے اپنے قریب کھڑے ایک نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''اس

جوان کو وہ فن سکھاؤ۔ اس کا نام طیراش ہے۔ یہ بڑا چالاک اور تیز ہے۔"

عزازیل نے کہا۔ "قابیل! تم اپنے قبیلے والوں کو لے کر اپنے مسکن کی طرف لوٹ جاؤ، میں ان چاروں کو لے کر کوہستان نوذ کی چوٹی پر جاؤں گا اور وہاں پر اپنا عمل کروں گا۔"

قابیل اپنے قبیلے کو لے کر لوٹ گیا جبکہ عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بنی قابیل کے ان چار افراد کو لے کر جبل نوذ کی چوٹی کی طرف چل پڑا۔

چوٹی کی طرف جاتے ہوئے طیراش نے پوچھا۔ اے عزازیل! تو پیدائش آدمؑ سے لے کر اس کے جنت سے نکالے جانے کے اور بعد کے سارے حالات سے بخوبی واقف ہے کیا تو ہمیں یہ سارے حالات و واقعات نہ سنائے گا کہ ہم اپنے جدامجد پر گزرنے والے حوادث کی اصلیت سے آگاہ ہوں۔"

عزازیل نے دکھ سے کہا۔ آہ! آدمؑ کی یہ داستان بھی میرے لیے کیسی دل فگار اور زوال کا باعث ہے۔ سنو! خداوند خدا نے مجھے زمین کی طرف بھیجا تا کہ میں ادیم زمین[1] سے ہر جز و شیریں و شور مٹی کو لے کر آؤں۔ میں یہ مٹی لے کر آیا تو خدا نے چالیس دن تک اس مٹی کے اندر خمیر اٹھایا، پھر اس مٹی پر اپنا ہاتھ مارا تو پاک و طیب مٹی دائیں ہاتھ میں اور ناپاک و خبیث مٹی بائیں ہاتھ میں چلی گئی، پھر دونوں کو خلط ملط کر کے آدم کو بنایا، جب آدم کا دھڑ بنایا گیا تو میں اس کے اِرد گرد گھوما کرتا تھا۔ چونکہ یہ مٹی میں ہی زمین سے لایا تھا اس لیے مجھے جستجو تھی کہ خدا اس کا کیا کرے گا، میں نے جب دیکھا کہ آدم کے دھڑ میں جوف ہے تو میں سمجھ گیا کہ یہ مخلوق مستقیم نہ رہے گی، سب سے پہلے آدم کے سر میں روح آئی اور حرکت پیدا ہوئی، پھر جثہ میں جسے حرکت میں آتے خود آدمؑ دیکھ رہا تھا۔ عصر کے وقت تک دونوں پاؤں باقی رہ گئے تھے۔ یہ دیکھ کر آدم نے کہا۔

"اے رات کے پروردگار جلدی کر[2] کیونکہ رات آرہی ہے۔"

جب آدمؑ کے سارے جسم میں روح پھیل گئی تو اسے چھینک آئی تب آدمؑ نے خدا کی حمد کی۔ جواب میں خدا نے کہا۔

1۔ ادیم کا مطلب سطح زمین ہے۔ اسی ادیم سے لفظ آدم بنا، چونکہ آدمؑ کی اولاد سے نسیان متوقع ہے لہٰذا انسان کہلائی۔

2۔ اسی بناء پر خدا نے فرمایا، خلق الانسان عجولاً: انسان جلد باز پیدا ہوا (طبقات ابن سعد)

"رحمک ربک۔ تجھ پر تیرے رب کی رحمت۔"

پھر خدا نے قریب کھڑی روحوں کی طرف اشارہ کر کے آدمؑ سے کہا۔

"ان کی طرف جا اور انہیں سلام کہہ، پھر جو وہ جواب دیں مجھ سے آکر کہہ۔"

آدمؑ ان کی طرف گیا اور انہیں سلام کہا، روحوں نے جواب دیا۔

"الحمد للہ رب العالمین۔"

آدمؑ نے یہی آکر خدا سے کہا، پس خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ یہ تیرا اور تیری ذریات کا سلام ہوگا۔ پھر خدا نے سب کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں، سب نے کیا اور میں نے انکار کر دیا، بھلا میں اس مٹی سے بنے انسان کو کیونکر سجدہ کرتا جسے میں خود سطح زمین سے اٹھا کر لایا تھا، پس خدا نے مجھے راندۂ درگار اور مردود کر کے اپنا لعنت زدہ کر دیا اور میں خدا سے اس کے بنائے ہوئے انسان کو قیامت تک بھٹکانے کی مہلت لے کر علیحدہ ہو گیا۔

خدا نے آدمؑ اور حواؑ کو جنت میں ڈال دیا، میں نے انہیں جل دے کر جنت سے نکلوا دیا کیونکہ میری ترغیب پر آدم نے وہ کھالیا[1] جس کی خدا نے ممانعت کر رکھی تھی۔

پس آدم و حوا زمین پر پھینک دیے گئے، تلافی مافات میں آدمؑ و حواؑ دو سو برس تک روتے رہے، چالیس دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا، سو برس تک آدمؑ و حواؑ الگ تھلگ رہے، آدمؑ کوہستان نوذ پر رہے، خدا نے جنت سے آدمؑ کے ساتھ اس کا درخت ایک پتھر[2]، ایک عصا[3] ایک سندان، ایک ہتھوڑا، ایک سنی اور بھیڑ بکریوں کے آٹھ جوڑے اتارے[5]۔ جب آدمؑ جبل نوذ پر گرے تو انہوں نے وہاں لوہے کی ایک سلاخ دیکھی۔ انہوں نے لکڑیاں گرم کر کے اس سلاخ کو تپایا اور لوہے کا سندان کر ہتھوڑے سے اس کی چھری بنائی۔ آدمؑ اسے کام میں لاتے اس کے بعد لوہے کا ایک تنور بنایا[6]۔ اور سنو! آدم کا قد ساٹھ ہاتھ اور جسم کی چوڑائی سات ہاتھ تھی پھر خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ میرے عرش کے بالکل نیچے میرا ایک گھر

1۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ دانہ گندم تھا، دیگر کا خیال ہے انگور تھا۔ 2۔ یہی حجر اسود تھا، حضرت آدمؑ نے اسے کوہ ابوقبیس پر نصب کیا تھا، یہ اندھیری راتوں میں چاند کی طرح روشن رہتا تھا بعد کو جب حائض عورتیں اور نجس زن پہاڑ پر آکر اسے چھوتے رہے تو یہ سیاہ ہوگیا۔ (طبقات ابن سعد) 3۔ یہی عصاء موسیٰؑ تھا۔ (طبقات ابن سعد) 5۔ انہی بھیڑ بکریوں کو حضرت آدمؑ نے ذبح کر کے اول اول ان کا گوشت کھایا اور ان کی کھالوں سے اپنے اور حوا کے لیے لباس بنائے۔ (طبقات ابن سعد) 6۔ یہی تنور حضرت نوحؑ کو ورثہ میں ملا تھا اور اسی کے اندر سے طوفان نوح پھوٹ پڑا تھا۔ (طبقات ابن سعد)

تعمیر کرو[1]۔ سو آدمؑ نے زمین پر خدا کا گھر تعمیر کر دیا۔''

کوہستانِ نوذ کی چوٹی کی طرف جاتے ہوئے عزازیل کہتا رہا۔ ''آدمؑ اور حواؑ کے جو پہلی اولاد پیدا ہوئی وہ قابیل اور اس کی بہن لبود تھے، دوسرے بطن سے ہابیل اور اس کی بہن اقلیما پیدا ہوئے، جب یہ چاروں جوان ہو گئے تو خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ ایک بطن کی اولاد کو دوسرے بطن کی اولاد سے بیاہ دیا جائے تاکہ ایک ہی بطن کے بھائی بہنوں کا آپس میں نکاح نہ ہو۔ قابیل کی بہن لبود چونکہ ہابیل کی بہن اقلیما سے خوبصورت تھی لہٰذا قابیل اقلیما کے بجائے اپنی بہن لبود سے شادی کرنا چاہتا تھا جبکہ خدا کا حکم تھا کہ ہابیل اور لبود کی شادی کی جائے۔ آدمؑ کی زبان سے خدا کا یہ حکم سن کر قابیل بھڑک اٹھا اور اس نے اپنے باپ سے کہا۔ ''اے آدمؑ! یہ خدا کا نہیں تیرا فیصلہ ہے۔''

تب آدمؑ نے کہا۔

''یہی بات ہے تو تم دونوں قربانی کرو، اللہ تعالیٰ آسمان سے آگ نازل کرے گا اور تم دونوں میں سے جو بھی لبود کا مستحق ہو گا آگ اس کی قربانی کو کھا لے گی۔''

ہابیل اور قابیل دونوں اس فیصلے پر رضا مند ہو گئے۔

ہابیل ایک چرواہا تھا وہ قربانی کے لیے ایک بہترین دنبہ[2] لے کر آیا۔ مکھن اور دودھ بھی ساتھ تھے۔ قابیل زراعت پیشہ تھا، وہ اپنی زراعت کی بدترین پیداوار لے کر آیا، دونوں بھائی کوہِ نوذ پر چڑھ گئے۔ آدمؑ بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہاں قربانی کا سامان رکھا گیا اور حضرت آدمؑ نے خدا سے دعا کی۔ اس موقع پر قابیل نے اپنے دل میں کہا ''قربانی قبول ہو نہ ہو مجھے پرواہ نہیں، میری بہن لبود کی شادی میرے ہی ساتھ ہو گی۔ ہابیل کے ساتھ نہیں۔''

پس آسمان سے آگ اتری اور ہابیل کی قربانی کھا گئی۔ قابیل کی قربانی دھری رہ گئی کہ اس کی نیت صاف نہ تھی۔ آخر ہابیل کی شادی لبود سے اور قابیل کی شادی اقلیما سے ہو گئی۔

---

[1]۔ خانہ کعبہ، خدا کے حکم کے مطابق حضرت آدمؑ اس گھر کے گرد طواف کرتے اور فریضہ حج ادا کرتے آدمؑ نے پانچ پہاڑوں کے مصالحے سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی: 1- جبل سینا، 2- جبل زیتون، 3- جبل لبنان، 4- جبل جودی، 5- جبل حرا۔ (طبقات ابن سعد)

[2]۔ یہ وہی دنبہ ہے جو بعد میں حضرت اسماعیلؑ کی جگہ قربانی کے لیے پیش کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد)

اس بناء پر قابیل ہابیل سے نفرت کرنے لگا، پھر ایک روز جبکہ وہ اپنا ریوڑ چرا رہا تھا، قابیل نے اسے قتل کر دیا، ڈر اور خوف کے مارے وہ ہابیل کی لاش اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتا رہا اور نادم ہوا کہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا، آخر خدا نے دو کوے[1] بھیجے۔ ایک نے دوسرے کو مارا اور چونچ سے گڑھا کھود کر اسے دفن کرنے لگا۔

قابیل نے جو یہ دیکھا تو افسوس کرتے ہوئے کہا۔ ''ہائے حیف! میں ایسا ہی عاجز ہوں کہ اس کوے جیسا بھی نہیں کہ جس طرح یہ کوا مردہ چھپا رہا ہے میں بھی اپنے بھائی کی لاش چھپا سکتا۔'' پھر اس نے گڑھا کھود کر ہابیل کو دفن کر دیا۔

اس کے بعد آدمؑ اور حواؑ کے ہاں شیثؑ اور اس کی بہن عزورا[2] پیدا ہوئے۔ پس یہ ہے آدمؑ، میری اور تمہارے جد قابیل کے داغوں بھری داستان۔

اب جبکہ اپنے چالیس ہزار افراد چھوڑ کر آدمؑ مر گیا ہے، مرنے سے قبل اس نے نصیحت کر دی تھی کہ اولادِ شیثؑ کی مناکحت اولادِ قابیل میں نہ ہونے پائے اور اس نے یہ نصیحت اس لیے کی تھی کہ بنی قابیل میں زنا کاری، شراب، نوشی اور فتنہ و فساد پھیل گیا ہے جبکہ میں چاہتا ہوں بنی شیثؑ اور بنی قابیل کی آپس میں شادیاں ہوں اور سب مل کر گناہوں میں ملوث ہو کر برابر کا بوجھ اٹھائیں تاکہ میرا اللہ سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو کہ میں زمین پر اس کے بندوں کو ان کی اصل راہ سے بھٹکاؤں گا۔

عزازیل اپنے پانچوں ساتھیوں اور بیوسا، عارب، نبیطہ اور طیراش کے ساتھ جبل نوذ کی چوٹی پر اس جگہ پہنچ گیا تھا جہاں خدا کے حضور ہابیل اور قابیل نے اپنی قربانیاں پیش کی تھیں۔ اچانک بولتے بولتے عزازیل رک گیا اور اس طرف دیکھنے لگا، جدھر بنی شیثؑ رہتے تھے، پھر اس نے آہ بھر کر چونک جانے کے انداز میں کہا۔ ''آہ! بنی شیثؑ کی طرف دیکھو، ان پر جبرائیلؑ[3] اترا ہے۔ شاید وہ شیثؑ کے لیے خدا کا کوئی پیغام لے کر آیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ آدمؑ کی لاش دفن کرنے کا سامان کر گئے ہوں۔''

---

[1]۔ بھائی کو دفن کرنے کے لیے خدائے بزرگ وحی بھی کر سکتے تھے لیکن قابیل چونکہ نبی نہ تھا قاتل اور گناہگار تھا لہٰذا اس پر وحی نہ ہوئی اور کوؤں کی مثال دے کر اسے سمجھایا گیا۔ [2]۔ جب حضرت آدمؑ فوت ہوئے تو زمین پر ان کی نسل کی تعداد 40 ہزار ہو چکی تھی، آپ کی عمر 936 سال تھی (طبقات ابن سعد)

[3]۔ جبرائیل حضرت شیثؑ کو حضرت آدمؑ کی نماز جنازہ سمجھانے آئے تھے، تیس تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی گئی، پانچ تکبیریں نماز پنجگانہ کی اور 25 تکبیریں آدمؑ کی فضیلت کے لیے۔ (طبقات ابن سعد)

پھر اس نے اپ نے ساتھی شبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم بنی شیثؑ میں جاؤ اور معلوم کر کے آؤ کہ جبرائیلؑ کس غرض سے ان کے پاس آیا ہے۔''

جبل نوذ پر کھڑے ہو کر عزازیل نے عارب، بیوسا اور نبیطہ کو جبل نوذ پر اس جگہ بٹھا دیا جہاں ہابیل کی قربانی قبول ہوئی تھی، ان تینوں کو بے ہوش کر کے ان کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر دیا۔ کافی دیر تک وہ تینوں بے ہوش پڑے رہے، اس دوران عزازیل نے طیراش کو مصوری اور بت تراشی کا فن سکھا دیا۔ پھر طیراش کو مخاطب کرتے ہوئے عزازیل نے کہا۔

''دیکھ طیراش! میں نے اپنے عمل سے تجھے ایک بہترین سنگ تراش اور مصور بنا دیا ہے اور دیکھ اب جبکہ میرے تیرے اور میرے ساتھیوں کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں ہے۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ بے ہوش پڑے ہیں، میری بات غور سے سن، دیکھ واپس جا کر اپنے قبیلے بنی قابیل کے لیے ایک بت تراش تاکہ وہ اس کا طواف کریں۔ خدا کے بجائے اس سے اپنی حاجات طلب کریں اور میں خدا سے کیے اس وعدہ کو نبھا سکوں کہ میں زمین پر فساد برپا کروں گا اور تیرے بندوں کو تیری طرف جاتی راہوں سے منحرف کروں گا۔''

طیراش نے کسی قدر حیران و پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ ''اے عزازیل۔ میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھ پر ایسا عمل کیا، پر دیکھ! بنی قابیل میں پانچ اشخاص ورہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر ایسے نیک اور پرہیز گار ہیں کہ وہ ضرور میرے کام میں مزاحم ہوں گے۔ وہ صالح و متقی ہیں اور صرف ایک خدا کی پرستش و عبادت پر زور دیتے ہیں، بنی قابیل کے باقی افراد کی طرح وہ زنا کاری، دنگا فساد اور شراب نوشی میں ملوث نہیں ہوتے بلکہ لوگوں کو ان سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں، اے عزازیل! اگر میں نے بت تراش کر لوگوں کو دعوت دی کہ خدا کی جگہ اس کی عبادت کرو اور اس سے اپنی حاجات طلب کرو تو یہ پانچوں میرے خلاف ہو جائیں گے اور بت پرستی کے خلاف بھرپور آواز اٹھائیں گے اور ایسا احتجاج کریں گے جو میرے حق میں ضرر رساں ہوگا، بنی قابیل کا ہر فرد ان پانچوں کا احترام اور ان کی عزت کرتا ہے۔ جب میرا ان سے ٹکراؤ ہوگا تو بنی قابیل کا ہر فرد میری نسبت ان کی حمایت اور طرف داری کرے گا اور پھر مجھے بھی قابیل والے قتل کر دیں گے یا قبیلے سے نکال باہر کریں گے۔''

عزازیل نے سکون اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اے طیراش! تو انتہائی

دانشمند اور فہیم ہے تو نے خود اپنی اور میری ساری مشکلات کا حل تلاش کر لیا ہے، دیکھ! یہاں سے واپس جا کر ان پانچوں کو قتل کر دے، پہلے ان پانچوں کو ایک جگہ جمع کر لینا تاکہ پانچوں ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ مارے جائیں، پھر تو بنی قابیل کے لیے ان پانچوں کے بت بنا دینا، پھر دیکھنا بنی قابیل کس تیزی اور سرعت کے ساتھ خدا کے بجائے ان پانچوں کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں، اور ان سے مدد اور حاجات طلب کرتے ہیں۔''

طیراش نے اپنی بے بسی اور بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اے عزازیل! میں کیسے اور کیونکر ان پانچوں کو ایک جگہ جمع کروں گا اور انہیں جان سے ماروں گا، اگر ایسا ہوا تو لوگ مجھ پر شک کریں گے میں دھر لیا جاؤں گا اور بے کار مارا جاؤں گا۔''

عزازیل نے کچھ سوچا پھر کہا۔ ''تو ٹھیک کہتا ہے طیراش! اس طرح تو پکڑا جائے گا، دیکھ میں تیرے ساتھ اپنا ایک ساتھی بھیجتا ہوں، وہ اس کام میں تیری مدد کرے گا، تم دونوں مل کر آج رات ہی ورہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر پانچوں کو ہلاک کر دو پھر ان کے بت بنا دو، پھر دیکھو بنی قابیل کس تیزی اور سرعت کے ساتھ ان بتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں اور یہی ۔۔''

عزازیل کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

اس کے سامنے کوہستان نوذ کی چوٹی پر پڑے ہوئے عارب، بیوسا اور نبیطہ اب ہوش میں آ رہے تھے اور ان میں حرکت پیدا ہو رہی تھی، جب وہ تینوں اٹھ کر بیٹھ گئے تو عزازیل اپنی کامیابی پر مسکرایا اور ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ''دیکھو! میں نے تم تینوں کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر کے تم تینوں کو محیر العقول اور مافوق الفطرت بنا دیا ہے، اب تم بنی شیثؑ میں سے جس سے بھی چاہو انتقام لے سکتے ہو۔''

پھر عزازیل عارب، بیوسا اور نبیطہ کو ان ساری قوتوں سے متعلق سمجھانے لگا جو اس کے عمل سے انہیں حاصل ہو گئی تھیں اور ان قوتوں کو استعمال کرنے کا طریقہ بھی انہیں سمجھا دیا اس دوران نبیطہ نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔ ''کیا میں اس عمل کو آزما بھی سکتی ہوں''

عزازیل نے کہا۔ ''بے شک! تم آزما سکتی ہو۔''

نبیطہ نے عزازیل کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اور سب کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ جبل نوذ سے غائب ہو گئی، تھوڑی دیر بعد وہ پھر وہاں لوٹ آئی، وہ بے حد خوش اور مسرور تھی، عارب

اور بیوسا بھی مطمئن اور شاد تھے۔

عزازیل نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ ''سنو! اس عمل سے تم تینوں ایک مقررہ وقت تک جوان رہو گے اور یہ مقررہ وقت ہزار برسوں پر محیط ہو سکتا ہے ہاں مگر یاد رکھو! تم میں سے جو چاہے جس سے بھی شادی کرے اس کے ہاں اولاد نہ ہوگی، تم تینوں کے ہاں تناسل کا سلسلہ جاری نہ رہ سکے گا اور سنو! لاہوت کے اس عمل سے تمہارے ذہن میں یہ گمان بھی نہیں آنا چاہیے کہ تم مافوق الفطرت، ناقابل تسخیر یا ابدی ہو گئے ہو، سنو! ابدی صرف خداوند کی ذات ہے، میں خود جو تمہارے سامنے کھڑا ہوں ابدی نہیں ہوں۔ خداوند نے روز محشر تک مجھے مہلت دے رکھی ہے، اب یہ مہلت سینکڑوں برس بھی ہو سکتی ہے اور ہزاروں لاکھوں برس بھی۔ محشر کب برپا ہوگا؟ یہ ایک راز ہے جو خداوند کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ سنو! اس دنیا میں ایسی ہستیاں بھی ہوں گی جو قوت اور اپنی عرفانی طاقت میں تم سے بھی بالا اور ارفع ہوں گی اور تم اپنی لاہوتی طاقتوں کے باوجود ان کے سامنے نیست و ہیچ ہو گے۔ کبھی بھی کسی نبی اور رسول کے منہ نہ لگنا ورنہ مات کھاؤ گے اور ہو سکتا ہے ان کے ماننے والے تم کو کسی عذاب میں مبتلا کر کے رکھ دیں۔

تمہیں اس لاہوتی عمل سے چھپی ہوئی اور پوشیدہ قوتیں دینے کا مقصد یہ ہے کہ تم تینوں میرے اور میرے ساتھیوں کی طرح انسانوں کو ان کی اصل راہ سے گمراہ کرو۔ ہر وقت اسی عمل میں لگے رہو۔

عارب! تم اپنے کام کی ابتدا اپنے مرنے والے بھائی کے انتقام سے کرو۔ سنو آدمؑ کو دفن کر دیا گیا ہے اب وہاں یوناف پہرہ نہ دیتا ہوگا، تم جب دیکھو کہ یوناف اپنی بستی سے باہر نکلا ہے تو اس پر پل پڑو اور اسے قتل کر کے اپنے بھائی کا انتقام لو، اسے قتل کر کے اس کی لاش کو یوں ہی پڑا رہنے دینا تاکہ بنی شیثؑ اس سے عبرت پکڑیں، یوناف کے قتل کے بعد تم کوئی اور کام کرنا۔''

عارب نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ''میں یوناف سے انتقام لینے کے لیے اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال نہ کروں گا، میں اپنی جبلی اور فطری قوت سے اس پر غالب آؤں گا اور اسے اپنے سامنے زیر کروں گا۔''

عزازیل نے اس بار بیوسا اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم دونوں باری

باری اس ظاہری شکل کے بجائے اپنی لاہوتی قوت سے کام لے کر انتہائی حسین لڑکیوں کا روپ دھارنا اور بنی شیثؑ میں جا کر ان کے مردوں کو بنی قابیل کے مردوں کی طرف ترغیب دلانا، ان کے مردوں کو باری باری تم بنی قابیل میں لے کر آنا تاکہ ان کے مرد تمہاری عورتوں سے شادیاں کر کے اختلاط کریں تاکہ ایک نئی نسل پیدا ہو اور تم پر بنی شیثؑ کی فوقیت ختم ہو جائے، اب آؤ میرے ساتھ، میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تم چاروں کو تمہارے قبیلے میں چھوڑ کر آتا ہوں۔''

عزازیل ان سب کو کوہ نوذ کی بلندیوں سے نیچے لایا، جب وہ اس جگہ آئے جہاں بنی قابیل آباد تھے تو انہوں نے دیکھا وہاں قابیل شاید ان ہی کے انتظار میں کھڑا تھا، جب وہ اس سے قریب ہوئے تو قابیل نے ابلیس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے عزازیل! میں علیحدگی میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔''

عزازیل نے فوراً عارب، بیوسا، نبیطہ اور طیراش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اب تم جاؤ اور اپنے اپنے کام میں لگ جاؤ۔''

جب وہ چاروں چلے گئے تو قابیل ایک استفہامیہ اور تکلیف دہ احساس سے عزازیل کے پانچوں ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ عزازیل نے قابیل کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''یہ پانچوں میرے ساتھی ہیں جن سے میں کوئی راز نہیں رکھتا، تم کو جو کچھ کہنا ہے، ان کی موجودگی میں ہی کہو، یہ ہر لحاظ سے قابل بھروسہ ہیں۔''

قابیل نے پریشانی اور الجھن سے کہا۔ ''اے عزازیل! جب میں نے اپنے بھائی کو قتل کیا ہے تب سے میں ایک کرب میں مبتلا ہوں، اس لیے کہ رات کو کبھی سوتے میں اور کبھی بیداری کی حالت میں ہابیل کی روح اکثر مجھ پر وارد ہوتی ہے اور مجھ سے ایسی گفتگو کرتی ہے جس سے ہمیشہ میرے کرب، میرے دکھ اور میری پریشانی میں اضافہ ہی ہوا ہے، اے عزازیل! چند روز ہوئے میرے بھائی ہابیل کی روح میرے پاس آئی اور اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے نیکی اور راست بازی کے قاتل! تو اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا جائے گا۔''

اے عزازیل کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہابیل کی روح میری طرف نہ آئے یا میں اس پر قابو پا لوں اور اس کی باتوں کے کرب سے نجات حاصل کر لوں، کیا تو میرے لیے ہابیل کی

روح کو تسخیر کر کے اسے میرے تابع نہیں بنا سکتا۔

عزازیل نے کہا۔ ’’نہیں ایسا ہرگز ممکن نہیں ہے، ہابیل ایک نیک اور خدا کا پسندیدہ انسان تھا، اس کی روح نیکی اور برکتوں کی امین ہے اس پر میرا بس نہ چل سکے گا، اس پر خداوند کی نظر عنایت ہے۔ اے قابیل! اگر ہابیل کی روح نے تجھے مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا ہے تو اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا جائے گا تو پھر سن رکھ ایسا ہی ہوگا، اگر تیری تقدیر کا نوشتہ یہی ہے تو کوئی کیونکر اسے بدل سکے گا۔

قابیل نے انتہائی مایوسی اور کرب میں کہا۔ ’’کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تو ہم سے بے اعتنائی برت رہا ہے اور ہمیں بدترین اذیت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے یا ہماری اپنی امیدیں اونگھنے لگی ہیں اور اب ہمیں بدترین نوشتوں اور تلخ حقائق کا سامنا کرنا ہوگا‘‘

عزازیل نے کہا۔ ’’اے قابیل! خدا کی حکمت کو کوئی نہیں بدل سکتا، کسی میں اتنی سکت کہاں کہ اس کی ابدیت کی گہرائیوں میں اترنا تو بہت دور کی بات ہے۔‘‘

قابیل نے کہا۔ ’’کاش! میں نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل نہ کیا ہوتا تو آج میں یوں تباہی کی آگ اور مایوسی کے اندھیروں میں نہ بھٹکتا، بے کسی اور ندامت کے آنسو نہ بہاتا۔‘‘

عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے مثل ایک دھوئیں اور غبار کے غائب ہوگیا، جبکہ قابیل گردن جھکائے اپنے قبیلے کی طرف چل دیا۔

OOO

●

سحر ایک نجات دہندہ، روشنی کے مینار اور بھٹکتے قافلوں کی نا خدا بن کر نمودار ہوئی۔ مشرق سے طلوع ہوتی روشنیوں نے اپنے حیات بخش رنگوں اور روشنیوں کے آگے آگے تاریکیوں کو بیابان کے وحشیوں اور جانوروں کو ہنکا کر شکار کرنے والے کسی ماہر شکاری کی طرح مار بھگا کر، نادیدہ و ناشنید کر کے رکھ دیا تھا۔

تاریکیاں ختم ہوتے ہی فضاؤں میں آبشاروں کے ترنم اور پھولوں کی مہک بکھر گئی تھی، سورج جس وقت کافی اوپر چڑھ آیا تو بنی قابیل کا ایک جوان بھاگتا ہوا عارب کے پاس آیا اور اپنی پھولی ہوئی سانسوں میں اس نے کہا۔ ’’عارب! عارب میں نے وہ کام کر دیا جو تو نے میرے ذمے لگایا تھا۔‘‘

عارب نے دلچسپی لیتے اور اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ’’میں نے تو تمہیں ہدایت کی تھی کہ تم بنی شیثؑ کے یوناف پر نگاہ رکھو اور جب تم اسے کہیں اکیلا اور اپنے قبیلے والوں سے علیحدہ دیکھو تو مجھے اطلاع کرو۔‘‘

اس جوان نے اپنے سانسوں پر قابو پاتے ہوئے جلدی سے کہا۔ ’’میں اسے اکیلا دیکھ کر آیا ہوں، وہ بائیں طرف کی وادی میں دریا کے کنارے اپنی بکریاں چرا رہا ہے، اس کا ریوڑ کوہستان کے دامن میں ہے جبکہ وہ خود دریا کے کنارے ریت پر بیٹھا ہے۔‘‘

عارب نے ایک تکبر اور تفاخر سے کہا۔ ’’بس تو پھر آج کا دن یوناف کی زندگی کا آخری دن ہوگا، میں اسے دریا کے کنارے اس کے ریوڑ کے پاس ماروں گا۔ اس کا سر زمین میں دھنسا کر اسے خوب رگیدوں گا۔ اسے اس کی ساری بے بسی کے ساتھ فضاؤں میں اچھال کر اس طرح ماروں گا جس طرح اس نے میرے بھائی عملاق کو مارا تھا۔‘‘

عارب نے اس نوجوان کا شکریہ ادا کیا جو اس کے پاس یوناف کی خبر لے کر آیا تھا، پھر وہ بڑی تیزی سے اس طرف روانہ ہوگیا جس طرف اسے یوناف کے اکیلا موجود ہونے کی خبر دی گئی تھی۔

دریا کے کنارے اور کوہستانوں کے دامن میں جس جگہ کی نشاندہی کی گئی تھی، عارب

اس جگہ آیا اس نے دیکھا وہاں ایک کڑیل ، دراز قد اور دہرے جسم کا تنومند اور انتہائی خوبصورت جوان دریا کنارے کی خشک ریت پر بیٹھا ہوا تھا، عارب اس کے پاس آیا اور ایک حقیر انداز سے تمسخرانہ لہجے میں اس سے پوچھا۔ ''اگر میں غلطی پر نہیں تو تیرا نام یوناف ہے اور تیرا تعلق بنی شیث سے ہے۔''

یوناف نے اس کی طرف ایک ہمدردانہ اور سرسری نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

''اے اجنبی ! تیرا اندازہ درست ہے، پر تو کون ہے اور مجھ سے ایسا کیوں پوچھتا ہے۔''

عارب نے کہا۔ ''میرا تعلق بنی قابیل سے ہے اور میں تیرا دشمن ہوں۔ میرا نام عارب ہے تو نے میرے بھائی عملاق کو قتل کیا اس وقت جبکہ تو اور تیرا ساتھی غار میں رکھی آدمؑ کی میت کی حفاظت کر رہے تھے۔''

یوناف نے کہا۔

''اگر عملاق تیرا بھائی تھا تو میں اس کی موت پر تجھ سے ہمدردی کا اظہار نہ کروں گا۔ اس لیے کہ وہ خود چل کر مجھ سے مقابلہ کرنے کے لیے غار میں آیا تھا۔ سو مقابلے کے دوران میں نے اسے زور سے پٹخا اور اس کی بدقسمتی کہ وہ زمین پر گرتے ہی مر گیا۔''

عارب نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ''جس طرح تو نے میرے بھائی عملاق کو ہوا میں اُچھال کر مار دیا تھا، ایسے ہی میں بھی تمہیں اُچھالوں گا اور تیری زندگی کا اختتام کروں گا۔''

عارب کی اس گفتگو پر حسین اور کڑیل یوناف کی حالت بے تحاشہ، اندھی، بے روک نفرت ،طوفانی یورش،شعلہ بے باک اور وقت کی آندھیوں کی یلغار جیسی ہو گئی۔ لگتا تھا اس کے سینے میں طوفانوں کے تلاطم، دل اور ذہن میں آتشیں ستیزہ کاری، آنکھوں میں کالی صدیوں کی آگ اور خون کا ہیجان، چہرے پر بے کل کر دینے والی جنونی کیفیت اور فیصلوں میں سرخ شعلوں کا رقص شروع ہو گیا ہو۔

پھر یوناف نے اپنے بے لگام اور طوفانی ارادوں کو بڑی مشکل سے اپنے قابو میں کرتے ہوئے کہا۔

''جدھر سے آیا ہے، ادھر ہی چلا جا،ورنہ میں شرارِ برق بن کر تجھ پر ٹوٹوں گا۔ سیلاب کے ریلے کی طرح تجھ پر وارد ہوں گا، بے چین شراروں کے سارے رنگوں کو میں تیری یخ بستہ اداسی اور یورش کو خلا میں بدل دوں گا، یہاں سے چلا جا۔ تیرا بھائی عملاق بھی کبھی

میرے ساتھ مقابلہ کرنے آیا تھا۔ تو اس کے انجام سے ڈر اور عبرت حاصل کر۔''

یوناف خاموش ہوا تو عارب نے کہا۔ ''دیکھ تیرا میرا ٹکراؤ آج ٹل نہ سکے گا، تو اگر مجھ سے بھاگ کر پاتال میں بھی اتر گیا تو میں تیرے رشتوں کی زنجیریں کاٹنے ہمہ سوز سموم بن کر وہاں بھی پہنچ جاؤں گا، میں آج اس دریا کے کنارے تجھ پر آتش زنی و خوں ریزی کروں گا۔ تیری ساری قوت ارادی کو خستگی و بے چارگی اور برف و جمود میں تبدیل کر دوں گا۔''

یوناف نے ایک بار اپنی عقابی نگاہیں خونخوار انداز میں عارب پر جما دیں۔ پھر اس نے کوئلے اور گندھک کے دھماکے کی طرح پلٹتے ہوئے کہا۔

''بنی قابیل میں ابھی کوئی ایسا جوان پیدا نہیں ہوا جو میرے لیے عبرت کا سامان کھڑا کرے۔ تیرے جیسے کئی باؤلے کتوں کو میں نے پتھر مار مار کر بھگا دیا اور اب تیری بھی ان جیسی ہی حالت ہو گی۔''

عارب نے جذبات اور غصے میں آ کر آؤ دیکھا نہ تاؤ، ایک لمبی زقند کے ساتھ وہ یوناف پر پل پڑا۔ لیکن یہ اس کی حماقت اور اندھا جوش تھا ورنہ اس کے مقابلے میں یوناف ایک طوفان اور پر ہول سناٹا تھا، قبل اس کے کہ عارب یوناف پر جست لگانے کے بعد اسے کوئی نقصان پہنچاتا، یوناف نے اسے اپنے دونوں مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لے لیا پھر اسے بلند کر کے ہوا میں اچھال دیا۔ عارب بڑی بے بسی اور لاچارگی کی حالت میں ریت پر گرا۔ اس کے گرتے ہی یوناف نے بھی اس پر چھلانگ لگا دی اور اسے رگیدنا شروع کر دیا۔ یوناف ایسی قوت اور شہ زوری کا اظہار کر رہا تھا کہ جس طرح کسان کے ہل کا لوہے کا پھالا زمین کے اندر گہرے سیار بناتا ہے، اسی طرح اس نے بھی عارب کے سر کو زمین میں دبا کر اسے رگیدتے ہوئے ریت کے اندر گہرے سیار بنانے شروع کر رکھے تھے۔ یوناف ایسی قوت کا مالک تھا کہ عارب کے سر کا زیادہ حصہ اس نے زمین کے اندر دھنسا کر رکھ دیا تھا۔ عارب کو یوں لگا جیسے قبر کھود کر اسے دفن کیا جا رہا ہو۔ اپنے آپ کو یوناف کی طاری کردہ اذیت اور عذاب سے نجات دلانے کے لیے عارب نے عزازیل کی عطا کردہ مافوق الفطرت قوتوں کو استعمال کیا اور ایک دم وہ یوناف کے نیچے سے نکل کر یوں غائب ہو گیا جیسے وہ تھا ہی نہیں۔

عارب کے اس طرح اچانک اس کے نیچے سے مافوق الفطرت انداز میں غائب ہو

جانے پر یوناف سخت حیران و پریشان ہوا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عارب اس کے ہاتھ سے یوں بچ کر بھاگ جائے گا، وہ ریت پر دریا کے کنارے یونہی پریشان اور رنجیدہ حال بیٹھا تھا کہ جہاں وہ تھوڑی دیر قبل عارب کو رگڑ رہا تھا کہ اس کا ساتھی جرموق وہاں آ گیا اور یوناف کے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"یوناف! یوناف!! تم یہاں کیوں بیٹھے ہو اور اس قدر رنجیدہ اور پریشان حال کیوں ہو؟"

یوناف نے کہا۔

"جرموق! میرے دوست!! تھوڑی دیر قبل بنی قابیل کا ایک جوان کہ جس کا نام عارب ہے میرے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے یہاں آیا۔ وہ مجھ سے میرے ہاتھوں مرنے والے اپنے بھائی عملاق کا بدلہ لینا چاہتا تھا وہ اپنے آپ کو زور آور اور طاقتور سمجھتا تھا، سو دیکھ جرموق! میں نے اسے زمین پر گرا لیا اور اسے رگیدنے لگا، پھر ایسا ہوا کہ وہ اچانک میری نظروں سے غائب ہو کر روپوش ہو گیا، میں تب سے یہاں پریشان بیٹھا ہوں، میں سوچتا ہوں کیا وہ عارب نام کا نوجوان ہماری طرح کا انسان نہ تھا، اگر تھا تو وہ یوں ہوا کی طرح کیسے غائب ہو گیا؟"

جرموق نے بھی پریشانی اور تعجب سے پوچھا۔

"یوناف! یوناف!! یہ تم کیا کہہ رہے ہو، تم کوئی حقیقت بیان کر رہے ہو، یا دریا کے کنارے اس ریت پر دن کے وقت تم نے کوئی خواب دیکھا ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"نہیں میرے دوست! یہ خواب یا سپنا نہیں، ایک سچائی اور حقیقت ہے۔ عارب میرے پاس آیا، اس نے یہاں میرے ساتھ گفتگو کی، پھر میرے ساتھ مقابلہ کرنے اور مجھ سے اپنے بھائی عملاق کا بدلہ لینے کی خاطر اس نے مجھ پر چھلانگ لگائی، میں نے اسے ہوا میں اچھالا، پھر اپنے نیچے دبا کر اسے رگید رہا تھا کہ اچانک وہ میرے نیچے سے یوں غائب ہو گیا جیسے وہ کوئی وجود ہی نہ رکھتا ہو، اس کے اس طرح غائب ہو جانے سے میں مایوسی اور ندامت کا شکار ہو گیا ہوں۔ وہ مجھ سے اپنا آپ بچا کر یوں غائب ہو گیا جیسے وہ رات کی خاموشی میں کسی ساز کی آواز ہو یا اس کا جسم سونفی مہک کی طرح اپنا کوئی وجود ہی نہ رکھتا

ہو۔"

جرموق چند ثانیوں تک گہری سوچوں میں کھویا رہا پھر اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یوناف! یوناف!! ایسا انکشاف کر کے تم نے مجھ پر غم اور خوف طاری کر دیا ہے جو کچھ تم نے کہا ہے اگر یہ سچ ہے تو پھر میری اور تمہاری زندگی کے دن گنے جا چکے ہیں، ہم دونوں سے عارب اپنے مرنے والے بھائی عملاق کا انتقام لے گا۔"

یوناف نے جرموق کو ڈھارس اور تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"خوفزدہ نہ ہو، اللہ پر بھروسہ رکھو، وہی ہم دونوں کی مدد و اعانت کرے گا، وہ بہترین محافظ اور مددگار ہے۔"

چند ثانیے دونوں خاموش رہے۔ اتنی دیر میں بنی شیثؑ کے کچھ اور چرواہے بھی اس طرف آتے دکھائی دیے، لہٰذا دونوں سنبھلے اور خاموشی سے دوسرے چراہوں میں شامل ہو گئے۔

○

یوناف سے خوب پٹنے اور مار کھانے کے بعد عارب اپنی نیم لاہوتی قوتوں کے سبب پلک جھپکتے میں کوہستانِ نوذ کی دوسری سمت نمودار ہوا۔ بنی قابیل کی آبادیوں سے باہر اس نے ایک جگہ اپنی بہن نبیطہ اور بنی قابیل کی سب سے زیادہ حسین اور دلکش لڑکی بیوسا کو کھڑے دیکھا۔ عارب ان دونوں کے قریب آیا۔

اس کی حالت دیکھ کر اس کی بہن نبیطہ چونک پڑی، اس لیے کہ عارب کی بری حالت ہو رہی تھی۔ اس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ سر کے بالوں میں ریت بھری ہوئی تھی اور اس کی گردن اور پیشانی پر خون کے دھبے بھی تھے۔

نبیطہ نے پریشانی سے چونکتے ہوئے مغموم آواز میں پوچھا۔ "اے میرے بھائی! تمہاری یہ حالت کس نے بنائی ہے۔"

عارب نے دل شکستہ سی آواز میں کہا۔ "اس کوہ نوذ کے دوسری جانب میں بنی شیثؑ کے یوناف سے اپنے بھائی عملاق کا بدلہ لینے گیا تھا، میں نے اسے دریا کے کنارے جا لیا۔ وہ

وہاں اپنے ریوڑ کی دیکھ بھال کے لیے اکیلا تھا، میں نے اس سے مقابلہ کیا پر ہائے حیف! وہ مجھ سے بہت زیادہ طاقتور نکلا۔''

عبیطہ نے چونک کر پوچھا۔''اے میرے بھائی کیا وہ تم سے بھی طاقتور نکلا۔ جس کے پاس ایسی پوشیدہ اور مافوق الفطرت قوتیں ہیں؟''

عارب نے کہا۔''یوناف سے مقابلہ کرتے ہوئے میں اپنی ان لاہوتی قوتوں کو حرکت میں نہ لایا تھا اس کے خلاف میں نے اپنی فطری قوت و جبلت کو استعمال کیا تھا، پر اے میری بہن! یوناف کے سلسلے میں اب تک میں غلط فہمیوں کا شکار تھا، وہ مجھ سے کئی گنا زیادہ قوت کا مالک ہے، ایک بچے کی طرح اس نے مجھے فضاؤں میں اچھالا اور دریا کنارے کی ریت پر رگید کر رکھ دیا، اگر میں اپنی لاہوتی قوتوں کو استعمال کر کے اور اس سے جان چھڑا کر بھاگ نہ نکلتا تو وہ مجھے ایک ناقابل برداشت عذاب اور اذیت میں مبتلا کر کے رکھ دیتا۔ وہ بجلیوں کے گھوارے، طوفانی قوتوں اور لرزہ براندام خونی ہیولوں کی طرح مجھ پر وارد ہوا، اس کی قوت میں ایک طوفان، اس کے عزم میں اوروں کے لیے ایک حوصلہ شکنی، اس کی لپک میں شہاب ثاقب کی سی تیزی اور اس کی گرفت میں شرر و برق تھے۔ اس نے لمحوں کے اندر اپنی تیز یلغار اور ترکتاز سے مجھ پر اعضا شکنی طاری کر کے رکھ دی۔ میں نے اس کی نگاہوں میں ایسا قہر اور چہرے پر ایسا کرب اور غصہ دیکھا ہے کہ وہ اگر اپنی وہبی قوت سے چاہے تو چٹانوں کو الٹ کر رکھ دے، کاش میں اس پر غالب آ سکتا۔''

بیوسا نے دونوں بہن بھائی کی گفتگو کے درمیان ابھی تک کچھ نہ کہا تھا۔ عبیطہ نے پھر عارب کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔''اے میرے بھائی! تم نے اپنی پوشیدہ قوتوں سے کام لیا ہوتا اور اپنی خفی طاقتوں سے لمحوں کے اندر یوناف کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہوتا، اگر تم ایسا نہیں کرنا چاہتے تو میں خود اس کی طرف جاتی ہوں اور اپنی خفی طاقتوں سے اس کی حالت ایسی کردوں گی جس طرح تیز طوفانوں کے اندر خشک پتے اور خس و خاشاک اُڑتے ہیں۔''

عارب نے غصے اور خفگی سے کہا۔''اگر تم نے ایسا کیا تو میں سمجھوں گا تم میری بہن ہی نہیں ہو اور میں اپنی قوتوں کو تمہارے خلاف استعمال کروں گا تم اور بیوسا میں سے کوئی بھی اسے نقصان نہ پہنچائے۔ میں اسے اپنی طبعی قوت سے ماروں گا، میں اسے اپنی وہبی قوتوں

سے زیر ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں، میں اس کے لیے انتظار کروں گا خواہ یہ انتظار سینکڑوں برس کا ہی کیوں نہ ہو، جب وہ بوڑھا ہو جائے گا اس کے قویٰ اور اعضا و جوارح کمزور ہو جائیں گے اور میں ویسے کا ویسا ہی جوان رہوں گا، پھر میں اس پر وارد ہوں گا، اس سے اپنا تعارف کہوں گا اور پکار کر اس سے میں اپنے بھائی کا بدلہ لوں گا۔''

عارب خاموش ہوا تو بیوسا نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔''جب وہ بوڑھا ہو گیا تو پھر اس سے اپنے مرنے والے بھائی کا بدلہ لیا تو کیا لیا، شاید اس وقت تک اس کا بوڑھا ذہن تمہارے بھائی کا نام اور اس کے مرنے کے واقعات تک کو فراموش کر کے زمانے کی نذر کر چکا ہو۔ پھر تم نے اسے مار بھی دیا تو کیا معرکہ مارا، تم بنی قابیل میں سب سے طاقتور اور شجاع جوان مانے جاتے ہو، اگر یوناف نے تمہیں آسانی کے ساتھ مات کر دیا ہے تو اس کا مطلب ہے یوناف اس وقت بنی قابیل اور بنی شیثؑ دونوں کا طاقتور ترین انسان ہے۔''

عارب نے اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا۔''ہاں تمہارا کہا درست ہے جوانی میں یوناف سے مقابلہ ناممکن ہے۔''

تھوڑی دیر تک وہ وہاں چپ کھڑے رہے پھر اپنے قبیلے کی طرف چل پڑے۔

○

ایک روز طیراش نے عیاری سے کام لے کر ودہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو قتل کر دیا، جب بنی قابیل نے اپنے قبیلے کے ان پانچ صالح اور نیک انسانوں کو دفن کر دیا تو طیراش کوہستان نوذ کی ایک چٹان پر آ کھڑا ہوا اور بنی قابیل کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

''اے بنی قابیل! عزازیل نے مجھے ایک ایسا علم سکھایا ہے جس سے میں ان مرنے والے پانچ نیک انسانوں ودہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو زندہ تو نہیں کر سکتا، تاہم میں ایک ایسا عمل ضرور کر سکتا ہوں جس سے تم ان پانچوں کو ہر وقت اپنے سامنے دیکھو۔ ان کے سامنے اپنی نذریں اور حاجات پیش کرو، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ تمہاری گفتگو سنیں گے اور تمہاری حاجات کو پورا کریں گے۔''

پھر طیراش نے کوہستانِ نوذ کی چٹانوں کو تراش کر ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے بت بنائے اور بنی قابیل کو ان کی پرستش کرنے کی ترغیب دی۔ اس طرح بنی آدم میں بت پرستی کی ابتداء ہوئی اور لوگوں نے طیراش سے سنگ تراشی سیکھ کر خود اپنے لیے بت تراشنے شروع کر دیئے۔

عزازیل کے طے شدہ لائحہ عمل کے تحت نبیطہ ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کی شکل میں بنی شیثؑ میں گئی اور وہاں کے مردوں کے سامنے اس نے بنی قابیل کی لڑکیوں کے حسن اور خوبصورتی کی تعریف کی اور ان میں سے سو جوانوں کو وہ بنی قابیل میں لے آئی جنہوں نے بنی قابیل کی لڑکیوں سے شادیاں کر لیں۔ اس طرح بیوسا بھی اپنے حسن اور خوبصورتی کا دھوکہ دے کر بنی شیثؑ کے سو اور جوانوں کو بنی قابیل میں لے آئی اور انہوں نے بھی وہاں شادیاں کر لیں، اس طرح بنی شیثؑ اور بنی قابیل آپس میں خلط ملط ہو گئے۔

وقت گزرتا گیا اور ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔

کوہستانِ نوذ کے غاروں اور آبادیوں سے نکل کر بنی شیثؑ اور بنی قابیل ایرخ کی سرزمین میں آ کر آباد ہو گئے۔ (ایرخ۔ سرزمین عراق کا قدیم نام) اور بابل شہر آباد کر دیا گیا تھا۔ اس دوران حضرت ادریسؑ بابل میں پیدا ہو چکے تھے اور انہوں نے حضرت شیثؑ سے تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ اسی دوران قابیل کے ایک بیٹے نے قابیل کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا۔

ہند کی سرزمین سے مغرب کی طرف جانے کے بعد بنی شیثؑ نے حضرت آدمؑ[1] کی لاش کو فلسطین میں اور ہابیل کی لاش کو دمشق کے شمال میں جبل قاسیون[2] پر دفن کر دیا تھا۔

ایک روز یوناف اور اس کا بچپن کا ساتھی اور دوست جرموق دریائے فرات کے کنارے بابل شہر سے باہر ایک چٹان پر بیٹھے تھے۔ نیچے وادی میں ان دونوں کے ریوڑ چر رہے تھے کہ

۱۔ بحوالہ تاریخ بلاد فلسطین و شام

۲۔ دمشق کے شمال میں جبل قاسیون پر ایک زیارت گاہ بنی ہوئی ہے جو مقتل ہابیل کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے متعلق ابن عساکرؒ نے احمد بن کثیر کا خواب نقل کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ ان کے ساتھ ہابیل بھی تھے، ہابیل نے قسم کھا کر کہا کہ میرا مقتل یہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قول کی تصدیق کی۔ (قصص القرآن)

جرموق نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یوناف! یوناف میرے بھائی!! میرے دوست میرے محسن! کیا معاملہ ہے کہ میں اور تم عمر میں ایک جیسے ہیں، پھر میں کیوں بوڑھا ہو گیا ہوں اور تو ویسے کا ویسا نوجوان، تازہ دم اور نوعمر ہے۔ آخر تو کیا کھاتا پیتا ہے کہ ویسے کا ویسا ہی تر و تازہ، طاقتور اور شہ زور ہے جبکہ تیری عمر کے سب سنگی ساتھی بوڑھے ہو گئے ہیں۔"

یوناف نے کہا۔

"جرموق! میرے بھائی، میرے دوست!! تو دیکھتا ہے میں تیرے ہی ساتھ کھاتا پیتا ہوں، مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کیوں اور کیسے ویسے کا ویسا ہی ہوں، دیکھ! دوپہر ہو گئی ہے، تو یہاں بیٹھ میں نیچے دریائے دجلہ سے جا کر پانی کی چھاگل بھر کر لاتا ہوں، پھر دونوں کھانا کھاتے ہیں۔"

جرموق خاموش رہا اور یوناف لکڑی کی بنی ہوئی چھاگل اٹھا کر دریا کی طرف چلا گیا۔

اسی وقت عارب، بیوسا اور نبیطہ اس کوہستان پر نمودار ہوئے۔ عارب جرموق کو مارنے کے ارادے سے آگے بڑھا، جرموق نے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ وہ بوڑھا ہو چکا تھا جبکہ عارب ویسے کا ویسا ہی جوان اور زور آور تھا، عارب نے جرموق کو پکڑ کر ہوا میں اچھالا وہ بے چارہ ایک پتھر پر گرا اور دم توڑ گیا۔

پانی کی چھاگل بھرنے کے بعد یوناف اس چٹان کے قریب آیا جہاں تھوڑی دیر قبل وہ اپنے عزیز دوست جرموق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اس نے دیکھا وہاں چٹان کے اوپر عارب، بیوسا اور نبیطہ کھڑے تھے جبکہ چٹان کے نیچے جرموق کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ غصے اور غضب میں یوناف کا رنگ آگ کی طرح بھڑک اٹھا، چٹان پر کھڑے عارب، بیوسا اور نبیطہ نے بھی غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر نبیطہ نے کسی قدر حیرت و تعجب سے اپنے بھائی عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "عارب! عارب میرے بھائی! کیا تو نے یوناف کو دیکھا، وہ پہلے ہی کی طرح تر و تازہ اور جوان ہے جبکہ اس کا ساتھی جرموق تو بوڑھا ہو گیا تھا، یہ کیا معاملہ ہے میرے بھائی! کیا ہماری طرح اس پر بھی کسی قوت نے اپنے باطنی زور سے اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل کر دیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا جرموق کی موت کے بعد یہ ہمارے لیے مسائل کھڑے نہ کر دے گا؟ میرے بھائی! میری مانو تو اپنی طبعی قوت سے اس کا مقابلہ

نہ کرو، اپنی لاہوتی قوت کا استعمال کرو اور یوناف کا خاتمہ کر دو۔''

عارب نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ''ایسا ممکن نہیں، میں اسے اپنی طبعی قوت سے ہی موت کے گھاٹ اتاروں گا۔ یہ میرا اپنی ذات کے ساتھ وعدہ ہے اور میں اسے پورا کروں گا، سنو نبیطہ میری بہن! یہ تمہارا وہم ہے کہ یوناف بوڑھا نہیں ہوا، اتنا عرصہ گزر گیا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ یوناف بوڑھا کمزور اور لاغر نہ ہو گیا ہو، یہ محض چہرے سے ترو تازہ دکھائی دیتا ہوگا، ورنہ جرموق کی طرح اسے بھی بڑھاپے کی دیمک نے چاٹ لیا ہوگا اور جرموق کی طرح اسے بھی میں پٹخ کر موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔

عبیط نے ہمدردی سے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اے میرے بھائی! یوناف کے ساتھ ٹکرانے سے قبل میرے ساتھ وعدہ کرو کہ اگر تم اپنی طبعی قوت سے اسے زیر نہ کر سکے تو اپنی لاہوتی اور اکتسابی قوتوں کو عمل میں لا کر یوناف کا خاتمہ کر دو گے۔''

عارب نے یوناف کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ''اے میری بہن! میں تم سے ایسا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ آج میں ہر حال میں یوناف کا خاتمہ کروں گا۔''

عارب کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر یوناف نے نفرت اور غصے کی حالت میں اپنے ہاتھ میں تھامی لکڑی کی چھاگل دور پھینک دی اور عارب کی طرف بڑھا۔

جونہی عارب نے قریب آ کر یوناف کے اوپر چھلانگ لگانا چاہی، نبیطہ اور بیوسا بھی آگے بڑھنے لگیں، پھر ایک لمبی جست کے ساتھ عارب نے یوناف پر چھلانگ لگا دی۔ اس نے چونکہ اونچائی سے چھلانگ لگائی تھی اور اس کے سامنے یوناف تدریجی ڈھلان پر کھڑا تھا لہٰذا یوناف عارب کی قوت اور بوجھ کے باعث اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور زمین پر گر گیا، ڈھلان کی وجہ سے دونوں تیزی کے ساتھ لڑھکتے ہوئے دریائے فرات کے کنارے پر آ رکے۔ بیوسا اور عبیط بھی بھاگتی ہوئی دریا کے کنارے کی طرف بڑھنے لگیں۔

جب یوناف اور عارب دونوں ڈھلوان پر لڑھکنے کے بعد ہموار زمین پر رکے تو دونوں ہی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے پر انہوں نے مکوں کی بارش کر دی۔ کافی دیر تک دونوں جم کر لڑتے رہے یہاں تک کہ دونوں زخمی ہو گئے، پھر لحہ بہ لحہ یوناف عارب پر غالب آنے لگا۔ یوناف کی ضربیں عارب پر تھکان طاری کرنے لگی تھیں۔ عارب نے جب دیکھا کہ یوناف کی پُر قوت ضربوں کے سامنے اس کے جسم میں

نقاہت اور پاؤں میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہونے لگی ہے تو وہ اپنی لاہوتی قوتوں کو عمل میں لایا اور یوناف کے سامنے سے غائب ہو کر ذرا فاصلے پر بے چینی اور پریشانی کی حالت میں کھڑی بیوسا اور نبیطہ کے پاس جا کر نمودار ہوا۔

عارب کے اس طرح اپنے سامنے سے غائب ہو کر بیوسا اور نبیطہ کے پاس جا نمودار ہونے پر یوناف بے بسی اور لاچارگی سے اسے دیکھتا رہ گیا۔ عارب کے اس طرح غائب ہو کر نمودار ہونے سے وہ پریشان اور ہراساں بھی تھا۔

بیوسا اور نبیطہ کے پاس جا کر عارب نے حیرت اور تعجب سے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ امر میرے لیے باعث تشویش ہے کہ یوناف ابھی تک جوان ہے۔ اس کی قوت، اس کی ترو تازگی، اس کا شباب اور اس کی توانائی ویسے کی ویسی ہی ہے، میں اپنی طبعی قوت سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کاش! کوئی مجھے بتاتا، کوئی مجھ پر یہ بھید افشا کرتا کہ یوناف کی توانائیاں کیونکر بڑھاپے کا شکار نہیں ہوئیں؟''

اس موقع پر بیوسا نے کہا۔ ''آؤ ہم اپنی لاہوتی قوتوں کو عمل میں لائیں اور آج دریائے فرات کے کنارے تینوں مل کر یوناف کا خاتمہ کر دیں ورنہ جرموق کی موت کے بعد یہ ہمارے لیے کئی مسائل کھڑے کر دے گا۔

تینوں آہستہ آہستہ موت کی نشانیاں بن کر یوناف کی طرف بڑھنے لگے۔ اپنی جگہ پر یوناف کھڑا انہیں حیرت و استعجاب سے اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہا تھا کہ اسے اپنی گردن کے گرد ایک ریشمی لمس محسوس ہوا جیسے کوئی سانپ اس کی گردن کے گرد بل کھا رہا ہو، پھر یوناف کے کانوں میں ایک نہایت شیریں اور شہد میں ڈوبی ہوئی رس گھولتی، جوان اور نوعمر نسوانی آواز پڑی۔

''گھبراؤ نہیں۔ یہ تینوں تمہارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے، میں تمہاری ہمدرد، تمہاری ساتھی تمہارے ساتھ ہوں۔ سنو!''

اس نادیدہ ہستی کی بات کاٹتے ہوئے یوناف نے پوچھا۔

''پہلے یہ بتاؤ تم کون ہو......؟ کیوں میری مدد پر آمادہ ہو اور تم مجھے نظر کیوں نہیں آتی ہو؟''

اس آواز نے پھر اپنی بھرپور جوانی بھرے لہجے میں کہا۔

"فی الوقت کہ تمہاری جان کو ان تینوں سے خطرہ ہے، یہ بھول جاؤ کہ میں کون ہوں اور سنو! عارب، بیوسا اور نبیط کے ناسوت پر عزازیل نے لاہوت کا عمل کر کے انہیں پراسرار اور ہولناک قوتوں کا مالک بنا دیا ہے، پر تم فکر مند نہ ہو، تم بھی ان تینوں کے سامنے بے بس، لاچار اور نہتے نہیں ہو۔"

اس نے مزید بتایا۔

"جس رات عزازیل نے ان تینوں پر عمل کیا تھا، اسی رات سوتے کی حالت میں ہابیل کی نیک روح نے تم پر بھی یہی عمل کر دیا تھا، اب تم بھی پراسرار اور ہولناک قوتوں کے مالک ہو اور جس طرح عارب، بیوسا اور نبیطہ ایک مدت مقررہ تک جوان اور زندہ رہیں گے ایسے ہی تم بھی جوان اور پرقوت رہو گے، تمہاری یہ زندہ اور جوان رہنے کی قوت ہزاروں برس پر بھی محیط ہو سکتی ہے، پر ان تینوں کی طرح تمہیں بھی ایک دن موت آئے گی کیونکہ انسان فانی ہے اور اس کے خمیر میں فنا بھر دی گئی ہے۔"

یوناف نے پوچھا۔

"میری موت یا میرا خاتمہ کس کے ہاتھوں ہوگا؟"

رس گھولتی اس نسوانی آواز نے کہا۔

"تیرا خاتمہ کسی بہت بڑی شخصیت کی وجہ سے ہوگا"

یوناف نے تجسس سے پوچھا۔

"کیا وہ شخصیت مجھ سے بھی زیادہ طاقتور ہوگی۔"

اس شیریں آواز نے کہا۔

"تم فی الحال ان باتوں کو چھوڑو اور سنو! جو قوتیں تمہیں ملی ہیں انہیں نیکی اور بھلائی کے فروغ کے لیے استعمال کرنا اور ان سے اپنا دفاع کرتے رہنا۔ بدی کی قوتوں کا ان سے خاتمہ و استحصال کرنا۔"

پھر وہ پراسرار نسوانی آواز بڑی تیزی کے ساتھ یوناف کو اسے ملنے والی پراسرار قوتوں اور ان کے استعمال کی تفصیل بتانے لگی۔ اس سحر زدہ کر دینے والی نسوانی آواز نے جلدی جلدی اسے سب کچھ سمجھا دیا۔ اتنی دیر میں عارب، بیوسا اور نبیطہ بلندی سے اُتر کر دریائے فرات کے کنارے پر آ گئے تھے۔

یوناف کو پھر محسوس ہوا جیسے کوئی سانپ بڑی تیزی سے اس کی گردن کے گرد بل کھانے لگا ہو۔ ساتھ ہی وہی میٹھی آواز پھر اس کے کانوں میں پڑی۔

وہ کہہ رہی تھی۔

"یوناف! یوناف!! اگر وہ تینوں ایک ساتھ تم پر بل پڑیں اور تم پر اپنی لاہوتی قوتوں کے عمل شروع کر دیں اور تم ان تینوں کے سامنے اپنے آپ کو عاجز اور بے بس محسوس کرنے لگو۔ تو جس طرح تھوڑی دیر قبل عارب تمہارے سامنے سے غائب ہو کر بیوسا اور نبیط کے پاس جا کر نمودار ہوا تھا، اسی طرح تم بھی غائب ہو جانا اور جب یہ تینوں عاجز ہو کر چلے جائیں تو تم اپنے ریوڑ کو ہانک لے جانا۔"

یوناف کو پھر اپنی گردن کے گرد سانپ کے بدن کا ریشمی لمس محسوس ہونے لگا، اسے ایسا لگا جیسے کوئی سانپ اس کی گردن کے گرد سے اپنے بل کھول کر علیحدہ ہو رہا ہو۔

یوناف کے قریب آ کر بیوسا، نبیطہ ایک جگہ کھڑی ہو گئیں، عارب آگے بڑھا اور اس نے ایک عجیب انداز میں اپنی پلکوں سے اشارہ کیا۔ یوناف اس طرح ہوا میں اچھلا جیسے کسی بہت بڑی قوت نے اسے اٹھا کر ہوا میں اچھال دیا ہو، فضا میں بلند ہو کر یوناف بے بسی کی حالت میں دریا کے کنارے کی ریت پر گرنے کو تھا کہ تھوڑی دیر قبل اس پراسرار نسوانی آواز نے لاہوتی قوتوں کے رموز کا جو اس پر انکشاف کیا تھا، وہ ان کو عمل میں لایا، اپنا دفاع کیا اور زمین پر بے بسی کی حالت میں گرنے کے بجائے وہ انتہائی آرام دہ حالت اور پرسکون انداز میں زمین پر اتر آیا، عارب، بیوسا اور نبیطہ اس کے اس عمل پر پریشان اور دنگ رہ گئے۔

اچانک یوناف نے اپنا دایاں ہاتھ عارب کی طرف سیدھا کر کے اپنا عمل کیا اور اس کے ہاتھ کی انگلیوں سے انسانی جسم پگھلا دینے والی شعاعیں پھوٹ کر عارب کی طرف لپکیں، عارب فوراً پھدک کر ایک طرف ہٹ گیا اور ذرا فاصلے پر نبیطہ اور بیوسا کے پاس جا کھڑا ہوا پھر ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"تم دونوں نے دیکھا، ہماری طرح یوناف بھی پراسرار قوتوں کا مالک ہے، شاید ہماری طرح اس پر بھی کسی نے لاہوتی عمل کر دیا ہے اور اب یہ بھی مقررہ وقت تک جوان رہے گا۔ آؤ فی الوقت یہاں سے ٹل جائیں، پھر کسی وقت اچانک اس کو آ لیں گے اور

اسے مجبور و بے بس کر دیں گے۔ اب ہم اس کی موت کا باعث تو نہیں بن سکتے، صرف اسے کوئی جسمانی عیب ہی لگا سکتے ہیں کیونکہ اب اسے بھی ایک مقررہ مدت تک موت نہ آئے گی، تاہم جب تک یہ زندہ ہے ہم اپنی طرف سے اس پر قہر اور عذاب بن کر برستے رہیں گے۔" پھر عارب نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تیری قسمت اچھی ہے کہ تو آج بھی ہمارے ہاتھوں سے بچ گیا، ورنہ دریائے فرات کے کنارے اور بابل کی سرزمین میں جہاں ان چند ٹیلوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے، ہم نے تیری زندگی کا خاتمہ کر دیا ہوتا۔"

یوناف نے جرأت مندانہ انداز میں چند قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"بدی کے گماشتو! گناہ کے فرزندو!! میں اب اس قابل ہوں کہ تم سے اپنی طبعی قوت کے علاوہ اور طریقوں سے بھی نمٹ سکوں۔"

اس بار عارب نے کوئی جواب نہ دیا اور بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا۔

یوناف نے جرموق کی لاش کو اٹھایا اور پھر اپنے اور جرموق کے ریوڑوں کو ہانکتا ہوا بابل شہر کی طرف چل دیا۔

○

حضرت شیثؑ کے بعد حضرت ادریس[1] نے بھٹکے ہوئے گمراہ لوگوں کو تبلیغ کے ذریعے راہ ہدایت پر لانے کی کوشش کی لیکن بنی قابیل کے طیراش کے تراشے ہوئے ودہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کے بتوں کی پوجا اس قدر عام ہو چکی تھی کہ لوگ حضرت شیثؑ کے بعد حضرت ادریسؑ کو اور ان کی تبلیغ کو بھی جھٹلانے لگے تھے۔ ان پانچوں بتوں کو جگہ جگہ تراشا جاتا اور گھر گھر ان کی پوجا اور عبادت کی جاتی۔ خداوند کریم نے حضرت ادریسؑ کو نبوت سے

[1]۔ آپ حضرت نوحؑ کے جد امجد ہیں۔ عبرانی میں آپ کو فنوخ، عربی میں اخنوخ یونانی میں طرلیس اور ہرمس الہراسہ اور مصریوں نے نمود تاذیمون کہہ کر پکارا، قرآنِ مقدس نے آپؑ کو ادریس کہہ کر پکارا اور سورۂ مریم اور انبیاء میں آپ کا ذکر ہوا۔ (قصص القرآن)

سرفراز کیا۔ آپ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے قلم کا استعمال شروع کیا۔ آپ نے ہی علم حکمت و نجوم کی ابتداء کی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افلاک، ان کی ترتیب، کواکب اور ان کے اجتماع و افتراق کے نقاط اور ان کے باہم کشش کے رموز و اسرار کی تعلیم دی تھی اور آپ کو علم اعداد و حساب اور رمل کا عالم بنایا تھا۔

آپ نے بابل میں اپنی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور ایک چھوٹی سی جماعت آپ پر ایمان لا کر مشرف بہ اسلام ہو گئی اور بتوں کی پوجا پاٹ چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنے لگی تھی۔ اس پر شریروں اور مفسدوں کی ایک جماعت آپ کے در پے ہو گئی۔ ان حالات میں حضرت ادریسؑ اپنے پیروکاروں کے ساتھ بابل سے مصر کی طرف ہجرت کر گئے۔ یوناف بھی حضرت ادریسؑ پر ایمان لے آیا اور وہ بھی بابل سے مصر کی طرف ہجرت کر گیا۔ مصر میں دریائے نیل کے کنارے مقیم ہو کر حضرت ادریسؑ نے پھر تعلیم و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔

حضرت ادریسؑ نے اپنے پیروکاروں کو حکمت، نجوم اور رمل کی بھی تعلیم دی۔ آپ کی تعلیمات جب خوب پھیلیں تو آپ نے دنیا کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے میں تبلیغ و تعلیم کے لیے اپنی طرف سے ایک ایک حاکم مقرر کیا۔ ان میں سے ایک کا نام اسقلیبوس، دوسرے کا نام ایلاوس، تیسرے کا نام زوس اور چوتھے کا نام بسیلوس تھا۔ ان میں سے اسقلیبوس نے سب سے زیادہ کام کیا۔ یہ شخص اس خطۂ زمین میں گیا جسے آج کل یونان کہتے ہیں، وہاں سے اس نے حضرت ادریسؑ سے سیکھے ہوئے حکمت، نجوم، رمل اور دیگر علوم کو چٹانوں پر کندہ کرا دیا، اسی لیے طوفانِ نوحؑ کے بعد بھی یہ کندہ شدہ علوم محفوظ رہے اور یونان نے ان میں خوب ترقی کی۔

○

حضرت ادریسؑ کے بعد حضرت نوحؑ نبوت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت ادریسؑ کے بعد لوگوں نے ان کی تعلیم کو فراموش کر دیا اور خدائے واحد کی عبادت ترک کر کے دوبارہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی پوجا شروع کر دی۔ آپ نے بھی اپنی تعلیم کا سلسلہ دجلہ و

فرات کے دوآبہ سے شروع کیا۔ جب آپ لوگوں کو بتوں کی پوجا سے منع کرتے کرتے اور انہیں راہ راست پر لانے میں ناکام ہو گئے، تب آپ نے ان کے حق میں بددعا کی جو قبول ہوئی۔ خداوند کریم نے آپ کو کشتی بنانے کا حکم دیا، جب کشتی بن گئی تو آپ ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے تھے، اس کشتی میں سوار ہو گئے، پھر زمین پر خدا کی طرف سے ایک سیلاب اور طوفان آیا جس نے ہر شے کو غرق کر کے رکھ دیا۔

یہ کشتی جس میں حضرت نوحؑ سمیت، جانوروں کے علاوہ اسی افراد سوار تھے۔ 300 ہاتھ لمبی، 50 ہاتھ چوڑی اور 30 ہاتھ اونچی تھی۔ ہاتھ کا یہ پیمانہ حضرت نوحؑ کے پردادا کے ہاتھ کے مطابق تھا جس وقت یہ کشتی پانی کے اندر تیر رہی تھی تو عزازیل ایک بوڑھے کی شکل میں کشتی میں داخل ہوا۔ حضرت نوحؑ نے اسے پہچان لیا اور برہم ہو کر کہا۔

''اے فتان! تو یہاں کیوں آیا، خدا کے دشمن یہاں سے دفعہ ہو جا۔''

ابلیس نے کہا۔ ''دیکھ میرے پاس پانچ باتیں ہیں، ان میں سے تین تم سے کہوں گا اور دو تم سے نہ کہوں گا۔''

[illegible]

[illegible]

[illegible] حسد نے مجھے [illegible] جنت سے باہر کیا۔''

حضرت نوحؑ کے ڈانٹنے پر عزازیل کشتی سے نکل گیا۔

آخر جب طوفان کا پانی اتر گیا تو کشتی موصل کے ایک پہاڑ جودی پر رک گئی۔ حضرت نوحؑ انسانوں اور جانوروں کے ساتھ زمین پر اترے اور اس عذاب اور تباہی کے بعد زمین پر جو بستی بنائی گئی، اس کا نام سوق ثمانین ''اسی آدمیوں کا بازار'' رکھا گیا۔ اس طرح دنیا میں دوبارہ انسانی آبادی بڑھنے لگی۔

دنیا کے صرف دو خطے تھے، جہاں شروع میں تقریباً 6 ہزار سال قبل مسیح انسانوں نے آباد ہونا شروع کیا۔ ایک میسوپوٹیمیا (موجودہ عراق) اور دوسرا مصر۔

انسان کے کہیں آباد ہونے کے لیے تین چیزوں کا ہونا بنیادی طور پر ضروری ہے۔

اولاً: وافر مقدار میں خوراک

ثانیاً: پانی کی بہتات

ثالثاً: گھر تعمیر کرنے کے لیے پتھر، اینٹیں یا دیگر اشیاء۔

میسوپوٹیمیا میں دریائے دجلہ و فرات کی وجہ سے پانی کی بہتات تھی جس سے فصلیں اُگا کر سال بسال خوراک مہیا ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ یہاں چکنی مٹی بہت تھی جس کی اینٹیں بنا کر اور دھوپ میں انہیں خشک کر کے مکان تعمیر کیے جا سکتے تھے۔ یہی حالت مصر میں تھی۔ وہاں دریائے نیل کی وجہ سے پانی کی کمی نہ تھی، پھر وہاں چونے کا پتھر بہت زیادہ تھا جس سے مکان تعمیر ہو سکتے تھے۔ دریائے نیل میں سال کے دوران چار ماہ کے لیے سیلاب رہتا تھا جس کی وجہ سے دریائے نیل کے جنوب کے پہاڑوں سے لائی ہوئی مٹی دور دور تک پھیلا دیتا تھا، اس سے زمین خوب زرخیز ہو جاتی تھی اور فصلیں خوب پیدا ہو سکتی تھیں۔ سو مصر میں بھی دریائے نیل کے ساتھ ساتھ انسانوں نے بستیاں بسا کر رہنا شروع کر دیا تھا۔

مصر اور عراق میں آباد ہونے والے لوگوں میں ایک نمایاں فرق یہ تھا کہ عراق میں ہر شہر کا علیحدہ بادشاہ ہوا کرتا تھا اور ہر شہر میں ایک مذہبی پروہت ہوتا تھا، جو اکثر جادوگر ہوا کرتا تھا۔ لوگوں کے دلوں پر ہر وقت اس کا خوف رہتا تھا۔ بادشاہ کی نسبت اس کی زیادہ عزت کی

[illegible]

[illegible]

ان کے علاوہ [illegible] جادوگر [illegible]

کیا کرتے تھے۔

مصر کی حالت عراق سے برخلاف تھی۔ وہاں شروع ہی سے بڑی حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔ ایک بالائی مصر اور دوسری زیریں مصر۔ بالائی مصر کا مرکزی شہر اوسیان تھا۔ یہ مملکت بائیس صوبوں میں تقسیم تھی، صوبے کو نومز کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ بادشاہ کی طرف سے ہر صوبے کا ایک حاکم مقرر تھا۔

زیریں مصر کا مرکزی شہر بہدت تھا۔ مملکت بھی بیس صوبوں میں تقسیم تھی اور ہر صوبے کا الگ حاکم مقرر تھا، جو حد دونوں مملکتوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرتی تھی وہ موجودہ شہر قاہرہ کے پاس سے گزرتی تھی۔

عراق اور مصر کے علاوہ چین میں دریائے ہانگ ہو اور ینگ سی کیانگ کے کناروں پر بھی انسان آباد ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ حجاز میں یمن کے سرسبز علاقوں میں قوم

عاد[1] اور ان کے مغرب کی طرف قوم ثمود نے اپنی آبادیاں بنا لی تھیں، کچھ خانہ بدوش قبائل عرب کے صحراؤں کے اندر خانہ بدوش زندگی بسر کرنے لگے تھے۔ اس کے علاوہ حضرت نوحؑ کے بیٹے حام کی نسل کے لوگ ایشیا کے شمالی حصے، کوہستان پامیر اور کوہستان التائی کے درمیان آباد ہو گئے تھے۔ یہاں آباد ہونے والوں میں بھی دو طرح کے لوگ تھے۔ کچھ نے پتھروں کے گھر بنا کر مستقل رہائش اختیار کر لی تھی اور کچھ چراگاہوں کی تلاش میں ادھر ادھر خانہ بدوش زندگی بسر کر رہے تھے۔

ہندوستان میں بھی پنجاب اور سندھ میں دریاؤں کے کنارے لوگ آباد ہو گئے تھے۔ پنجاب میں آباد ہونے والوں کا بڑا اور مرکزی شہر ہڑپہ تھا جبکہ سندھ میں ان آباد کاروں کا بڑا اور مرکزی شہر موہنجوداڑو تھا۔

شمالی فارس کو بھی لوگوں نے خوب آباد کر لیا تھا۔

○○○

[1]۔۔۔ یہ وہی عاد ثمود تھے جن کا ذکر قرآنِ مقدس میں آیا ہے اور بعد کے دور میں جب یہ قوم شرک اور بت پرستی کا شکار ہوگئی تو اس میں حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ مبعوث کیے گئے۔

●

یوناف مصر چلا گیا تھا جبکہ عارب، بیوسا اور نبیطہ بابل سے نکل کر اریدو شہر میں رہنے لگے تھے۔ اسی دوران عرب کے صحراؤں کے اندر ایک طوفان اٹھا۔ خانہ بدوش قبائل اپنے گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار اپنے ریوڑوں کو ہانکتے صحراؤں سے باہر نکل آئے، پھر یہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ہر حصہ ہزاروں انسانوں پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ایک گروہ سومیری قوم کے شمال میں دریائے فرات اور دجلہ کے درمیان آباد ہو گیا اور یہاں انہوں نے دو بڑے اور تاریخی شہر نینوا اور آشور تعمیر کر لیے۔ یہ لوگ جس بڑے سردار کی رہنمائی میں عرب کے صحراؤں سے نکل کر فرات اور دجلہ کی سرزمین پر آباد ہوئے، اس کا نام آشور تھا، لہٰذا یہ آشوری کہلانے لگے۔

دوسرے گروہ نے شمال مغرب کا رخ کیا اور بحیرہ روم کے ساتھ ساتھ فلسطین سے لبنان تک آباد ہو گئے۔ یہ لوگ بحری جہاز اور کشتیاں بنانے کا فن جان گئے تھے، لہٰذا انہوں نے جہاز اور کشتیاں بنا کر مصریوں کے ساتھ تجارتی لین دین شروع کر دیا۔ اس لیے یہ لوگ فونیقی کہلائے۔

یوناف زیریں مصر میں گمنام زندگی بسر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ بالائی مصر کے بادشاہ نارمر نے زیریں مصر پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور مصر کے دونوں حصوں کو ایک ہی حکومت کے تحت متحد کر دیا۔ نارمر کے بعد فیس بادشاہ بنا۔ اس نے ممفس نام کا نیا شہر آباد کیا۔ اس کے بعد حسخیم بادشاہ بنا، جس نے کوئی کارہائے نمایاں ادا نہ کیا، حسخیم کے بعد زوسر مصر کا بادشاہ بنا اور یہی وہ بادشاہ ہے۔ جس نے ایک طویل عرصے تک مصر پر حکومت کی اور اس نے ملک

کو خوشحال بنا دیا۔ زوسر کے دور کی اس خوشحالی میں اس کے وزیر امحوتپ[1] کا بڑا ہاتھ تھا جو زوسر کو بروقت اور صحیح مشورے دیتا تھا وہ ایک عمدہ حکیم، ایک بے مثل جادوگر اور ایک اعلیٰ پائے کا منتظم تھا۔ زوسر اور امحوتپ دونوں نے مل کر نئے شہر ممفس کو خوب آباد کیا۔ اسے مصری حکومت کا مرکزی شہر قرار دیا۔ اپنے قیام کے لیے انہوں نے ممفس میں دریائے نیل کے کنارے عالی شان محل تعمیر کرائے اور شہر کو ایسا خوبصورت بنا دیا کہ دور دور سے لوگ وہاں آ کر آباد ہونے لگے۔

یوناف نے بھی ممفس شہر میں آباد ہونے کا ارادہ کر لیا تھا۔ ایک روز وہ سہ پہر کے قریب ممفس شہر کے باہر ایک درخت تلے ستانے کو رک گیا۔ اس نے دیکھا اس درخت تلے پہلے سے ہی ایک خوبصورت جوان اور ایک بوڑھی عورت بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ضعیف انتہائی بے بسی کے عالم میں اپنے دونوں ہاتھ بار بار زمین پر مارتی تھی۔ بین کرتی تھی اور دھاڑیں مار مار کر روتی تھی اور وہ جوان کہ اس بوڑھی عورت کا بیٹا محسوس ہوتا تھا، بار بار اسے اپنے ساتھ لپٹا کر تسلی اور ڈھارس دیتا تھا۔

یوناف ان دونوں کے قریب جا کر ان کا دکھ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ چونک پڑا۔ اس نے دیکھا کہ جس درخت تلے وہ آیا تھا اس کے پتوں سے چھم چھم پانی کے قطرے گرنے لگے تھے۔ یوناف سوچ میں ڈوب گیا کیونکہ یہ سہ پہر کا وقت تھا اور درخت سے شبنم کے قطرے گرنے کا بھی کوئی امکان نہ تھا۔

یوناف کو ایسا لگا جیسے اس بڑھیا کی بے بسی اور اس کے بین و آہ و زاری پر وہ درخت بھی رو رہا ہو۔ وہ اس بوڑھی عورت اس جوان کی طرف بڑھنے ہی کو تھا کہ اسے اپنی گردن کے گرد وہی حریری اور ریشمی لمس محسوس ہوا جیسے کوئی سانپ اس گردن کے گرد ہلکی ہلکی نرمی کے ساتھ بل کھا رہا ہو، پھر اس کے کانوں میں وہی شہد ملی جوان نسوانی آواز پڑی۔

”یوناف! یوناف! یہ درخت کے نیچے بیٹھے بڑھیا اور جوان دونوں ماں بیٹا ہیں۔ بڑھیا مصر کے پہلے بادشاہ ضخیم کی بیوہ اور وہ جوان اس کا بیٹا ہے۔ ان دونوں کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ آگے بڑھو اور ان کا دکھ سنو کہ یہی تمہاری زندگی کا مقصد اور منشاء ہے۔ میں

۱۔ قدیم تاریخ کا مؤرخ جوزف وارڈ سوین اپنی کتاب ”دنیا کی قدیم تاریخ“ میں امحوتپ کا ذکر تفصیل سے کرتا ہے۔ وہ بھی اسے ایک حکیم، طلسم گر اور دانشمند بیان کرتا ہے۔

بھی اس معاملے میں تمہارے ساتھ ہوں، گو یہ معاملہ بڑا خطرناک اور دشوار ہے، پھر بھی اے میرے دوست! اس پر تم قابو پا لو گے۔“

یوناف نے کہا۔

”میں ان کی مدد تو ضرور کروں گا لیکن پہلے تم مجھے اپنا نام بتاؤ۔“

وہ حریری ریشمی لمس رکھنے والی ہستی کی شہد جیسی میٹھی اور اپنائیت سے بھرپور آواز یوناف کو سنائی دی۔

”یوناف۔ میرے حبیب! میرے دوست! تم مجھے ابلیکا کہہ کر پکار سکتے ہو۔“

یوناف نے کہا۔

”سنو ابلیکا! میری تمہاری آخری ملاقات بابل میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد نہ تم وارد ہوئیں اور نہ ہی مجھے تمہاری ضرورت پیش آئی۔ اب شاید حالات میرے لیے مشکل شروع ہوں یا کبھی عارب بیوسا اور عبیطہ کی طرف سے ہی کوئی دشواری ہو تو اپنی مدد کے لیے میں تمہیں کیسے، کیونکر اور کس طرح پکاروں یا بلاؤں۔“

ابلیکا نے کہا۔

”جونہی تم میرا نام اپنی زبان پر لایا کرو گے میں تمہارے پاس حاضر ہو جایا کروں گی۔“

یوناف نے ایک تجسس سے پوچھا۔

”کیا تم جسمانی روپ میں میرے پاس نہیں آ سکتیں تاکہ میں دیکھ اور جان سکوں کہ تم کون ہو؟ کیسی ہو؟“

ابلیکا نے گھٹی گھٹی سی آواز میں کہا۔

”یوناف! یوناف!! ایسا ممکن نہیں ہے۔ سنو! ہم دو دوستوں کی طرح ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ ایسے دوست جو ایک دوسرے کے لیے اپنا سب کچھ نچھاور اور قربان کر دینے کا حوصلہ اور عزم رکھتے ہوں، آج کے بعد تم یہی سمجھو کہ میں تمہارے ہی جسم کا حصہ ہوں۔ سنو یوناف! لوگ مجھ پر گرفت کرنے، مجھے تسخیر کرنے، مجھ پر قابو پانے یا میری دوستی کی طلب میں بڑے بڑے جتن اور روگ طے کرتے ہیں، تم خوش قسمت ہو کہ میں تمہاری طلب اور خواہش کے بغیر کسی کے کہنے پر تمہارے پاس چلی آئی ہوں، اب تم جو بھی کہو گے میں کروں گی۔“

یوناف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی اور اس نے پوچھا۔

''تم کس کے کہنے پر میرے پاس چلی آئی ہو۔''

ابلیکا نے کہا۔

''میں کس کے کہنے پر تمہارے پاس آئی ہوں اسے تم فی الحال بھول جاؤ۔ اب میرا تمہارا صدیوں کا ساتھ ہے۔ مناسب وقت پر میں تمہیں سب کچھ بتاتی رہوں گی، اب تم وقت ضائع نہ کرو، آگے بڑھو اور مصر کے سابق بادشاہ خنخیم کی بیوہ اور اس کے بیٹے کی مدد کرو۔''

یوناف آگے بڑھا اور اس بوڑھی عورت کے پاس بیٹھے اس خوبصورت جوان کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''اے جوان تم کون ہو، تمہارا نام کیا ہے؟ یہ بوڑھی خاتون کون ہے اور کیوں رو رہی ہے؟''

وہ جوان اٹھ کھڑا ہوا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے اجنبی! یہ انتہائی دکھ اور تکالیف بھری داستان ہے کیا کرو گے سن کر، اور پھر ایسی داستان سنانے کا کیا فائدہ جس میں کوئی مدد ہی نہ کر سکے۔''

یوناف نے کہا۔

''تم بد دل اور مایوس نہ ہو، تم مجھے اپنی روداد کہو، میں وعدہ کرتا ہوں تمہاری مدد کروں گا۔''

اس جوان نے کہا۔

''اے اجنبی! یہ ایک ایسا روگ ہے جس کا کوئی مداوا نہیں ہے۔ ایک ایسا نصیب خفتہ کام ہے، جسے کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا، آہ! یہ خیر و شر کا کھیل ہے جس میں شر غالب ہے۔ اے اجنبی! تم نے جہاں جانا ہے جاؤ، ہماری قسمت میں اب اندھیرے کی عبا ہے۔ آہ! ہمارے لیے اب دریائے نیل کے چرواہوں کے گیت میں کوئی کشش اور ترنم نہیں رہا۔''

''تم اپنی داستان تو کہو۔ ہو سکتا ہے، اس دنیا میں ایک میں ہی وہ شخص ہوں جو تمہارے کام آ سکتا ہو۔''

اس جوان نے کہا۔

''اے جوان! اگر تم بضد ہی ہو تو سنو، میرا نام قدیفس ہے اور یہ خاتون میری ماں ہیں۔ ان کا نام بوران ہے۔ سنو! میں مصر کے بادشاہ خنخیم کا بیٹا ہوں۔''

پھر قدیفس نے ہاتھ کے اشارے سے یوناف کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''وہ بائیں طرف دیکھو ممفس شہر سے باہر اور دریائے نیل کے کنارے جو وہ بڑے بڑے پتھروں کا محل نظر آ رہا ہے، وہ ہماری رہائش ہے، یہ ممفس شہر بعد میں آباد ہوا جبکہ ہمارے باپ اور مصر کے سابق بادشاہ نے یہ محل میری ماں کے لیے پہلے ہی تعمیر کر دیا تھا۔ میرے باپ کی کئی بیویاں تھیں اور ہر ایک کے لیے اس نے مختلف جگہوں پر ایسے ہی محل تعمیر کرائے تھے، اپنے باپ کی موت کے بعد ہم گھر کے صرف تین افراد بچے۔ ایک میری ماں، ایک میں اور ایک میری بہن جو مجھ سے چھوٹی ہے۔''

قدیفس ذرا رکا، پھر وہ کہتا چلا گیا۔

''میری بہن کی بدبختی! کہ وہ بے حد خوبصورت تھی۔ مصر کے بڑے بڑے رؤسا اور شہزادوں نے اس سے شادی کرنے کی پیشکش کی لیکن اس نے کسی پر آمادگی کا اظہار نہ کیا۔ آہ میری بہن! اس کی بدنصیبی کہ ایک دن وہ گھڑ سواری کرتی ہوئی اس طرف آ نکلی، یہاں جس جگہ ابھی ہم کھڑے ہیں، اس پر ایک ایسے جادوگر کی نگاہ پڑی جس کا نام یافان ہے اور جو جنوب میں اس جگہ رہتا ہے جہاں کوہستانی سلسلے میں زرد اور سفید نیل آپس میں ملنے کے بعد پھیلتے ہیں، وہاں دونوں دریاؤں کے سنگم پر بائیں کنارے رباح دیوتا کا مندر ہے، جبکہ دریا کے وسط میں پانی کے اندر ایک چھوٹے سے جزیرے کی صورت میں کچھ چٹانیں پانی کے اندر ابھری کھڑی ہیں، ان چٹانوں پر ہی یافان نے اپنے لیے ایک قلعہ نما محل بنا رکھا ہے۔ سنا ہے یافان جادوگر نے بہت سی ارواح کو تسخیر کر رکھا ہے جو اس کی خدمت پر مامور ہیں اور کوئی بھی یافان جادوگر کے قلعے میں داخل نہیں ہو سکتا۔''

''شاید میں اصل موضوع سے ہٹ گیا ہوں، ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ یافان جادوگر نے میری بہن کو دیکھا اور اس پر فریفتہ ہو گیا اور فوراً ہی اسے شادی کی پیشکش کر دی جسے میری بہن نے حقارت سے ٹھکرا دیا، یافان کے بار بار سمجھانے کے انداز میں میری بہن کو یہ پیشکش قبول کر لینے کی ترغیب دی اور ہر بار میری بہن کے انکار پر آخر وہ غصے میں آپے سے باہر ہو گیا۔ اس نے اپنے جادوئی عمل سے نجانے کیا پھونکا کہ میری عزیز از جان اکلوتی

بہن اس درخت میں بدل گئی جس کے نیچے اس وقت ہم کھڑے ہیں، جس وقت میری بہن درخت میں تبدیل ہوئی تو قریب ہی میری ماں کھڑی یہ تماشہ دیکھ رہی تھی، میری ماں نے اس جادوگر کی بڑی منت سماجت کی کہ میری بیٹی واپس کر دے لیکن وہ نہ مانا اور چلا گیا۔''

''اب ہم دونوں ماں بیٹا ہر روز اس درخت کے نیچے آ کر روتے ہیں اور آہ و زاری کرتے ہیں، پھر اس درخت سے بھی پانی کے قطرے گرتے ہیں جیسے میری بہن رو رہی ہو۔ اے اجنبی! اس درخت سے کبھی کبھی آہوں اور سسکیوں کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں۔ سنو ہمارے موجودہ بادشاہ زوسر کا وزیر امحوتپ بھی ایک بے مثل جادوگر ہے ہم نے اسے بھی ساری روداد سنائی اور منت کی کہ ہماری بہن کو اچھا کر دے لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ لگتا ہے وہ بھی یافان جادوگر کا کوئی ساتھی ہے اور اس کی طرفداری کرتا ہے۔ اب بولو اجنبی! کیا تم ہماری خاطر یہ کام کر سکتے ہو اور ہماری بہن کو ہمیں واپس دلا سکتے ہو۔''

یوناف نے کہا۔

''ہاں میں یہ کام کر سکتا ہوں، میرے لیے یہ کوئی مشکل فعل نہیں ہے۔''

بوڑھی بوران چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبات سے پوچھا۔

''اے اجنبی! کیا تو واقعی یہ کام کر دے گا، کیا یہ حقیقت ہے کہ تو میری بیٹی کو ہمیں واپس دلا دے گا۔''

یوناف نے ایک عزم کے ساتھ کہا۔

''ہاں خاتون! میں یہ کام ضرور کروں گا۔''

بوران نے اس بار انتہائی شفقت اور نرمی سے کہا۔

''دیکھ بیٹے! اگر تو نے ہمیں اپنی بیٹی دلا دی تو میں تم سے عہد کرتی ہوں کہ اسے تم سے بیاہ دوں گی۔ میری بیٹی کا نام شوطار ہے، مصر میں کوئی لڑکی اس جیسی حسین نہ تھی۔''

یوناف نے بوران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے خاتون! تم اپنے بیٹے کے ساتھ درخت سے ذرا ہٹ کر کھڑی ہو جاؤ تاکہ میں اپنے عمل کی ابتدا کروں۔''

بوران اور قدیفس دونوں ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ یوناف نے ان دونوں کی طرف پیٹھ کر لی پھر اس نے رازدارانہ سرگوشی میں پکارتے ہوئے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا!! کیا تم میرے لیے یافان جادوگر کے اس طلسم کو توڑ کر سابق بادشاہ سخنیم کی بیٹی شوطار کو اچھا کر دو گی؟''

جواب میں ابلیکا کی گہری خوشی میں ڈوبی ہوئی آواز یوناف کو سنائی دی۔

''یوناف! میرے حبیب! میرے رفیق!! میں تیری خاطر یہ کام ضرور کروں گی، دیکھو میں سابق فرعون سخنیم کی بیٹی کو اپنی اصل حالت میں لاتی ہوں اور یافان کے طلسم کو توڑتی ہوں پر پہلے تو ایک کام کر۔ اس درخت کے قریب دو زانو ہو کر بیٹھ جا تاکہ بوران اور قدیفس یہ سمجھیں کہ تم نے ہی کوئی عمل کیا ہے جس سے شوطار اپنی اصل حالت میں آ گئی ہے اور سنو یوناف! جب شوطار اپنی اصل حالت پر آ جائے اور اس کی ماں اسے تم سے بیاہنا چاہے تو تم ہرگز اس سے انکار نہ کرنا۔ اس سے شادی کر لینا۔ میں چاہتی ہوں کہ اس شہر ممفس میں تمہارا کوئی گھر ہو، تمہاری کوئی بیوی ہو جو تم سے محبت کرتی ہو، یوناف! میں تمہیں خوش اور پرسکون دیکھنا چاہتی ہوں۔''

یوناف فوراً درخت کے قریب دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور مدھم دھیمی آواز میں اس نے ابلیکا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! اے میری صدیوں پر محیط زندگی کے احوال کی رازداں! تو جیسا کہے گی میں ایسا ہی کروں گا، بس تم سخنیم کی بیٹی شوطار کو اچھا کر دو۔''

ابلیکا نے اپنی مسکراتی ہوئی آواز میں تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔

''بس اب تم خاموشی اور سکون سے سر جھکا کر بیٹھ جاؤ کہ میں اپنے عمل کی ابتدا کرنے لگی ہوں۔''

یوناف خاموش ہو گیا اور اس نے اپنی گردن ایسے جھکا لی جیسے وہ کسی گہرے مراقبے میں ڈوب گیا ہو۔

چند ہی ثانیوں بعد یوناف چونک اٹھا۔

اس نے دیکھا یافان کا طلسم ابلیکا نے توڑ دیا تھا اور اب وہاں درخت کے بجائے ایک ایسی لڑکی کھڑی تھی جو راز بستہ کے عرفان، عروس شگوں اور گلکار خیالات کے عکس کی

طرح حسین، روح کے سرِ نہاں، کن کی پراسرار صداؤں کی بازگشت اور طغیانِ نشاط جیسی پرکشش تھی۔ وہ کسی صنم شعلہ جمال، منقش کرن اور حسین دیویوں کی خوش رنگ محفل کی طرح کافرانہ انداز میں کھڑی تھی۔ اس کے مرمر، مرجان اور حریری پیکر سے طلسمات شہود جیسی کشش اور طراوتِ گل جیسی خوشبو پھوٹ رہی تھی۔

یوناف ابھی تک مراقبے کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا کہ شوطار بھاگ کر اپنی ماں سے لپٹ گئی جبکہ قدیفس پیار اور نرمی میں اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہا تھا، پھر بوران نے شوطار کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

''اے میری بیٹی! وہ جوان جو اس وقت مراقبے کی حالت میں ننگی زمین پر دوزانو بیٹھا ہے، اس نے یافان کے طلسم کو توڑ کر تمہیں اچھا کیا ہے، اے میری بیٹی! اس جوان سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس نے میری بیٹی شوطار مجھے دلا دی تو میں اپنی بیٹی اس سے بیاہ دوں گی۔ اے میری بیٹی تو اس کے ساتھ شادی کرنے سے انکار تو نہ کرے گی؟ اگر تو نے ایسا کیا تو مجھے اس کے ساتھ کیے ہوئے وعدے پر ندامت اور شرمندگی ہو گی۔''

شوطار نے صرف ایک گہری نگاہ یوناف پر ڈالی پھر اس نے شرمیلی سی مسکراہٹ سے کہا۔

اے میری ماں! میں تجھے شرمندہ اور ندامت زدہ نہ ہونے دوں گی۔ میں تیرا وعدہ نبھاؤں گی۔ میں اس جوان سے جو کہ خوابوں کے باسیوں کی طرح خوبصورت اور دراز قد ہے، شادی کرلوں گی۔ اے میری ماں! وہ میرے محسن ہیں۔ انہوں نے مجھے نئی زندگی دی ہے۔ میں انہیں اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں گی۔ پر ماں! تو نے یہ تو بتایا ہی نہیں وہ کون ہے؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کدھر جانا اور کہاں رہتے ہیں؟''

بوران نے کہا۔

''شوطار! میں نہیں جانتی وہ کون ہے؟ نہ ہی ابھی تک میں نے اس سے اس کا نام پوچھا ہے۔ وہ کوئی اجنبی اور پردیسی لگتا ہے۔ میں تو قدیفس کے ساتھ یہاں بیٹھی رو رہی تھی کہ یہ شمال کی طرف سے نمودار ہوا، یہاں اس سے میری گفتگو ہوئی اور اس نے تمہیں اچھا کر دیا۔''

اتنی دیر میں یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ بوران نے شوطار اور قدیفس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بچو! آؤ اس جوان کی طرف چلیں اور اس سے اس کا نام وا حوال پوچھیں۔''

شوطار، بوران اور قدیفس تینوں یوناف کے قریب آئے، پھر بوران نے اسے انتہائی شفقت اور پیار سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے مہربان اجنبی! میں کیسی احمق ہوں کہ ابھی تک تیرا نام تک نہیں پوچھا۔''

یوناف نے جواب دیا۔

''میرا نام یوناف ہے۔''

اس بار شوطار نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کی احسان مند ہوں کہ آپ نے مجھے یافان کے طلسمی چنگل سے نجات دلائی۔''

یوناف جواب میں کچھ کہنے کو تھا کہ قدیفس آگے بڑھا اور اس نے یوناف کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

''آپ نے شوطار کو زندہ اور جیتا جاگتا کر کے ہم پر ایسا احسان کیا ہے، جس کی کوئی قیمت اور کوئی اجر نہیں ہے۔''

جب قدیفس یوناف سے علیحدہ ہوا تو بوران نے کہا۔

''بیٹے! میں اس قابل تو نہیں کہ تیرے اس احسان کا بدلہ چکاؤں پر تو میرے ساتھ میرے محل میں چل تاکہ تیرا وہاں قیام ہمارے لیے خوشی اور سکون کا باعث ہو، میں نے شوطار کے معاملے میں تجھ سے ایک وعدہ کیا تھا، کیا تم اس کے لیے تیار ہو؟''

یوناف نے کہا۔

''ہاں۔ اگر شوطار کی رضامندی اس میں شامل ہو تو میں بخوشی اس کے لیے تیار ہوں۔''

بوران نے انتہائی مہربان نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں اس سلسلے میں پہلے ہی شوطار سے بات کر چکی ہوں، وہ تمہارے ساتھ شادی کرنے پر رضامند ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔''

بوران نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''آج کا دن میرے لیے زندگی کا سب سے بڑا خوشی کا دن ہے۔ آؤ بیٹے میرے ساتھ اب تم ہمارے ساتھ ہی رہا کرو گے۔''

یوناف چپ چاپ ان تینوں کے ساتھ ہو لیا۔

دریائے نیل کے کنارے ایک بہت بڑا محل تھا جس میں یوناف، شوطار بوران اور قدیفس کے ساتھ داخل ہوا۔ سارا محل بڑے بڑے سرخ پتھروں سے بنا ہوا تھا۔ اور کافی اونچائی پر تھا، تاکہ نیل کے سیلاب کا پانی اس میں داخل نہ ہو سکے۔ مشرقی سمت کی لمبی لمبی کئی سیڑھیاں دریا کے اندر تک اترتی چلی گئی تھیں۔ محل کے اندر دو خادمائیں بھی تھیں جنہوں نے شوطار کو دیکھ کر انتہائی خوشی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر یوناف نے بوران سے پوچھا۔

''گھر کے اخراجات چلانے کے لیے آپ کے ذرائع آمدن کیا ہیں؟''

بوران نے کہا۔

''بیٹے! میرا شوہر اور مصر کا سابق بادشاہ میرے اور بچوں کے لیے اس قدر نقدی اور مال و متاع چھوڑ گیا ہے کہ ہم اپنی ساری زندگیاں آرام اور سکون سے بسر کر سکتے ہیں۔ شروع شروع میں جب ممفس شہر آباد ہوا تھا تو ہمارے محل سے ایک فرلانگ دور تھا۔ اب شہر اس قدر پھیل گیا ہے کہ لوگوں نے ہمارے محل کے اردگرد بھی مکان تعمیر کرنے شروع کر دیے ہیں۔''

یوناف خاموش ہو گیا۔

پہلے چاروں نے مل کر کھانا کھایا پھر اسی دن یوناف اور شوطار کی شادی ہو گئی۔

○

ممفس شہر میں ایک روز مصر کا بادشاہ زوسر اپنے شاہی محل میں بیٹھا تھا کہ اس کا وزیر امحوتپ اس کے کمرے میں داخل ہوا۔ زوسر نے ہاتھ کے اشارے سے امحوتپ کو ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا۔ جب وہ بیٹھ گیا تو زوسر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''امحوتپ! جانتے ہو آج یوں تمہیں میں نے تنہائی میں کیوں بلایا ہے؟''

امحوتپ نے کہا۔ ''کوئی ایسا ہی کام ہو گا جس کے لیے آپ تنہائی میں میری ضرورت محسوس کرتے ہوں گے۔''

زوسر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ ''تمہارا اندازہ درست ہے۔''

زوسر چند لمحے کچھ سوچتا رہا، پھر اس نے دوبارہ امحوتپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''تم جانتے ہو دریائے نیل ہر سال چند ماہ کے لیے سیلاب کی حالت میں رہتا ہے۔ کھڑی فصلیں خراب ہو جاتی ہیں۔ نئی فصل کے لیے زمینیں تیار نہیں ہو پاتیں۔ اس طرح اس عرصے میں کسان بے کار ہو جاتے ہیں اور اس بے کاری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ گروہوں اور جماعتوں کی صورت میں آس پاس کی بستیوں میں ڈاکہ زنی لوٹ مار شروع کر دیتے ہیں، یوں مصر میں امن و امان کا ایک مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ بے کار کسان، لوگوں کو بے دریغ قتل کر دیتے ہیں۔ بستیوں کو لوٹ کر آگ لگا دیتے ہیں اور مرد عورتوں کو غلام بنا کر شمالی اور شمال مغربی ملکوں کی طرف بھیج دیتے ہیں۔

میں ان دنوں سخت پریشان ہوں کیونکہ چند دنوں تک دریائے نیل سیلاب کی صورت اختیار کر لے گا اور ملک میں قتل و غارت اور لوٹ مار کا ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا جو میرے لیے سخت بدنامی اور نااہلی کا باعث ہو گا۔''

امحوتپ نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''میرے لیے یہ خوشی کا باعث ہے کہ آپ نے مجھ سے مشورہ طلب کیا۔ میں آپ کے سامنے ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہوں جس سے ملک کے اندر کسانوں کی بیکاری ختم ہو جائے گی اور وہ قتل و غارت اور لوٹ مار کا سلسلہ بند کر دیں گے۔''

زوسر نے چونک کر پوچھا۔ ''کہو، وہ کیا تجویز ہے۔''

امحوتپ نے چند ثانیوں کے تفکر کے بعد کہا۔ ''آپ بڑے بڑے اہرام بنانا شروع کریں۔ ان اہرام کے اندر آپ اپنی دولت رکھتے جائیں اور بادشاہ کے خاندان سے جو بھی فرد مرے اس کی لاش انہی اہرام کے اندر محفوظ اور حنوط کر کے رکھ دی جائے۔ ان اہراموں کی تعمیر کے لیے پہاڑوں سے بڑے بڑے پتھر لائے جائیں اور اہراموں کی بڑی بڑی، بلند اور ہیبت ناک عمارتیں تعمیر کی جائیں اس طرح سیلاب کے دور میں سارے کسان بری طرح مصروف رہیں گے اور ملک میں امن و امان برقرار رہے گا۔''

اخوتپ کی اس تجویز پر زوسر کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا، پھر اس نے کسی قدر فکر مندی سے پوچھا۔ ''لیکن جو اہرام تم تجویز کر رہے ہو، ان میں رکھی جانے والی دولت کیسے محفوظ رہے گی اور پھر شاہی خاندان کی جو لاشیں ان میں رکھی جائیں گی ان کی جو چاہے بے حرمتی کرتا رہے۔''

اخوتپ نے کہا۔ ''شاہی خاندان کی لاشیں وہاں دفن نہ کی جائیں گی بلکہ میں ایک ایسا مسالہ تیار کروں گا جسے لگا کر اگر کوئی لاش ان اہراموں میں رکھ دی گئی تو وہ ہمیشہ کے لیے سلامت اور ترو تازہ رہے گی، پھر نہ ہی کوئی وہاں داخل ہو کر وہاں سے دولت چرا سکے گا اور نہ ہی شاہی افراد کی بے حرمتی کر سکے گا، اس لیے کہ میں وہاں ایک ایسا طلسم قائم کر دوں گا کہ ان اہراموں میں داخل ہونا تو دور کی بات کوئی ان کی طرف رخ بھی نہ کر سکے گا۔ پھر یہ کام ایسا ہے کہ کسان اس میں بری طرح مصروف رہیں گے کیونکہ انہیں کوہستانوں سے بڑے بڑے پتھر لا کر اس تعمیر میں حصہ لینا ہوگا۔ اس طرح دریائے نیل میں ہر سال جتنے ماہ سیلاب رہتا ہے اتنے ماہ سارے کسان کوہستانوں سے پتھر لا کر جمع کرتے رہیں گے، اور جب سیلاب کا پانی اتر کر زمین خشک ہو جایا کرے گی تو کسان پھر اپنے آبائی کام میں لگ جائیں گے جبکہ دیگر کاریگر اہراموں کی تعمیر میں مصروف ہو جائیں گے۔''

زوسر نے اپنے اطمینان اور دل جمعی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اخوتپ! تم واقعی ایک بے مثل دانشمند، حکیم اور طلسم گر ہو۔ اب تمہاری اس تجویز سے ملک میں پوری طرح امن و امان رہا کرے گا۔ سنو! کل نہیں بلکہ آج ہی اہراموں کی تعمیر کا اعلان کر دو اور جہاں جہاں کسانوں کی بستیاں ہیں، وہاں مناد روانہ کر دو کہ سیلاب کے دنوں میں کسان بے کار نہیں رہیں گے بلکہ انہیں کام مہیا کیا جائے گا، جس کے لیے انہیں معقول معاوضہ دیا جائے گا۔''

اخوتپ اٹھا اور زوسر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسی روز اس نے اپنے کام کی ابتدا کر دی۔ ممفس شہر سے باہر اہراموں کی تعمیر کا اعلان کر دیا گیا۔ ماہر کاریگروں کو طلب کر لیا گیا۔ دریائے نیل کے کنارے کنارے پھیلی کسانوں کی ساری بستیوں میں منادی کرا دی گئی کہ سیلاب کے دنوں میں انہیں معقول معاوضہ پر کام مہیا کیا جائے گا۔ سیلاب کا موسم آتے ہی ممفس شہر میں جوق در جوق کسان جمع ہونا شروع ہو گئے۔

اخوتپ نے بڑی بڑی گاڑیوں سے جنہیں بیل اور خچر کھینچتے تھے، پہاڑوں سے پتھر

منگوانے شروع کر دیے۔ یوں مصر میں اہرام کی تعمیر کی ابتدا ہوئی اور کسانوں کے کام پر لگ جانے سے ملک میں امن و امان ہو گیا۔

○

یوناف اور شوطار کی شادی کو کئی ماہ ہو گئے تھے۔

یوناف اب یافان جادوگر سے انتقام لینے کی سوچ رہا تھا جس نے ممفس شہر سے باہر شوطار کو ایک درخت میں تبدیل کر دیا تھا۔

ایک روز یوناف دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کی ان سیڑھیوں پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ جن سے ٹکرا کر دریائے نیل گزرتا تھا۔ بوران، شوطار اور قدیفس شہر کے بازار میں گئے ہوئے تھے۔ کہ یوناف کو اپنی گردن پر وہی حریری اور ریشمی لمس محسوس ہوا، پھر ابلیکا کی مسحور کن اور میٹھی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

''یوناف! یوناف!! سنبھلو اور چوکنے ہو جاؤ، تمہارے لیے تکلیفوں اور امتحان کا وقت آ گیا ہے۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ تینوں تمہاری تلاش میں اور بدی پھیلانے کے لیے نکلنے والے ہیں۔

سنو! عارب نے بابل میں شادی کر لی تھی جس کی وجہ سے وہ تمہاری طرف سے غافل رہا۔ نبیطہ نے بھی بابل کے حکمران خاندان کے ایک نوجوان سے شادی کر لی تھی۔ اس کا شوہر بھی بوڑھا ہو کر مر چکا ہے۔ ہاں بیوسا نے شادی نہ کی تھی کہ وہ مردوں سے نفرت کرتی ہے۔ اب وہ تینوں بدی کے حق میں اور تمہارے خلاف حرکت میں آ رہے ہیں۔ عارب شمالی فارس کے شہر اکبتانا کی طرف، نبیطہ بال، قوم عیلام اور مصر میں جبکہ حسین بیوسا آشور، حتی، فونیقی اور ان سے ملحقہ اقوام کی طرف جائے گی ان سب قوتوں میں تمہیں تلاش کرنے کے علاوہ وہ بدی پھیلائیں گے۔''

یوناف نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں تو مصر کے یافان جادوگر کے خلاف حرکت میں آنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مصر کے اندر یہ سب سے بڑی بدی ہے اور جہاں بھی بدی ہو اس کے خلاف حرکت

میں آنا میری زندگی کا اصل مقصد ہے۔ اب جبکہ تم مجھے عارب، بیوسا اور نبیطہ سے متعلق نئی اطلاعات فراہم کر رہی ہو تو بتاؤ مجھے اب کیا کرنا چاہیے؟''

ابلیکا نے کہا۔ ''فی الحال تم یافان کو بھول جاؤ۔ اس کے خلاف تم جب چاہو حرکت میں آ سکتے ہو، پہلے عارب کا رخ کرو۔''

یوناف نے پوچھا۔

''میں عارب کا رخ کروں اور تم کیا کرو گی؟''

ابلیکا نے یوناف کی گردن کے گرد اپنا لمس تیز کرتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! سنو صرف عارب، بیوسا اور نبیطہ ہی نہیں بلکہ جہاں کہیں بھی بد اور بدکاری، گناہ اور معصیت کے خلاف تم حرکت میں آؤ گے میں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ تمہاری زندگی کا مقصد فرعون خسخسیم کے اس محل میں شوطار کے ساتھ جامد رہ کر زندگی بسر کرنا نہیں اپنے آپ کو حرکت میں لاؤ، دریا کی لہروں اور سمندری موجود کی طرح اور آج ہی عارب کی طرف کوچ کر جاؤ کہ حرکت میں رہنا ہی تمہاری زندگی کا......''

یوناف نے ابلیکا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں جانتا ہوں میری زندگی کا مقصد برائی کے خلاف حرکت میں آنا ہے اور خاص کر اس برائی کے خلاف جو عارب، بیوسا اور نبیطہ پھیلائیں۔ پر اے میری محسن! ہو سکتا ہے کہ عارب، بیوسا اور نبیطہ کی برائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مجھے ایک طویل عرصہ درکار ہو۔ اس دوران اگر اس غلیظ جادوگر یافان کو یہ خبر ہو گئی کہ شوطار جسے اس نے اپنے جادو کے زور سے درخت میں بدل دیا تھا، دوبارہ اپنی اصل حالت میں آ گئی ہے تو کیا وہ شوطار کے خلاف حرکت میں نہ آ جائے گا اور میری غیر موجودگی میں وہ نہ صرف شوطار بلکہ اس کی ماں اور بھائی کو بھی نقصان نہ پہنچائے گا؟ یہ صورت حال میرے لیے ناقابل برداشت ہو گی۔ میں چاہتا ہوں یافان سے نمٹ کر ایک مطمئن انداز میں پہلے عارب، پھر بیوسا اور بعد میں نبیطہ کا تعاقب کروں، مجھے امید ہے جو حالات میں نے بیان کیے ہیں، ان کی روشنی میں تم مجھ سے اتفاق کرو گی اور پہلے مجھے یافان سے نمٹنے دو گی۔''

ابلیکا نے اس بار کسی قدر نرم، شیریں اور خوش کن آواز میں کہا۔

''تمہارا کہنا بھی ٹھیک ہے یوناف، عارب، بیوسا اور نبیطہ ابھی تو سومیریوں[1] کے شہر اریدو[2] میں مقیم ہیں۔ شاید وہ وہاں سے کوچ کرنے میں ابھی کچھ دن لیں۔ اس دوران تم یافان جادوگر سے نمٹ دیکھو لیکن میں تمہیں متنبہ کر دوں کہ یافان انتہائی فوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے۔ جب تم اس کی طرف جاؤ گے تو تم دیکھو گے تھیبس شہر کے سامنے دریائے نیل کے اس جزیرے میں یافان کا جو قلعہ نما مسکن ہے اس کے اردگرد دریائے نیل میں جگہ جگہ ریت کے ٹیلوں کی طرح دھواں نما نیلی نیلی دھند کے دھبے موجود ہیں۔ یہ دراصل نیلی دھند نہیں بلکہ وہ شیطانی قوتیں ہیں جو یافان کی گرفت میں ہیں اور اس کے کہنے کے مطابق حرکت میں آتی ہیں جو شخص بھی یافان سے ٹکرانے کی کوشش کرتا ہے یہ شیطانی قوتیں اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی ہیں، ادھر ایسے شخص کو موت کے علاوہ ان شیطانی قوتوں سے کہیں بھی پناہ نہیں ملتی۔''

یوناف نے کہا۔

''لیکن یافان کے سامنے میری حیثیت تو عام لوگوں سے مختلف ہو گی۔''

ابلیکا نے کہا۔

''تمہاری حیثیت یقیناً اس لحاظ سے مختلف ہو گی کہ یافان کسی بھی طرح تمہیں موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتا، پر اپنے سیاہ علوم کے بل بوتے پر وہ تمہیں ایسے عذاب اور اذیت میں ضرور مبتلا کر سکتا ہے جسے موت سے بھی بدتر کہا جا سکے۔''

یوناف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! جیسا کہ تم بتا چکی ہو عارب، بیوسا اور نبیطہ بابل اور اریدو میں رہ کر وہاں کے طلسم گروں سے جادو کے بہت سے علوم پر دسترس حاصل کر چکے ہیں تو کیا مجھے بھی

---

[1] بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ سومیری عراق میں آباد ہونے والی پہلی قوم ہے لیکن یہ درست نہیں۔ سومیریوں سے پہلے وہاں سامی نسل کے لوگ آباد تھے جو عربوں کے ہم قبیل تھے۔ میں اپنی کم علمی کے باوجود سومیریوں کو بھی سامی نسل کی ایک شاخ کہوں گا کیونکہ ان کی شکل ان کے پیشرو سامیوں سے ملتی جلتی تھی۔ اس معاملے میں بعض مؤرخین ضرور اختلاف رائے کریں گے۔

[2] اریدو، سومیری قوم کا ایک عظیم مرکزی شہر تھا۔ ان کے دوسرے بڑے شہر لارسہ، اسین، خفا، اروک، کلاب، اریم (ار) لاگاش، نیپور، کش اور عبید تھے۔ بقول مسٹر یاکانوف لاگاش شہر کی آبادی اس وقت ایک لاکھ اور بقول مسٹر لیونارڈ ووالی ار شہر کی آبادی 3 لاکھ 60 ہزار تھی۔

ان باطل اور ابلیسی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ان علوم میں مہارت نہیں حاصل کر لینی چاہیے؟''

ابلیکا نے مسکراتی آواز میں کہا۔

''تمہاری سوچیں یقیناً عمدہ اور پائیدار ہیں۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو باطل قوتوں کے خلاف تمہاری طاقت میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔

یوناف نے کہا۔''کیا ان علوم کے جاننے میں تم میری کوئی مدد کر سکتی ہو۔''

ابلیکا نے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں، میں ایسا نہیں کر سکتی لیکن اس سے متعلق تمہاری رہنمائی ضرور کر سکتی ہوں۔''

پھر اس نے مزید کہا۔ ''سنو یوناف! تھیبس شہر سے باہر جا کر دیکھو راع[1] دیوتا کا جو مندر ہے اس کی پجارن[2] ان علوم کی ماہر ہے۔ بظاہر اس کے تعلقات یافان سے بہت اچھے ہیں کیونکہ یافان قوت میں اس سے زیادہ ہے لہٰذا وہ اس سے ڈرتی لیکن اندر ہی اندر وہ پجارن کہ جس کا نام کولم ہے یافان سے نفرت کرتی ہے اور یہ نفرت و حقارت زیادہ تر یافان کی بالادستی کی بنا پر ہے۔ سنو، یافان کی ایک بیٹی بھی ہے جس کا نام اریشیا ہے یہ لڑکی بھی اپنے باپ ہی کی طرح ان علوم میں ماہر ہے مصر کے لوگ یافان، اس کی بیٹی اریشیا اور راع دیوتا کے مندر کی پجارن کولم سے پریشان رہتے ہیں حتیٰ کہ مصر کے بادشاہ بھی ان پر ہاتھ نہیں ڈالتے نہ ہی یہ تینوں مصر کے بادشاہ زوسر کو کوئی نقصان پہنچانے کا سوچ سکتے ہیں کیونکہ بادشاہ زوسر کا وزیر امحوتپ بھی اگر ان سے بڑھ کر نہیں تو ان کے پائے کا طلسم گر ضرور ہے اور پھر وہ ایک بے مثل حکیم اور ایک عمدہ وزیر اور نایاب دانشمند بھی ہے۔ مصریوں کا خیال ہے کہ یہ چاروں قوتیں ارواح[3] کی تسخیر کا علم بھی جانتی ہیں۔

---

[1]۔ راع اہل مصر کا سب سے بڑا دیوتا تھا، یہی دیوتا آگے چل کر یونانیوں میں زیوس رومنوں میں جیوپیٹر قدیم جرمنوں میں ڈونا اور ناروکی قدیم قوموں میں تھور کے نام سے پوجا گیا۔ [2]۔ ایسی پجارنیں راع دیوتا کے لیے وقف ہو جاتی تھیں اور لوگ خیال کرتے تھے کہ دیوتا سے اس کی شادی ہو گئی ہے۔ یونان اور روم میں بھی زیوس اور جوپیٹر کے لیے ایسی ہی پجارنیں وقف کی جاتی تھیں۔ بابل میں بعل دیوتا کے لیے بھی اسی طرح پجارنیں وقف ہوتی تھیں، بابل میں بعل دیوتا کا ایک 8 منزلہ معبد تھا۔ سب سے اونچے مینار کے اندر وقف ہونے والی پجارن کا پر تکلف بستر لگایا جاتا تھا۔ [3]۔ روح سے متعلق قدیم دور میں لوگوں کے مختلف خیالات تھے۔ جنوبی امریکہ کے ہورانوقبائل کا خیال تھا کہ روح آدمی کا ہی ایک چھوٹا نمونہ ہوتی ہے۔ قدیم سکیموؤں کا خیال تھا روح کی ہیئت اس جسم کی سی ہی (باقی اگلے صفحے پر)

یوناف! یوناف!! تم تھیبس جاؤ، وہاں راع دیوتا کے مندر میں کولم سے ملو، اس کے دل میں تمہارے لیے ہمدردی میں ڈال دوں گی، تم اس سے یہ سیاہ علوم سیکھو، اگر تم اس سے یہ کہو کہ تم یافان کا خاتمہ کرنا چاہتے ہو تو شاید وہ تمہیں یہ علوم سکھانے پر آمادگی کا اظہار کر دے۔''

یوناف نے کہا۔

''تم لفظ شاید کیوں استعمال کرتی ہو کیا تمہیں اس کا پختہ یقین نہیں۔''

ابلیکا نے کہا۔

''اے یوناف۔ غائب کے علوم خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ فرشتے اور ارواح بھی اس سے ناواقف ہیں، میں تمہیں وہی خبریں دے سکتی ہوں جو میری محدود قوت کے دائرہ علم میں ہیں۔ سنو۔ میری قوت، میرے علوم، میری حسیات غیر محدود نہیں ہیں، بہر حال تم مایوس نہ ہونا۔ میں تمہارے لیے اکثر مواقع پر ناممکنات کو سہل اور ممکن بنا دوں گی اور......''

ابلیکا کہتے کہتے خاموش ہو گئی کیونکہ بوران، شوطار اور قدیفس بازار سے لوٹ آئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی یوناف اٹھ کھڑا ہوا، پھر اس نے کہا۔

''میں بڑی بے چینی سے تم لوگوں کا انتظار کر رہا تھا، میں آج بلکہ ابھی یافان سے نمٹنے کے لیے یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔''

شوطار کا رنگ یوناف کی اس بات پر زرد ہو گیا۔ وہ یوناف کے قریب آئی اور پریشانی سے اس نے کہا۔

''کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم اپنے اس محل میں پرسکون زندگی بسر کرتے رہیں اور یافان کو اس کے حال پر چھوڑ دیں، میں ڈرتی ہوں کہیں وہ آپ کو نقصان نہ پہنچائے۔''

یوناف نے کہا۔

(گزشتہ سے پیوستہ)
ہوتی ہے جس سے اس کا تعلق ہو پر یہ لطیف اور رقیق ہوتی ہے۔ نوٹکاؤں کے نزدیک روح اپنے جسم کے اندر ایک بونے کی طرح ہے۔ ملایا کے لوگ روح کو انگوٹھے کے برابر بالشتیا تصور کرتے تھے۔ فجیوں، ناگیلو کے ہاں بھی روح کا تصور ایک بونے جیسا تھا۔ پنجاب کے پرانے لوگ جو اپنے جسموں پر تصویریں کھدواتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ان کے تن خاکی کے اندر جو ننھی روح ہے، وہ ان ہی نقش و نگار کے ساتھ آسمان پر جائے گی۔

"ہم تو یوفان کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے لیکن وہ ہمیں ہمارے حال پر نہ چھوڑے گا۔ اسے جب خبر ہوگی کہ تم پر سے اس کا طلسم ختم کر دیا گیا ہے اور تم ٹھیک ہو کر میرے ساتھ شادی کے بعد پرسکون زندگی بسر کر رہی ہو تو وہ ہم چاروں میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا، سو میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ قبل اس کے کہ وہ ہم پر ہاتھ ڈالے کیوں نہ میں پہل کر کے اس کا خاتمہ کر دوں۔"

اس بار بوران نے بولتے ہوئے کہا۔

"شوطار! یوناف ٹھیک کہتا ہے اگر یہ یافان سے نمٹ سکتا ہے تو اسے ایسا جلد کر لینا چاہئے ورنہ یافان کے مزاج اور اس کی قوتوں سے تم خود بھی واقف ہو۔"

شوطار بے چاری خاموش ہو رہی۔

اس موقع پر قدیفس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا میں بھی آپ کے ساتھ نہ چلوں، شاید میں بھی آپ کے کسی کام آ سکوں۔"

یوناف نے کہا۔

"نہیں۔ یہ مجھ اکیلے کا کام ہے، میں ابھی یہاں سے تھیبس شہر کی طرف کوچ کروں گا تم لوگ فکر مند نہ ہونا، شاید میں چند دن تھیبس[1] شہر سے باہر راع دیوتا کے مندر کی پجارن کے پاس بھی رہوں کیونکہ مجھے اس سے کچھ حاصل کرنا ہے کہ وہ یافان سے نمٹنے میں میری مدد اور رہنمائی بھی کر سکتی ہے۔"

بوران نے محل کے اندرونی حصے کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

"آؤ پھر کھانا کھا لو، اس کے بعد تم یہاں سے کوچ کر جانا۔"

یوناف، شوطار اور بوران، قدیفس کے ساتھ محل کے اندرونی حصے کی طرف جا رہا تھا۔

○

۱۔ پہلے یہی شہر مصر کا دارالحکومت تھا۔

ڈوبتے سورج کی آخری جھلکیاں دیتے سائے ٹڈی دل کی طرح پھیل گئے تھے، آسمان سے آگ برسنا بند ہو گئی تھی اور دریائے نیل کی طرف سے خنک ہوائیں چل پڑی تھیں۔ افق کے دریچے اپنا رنگ بدلنے لگے تھے۔ ایسے میں یوناف تھیبس شہر سے باہر راع دیوتا کے معبد میں داخل ہوا، لوگ معبد کے اندر آ جا رہے تھے۔ ان میں یوناف بھی گھس کر آگے بڑھ گیا۔

اچانک اسے اپنی گردن کے گرد ابلیکا کا کسی سانپ کا سا باریک و ریشمی لمس محسوس ہوا، ساتھ ہی اس کے کانوں میں ابلیکا کی آواز پڑی۔

"یوناف! یوناف!! معبد کے دائیں طرف کا جو برج ہے اس پر چڑھو، وہ سامنے اس کی سیڑھیاں دکھائی دے رہی ہیں، راع دیوتا کی پجارن کولم کا کمرہ اسی برج کے اوپر ہے۔"

ابلیکا کی ہدایت کے مطابق یوناف تیزی سے اس برج کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

اوپر جا کر اس نے دیکھا ایک کمرے کے سامنے دو مسلح پہریدار کھڑے تھے۔ ابلیکا کی رس گھولتی آواز پھر اس کی ساعت میں سما گئی۔

"یوناف! یوناف!! جس کمرے کے سامنے یہ دونوں پہریدار کھڑے ہیں، یہی کولم کا کمرہ ہے، ان محافظوں سے پوچھ کر اندر داخل ہو جاؤ۔"

یوناف ان محافظوں کے پاس گیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"میرے عزیزو! میں ممفس سے آیا ہوں اور کولم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

قبل اس کے کہ محافظوں میں سے کوئی جواب میں کچھ کہتا اندر سے ایک قند گھولتی شیریں آواز سنائی دی۔

"اسے اندر آنے دو۔"

محافظوں نے فوراً دروازہ کھول دیا اور یوناف اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں ایک بہت بڑی مسہری پر ایک عورت جو عمر میں تیس برس کے قریب ہوگی، نیم دراز تھی اور اٹھارہ بیس برس کی ایک لڑکی اس کی پیشانی پر صندل کی مالش کر رہی تھی، کمرے میں دائیں طرف چاندی کا عود دان رکھا تھا جس سے نکلتی ہوئی ہلکی ہلکی فرحت بخش خوشبو کمرے میں پھیل رہی تھی۔

پلنگ پر لیٹی ہوئی وہ عورت اٹھ کر بیٹھ گئی اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں ہی اس معبد کی پجارن کولم ہوں جو راع دیوتا کے لیے وقف ہو چکی ہوں، یہ لڑکی بھی اسی معبد کی ایک پجارن ہے۔'' ساتھ ہی اس نے لڑکی کو اشارہ کیا اور وہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔ پھر سامنے کی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کولم نے کہا۔ ''بیٹھو اور کہو تم نے کیا کہنا ہے؟''

یوناف بیٹھ گیا اور کہا۔

''میں تم سے کچھ سیکھنے آیا ہوں۔''

کولم نے جواب طلب نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''طلسم؟''

یوناف نے کہا۔ ''ہاں میں طلسم کے لیے ہی آیا ہوں میں یافان کو ٹھکانے لگانا چاہتا ہوں۔''

کولم کی گردن جھک گئی اور گہرے تفکر میں ڈوب کر کچھ سوچنے لگی۔

ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا لمس ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف!! اس سے کہو کہ تم اپنے ذہن میں یہ خیالات دوڑا رہی ہو کہ اگر اس طلسم سے یافان قابو میں آ سکتا تو میں خود کب کی اس کا خاتمہ کر چکی ہوتی۔''

پھر ابلیکا نے اپنائیت سے کہا۔

''تم بوکھلا کیوں رہے ہو یوناف! جو کچھ میں تم سے مخاطب ہو کر کہہ رہی ہوں وہ کوئی اور نہیں سن سکتا۔''

یوناف نے فوراً کولم کو مخاطب کر کے کہا۔

''اب تم ذہن میں یہ سوچ رہی ہو کہ اگر اس طلسم سے یافان پر قابو پایا جا سکتا تو تم خود اب تک اس کا خاتمہ کر چکی ہوتیں۔ سنو کولم! بظاہر تمہارے اور یافان کے تعلقات بہت اچھے اور مفاہمانہ ہیں لیکن بباطن تم اس سے نفرت کرو دھ اور بغض و حسد رکھتی ہو، میرے اپنے پاس بھی کچھ ماورائی قوتیں ہیں اور انہیں کو میں یافان کے خلاف حرکت میں لاؤں گا، تم سے جو میں سیاہ علوم سیکھوں گا ان کا تریاق اور علاج بھی تم ہی سے حاصل کروں گا اور یہ میں تین ایسی قوتوں کے خلاف انسانیت کی بھلائی کے لیے استعمال کروں گا جن کا اولین و آخرین مقصد ہی بدی پھیلانا ہے۔''

کولم نے گردن سیدھی کی اور کہا،

''جہاں تک میرا علم کام کرتا ہے تم اپنی ذات میں ایک نہیں دو ہو۔''

یوناف نے کہا۔

''دو تو ہر کوئی ہے، ایک اس کی ذات ایک اس کی روح۔''

کولم نے کہا۔

''پھر اس لحاظ سے تم ایک کے اندر تین ہو۔''

یوناف نے محسوس کیا کہ اس کی گردن سے ابلیکا کا لمس جاتا رہا تھا اور ساتھ ہی کولم بڑے خوش کن انداز میں اپنی گردن پر ہاتھ پھیرنے لگی تھی جس کا مطلب تھا کہ ابلیکا اس کے پاس سے کولم کی طرف چلی گئی تھی، ساتھ ہی کولم کی گنگناتی اور مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''آہ! یہ کیسا انوکھا، اچھوتا اور خوشگوار لمس میری گردن پر محسوس ہوتا ہے اور کوئی اپنی شیریں آواز میں مجھے تمہارے ساتھ تعاون کرنے کا التماس کرتا ہے، شاید یہ کوئی روح ہے جو تمہاری ذات سے وابستہ ہے۔''

یوناف نے کہا۔ ''میں، یوناف تم سے تعاون کی استدعا کرتا ہوں، سن رکھو تم سے یہ علوم حاصل کرنے سے پہلے میں یافان پر قابو پانے کی ماورائی اور ان دیکھی قوتیں رکھتا ہوں۔''

کولم نے کہا۔

میں تم سے پوری طرح تعاون کروں گی یوناف! جادو کی دو بڑی قسمیں ہیں، ایک سحر مشارک[1] دوسری سحر بالمثل[2] اس کے علاوہ ان دو گروہوں کے اندر سحر اور جادو کی کئی ذیلی قسمیں بھی

1۔ سحر مشارک، وہ سحر ہے کہ وہ چیزیں جو کبھی باہم مربوط رہی ہوں، علیحدہ ہونے کے بعد بھی ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہیں، اس طلسم کو قانون اتصال یا قانون تعدی بھی کہا جاتا ہے، مثلاً ایک آدمی جو کپڑے اپنے جسم پر پہن چکا ہو اور اس کے جسم سے کپڑے مس کر چکے ہوں، ان کپڑوں کے ٹکڑوں کی مدد سے اس شخص پر جادو کیا جا سکتا ہے، اس طریقہ کو سحر مشارک کہتے ہیں، اس سحر کا سب سے بڑا مرکز آسٹریلیا ہے۔ دارامنگا نام کا قبیلہ اس جادو میں بڑی مہارت رکھتا تھا، اس کے علاوہ کولمبیا کے انڈین، نیوگنی کے وحشی قبائل اور قدیم امریکہ کے کیریز قبائل بھی سحر مشارک قسم کے جادو میں بڑی مہارت اور دسترس رکھتے تھے۔ (جیمس جارج فریزر: شاخ زریں)

2۔ جادو کے اس طریقے سے بابل اور مصر و یونان کے لوگ بڑی آگاہی رکھتے تھے۔ آسٹریلیا افریقہ اور سکاٹ لینڈ کے کینیڈ یرور لوگ آج بھی اس طریقہ سے اپنے دشمنوں کو زیر کرتے ہیں، امریکہ کے ریڈ انڈین میں بھی یہ طریقہ مقبول تھا۔ ملایا، بوریو بھی اس طریقے کے بڑے مرکز تھے۔ اس طریقے سے بیماریوں کا علاج کرنے کا فلاحی کام بھی کیا جاتا تھا۔

ہیں۔ مثلاً ایجابی[1] سحر، سلبی[2] سحر۔۔۔۔ لیکن میں سب سے پہلے تمہیں مشارک اور بالمثل سحر سکھاؤں گی۔ اس کے بعد دوسری اقسام سے تمہیں روشناس کراؤں گی۔ سنو! سحر مشارک کسی انسان کے جسم سے اترے ہوئے کپڑے، اس کے چھوڑے ہوئے کھانے یا ہر وہ چیز جس سے اس کا جسم مس ہوا ہو، کے ذریعے اس سحر کو حرکت میں لایا جاتا ہے اور جو اثر ان چیزوں پر کیا جاتا ہے، وہی اس شخص پر بھی ہوگا جس سے ان اشیاء کا لمس رہا ہو۔

سحر بالمثل، مثل سے پیدا ہونے والے اُصول کے مطابق کام کرتا ہے۔ اگر کسی دشمن کو ضرر پہنچانے کی نیت ہو تو اس کی شبیہ یا پتلا بنالیا جاتا ہے اور پھر سحر بالمثل استعمال کرتے ہوئے جو اذیت اور تکلیف اس شبیہ یا پتلے کو دی جائے گی، وہی اذیت اس شخص کو بھی ہوگی جس کا وہ پتلا یا شبیہ ہوگی، اس مقصد کے لیے تمہیں کم از کم ایک ہفتہ تک راع دیوتا کے اس مندر میں قیام کرنا ہوگا، اگر تم ایسا کرسکو تو میں تمہیں یہ سارے علوم سکھا دوں گی، یہاں نیچے معبد کے کچھ کمرے ہیں جو مہمان خانے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں وہاں تمہاری رہائش کا انتظام بھی کر دیا جائیگا۔“

یوناف نے کہا۔

”مجھے منظور ہے۔“

کولم نے اپنے پہریدار کو آواز دی جب وہ اندر آیا تو کولم نے کہا۔

انہیں نیچے مہمان خانے میں لے جاؤ، یہ ایک ہفتہ یہاں قیام کریں گے۔ اس دوران ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے۔“

یوناف اٹھا اور اس محافظ کے ساتھ ہولیا۔

○

۱۔ ایجابی سحر انسان کے لیے یہ تعین کرتا ہے کہ یہ کام کرو گے تو یہ صورت حال پیدا ہوگی۔

۲۔ سلبی سحر انسان کے لیے یہ رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ فلاں فلاں کام سے بچو ورنہ فلاں فلاں مصیبت پیش آئے گی۔ (شاخ زریں)

ایک روز عارب، بیوسا اور عبیطہ اریدو شہر سے باہر ایک ایسے چوک میں جمع ہوئے، جہاں سے اروک[1] شہر کو ایک شاہراہ جاتی تھی۔ عارب نے بیوسا اور عبیطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ”میری بہنو! ہم تینوں کی زندگی کا مقصد بدی پھیلانا ہے، اب جبکہ ہم بابل اور اریدو سے طلسم کے گہرے علوم میں بھی دسترس حاصل کر چکے ہیں، میرا خیال ہے ہمیں مختلف سمتوں کو نکل کر بدی پھیلانے کے لیے کام کرنا چاہیے۔ میرا ارادہ ہے میں فارس اور ہند کی طرف جاتا ہوں، عبیطہ آشور، اکار، سومیر اور مصر میں جائے گی اور بیوسا، تم حتیوں، یونانیوں، فونیقیوں اور کریتین کی طرف چلی جاؤ۔“

حسین بیوسا نے کہا۔ ”عارب میرے بھائی! اس سلسلے میں تم سے اختلاف رکھتی ہوں، ہمیں جدھر اور جہاں بھی جانا چاہیے تینوں کو اکٹھا جانا چاہیے، تم جانتے ہو ہمارا بدترین دشمن یوناف ہے جو ہماری طرح جوان ہے۔ اس کے ناسوت پر بھی لاہوت کا عمل ہو چکا ہے اور وہ بے پناہ قوتوں کا مالک ہے۔ ایسا نہ ہو وہ فرداً فرداً ہم پر حملہ آور ہو کر ہمیں کسی اذیت اور مصیبت میں مبتلا کردے۔ اکٹھے رہ کر اگر ہم اس پر قابو نہ پاسکیں گے تو کم از کم اس سے اپنا دفاع تو کرسکیں گے۔“

عارب نے کہا۔

”بیوسا، میری بہن، میں تمہارے مشورے سے اتفاق کرتا ہوں، چند دن تک ہم یہاں سے فارس کے شہر اگبتانا اور وہاں سے ہند کا رخ کریں گے۔“

پھر وہ تینوں اریدو شہر کی طرف چل پڑے۔

○

۱۔ کبھی یہ عراق کا سب سے بڑا شہر تھا اور اریدو سے پہلے یہی سومیریوں کی راجدھانی تھا، یہ رقبے کے لحاظ سے موہنجوداڑو اور بہاولپور میں نئے دریافت ہونے والے شہر گن ویری والا سے پانچ گنا اور ہڑپہ سے سات گنا بڑا تھا، اس دور میں اس سرزمین کا نام عراق نہ تھا، بلکہ یہ سرزمین تین حصوں میں تقسیم تھی۔ جنوب میں جہاں سومیری رہتے تھے اسے سومیر، وسط میں جہاں اکادی رہتے تھے اسے اکاد اور شمال میں جہاں آشوری رہتے تھے اسے آشور کہا جاتا تھا۔ بعد میں یونانیوں نے اس سرزمین کو میسوپوٹیمیا کا نام دیا۔ (شاخ زریں)

راع دیوتا کے معبد میں یوناف اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کولم تیز تیز چلتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی، اس کے ہاتھ میں ایک چرمی خرجین تھی۔ قریب آ کر اسنے یوناف سے کہا۔

''یوناف! تم خوش قسمت ہو، اس معبد میں قیام کیے ہوئے تمہیں آٹھ دن ہو گئے ہیں اور جن علوم کے لیے تم یہاں آئے تھے تم ان میں مہارت بھی حاصل کر چکے ہو اور تمہارا شکار بھی چل کر تمہارے پاس آ گیا ہے۔''

یوناف چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ''کیا شکار سے تمہاری مراد یافان ہے۔''

کولم نے کہا۔

''ہاں۔ وہ آج قلعے سے نکل کر تھیبس شہر کی طرف آئے گا۔ وہاں اس کے ایک عقید تمند کی لڑکی بیمار ہے، وہ اسے اچھا کرنے آ رہا ہے، اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی ہو گی۔ سنو یوناف! یافان کے مسکن میں جا کر اس کا خاتمہ کرنا تمہارے لیے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو گا، لیکن اب تمہارا کام آسان ہو گیا ہے، جب وہ دونوں باپ بیٹی شہر تھیبس میں آئیں تو ان دونوں کی گردنیں کاٹ کر چمڑے کی اس خرجین میں ڈالنا اور اس خرجین کو بحر شور[1] کے گرد پھیلے ہوئے صحرا میں دفن کر دینا۔ ان دونوں کا اس طرح خاتمہ ہو جائے گا، دونوں باپ بیٹی کے کٹے ہوئے سر کہیں اور نہ رکھنا ورنہ یافان کی شیطانی قوتیں تمہارا جینا حرام کر دیں گی۔ اور سنو! دونوں کو ختم کرنا، ان دونوں میں سے اگر کوئی ایک بچ گیا تو وہ تمہاری موت کا باعث بن جائے گا۔ میں اپنا ایک محافظ تمہارے ساتھ روانہ کرتی ہوں جو اس مکان تک تمہاری رہنمائی کرے گا جہاں تھوڑی دیر میں یافان اور اس کی بیٹی اریشیا آئیں گے۔''

یوناف نے کولم کے ہاتھ سے چرمی خرجین لیتے ہوئے کہا۔ ''تمہارے محافظ کے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں۔ میں خود ہی جان لوں گا کہ وہ دونوں باپ بیٹی کہاں ہیں۔''

کولم سے خرجین لے کر یوناف باہر آیا اور راع دیوتا کے معبد سے نکل کر اس نے مدھم آواز میں پکارا۔

''ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو۔''

تھوڑی دیر بعد اسے گردن پر ابلیکا کا لمس محسوس ہوا۔ ساتھ ہی اس کی آواز سنائی دی۔

۱۔ یہ وہی بحر شور ہے جس میں بعد کے دور میں حضرت موسیٰ کا دشمن فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہوا تھا۔

''کیا بات ہے یوناف!''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا! یافان کی بیٹی اریشیا اور یافان تھوڑی دیر بعد تھیبس شہر میں آ رہے ہیں، جس گھر میں انہوں نے آنا ہے وہاں تک میری رہنمائی کرو۔''

ابلیکا نے کہا! ''چلو شہر کی طرف چلو۔''

اپنے لاہوتی عمل کو یوناف کام میں لایا اور پلک جھپکتے میں وہ تھیبس شہر میں جا موجود ہوا۔ شہر کے اندر ابلیکا اس کی راہنمائی کرتی رہی اور پھر پتھروں سے بنے ایک مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''یوناف! تھوڑی دیر تک یافان اور اس کی بیٹی اس مکان میں آئیں گے۔''

یوناف اس مکان کے باہر رک گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک بوڑھا اور ایک بے حد حسین لڑکی اس مکان میں داخل ہونے لگے تو ابلیکا نے کہا۔ ''یوناف! یوناف!! یہی یافان اور اس کی بیٹی اریشیا ہیں۔''

یوناف نے تلوار کھینچی اور یافان کی گردن اڑا دی۔ جونہی وہ اریشیا کی طرف بڑھا وہ فوراً دھواں بن کر غائب ہو گئی۔ یوناف نے جلدی جلدی یافان کا سر چرمی خرجین میں ڈالا اور وہ بھی وہاں سے غائب ہو گیا۔

اپنے لاہوتی عمل کے سبب یوناف چند ثانیوں بعد سینکڑوں میل دور بحر شور سے ملحقہ صحرا میں داخل ہوا، وہ چاہتا تھا کہ خرجین ریت پر رکھ کر وہاں گڑھا کھودے اور خرجین کو وہاں دبا دے کہ خرجین کے اندر سے یافان کے کٹے ہوئے سر کا خون ریت پر ٹپک پڑا جونہی خون کے قطرے ریت پر گرے ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا، صحرا میں ہولناک اور کرب انگیز چیخیں بلند ہونے لگیں، پھر کسی نادیدہ قوت نے یوناف کے ہاتھ سے وہ چرمی تھیلی چھین لی جس میں یافان کا کٹا ہوا سر تھا۔

پھر یوناف نے محسوس کیا کہ صحرا کے اندر وہی دریائے نیل والی نیلی دھند پھیلنے لگی تھی۔ افق لال گوں ہونے لگا، ماحول کا تپتا صحرا آگ اور خون کا پیغام دینے لگا۔ پھر اس سنسان اور ژولیدہ صحرا میں لمحہ بہ لمحہ دھند بڑھتی رہی، موت کی خاموشی پھیلتی رہی۔

پھر یوناف نے دیکھا اس نیلی دھند کے اندر یافان کی شیطانی قوتیں نمودار ہو رہی ہیں وہ

قرمزی رنگ کے کپڑوں میں عجیب عجیب ہیولے تھے جن کی آنکھیں سورج کی دہکتی پیشانی اور سرخ شعلوں کے رقص کی طرح روشن تھیں اور ان کی آنکھوں کے اندر تباہی کی آگ، جنگلی جلال، وحشی قہرمانیت اور درندہ طلبی تھی۔

اس جہنمی صحرا میں یافان کی وہ شیطانی قوتیں اپنی دہکتی آنکھوں سے بے کراں آرزوؤں کے سرسام جیسا چیلنج دیتی ہوئی یوناف کی طرف بڑھ رہی تھیں اور یوناف رات کے کسی تھکے ہوئے مسافر کی طرح پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

OOO

نیلی دھند کے اندر مدھم سیاہ ہیولوں کی صورت میں یافان کی شیطانی قوتیں یوناف کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ یوناف نے دیکھا ان کے ہاتھوں میں ایسی تلواریں تھیں جو گرم سرخ لوہے کی طرح تپ رہی تھیں اور ان سے دھواں اٹھ رہا تھا، اسی طرح کی آگ اور دھواں ان کی آتشی آنکھوں سے بھی اٹھ رہا تھا۔

اسی لمحہ یوناف نے دیکھا جنوب کی طرف سے ایک قافلہ اس طرف آ رہا تھا، اونٹوں کی لمبی لمبی قطاروں پر مشتمل شاید وہ کوئی تجارتی کارواں تھا جو مصر سے کسی اور سمت جا رہا تھا۔ صحرا کے اندر اونٹوں کی گردنوں سے بندھے جرس کی آوازیں اب لمحہ بہ لمحہ تیز اور بلند ہو کر سنائی دینے لگی تھیں۔

یوناف فوراً سنبھلا۔ اپنی مخفی قوتوں کو وہ حرکت میں لایا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ جنوب کی طرف سے آنے والا کارواں اب قریب آ گیا تھا۔

یوناف کے اس طرح غائب ہو جانے پر یافان کی شیطانی قوتیں آگے بڑھتے بڑھتے رک گئیں اور بد ہیئت ہیولے اب قہرمانہ انداز میں، ایک تجسس اور جستجو کے عالم میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے، پھر وہ شیطانی قوتیں جو چار ہیولوں پر مشتمل تھیں حرکت میں آئیں اور انسانی بو کی مدد سے یوناف کا تعاقب کرنے لگیں۔ اسی لمحہ صحرا کے اس حصے میں یافان اور اس کی بیٹی نمودار ہوئے یافان کی حالت اب عجیب تھی۔ وہ ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھا اور اس ہڈیوں کے سیاہ ڈھانچے پر اس نے ایک لمبی سیاہ عبا پہن رکھی تھی۔ چہرے پر نقاب ڈال رکھا تھا جس کے باعث ایسا لگتا تھا گویا وہ کوئی ڈھانچہ نہیں زندہ انسان ہو۔

یافان کی بیٹی اریشیا کے ہاتھ میں وہی چرمی خرجین تھی جس کے اندر یوناف، یافان کا سر کاٹ کر لایا تھا۔

پھر اریشیا آگے بڑھی اور جہاں یوناف تھوڑی دیر پہلے کھڑا تھا وہاں سے اس کے پاؤں کے ایک نشان سے اس نے مٹھی بھر ریت اٹھا کر خرجین میں ڈالی اور اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اب میں دیکھوں گی یہ کون ہے اور مجھ سے کیسے بچ نکلتا ہے، ویسے مجھے امید ہے آپ کی یہ کالی قوتیں جو اس کے پیچھے لگی ہیں ضرور اس کا سر کاٹ کر آپ کے پاس لائیں گی اگر اس کے پاس نظروں سے غائب ہو جانے کا علم ہے تو اس نے کیا ہوتا ہے یہ کالی قوتیں تو انسانی بو پر تعاقب کرتی ہوئی اس تک جا پہنچیں گی۔''

یافان کے ڈھانچے سے ایک غم آلود آواز سنائی دی۔ ''پر اس غائب ہو جانے والی عجیب وغریب ہستی نے میرا سر کاٹ کر مجھے ایک اذیت میں ڈال دیا ہے، اب مجھے اسی ڈھانچے میں اپنی ذات کا ہمیشہ کے لیے تعین کرنا ہوگا۔''

اریشیا نے کہا۔ ''کیا میں نے بر وقت یہاں پہنچ کر چرمی خرجین میں سوراخ کر کے آپ کے سر کا خون اس ریت پر نہیں بہایا اور عین وقت پر اس سے وہ تھیلی چھین نہیں لی جس میں آپ کا سر تھا؟ اگر میں ایسا نہ کرتی اور آپ کا کٹا ہوا سر زمین میں دفن ہو جاتا تو آپ اس ڈھانچے کی صورت میں نہ ہوتے اور آپ کا جسم گل سڑ کر ختم ہو جاتا۔''

یافان نے کہا۔ ''میں تمہارا ممنون ہوں، بیٹی میرا سر کاٹنے والا اب مجھ سے بچ نہ سکے گا۔''

پھر دونوں باپ بیٹی وہیں کھڑے ہو کر اپنی شیطانی قوتوں کی واپسی کا انتظار کرنے لگے جو یوناف کے تعاقب میں گئی تھیں۔

○

شیطانی قوتوں سے ہٹ کر یوناف سیدھا جنوب کی طرف سے آنے والے اس تجارتی کارواں کی طرف گیا، یوناف جب اس تجارتی کارواں میں گھسا تو ان شیطانی ہیولوں نے جو اب گہری نیلی دھند کی صورت میں تھے۔ اس تجارتی کارواں پر حملہ کر دیا۔ وہ اپنی آنکھوں سے برستی آگ اور اپنی تپتی ہوئی سرخ تلواروں سے کارواں کے لوگوں کو جلا اور قتل کر رہے تھے۔

یوناف فوراً کارواں کے اندر ظاہر ہوا وہ ان شیطانی ہیولوں کے سامنے آیا، ان کی طرف اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں سیدھی کیں، پھر اس نے اپنی مخفی قوتوں کا استعمال کیا۔ اس کی آنکھیں دہکنے لگیں، پھر اس کی آنکھوں اور ہاتھوں کی انگلیوں سے آگ کے شعلے نیلی دھند کے اندر ان شیطانی ہیولوں کی طرف لپکے جس سے ان ہیولوں کی چیخیں اور آہ وزاری کی آوازیں بلند ہونے لگیں، تھوڑی دیر بعد نیلی دھند وہاں سے چھٹ گئی، جس کا مطلب تھا وہ شیطانی ہیولے وہاں سے چلے گئے تھے۔

جب یافان اور اریشیا کی شیطانی قوتیں وہاں سے چلی گئیں تو کارواں کا ایک شخص اپنے اونٹ کو یوناف کے قریب لایا اور کہا۔

''اے مہربان اجنبی! تو نے ہم پر بڑا احسان اور مہربانی کی ہے، ہم دنیا کے طاقتور ترین لوگ ہیں لیکن تھوڑی دیر قبل نہ جانے یہ کیسی قوتیں تھیں جو ہمارے کارواں پر حملہ آور ہوئیں اور اتنے بہت سے لوگوں کو مارا اور جلا دیا۔ ایسا لگتا تھا دھوئیں کی آڑ میں ہم پر ابلیس اور اس کے گماشتوں نے حملہ کر دیا ہو۔ اے اجنبی! تم کون ہو؟ تم نے کیا خوب ہماری مدد کی اور انہیں مار بھگایا۔''

یوناف نے کہا۔

''میں بدی کی ایسی قوتوں کا دشمن ہوں، میرا نام یوناف ہے اور میں مصر کے شہر ممفس میں رہتا ہوں پر تم لوگ کون ہو، اس صحرا میں کدھر سے آئے ہو اور کدھر جاؤ گے؟''

ڈھلی ہوئی عمر کے اس شخص نے کہا۔

''میرا نام جلباد ہے اور میں اس کارواں کا امیر ہوں۔ ہمارا تعلق قوم عاد سے ہے، ہم مال کا لین دین کرنے مصر کی طرف آئے تھے۔ اور اپنا کام ختم کرنے کے بعد اب واپس یمن میں اپنے شہر احقاف کی طرف جا رہے ہیں، سنو! ہماری سلطنت حضر موت اور یمن کے علاوہ خلیج فارس کے سواحل سے شمال کے دو دریاؤں کی سرزمین عراق تک پھیلی ہوئی ہے۔ میرا تعلق قوم عاد کے ایک قبیلے خلود سے ہے، تم نے ہم پر حملہ آور ان ابلیسی گماشتوں کو بھگا کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے، میری تم سے استدعا ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہمارے شہر تک چلو، اس طرح تمہاری معیت میں ہم ان بدی کی قوتوں سے محفوظ رہ کر لوٹ جائیں گے، دوسرے وہاں ہمیں تمہاری خدمت کا موقع ملے گا، دیکھو انکار نہ کرنا، یہی سمجھو کہ یہ ہم

پر تمہارا دوسرا احسان ہوگا۔"

یوناف نے کہا۔

"ہاں! میں تمہارے ساتھ چلوں گا اور تم لوگوں کو حفاظت سے تمہارے شہر پہنچا کر آؤں گا کہ بدی کی روک تھام اور نیکی کا پھیلاؤ ہی میری زندگی کا اولین مقصد ہے۔"

حلباد خوش ہو گیا اور کارواں دوبارہ آگے بڑھنے لگا۔

یافان جو اب صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا، ابھی تک اپنی بیٹی ارتیشیا کے ساتھ وہیں کھڑا تھا، دونوں باپ بیٹی اپنی شیطانی قوتوں کے ناکام لوٹنے پر غضب ناک اور فکر مند تھے اور شیطانی قوتیں ان کے قریب نیلے دھوئیں کی صورت میں بکھری ہوئی تھیں۔

کارواں جب ان دونوں باپ بیٹی کے پاس پہنچا تو یوناف نے پہلی بار غور سے ارتیشیا کی طرف دیکھا، وہ ابھی کم سن ہی تھی اور اپنی عمر کے اس حصے میں تھی جہاں بچپن اور جوانی ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں، وہ قوس قزح کی رنگین لہر، روشنیوں کے رنگا رنگ سیلاب اور بہتی سیال خوشبو جیسی حسین تھی۔ اس کا بھرا بھرا جوان گلابی جسم لعل بدخشاں جیسا تھا۔ اس کی چمکیلی پراسرار آنکھوں کی سحر کاری میں رنگین شام کے اندر بکھرتی ستاروں کی روشنی جیسا سماں تھا۔ اس کے چہرے پر کنوارے پن کی تازگی میں جھرنوں کی سی معصومیت، گیتوں کی دھیمی دھیمی آواز کا سا سرور اور رتاگری کے پھولوں جیسی کشش تھی۔ اس کے جسم کے بیدار ہوتے ذرے ذرے سے خانقاہوں سے اٹھتی سونفی مہک کی سی خوشبو آ رہی تھی۔ ارتیشیا اپنی ذات میں صحرا کا اچھوتا حسن اور خوبصورتی اور جذبات میں پگھلا ہوا ایک حسین ترین مرکب تھی۔

اسی لمحہ یوناف نے اپنی گردن پر ابلیکا کا لمس محسوس کیا۔ ساتھ ہی اس کی آواز بھی اس کے کانوں میں رس گھول گئی۔

"یوناف! یوناف!! میرے حبیب۔ جس چرمی خرجین میں تم یافان کا سر کاٹ کر لائے تھے، اس میں سے اگر یافان کے خون کے قطرے صحرا میں نہ گرتے اور تم اس کٹے سر کو خرجین سمیت یہاں دفن کر دیتے تو یافان سے ہمیشہ کے لیے چھٹکارا مل جاتا۔ پر ایسا نہیں ہوا، یافان کا خون اس چرمی خرجین سے گرا کر اس کی بیٹی ارتیشیا نے اپنے باپ کو پہلے سے بھی ہولناک بنا کر رکھ دیا ہے۔ گو اب یہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے لیکن اس کی ساری حرکات

و سکنات عام آدمیوں جیسی ہوں گی۔ یہ اب زخمی سانپ کی طرح خطرناک ہو گا دیکھو! یہاں ان کے سامنے جم کر زور دار گفتگو کرنا۔ ان کے سامنے کمزوری کا اظہار نہ کرنا، میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

ارتیشیا بڑے غور اور انہماک سے اپنے قریب کھڑے اونٹ پر حلباد کے پیچھے بیٹھے یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔

یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"میں ہی وہ شخص ہوں جس نے تمہارے باپ یافان کا سر کاٹا، میں وہی ہوں جس نے ابھی تھوڑی دیر قبل تم دونوں کی نیلے دھوئیں کے اندر ظاہر ہونے والی شیطانی قوتوں کو زخمی اور ناکام کر کے تمہاری طرف لوٹا دیا ہے، تم دونوں غور سے سنو! جو ہو چکا ہے، اب اس معاملے کو تم دونوں نے اور بڑھانے کی کوشش کی تو میں اس سے بھی بڑھ کر تمہارے خلاف حرکت میں آؤں گا۔"

یوناف کی اس گفتگو کے جواب میں یافان کے ڈھانچے کے استخوانی ہاتھ حرکت میں آئے۔ اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ یافان کے اس ڈھانچے میں جہاں منہ اور دونوں آنکھوں کے بڑے بڑے سوراخ تھے وہاں آگ کے شعلے حرکت کر رہے تھے۔ حلباد اور بنو عاد کے لوگوں پر ایک سکتہ اور وحشت طاری تھی جنہوں نے یافان کو اس حالت میں دیکھ لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ان کھولتے شعلوں کے اندر سے یافان کی ہولناک آواز سنائی دی۔ "اے میرے جسم کے قاتل! کاش بحر شور کے کنارے اس خوفناک صحرا میں تیرے ساتھ بنو عاد کا یہ کارواں نہ ہوتا تو میں تجھے اس صحرا میں دفن کر دیتا۔ میرا جسم بے شک فنا ہو گیا پر میری روح اس وقت تک تیرے خلاف حرکت میں رہے گی، جب تک تو بدترین موت کے حوالے نہیں کر دیا جاتا۔"

پھر یافان نے ارتیشیا کا ہاتھ تھام لیا اور سب کے سامنے سے وہ اک ہیولے اور سراب کی طرح غائب ہو گئے۔

ان کے نظروں سے اوجھل ہو جانے پر حلباد نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"اے ہمدرد اجنبی! یہ لڑکی اور اس کے ساتھ یہ ہولناک ہڈیوں کا ڈھانچہ کون تھے؟ اس کے منہ اور آنکھوں کے سوراخوں میں کیسے اور کیوں آگ کے شعلے متحرک تھے اور پھر وہ

ڈھانچہ جس نے اپنے اوپر لمبی سیاہ عبا ڈال رکھی تھی کیسے حرکت اور گفتگو کر رہا تھا؟"

یوناف نے کہا۔

"میرے بزرگ! یہ مصر کا سب سے بڑا اور ہولناک جادوگر یافان ہے۔ میں نے اس کی گردن کاٹ دی تھی، پر یہ اپنی بیٹی کی اور اپنی شیطانی قوتوں کے سبب اس ڈھانچے میں بھی حرکت میں ہے۔ نیلے دھوئیں کے اندر جو شیطانی قوتیں تم لوگوں کے کارواں پر حملہ آور ہوئی تھیں وہ اسی یافان ہی کی تھیں"

حلباد نے مزید کچھ نہ کہا۔ وہ دنگ اور خوفزدہ ہو گیا تھا، پھر کارواں وہاں سے کوچ کر گیا۔

○

بحر شور اور پھر بحیرہ احمر کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے بنو عاد کا وہ کارواں اپنے مرکزی شہر احقاف کے قریب جا پہنچا۔

یوناف نے دیکھا، شہر سے باہر بلند چٹانوں کے ایک سلسلے کے پاس انگنت لوگ جمع تھے۔ یوناف نے حلباد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"میرے بزرگ! یہ اس قدر لوگ تمہارے شہر کے باہر کیوں جمع ہیں؟"

حلباد نے کہا۔

"ان بلند چٹانوں کے اندر چٹانوں ہی کو تراش کر میری قوم نے ودہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر، صمود اور ہلتار کے بت بنا رکھے ہیں۔ لوگ ہر روز یہاں جمع ہوتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں۔"

یوناف نے پوچھا۔

"مگر ودہ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تو قدیم بت ہیں اور ان کی اصلیت و ابتدا سے میں خوب واقف ہوں پر یہ صمود اور ہلتار کیا ہیں؟"

حلباد نے کہا۔

"یہ دونوں میری قوم کے بزرگ اور نیک انسان تھے اور ان کے مرنے پر میری قوم نے ان کے بت بنا کر ان کی بھی پوجا شروع کر دی تھی"

یوناف خاموش رہا۔ اس دوران اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شخص کہ جس کی داڑھی بڑی رنگ سرخ و سفید اور چہرہ انتہائی وجیہ اور خوبصورت تھا، ایک چٹان کے اوپر نمودار ہوا اور وہاں جمع قوم عاد کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے میری قوم! اپنی جسمانی طاقت[1] اور حکومت کے جبروت پر گھمنڈ نہ کرو بلکہ خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم لوگوں کو یہ نعمت عطا کی، قوم نوحؑ کی تباہی کے بعد تم لوگوں کو خدا نے زمین کا مالک بنایا۔ خوش عیشی، فارغ البالی اور خوشحالی عطا کی لہٰذا اس کی نعمتوں کو نہ بھولو اور خود ساختہ بتوں کی پرستش سے باز رہو جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ کوئی دکھ دے سکتے ہیں، موت و زیست، نفع و ضرر سب خدا، ایک واحد خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اے میری قوم!

میں جانتا ہوں کہ تم ایک عرصہ سے خدا کی نافرمانی اور سرکشی میں مبتلا ہو مگر آج بھی اگر تم لوگ توبہ کر لو۔ اس سے مغفرت چاہو اس کی طرف رجوع کرو تو وہ تمہیں معاف کر دے گا۔

تقویٰ اور طہارت کی زندگی اختیار کرو۔ وہ تم لوگوں کو عزت اور سرفرازی عطا فرمائے گا۔

اے میری قوم!

میں اپنی اس تبلیغ کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو میرے خدا کے پاس ہے، مجھے تمہارے مال و دولت، ریاست و حکومت سے کوئی غرض نہیں۔

میرا مقصد اپنے خدائے واحد کے احکام کی پیغامبری ہے۔"

یوناف نے دیکھا اس بولنے والے کو خاموش ہو جانا پڑا تھا کیونکہ لوگوں کے ہجوم میں سے اس پر طرح طرح کے آوازے کسے جانے لگے تھے۔

ایک نے بلند آواز میں کہا۔"اے ہودؑ! تو ہمارے پاس ایک دلیل بھی نہیں لایا اور تیرے کہنے پر ہم اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہی تم پر ایمان لانے والے ہیں۔"

۱۔ قوم عاد کا دعویٰ تھا کہ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً (طاقت میں ہم سے بڑھ کر کون ہے!)

کسی دوسرے نے چلا کر کہا۔ ''ہم اس ڈھونگ میں آنے والے نہیں کہ تجھے تیرے خدا کا رسولؑ مان لیں اور اپنے خداؤں کو چھوڑ کر یہ یقین کر لیں کہ وہ خدائے اکبر کے سامنے سفارشی نہ ہوں گے۔''

جب لوگ خاموش ہوئے تو بزرگ ہودؑ نے پھر کہنا شروع کیا۔

''اے لوگو!

میں تم پر بڑے دن کے عذاب کے آنے سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تم اس کے مستحق نہ ٹھہر جاؤ۔''

لوگوں کے ہجوم میں سے ایک نے پھر چلاتے ہوئے کہا۔ ''اے ہودؑ! ہم تیری ان روز روز کی نصیحتوں سے تنگ آ گئے ہیں اور اب یہ ہم سے سنی نہیں جاتیں، اگر تو واقعی اپنے قول میں سچا ہے تو وہ عذاب جلد لے کر آ تا کہ ہمارا قصہ پاک ہو جائے۔''

کسی اور نے بلند آواز میں کہا۔ ''پس تو لا ہمارے پاس اس شے کو جس کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے، اگر تو واقعی سچوں میں سے ہے۔''

اس ہستی نے بلند آواز میں لوگوں کی ان آوازن کے جواب میں کہا۔

''بلاشبہ تمہارے پروردگار کی جانب سے تم پر عذابِ غضب آ پہنچا ہے۔''

اے میری قوم!

کیا تم مجھ سے ان من گھڑت ناموں (بتوں) کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو جنہیں تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے گھڑ لیا ہے کہ جن کے بارے میں تمہارے پاس خدا کی کوئی حجت نہیں آئی۔ پس تم عذاب الٰہی کا انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔''

وہ شخص جو حضرت ہودؑ تھے۔ ایک مایوسی کے عالم میں اس چٹان سے اتر کر چلے گئے۔

یوناف نے حلباد کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''میرے بزرگ! یہ تبلیغ کرنے والی ہستی کون ہے۔ بخدا اس نے وہی باتیں کی ہیں جو آدمؑ کے بیٹے شیثؑ، ادریسؑ اور نوحؑ کیا کرتے تھے۔''

حلباد نے چٹان سے اتر کر جانے والے اس روشن چہرے والے مبلغ کی طرف دیکھتے

ہوئے جواب دیا۔

''ان کا نام ہودؑ ہے۔ یہ خدا کے فرستادہ اور نبی ہیں۔ ادریسؑ اور نوحؑ کی طرح۔ ان کا تعلق میرے قبیلے خلود سے ہے اور ہم لوگ اپنے قدیم ترین بزرگ عاد کے بیٹے ثمود کی نسل سے ہیں۔ اس لیے ہم ثمودی اور خلودی بھی کہلاتے ہیں۔ خلود بھی ہمارا ایک بزرگ تھا جو ثمود ہی کی نسل سے تھا۔ ہمارے قبیلے کے کچھ لوگ ہودؑ پر ایمان لا چکے ہیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں، ان ایمان والوں میں خلود قبیلے کے اور بہت سے لوگ بھی شامل ہیں، ہماری قوم عاد اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتی ہے جبکہ ہودؑ اپنی قوم کو اس بت پرستی سے روکتے ہیں اور صرف ایک خدا کی عبادت کی تلقین کرتے ہیں۔''

حلباد رکا، پھر اس نے مزید کہا۔

''میں ڈرتا ہوں، کہیں ہودؑ کی بات نہ ماننے پر میری قوم کسی عذاب اور قہر خداوندی میں مبتلا نہ ہو جائے۔''

یوناف نے کہا۔

''مجھے ہودؑ جو خدا کے نبی ہیں، کے پاس لے چلو۔ مجھے ان سے ملاؤ، میں ان پر ایمان لاؤں گا اور یہاں سے مصر کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔''

حلباد نے کہا۔

''کیا تم میرے ہاں ایک معزز مہمان ایک عظیم محسن کی حیثیت سے رکو گے نہیں؟ دراصل ہماری قوم پچھلے کئی سال سے ہودؑ کی نافرمانی کے باعث خشک سالی اور قحط کا شکار ہے، تمہارے یہاں رہنے سے مجھے حوصلہ ہو گا۔''

یوناف نے کہا۔

''میرے بزرگ! میں ضرور تمہارے پاس رکتا۔ پر تم جانو، میرا واسطہ مصر میں کن شیطانی قوتوں سے ہے، مجھے فوراً یہاں سے مصر جانا چاہیے۔ ایسا نہ ہو یافان کی وہ شیطانی قوتیں جو اس کے جسمانی پنجر کو حرکت میں لا رہی ہیں یا اس کی بیٹی اریشیا، میری بیوی یا اس کی ماں اور بھائی کے خلاف حرکت میں نہ آ جائیں، میں مصر میں رہ کر ان کا استیصال کر سکوں گا۔ امید ہے آپ میری مجبوریوں کو سمجھ گئے ہوں گے۔''

جواب میں مطمئن انداز میں حلباد مسکرا دیا، پھر وہ یوناف کو لے کر ہودؑ کی طرف چل

پڑا۔

○

عارب، بیوسا اور نبیطہ ایک اور شمالی ایران کی سلطنت میڈیا کے مرکزی شہر اگبتانا[1] میں داخل ہوئے۔ یہ سلطنت مغرب میں کوہستانِ زوگراس، جنوب میں پارس کی سلطنت، شمال میں کوہستانِ ایلبرز اور مشرق میں دشت کویر تک پھیلی ہوئی تھی۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ اگبتانا شہر کے وسط میں ایک سرائے کے اندر داخل ہوئے، تینوں سیدھے سرائے کے اصطبل کے عین سامنے اس جگہ اپنے گھوڑوں سے اترے جہاں سرائے کا مالک بیٹھا ہوا تھا۔

سرائے کے مالک کو مخاطب کرتے ہوئے عارب نے کہا۔ ''میرا نام عارب ہے اور یہ دونوں میری بہنیں ہیں، بیوسا اور نبیطہ۔ ہم کچھ عرصہ یہاں اگبتانا شہر میں قیام کرنا چاہتے ہیں، کیا اس سرائے میں کوئی کمرہ مل جائے گا؟''

سرائے کے مالک نے کہا۔

''میرا نام دیوکس ہے، تم تینوں جب تک چاہو میری سرائے میں قیام کر سکتے ہو۔ وہ دائیں ہاتھ والا کمرہ خالی ہے، تم تینوں اس میں ٹھہر سکتے ہو، تم لوگوں نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کدھر جاؤ گے؟''

عارب نے کہا ''ہم تینوں سومیریوں کے شہر اریدو سے آئے ہیں، یہاں کچھ عرصہ قیام کریں گے۔ اس کے بعد کہیں اور کا رخ کریں گے، ہماری زندگی کا مقصد ایک خاص کام کے لیے جگہ جگہ گھومنا اور اس کی تشہیر کرنا ہے۔''

''کیا تم تینوں یہاں میرے پاس بیٹھنا پسند کرو گے؟ میں یہیں تم تینوں کے لیے کھانا منگواتا ہوں، میں تم لوگوں سے بہت کچھ سننا پسند کروں گا۔ سومیریوں اکاریوں اور آشوریوں اور ان کے رہن سہن کے طریقوں کے متعلق۔''

1۔ آجکل اس شہر کا نام ہمدان ہے۔ قدیم دور میں عربوں نے انہے آمدانہ، جنوب کے پارسیوں نے بگمتان اور پرانے یونانیوں نے اسے اگبتان کہہ کر پکارا۔ شہر

عارب بیوسا اور نبیطہ اس کے سامنے خالی نشستوں پر بیٹھ گئے، پھر عارب نے دیوکس سے پوچھا۔ ''پہلے تم ہمیں میڈیا کی اس سلطنت کے متعلق تفصیل سے بتاؤ کہ یہ کیسے قائم ہوئی؟

اس کا بانی کون تھا؟ آجکل اس کا حکمران کون ہے اور اپنی رعایا کے ساتھ وہ کیسا ہے؟''

دیوکس نے کہا۔

یہاں کے لوگ آریائی[1] نسل سے ہیں۔ یہ لوگ چراگاہوں کی تلاش میں پامیر سے چل کر اس سرزمین میں داخل ہوئے۔ شروع شروع میں یہ لوگ بخارا اور سمرقند میں آباد ہوئے، وہاں کے حالات ساز گار ہوئے تو ایران کا رخ کیا۔ اس وقت یہ مختلف قبائل میں منقسم تھے۔ ایران میں داخل ہونے کے بعد یہ قبائل دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ شمالی ایران میں اور دوسرا گروہ جنوبی ایران کے علاقے پارس میں آباد ہو گیا۔ شمال میں آباد ہونے والوں نے میڈیا اور جنوب میں آباد ہونیوالوں نے سلطنت پارس کی بنیاد رکھی، پر شروع شروع میں یہ لوگ بغیر کسی حکمران کے قبائلی زندگی بسر کرتے رہے۔ کھیتی باڑی اور ریوڑ چرانے کے ذریعے اپنی گزر اوقات کرتے رہے۔ میڈیا کی سلطنت کی ابتدا پہلے ہوئی۔ ان کے ہمسائے میں کوہستانِ زوگراس کے مغرب میں عرب کے آشوری آباد تھے جو آئے دن کوہستانِ زوگراس عبور کر کے ان پر حملہ آور ہوتے رہتے تھے۔ ان حالات میں میڈیا کے اندر آباد ہونے والے آریاؤں نے اپنے سب سے بہادر اور زورآور جوان کا انتخاب کیا اور اسے اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اس جوان کا نام کیومرث[2] تھا۔ یہ جوان کوہِ دماوند کے اوپر رہا کرتا تھا اور اس پہاڑ کے اوپر جنات کا بھی مسکن تھا، اس جوان کے بیٹے بھی اس کے ساتھ رہتے تھے۔ کیومرث نے جنات[3] کو مار مار کر کوہستان دماوند[4] سے بھگا دیا۔ لوگوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا۔

1۔ آریائی نسل کے ان گروہوں نے چار ہزار قبل مسیح کے لگ بھگ پامیر سے نکل کر بخارا اور سمرقند کے راستے ایران کا رخ کیا۔ 2۔ کیومرث قدیم ایران کا پہلا بادشاہ تھا، یہ کیومرث بن مر بن یافت بن نوح تھا، قدیم ایرانیوں نے اسے زرتشتی آدم کا نام بھی دیا ہے۔ 3۔ تاریخ ایران کے مؤلف پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ 4۔ جبل دماوند طبرستان کا ایک مشہور کوہستانی سلسلہ ہے۔

کیومرث کا ایک بیٹا سیامک بڑا خلوت پسند اور خاموش طبع تھا اور اپنا زیادہ وقت عبادت میں گزارتا تھا۔ ایک دن کوہستانِ دماوند پر وہ عبادت میں مصروف تھا کہ جنات نے ایک بڑی چٹان توڑ کر اس پر دے ماری اور سیامک مر گیا۔ اس طرح جنات نے کیومرث سے کوہستان دماوند کا اپنا ٹھکانہ چھن جانے کا انتقام لے لیا۔ کیومرث[1] سات سو برس تک زندہ رہا۔ اس کے بعد اس کے مرنے والے بیٹے سیامک کا بیٹا ہوشنگ حکمران بنا۔ آج کل یہی ہوشنگ میڈیا کا بادشاہ ہے۔

ہوشنگ پہلا شخص ہے جس نے آریاؤں کو درخت کاٹ کر مکان بنانے کی ترغیب دی اور غاروں کے بجائے لوگ مکانوں میں رہنے لگے۔ اس نے زمین سے سونا، چاندی اور لوہا نکلوایا۔ آبپاشی کے لیے کاریزیں بنوائیں۔ جانوروں کی پرورش کی۔ کتوں کو سدھایا جن سے جانوروں کا شکار کرنے کا کام لیا گیا اور اب لومڑیاں اور دوسرے جانور جو شکار کیے جاتے ہیں ان کی کھالیں تن ڈھانپنے کے کام آتی ہیں۔ بستیاں بسائی اور شہر آباد کیے گئے ہیں۔ رہن سہن کے لیے کچھ قوانین مرتب کیے گئے ہیں، اس بناء پر ہمارا یہ موجودہ بادشاہ پیش داد[2] کے نام سے مشہور ہے۔ ہمارے اسی بادشاہ کے دور میں پتھروں کو رگڑ کر آگ[3] پیدا کرنے کا فن معلوم ہوا جبکہ اس سے پہلے آگ مانگ کر لائی جاتی تھی اور محفوظ کر لی جاتی تھی، ہمارا یہ بادشاہ پچھلے دو سو سال[4] سے زیادہ عرصے سے ہم پر حکومت کر رہا ہے۔"

عارب نے اگبتانا[5] کی سرائے کے مالک ویوکس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ویوکس!

۱۔ پروفیسر بدخشانی نے اس کا دورِ حکومت 700 برس ہی لکھا ہے جبکہ مورخ ابن خلدون نے اس کی عمر ایک ہزار برس تحریر کی ہے۔ ۲۔ اسی نسبت سے شروع شروع کے اس عہد کو پیش دادی عہد کہا گیا۔ ۳۔ اسی آگ کی نسبت سے ایک جشن منایا جاتا تھا جسے جشن سدہ کہا جاتا تھا۔ ۴۔ ماخوذ از تاریخ ہمدان بسلسلہ حماستہ ملی۔

۵۔ اگبتانا (ہمدان) اس قدر مضبوط شہر تھا کہ اس کی سات فصیلیں تھیں۔ ہر فصیل کا رنگ جداگانہ تھا، پہلی فصیل سفید رنگ کے پتھروں کی تھی، دوسری سیاہ پتھروں کی، تیسری سرخ پتھروں کی، چوتھی دیوار کا رنگ اور پانچویں دیوار کے پتھروں کا رنگ آبی تھا، چھٹی دیوار کا رنگ روپہلی اور ساتویں دیوار کا سنہری تھا۔ ان سات دیواروں کے اندر بادشاہ کا قلعہ تھا۔ (تاریخ ایران از پروفیسر مقبول بیگ)

ہم ایک عرصے تک تمہاری اس سرائے میں قیام کریں گے۔ اس دوران تم ہمارے لیے ایسے لوگوں کو تلاش کرو جو قاتل اور بدکار ہوں اس کام کے لیے ہم تمہیں اس قدر معاوضہ دیں گے جس کے سامنے تم اپنی سرائے کے اس کام کو حقیر اور کمتر خیال کرو گے۔"

ساتھ ہی عارب نے اپنے لباس کے اندر سے سنہری سکوں کی ایک تھیلی نکالی اور ویوکس کی گود میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "فی الحال اسے قبول کرو، جب تم ہمارا کام کرو گے تو ہم تمہیں ایسا نوازیں گے کہ تم اگبتانا کے امیر ترین آدمی ہو جاؤ گے۔"

ویوکس نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ "اگر ایسی بات ہے تو میں تم لوگوں کے لیے ایسے ایسے جرائم پیشہ لوگ تلاش کر کے لاؤں گا کہ تم تینوں دنگ رہ جاؤ گے۔"

عارب نے کہا۔ "اگر تم نے ایسا کر دکھایا تو میں تمہیں مال و دولت سے ایسا نوازوں گا کہ تم اور تمہاری آنیوالی نسلیں کچھ بھی نہ کریں تب بھی خوشحالی کی زندگی بسر کرتی رہیں گی۔"

ویوکس خاموش ہو گیا کیونکہ اس کے خدام کھانا لے آئے تھے، پھر وہ سب مل کر کھانا کھانے لگے۔

○

یوناف کی غیر حاضری میں اس کی بیوی شوطار کا بھائی ایک روز اپنے محل سے نکل کر دریائے نیل میں اترتی سیڑھیوں پر آیا تو اس نے دیکھا ممفس شہر کے بازار کی طرف سے ایک جوان تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف آ رہا تھا۔ قدیفس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی، وہ اس کا دوست افریدوش تھا۔ وہ قدیفس کو دیکھتے ہی رک گیا اور ہاتھ کے اشارے سے اس نے قدیفس کو اپنی طرف بلایا۔ قدیفس اس کے قریب گیا تو افریدوش نے کہا۔

"قدیفس! قدیفس!! میرے دوست میرے ساتھ آؤ۔ ذرا ہٹ کر دریا کے کنارے بیٹھتے ہیں، میں تم سے ایک انتہائی اہم مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔"

قدیفس اس کے ساتھ ہولیا۔ دونوں دریائے نیل کے کنارے ایک درخت تلے آ کر بیٹھ گئے۔ پھر افریدوش نے کہا۔

"قدیفس! میرے دوست اگر تم میرا ساتھ دو تو ہم دونوں مصر کی سب سے بڑی دولت حاصل کر سکتے ہیں۔"

قدیفس نے کہا

''کیا تم سمجھتے ہو میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا؟''
افریدوش نے کہا۔

''ایسی بات نہیں۔ میں صرف تمہاری طرف سے یقین دہانی چاہتا ہوں۔''
قدیفس نے کہا۔

''میری طرف سے مکمل یقین دہانی ہے اور میں ہر معاملے میں تمہارا ساتھ دوں گا۔''
افریدوش بولا۔

''تو پھر سنو! ہمارا موجودہ بادشاہ زوسر کل صبح اپنے ایک لشکر جرار کے ساتھ شمالی علاقوں کی تسخیر کے لیے روانہ ہو رہا ہے۔ اس کا وزیر اور مصر کا مانا ہوا طلسم گر امحوتپ بھی اس کے ساتھ جا رہا ہے، ان کی غیر موجودگی میں ہم دونوں مل کر ایسا کام کرتے ہیں جس سے ہمیں انگنت دولت ہاتھ آئے گی۔ سنو سنو قدیفس! زوسر نے سقارہ[1] کے میدانوں کے اندر ایک اہرام تعمیر کیا ہے جو پچھلے کئی ماہ سے بنایا جا رہا تھا، اب یہ اہرام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ اس اہرام میں زوسر نے اپنے مال و دولت کے علاوہ گزشتہ چند ماہ کے دوران اپنے خاندان کے اندر مرنے والے افراد کی لاشیں بھی محفوظ کر کے وہاں رکھ دی ہیں۔''

''لوگوں کا کہنا ہے کہ زوسر کے وزیر امحوتپ نے ایک ایسا مسالہ تیار کیا ہے جسے اگر کسی لاش پر لگا دیا جائے تو وہ محفوظ رہتی ہے، لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس اہرام میں جس کے اندر زوسر نے اپنی دولت اور اپنے خاندان کی لاشیں محفوظ کی ہیں وہاں امحوتپ نے ایک طلسم ڈال دیا ہے لیکن میرا اس پر یقین نہیں اور نہ ہی میں اس کو تسلیم کرتا ہوں، اس طلسم کی وجہ سے لوگ سقارہ کے میدانوں میں اس اہرام کی طرف جاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اس اہرام کے پاس سے گزر کر جو راستے شمال کی طرف جاتے تھے وہ اب بند ہو گئے ہیں اور لوگوں پر ایسی دہشت جم گئی ہے کہ وہ اس اہرام سے میلوں دور رہ کر گزرتے ہیں۔''

''میں چاہتا ہوں میں اور تم کل رات اس اہرام میں داخل ہوں اور وہاں سے جس قدر دولت ہم دونوں اٹھا سکیں وہ وہاں سے نکال کر نیل کے کنارے کسی خاص جگہ دفن کر دیں

1۔ ممفس شہر سے باہر سقارہ کا ایک وسیع میدان ہے۔ اسی میدان کے اندر مصر کا سب سے پہلا اور زوسر کے عہد کا اہرام امحوتپ نے تعمیر کرایا تھا۔ اس میدان کے اندر سے کئی راستے گزر کر شمالی صحرائے سینا اور پیٹرا شہر کی طرف جاتے تھے۔

اور جب یہ معاملہ پرانا ہو جائے گا اور زوسر اور امحوتپ اس واقعے کو فراموش کر دیں گے تو وہ دولت نکال کر ہم اپنی مرضی سے کام میں لا سکیں گے۔''
قدیفس نے کہا۔

''اس معاملے میں پوری طرح تمہارے ساتھ ہوں اور دولت دفن کرنے کا کیا ہے۔ یہاں جس درخت تلے ہم اس وقت بیٹھے ہیں، اس کی سیدھ میں ذرا دریا کی طرف گہرا دفن کر دیں گے اور پھر میرے لیے ان دنوں ایک آسانی یہ بھی ہے کہ میری بہن شوطار کے شوہر یوناف ان دنوں گھر سے باہر ہیں اور میں کھل کر آزادی کے ساتھ تمہارا ساتھ دے سکوں گا ان کے ہوتے ہوئے میں ایسا نہ کر سکتا تھا کیونکہ میری حفاظت اور بہتری کی خاطر وہ مجھ پر گہری نگاہ رکھتے ہیں۔''
افریدوش نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''تو پھر ہم دونوں کل شام کے وقت کہاں ایک دوسرے سے ملیں کہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو سکیں، سنو! سقارہ کے میدان میں بننے والے اس اہرام کے جنوب میں کسانوں کی ایک بستی ہے وہاں بھٹیاروں کی کچھ دکانیں بھی ہیں۔ رات کا کھانا ہم وہیں کھائیں گے اور اگر وہاں کے لوگوں نے ہم سے کچھ پوچھا تو کہہ دیں گے کہ ہم مسافر ہیں، تھیبس شہر کی طرف آئے ہیں اور شمال کی طرف جانا ہے، اس طرح جب رات گہری ہو جائے گی اور لوگوں پر نیند کا غلبہ ہونے لگے گا تو ہم اس بستی سے نکل کر اہرام کی طرف چل دیں گے۔ میں اپنے ساتھ اپنا گھوڑا اور سفر کا ضروری سامان ہمراہ لے آؤں گا تاکہ بستی والوں کو یقین ہو جائے کہ ہم مسافر ہی ہیں، تم اپنی ماں اور بہن سے یہ کہہ کر آ جانا کہ افریدوش کے ہاں دعوت ہے اور میں رات وہیں رہوں گا۔''
قدیفس نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ میری ماں اور بہن کو کوئی اعتراض نہ ہو گا، میں انہیں یقین دلا کر آؤں گا کہ میں رات افریدوش کے ہاں ہی رہوں گا، سنو افریدوش! کل سورج غروب ہونے کے بعد میں تمہیں یہیں ملوں گا جہاں ہم اس وقت کھڑے ہیں۔''

پھر قدیفس اور افریدوش نے آپس میں مصافحہ کیا اور اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے۔

○

دوسرے روز جب افق کے دریچے لال گوں ہونے لگے ماحول کا تپتا صحرا فضاؤں کے خاموش اشاروں سے بغل گیر ہونے لگا۔ طیور پیڑوں میں شام کا بسیرا کرنے کی خاطر نیل کے اوپر سے گزر کر درختوں کے بڑے بڑے جھنڈوں کا رخ کر رہے تھے۔ دریائے نیل کے اندر مچھلیاں پکڑنے والے ماہی گیر اپنے گھروں کا رخ کر رہے تھے، قدیفس اپنے سرخ پتھر کے محل سے نکلا اور نیل کے کنارے اسی درخت کی طرف بڑھا جس کے پاس اس نے افریدوش سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ درخت کے قریب گیا تو دیکھا کہ افریدوش اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے وہاں درخت کے نیچے کھڑا تھا۔ قدیفس کے قریب آتے ہی افریدوش نے کہا۔

”قدیفس ! قدیفس !! میرے دوست تم بڑے اچھے وقت پر آئے ہوئے، مجھے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا، آؤ چلیں۔“

پھر وہ دونوں اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہاں سے کوچ کر گئے۔

کچھ دیر تک دونوں اِدھر اُدھر گھومتے رہے، جب شام خوب گہری ہو گئی تو وہ سقارہ کے میدانوں میں کسانوں کی ایک بستی میں داخل ہوئے، ایک بھٹیار خانے کے سامنے دونوں اپنے اپنے گھوڑوں سے اترے، انہوں نے دیکھا بھٹیار خانے کے اندر کسانوں کی بستی کے بہت سے لوگ بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ قدیفس اور افریدوش نے بھی اپنے گھوڑوں کو وہاں باندھا اور بھٹیار خانے میں داخل ہو گئے۔ دونوں نے کھانا کھایا اور کچھ دیر وہاں بیٹھے رہے۔ اس دوران ان کے قریب بیٹھے ہوئے ایک معمر شخص نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”تم دونوں مجھے مسافر لگتے ہو، کدھر سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے؟“

افریدوش نے کہا۔

”آپ کا اندازہ درست ہے، ہم مسافر ہیں، جنوب میں تھیبس شہر کی طرف سے آئے ہیں اور شمال میں پیٹرا شہر کی طرف جائیں گے تھوڑی دیر یہاں ستائیں گے پھر

کوچ کر جائیں گے۔“

اس بوڑھے نے انہیں متنبہ کرنے کے انداز میں کہا۔

”ان میدانوں کے اندر زوسر اور امحوتپ نے جو اہرام بنایا ہے اس سے دور رہ کر سقارہ کے میدانوں کے مغربی کناروں کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف بڑھنا، ان راستوں کو استعمال نہ کرنا جو سقارہ کے میدانوں میں شمال کی طرف جاتے ہیں۔“

اس بوڑھے کی گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے افریدوش نے پوچھا۔

”آخر ہم ایسا کیوں کریں اس کی کوئی وجہ بھی تو ہو گی نا!“

اردگرد بیٹھے لوگ بھی ان کی گفتگو توجہ سے سننے لگے تھے۔ بوڑھے نے کہا۔

”حالات میں اب تبدیلی آ گئی ہے، ہمارے بادشاہ زوسر اور اس کے وزیر امحوتپ نے سقارہ کے ان میدانوں میں ایک اہرام تعمیر کیا ہے جو کسی پہاڑ کی طرح بلند ہے۔ اس اہرام میں زوسر نے اپنی دولت اور اپنے خاندان کی لاشیں رکھی ہیں۔ ان لاشوں کو ایسا مسالہ لگایا گیا ہے جس کی وجہ سے اہرام کے اندر کی لاشیں اور دولت محفوظ ہے کیونکہ اس طلسم کی وجہ سے اس اہرام میں داخل ہونا تو دور کی بات کوئی اس کے قریب سے بھی نہیں گزر سکتا۔“

اس بار قدیفس نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں یہ ساری سنی سنائی من گھڑت افواہیں اور بے بنیاد بے حقیقت حکایتیں ہیں۔“

بوڑھے نے چونک کر خوفزدہ انداز سے کہا۔

”نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ کوئی من گھڑت افواہ یا بے حقیقت حکایت نہیں ہے۔ یہ ایک سچائی ہے جس کی ان علاقوں کا ہر باسی گواہی دے گا۔ بڑے بڑے سورماؤں نے اس اہرام میں دولت کے لالچ میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر کوئی بھی اس میں کامیاب نہ ہوا اور اگلے روز ایسے ہر شخص کی لاش اہرام سے دور کھلے میدانوں میں پائی گئی اور ان لاشوں کی حالت ایسی ہو گئی تھی، جیسے انہیں کسی بھوکے درندے نے بھنبھوڑ کر رکھ دیا ہو، اب تک ایسے چار جوان اس طلسم کا شکار ہو چکے ہیں۔“

بوڑھے نے اپنی آواز میں اور زیادہ دھیما پن اور راز داری پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”اے اجنبی جوانو۔ سنو! وہ چار جوان جو اس طلسمی عفریت کا شکار ہوئے، ان کے متعلق

یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ چاروں ہی فوق البشر حیثیت اختیار کر گئے ہیں اور وہ بھی اب اس عفریت کی طرح اس اہرام کی حفاظت کرتے ہیں۔ گو وہ چاروں مر گئے تھے لیکن ان میں سے دو کو یہاں کے لوگوں نے بستی کے باہر سقارہ کے میدانوں میں کئی بار ایک ہیولے اور ایک جھلک کی صورت میں دیکھا ہے۔ ان چاروں میں سے دو کی گردنیں اس طلسمی عفریت نے ان کے دھڑ سے علیحدہ کر دی تھیں اور دو کو بری طرح زخمی کر کے مار دیا تھا، یہاں کے اکثر لوگوں کا اب خیال ہے کہ جن دو کی گردنیں علیحدہ ہو گئی تھیں وہ دونوں تو ختم ہو گئے تھے، لیکن جو دو صرف زخمی ہو کر مر گئے تھے، وہ دونوں فوق البشر حیثیت اختیار کر کے اس طلسمی عفریت کی طرح نہ صرف اہرام کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ وہ اردگرد کی بستیوں میں بھی رات کے وقت داخل ہو کر لوگوں کو مار کر اور ان کا خون پی کر ایک نئی وحشت پھیلانے لگے ہیں، اب تک ہماری بستی کی دو عورتیں ان لوگوں کے عذاب اور قہرمانیت کا شکار ہو چکی ہیں۔

سنو!

اب تک جو یہ چار آدمی مارے جا چکے ہیں، ان چاروں کی لاشیں ہماری بستی والے اٹھا کر لائے تھے اور انہیں ہم نے دفن کر دیا تھا لیکن جب ان میں سے دو کو لوگوں نے رات کے وقت ایک عفریت کی صورت میں اپنی بستی کے اندر دیکھا اور پھر چند دن کا وقفہ رکھ کر انہوں نے بستی کی دو حسین ترین عورتوں کو مار کر رات کے وقت ان کا خون پی لیا تو لوگوں کو ان کے متعلق تشویش ہوئی، پھر بستی کے لوگوں نے ان چاروں کی قبریں کھود کر دیکھا اور یہ سن کر تم حیران ہو گے کہ جن دو کی اس طلسمی عفریت نے گردنیں الگ کر دی تھیں، ان کی لاشیں تو قبروں کے اندر تھیں، وہ دو جو صرف زخمی ہو کر مر گئے تھے، ان کی لاشیں قبروں سے غائب تھیں۔"

افریدوش نے چند ثانیوں تک سوچنے کے انداز میں اپنی گردن کو جھکائے رکھا، پھر اس نے کہا۔

"پہلے اگر ہم نے سقارہ کے میدانوں سے ہٹ کر گزرنا تھا تو اب ہم ضرور امحوتپ کے بنائے ہوئے اس اہرام کے پاس سے گزر کر شمال کی طرف جائیں گے۔"

بوڑھے نے ڈری ڈری آواز میں کہا۔

"ایسا مت کرنا۔ اگر اپنا نہیں تو اپنے ماں باپ پر ہی رحم کھاؤ اور اہرام سے پہلو تہی کر کے شمال کی طرف نکل جاؤ۔"

افریدوش نے ایک عزم سے کہا۔

"اے میرے بزرگ! آپ دیکھیں گے کہ ہم دونوں امحوتپ کے طلسم کو توڑتے ہوئے شمال کی طرف چلے جائیں گے۔"

بوڑھا بچارہ خاموش ہو گیا، پھر تھوڑی دیر بعد اس نے افریدوش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ہم لوگ ایک وفد کی صورت میں امحوتپ کے پاس گئے تھے اور اس سے التجا کی تھی کہ وہ ہمیں ان دو جوانوں کے عذاب اور قہرمانیت سے بچائے جو اس کے طلسمی عفریت سے زخمی ہو کر فوق البشری صورت اختیار کر کے خود بھی عفریت بن گئے تھے، پر امحوتپ نے ہماری التجا پر کوئی توجہ نہ دی، صرف اس نے لوگوں کو یہ تنبیہ کر دی کہ اہرام کی طرف کوئی نہ جائے، اب سقارہ کا یہ اہرام اردگرد کے لوگوں کے لیے خوف اور دہشت کی شکل اختیار کر گیا ہے۔"

افریدوش نے کہا۔

"امحوتپ نے لوگوں کو بے وقوف بنا رکھا ہے اور اب ہم لوگوں کو مزید حماقت کا شکار نہ ہونے دیں گے۔"

افریدوش اور قدیفس دونوں اٹھے، بھٹیار خانے سے باہر آ کر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہاں سے کوچ کر گئے۔ بھٹیار خانے کے اندر بیٹھے لوگ ان کے متعلق کھسر پھسر کر رہے تھے۔

O

رات گہری ہو گئی تھی۔

ہر شے سلگتے رازوں اور ویران مرقدوں کی طرح یوں خاموش اور چپ تھی جیسے ان کے مقدر کا خدا سو گیا ہو، صحرائی رات کی اس گہری خاموشی میں چاندنی رات اپنی تمام تر نگینیوں، دلفریبیوں اور رعنائیوں کے ساتھ پھولوں کی مہک اور آبشاروں کے ترنم کی طرح

ہر چیز سے بغل گیر تھی۔

افریدویش اور قدیفس اپنے گھوڑوں پر سوار بڑی تیزی سے امحوتپ کے طلسمی اہرام کی طرف بڑھ رہے تھے، ابھی وہ اہرام سے کچھ دور ہی تھے کہ انہیں فضا کے اندر ہولناک آوازیں سنائی دیں، ایسی آوازیں جیسے زرد آنکھوں والے بے شمار چیتے یکبارگی غرائے ہوں یا ان گنت زہریلے اژدہے اپنی بھیانک آوازوں میں کراہ اٹھے ہوں۔ افریدویش اور قدیفس کا گھوڑا یوں بدک اٹھا جیسے اس کے حواس پر کسی نے خوف وہراس کا ایک طوفان برپا کر دیا ہو، گھوڑا آگے کی طرف بھاگتے بھاگتے رک گیا۔ اس سنسان و ژولیدہ اور جہنمی صحرا کے اندر ایک بار پھر ویسی ہی قیامت مچا دینے والی اور حشر برپا کر دینے والی بھیانک آواز سنائی دی۔

ایسا لگتا تھا کہ خون آشام تلوار جیسی تیز آوازیں افریدوش اور قدیفس کو آگے نہ بڑھنے کی تنبیہ کر رہی ہوں، اس موقع پر قدیفس نے افریدوش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''افریدوش ! میرے دوست !! یہ بھیانک اور ہولناک آواز جو دوبار اپنی پوری طوفانی شدت کے ساتھ سقارہ کے ان ریگزاروں میں ہمیں سنائی دی ہے، اس سے میرا دل دہل گیا تھا، میرے ذہن کی رگیں پھٹنے لگی ہیں اور میرا ضمیر مجھے ملامت کرنے لگا ہے۔ افریدویش ! افریدوش !! یہ آواز کوئی عام سی اور معمولی آواز نہیں ہے، میرا دل کہتا ہے اس بستی کے بھٹیار خانے میں اس بوڑھے نے جو ہمیں باتیں بتائی تھیں، وہ سچ اور حقیقت ہیں، ابھی کچھ نہیں بگڑا میرے دوست ! اپنے گھوڑے کو بستی کی طرف موڑ لو کہ یہاں سے بھاگ چلیں، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اہرام کے اندر امحوتپ نے ضرور کوئی طلسم ڈال رکھا ہے۔''

افریدویش کچھ کہنے ہی والا تھا کہ گھوڑا ایسا بدکا کہ وہ خود بخود مڑا اور بستی کی طرف بھاگ کھڑا ہوا، اب وہ گھوڑا ان دونوں کے بس سے باہر ہو کر واپس بھاگ رہا تھا، اچانک افردویش اور قدیفس کو ایسے لگا جیسے کوئی زلزلہ برپا ہونے لگا ہو۔

اچانک بستی کی طرف بھاگتا ہوا گھوڑا دولتیاں جھاڑنے لگا، پھر وہ ان دونوں کو اپنی پیٹھ سے گرا کر بھاگ گیا۔ افریدویش اور قدیفس بھی تیز رفتاری سے بستی کی طرف بھاگ اٹھے۔ اچانک ان دونوں نے محسوس کیا جیسے ان کے پیچھے کوئی نادیدہ ناشنیدہ قوت لگ گئی ہو، وہ ایسا محسوس کر رہے تھے گویا ان کے پیچھے شکست و ریخت اور بے روک و بے تحاشا

طوفان لگ گیا ہو، انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے ان کے تعاقب میں کوئی ایسی بھاری بھرکم چیز بھاگ رہی ہو جس کی وجہ سے زمین کا سینہ دہلا جا رہا ہو، وہ دونوں اپنے تعاقب میں، اندیشہ خون گشتہ، تباہ کن آندھی، وحشت و بربریت کی ستم آرائی، فنا کی تحریریں اور مایوسی کا اندھیرا بھاگتا ہوا محسوس کر رہے تھے، کسی کے بھاگنے کی زمینی دھمک لحہ بہ لحہ، آن کی آن ساعت کی ساعت، تیز سے تیز تر اور قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی، انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی کوئی ظلم کا قہر برساتا طوفان ان سے ان کے سانسوں کی آزادی چھین کر ان کے سروں پر موت بن کر پھیل جائے گا۔

تعاقب سمٹتا رہا۔

شیطانی قوتوں کی وحشت بے کراں، آرزوؤں کے سرسام کی طرح بڑھتی رہی، فضا کی بوجھل سانسیں اور صحرا کا سکوت اک قعر گمنامی، جوالامکھی اور موت کی تلاش کا سماں پیش کرنے لگے تھے۔

اچانک افریدویش اور قدیفس کو محسوس ہوا جیسے کوئی نادیدہ اور ان دیکھی طلسمی قوت ان کے سروں پر آ پہنچی ہو کیونکہ اس کے بھاگنے کی دھمک سے ان دونوں کے بھاگتے قدم لڑکھڑانے لگے تھے۔ جونہی ان دونوں نے مڑ کر دیکھا انہیں فضا کے اندر بیابانوں کے وحشیوں جیسی جلتی سلگتی آنکھیں اپنے تعاقب میں دکھائی دیں، انہیں کوئی ایسی شے دکھائی نہ دی تھی جس کے جسم کا وہ تعین کر سکیں، اب ان دونوں کی حالت بجلیوں سے کھیلنے اور طوفانوں سے لڑنے والے انسانوں جیسی ہو گئی تھی۔ تلخ حقائق کے سامنے جہاں ان دونوں کی تالیف قلوب کرنے والا کوئی نہ تھا، وہ دونوں تند طوفان میں شور کرتی خشک شاخوں کی طرح چیخ اٹھے۔

پھر دفعتاً افریدوش کو یوں لگا جیسے تعاقب کرتی کسی طلسمی قوت نے اسے اپنا تانبے کی طرح سخت منہ مارا ہو۔ قدیفس نے دیکھا افریدویش زمین پر گر پڑا تھا اور وہ سراپا التجا بن کر قدیفس سے اپنے بچاؤ اور مدد کی التجا کر رہا تھا، ایسا لگتا تھا کوئی درندہ صفت چیز اسے بری طرح بھنبھوڑ رہی ہے اور دکھائی بھی نہ دے رہی تھی، قدیفس نے دیکھا افریدویش کا حلقوم پھٹ گیا تھا اور اس کا خون سقارہ کے میدانوں کی ریت کو سرخ کرنے لگا تھا، قدیفس اس سے آگے کچھ نہ دیکھ سکا اور جس قدر تیزی سے بھاگ سکتا تھا وہ بستی کی طرف

بھاگ نکلا۔ حملہ آور طلسمی عفریت نے افریدوش کے جسم پر جگہ جگہ زخموں کے نشانات لگا دیے تھے۔ افریدوش کے جسم کی حالت ایسی ہوگئی تھی جیسے اسے گدھوں نے جگہ جگہ سے نوچ لیا ہو، صحرا میں ایک بار پھر فریاد کناں، کاٹ کھانے والی خاموشی بکھر گئی تھی۔

بستی کی طرف بھاگتے ہوئے قدیفس کو ایک بار پھر اچانک اپنے پیچھے اس عفریت کے بھاگتے بھاری قدموں کی آوازیں اور ہانپتی ہوئی سانسیں سنائی دینے لگی، قدیفس کی اپنے جسم کی باگوں، راسوں اور عنان و لگام پر اپنی گرفت ڈھیلی ہونے لگی تھی اس پر جنونی سی کیفیت طاری ہونے لگی تھی، وہ بلند اور اونچی آواز میں مدد کے لیے چیخنے چلانے لگا تھا اس کی آواز میں لٹے ہوئے کارواں جیسی رحم انگیزی اور قضا کو آواز دیتی خواب انگیز صداؤں جیسی ہو رہی تھی۔

اچانک قدیفس کے شانے پر کسی کا سخت منہ لگا اور وہ لڑھکنیاں کھاتا ہوا سقارہ کے میدانوں کی ریت پر گر گیا، پھر قدیفس نے محسوس کیا جیسے کسی درندے نے اسے پنجے مارے ہوں۔ اس کا بایاں شانہ بری طرح زخمی ہوگیا اور اس سے خون بہہ نکلا۔

قبل اس کے کہ وہ طلسمی عفریت قدیفس کو افریدوش کی طرح جھنجھوڑ کر مار ڈالتا، بستی کی طرف سے کچھ لوگ شور کرتے اور خوف و پریشانی کی ملی جلی آوازیں بلند کرتے ہوئے اس کی طرف آ نکلے۔

قدیفس نے محسوس کیا کہ بستی کے لوگوں کے آنے کی وجہ سے وہ عفریت بھاگ گیا تھا۔ اس طرح اس کی جان بچ گئی۔

قدیفس پر ایسی دہشت اور خوف و ہراس طاری ہوا تھا کہ وہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔ تلواروں، برچھوں اور بھالوں سے لیس بستی والے وہاں پہنچ گئے تھے۔ ان میں وہ بوڑھا بھی شامل تھا جس نے بستی کے ہتھیار خانے میں افریدویش اور قدیفس کو اہرام کی طرف سے گزرنے سے منع کیا تھا۔ بستی کے لوگوں نے سہارا دے کر قدیفس کو اٹھایا وہ بچارہ ایک مجرم کی طرح ان سب کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اتنی دیر میں وہ بوڑھا لوگوں کے ہجوم سے نکلا اور قدیفس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''میرا نام قبط ہے، میں نے تم دونوں کو سمجھایا تھا نا کہ اس اہرام کے قریب سے نہ

گزرنا، تم دونوں نے میری بات نہ مانی اور وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا، بستی کے لوگوں کو میں ہی اپنے ساتھ تم لوگوں کی مدد کے لیے لے کر آیا ہوں۔''

پھر بوڑھے قبط نے قدیفس کے زخمی شانے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ایسا لگتا ہے احوتپ کے اس طلسمی عفریت نے تم پر حملہ کیا ہے؟''

قدیفس نے ہکلاتی اور لرزتی آواز میں کہا۔

''میرے بزرگ! تمہارا کہا درست ہے، ہمیں اس اہرام کی طرف نہ آنا چاہیے تھا، پر میرا ساتھی بہت ضدی تھا، وہ ہر صورت میں اہرام کی طرف جانا چاہتا تھا، میرے بزرگ! ہم نے تم سے جھوٹ بولا تھا کہ ہم مسافر ہیں؛ میں مصر کے سابق بادشاہ خنخیم کا بیٹا ہوں، میرا نام قدیفس ہے اور ہم لوگ ممفس شہر میں رہتے ہیں، ہمارا اصل مقصد اہرام میں داخل ہو کر وہاں سے دولت حاصل کرنا تھا، کاش میں نے اپنے ساتھی کی بات نہ مانی ہوتی، بستی کے ہتھیار خانے میں تم نے جو کچھ کہا تھا وہ حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا، لالچ، حرص اور طمع نے میرے ساتھی پر غلبہ کر رکھا تھا، میں بھی اس کی ترغیب اور پھسلاوے میں آ گیا جس کا اس قدر بدترین خمیازہ ہمیں بھگتنا پڑا۔''

بوڑھے قبط نے تسلی آمیز انداز میں پوچھا۔

''تمہارا ساتھی کہاں ہے؟''

قدیفس نے کہا۔

''اس کا نام افریدوش تھا اور اسے اہرام کے اس طلسمی عفریت نے ختم کر دیا ہے، اس کا خاتمہ کرنے کے بعد ہی وہ عفریت میرے پیچھے آیا تھا، جب ہم سقارہ کے ان میدانوں میں داخل ہوئے تو اہرام کے اس طلسمی عفریت نے شاید ہمیں متنبہ کرنے کے لیے دو بار آواز نکالی تھی اور وہ آواز اس قدر ہولناک، مہیب اور ڈراؤنی تھی کہ ہم دونوں پر ہیبت اور اضطراری کیفیت طاری ہوگئی تھی۔ ہمارا گھوڑا ایسا بیخ پا ہوا کہ ہم دونوں کو اپنی پیٹھ سے گرا کر بھاگ گیا، جس وقت اس عفریت نے ہمارا تعاقب شروع کیا تو ایسا لگتا تھا اس کے قدموں سے زمین لرز رہی ہو۔ اس کی سانسوں کی آوازیں یوں سنائی دیتی تھی، گویا ان گنت تھکے ہوئے اور بھاگتے بیابانوں کے وحشی اپنی سلگتی آنکھوں اور پھولی سانسوں کے ساتھ کسی کے تعاقب میں لگ گئے ہوں۔ سقارہ کے ان میدانوں کے اندر مجھے یوں لگا گویا کسی مہیب اور

شورہ پشت قوم کے جنگ جوؤں نے اپنی پوری آتش زنی اور خونریزی کے ساتھ ہم پر حملہ کر دیا ہو۔"

بوڑھا قبط آگے بڑھا، اس نے قدیفس کے پھٹے ہوئے لباس سے تھوڑا سا کپڑا پھاڑ کر اس کے شانے کے زخم پر کس کر باندھ دیا، پھر اس نے قدیفس کو تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

"اب تم ہمارے ساتھ بستی میں چلو، وہاں ایک طبیب ہے اس سے تمہارا ان زخموں کا علاج کراتے ہیں۔ جب تم ٹھیک ہو جاؤ تو اپنے گھر چلے جانا، سنو! وہ طبیب بہت سیانا اور اپنے کام میں مانا ہوا ہے۔ وہ تمہارے ان زخموں کو دنوں میں ٹھیک کر دے گا، بصورت دیگر یہ زخم تمہارے لیے مہلک اور خطرناک بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔"

قدیفس ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ اس نے منہ سے کچھ بھی نہ کہا اور چپ چاپ ان لوگوں کے ساتھ ہولیا۔

قدیفس کو سقارہ کے میدانوں کی اس بستی میں لایا گیا اور ایک وسیع حویلی کے ایک کمرے میں اسے ایک نرم بستر پر لٹا دیا گیا، بستی کے لوگ تھوڑی دیر تک وہاں کھڑے رہ کر چلے گئے، جبکہ بوڑھا قبط قدیفس کی مسہری کے قریب بیٹھ گیا تھا، پھر قدیفس کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"پتھروں سے بنی یہ عمارت جس میں تمہیں لایا گیا ہے، اس بستی کا مشترکہ مہمان خانہ ہے، ایک جوان کو میں نے طبیب کو اس کے گھر سے بلانے بھیجا ہے، مجھے امید ہے تھوڑی دیر میں وہ یہاں پہنچ جائے گا، وہ بہت اچھا انسان ہے۔ تمہارے ان زخموں کو وہ چند ہی دنوں میں اچھا کر دے گا............"

قبط کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ کمرے میں ایک بزرگ صورت بوڑھا داخل ہوا تھا، اس کے ہاتھ میں بکری کی کھال سے بنا ہوا ایک تھیلا تھا، قبط نے قدیفس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"لو طبیب بھی آ گئے، اب تمہارے زخموں کی تکلیف اور جلن جاتی رہے گی۔"

طبیب کو شاید سارے حالات کا علم ہو چکا تھا، اس لیے اس نے آتے ہی اپنا کام شروع کر دیا۔ قدیفس کے زخم پر پہلے سے بندھی ہوئی پٹی اس نے کھولی، زخم کو دھو کر

صاف کیا اور اس پر دوا چھڑک کر صاف پٹی باندھ دی، پھر اس نے پتھر کے ایک پیالے میں قدیفس کو ہرے رنگ کا ایک عرق پلایا جس سے قدیفس پر غنودگی طاری ہونے لگی، پھر وہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔

○

دوسرے روز جب قدیفس کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا سورج کافی چڑھ آیا تھا اور دھوپ خوب گرم ہو گئی تھی، قبط اس کی مسہری کے قریب بیٹھا تھا، قبط نے اٹھ کر وہیں مسہری پر اس کا منہ ہاتھ دھلایا اور اسے کھانا دیا۔ جب قدیفس کھانا کھا چکا تو اس نے قبط سے پوچھا۔

"میرے بزرگ! آپ رات کو اپنے گھر نہیں گئے؟"

قبط نے کہا۔

"یہی مہمان خانہ میرا گھر ہے، میری بیوی یا بچے نہیں ہیں، میں اس مہمان خانے ہی کا خدمت گار ہوں جس کے صلے میں مجھے پیٹ بھر روٹی مل جاتی ہے، کھانا میں بستی کے بھٹیار خانے سے کھاتا ہوں، تمہارے لیے بھی وہیں سے لایا ہوں، ایسے سارے اخراجات بستی کے لوگ مل جل کر برداشت کرتے ہیں۔"

قدیفس نے توصیفی انداز میں قبط کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس بستی کا تو بہت اچھا انتظام ہے۔"

قبط نے اس بار خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن ایک برا کام بھی ہوا۔"

قدیفس نے چونک کر پوچھا۔

"وہ کیا؟"

قبط نے کہا۔

"میں آج جب بھٹیار خانے گیا تو وہاں پتہ چلا کہ آج سورج طلوع ہونے کے بعد کچھ نوجوان تمہارے ساتھی کی لاش تلاش کرنے گئے تھے لیکن ناکام لوٹ آئے ہیں، ان کو

تمہارے ساتھی افریدوش کی لاش کہیں نہیں ملی، جس طرف سے تم بھاگتے ہوئے آئے تھے، وہ اسی سمت تمہارے پاؤں کے نشانات کی رہنمائی میں گئے تھے، وہاں انہیں افریدوش کے پاؤں اور اس کے گرنے کے نشانات تو ضرور ملے ہیں لیکن اس کی لاش وہاں نہیں ملی اور نہ ہی اس جگہ خون کے دھبے ہیں۔ افریدوش کی لاش وہاں سے غائب ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پہلے اہرام کے اردگرد کی بستیوں پر دو عفریت منڈلاتے تھے، اب ان کی تعداد دو سے تین ہو جائے گی اور یہ لوگوں کی تباہی اور بربادی کا باعث بنیں گی۔''

قدیفس نے چونک کر سہمے ہوئے انداز میں پوچھا۔

''میرے بزرگ! کیا تمہاری اس گفتگو کا مطلب یہ ہے کہ افریدوش بھی اہرام کے اس طلسماتی عفریت کے ہاتھوں مارے جانے کے باعث فوق البشری صورت اختیار کر جائے گا، اگر ایسا ہے تو پھر بڑا برا ہوگا۔ اس طرح تو وہ مجھ سے بھی انتقام لے گا کہ میں نے اس عفریت کے سامنے اس کی مدد نہ کی اور بھاگ گیا جبکہ وہ مجھے اپنی مدد کے لیے لگاتار آوازیں دیتا رہا تھا۔ وہ بڑا منتقم مزاج آدمی تھا۔ کاش! میں نے اہرام کی طرف آنے میں اس کا ساتھ نہ دیا ہوتا۔ کاش میں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہوتا۔''

قبط نے غمزدہ انداز میں قدیفس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارے اندیشے بھی درست ہیں، ممکن ہے افریدوش فوق البشری حیثیت اختیار کرنے کے بعد تم سے اس امر کا انتقام لے کہ تم نے اس طلسمی عفریت کے سامنے اس کی مدد کیوں نہ کی، بہر حال اگر تم میری مانو تو یہاں سے نکل کر فوراً اپنے گھر چلے جاؤ، جیسا کہ تم نے بتایا تھا کہ تم مصر کے سابق بادشاہ حسخیم کے بیٹے ہو تو میرا مشورہ ہے تم ممفس شہر جا کر امحوتپ سے سارا قصہ کہو۔ ہوسکتا ہے وہ تمہاری مدد پر آمادہ ہو جائے لیکن اس سے یہ نہ کہنا کہ تم اپنے ساتھی کے ساتھ اہرام کی دولت چرانے گئے تھے، ایسی صورت میں مجھے یقین ہے وہ تمہیں مروا دے گا، ایک دو روز یہاں رہو اور جب تم محسوس کرو کہ اس طبیب کے علاج سے تمہارا زخم ٹھیک ہونا شروع ہو گیا ہے تو تم یہاں سے چلے جانا۔''

قدیفس نے کہا۔

''ہاں۔ میں ایسا ہی کروں گا، میں اپنی ماں اور بہن سے بھی سارے حالات درست کہہ دوں گا۔''

قبط اٹھ کر باہر نکل گیا اور قدیفس بے چارہ گہری سوچوں میں کھو گیا۔

اسی روز رات کا کھانا کھانے کے بعد قدیفس بستی کے مہمان خانے میں اپنے بستر پر دراز تھا۔ دور کہیں صحرا کے اندر گھڑے کی تھاپ پر صحرائی لوگ نغمات کی برسات جیسا گیت گا رہے تھے، سنسان رات، گھڑے پر بجنے والے گیت کے علاوہ خاموشی تھی۔ چاند مدھم، آسمان چپ تھا، کالی صدیوں جیسی رات میں آسمان پر تیرتے بادل سایہ ابر گریزاں کی طرح ادھر ادھر بھاگ رہے تھے، گھڑے کی تھاپ پر ابھرتا گیت یوں لگ رہا تھا جیسے یورش افلاس کی ماری اور جینے سے بے زار مفلوک الحال دھقان زادیاں سرکش اور باغی الفاظ سے لکھے گئے زندگی کے آخری حزیں گیت گا رہی ہوں، بوجھل، ویران زندگی اور اس غم بستہ اداسی میں یوں لگتا تھا جیسے روز حساب آن پہنچا ہو۔

ایسے میں اپنے بستر پر لیٹے قدیفس نے دیکھا، اس کے کمرے کا دروازہ جو اندر سے بند تھا، طوفانی انداز سے کھل گیا، اسے یوں لگا گویا ان گنت بگولے اس کے کمرے میں داخل ہوئے اور ہر طرف ردی تمباکو کی سی سڑاند پھیل گئی، پھر کسی ماورائی قوت نے کمرے کا دروازہ پہلے کی طرح اندر سے بند کر دیا۔

اس کے ساتھ ہی اس نے دیکھا کہ کمرے کے فرش پر افریدوش نمودار ہوا، وہی افریدوش جو امحوتپ کے اہرام کے طلسمی عفریت کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ قدیفس نے دیکھا افریدوش کا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا اور خون آلود تھا، اس کے جسم پر زخم اور خراشیں تھیں۔ اس کا حلقوم پھٹا ہوا تھا اور سب جگہ خون جم کر خشک ہو چکا تھا۔

اپنے مر جانے والے دوست افریدوش کو اس حالت میں دیکھ کر قدیفس پر خود فراموشی طاری ہونے لگی، اس کا حلق کڑوا اور زبان بد ذائقہ ہو کر رہ گئی۔ اس کے دل کا تجسس، آنکھوں کی حیرت، روح کی کلپنا اور ذہن کا تحیر ایک لاوے کی طرح کھول اٹھا۔

قدیفس نے دیکھا افریدوش کی ویران آنکھوں میں ایک جلال تھا۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب مسکراہٹ تھی، ایسی مسکراہٹ جس میں گلاوٹ تھی نہ گرمی۔ اس کے چہرے پر سرخ شعلوں کے رقص جیسی اذیت کوشی اور بے چین شراروں کے خروش جیسی موت و حیات کی کشمکش کا سلسلہ تھا۔

چند ثانیوں تک ایک رحم انگیز استفسار کے ساتھ قدیفس اسے دیکھتا رہا، پھر اس نے غیر

متشکل سے جذبوں پر قابو پاتے ہوئے لرزتی اور بکھرتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''افریدویش !تم ،اس حالت میں یہاں؟ کیا تمہیں الحوتپ کے اس طلسمی عفریت نے ختم نہ کر دیا تھا اور کیا تم الحوتپ کے اس طلسمی عفریت کے ہاتھوں موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد ایک فوق البشری حیثیت اختیار کر گئے ہو؟ اے میرے عزیز دوست ! اگر ایسا ہے تو پھر یہ کیسی بدبختی ہے، اب نہ جانے کب تک تمہاری یہ حالت رہے گی اور تم سکون کو ترستے رہو گے؟''

قدیفس نے دیکھا افریدوش کی رگیں کھنچ سی گئیں۔ اس کا چہرہ تانبا ہو گیا، پھر اس کی شعلۂ بے باک، شورِ آہ و بکا اور شرارِ برق جیسی آواز عہد گم گشتہ کی لہروں کی تڑپ کی طرح کمرے میں بلند ہوئی۔۔۔ ''قدیفس ! قدیفس !! میرے دوست ! اس خزاں زدہ اور بریدہ رنگ زندگی میں صرف میں ہی نہ ہوں گا، اس حاصل حیات اور مصارف زندگی میں تم بھی میرا ساتھ دو گے۔ میں ظلمتوں کے نزول، سنگین رات اور خوابیدہ امنگوں جیسی زندگی میں اک عدد تنہا بن کر نہ رہوں گا، بلند و بالا حیات کی شکنوں سے نکل کر اس انسانیت کش زندگی میں تمہیں بھی میرا ساتھ دینا ہو گا۔

قدیفس ، قدیفس !! تم مجھ سے ایکانت اور علیحدگی اختیار نہیں کر سکتے۔ یہ فاصلے ختم ہوں گے، تمہیں میرے زخموں کا مرہم اور میرے ساتھ پانی سے آگ بننا ہو گا۔''

افریدوش ذرا رکا پھر دوبارہ رات کے خنک ویران اندھیروں میں سمندر کی اٹھنے والی مہیب آوازوں کے سے انداز میں بولا۔۔۔ ''قدیفس ! میرے دوست !! اس نا آسودہ زندگی کی آخری حدود کو میں اکیلا ہی کیوں چھوؤں۔ صحرا میں تپتے تنہا درخت کی طرح میں تنہا اپنا دل جلاتا ہوا یہ کفارہ کیوں ادا کروں۔ اس گہرے نیلے آسمان تلے حالات کی بے قراری و اضطراری، ابدیت کی گہرائیوں جیسی نا امیدیوں، بحر ذخار اور سیلاب کے ریلے جیسی طوفانی زندگی میں تمہیں بھی میرے ساتھ آگ و خون کا پیغام، مایوسی کی گھٹا اور اک جگہ خراش چیخ بن کر رہنا ہو گا۔

سن رکھ ! تیرا انکار میرے لیے باعث اشتعال ہو گا، اگر تو نے میری طرف باز دہی اور واپسی سے انکار کیا تو قسم ہے مجھے اقسام ازل میں عملاً و فعلاً تیرے خلاف حرکت میں آ جاؤں گا، پھر کوئی محجوب و پوشیدہ قوت بھی تیرے لیے نجات دہندہ بن کر میری راہ نہ

روک سکے گی۔ ان بادیہ، ان صحراؤں اور ان بیابانوں میں تجھے میرے ساتھ آوارہ وطن طیور کی سی زندگی بسر کرنا ہو گی۔''

قدیفس نے اپنی آنکھوں کے بھیگے موتی صاف کیے، پھر اس نے کھوکھلی سی آواز میں پوچھا۔

افریدوش ! میرے دوست !! میں کیونکر تمہارے ساتھ اس فوق البشر زندگی میں شامل ہو سکتا ہوں۔''

افریدوش نے کہا۔ ایسے ہی جس طرح فضاؤں کے اندر اُفق کے دریچوں پر تاریکی چھاتی ہے بلکہ یوں جیسے صحرا و بیابان کے اندر بعد الشرقین کو نظر انداز کر کے اپنے برگشتہ بختوں کو بسرام، سکھ اور آرام بخشنے کی خاطر اجالا اور تاریکی گلے ملتے ہیں بلکہ اسی انداز میں جس طرح میں زندگی کی وزنی زنجیریں اتار کر حروف اور قام کی طرح اس حالت میں داخل ہو گیا ہوں۔

میری طرح، ہاں میری طرح اپنے ویرانہ حیات کے گوشوں کو خون رنگ کرو، اک مصلحت اندیش شعور تب و تاب کے تحت اپنی ہی ذات پر موت بن کر کھیل جاؤ۔''

قدیفس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔''

افریدوش چند ثانیوں کو رکا۔ پھر وہ تانت کے باجے جیسی اداس اور غمگین آواز میں بولا۔

''قدیفس ! قدیفس !! میرے دوست سنو! اس کے لیے تمہیں میری طرح صرف ایک رات کی اذیت اور کرب برداشت کرنا ہو گا، جس طرح ہم دونوں الحوتپ کے اس طلسمی اہرام کی طرف گئے تھے اب تم ایک رات کے لیے اکیلے اس اہرام کی طرف جاؤ، اپنے آپ پر اس طلسمی عفریت کو حملہ آور ہونے کا موقع دو اور جب وہ میری طرح تمہارا حلقوم کاٹ کر تمہارا خاتمہ کر دے گا تو تم میرے ساتھ آ ملو گے، پھر ہم دونوں زمین پر بسنے والے ان لوگوں سے اپنی نا آسودگی کا انتقام لیں گے۔''

قدیفس کانوں پر ہاتھ رکھ کر چلا اٹھا۔

''نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا، میں تلواروں کی چھاؤں اور نیزوں کی بارش میں تو کھڑا ہو سکتا ہوں، میں خود اپنی زیست کی کشتی کے چپوار توڑ سکتا ہوں، میں خود اپنی ذات پر ضرب

لگا کر اسے موت میں ضم کر سکتا ہوں، پر اپنے آپ کو اس طلسمی عفریت کے حوالے نہیں کر سکتا۔

افریدوش نے کہا۔ ”یہ تمہاری بھول ہے، تمہیں ایسا کرنا ہو گا، میں تمہیں صرف ایک دن کی مہلت دیتا ہوں، اگر پھر بھی تم میری تجویز پر رضا مند نہ ہوئے تو میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔“

پھر افریدوش وہاں سے کسی ہیولے اور دھوئیں کی مانند غائب ہو گیا جبکہ قدیفس اپنا سر جھکائے بستر پر بیٹھ کر گہری سوچوں میں کھو گیا۔

○

رات کی تنہائی اور خود فراموشی ختم ہو گئی تھی۔ اندھیروں کا مہیب سناٹا اور لامحدود خاموشی اپنی کم مائیگی و بے زری کا شکار ہو گئے تھے۔ تاروں بھرا نیلا آسمان اب صاف تھا۔ مشرق سے ڈھیلی روشنی نے ہر شے کو عیاں کر دیا تھا۔ پنکھڑیوں پر شبنم کے قطرے، جنگلی پھولوں کی پرانی مہک اور دریائے نیل کی پر سکون ہلکی ہلکی لہریں روشنی کے گیت گانے لگی تھیں۔ آوازوں کو ترستے سنسان صحرا اور ویران کھنڈر جاگ رہے تھے۔ ہر طرف زندگی کا رسیلہ پن بکھرنے لگا تھا کہ سورج طلوع ہو گیا تھا۔

قدیفس بھاگتا ہوا دریائے نیل کے کنارے اپنے محل میں داخل ہوا۔ ابھی وہ سیڑھیوں پر ہی تھا کہ اندر سے اس کی ماں بوران اور بہن شوطار بھاگتی ہوئی نکلیں اور اس کا پھٹا لباس اور زخمی شانہ دیکھ کر ٹھٹک گئیں، وہ اس سے کچھ پوچھنا چاہتی تھیں کہ قدیفس نے پہلے ہی ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں میری ماں اور بہن مجھ سے بہت کچھ پوچھنا چاہیں گی، پر یہاں سیڑھیوں پر نہیں، اندر چلو! میں بتاتا ہوں۔ میں ایک بہت بڑی افتاد سے گزر کر یہاں پہنچا ہوں۔ بدبختی ابھی تک میرے تعاقب میں ہے۔“

بوران اور شوطار خاموشی سے اس کے پیچھے ہو لی تھیں، تاہم وہ دونوں بے حد پریشان ہو گئی تھیں۔

قدیفس اپنے کمرے میں آ کر بیٹھ گیا اور جب بوران اور شوطار بھی دونوں اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئیں تو قدیفس نے افریدوش کے ساتھ احوتپ کے طلسمی اہرام کی طرف جانے، وہاں طلسمی عفریت کے ہاتھوں افریدوش کے مارے جانے، اپنے زخمی ہونے اور افریدوش کے فوق البشری ہیئت اختیار کرنے کے بعد اسے طلسمی عفریت کی طرف دوبارہ جانے اور اپنے آپ کو ہلاک کرا کے فوق البشری کیفیت اختیار کرنے کی افریدوش کی دھمکی سے متعلق تفصیل سے کہہ دیا۔

قدیفس کی باتیں سن کر شوطار بے چاری کی گردن یوں جھک گئی، جیسے اس کی زیست کے سارے موتی سمندر میں گر گئے ہوں، جیسے اس کی گرفت سے نکل کر ان گنت، ہیرے مٹی میں کھو گئے ہوں۔ دوسری طرف بوران بھی اپنے موتی کی تلاش میں روتی سیپ کی طرح اداس ہو گئی تھی۔

اپنی ماں اور بہن کو اُداس اور افسردہ دیکھ کر قدیفس نے کہا۔

”میرا دوست افریدوش ایسا لگتا تھا گویا وہ ایک خبیث روح کی سی صورت اختیار کر گیا ہو۔ وہ جرم کے مجسمے کی طرح غمگین و دلگیر تھا۔ وہ مر گیا تھا لیکن اب بھی وہ ناطق وجود رکھتا ہے، ایسا لگتا تھا، اس کا باطن بے کل ہو اور اس کے اندر فطرت کی پراسرار قوتیں جگہ پا گئی ہوں۔ اس کے لہجے میں معاندانہ کھنک اور آواز میں زہر بھرا ہوا تھا۔ کاش! میں اس کے ساتھ احوتپ کے اس طلسمی اہرام کی طرف نہ گیا ہوتا۔ آہ! اب وہ مجھے ریت کے گھروندوں، بوسیدہ لکڑی کے محل، کچے دھاگوں اور لچکیلی ٹہنیوں کی طرح ختم کر کے میری لاش کو ایک اذیت خانہ بنا کر رکھ دے گا۔“

بوران نے پہلی بار لب کھولتے ہوئے کہا۔

”اے میرے بیٹے! تجھے کیا لالچ تھا کہ تو دولت کی ہوس میں اس کے ساتھ ہو لیا، تیرے پاس سب کچھ ہے، پھر تو نے کیوں اس کا ساتھ دے کر اپنے آپ کو ایک نئی اور تکلیف دہ الجھن میں مبتلا کر لیا ہے۔“

شوطار نے سمجھانے کے انداز میں کہا۔

”قدیفس! قدیفس میرے بھائی! تم نے کم از کم اس سے کچھ دن کی مہلت ہی لے لی ہوتی، ہو سکتا ہے اس دوران تمہارے بھائی آ جاتے اور ہمیں اس خباثت سے نجات مل

جاتی اور ....''

شوطار کہتے کہتے خاموش ہوگئی۔

اس نے دیکھا کمرے میں نیلے رنگ کی دھندسی داخل ہو رہی تھی، پھر وہ دھند بڑھتی چلی گئی، یہاں تک کہ اس دھند میں یافان نمودار ہوا، وہ پوری طرح سیاہ رنگ کی قبا میں چھپا ہوا تھا، اس کا چہرہ بھی ڈھکا ہوا تھا۔

پھر اچانک یافان کا استخوانی ہاتھ حرکت میں آیا اور اس نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ دیا، اسے ہڈیوں کے ڈھانچے کی صورت میں اور اس کی آنکھوں اور منہ کے گڑھوں میں کھولتی، بھڑتی آگ دیکھ کر شوطار کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکل گئی اور اس نے ہاتھوں سے چہرے کو ڈھانپ لیا۔

بوران اور قدیفس بھی خوفزدہ ہو گئے تھے۔ اسی دوران انہوں نے دیکھا اس نیلے دھوئیں کے اندر ہیولوں کی صورت میں شیطانی قوتیں نمودار ہوئیں وہ تعداد میں تین تھیں۔ ان کی آنکھیں اور چہرے جلتے الاؤ جیسے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں عجیب بد وضع سی تلواریں تھیں جن کی کیفیت تپتے ہوئے سرخ لوہے جیسی ہو رہی تھی۔ پھر ان شیطانی، ہیولوں نے آگے بڑھ کر وہ سرخ سلگتی ہوئی تلواریں جن سے دھواں اٹھ رہا تھا، بوران، شوطار اور قدیفس پر برسا دیں، اس کے ساتھ ہی شوطار، قدیفس اور بوران کی حالت ایسی ہوگئی جیسے ان کے جسم کا گوشت جل گیا ہو کیونکہ کمرے میں ان کی صرف ہڈیوں کے ڈھانچے رہ گئے تھے۔ یافان اس نیلی دھند کے اندر روپوش ہو گیا اور پھر وہ دھند کمرے سے باہر نکلنے لگی۔

○

یمن میں بنو عاد سے نکل کر یوناف دریائے نیل کے کنارے اپنی بیوی شوطار کے محل میں داخل ہوا۔

پہلے کمرے میں داخل ہوتے ہی دنگ رہ گیا، اس کمرے میں خادماؤں کی ہڈیوں کے ڈھانچے پڑے تھے، وہ دوسرے کمرے میں آیا جہاں شوطار، قدیفس اور بوران کے ڈھانچے پڑے ہوئے تھے۔

یوناف کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، اس کا چہرہ آزردہ، جسم خستہ و ماندہ اور آنکھوں میں خدشات بھرے تخیلات کی گرد اڑنے لگی تھی۔ اس کی حالت بے بس، شکستہ، پست و مضمحل اور ان پرانی زنجیروں کی سی ہوگئی جن کے آپ سے آپ ٹوٹنے کا وقت آ گیا ہو اور اس گرم دوپہر کی طرح اس کا چہرہ فق ہو کر رہ گیا۔

محل سے نکل کر یوناف نیل کے کنارے سیڑھوں پر آ کر بیٹھ گیا۔ تیز ہوائیں، درختوں پر چیخ رہی تھیں۔ یوناف کی گردن جھکی ہوئی تھی جیسے وہ تلخ یادوں کے سمندر کی اذیت اور گرم ہوا کی زرد مٹی کے غبار کا شکار ہو گیا ہو۔

اسی لمحہ اسے اپنی گردن پر ابلیکا کا لمس محسوس ہوا اور پھر ابلیکا کی کھوکھلی سی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

''یوناف! یوناف!! میں سارے حالات تفصیل سے معلوم کر کے آ رہی ہوں، تمہاری غیر موجودگی میں قدیفس اپنے دوست افریدوش کے ساتھ رات کے وقت المحوتپ کے طلسمی اہرام سے دولت نکالنے گیا تھا لیکن ان دونوں پر اہرام کے طلسمی عفریت نے حملہ کر دیا۔ افریدوش مارا گیا جبکہ قدیفس زخمی ہوا ورسقارہ کے میدانوں میں کسانوں کی ایک بستی کے لوگ اسے اٹھا کر لے گئے اور وہاں کے ایک بوڑھے شخص قبط نے بستی کے مہمان خانے میں اس کی تیمارداری کی۔

افریدوش اس طلسمی عفریت کے ہاتھوں مارے جانے کی وجہ سے فوق البشری حالت میں تبدیل ہو گیا ہے اور اس نے قدیفس کو دھمکی دی تھی کہ وہ ایک بار پھر رات کو اہرام کی طرف جائے اور اس طلسمی عفریت کے ہاتھوں مر کر اس سے آ ملے لیکن قدیفس نے انکار کر دیا اور بھاگ کر اپنے محل میں آ گیا۔ اسی روز یافان کی شیطانی قوتوں نے شوطار، بوران اور قدیفس اور خادماؤں کا خاتمہ کر دیا۔ یوناف! یوناف!! میرے عزیز، مجھے تم سے ہمدردی ہے، کاش ایسا نہ ہوا ہوتا، اب تم کچھ روز مکمل طور پر آرام کر لو۔

یوناف نے ابلیکا کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ابلیکا نے انتہائی ہمدردی سے پوچھا۔

''اب کیا کرنے لگے ہو اور کہاں جاؤ گے؟''

یوناف نے کہا۔

"میں اب راع دیوتا کے مندر کی پجارن کولم کی طرف جاؤں گا اور اس سے صلاح مشورہ کروں گا۔"

ابلیکا نے کہا۔

"یوناف! میرے حبیب!! بحر شور کے کنارے صحرا کے اندر جہاں تم یافان، اریشیا اور ان کی شیطانی قوتوں کے سامنے سے غائب ہو گئے تھے۔ وہاں سے اریشیا نے تمہارے پاؤں کے نشانات سے ریت کی مٹھی اٹھا کر اپنی چرمی خرجین میں ڈال لی تھی۔ اس طرح وہ تم پر جادو کر کے تمہیں اپنے سامنے بے بس کرنا چاہتی تھی لیکن میں نے اس کی چرمی خرجین کے اندر سے وہ مٹی غائب کر دی تھی لہٰذا وہ اب تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔"

یوناف نے دھیمی اور غمزہ سی آواز میں کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا!! میں تمہارا ممنون ہوں۔"

اس کے بعد وہ اپنی لاہوتی قوتوں کے سبب دریائے نیل سے غائب ہو گیا اور راع دیوتا کے مندر میں نمودار ہوا، پھر وہ اس برج کی سیڑھیاں چڑھنے لگا جس کے اوپر راع دیوتا کی پجارن کولم کا کمرہ تھا۔

یوناف ابھی کمرے سے باہر کھڑے محافظوں کے پاس آ کر رکا ہی تھا کہ کمرے کے اندر سے کولم کی آواز آئی۔

"یوناف! یوناف!! اندر آ جاؤ۔"

یوناف اندر داخل ہوا، کمرے میں کولم ایک نشست پر بیٹھی تھی، یوناف بھی اس کے سامنے جا بیٹھا اور کہا۔

"میرے ساتھ کچھ ایسے حالات پیش آئے ہیں جن سے متعلق میں تم سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔"

کولم نے کہا۔

"پہلے وہ حالات کہو۔"

جواب میں یوناف نے یافان کا سر کاٹنے سے لے کر شوطار، قدیفس اور بوران کے مارے جانے تک کے حالات تفصیل کے ساتھ سنا ڈالے۔

کولم نے تاسف سے کہا۔

"کاش تم اس چرمی خرجین سے یافان کا خون نہ گرنے دیتے لیکن یہ تمہاری نہیں میری غلطی ہے، یہ راز مجھے تم سے پہلے ہی کہہ کر تمہیں متنبہ کر دینا چاہیے تھا، بہر حال اب یافان تمہارے لیے اور زیادہ زہریلا اور خطرناک ہو جائے گا لیکن میں حیران ہوں کہ تم نے صحرا کے اندر یافان، اریشیا اور ان کی شیطانی قوتوں کو کیسے اور کیونکر مار بھگایا جو کچھ تم نے یہاں راع کے مندر میں مجھ سے سیکھا تھا، اس سے تو یہ کچھ نہیں ہو سکتا۔"

یوناف نے کہا۔

"پچھلی ملاقات میں تمہیں میں نے بتا دیا تھا کہ میری اپنی بھی ایک حیثیت ہے۔"

کولم نے کہا۔

"وہی حیثیت تو میں جاننا چاہتی ہوں۔"

یوناف نے عارب، بیوسا اور نبیطہ سے اپنی دشمنی، اپنے ناسوت پر عارب، بیوسا اور نبیطہ کی طرح لاہوت کا عمل اور اپنی طویل عمری کا راز، سب کچھ بتا دیا۔

کولم نے کہا۔

"تم خود ایک بڑی قوت ہو، تبھی تم نے صحرا کے اندر یافان، اریشیا اور ان دونوں کی شیطانی قوتوں کو مار بھگایا، قبل اس کے کہ میں تمہیں اس صورتحال کے متعلق کوئی مشورہ دوں کیا تم مجھے آدمؑ اور ان کی اولاد سے متعلق نہ بتاؤ گے تاکہ میں ان کے بارے میں تفصیل سے جان سکوں کہ تم ان حالات کے ایک مقدس راز دان ہو۔"

جواب میں یوناف نے اسے حضرت آدمؑ، حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ اور حضرت نوحؑ کے مختصر حالات بتائے۔

کولم نے کہا۔

"تم نے یہ حالات بہت اختصار سے کہے ہیں، بہر حال حضرت شیثؑ اور حضرت نوحؑ کی اولاد کے متعلق بھی کچھ کہو تم سے بڑھ کر کون یہ حالات حقیقت کے ساتھ بیان کر سکتا ہے؟"

یوناف نے سنبھل کر نشست پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ دن آرام کرنا چاہتا ہوں، پہلے یہ بتاؤ کیا میں کچھ دن یہاں راع دیوتا کے مندر میں رہ سکوں گا؟"

کولم نے فراخ دلی سے کہا۔
کیوں نہیں، تم جب تک چاہو یہاں میرے پاس رہ سکتے ہو، تمہاری یہاں موجودگی کے باعث میں یافان اور اریشیا سے اپنی ذات کے لیے ایک تحفظ محسوس کروں گی۔"

یوناف نے مطمئن اور خوش ہوتے ہوئے کہا۔
"تو پھر میں تمہیں پرانے حالات تفصیل سے سناتا ہوں۔
سنو کولم!

شیثؑ[1] پر تیس صحیفے خداوند کی طرف سے نازل ہوئے اور وہ سب علم و حکمت سے بھرے ہوئے تھے۔ شیثؑ کی عمر اڑھائی سو سال تھی کہ ان کے ہاں ان کا بیٹا انوشؑ پیدا ہوا۔ انوش کا نام اورنش بھی تھا۔ اس کی ماں کا نام حوالہ السمار تھا جو جنت کی ایک حور تھی اور جسے خداوند نے اپنے خاص کرم سے شیثؑ کو عطا کیا تھا۔ انوش اپنی ماں کا تنہا بیٹا تھا، دوسرے بچے دوسری ماؤں سے پیدا ہوئے جو کہ جڑواں تھے۔ انوش ہی نے تحریر اور حساب کا علم مدوّن کیا۔ اوقات، دنوں، مہینوں اور برسوں کی گنتی اسی سے شروع ہوئی۔

انوش کے بیٹے کا نام قینان اور اس کی والدہ کا نام واسطہ تھا جو کیل بن شیثؑ بن آدمؑ کی بیٹی تھی۔ قینان اپنے قبیلے کو لے کر کوہستان حرمون[2] پر چلا گیا اور وہاں عبادت میں مصروف ہو گیا۔ اس دوران عزازیل (ابلیس) نے ڈھول طبلہ، تری، جھانجھ اور اس قسم کی دوسری اشیاء تیار کر لیں اور انہیں بنی قابیل کو دے کر کہا کہ جاؤ یہ چیزیں کوہستان حرمون کے نیچے جا کر بجاؤ۔ آل قابیل نے ایسا ہی کیا، ور جس سے قینان کے خاندان والوں کو ترغیب ہوئی اور ان میں سے کچھ کوہستانِ حرمون سے اتر کر آل قابیل کی طرح برے کاموں میں مصروف ہو گئے اور نقش کاری نے ان کے اندر رواج پا لیا۔

قینان کو جب ان حالات کا علم ہوا تو غم اور دکھ نے ان پر ایسا غلبہ پایا کہ وہ

۱۔ تورات میں آپ کا نام سیت لکھا گیا ہے۔
۲۔ ارض فلسطین کا ایک مشہور کوہستانی سلسلہ، اسے جبل الشیخ بھی کہا جاتا ہے۔ بحیرہ جلبل سے جسے بحیرہ طبریہ بھی کہا جاتا ہے کوہستانِ حرمون چالیس میل شمال میں ہے، بلندی کے لحاظ سے یہ نو ہزار دو سو فٹ کے قریب ہے۔

بے چارے اسی میں گھل گھل کر ختم ہو گئے۔

قینان کی عمر جب 170 برس کی تھی تو ان کے ہاں مہلائیل[1] پیدا ہوا۔ اس کی والدہ کا نام نخلہ تھا اور وہ سولان بن سبیطل بن شیثؑ کی بیٹی تھی۔ مہلائیل کے بیٹے کا نام یردؑ[2] تھا اور اس کی والدہ کا نام سیمال تھا جو برمائیک بن شیثؑ کی بیٹی تھی۔

یرد کے بیٹے کا نام اخنوک تھا۔ یہی ادریسؑ پیغمبر تھے۔ ادریسؑ انہیں اس لیے کہتے تھے کہ وہ درس میں بہت مصروف رہتے تھے۔ ان کی ماں کا نام دست تھا اور وہ بیان بن آدمؑ کی بیٹی تھیں۔ قابیل اور اس کی اولاد چونکہ بت پرستی اور آتش پرستی میں مشغول ہو گئے تھے، اس کے علاوہ انہوں نے شراب بنا کر پینی شروع کر دی تھی۔ نکاح کی قید اٹھا دی تھی۔ ہر آدمی غیب کی باتیں بتانے کا دعویدار ہو گیا تھا۔ بہت سے لوگ کاہن بن بیٹھے تھے اور ان خرافات کو مذہب بنا کر رکھ دیا تھا۔ سو خداوند نے ان کی ہدایت کے لیے ادریسؑ کو مبعوث کیا۔ انہیں ستاروں کا علم دیا اور فرمایا کہ انسانوں کو شیثؑ کے صحیفوں کی تعلیم دو۔ 650[3] سال کی عمر میں آپ کو زندہ آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔

کپڑا سینے اور قلم سے لکھنے کا فن خداوند تعالیٰ کے حکم سے ادریسؑ نے ہی شروع کیا۔ خداوند نے آپ[4] کو رمل و نجوم کا علم عطا کیا اور اسی علم کو معجزہ بنا کر آپ نے لوگوں پر اپنی نبوت ثابت کی۔ دور فلکی میں درجوں اور دقیقوں کا

۱۔ تورات کے باب پیدائش (12:5) میں مہلائیل کا نام محلل ایل لکھا گیا ہے، بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ شمالی ایران کا پہلا بادشاہ کیومرث اسی مہلائیل کی اولاد میں سے تھا، بدکاروں کی بدی اور فحاشی کو روکنے کے لیے آپ کے دور میں ایک لشکر ترتیب دیا گیا جسے پہلا لشکر کہا جا سکتا ہے۔
۲۔ مصر کی قدیم قبطی قوم اسی یردؑ کی اولاد سے تھی۔ آپ کی اولاد سے ایک شخص جس کا نام سامیارس تھا، بادشاہ بھی ہوا۔
۳۔ ماخوذ از قصص القرآن و طبقات ناصری۔
۴۔ مشہور مؤرخ و مفسر طبری سے روایت ہے کہ ادریسؑ کی جان چوتھے آسمان پر قبض ہوئی، ایک فرشتہ آپ کو اپنے بازوؤں پر بٹھا کر لے اڑا تھا۔ جب وہ چوتھے آسمان پر پہنچے تو فرشتۂ موت زمین کے لیے اتر رہا تھا۔ اس نے پوچھا: "ادریسؑ کہاں ہیں" اس دوسرے فرشتے نے کہا: "میری پشت پر۔" فرشتہ موت نے کہا: "میں پریشان تھا کیونکہ خداوند کی طرف سے حکم تھا کہ ادریسؑ کی جان چوتھے آسمان پر قبض کی جائے، میں سخت حیران و تعجب میں تھا کہ یہ کیسے ممکن ہو گا جبکہ ادریسؑ زمین پر ہوں گے۔" اس کے ساتھ ہی اس نے آپ کی جان قبض کر لی۔ (قصص القرآن)

(باقی اگلے صفحہ پر)

معاملہ بھی آپ ہی نے شروع کیا تھا، حکمت کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہوئی۔ ان کا ایک بیٹا جوانی میں فوت ہو گیا تھا۔ اس بیٹے کو علم و دانائی اور خوبصورتی میں درجہ کمال حاصل تھا۔ آپ کو اپنے اس بیٹے کی مفارقت کا بڑا رنج ہوا اور اکثر اس کی خاطر غمگین اور اداس رہتے تھے۔

اخنوک (ادریسؑ) کے بیٹے کا نام متوشلح تھا ان کی ماں کا نام بدکیا تھا جو کسرجیل بن خویلہ بن آدمؑ کی بیٹی تھیں۔ یہ لوگوں کو نیکی اور پاکیزگی کا درس دیتے اور ظلم و جور سے الگ رہنے کی نصیحت کرتے تھے۔ سات سو سال کی عمر میں آپ کے ہاں آپ کا بیٹا لمک پیدا ہوا اور اس کے 200 سال بعد آپ فوت ہو گئے۔

لمک کی ماں کا نام عریا تھا اور وہ عرایل بن متوسل بن حیرین بن شیث کی بیٹی تھی، لمک بہت جگہوں میں پھرا، اس کا بھی ایک جوان بیٹا فوت ہو گیا تھا۔ اس کی مفارقت میں لمک[1] نے بہت گریہ زاری کی۔ اپنے بیٹے کی شکل سے ملتا جلتا ایک بربط[2] بنا لیا۔ اسے کندھوں پر اٹھائے پھرتا اور اپنا غم غلط کرنے کے لیے اسے بجاتا اور روتا رہتا تھا۔ آخر خداوند کریم نے اسے نوحؑ جیسا بیٹا عطا کیا اور اس کی حالت درست ہو گئی۔"

یوناف خاموش ہو گیا۔

کولم نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے، اپنا سلسلہ کلام جاری رکھو۔"

یوناف نے کہا۔

"میں اب آرام کرنا چاہتا ہوں، اس سے آگے کے واقعات پھر کسی اور نشست میں

(گزشتہ سے پیوستہ) تورات میں ہے کہ اخنوک (ادریسؑ) خدا کے ساتھ چلتا رہا اور وہ غائب ہو گیا کیونکہ خدا نے اسے اُٹھا لیا۔ (پیدائش 24:5) اس سے پہلی ایک آیت میں ہے کہ اخنوک 300 برس خدا کے ساتھ چلتا رہا۔ (پیدائش 23:5) خدا کے ساتھ ساتھ چلنے کے معنی یہ ہوئے کہ خدا کے احکام اور اس کی رضا کے راستے پر گامزن رہے۔

[1] اپنے بیٹے کے مارے جانے پر لمک حجاز، عراق، ماوراء النہر، فارس، کرمان، قہستان اور خراسان میں پریشان حال گھومتا رہا۔ (طبقاتِ ناصری)

[2] ماخوذ از طبقاتِ ناصری

سناؤں گا، پچھلی بار تم نے مجھے قیام کرنے کے لیے جو کمرہ دیا تھا، کیا مندر کا وہی کمرہ پھر مجھے مل سکتا ہے، کہ میں اس میں قیام کر سکوں۔"

کولم نے کہا۔

"اس وقت تم ایک اجنبی کی حیثیت سے راع دیوتا کے اس مندر میں داخل ہوئے تھے، لہٰذا تمہیں وہ کمرہ دے دیا گیا تھا لیکن اب مجھے تم سے ہمدردی ہے بلکہ میں اب تمہیں اپنی ذات کا ایک حصہ ہی سمجھنے لگی ہوں، سو تم میرے اسی کمرے میں رہو گے جس میں تم اس وقت بیٹھے ہوئے ہو۔ اس کمرے کے ساتھ والا کمرہ بھی ایسا ہی ہے میں اس میں رہوں گی۔ تم کچھ دن یہاں مکمل آرام کر لو، پھر کسی وقت دونوں بیٹھ کر فیصلہ کریں گے کہ یافان اور اس کی بیٹی کے خلاف کیا قدم اٹھانا چاہیے۔"

کولم اٹھ کر باہر نکل گئی۔ یوناف اٹھا اور اس کے بستر میں گھس کر لیٹ گیا۔

○○○

قوم عاد پر ہودؑ[1] کی نافرمانی کے باعث خشک سالی اور قحط کے سات برس پورے ہو گئے تو قوم کے سرکردہ لوگ خشک سالی اور قحط سے نجات حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آ گئے، یہاں انہوں نے بارش کی دعا کی۔ ان میں خلود قبیلے کا سردار مرثل بن سعید بن عقیر بھی شامل تھا جو حضرت ہودؑ پر ایمان لا چکا تھا، یہ دعا سے قبل ہی دوسرے سرداران قوم سے علیحدہ ہو کر واپس اپنے شہر احقاف میں حضرت ہودؑ کے پاس چلا گیا۔

رئیسان عاد جب مکہ مکرمہ میں بارش کے لیے دعا کرنے کے بعد واپس اپنے شہر احقاف پہنچے تو آسمان پر تین رنگ کے بادل نمودار ہوئے ایک سفید، دوسرا سرخ اور تیسرا سیاہ رنگ کا۔

پھر ان بادلوں سے ایک آواز سنائی دی کہ۔

''ان تین بادلوں میں سے ایک کو اختیار کر لو۔''

قوم عاد کے سرداروں کو یقین ہو گیا کہ انہوں نے مکہ جا کر جو برسات کے لیے دعا کی تھی وہ قبول ہوئی اور یہ کہ اب ان پر بارش ہو گی اور قحط اور خشک سالی سے انہیں چھٹکارا مل جائے گا، لہٰذا انہوں نے صلاح مشورے کے بعد سیاہ رنگ کا بادل اختیار کیا تا کہ اس سے

۱۔ آپ کا نسب نامہ ہود بن عامر بن سالخ بن ارفخشذون بن سام بن نوح ہے: (ابن خلدون)
آپ کی عمر 464 برس تھی: طبقات ناصری
قوم عاد کی تباہی کے بعد آپ ایمان لانے والوں کے ساتھ حضر موت میں آباد ہو گئے۔ حضر موت کے قریب ایک مقام پر آپ کا مزار ہے جسے قبر ہود کہتے ہیں۔ ہر سال 15 شعبان کو یہاں عرس ہوتا ہے۔
آپ آدمؑ سے مشابہ تھے۔

اس قدر بارش ہو کہ صحرا کے اندر پانی ہی پانی ہو جائے۔

قوم عاد کو ابھی تک خبر نہ ہوئی تھی کہ ان پر عذاب نازل ہونے والا ہے، اس دوران حضرت ہودؑ ان لوگوں کے ساتھ جو ان پر ایمان لائے تھے مکہ مکرمہ کی طرف چلے گئے، ان لوگوں میں عقیر بھی شامل تھا۔

پھر اس سیاہ بادل سے جس کا چناؤ قوم[1] عاد نے کیا تھا خداوند کریم نے آگ اور ہوا پیدا کی۔ قوم عاد پر سات یوم تک ہوا اور آگ کا وہ طوفان چلتا رہا اور قوم عاد کے لوگ جو بڑے کڑیل اور قد آور[2] تھے، تیز طوفان کے آگے کھجور کے درختوں کی طرح گر گر کر ختم ہو گئے، اس طرح قوم عاد کا مشہور شہر احقاف[3] صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ اس کے علاوہ ان کے دو اور بڑے بڑے شہر شبام اور البحر الصافی بھی ختم ہو گئے۔

۱۔ قوم عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کی نسل سے تھی۔ عاد سرزمین عرب کا پہلا بادشاہ تھا۔ اس کی ایک ہزار بیویاں اور چار سو لڑکے تھے۔ اس نے 1200 سال کی عمر میں وفات پائی۔ عاد کے بعد اس کے تین لڑکے شداد، شدید اور ارم یکے بعد دیگرے بادشاہ بنے۔ شداد وہی تھا جس نے باغ ارم میں جنت بنائی تھی، روایت ہے کہ شداد سے ایک نیک دل شخص نے کہا: ''اگر تو بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی اختیار کرے تو خداوند تجھے جنت دے گا۔'' اس نے جواب میں کہا: ''مجھے تیرے اللہ کی جنت کی ضرورت نہیں۔'' اسی بناء پر اس نے صحرائے عدن میں خود ایک جنت بنوائی جسے شداد کی جنت یا باغِ ارم کہا جاتا ہے۔ (ابن خلدون)

۲۔ قوم عاد کے لوگ بڑے قوی الجثہ اور قد میں سو سو گز کے تھے جو ان میں سے زیادہ چھوٹے قد کے تھے وہ بھی 60 گز سے کم نہ تھے۔ (طبقات ناصری)

۳۔ احقاف کی موجودہ حالت دیکھ کر کوئی شخص یہ گمان نہیں کر سکتا کہ کبھی یہاں کوئی عظیم قوم رہتی تھی، ہزاروں برس پہلے یہ ایک سرسبز و شاداب علاقہ تھا، لیکن تبدیل آب و ہوا کے باعث صحرا اور ریگ زار بن کر رہ گیا۔ آج اس کی حالت یہ ہے کہ ایک لق و دق صحرا ہے جس کے اندرونی حصوں میں جانے کی ہمت نہیں رکھتا۔ 1843ء میں بوہریا کا ایک فوجی سپاہی ایک عرب رہنما کے ساتھ اس علاقے کو دیکھنے کی غرض سے آیا۔ اس نے جب اس جگہ جانے کا ارادہ کیا جہاں قوم عاد غرق ہوئی تھی تو اس عرب نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا کیونکہ عرب کے بدو اس علاقے سے بہت ڈرتے ہیں۔ وہ سپاہی اکیلا ہی اس طرف گیا، اس کا بیان ہے کہ صحرا کا یہ حصہ ایک ہزار فٹ نشیب میں نظر آتا ہے اور جو چیز وہاں گرتی ہے ریت میں غرق ہو جاتی ہے۔ ریت باریک سفوف کی مانند ہے۔ اس نے ایک دیگچے کو رسی سے باندھ کر وہاں پھینکا، پانچ منٹ میں دیگچہ وہاں غرق ہو گیا اور رسی کا سرا گل سڑ گیا۔ (تفسیر سورہ احقاف)

ایک روز عارب، بیوسا اور عبیطہ، اگبتانہ شہر سے نکل کر شمال کی طرف آئے۔ انہوں نے دیکھا شہر کے شمال میں صرف ایک فرلانگ کے فاصلے پر ایک ندی بہتی ہے، ندی کے کنارے کئی بستیاں آباد تھیں اور ندی کے اس پار ایک کھلا، وسیع میدان تھا جس کے بعد کوہستانی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔

انہوں نے دیکھا اس کھلے میدان میں ایک اونچے پتھر پر ایک چرواہا بیٹھا تھا اور اس کھلے میدان میں کوہستانوں تک اس کا ریوڑ چر رہا تھا۔

عارب نے بیوسا اور عبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''میری بہنو! آؤ ندی کے اس پار اس گڈریئے سے ملیں اور بدی اور گناہ کا ذریعہ بنانے کی کوشش کریں۔''

بیوسا اور عبیطہ چپ چاپ عارب کے ساتھ ہو لیں، تینوں نے اس ندی کو عبور کیا جس کا پانی بالکل شفاف اور پنڈلی پنڈلی تھا۔

تینوں ندی عبور کر کے چرواہے کی طرف بڑھے۔ ان کو اپنی طرف آتے دیکھ کر گڈریا پتھر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ قریب جا کر عارب نے گڈریئے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا یہ ریوڑ جو اس کوہستان کے دامن میں چر رہا ہے، تمہارا ہے؟''

چرواہے نے کہا۔

''ہاں، یہ میرا ریوڑ ہے۔''

عارب نے پوچھا۔ ''اگر تمہیں اس ندی کے کنارے ایک پتھر کا عالی شان محل تعمیر کر دیں تو کیا تم اس میں رہنا پسند کرو گے؟''

چرواہے نے کہا۔

''کیوں رہنا پسند نہ کروں گا لیکن کون کسی کے لیے ایسا کرتا ہے۔''

عارب نے کہا۔ ''ہم تمہارے لیے ایسا کریں گے۔ پہلے یہ بتاؤ تم گھر کے کتنے افراد ہو؟''

اس چرواہے نے جو ڈھلتی ہوئی عمر کا تھا، بشاشت سے کہا۔

''ہم گھر کے دو ہی افراد ہیں، ایک میں اور ایک میرا بیٹا، چند برس ہوئے میری بیوی مر گئی تھی۔''

عارب نے مزید پوچھا، ''تمہارا اور تمہارے بیٹے کا کیا نام ہے؟''

چرواہے نے کہا۔

''میرا نام ساقط اور میرے بیٹے کا نام لاون ہے۔''

عارب نے پوچھا۔ ''اگر تمہیں ہر شے مہیا ہو تو تم کتنے روز میں اس ندی کے کنارے ایک دو منزلہ محل بنا سکتے ہو۔''

بوڑھے ساقط نے کہا۔

''اگبتانا شہر میں ایسے ایسے کاریگر ہیں کہ وہ ایسے محل کو ایک ماہ سے بھی کم مدت میں بنا لیتے ہیں۔''

عارب نے کہا۔ ''دیکھو، اگباتانہ شہر کے وسط میں ایک سرائے ہے جس کے مالک کا نام ویوکس ہے، تم آج سورج غروب ہونے کے بعد وہاں آؤ، ہم تمہیں رقم مہیا کریں گے جس سے تم اس ندی کے کنارے ایک ماہ سے پہلے پہلے ایک محل تیار کراؤ اس محل کا ایک حصہ تمہارے پاس اور ایک حصہ ہمارے تصرف میں رہے گا اور سنو تمہارا بیٹا کیا کرتا ہے اور کہاں ہوتا ہے؟''

ساقط نے کہا۔

''یہ ریوڑ تو میرا بیٹا لاون ہی چراتا ہے، پر پچھلے کئی روز سے اسے بخار ہے، اب بخار تو اتر چکا ہے لیکن لاغر ہے اس لیے میں اسے ریوڑ کے ساتھ نہیں آنے دیتا بلکہ خود ریوڑ لے کر آتا ہوں تاکہ وہ کچھ دن آرام کر کے مکمل طور پر صحت مند ہو جائے۔''

عارب نے کہا۔ ''سورج غروب ہونے کے بعد جب تم ہمارے پاس سرائے میں آؤ تو لاون کو بھی ساتھ لے کر آنا۔''

ساقط نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''میں ضرور آؤں گا۔''

عارب، بیوسا اور عبیطہ ساقط سے رخصت ہوئے اور ندی پار کر کے شہر میں داخل ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ تینوں اگبتانہ کے ایک ایسے رئیس کے گھر میں داخل ہوئے جو شہر کے نواح میں سب سے زیادہ باغات کا مالک تھا۔ رئیس کی حویلی کے دربانوں نے ان تینوں کو

روکنا چاہا لیکن عارب نے اپنی سری قوتوں سے کام لیا۔ اس نے اس انداز میں ان دربانوں کی طرف دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے شعلے سے ان کی طرف لپکے اور وہ ہلاک ہو گئے۔

تینوں اس حویلی کے ایک ایسے کمرے میں داخل ہوئے جس کے اندر خود آگیا تانہ کا رئیس بیٹھا تھا، انہیں اپنے کمرے میں دیکھتے ہی وہ رئیس اٹھ کھڑا ہوا اور بدحواسی کے عالم میں اس نے پوچھا۔

''تم تینوں کون ہو اور کس غرض سے میری حویلی میں داخل ہوئے ہو؟''

ان تینوں میں سے کسی نے بھی اس رئیس کے سوال کا جواب نہ دیا۔ اس دوران عارب نے رئیس پر اپنا عمل شروع کیا اور اپنی سری قوتوں سے اس رئیس کا ذہن مفلوج کر کے اپنے قبضے میں کر لیا، پھر اس نے تحکمانہ انداز میں اس سے کہا۔ ''تمہارے پاس اس قدر دولت اس کمرے میں ہمارے آگے ڈھیر کر دو لیکن جلدی، دیر نہ کرو۔''

وہ رئیس یوں حرکت میں آیا جیسے عارب کا زرخرید غلام ہو، وہ بھاگتا ہوا، ایک دوسرے کمرے میں گیا اور نقدی کا ایک توڑا لا کر عارب کے قدموں میں رکھ دیا، اسی طرح بھاگ بھاگ کر اس نے کئی چکر لگائے اور عارب کے قدموں میں اس نے دولت کے انبار لگا دیئے۔

حویلی کے دربانوں کی طرح عارب نے اس رئیس کا بھی کام تمام کر دیا، پھر عارب نے حویلی کے اصطبل سے ایک گھوڑا لیا اور ساری نقدی اس پر لاد کر بیوسا اور نبیط کے ساتھ ویوکس کی سرائے کی طرف چلا گیا، اس رئیس کے اہل خانہ کو خبر تک نہ ہوئی کہ ان کی حویلی میں کچھ ہوا بھی ہے یا نہیں؟

○

سورج کی قرمزی کرنیں پتھریلے ساحلوں میں لہرں کی سرسراہٹ کا رس گھولتی ہوئی روپوش ہو رہی تھیں۔ غمگین نیلے آسمان پر رات کا گہرا اداس سکوت چھا گیا تھا، تھمی تھمی رکی رکی فضا میں زمستانی ہوائیں تیزی اختیار کرنے لگی تھیں۔ شیطان کی طرح سیاہ اندھیرے اور اس کے اندر غراتی، دھاڑتی ہواؤں نے ہر شئے کو کرب آشنا اور تلخ و تاریک کر کے رکھ

دیا تھا۔

ویوکس کی سرائے میں عارب، بیوسا اور نبیطہ اپنے کمرے میں بیٹھے تھے کہ بوڑھا چرواہا ساقط اپنے بیٹے لاون کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ عارب نے اٹھ کر ان دونوں سے مصافحہ کیا اور انہیں ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا۔

دونوں باپ بیٹا بیٹھ گئے، پھر ساقط نے عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میں ندی کنارے آپ کی گفتگو سے ایسا متاثر اور خوش ہوا تھا کہ آپ کا نام پوچھنا ہی بھول گیا۔''

عارب نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔ ''میرا نام عارب ہے اور یہ دونوں میری بہنیں بیوسا اور نبیطہ ہیں۔''

ساقط پھر بولا۔ ''میں نے گھر جا کر لاون سے آپ کی گفتگو کا ذکر کیا تھا، یہ خوش ہے اور اس کام کے لیے تیار ہے۔''

عارب نے کمرے کے ایک کونے میں رکھے نقدی کے توڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''وہ سامنے نقدی کے توڑے پڑے ہیں محل کی تعمیر کے لیے۔ جس قدر دولت تم مناسب سمجھو اٹھا کر لے جاؤ، لیکن محل ایک ماہ سے پہلے پہلے تعمیر ہو جانا چاہیے۔''

ساقط اور لاون اپنی جگہوں سے اٹھے، دونوں نے نقدی کے دو توڑے اٹھا لیے، ساتھ ہی ساقط نے کہا۔

''اس نقدی سے ندی کنارے پتھروں کا ایک بہترین محل تیار ہو سکتا ہے۔''

عارب نے کہا۔ ''تو پھر تم دونوں جاؤ اور محل کی تعمیر کا انتظام کرو۔ اس کے علاوہ بھی اگر تم دونوں کو نقدی کی ضرورت پڑی تو میں دوں گا۔''

ساقط اور لاون دونوں خاموشی سے خوش خوش نقدی کے توڑے لے کر ویوکس کی سرائے کے کمرے سے نکل گئے۔

ساقط اور لاون کو گئے ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ عارب، بیوسا اور نبیطہ کے اس کمرے میں سرائے کا مالک ویوکس داخل ہوا، عارب نے خالی نشست کی طرف اشارہ کیا اور خوش طبعی سے کہا۔ ''بیٹھو''

ویوکس نے کہا۔ ''میں بیٹھوں گا نہیں، میں نے آپ کے لیے کچھ جرائم پیشہ لوگوں کو تلاش کیا ہے۔''

عارب نے خوشی سے چونک جانے والے انداز میں پوچھا۔ ''کون ہیں وہ اور اس وقت کہاں ہیں؟''

ویوکس نے کہا۔ ''وہ دو بھائی ہیں اور ان کے ساتھ ان دونوں کی بیویاں بھی ہیں جو دونوں سگی بہنیں ہیں۔ ان چاروں نے مل کر ایک سال قبل اگباتانا میں دس افراد کے ایک خاندان کو قتل کر دیا تھا جس کے جواب میں اس خاندان کے رشتہ داروں نے ان کے مکان کو آگ لگا دی تھی لیکن یہ چاروں کسی طرح آگ سے بچ کر نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب تک وہ اپنے ایک دور کے رشتہ دار کے ہاں اس کے تہہ خانے میں روپوشی کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں، ان کا وہ رشتہ دار میرا جاننے والا ہے اسی لیے وہ میرے ہاتھ لگ گئے، اصل معاملہ یہ ہے کہ ان دونوں کی بیویاں انتہائی خوبصورت ہیں، جس خاندان کے دس افراد کو ان چاروں نے مل کر قتل کیا تھا، اس کے دو نوجوان ان دونوں بہنوں سے شادی کے خواہشمند تھے لیکن لڑکیوں نے انکار کر کے ان دونوں بھائیوں سے شادی کر لی۔ وہ دونوں نوجوان ان کے شوہروں کو قتل کر کے ان لڑکیوں پر قبضہ کرنے کے خواہشمند تھے کہ ان چاروں نے مل کر ان دونوں جوانوں اور ان کے خاندان کے آٹھ افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ میں سمجھتا ہوں، یہ چاروں آپ کے لیے انتہائی سود مند اور کارآمد ثابت ہوں گے۔''

عارب نے اٹھ کر ویوکس کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ ''قسم عزازیل کی، تم انتہائی دانشمند انسان ہو لیکن تم ان چاروں کو اپنے ساتھ لائے ہوتے کہ میں ان سے اپنا تعارف کراتا اور آج سے ہی انہیں ایسے علوم کی تربیت دینا شروع کر دیتا جس سے وہ اگباتانہ کے اندر ایک ہلچل اور طوفان پیدا کر سکتے ہیں۔''

ویوکس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''آپ فکر مند نہ ہوں، میں انہیں اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں، وہ چاروں اس وقت میری سرائے میں موجود ہیں اور میں انہیں اپنے ذاتی کمرے میں ٹھہرا کر آیا ہوں۔''

عارب نے اک بے تابی اور بے چینی سے کہا۔ ''ابھی اور اسی وقت جاؤ اور ان چاروں کو لے کر یہاں آؤ۔''

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ دو نوجوان اور دو لڑکیاں تھیں ویوکس نے ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ ''یہ دونوں بھائی صیفون اور رعوبل ہیں، صیفون بڑا اور رعوبل چھوٹا ہے۔ ان کے ساتھ ان کی بیویاں ہیں۔ صیفون کی بیوی کا نام ازبل ہے اور رعوبل کی بیوی کا نام عوبد ہے۔ میں پہلے ہی آپ کو بتا چکا ہوں کہ یہ دونوں سگی بہنیں ہیں۔'' ساتھ ہی ویوکس نے ان چاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''جیسا کہ میں تم کو بتا چکا ہوں یہ عارب اور اس کے ساتھ اس کی بہنیں بیوسا اور نبیطہ ہیں۔''

وہ چاروں خالی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ صیفون، رعوبل اور ازبل سامنے بیٹھے تھے اور عوبد کو چونکہ ان کے ساتھ جگہ نہ ملی تھی اس لیے وہ اپنے شوہر رعوبل کے پیچھے بیٹھی تھی۔

عارب نے پہلی بار غور سے صیفون اور رعوبل کے برابر بیٹھی ازبل کی طرف دیکھا۔ وہ تہذیب کے کھردرے ہاتھوں سے بچا ہو کتاب زندگی کے اوراق کا ایک حسین ورق اور شباب کی امنگوں کا ایک ابلتا چشمہ تھا۔ اس کے چہرے پر ایک ندرت اور وقار تھا جیسے صبح کے اندھیروں میں ایک خواب آمیز انداز میں جنگل جنگل، صحرا صحرا میں کوئی سماوی خوشبو رقص کر رہی ہو۔ اس کی پھولوں جیسی حسین آنکھوں میں آدھی رات کے آسمان پر تابندہ ستاروں کے گیتوں جیسی کشش تھی، اس کے جلتے جلتے ہونٹ ایسے لگ رہے تھے گویا وہ دنیا کے آغاز و ابتدا کے گیت گانے کو بنائے گئے ہوں، اس کے چہرے پر ملائم مسکراہٹ، طفلانہ سادگی اور میٹھی تڑپ تھی۔

ازبل سے نگاہیں ہٹا کر عارب نے اپنے شوہر کے پیچھے بیٹھی عوبد کی طرف دیکھا، وہ بالکل ازبل کی ہم شکل تھی۔ ازبل ہی کی طرح وہ نارنجی پھول، تابندہ موتی اور نغمہ گل جیسی حسین تھی۔ اس کی سیاہ آنکھوں کی سیدھی نگاہ میں پر اسراریت اور سیمابی کیفیت تھی۔ اس

کے چہرے پر وہی خوشدلانہ مسکراہٹ اور پرکشش بشاشت تھی جو عارب نے اس سے پہلے ازبل کے چہرے پر دیکھی تھی۔

پھر ان چاروں کو مخاطب کرتے ہوئے عارب نے کہا۔ ''ویوکس مجھے بتا چکا ہے کہ تم چاروں ان دنوں روپوشی کی زندگی بسر کر رہے ہو، اس لیے کہ تم چاروں نے کسی خاندان کے دس افراد کو قتل کر دیا تھا، اگر تم چاروں کو میں ایسے علوم سکھا دوں جن کے باعث تم ایک آزادانہ زندگی بسر کرنے کے ساتھ ساتھ یہاں اگبتانہ میں ایک ہلچل اور حشر بھی برپا کر دو اور تم چاروں کا نام سنتے ہی لوگوں پر وحشت طاری ہو جائے تو کیا تم چاروں اس کے لیے تیار ہو۔ قسم عزازیل کی کہ میں تم لوگوں کو ایسا خوفناک اور پر ہیبت بنا دوں گا کہ اگباتانہ کا بادشاہ ہوشنگ بھی اس قدر لاؤ لشکر رکھنے کے باوجود تم چاروں سے خوفزدہ ہو جائے۔''

صیفون نے کہا۔ ''ہم چاروں اس کام کے لیے رضامند ہیں، ہم ایسے علوم ضرور سیکھیں گے، میں ان تینوں کا بڑا ہوں، یہ میری بات مانتے ہیں اور میرا کوئی فیصلہ رد نہیں کرتے۔ اگر ہم چاروں اپنی مرضی سے روپوشی کے بجائے آزاد زندگی بسر کر سکیں تو اس سے بڑھ کر ہمارے لیے اور کیا نعمت ہو سکتی ہے؟ اس کے لیے ہم آپ کے ممنون ہوں گے۔''

عارب نے اپنا فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔ ''تو پھر سنو! اگباتانہ کے شمال میں بہنے والی ندی کے کنارے کل سے پتھروں کا ایک محل بننا شروع ہو گا جب یہ مکمل ہو جائے گا تو تم چاروں اس میں رہو گے میں اس محل کے اندر ایک ایسا طلسم ڈال دوں گا کہ کوئی لاکھ تم چاروں کو وہاں تلاش کرے تم کسی کو دکھائی نہ دو گے، تم چاروں وہاں آزادی اور خوشی سے زندگی بسر کر سکو گے، تم چاروں کو اس محل میں رہ کر کام کیا کرنا ہے، یہ میں تم کو وہ محل مکمل ہونے کے بعد بتاؤں گا لیکن تم چاروں اپنے ذہن میں یہ بات ضرور بٹھا رکھو کہ یہاں اگباتانہ میں تم چاروں کو میں ایک طرح سے ناقابل تسخیر بنا کر رکھ دوں گا اور سنو! جب تک وہ محل تیار نہیں ہو جاتا، اس وقت تک تم

چاروں یہیں اس سرائے میں ہی قیام کرو گے۔''

صیفون نے کہا۔ ''ہم ہر وہ کام کرنے کو تیار ہیں جو آپ کہیں گے لیکن یہاں اس سرائے میں قیام کے دوران اگر کسی نے ہمیں دیکھ اور پہچان لیا تو پھر سمجھ لیں کہ ہماری موت یقینی ہے نہ صرف ہمارے دشمنوں کو ہماری تلاش ہے بلکہ اگبتانہ کے محافظ بھی ہمیں پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کر دیں گے اور وہ یقیناً ہم چاروں کے سر قلم کرنے کا حکم دے دے گا جبکہ ہم چاروں ابھی مرنا نہیں چاہتے اس لیے کہ ہماری شادیوں کو ابھی صرف ایک سال اور چند ماہ ہی تو ہوئے ہیں۔''

عارب نے کہا۔ ''تم چاروں کوئی فکر نہ کرو، ہمارے بائیں طرف جو کمرہ ہے اس میں تم چاروں رہو، جب تک تم ہمارے ساتھ اس سرائے میں ہو کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا اور سنو! تمہارا یہاں ہمارے ساتھ اس سرائے میں قیام اس لیے ضروری ہے کہ میں آج سے تم لوگوں کو سری علوم کی تربیت دینا شروع کروں گا اور چند ہی یوم میں تم لوگ اس قابل ہو جاؤ گے کہ ہر خطرے سے خود ہی اپنی حفاظت کر سکو گے۔''

پھر عارب نے ویوکس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم ہمارے بائیں طرف کا کمرہ ان چاروں کو دے سکتے ہو۔''

ویوکس نے بڑی اراتمندی سے کہا۔ ''کیوں نہیں، میں ابھی اور اسی وقت وہ کمرہ ان کو دے دیتا ہوں۔''

عارب نے صیفون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''صیفون! صیفون!! تم چاروں اس وقت ویوکس کے ساتھ والے کمرے میں چلے جاؤ، یہ وہاں آرام اور کھانے کی ہر چیز تمہیں مہیا کرتا رہے گا اور آج شام کو کھانا کھا کر تم چاروں پھر یہاں ہمارے پاس آؤ، ہم تینوں آج ہی سے تمہاری تربیت شروع کر دیں گے۔'' ساتھ ہی عارب نے ویوکس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تمہارے کمرے کے اس کونے میں وہ نقدی کے تھیلے پڑے ہیں، ان میں سے ایک اٹھا لو اور اپنے کام میں لاؤ۔''

ویوکس نے خوشی خوشی نقدی کا ایک تھیلا اٹھایا اور صیفون، رعوبل، ازبل اور عوبد کو لے کر وہ عارب کے کمرے سے باہر نکل گیا۔

عارب نے اسی روز سے ان چاروں کو طلسم اور بدی پھیلانے والے دوسرے علوم کی تربیت دینی شروع کر دی۔

OOO

وقت ۔۔۔۔ کسی کو روح کا چین، کسی کو ذہنی رفعت اور شیر گرم سکون بخشتا، کسی کو اک سوالیہ کیفیت میں غم و حسرت کی نقاب اڑھاتا، کسی کو ابلتی آنکھوں اور موت کی مسکراہٹ میں بد حال اور رنجیدہ کرتا، کسی کو فاقہ کشی کی بے زاری اور اداسی دیتا ہوا ایک ہیجان کا عالم برپا کرتا ہوا گزرتا رہا۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ نے صیفون، رعوبل، عوبد اور ازبل کو طلسم اور دوسرے علوم میں خوب طاق کر دیا تھا۔

ایک روز شام سے کچھ پہلے عارب، بیوسا اور نبیطہ کے کمرے میں صیفون، رعوبل، عوبد اور ازبل بیٹھے ہوئے تھے کہ ساقط چرواہا کمرے میں داخل ہوا اور عارب کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے مالک! وہ محل جس کے لیے آپ نے حکم دیا تھا مکمل ہو گیا ہے اور جو نقدی آپ نے مجھے دی تھی اس میں سے کچھ بچ بھی گئی ہے۔''

عارب نے خوش ہوتے ہوئے کہا: ''جو نقدی بچ گئی ہے اسے تم اپنے پاس رکھو اور اپنے کام میں لاؤ۔ اب یہ بتاؤ تمہارا بیٹا لاون کہاں ہے۔''

ساقط نے کہا۔

''اے مالک! وہ اس محل کے قریب ہی اپنا ریوڑ چرا رہا ہے اور اس محل کی حفاظت بھی کر رہا ہے کہ کوئی اس میں داخل نہ ہو۔'' اے مالک! اس محل کی تعمیر سے ہم باپ بیٹے کا بڑا چرچا ہے، لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ یہ محل تم نے کیسے تیار کر لیا۔ میں ان سے یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ یہ محل میں نے تیار کر لیا ہے ورنہ وہ مجھ سے پوچھیں گے کہ اس قدر رقم میں نے کہاں سے لی؟ پھر میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہو گا، میں نے

لوگوں سے کہہ رکھا ہے کہ یہ محل ایک متمول آدمی کا ہے جس نے مجھے اس کی تعمیر کے لیے نگرانی کا کام سونپا ہوا ہے۔ لوگ جب یہ پوچھتے ہیں کہ وہ متمول آدمی کون ہے تو میں کہہ دیتا ہوں کہ وہ اگباتانہ کا نہیں، باہر سے ہے اور کبھی کبھار یہاں آتا ہے لیکن اے مالک! یہاں کے لوگوں نے ہوشنگ سے میری شکایت کر دی اور اس نے مجھے بلا کر پوچھا تو میں اسے کیا جواب دوں گا اور اگر میں اسے مطمئن نہ کر سکا تو میری گردن کاٹ کر رکھ دے گا کیونکہ پہلے اگباتانہ کا ایک رئیس اچانک اپنے گھر میں ایک ماہ ہوا مارا جا چکا ہے اور شہر کے محافظ شکاری کتوں کی طرح قاتلوں کی تلاش میں ہیں۔''

عارب نے کہا۔''تم فکر مند نہ ہو۔ ہم آج ہی تمہاری یہ شکایت رفع کر دیں گے۔''

پھر اس نے ایک نشست کی طرف اشارہ کیا۔''تم یہاں بیٹھ جاؤ۔''

ساقط چپ چاپ وہاں بیٹھ گیا۔

عارب نے اس بار رعوبل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔''رعوبل! رعوبل! تم جاؤ اور ویوکس کو بلا کر لاؤ''

رعوبل اٹھا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹ آیا، اس کے ساتھ ویوکس بھی تھا۔

عارب نے ویوکس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔''ویوکس! ساقط نام کے اس چرواہے کے ساتھ بیٹھ جاؤ مجھے تم دونوں سے ایک اہم فیصلہ کرنا ہے۔''

ویوکس بے چارہ سہما سہما ساقط کے ساتھ بیٹھ گیا پھر ویوکس کے دیکھتے ہی دیکھتے عارب اپنا آپ بدلنے لگا۔

عارب کے چہرے پر چنگاریاں سی بھڑک اٹھیں اور زندگی کا ضمیر، خاموشی کی لہروں اور صدیوں کے بوجھ تلے دبنے لگا۔ ویوکس اور ساقط کے ہونٹ پتھرا گئے، انہوں نے دیکھا عارب کے چہرے پر ژولیدگی اور درندگی اور موت کی خاموشی میں خشمگین عناصر

رقص کر رہے تھے، اس کی آنکھیں تخریب کی پیاسی ہوگئیں اور ان کے اندر کدورت، حیوانی طلب اور نادیدہ زمان و مکاں کی قہرمانیت بھر گئی۔ پھر دفعتاً عارب کی آنکھیں آتش فشاں ہوگئیں اور ان سے ایسی محیر العقول شعاعیں پھوٹیں کہ ساقط اور ویوکس اپنی جگہوں پر بیٹھے بیٹھے ختم ہو گئے۔ ان کے جسموں سے گوشت جل کر ختم ہو گیا تھا اور اب صرف ہڈیوں کے ڈھانچے ہو کر رہ گئے تھے۔ ساتھ ہی عارب کی عجیب وغریب کیفیت میں روکھی سوکھی سپاٹ سی آواز بھی کمرے میں گونجی۔''ان دونوں کا ختم ہونا ہی ہمارے لیے بہتر تھا، ساقط کا بیٹا لادن بھی ختم ہو جائے گا ورنہ آنے والے دنوں میں یہ تینوں جو ہمارے رازوں سے آگاہ ہیں ہمارے لیے خطرہ نہ بن جائیں۔''

یوسا اور نبیطہ کے چہرے کسی تاثر سے خالی تھے۔ تاہم عارب کی سپاٹ اور روکھی سوکھی آواز میں ان دونوں کو مارنے کی وجہ سن کر صیفون، رعوبل، عوبد اور ازبل بھی مطمئن ہو گئے تھے۔

پھر عارب کی حالت سدھرنے لگی، اس جہنمی شہر جیسے تاریک و قدیم چہرے سے جذبۂ رقابت آتشیں حروف اور خنجر جیسی شدت و شقاوت جاتی رہی۔ اب اس کے چہرے پر نئی صبح کا سراپا نرم فروغ اور آئینے کا سکون چھانے لگا تھا۔ پھر اس نے اک آہستگی، ٹھہراؤ کے ساتھ ملائم، مدھ بھری آواز میں صیفون اور رعوبل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اب تم دونوں بھائی اٹھو اور ویوکس اور ساقط دونوں کے ان ڈھانچوں کو توڑ کر اصطبل کی چھت پر پھینک آؤ۔''

صیفون اور رعوبل دونوں اٹھ کھڑے ہوئے، ساقط اور ویوکس کے ڈھانچوں کو انہوں نے زور زور سے زمین پر مار مار کر چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا، پھر وہ دونوں ان ٹکڑوں کو اٹھا کر اصطبل کی چھت پر پھینک آئے۔

فضاؤں میں اب سورج غروب ہو جانے کے باعث اندھیرا پھیل گیا تھا۔ عارب نے اس بار سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔''چلو اب اس سرائے کو الوداع کہیں اور ندی کے کنارے نئے بننے والے محل کی طرف چلیں اور وہاں سے اپنے کام کی ابتداء کریں۔ صیفون! تم وہ کونے میں پڑی نقدی کی تھیلیاں اٹھا لو۔''

صیفون اور رعوبل نے مل کر نقدی کی ساری تھیلیاں اٹھا لیں، پھر وہ سرائے سے نکل

کر محل کی طرف چل پڑے۔

○

سورج غروب ہوتے ہی ہر شے پر تاریکی ملفوف ہو گئی تھی۔ فضاؤں کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔ اپنا پیٹ بھر کر اجنبی سرزمینوں کی طرف سے آتے طیور مسحور کن آوازوں میں حمد کے ترانے گاتے طمانیت کی گودوں جیسے اپنے آشیانوں کو جا رہے تھے۔ فضاؤں کے اندر ایک خوش دلانہ اور پرنور سکوت تھا۔

ساقط کا بیٹا لاون ابھی تک ندی کے کنارے محل کے قریب اپنے ریوڑ کو روکے اپنے باپ کے لوٹ آنے کا انتظار کر رہا تھا، اچانک اس نے دیکھا کہ کچھ سائے ندی کا چوبی پل پار کر کے اس کی طرف آ رہے تھے، جب وہ نزدیک آئے تو لاون پہچان گیا وہ عارب اور اس کے ساتھی تھے۔

عارب نے آتے ہی ویوکس اور ساقط کی طرح لاون کو بھی ختم کر دیا اور اس کے ریوڑ کو شہر کی طرف ہانک دیا، پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ محل کے سامنے آ کھڑا ہوا جو گہری تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔

عارب نے صیفون کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''صیفون! تم چاروں یہاں کھڑے رہو، میں اور میری یہ دونوں بہنیں اندر جاتے ہیں اور اس محل کے اندر اپنے طلسم کی تکمیل کرنے کے بعد پھر تمہاری طرف لوٹتے ہیں۔''

صیفون بے چارہ رعوبل، ازبل اور رعوبد کے ساتھ وہیں کھڑا رہا جبکہ عارب، بیوسا اور نبیطہ محل کے اندر چلے گئے۔

ان چاروں کو کافی انتظار کرنا پڑا حتیٰ کہ اچانک محل یوں روشن ہو گیا جیسے اس کے اندر فی الفور ہزاروں فانوس روشن کر دیے گئے ہوں، پھر محل سے باہر کھڑے ان چاروں نے دیکھا عارب، بیوسا اور نبیطہ مسکراتے ہوئے محل کے بیرونی دروازے پر اچانک نمودار ہو گئے۔

عارب نے ان چاروں کے پاس آ کر کہا۔ ''ہم نے اس محل کے اندر اپنے کام کی تکمیل کر دی ہے، اب ہم ساتوں میں سے جو بھی اس محل

میں داخل ہو گا، وہ کسی کو دکھائی نہ دے گا، اس محل کے اندر تم چاروں کو دنیا کی ہر چیز میسر ہو گی۔

اس محل کو اپنی پناہ گاہ بنا کر اب تم چاروں کو اگباتانہ اور اس کے گرد و نواح میں بدی، جرائم اور قتل و غارت کے فروغ اور دہشت زدگی کے لیے کام کرنا ہو گا، دیکھو! میں چند روز تک محل میں داخل ہونے والی راہداری کے دائیں بائیں جو دیواریں ہیں ان پر سیاہ رنگ کے دو ہولناک اور خوفزدہ کر دینے والے بیلوں کی تصویر بناؤں گا، پھر ان تصویروں کے اندر طلسم بھروں گا جس کے زور سے جب تم چاروں میں سے کوئی چاہے گا وہ بیل حرکت کریں گے۔

ان بیلوں پر سوار ہو کر سب سے پہلے تم اس خاندان میں جاؤ جو تمہارے متلاشی اور تم چاروں کے خون کے پیاسے ہیں۔ ان کے کچھ لوگوں کو قتل کرو اور کچھ کو اٹھا کر یہاں لاؤ اور عبرتناک سزا دو، اس طرح تمہارے مخالفوں میں یہ مشہور ہو جائے گا کہ تمہارے مکان کو آگ لگ جانے کے باعث تم چاروں ہلاک ہو گئے تھے اور یہ کہ تم چاروں کیونکہ بے چینی اور بے سکونی کی حالت میں مارے گئے تھے اس لیے تم چاروں کی روحیں اپنے سکون اور چین کی تلاش میں قتل عام کرتی پھر رہی ہیں، اس طرح چند ہی یوم میں پورے اگباتانہ اور اس کے گرد و نواح میں تم لوگ مشہور ہو جاؤ گے اور دور دور تک تم لوگوں کی دہشت پھیل جائے گی، پھر اسی دہشت کی آڑ میں تم لوگوں کے اندر جس قسم کے چاہو جرائم کی ابتدا کر سکتے ہو۔''

صیفون نے خوفزدہ سے انداز میں عارب سے پوچھا۔ ''اگر لوگوں نے ہم پر قابو پانے کے لیے ان طلسمی بیلوں پر حملہ کر دیا اور ان بیلوں کو کوئی نقصان پہنچا تب؟''

عارب نے کہا۔ ''تم حماقت کی باتیں کرتے ہو، دیکھو، وہ دونوں بیل طلسمی ہوں گے۔ انہیں اپنے خوف ناک اور مہیب ہیبت کے ساتھ ہر کوئی دیکھ تو سکے گا لیکن انہیں مس نہ کر سکے گا اور ان پر جو کوئی بیٹھے گا اسے بھی کوئی

مس نہ کر سکے گا کیونکہ یہ بیل اصلی تو نہ ہوں گے بلکہ یہ انسانوں کی نظر بندی کا سا کام ہوگا جسے دیکھا تو جا سکے گا مگر وہ کوئی ایسی مادی شے نہ ہو گی، جسے کوئی چھو سکے۔ اس کے علاوہ اب تم چاروں کے پاس بھی طلسم ہے اور تم چاروں اپنی اپنی ذات میں ایک بہت بڑی قوت اور طاقت ہو۔ سنو! میں بیوسا اور نبیطہ چند روز تمہارے ساتھ یہاں رہیں گے، اس کے بعد ہم تینوں یہاں سے کوچ کر جائیں گے، اس طرح ہم تینوں کے بعد تم چاروں ہی کو اس محل اور اس کے طلسم کی حفاظت کرنا ہوگی۔''

صیفون نے پریشانی سے پوچھا۔ ''آپ تینوں یہاں سے نکل کر کہاں جائیں گے؟''

عارب نے کہا۔ ''ہماری زندگی کا مقصد ہی جگہ جگہ بدی اور گناہ کو فروغ دینا ہے، اس لیے ہم ایک جگہ جم کر نہیں رہ سکتے۔ یہاں سے نکل کر ہم تینوں جنوبی ایران میں فارس کے لوگوں کی طرف جائیں گے اور وہاں سے یمن کا رخ کریں گے ان دونوں جگہ اپنے فرائض ادا کرنے کے بعد پھر ہم اپنی نئی منزل کا تعین کریں گے جو شاید ہند کی زمین ہو۔ تم چاروں اس محل کے اوپر کی منزل میں رہو گے جبکہ ہم تینوں نیچے ہوں گے اب تم اوپر جا کر آرام کرو۔ وہاں تمہیں ضرورت کی ہر شے میسر ہوگی اور سنو! میں کل اگباتانہ شہر جاؤں گا، وہاں سے میں کسی ایسے شخص کو رضا مند کر کے اپنے ساتھ لے آؤں گا جو نہ صرف اس محل کے چوکیدار کی حیثیت سے کام کرے گا بلکہ تم لوگوں کو ضرورت کی ہر شے اگباتانہ شہر سے لا دیا کرے گا، اب تم جاؤ، اوپر جا کر آرام کرو۔''

صیفون، رعوبل، عوبدار اور ازبل خاموشی سے اوپر کی منزل کی طرف چلے گئے۔

○

تھیبس شہر سے باہر راع دیوتا کے مندر میں یوناف حسین کولم کے کمرے میں داخل ہوا، وہ اس وقت دریائے نیل کے بہاؤ کی طرف منہ کر کے راع دیوتا کی عبادت کر رہی تھی۔ یوناف کمرے میں ایک طرف بیٹھ گیا۔

جب وہ عبادت سے فارغ ہوئی تو یوناف نے پوچھا۔

''میں نے دیکھا ہے تم ہمیشہ دریائے نیل کی روانی کی طرف منہ کر کے عبادت کرتی ہوں۔''

کولم نے مسکرا کر کہا۔

''میں ہی نہیں مصر کے سب لوگ ایسا ہی کرتے ہیں، دریائے نیل مصر کی سرزمین کا رزاق ہے لہٰذا اس کے احترام میں سب دیوتاؤں کی عبادت اسی کی طرف منہ کر کے کی جاتی ہے۔ سنو! میں تمہیں اس دریا کی حقیقت بتاتی ہوں۔

یہ دریا جنوب[1] کی پہاڑیوں سے نکلتا ہے اور صحرا[2] کے اندر ایک آبی لکیر بناتا ہوا شمال[3] کے سمندر میں جا گرتا ہے، مغربی سرحد میں داخل ہونے کے بعد یہ دریا 500 میل تک ایک خشک اور اونچے پلیٹو کے درمیان سے گزرتا ہے۔ اس علاقے میں دریا کا طاس دس بارہ میل سے زیادہ چوڑا نہیں لہٰذا وہاں کے باشندے اسی تنگ وادی میں رہنے پر مجبور ہیں، البتہ دریا جب ممفس کے قریب آتا ہے تو پہاڑوں کے دور ہٹ جانے سے وادی بڑی کشادہ ہو جاتی ہے۔ آگے بڑھتے ہوئے دریا کی کئی شاخیں بن جاتی ہیں اور دریا کا پانی ان شاخوں میں بٹ کر چار سو میل لمبے ڈیلٹا کو آباد کرتا ہے، یہ ڈیلٹا دراصل اس مٹی سے بنا ہے جو دریائے نیل اپنے ساتھ بہا کر لاتا ہے، اس مٹی کا رنگ سیاہ ہے۔ مصر کے موجودہ صورت میں متحد ہونے سے قبل جب یہ چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں بٹا ہوا تھا تو اسی ڈیلٹا کے لیے اکثر جنگیں ہوا کرتی تھیں۔

سنو یوناف!

اس دریا کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا بے بنیاد نہیں بلکہ اس کی ان گنت

۱۔ جنوب میں دریائے نیل یوگنڈا کے کوہستانوں سے نکلتا ہے۔
۲۔ آج کل یہی صحرا افریقہ کا صحرائے اعظم کہلاتا ہے۔
۳۔ دریائے نیل بحیرہ روم میں گرتا ہے۔

وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ دریا بڑا شائستہ اور قابل اعتبار ہے، ہر سال چار ماہ تک اس کا پانی چڑھتا اور سیلاب آتا ہے جس کے باعث یہ دور دور تک زرخیز مٹی پھیلاتا ہے اور زمینوں کو فصلوں کے لیے زرخیز بناتا ہے اور کیا مجال ہے کہ دریا کے اس معمول میں فرق آئے اور اگر کبھی فرق آئے بھی تو ملک میں قحط[1] پڑ جاتا ہے۔ تم جانو مصر کی ساری آبادی اسی دریا کے کنارے آباد ہے اور اس کی فیض رسانیوں کی احسان مند ہے پھر کیوں نہ اس کے بہاؤ کی طرف منہ کر کے عبادت کی جائے۔''

کولم خاموش ہوئی تو یوناف نے کہا۔

''میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ میں آج یہاں سے رخصت ہو رہا ہوں، پہلے میں دریائے نیل کے اندر یافان اور اریشیا کے مسکن کی طرف جاؤں گا اور ان دونوں سے نمٹ کر میں سقارہ کے ان میدانوں کا رخ کروں گا جہاں امحوتپ نے زوسر کے لیے طلسمی اہرام بنایا ہے، میری بیوی کا بھائی قدیفس وہاں کسی عفریت کے ہاتھوں زخمی ہو گیا تھا۔ میں اس کی حقیقت جاننا چاہوں گا، اس کے بعد میری منزل شمالی فارس کا شہر اگبتانہ ہو گی جہاں مجھے اپنے ابتدائی حریفوں عارب، بیوسا اور نبیطہ کی بدیوں اور گناہوں کا سد باب کرنا ہو گا کہ یہی میری طویل زندگی کا مقصد اولیں ہے۔''

کولم نے اک چاہت اور اپنائیت سے کہا۔

''میں تمہیں یہ کام کرنے سے روکتی نہیں بلکہ چند روز تک مصر کی مرکزی قربان گاہ میں فصلوں میں برکت کے لیے قربانی ہونے والی ہے، اس میں ہمارے دیوتاؤں کے معبدوں کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ مصر کا بادشاہ اور اس کا وزیر ذاتی طور پر اس میں شرکت کرتے ہیں، میں چاہتی ہوں اس بار تم بھی میرے ساتھ اس تہوار میں شریک رہو۔

---

[1]۔ حضرت یوسفؑ کے عہد میں دریائے نیل کے اس بہاؤ اور معمول میں فرق آ گیا تھا لہذا مصر کو ایک ہولناک قحط نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

فصلوں کے فروغ کے لیے اس مرکزی قربان گاہ میں دیوتاؤں کے نام پر انسانی قربانی[1] پیش کی جاتی ہے۔''

یوناف نے تجسس سے پوچھا۔

''یہ مرکزی قربان گاہ کہاں ہے اور یہاں انسانی قربانی کیوں دی جاتی ہے اور اس کا طریقہ کار کیا ہے؟''

کولم نے کہا۔

''سنو! میں تمہیں تفصیل سے بتاتی ہوں، یہ مرکزی قربان گاہ عیبروز شہر میں ہے جو یہاں سے صرف چند میل کے فاصلے پر ہے۔ شروع شروع میں مصری قومیں اپنے بادشاہ کو جوانی ہی میں افزائش فصل کے لیے قربان کر دیا کرتی تھیں۔ پھر بعد میں اس رسم میں ترمیم کر دی گئی اور بادشاہ کے بجائے اس کے نامزد کردہ مرد یا عورت کی قربانی دی جانے لگی۔ ہر سال اسی موسم میں افزائش فصل کے لیے یہ انسانی قربانی کی جاتی ہے، قربانی سے تین روز قبل بادشاہ اپنے تخت سے اتر جاتا ہے اور اپنی جگہ قربان کیے جانے والے شخص کو اپنے تخت پر بٹھا دیتا ہے جو تین روز تک برائے نام حکومت کرتا ہے۔ اس کے بعد موت کے دیوتا انوبس کے مندر کا بڑا پجاری گیدڑ کا چہرہ اور گیدڑ کی کھال اوڑھ کر شاہی محل میں داخل ہو جاتا ہے اور اس قربان کیے جانے والے انسان کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ مرکزی قربان گاہ کی طرف لے جایا جاتا ہے، اس مرکزی قربان گاہ میں اس شخص کو سانپوں سے ڈسوا کر ختم کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے دل،

---

[1]۔ انسانی قربانی کی یہ رسم صرف مصر ہی میں نہ تھی بلکہ آسٹریلیا اور میکسیکو میں بھی اس کا رواج تھا۔ فلسطین، عرب اور شام میں لوگ پہلوٹی کے بچے کی قربانی دیا کرتے تھے۔ ہندوستان کے شہر اڑیسہ میں انسانی قربانی کی جاتی تھی۔ قربانی کیے جانے والے انسان کی بڑی عزت اور خاطر کی جاتی تھی۔ پھر مندر کے پاس قربان گاہ میں اسے قتل کر دیا جاتا۔ پھر بڑا پجاری اس کے جسم کے ٹکڑے کر کے ان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا۔ ایک حصہ وہیں زمین میں دفن کر دیا جاتا اور دوسرا حصہ گاؤں کے مکھیا کے حوالے کر دیا جاتا جو اس گوشت کو ہر گھر میں بانٹتا پھر اس گوشت کے ٹکڑے کو ہر گھر کا بڑا فرد اپنے کھیت میں دفن کر دیتا۔ قربان کیے جانے شخص کے سر، ہڈیوں اور انتڑیوں کو چتا میں جلا کر راکھ کر دیا جاتا اور یہ راکھ بھی افزائش فصل کے لیے کھیتوں میں چھڑک دی جاتی تھی۔ (ماضی کے مزار)

پھیپھڑوں اور انتڑیوں کو ایک کھیت میں دفن کر دیا جاتا ہے اور بادشاہ اس کھیت میں ہل چلاتا ہے، یہ ہے افزائش فصل کے لیے قربانی کی تفصیل۔''

''یہ تو انسانی جان پر ظلم ہے، فصل کی افزائش کرنے والا تو وہ خدا ہے، جو سب کا رازق ہے اور جس نے ہر ایک کی تخلیق کی۔''

کولم نے کہا۔

''اور سنو یوناف! بادشاہ زوسر اور وزیر امحوتپ اپنا لشکر لے کر نئے علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کرنے کے لیے شمال کی طرف گئے تھے، سنا ہے کہ انہوں نے پیٹرا شہر تک کے علاقوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا ہے اور آج زوسر تخت سے اتر گیا ہے اور اس شخص کو تخت پر بٹھا دیا گیا ہے جس کی قربانی دی جانی ہے۔''

یوناف نے کہا۔

کولم! کولم!! میں تمہارے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ قربانی کی اس رسم میں ضرور شامل ہوں گا لیکن اس سے پہلے میں یافان اور اریشیا سے نمٹنا چاہتا ہوں اور اس مقصد کے لیے میں ابھی اور اسی وقت ان کی طرف جا رہا ہوں۔''

یوناف کی گفتگو پر کولم الفاظ کی رقت، مجروح کن حقیقت، شدید ناامیدی، اتھاہ غم اور قفس کی تاریکی کی طرح اداس ہو گئی۔ اس کے چہرے پر خوف و ہراس برسنے لگا اور اس کی حالت پر شکستہ چڑیا جیسی ہو گئی، تھوڑی دیر تک اس کی زبان غوطے کھاتی رہی پھر اس نے اندیشوں میں ڈوبی آواز میں کہا۔

''تم اس وقت وہاں جاؤ گے جب کہ رات اپنی پوری تاریکیوں کے ساتھ نزول کر چکی ہے، میں چاہتی ہوں تم ان باپ بیٹی سے دن کے وقت مقابلہ کرو۔ یافان تو خطرناک ہی ہے پر اریشیا بھی بڑی مردمار اور ستیاناسی جڑ کی سی لڑکی ہے۔''

یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔

''تم تو یوں خوف زدہ ہو رہی ہو جیسے میں تمہیں اپنے ساتھ چلنے کو کہہ رہا ہوں۔'' کولم نے فوراً سنبھلتے ہوئے کہا۔

''میں ڈرنے والی نہیں ہوں، اگر تم کہتے ہو تو میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔''

یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔

''میں اب جاتا ہوں تم آرام کرو۔''

کولم نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔

''یافان کی ان شیطانی قوتوں سے بچ کر رہنا جو نیلے دھوئیں کے اندر نمودار ہوتی ہیں۔''

یوناف نے ہاتھ میں پکڑی چرمی تھیلی سے سیاہ مٹی کا ایک خشک گولہ نکالتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں کہا تھا ناں کہ تم سے طلسم سیکھنے سے پہلے میری ایک اپنی بھی حیثیت تھی اور اپنی اسی حیثیت کو استعمال کرتے ہوئے میں نے یافان کی ان شیطانی قوتوں سے نمٹنے کے لیے مٹی کا یہ گولہ تیار کیا ہے۔''

کولم کچھ اور پوچھنا چاہتی تھی کہ یوناف باہر نکل گیا!

O

رات کے گھپ اندھیرے میں یوناف دریائے نیل کے کنارے آ کھڑا ہوا، یہاں اسے گردن پر ابلیکا کا سکون بخش لمس محسوس ہوا اور ساتھ ہی ابلیکا کی شیریں آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

''یوناف! یوناف!! میرے حبیب! تھوڑا اور شمال کی طرف جاؤ، وہاں ماہی گیروں کی کشتیاں بندھی ہوئی ہیں، ان میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر آگے بڑھو اور سیاہ مٹی کا گولہ ان پر پھینکنے کے بعد ان سے اپنے آپ کو محفوظ کر کے یافان اور اریشیا کا رخ کرو۔ اس وقت وہ ساری شیطانی قوتیں نیلی دھند کی صورت میں کشتیوں کی سیدھ میں دریا کے وسط میں جمع ہیں۔''

اہلیکا کی ہدایت پر یوناف شمال کی طرف آیا، وہاں ماہی گیروں کی کشتیوں میں سے ایک کو کھولا اور اس میں سوار ہو کر دریائے نیل میں آگے بڑھنے لگا۔

رات اپنے ازلی التہاب اور ابدی اضطراب کے ساتھ اپنی تقدیر کے پامال راستوں پر بھاگتی جا رہی تھی، ہر طرف ایک وجدان و عرفان، طلسمات کے تفکرات کے رنگ، ایک مشہودی کیفیت اور سرمدی وجودوں کا اسرار بکھرا ہوا تھا، آسمان پر بادبانوں کے تاریک وزنی ٹکڑے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے، رات کے جادو اور چاند کے افسوں نے قدیم داستانوں کے ہمزاد دریائے نیل کا ہر طاق منور، ہر کوچہ مصور کر دیا تھا۔ ابر ابر بکھرے بادلوں سے بچتی پگھلتی چاندنی دریائے نیل کے الحاق میں اتر رہی تھی، ہر طرف ایک نیستاں کا سماں تھا، گیلی ریت کی سوندھی خوشبو شب کے سناٹوں سے بغل گیر ہو کر آسمان سے برستے خنک نور جیسی ہو گئی تھی۔

یوناف کشتی کو دریائے نیل کے وسط میں کھڑی اس نیلی شیطانی دھند کے اندر لے گیا تو دھند کے اندر سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے فطرت کے جنگجو عناصر کسی سے حرب آزما ہونے کی تیاریاں کرنے لگے ہوں۔ فضاؤں کے اندر سالوں کی کسک، مہینوں کی تڑپ، راتوں کی جلن، دنوں کی دھڑکن، لمحوں کے خواں اور نگاہوں کے خمار ایسا اسرار تھا۔ پھر اچانک یوناف حرکت میں آیا اور سیاہ مٹی کا گولہ اس نے نیلی دھند کے اندر پھینک دیا۔ فضاؤں میں ایک زوردار گہری گونج لہرائی، ایسا لگا جیسے جھیل کی طرح پرسکون اور صنم خانہ کی طرح خاموش نیل ابل پڑا ہو یا کسی نے قرن پھونک دیا ہو اور دریا قعر مذلت کے طوفان کا شکار ہو گیا ہو۔ فضاؤں کے اندر چیختی چنگھاڑتی آندھیاں چل پڑی تھیں، جن کے باعث یوناف کی کشتی الٹ گئی اور وہ دریا میں جا گرا۔

ہر طرف موت کے سائے رقص کرنے لگے تھے......!

○○○

کشتی سے گرنے کے بعد یوناف ایک طرح سے دریائے نیل کی تہہ کی طرف ڈوبتا چلا گیا تھا۔ لیکن جلد ہی اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت میں لا کر وہ سطح آب پر نمودار ہوا۔

اس نے دیکھا، فضاؤں کے اندر آندھیوں کی چنگھاڑ، طوفانوں کی قہرمانیت، موت کے سایوں کا ہجوم ختم ہو چکا تھا۔ ماحول کی تخریب و ویرانی، خشمنا کی اور شوریدہ سری جاتی رہی تھی۔ دامن فطرت اب بساط رنگ و بو کی طرح پرسکون تھا۔ دریائے نیل، کواکب و قمر اور آسمان پر بھاگتے دبیز بادل اب پوری سطوت، تمکنت اور جاہ و جلال میں نظر آرہے تھے۔

یوناف نے دیکھا جس کشتی میں وہ آیا تھا وہ ڈوب چکی تھی، دریائے نیل کی سطح اب نیلے اور سنہری پھولوں کی طرح خاموش تھی اور شیطانی قوتوں کی نیلی دھند وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔ اس نے دیکھا نیل کے وسط میں یافان کا مسکن اب اس کے جنوب میں قریب ہی دکھائی دے رہا تھا۔

یوناف اپنی سری قوتوں کو عمل میں لایا اور دریائے نیل سے نکل کر وہ یافان کے مسکن کی چٹانوں پر نمودار ہوا، اب وہ گہری تاریک رات میں بڑی تیزی کے ساتھ دریائے نیل کے اندر جزیرے پر بنی اس عمارت کی طرف جا رہا تھا۔ آسمان اونگھ رہا تھا، دور مغرب کی پرفشاں ظلمتوں کے اندر سے بادلوں کے بڑے بڑے ٹکڑے بلند ہو رہے تھے۔

تیز تیز چلتا ہوا یوناف مہیب، پرہول تاریکی اور کاٹ کھانے والے بھیگے اندھیرے میں اس عمارت کے دروازے پر آ رکا اور کچھ سننے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے یوں لگا جیسے مدھم سُروں میں اس عمارت کے اندر سے سکر و مستی اور غنودہ نیم وا لمحوں میں ڈوبا کوئی نغمہ اور ایک

آتش ناکی کے ساتھ صعود و ہبوط کرتا ہوا کوئی سرود سوز ناک سنائی دے رہا ہو، پھر دلوں پر لطافت و رعنائی برسانے والا وہ ستاروں کے خوشوں اور بہاروں کے توشوں جیسا گیت بلند ہوتا رہا، یہاں تک کہ خیالوں کے عفریت میں ڈبو دینے والا وہ نغمہ خوب بلند ہو کر سنائی دینے لگا۔

یوناف اس گیت کی طغیانی عنبر اور برسات آتشیں میں کھویا ہوا تھا کہ عمارت کا دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا، یوناف چونکا ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار نکالی اور اس پر کوئی عمل کیا، اس کی تلوار یکایک گیلی لکڑی کی طرح سلگنے لگی۔ پھر یوناف کھنچی ہوئی کمان کی طرح مستعد اور ترو تازہ گیہوں کی طرح مطمئن ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دیکھا عمارت کے اندر سیاہ مشکبوں لباس جیسا ہول آفریں اندھیرا چھایا ہوا تھا اور جس نغمے کی آوازیں ابھر رہی تھیں، وہ اب خاموش ہو چکا تھا۔

یوناف نے اپنی سلگتی تلوار سامنے کر لی اور آگے بڑھا، جونہی اپنی سلگتی تلوار کے ساتھ یوناف اندر داخل ہوا عمارت کے اندر سینوں میں امواج اور دلوں میں شکستگی و انہدام پیدا کر دینے والا شور بلند ہوا اور ساتھ ہی عمارت کا پورا اندرونی حصہ روشن ہو گیا اور ہر چیز واضح طور پر دکھائی دینے لگی۔

یوناف جس کمرے میں کھڑا تھا اس کے سامنے والی دیوار کے ساتھ اریشیا کھڑی تھی، تیز روشنی میں اس کا حسن و شباب رو پہلے خواب گوں جلووں، سفید بلور کے پیالے، صباحت و لطف کی تازگی جیسا لگ رہا تھا۔ وہ نغمۂ حسن و شباب لڑکی اس سمے میدے اور گلاب کا مجسمہ دکھائی دے رہی تھی، اس کے عارض کی لالہ کاری میں گل دمن کی طراوت اور اس کے کاکل کی تابداری میں نسیم سحر کی سی لطافت تھی۔

یوناف نے ایک گہری نگاہ اریشیا پر ڈالی۔ ساتھ ہی اس نے پر شوکت لہجے، بارعب نوا اور اپنی پوری تاثیر و دلکشی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اس روز بحر شور کے کنارے سے تم بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ اب بلاؤ اسے، کہاں ہے وہ تمہارا ہڈیوں کا ڈھانچہ باپ؟''

اریشیا نے اپنی سرود انجم اور صفیر بلبل جیسی آواز میں کہا۔

''اس روز تمہاری خوش بختی تھی کہ تم زندہ نکل گئے، پر آج یہاں سے بچ

کر نہ جا سکو گے۔''

یوناف نے کہا۔

''آج میں تیرے سارے بگڑنے سنورنے تخریب و تعمیر کے عمل، تیرے لاحقوں اور سابقوں کو، تیری یاسیت برپا کر دینے والی قوتوں اور تیری ہاؤ ہو اور اختلافِ مادتو کو ادھیڑ کر رکھ دوں گا۔''

اس مکمل شباب اور مجسم بہار اریشیا نے اک صولت و دبدبے سے کہا۔

''تم اتنے قادر نہیں ہو کہ مجھے قیود و سلاسل میں ڈال سکو، میں اپنے ارادوں میں مطلق اور اپنے عمل کی صلاحیت میں آزاد ہوں۔ اقصائے عالم اور مشارق و مغارب کے ان بیکراں سلسلوں میں ابھی کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو۔۔۔اپنی مرضی مجھ پر مسلط کر سکے۔''

اچانک یوناف کے کانوں میں ابلیکا کی آواز گونج گئی۔

''یوناف! یوناف!! سنبھلو، تمہاری پشت سے یافان تم پر حملہ آور ہو رہا ہے۔''

یوناف برق کے کوندے کی طرح مڑا، اس نے دیکھا ہڈیوں کا ڈھانچہ یافان سیاہ رنگ کی عبا میں ملبوس ایک طوفان کی طرح اس کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا، اس کے ہاتھ میں کسی جانور کی پنڈلی کی لمبی ہڈی تھی جو مشعل کی طرح جل رہی تھی۔

یافان چاہتا تھا کہ جلتی ہوئی وہ لمبی ہڈی یوناف کے منہ پر دے مارے کہ یوناف نے اس ہڈی کو اپنی تلوار پر روک لیا، ہڈی کا یوناف کی تلوار سے ٹکرانا تھا کہ یافان کے ڈھانچے سے ایک ہولناک اور کرب خیز چیخ بلند ہوئی، یافان کے ہاتھ سے جلتی ہوئی ہڈی چھوٹ کر زمین پر گری اور بجھ گئی۔

پھر ایسا لگا جیسے یافان کا ڈھانچہ سرکشیدہ لپکتے شعلوں کی زد میں آ گیا ہو۔ پلک جھپکتے میں یافان پراسرار طور پر غائب ہو گیا۔

یوناف پھر اریشیا کی طرف مڑا اور اپنی تلوار کی نوک اس کی طرف سیدھی کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''یافان تو بھاگ گیا اور جل جانے سے بچ نکلا۔ پر میں تمہیں یہاں سے

فرار نہ ہونے دوں گا۔"

اریشیا نے کہا۔

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے، میں جب چاہوں وہموں کے آسیب، فریب تزویر کی یلغار اور اوہام کے جال کی طرح اپنا آپ سمیٹ کر نکل جاؤں۔"

یوناف نے کہا۔

"خوش فہمی میں تم ہو، میں نہیں، تمہارے عمل کو میں نے کوتاہ اور تمہارے افکار کو منقطع کر دیا ہے، ذرا اپنی جگہ سے جنبش تو کر کے دکھاؤ۔"

اریشیا نے دائیں طرف حرکت کرنا چاہی مگر ہل نہ سکی، ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے وہاں خوب کس کر باندھ دیا ہو۔

بے بسی و مجبوری میں اریشیا کی حالت ایسی ہوگئی، جیسے اس کے جسم و جان میں کسی نے آگ بھر دی ہو۔ اس کا سارا صیقل پن ساری جلا جاتی رہی تھی۔ وہ ویران دشت و جبل اور کشتہ سنسان سی ہوگئی تھی، لگتا تھا، وہ کسی تصادم کا شکار ہو کر سوچوں کے سمندر میں اٹھتے طوفانوں کا نشانہ ہوگئی ہو۔

یوناف نے ایک ہلکا مگر گہرا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"دیکھا، میں نے تمہاری ساری قوتوں کے نعروں کی گونجوں کو، تمہارے شور ستیز تمہاری بانگ رجز، تمہارے ہر داؤ ہر گھات کو اور تمہاری ساری مستی و شادمانی کو زائل کر کے رکھ دیا ہے، اب تم دیکھو گی کہ ایک بے بسی و مجبوری کے عالم میں تم میری تلوار کے ساتھ ساتھ حرکت کرنے پر مجبور ہو گی۔"

پھر آہستہ سے یوناف نے اپنی تلوار کی نوک کو اپنی طرف حرکت دی اور تلوار کے ساتھ ساتھ اریشیا بھی اپنی پوری عنبر فامی اور محشر خرامی کے ساتھ یوناف سے قریب ہونے لگی۔ یوناف نے تلوار کی نوک کو جب اپنے پہلو میں لا کر روکا تو اریشیا بھی اس کے پہلو میں آ کھڑی ہوئی تھی۔

یوناف نے تلوار کا رخ ارشیا کی طرف ہی رکھا اور اپنا دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ اریشیا کا حسین و گداز بازو ہاتھ میں لینے پر یوناف کو ایسے لگا جیسے کوئی نیا قطرہ دریا سے اور اجنبی ذرہ صحرا کے ساتھ خود شناسی کی خاطر بے خودانہ بے حجابانہ متعارف ہو رہا ہو۔

یوناف نے غور سے اریشیا کی طرف دیکھا۔

اس کی آنکھوں میں طلوع آفتاب کی سی دل کشی، فطرت کے گیتوں کی تازگی، مخفی رازوں کے اسرار و محاسن اور سریع التاثیر کشش تھی۔

یوناف زیادہ دیر تک اریشیا کی طرف نہ دیکھ سکا کیونکہ اسے اپنے دائیں طرف ایک ملحقہ کمرے کے دروازے کی طرف دیکھنا پڑا تھا جہاں سے نیلا دھواں بڑی تیزی کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہو رہا تھا جس میں یوناف اریشیا کو لیے کھڑا تھا پھر کمرے کے اندر نیلا دھواں خوب گاڑھا ہو گیا اور اس کے اندر شیطانی قوتیں اپنی جلتی انگارہ آنکھوں کے ساتھ سلگتے ہیولوں کی صورت میں یوناف پر حملہ آور ہونے کو بڑھنے لگیں۔

یوناف نے جونہی بے خیالی میں نیلے دھوئیں کے اندر ایک ہیجانی کیفیت میں اپنی تلوار کی نوک ان کی طرف سیدھی کی تو وہ شیطانی قوتیں فوراً وہاں سے غائب ہو گئیں اور نیلا دھواں وہاں سے چھٹ گیا۔

اسی لمحہ یوناف کو فضاؤں کے اندر لرزاں اور پھٹی ہوئی آواز میں درد میں ڈوبی ہوئی ایک چیخ کمرے میں سنائی دی، اس کے ساتھ ہی اریشیا کا بازو اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا، اس نے چونک کر اپنے پہلو میں دیکھا، اریشیا وہاں نہ تھی، وہ بچ کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

اریشیا کے اس طرح فرار ہو جانے سے یوناف کی حالت بدل گئی، اس کے چہرے پر بشاشت آمیز شائستگی کی بجائے اب سمندر کی سی وحشت ناکی، صدیوں کے انتقام کی گرد، ذہنی مفلسی، نا امیدی کی چنگاریوں کا شور اور آنکھوں میں جلتے ویران موسم کی دھول اور تلخ اور تاریک جذبات رقص کر رہے تھے۔

لیکن جلد ہی یوناف نے اپنی حالت کو سنبھال لیا۔

پھر انتقامی کارروائی کے طور پر اس نے اپنی تلوار کو حرکت دی اور اس عمارت کی لکڑی کی چھت کو آگ لگا دی، خود وہاں سے نکل کر دریائے نیل کے کنارے آ کھڑا ہوا تھا، جب ساری عمارت جل گئی اور در و دیوار ملبہ کا ڈھیر ہو گئے تو یوناف راع دیوتا کے مندر کی طرف جانے کے لیے نیل کے دوسرے کنارے پر آیا، اچانک اسے کچھ یاد آ گیا اور اس نے خوش کن دھیمی آواز میں کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا!! ماہی گیروں کی وہ کشتی جو میں دریا کے وسط میں نیلی دھند کے پاس لے گیا تھا اور جو وہاں ڈوب گئی تھی، نکال دو، وہ ان غریب ماہی گیروں کی ہے جو اس سے مچھلیاں پکڑ کر اپنی گزر بسر کرتے ہیں۔''

جواب میں ابلیکا نے شہد کا سا رس گھولتی آواز میں کہا۔

''تم چلو، چل کر آرام کرو، میں کشتی نکال آتی ہوں۔''

یوناف راع دیوتا کے مندر کی طرف گیا اور اس کمرے میں گھس کر سو گیا جو کولم نے اس کے لیے خالی کر رکھا تھا۔

○

دوسرے روز ایک پجارن اسے کھانا دے گئی۔ ابھی وہ کھانا کھا کر فارغ ہوا ہی تھا کہ حسین کولم کمرے میں داخل ہوئی اور تعجب سے پوچھا۔

''تم کب آئے؟''

یوناف نے کہا۔

''میں تو رات کے پہلے حصے ہی میں آ گیا تھا۔''

کولم یوناف کے سامنے بیٹھ گئی اور یوناف نے اسے وہاں پیش آنے والے سارے واقعات سنا ڈالے۔

کولم نے تاسف بھرے انداز میں کہا۔

''یہ بہت برا ہوا کہ اریشیا بچ کر نکل گئی۔ اب وہ پھر کہیں سے تمہارے خلاف حرکت میں آئے گی، بہر حال تم نے یہ اچھا کیا کہ ان کے مسکن کو جلا کر خاک کر دیا۔ اب تلاش کرنا پڑے گا کہ وہ دونوں باپ بیٹی کدھر گئے ہیں بہر حال یہ بعد کی بات ہے، پہلے تم میرا ایک ادھورا کام تو مکمل کرو۔ اس وقت تم فارغ ہو اور تمہارے پاس وقت بھی ہے۔''

یوناف نے تعجب سے پوچھا۔

''تم کونسا اپنا ادھورا کام مکمل کرانا چاہتی ہو۔''

کولم نے کہا۔

''تم مجھے قدیم بزرگوں کے حالات سنا رہے تھے اورؓ وعدہ بھی کیا تھا کہ اگلی کسی نشست میں ان کے حالات مکمل کرو گے۔''

یوناف نے پوچھا۔

''اچھا تو ہم لوگ کہاں تک پہنچے تھے؟''

کولم نے کہا۔ ''تم نے نوحؑ کی پیدائش تک کے حالات و واقعات سنائے تھے۔''

یوناف نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تو لو۔ اب آگے کے واقعات سنو!

نوحؑ کو نوح اس لیے کہتے تھے کہ وہ اپنے رب کی یاد میں بہت نوحہ[1] کرنے والے تھے، آپ کی والدہ کا نام قینوس تھا اور وہ براایک بن متوشلخ کی بیٹی تھیں جس وقت انہیںؑ نبوت کی وحی آئی تو وہ 150 سال کے تھے اور جس روز آپ کے ہاں آپ کا بیٹا سام پیدا ہوا اس روز آپ کی عمر 500 برس کی تھی۔ پھر طوفان آیا اور گزر گیا، طوفان نوح کے بعد نوحؑ نے دنیا کو اپنے بیٹوں[2] میں تقسیم کر دیا۔ آپ پر کوئی کتاب نازل نہ ہوئی اور آپ لوگوں کو آدمؑ، شیثؑ اور ادریسؑ کے صحیفوں کی پیروی کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ آپ کے دور میں یغوث، یعوق اور نسر کی پوجا عام تھی۔ نوحؑ نے 1450[3] برس کی عمر پائی۔

سام[4] جو نوح کا بیٹا تھا اس کی ماں کا نام عروہ[5] تھا جو براایک بن محول بن ادریش کی بیٹی تھیں۔ سام کی اولاد میں انیس[6] زبانیں رائج ہوئیں، جب سام کی عمر 198 برس کی ہوئی تو ان کے ہاں ان کا بیٹا ارفخشد، طوفانِ نوحؑ سے دو سال بعد پیدا ہوا۔

جس وقت ارفخشد 135 سال کا ہوا تو اس کے ہاں اس کا بیٹا شالح پیدا ہوا، اس کی ماں کا نام سرود تھا اور وہ سروش یافت بن نوحؑ کی بیٹی تھیں۔

۱۔ بعض مفسرین نوحؑ کو نوحہ سے، یعقوبؑ کو عقب سے اور یوسفؑ کو لفظ اسف سے مشتق قرار دیتے ہیں۔
۲۔ سام کو عرب، شام، عراق، فلسطین اور ان سے ملحقہ علاقے دیئے، سام سے عاد و ثمود جدلیس، جرموق، عبیل، طسم اور عمالیق قبائل چلے۔ ان کی زبان عربی تھی، موصل، دیلم، حضر موت، سبا، جرجان، کرو، بابل، دمشق، فلسطین، شام اور حمص کے شہر بنو سام ہی نے آباد کیے۔ یافت کو ترک، خزر، روم اور شمال کا علاقہ ملا، ترک، ہمدان، قپچاق، انحطا العنور اور خزر وغیرہ یافت کی اولاد سے مشہور ہوئے۔ حام کو سوان، ہند اور مصر کا علاقہ ملا، حام کی اولاد سے مصر صفدون اور قوط بہت مشہور ہوئے۔ ۳۔ طبقات ناصری ۴۔ توریت میں سام کو جابجا سم لکھا گیا ہے۔ ۵۔ طبری نے اس کا نام عمورہ لکھا ہے۔ ۶۔ طبقات ناصری

جس وقت شالخ کی عمر 130 سال کی ہوئی تو اس کے ہاں اس کا بیٹا عابر پیدا ہوا، اس کی ماں کا نام ملکعبہ[1] تھا اور وہ عویلم بن سام بن نوحؑ کی بیٹی تھیں۔ عابر کی پیشانی سے نبوت کا نور چمکتا تھا۔ وہ بتوں کو توڑتے اور خدائے واحد کی عبادت کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ عابرؑ[2] کی عمر 134 برس کی ہوئی تو ان کے ہاں ان کا بیٹا فالج پیدا ہوا۔ اس کے بعد کے حالات ایسے پھیلے کہ مجھے یاد نہیں اور لوگ اس قدر زیادہ ہو گئے کہ پہچان میں نہ آنے لگے۔"

یوناف نے بات ختم کی پھر کولم کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"میرا خیال ہے آج اتنے واقعات ہی کافی ہیں۔ نوحؑ کے دوسرے دو بیٹوں حام اور یافت کے حالات میں سوچ کر اور اپنے ذہن میں مجتمع کر کے تمہیں بتاؤں گا۔"

کولم نے کہا۔

"اگر تم نہ رکتے تو میں خود ہی تمہیں روکنے والی تھی اس لیے کہ میں یہ سارے واقعات کئی نشستوں میں سننا چاہتی ہوں۔ اس طرح کم از کم تم سے ملاقات کا ایک سلسلہ تو رہے گا، دیکھو! عیبروز کی قربان گاہ کی طرف جانے کے لیے میں نے تمہارے لیے کچھ نئے لباس اپنی پجارنوں سے بنوائے ہیں۔"

آؤ وہ لباس میں تمہیں دکھاؤں۔"

کولم یوناف کا ہاتھ تھام کر اپنے کمرے کی طرف چل دی!

○

چند یوم کی لگاتار محنت کے بعد عارب نے محل کے اندر تک چلی گئی راہ داریوں کے

---

[1] تاریخ سیستان کے مؤرخ نے عابر کی ماں کا نام مرغانہ بتایا ہے۔

[2] اہل یمن اہل ربیعہ، اہل مصر اور کچھ دیگر قدیم خاندان اور اقوام یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عابر بن صالح ہی ہودؑ ہیں اور انہوں نے 474 برس کی عمر پائی، عابر کی بہن کا ایک بیٹا یقطان نام کا تھا۔ اس نے اپنے وقت میں لوگوں پر بڑا ظلم کیا۔ لوٹ مار کے کام کا آغاز اسی نے کیا اور لوگوں کے اندر دہشت و خوف پھیلایا۔

دونوں طرف کسی ماہر و فرزانہ فنکار کی طرح دو انتہائی خوف ناک خدو خال کے سیاہ رنگ کے سانڈ بنائے جو خوب قد آور تھے۔ حملہ آور ہونے کے انداز میں ان کی دمیں اٹھی ہوئی اور خوب کسی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کے مونہوں سے جہنم کی بھٹیوں کی طرح آگ کے شعلے نکل کر پھیل رہے تھے، ان کے سینگ خوب لمبے، بل دار اور سامنے کی طرف آبدار خنجروں کی طرح تنے ہوئے تھے۔ ان کی کوہانیں خوب بلند تھیں اور اوپر کا حصہ ایک طرف ڈھلک رہا تھا، ان کی گردنیں خوب موٹی اور ان کے نیچے لٹکتا ہوا چمڑا خوب موٹا اور گھٹنوں سے بھی نیچے تک چلا گیا تھا۔ منہ کی طرح ان کے نتھنوں سے بھی دھواں آمیز آگ کے شعلے لپک رہے تھے۔ ان کے کھر بڑے، ٹانگیں دراز اور موٹی اور دم کے بال خوب لمبے اور گھنے تھے۔

جس روز اس ہیبت کے دونوں بیلوں کی تصویریں راہداری کے آمنے سامنے دیواروں پر مکمل ہو گئیں اس روز عارب نے بیوسا، نبیطہ، صیفون، رعوبل، عوبد اور ازبل کو وہاں جمع کیا، جب وہ سارے راہداری میں آ کر بیٹھ گئے تو عارب نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

"میرے ساتھیو! میں ان دونوں بیلوں کی تصویریں مکمل کر چکا ہوں۔"

رعوبل نے کہا۔ "یہ تو انتہائی خوفناک اور بد ہیئت سیاہ رنگ کے سانڈ ہیں۔" عارب نے پھر کہا۔ "دیکھو اب ان دونوں بیلوں کے اندر میں ایک طلسم بھرتا ہوں جس کے بل پر یہ دونوں بیل اصل بیلوں کی طرح حرکت میں آئیں گے ان کے منہ اور نتھنوں سے آگ نکلے گی لیکن یہ آگ کسی کو نقصان نہ پہنچا سکے گی کیونکہ یہ تو فقط نگاہوں کا فریب ہو گا۔

پھر عارب وہاں فرش پر بیٹھ گیا اور اپنے عمل کی ابتداء کر دی۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کا عمل سحر مکمل ہو گیا تو دیواروں پر بنے ہوئے دونوں بیل بالکل اصلی سانڈ کی طرح دیواروں سے اتر کر فرش پر آ کھڑے ہوئے۔ ان کی آنکھوں سے روشنی پھوٹ نکلی تھی، منہ اور ناک سے حرکت کرتی آگ اور دھواں نکلنے لگا تھا جو تھوڑی دور جا کر غائب ہو جاتا تھا، ان کی دُمیں اور جسم کی ہر شے حرکت میں تھی۔

عارب نے بلند آواز میں کہا۔ "صیفون! تم چاروں جوڑا جوڑا ہو کر ان بیلوں پر بیٹھ جاؤ۔"

آن کی آن میں ایک بیل پر صیفون اور ازبل اور دوسرے پر رعوبل اور

رعوبد بیٹھ گئے۔ عارب نے پھر انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔ ’’جو طلسم میں تم چاروں کو سکھا چکا ہوں، اسے استعمال میں لاتے ہوئے تم ان دونوں بیلوں کو حرکت میں لاؤ گے۔ اس طلسم کے ذریعے جس طرح تم چاہو گے یہ بیل ویسے ہی حرکت کریں گے، میں کچھ دن اور یہاں تمہارے پاس رہوں گا اس کے بعد میں اپنی بہنوں کے ساتھ جنوب کی طرف چلا جاؤں گا، ہمارے بعد تم چاروں کو ہی ان بیلوں سے کام لینا ہے اور یہ محل بھی تم چاروں ہی کے تصرف میں رہے گا، آج جب یہ رات ذرا گہری ہو جائے تو تم چاروں ان پر سوار ہو کر اگباتانہ شہر کی طرف جانا۔ پہلے اپنے دشمنوں سے جیسا چاہو انتقام لو اور اس کے بعد ان بیلوں کی مدد سے اگباتانہ شہر میں قتل و غارت اور بدی و برائی کا بازار گرم کر دو۔‘‘

○

شفق کے پیچھے سورج کب کا غروب ہو چکا تھا۔ رات حنظل کی بیلوں کی طرح اپنا غضب و قساوت، جور و استبداد اور اوہام و ابہام پھیلاتی بھاگتی جا رہی تھی۔ ہر شے غیر آباد اور غیر مستعمل سی ہو گئی تھی۔ آسمان پر ٹمٹماتے لرزاں ستارے اپنی ضیاء انگیزیوں کی حکایات مکمل کرنے کی خاطر رواں دواں تھے۔

ندی کنارے بننے والے اس محل سے دونوں سیاہ طلسمی بیل نمودار ہوئے اور ندی کو عبور کرنے کے بعد اگباتانہ شہر کی طرف بڑھے۔ ایک پر صیفون اور اس کی بیوی ازبل اور دوسرے پر رعوبل اور عوبد دونوں میاں بیوی سوار تھے۔ دونوں بیلوں کے منہ اور نتھنوں سے آگ کے شعلے اور دھوئیں کے مرغولے نکل رہے تھے۔

کوہستان البرز کی طرف سے آنے والی برفانی ہواؤں کے اندر خزاں کے طوفانی جھونکے چیخ چلا رہے تھے۔ سرما کے ابتدائی چاند کی مدھم مدھم روشنی تھی۔ سقف آسمان بادلوں سے صاف اور فرش زمین خاک و دھول کی زد میں تھا۔

دونوں بیل ایسے ماحول میں رانبھتے ہوئے اگباتانہ شہر کے ایک بیرونی محلے میں داخل

ہوئے۔ دونوں بیلوں کے رانبھنے کی آوازیں ایسی وحشت ناک و جنوں خیز تھیں کہ ان کے خوف سے ہڈیوں کے گودے تک میں لرزہ طاری ہونے لگتا تھا، یوں لگتا تھا گویا وقت کی بدترین آندھیوں اور ادبار کے خونی طوفانوں نے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو۔

جس محلے میں وہ دونوں بیل داخل ہوئے تھے، وہاں ایک ہل چل مچ گئی تھی۔ گو برفانی ہواؤں کے باعث لوگ اپنے گھروں میں آتشدان جلا کر لحافوں کے اندر دبک گئے تھے۔ پر ان بیلوں کی وحشت ناک آوازیں سن کر گھروں سے نکل آئے تھے۔ جونہی انہوں نے بھیانک اور بد ہیئت بیلوں اور ان کی پیٹھ پر سوار صیفون، ازبل، رعوبل، اور رعوبد کو دیکھا وہ پھر اپنے اپنے گھروں میں گھسنے لگے، ایک گھر کے اندر سے ایک بوڑھے کی آواز بلند ہوئی، شاید وہ اپنے اہل خانہ کو تنبیہ کر رہا تھا۔

’’یہ صیفون، ازبل، رعوبل اور رعوبد کیسی آتش افروز بلاؤں پر سوار ہیں، ان کو تو ان کے گھروں میں جلا دیا گیا تھا، پر اب ایسا لگتا ہے، ان چاروں کی روحیں اپنے انتقام کی تکمیل کے لیے حرکت میں آ گئی ہیں۔‘‘

بوڑھا اپنے اہل خانہ کو گھر کے اندر لے گیا اور دروازے کو اندر سے زنجیر لگا دی۔

اس بوڑھے کے مکان سے تیسرے مکان کے سامنے دونوں بیل رک گئے۔ پھر اگلے بیل پر سوار صیفون نے اس مکان کی دیوار کے اوپر سے اندر جھانکتے ہوئے ہراس و وحشت طاری کرنے اور فگار و مجروح کرنے والی آواز میں پکار کر کہا۔ ’’دوما! دوما!! باہر نکلو، دیکھو کون آج تم سے ملنے آیا ہے۔‘‘ دوما! دوما!! دیکھو اور سنو، میں صرف تین بار تمہیں پکاروں گا اور اگر میرے تیسری بار پکارنے کے بعد بھی تم اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھر کے صحن میں نہ آئے تو سن رکھو، میں تمہارے مکان کو آگ لگا دوں گا اور تم سب جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔‘‘

صیفون کی دوسری پکار پر ہی اس کے گھر کے سارے مکین اپنے صحن میں آ کھڑے ہوئے ان سب سے آگے ایک طوفانی دن جیسا بھیانک اور لوہے کی موٹی زنجیروں جیسا سخت جوان تھا۔

صیفون نے اسی جوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ’’دوما دوما!! تم نے اپنی دانست میں ہمیں ہمارے مکان میں جلا کر ختم کر دیا تھا لیکن ہم چاروں کی

طرف دیکھو۔ ہم ایک نئی صورت، ایک انوکھی ہیئت میں تم سے اپنی بے چینی، اپنی غیر اطمینانی کا انتقام لینے آئے ہیں۔"

دوما نے اپنی تلوار زور سے فضا میں لہراتے ہوئے کڑکتی آواز میں پوچھا۔

"تم چاروں چاہتے کیا ہو؟"

صیفون نے کرب پیدا کر دینے والی آواز میں کہا۔ "تمہارے گھر کے سب افراد کا خون۔"

دوما فوراً اپنے صحن کی دیوار پر چڑھ کر کھڑا ہوا اور بلند آواز میں پکارتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے اہل محلّہ! اس سیاہ پوش رات اور برفانی آندھیوں کے اندر اگر یہ لپکتے شعلوں اور بھڑکتی بھٹیوں کی طرح ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں تو آنے والے دنوں میں تمہاری باری آئے گی۔ قبل اس کے کہ یہ ہمیں موت کی تاریک گہرائیوں میں ڈال دیں، قبل اس کے کہ یہ بے لگام عفریت رات کے تاریک سینے میں گنہ گار کے ضمیر اور فنا کی پکار بن کر ہم پر چھا جائیں، قبل اس کے کہ یہ شہوات و لذات کے رسیا اور بے نفس و بے ضمیر لوگ موجوں کی شر انگیزی کی طرح ہم پر چھا کر ہماری زندگیوں کو نچوڑ لیں۔ آؤ! علو ہمتی اور محنت کشی کے ساتھ ان پر حملہ آور ہو کر ان کو عہد تاریک اور بگولوں کے برج کی طرح اڑا کر رکھ دیں۔ آؤ! مل کر یکجا ہو کر ذلت و رسوائی کے ان پیغامبروں، ظلمتوں کی اس یلغار اور موت کے ان قاصدوں کو مار بھگائیں، آج اگر انہوں نے ہمارا خون چکھ لیا تو آنے والے دنوں میں تم سب کا خون بھی ان کے لیے لذیذ اور ارزاں ہو جائے گا۔"

دوما کی اس پکار پر محلے کے کیا مرد کیا عورتیں، کیا بوڑھے، کیا بچے، سب تلواریں، برچھے اور خنجر سنبھال کر اپنے گھروں سے نکل آئے دوما اور اس کے مسلح اہل خانہ بھی باہر آ گئے تھے اور پھر سب نے متحد ہو کر ان دونوں سیاہ بیلوں پر حملہ کر دیا لیکن ان سب کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی، جب ان میں سے کسی کا بھی ہتھیار، کسی کا بھی وار ان بیلوں اور ان پر

سوار صیفون، ازبل، رعوبل اور رعوبد کو مس نہ کر پایا، کافی دیر تک ناکام حملے کرتے جب وہ تھک گئے تو ان میں سے بڑی عمر کے چند لوگوں نے صلاح مشورہ کر کے ان بیلوں کو پکڑنا چاہا پر ان کی حیرت اور پریشانی کی کوئی انتہا نہ رہی، جب ان پر یہ انکشاف ہوا کہ ان بیلوں پر ان پر سوار صیفون، ازبل، رعوبل اور رعوبد کو وہ صرف دیکھ سکتے ہیں، انہیں مس نہیں کر سکتے۔

اب لوگوں کے اندر خوف و ہراس کی لہر تیز ہونے لگی۔

اس موقع پر صیفون، رعوبل، ازبل اور رعوبد نے اپنی تلواریں تیزی سے حرکت میں لا کر دوما اور اس کے اہل خانہ کا کام تمام کر دیا۔

ساتھ ہی صیفون نے رعوبل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ رعوبل! رعوبل! میرے بھائی! یہاں سے کم از کم دو چھوٹی عمر کے لڑکے اٹھا لو ان سے ہم بہت بڑا کام لیں گے۔"

رعوبل اور رعوبد نے دو لڑکے پکڑ کر اپنے بیل پر بٹھا لیے۔ اس طرح صیفون اور ازبل نے بھی دو لڑکے پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا لیے۔ پھر دونوں بیل رانبھتے ہوئے واپس چل دیئے چار معصوم بچے اٹھائے جانے کی وجہ سے اس محلے کے لوگ ان کا تعاقب کرنے لگے۔ تعاقب کرتے ہوئے یہ لوگ ندی کے کنارے محل تک آئے اور جب وہ اس محل میں داخل ہونے کے بعد ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو لوگ مایوس اور پریشان ہو کر واپس لوٹ گئے۔

محل کے اندر دونوں بیل ابھی راہداری میں آ کر رکے ہی تھے کہ ایک کمرے کے اند سے عارب، یوسا اور نبیطہ باہر نکل آئے۔

عارب نے خفگی سے کہا۔ "صیفون! صیفون!! تم ان بچوں کو اگبا تانہ شہر سے کیوں اپنے ساتھ اٹھا لائے ہو، کیا اس طرح تمہارے کام میں رکاوٹیں نہ کھڑی ہوں گی؟"

صیفون نے کہا۔ "آپ ناراض نہ ہوں، میں ایک خاص مقصد کے تحت ان کو اپنے ساتھ لایا ہوں، ان کے علاوہ میں اور بہت سے بچے اس عمارت میں جمع کرنا چاہتا ہوں، آنے والے دور میں اگر ہماری ان

کارروائیوں کی اطلاع اگباتانہ کے بادشاہ ہوشنگ کو ہوگئی اور ہم پر قابو نہ پانے کے بعد اس نے لوگوں کے کہنے پر اس محل کو گرانے کا حکم دے دیا تو ہمارے لیے مشکلات کھڑی ہو جائیں گی لیکن اگر ہمارے ساتھ اس محل میں اگباتانہ کے بچے بھی ہوں گے تو یہاں کے لوگ اس احتیاط کے تحت اس عمارت کو نہ گرائیں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو عمارت کے گرنے کے ساتھ ساتھ ان کے بچے بھی ہلاک ہو جائیں گے۔''

عارب کے چہرے پر اطمینان اور خوشی بکھر گئی۔ آگے بڑھ کر اس نے صیفون کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ ''صیفون! صیفون!! عزازیل کی قسم، میرے ذہن میں یہ بات نہ آئی تھی کہ ان بچوں سے اتنا بڑا کام بھی لیا جاسکتا ہے، تم بہت ذہین، عقلمند اور دور اندیش ہو صیفون! اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ جب میں اور میری دونوں بہنیں یہاں سے رخصت ہو جائیں گے تو ہماری غیر موجودگی میں تم گناہوں اور بدی کو پھیلانے کے اس کام کو اچھے طریقے سے انجام دے سکو گے۔ ان چاروں لڑکوں کو اوپر لے جاؤ اور انہیں ایک کمرے میں جمع کرتے جاؤ۔''

صیفون، رعوبل، ازبل اور رعوبد بچوں کو اوپر لے گئے۔

اب چند یوم کا وقفہ دے کر وہ چاروں اگباتانہ شہر کی طرف جاتے اور شہر میں گناہ اور بدی پھیلانے کا کام سر انجام دینے لگے، عارب نے اگباتانہ کے ایک بوڑھے کو ملازم بھی رکھ لیا تھا جو عمارت کی دیکھ بھال کرنے کے علاوہ ان کے لیے بازار سے سودا سلف بھی لا دیتا تھا۔

چند یوم اور وہاں رہنے کے بعد عارب، بیوسا اور عبیطہ جنوب ایران کی طرف کوچ کر گئے۔ بچوں کے لیے انہوں نے عمارت میں طلسم بھر دیا تھا اور وہ وہاں داخل ہونے کے بعد دکھائی نہ دیتے تھے۔

○

یوناف اور کولم ایک روز مصر کے قدیم شہر عبیدوز میں داخل ہوئے، وہ شہر سے باہر مرکزی قربان گاہ کے پاس آئے جو ایک بلند جگہ پر واقع تھی اور اس کے دائیں بائیں دو بڑے معبد تھے۔

قربان گاہ کے آس پاس اور اطراف میں لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا، اس لیے کہ آج فصلوں کی افزائش کے لیے انسانی قربانی دی جانے والی تھی، دور و نزدیک کے سب معبدوں کے لوگ وہاں جمع تھے۔ یوناف نے قربان گاہ کے دائیں بائیں کے بڑے بڑے معبدوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کولم سے پوچھا۔

''کولم! کولم! اس قربان گاہ کے دائیں بائیں بڑی بڑی اور بلند عمارتیں کیسی ہیں؟''

کولم نے کہا۔

''یہ مصر کے سب سے بڑے دیوتا ازریس اور حوریس کے معبد ہیں اور ان کی قبریں بھی ان کے اندر ہی ہیں۔''

یوناف نے پوچھا۔

''کیا وہ دونوں حقیقت میں انسان تھے؟''

کولم نے کہا۔

''ہاں۔ تمہارا اندازہ درست ہے، لو میں تمہیں تفصیل سے ان دونوں کے بارے میں بتاتی ہوں۔

سنو یوناف! جس طرح راع دیوتا قدیم دور میں مصر کے ایک حصے کا بادشاہ تھا، اور نیک ہونے کی وجہ سے لوگ اس کی موت کے بعد اس کی پرستش کرنے لگے اور اس کے لیے معبد تعمیر کرنے لگے اسی طرح ازریس بھی عبیدوز کا بادشاہ تھا۔ اس وقت مصر پر اور کئی چھوٹے چھوٹے حکمران بھی مسلط تھے اور مصر کئی حصوں میں بٹا ہوا تھا۔ ازریس کے باپ کا نام گیب اور ماں کا نام نوت تھا۔ گیب اور نوت کے دو بیٹے ازریس اور ساقت اور دو ہی بیٹیاں ازلیس اور نفتیس تھیں۔ ازریس کی شادی اپنی بہن زریس اور ساقت کی شادی دوسری بہن نفتیس سے ہوگئی۔

وقت گزرتا رہا۔

اپنی نیکی اور رحمدلی کے باعث ازرلیس عبیدوز کا بادشاہ بن گیا اور اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام حورلیس رکھا گیا، جس وقت ازرلیس عبیدوز کا بادشاہ بنا، اس وقت مصر کے باشندے بالکل وحشی، جنگلی اور خونخوار تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ آدم خور بھی تھے۔ ازرلیس نے جو، گیہوں کے جنگلی پودے تلاش کیے اور اہل مصر کو کاشت کاری کا فن سکھایا، ازرلیس کی وجہ سے اہل مصر نے آدم خوری ترک کر دی اور اپنی خوراک کے لیے اناج پیدا کرنے لگے۔ اس کے علاوہ نیک دل اور رحم کا جذبہ رکھنے والے ازرلیس نے مصر کے باشندوں کو درختوں کا پھل کھانا اور انگور کی شراب بنانا بھی سکھایا۔

ازرلیس چاہتا تھا کہ مصر کے سب لوگ عبیدوز کی طرح تہذیب کی ان برکتوں سے واقف ہو جائیں، لہٰذا اس نے اپنی بہن اور بیوی ازرلیس کو عبیدوز کے تخت پر بٹھایا اور خود مصر کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ واپس آیا تو لوگوں نے اس کا شاندار استقبال کیا اور اسے دیوتا قرار دیا۔ اس کا بھائی ساقت جو عمر میں ازرلیس سے چھوٹا تھا، اس سے، اس کی شہرت و ہردلعزیزی سے جلنے اور حسد کرنے لگا۔

اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے بڑے بھائی ازرلیس کو قتل کر کے خود عبیدوز کا بادشاہ بن کر اپنے بھائی جیسا ہردلعزیز ہو جائے گا اور نہ صرف یہ بلکہ اپنی قوت کو خوب مضبوط اور مجتمع کر کے آس پاس کے علاقوں پر بھی قبضہ کر کے اپنی سلطنت کی حدود کو اور وسیع کرے گا۔

اپنے ان ارادوں کی تکمیل کے لیے ساقت نے سوتے میں ازرلیس[1] کے بدن کا ناپ حاصل کر لیا اور اس کے مطابق اس نے ایک نہایت خوبصورت تابوت بنوا لیا ایک روز جبکہ شراب کا دور چل رہا تھا اور سب لوگ مدہوش ہو رہے تھے، ساقت نے ازرلیس کو اس تابوت میں ڈالا

۱۔ مصر میں ازرلیس کے دو سب سے بڑے اور متبرک معبد تھے۔ ایک نیل کے ڈیلٹا میں بورائرس کے مقام پر اور دوسرا عبیدوز میں۔ ازرلیس کا تیوہار اکتوبر میں منایا جاتا تھا۔

اور تابوت کا ڈھکنا بند کر کے اس کے پٹ پر پگھلا ہوا سیسہ بھر دیا اور تابوت کو دریائے نیل میں بہا دیا۔ جب ارزلیس کو اس حادثے کی خبر ہوئی تو اس نے اپنی زلفیں کاٹ ڈالیں، ماتمی لباس پہنا اور اپنے شوہر کی تلاش کی خاطر عبیدوز سے روانہ ہو گئی۔

ادھر ازرلیس کا تابوت دریائے نیل سے نکل کر سمندر میں داخل ہوا اور تند و تیز موجیں اسے بہا کر ببلوس[1] کے ساحل کی طرف لے گئیں جس جگہ وہ تابوت آ کر ساحل سے لگا وہاں دفعتاً ایک بہت بڑا درخت زمین سے نمودار ہوا اور اس درخت نے اس تابوت کو اپنے تنے میں چھپا لیا۔

دفعتاً وہاں کے فونیقی بادشاہ[2] ملکاندر نے اس درخت کو دیکھا۔ اسے وہ درخت بہت پسند آیا اور اس نے حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ کر اس کا تنا اس کے محل میں نصب کر دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بادشاہ کے مصاحبوں نے وہ درخت کاٹ کر محل کے باغ میں نصب کر دیا، اس تنے کے اندر ابھی تک وہ تابوت محفوظ تھا جس میں ازرلیس کی لاش تھی۔

ازلیس کو خبر ہو گئی کہ اس کے شوہر کی لاش کا تابوت بہتا ہوا فونیقیوں کے ساحل پر آ لگا اور اب وہ ایک درخت کے تنے میں محفوظ ہے جو بادشاہ کے محل میں نصب ہے۔ ازلیس یہ خبریں اس لیے حاصل کر لیتی تھی کہ وہ ایک بہترین ساحرہ تھی اور اپنے دور میں منتر کرنے میں جواب نہ رکھتی تھی، بہرحال اپنے شوہر کا تابوت حاصل کرنے کی خاطر ارزلیس نے ایک غریب عورت کا بھیس بدلا اور اس کنوئیں[3] کی منڈیر پر آ بیٹھی جو شاہی محل کے قریب تھا۔ وہ یہاں بیٹھ کر روتی رہتی اور جب محل میں کام کرنے والی

۱۔ لبنان میں عربوں کا ایک مشہور ساحلی شہر۔
۲۔ فونیقی وہ عرب تھے جو عرب کے صحراؤں سے نکل کر لبنان میں جا کر آباد ہوئے ان کا پیشہ تجارت اور جہاز رانی تھا۔
۳۔ لبنان میں چند برس قبل تک یہ کنواں آباد تھا اور عورتیں اس کنوئیں سے پینے کے لیے پانی بھرا کرتی تھیں، لیکن اب یہ کنواں خشک اور کھنڈر ہو چکا ہے۔

عورتیں وہاں پانی بھرنے آتیں تو ارزلیس ان کی زلفیں سنوارتی اور اپنے مقدس جسم کی خوشبو سے ان کے بالوں اور جسموں کو مہکاتی رہتی۔

آخر ازلیس کا چرچا محل میں پہنچ گیا بادشاہ ملکاندر کی ملکہ نے اسے محل میں طلب کیا اور اسے اپنے بیٹے کی آیا کے طور پر محل میں ملازم رکھ لیا۔ ازلیس اس شہزادے کو اپنا دودھ نہ پلاتی تھی بلکہ صرف اپنی انگلیاں بچے کو چسا دیتی اور بچہ آسودہ و مطمئن ہو جاتا تھا۔

ایک دن ملکہ نے بچے کو ارزلیس کی انگلیاں چوستے دیکھ لیا، تب ازرلیس نے ملکہ سے اپنی اصلیت اور مصیبت و دکھ کی ساری داستان کہہ دی۔ ساتھ ہی اس نے ملکہ سے درخواست کی کہ درخت کا وہ تنا جو محل میں نصب ہے اس کے حوالے کر دیا جائے کہ اس کے اندر اس کے شوہر کی لاش ہے۔ بادشاہ ملکاندر اور ملکہ دونوں اس پر رضا مند ہو گئے اور درخت کا وہ تنا انہوں نے ازلیس کے حوالے کر دیا۔ ازلیس نے تنے کے اندر سے وہ تابوت نکال لیا جس کے اندر اس کے شوہر ازریس کی لاش تھی اور پھر اس تابوت کو کشتی میں رکھ کر مصر کی طرف روانہ ہو گئی۔

ازلیس نے مصر پہنچ کر دریائے نیل کے کنارے بوتو کے مقام پر اپنی کشتی کو روکا اور پھر کشتی کو وہیں چھوڑ کر اپنے بیٹے حوریس کو بلانے کے لیے بھاگی تاکہ تابوت کھول کر اندر سے ازریس کی لاش نکالی جائے جس وقت ارزلیس تابوت لے کر مصر پہنچی اس وقت رات ہو رہی تھی اور جب وہ تابوت کو کشتی میں چھوڑ کر اپنے بیٹے حوریس کو بلانے گئی اس وقت ازریس کے چھوٹے بھائی اور اس کے رقیب و حاسد ساقت کا ادھر سے گزر ہوا، چاندنی رات میں ساقت نے وہ تابوت پہچان لیا جس میں اس نے عبیدوز کے بادشاہ اور اپنے بڑے بھائی کو بند کیا تھا۔ وہ فوراً اس تابوت کی طرف لپکا اور اپنی بہن اور ازریس کی بیوی کے لوٹنے سے پہلے ہی اس نے تابوت کو کھولا۔ ازریس کی لاش کے چودہ ٹکڑے کیے اور ان ٹکڑوں کو دریائے نیل میں بہا دیا تاکہ ان پر کسی کی نظر نہ پڑے۔

تھوڑی دیر بعد ازلیس اپنے بیٹے حوریس اور اپنی بہن نفتیس جو اپنے بھائی ساقت کی بیوی بھی تھی، کے ہمراہ وہاں پہنچ گئی، انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے ازریس کے جسم کے ٹکڑے ایک جگہ جمع کیا اور پھر تینوں ازریس کی لاش پر بین کرنے اور رونے لگے۔ روتے روتے وہ راع دیوتا سے رحم کی التجائیں بھی کرنے لگے۔ آخر راع دیوتا کا ایک پجاری اور معتقد آیا اس کا نام انوبیس تھا، اس نے ازلیس، نفتیس اور حوریس کی مدد سے ازریس کے ٹکڑوں کو جوڑا پھر انوبیس نے جو ایک بڑا طلسم گر بھی تھا، ازریس کے جسم کو سحری ہوا دی جس سے ازریس دوبارہ زندہ ہو گیا پھر حوریس نے ساقت سے اپنے باپ کا انتقام لیا اور اُسے ٹھکانے لگا دیا۔

ان واقعات و حادثات کی بناء پر ازریس اور حوریس دونوں باپ بیٹا نیکی کے دیوتا کہلائے۔ ازلیس اور نفتیس نیکی کی دیویاں کہلائیں، ساقت بدی کا اور انوبیس زندگی اور موت کا دیوتا کہلایا۔''

کولم ذرا رکی پھر اس نے یوناف سے کہا۔

''یہ ہے وہ داستان جو ازریس اور حوریس دیوتاؤں سے منسوب ہے۔''

یوناف کچھ کہنے والا تھا کہ کولم نے کہا۔

''یوناف! یوناف!! اب قربان گاہ کے پاس چلیں کہ قربانی شروع ہونے والی ہے۔''

دونوں قربان گاہ کے پاس جا کھڑے ہوئے جو ایک اتھلے اور گول منڈیر والے کنوئیں کی صورت میں تھی۔ اس کے اوپر تین بلیاں آپس میں ملا کر بندھی ہوئی تھیں اور جہاں تینوں لکڑی کی بلیاں آپس میں ملتی تھیں، وہاں سے ایک رسا قربان گاہ کے کنوئیں میں اندر کو لٹک رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد قربان گاہ کے کنارے رکھی نشستوں پر مصر کا بادشاہ زوسر اور اس کا وزیر امحوتپ آ کر بیٹھ گئے۔ پھر ایک شخص جو اپنے چہرے پر گیدڑ کا چہرہ لگائے ہوئے تھا اور جسم پر بھی اس نے گیدڑ ہی کی کھال پہن رکھی تھی۔ ایک ایسے آدمی کو وہاں لایا جس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھیں بندھی ہوئی تھیں۔

پھر زوسر کے حکم پر اس آدمی کو رسے سے باندھ کر قربان گاہ کے اس گڑھا نما کنوئیں میں لٹکا دیا گیا، یوناف نے دیکھا ان گنت بڑے بڑے اور زہریلے سانپ کنوئیں میں پھنکار رہے تھے۔ جونہی قربانی کیے جانے والے آدمی کو قربان گاہ کے کنوئیں میں لٹکایا گیا، اسے کنوئیں کے ان بھیانک سانپوں نے ڈس لیا اور وہ مر گیا، منڈیروں پر کھڑے پجاری دعائیں[1] گا رہے تھے۔

جب اس قربان کیے جانے والے آدمی کے جسم کو چیر پھاڑ کر اس کے جسم سے اس کا دل، پھیپھڑے اور انتڑیوں کو نکال کر ایک قریبی کھیت میں دفن کر دیا گیا۔ پھر اس کھیت میں علامتی برکت کے طور پر زوسر نے ہل چلایا اور پھر قربان کیے جانے والے اس آدمی کا خون اس کھیت میں چھڑک دیا گیا اور اس کے جسم کے دوسرے اعضا ایک علیحدہ جگہ دفن کر دیئے گئے۔ اس طرح اس قربانی[2] کی تکمیل ہوئی۔

قربانی کی رسم کے بعد یوناف نے کولم کو مخاطب کرتے ہوئے کو کہا۔

"کولم! کولم" اب تم یہاں سے اپنے معبد کی طرف چلی جاؤ، میں یہاں سے ممفس کا رخ کروں گا اور وہاں ان فوق البشر قوتوں کا سراغ لگا کر ان کا خاتمہ کرنے کی کوشش کروں گا جن کی وجہ سے قدیفس زخمی ہوا اور جنہوں نے اسے اہرام کے طلسمی عفریت کا دوبارہ سامنا کرنے کی دھمکی دی تھی، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد میں فارس کے شہر اگباتانہ کا رخ کروں گا۔"

کولم نے تجسس اور جستجو سے پوچھا۔

"لیکن تم یافان اور اریثیا کا کیا کرو گے؟ تم نے ان دونوں کے مسکن میں جا کر نہ صرف ان دونوں کو زک پہنچائی ہے بلکہ ان کے مسکن کو آگ لگا کر خاکستر بھی کر دیا ہے۔ ایسی صورت میں وہ اپنے آپ کو بہتر طور پر مسلح کر کے تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے۔ میرا ان دونوں سے متعلق تمہارے لیے مخلصانہ مشورہ ہے کہ ان دونوں کی طرف سے

۱۔ یہ دعائیں کتاب اموات مصری میں درج ہیں۔ یہ دعائیں فرعونوں اور امرائے سلطنت کے تابوتوں پر بھی لکھی جاتی تھیں، اس کتاب سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعد میں انسان کی جگہ جانوروں کی قربانی دی جانے لگی تھی۔

۲۔ مصر کے شہر مدینۃ الحبو میں اس قربانی کے آثار آج بھی دیواروں پر منقش ملتے ہیں، ایسے ہی ایک منظر میں فرعون رامیسس سوئم کو ایک کھیت میں ہل چلاتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

بے حد محتاط اور چوکنے رہو۔"

پھر اس نے مزید بتایا۔

"سنو! جہاں یافان نقیب بغاوت اور سرگشتہ و ویران کر دینے والا طلسم گر ہے وہیں وہ سیاہ زندہ مرقع ابلیسی خدو خال کا پیکر اور سفالین کا سر اولین بھی ہے۔ وہ بوڑھے باریک بین سورج جیسا دانا اور بوڑھا ہو جانے کے باوجود ایک جری، بے خوف، بے خطر آدمی ہے۔ وہ عبدالصنم جب اپنے انتقام پر آتا ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے ابلیس کے منہ سے لگام نکل گئی ہو، اس سے محتاط رہنا، اگر کبھی تم اس کے قابو میں آ گئے تو وہ غاروں کے اندھیرے اور بگولوں کے اندر اڑتے ریگزاروں کی طرح تم پر وارد ہوگا اور تمہارے چہرے پر وقت کی بدترین اور المناک داستان مرقوم کر کے تمہاری زیست کو داغدار کر جائے گا۔

دوسری طرف اریثیا بھی بڑی مرد مار قسم کی لڑکی ہے۔ وہ دل کش و اسرار خیز رعنائی و لطافت اور سرمدی وجود کے اسرار جیسا حسن رکھنے والی لڑکی ضرور ہے، پر اس کے بین السطور وہ اپنا انتقام لینے میں افکار و حوادث کی شورانگیزی، موت کی کف اڑاتی موج، دست قضا کی سیاہ آندھی اور فلاکت و ناداری کا سرخ سیلاب ہے۔ اریثیا اپنی حریفانہ کشمکش میں بگولے سے طوفان بن جانے والی لڑکی ہے۔

یاد رکھو! وہ دونوں باپ بیٹی کسی مناسب موقع پر ضرور تم سے ٹکرا کر تم پر ضرب لگانے کی کوشش کریں گے اور سنو یوناف! اپنی زندگی کے برہم و پریشاں اور رقصاں و جولاں دنوں سے اگر کبھی فرصت ملے تو راع دیوتا کے معبد میں مجھے ضرور آ کر ملنا۔"

یوناف نے کہا۔

"اگر قدرت نے کبھی مہلت دی تو ضرور آؤں گا۔"

اس کے بعد یوناف عبیدوز شہر میں کولم سے رخصت ہو گیا۔ اس کا رخ اب سقارہ کے میدانوں کی طرف تھا۔

○

پر عذاب شب کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

سورج سے محروم آسمان پر مشرق کی طرف سے روشنیاں ایک تعجیل سے ترارے بھرنے

اور چلانگیں لگانے لگی تھیں۔ رات کی نیندوں کا واہمہ اور اندھیرے کی بیداری کا مجاہدہ ختم ہو گیا تھا اور دن کی محنتوں کا ثمر شروع ہو رہا تھا۔

پرندوں کے غول اپنی فکروں میں غلطاں، مہر و مروت کے گیت گاتے شاداں و فرحاں اپنے آشیانوں سے نکل کر روزی کی تلاش میں رواں دواں ہو گئے تھے، پھر مشرق سے سورج طلوع ہوا اور آگ کے ایک گولے کی شکل میں ابھرنے لگا، غیر متشکل سائے لرزنے لگے اور ان کی صورت گری ہونے لگی۔

ایسے میں یوناف ستارہ کے میدانوں میں کسانوں کی بستی میں داخل ہوا اور سیدھا قبط کے مہمان خانے کی طرف گیا۔

اس وقت بوڑھا قبط مہمان خانے سے باہر نکل رہا تھا، یوناف اس کے پاس رکا اور اس سے پوچھا۔

"میرے بزرگ! کیا اس بستی کا مہمان خانہ یہی ہے؟"

قبط نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بستی کا مہمان خانہ تو یہی ہے پر تمہیں کس سے ملنا ہے؟"

یوناف نے کہا۔

"میں قبط نام کے اس بزرگ سے ملنا چاہتا ہوں جو اس مہمان خانے کا نگران ہے۔"

بوڑھے قبط نے خندہ پیشانی سے کہا۔

"قبط تو میں ہی ہوں، آؤ اندر آکر بیٹھو اور کہو کیا تم نے کہنا ہے؟"

قبط نے یوناف کو ایک کمرے میں لا بٹھایا پھر اس سے پوچھا۔

"کس غرض کے تحت تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے؟"

یوناف نے غور سے قبط کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا آپ کے ذہن میں دو ایسے نوجوانوں کی کچھ یادیں ہیں جن کے نام قدیفس اور افریدوش ہوں۔"

قبط کے کھچے، ڈھلے اور ملائم چہرے پر لمحہ بھر سکون درہم برہم کر دینے والے جذبے چھا گئے، پھر اس نے کرب اور بجھے ہوئے شعلے کی طرح اداس اور غمزدہ لہجے میں کہا۔

"آہ! افریدوش اور قدیفس۔ وہ دونوں بدقسمت جوان الحوتپ کے بنائے اس طلسمی

اہرام کے اندر سے دولت نکالنے کے لیے رات کے وقت اس بستی کے بھٹیار خانے میں داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو تھیبس شہر کی طرف جانے والے مسافر ظاہر کیا تھا۔

پر ہائے حیف!

وہ مسافر نہ تھے۔ وہ دونوں بڑے بڈیالے اعضا والے مضبوط جوان تھے۔ ان کے ہوش و حواس اور جوش و جذبوں پر اہرام کی دولت بھوت بن کر سوار تھی، ان کے نفس مجہول نے قرب و بعد کے سارے فاصلے مٹا کر ان کی زیرکی، دانائی، فراست پر رعونت و سرکشی اور ان کی ذکاوت و ذہانت پر خواری و خرابی طاری کر رکھی تھی، میں نے بستی کے بھٹیار خانے میں انہیں اہرام سے پہلوتہی کرنے کی زوردار تنبیہ کی لیکن انہوں نے میری بات اور نصیحت کو بے حرارت اور بے حلاوت جانا، رات کی تاریکی میں وہ اہرام کی طرف گئے اور گھپ اندھیرے میں الحوتپ کے طلسمی عفریت نے ان دونوں پر حملہ کر دیا۔

افریدوش تو اس عفریت کے ہاتھوں مارا گیا لیکن جس وقت وہ عفریت قدیفس پر حملہ آور ہوا، اس وقت میں اپنی بستی کے کچھ جوانوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا، اس طرح قدیفس بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا، وہ زخمی تھا میں اسے مہمان خانے میں لے آیا، پھر ایک روز وہ اچانک ہی کچھ بتائے بغیر یہاں سے غائب ہو گیا۔ میں اس کے متعلق بڑا فکر مند اور پریشان تھا۔"

قبط نے ذرا رک کر پھر کہا۔

"اے اجنبی نوجوان! تم نے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا۔"

یوناف نے کہا۔

"میرا نام یوناف ہے اور زخمی ہو کر اس مہمان خانے میں آنے والا قدیفس میری بیوی کا بھائی تھا۔ اے میرے بزرگ! کیا قدیفس کے دوست افریدوش نے الحوتپ کے طلسمی عفریت کے ہاتھوں مارے جانے کے بعد فوق البشری حیثیت اختیار کر لی تھی؟"

قبط نے کہا۔

"اے یوناف! تمہارا کہا درست ہے جو شخص اس طلسمی عفریت کے ہاتھوں مارا جائے وہ فوق البشری حیثیت اختیار کر کے خود بھی اس اہرام کی حفاظت کرنے لگتا ہے۔ ہاں! جو کوئی

اس عفریت کے ہاتھوں صرف زخمی ہو تو وہ فوق البشری حیثیت اختیار نہیں کرتا، اب تک تین جوان جو اس طلسمی عفریت کے ہاتھوں مارے گئے وہ فوق البشری حیثیت اختیار کر چکے ہیں، ان میں اسے ایک افریدوش ہے۔''

''فوق البشری حالت میں داخل ہو جانے والے ان تینوں جوانوں نے اہرام کے ارد گرد سقارہ کے میدانوں میں واقع کسانوں کی بستیوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے، اب تک وہ دس افراد کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں اور زیادہ تر عورتیں اور لڑکیاں ان کی ہوس اور خونخواری کا شکار ہوئی ہیں، ان کی وجہ سے اب آس پاس کی بستیوں میں خوف و ہراس پھیلنے لگا ہے۔ احوتپ نے اس اہرام میں نہ جانے کیسا طلسم ڈال دیا ہے کہ وہ ایک عفریت کی صورت میں اہرام کی طرف جانے والوں پر حملہ آور ہوتا ہے اور کوئی اب تک اس پر قابو نہیں پا سکا۔''

یوناف نے اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

''قبط! قبط!! میرے بزرگ!!! میں احوتپ کے اہرام کے اس طلسمی عفریت اور فوق البشری حالت میں چلے جانے والے ان تینوں جوانوں سے نمٹ کر ان کا خاتمہ کروں گا، عنقریب دیکھو گے میں ان پر قابو پالوں گا اور سقارہ کے میدانوں کی بستیوں کو ان کے خوف و ہراس سے نجات دلا دوں گا۔''

بوڑھے قبط نے خوفزدہ انداز میں کہا۔

''اہرام کے اس طلسمی عفریت کو ختم کرنا تو ناممکن ہے کیونکہ احوتپ نے اہرام کے اندر کوئی ایسا پیچیدہ اور الجھا ہوا طلسم بھر دیا ہے جس پر قابو پانا کسی کے بس کا روگ نہیں، تاہم اہرام کے عفریت کے ہاتھوں فوق البشر حیثیت اختیار کر جانے والے تینوں جوانوں کا اگر تم خاتمہ کر دو تو یہ سقارہ کی ان بستیوں پر تمہارا بہت بڑا احسان ہو گا اور یہاں کے لوگ تمہارے ممنون ہوں گے۔''

یوناف نے پوچھا۔

''کیا تم بتا سکتے ہو وہ کب ان بستیوں کی طرف آتے ہیں اور کہاں رہتے ہیں؟''

قبط نے کہا۔

''میرے خیال میں وہ رہتے تو اہرام کے اندر ہی ہیں لیکن بستیوں پر حملہ آور ہونے کے

لیے ان کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے تاہم اگر تم ان کو ختم کر سکتے ہو تو تمہیں کچھ دن یہاں رک کر ان کے نمودار ہونے کا انتظار کرنا ہو گا۔ اس مہمان خانے میں تم جب تک چاہو قیام کر سکتے ہو۔''

یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

''تو پھر میں یہاں رک کر ان کا انتظار کروں گا۔''

قبط اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

''تو پھر تم آرام کرو، میں تمہارے لیے کھانا لاتا ہوں۔''

پھر وہ مڑا اور باہر نکل گیا۔

قبط کے جانے کے بعد ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا لمس ظاہر کیا۔ ساتھ ہی اس کی تنبیہ کرتی ہوئی سنائی دی۔

''یوناف! یوناف!! تم ان تین جوانوں سے ضرور نمٹ لو جو اہرام کے طلسمی عفریت کے باعث فوق البشری حالت میں ان بستیوں کے لوگوں کے لیے ذلت و عذاب بنے ہوئے ہیں، پھر تم اہرام کے اندر احوتپ کے طلسمی عفریت کا ابھی سامنا کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ اہرام کے اندر وہ ایک گہرا اور الجھا ہوا طلسم ہے جس کا جال احوتپ جیسے ماہر طلسم گر نے بن رکھا ہے، اگر تم نے اہرام کے اس عفریت کو زیر کر بھی لیا تب بھی یہ کام تمہاری ذات کے لیے تکلیف دہ ہو گا، اس لیے کہ اس صورت میں احوتپ بھی تمہارے دشمنوں کی اگلی صف میں شامل ہو جائے گا اور اگر کبھی کوئی ایسا لمحہ آ گیا کہ عارب، بیوسا اور نبیطہ، یافان، اریشیا اور احوتپ نے تمہارے خلاف اتحاد کر لیا تو تم اپنے آپ کو نئے اور اذیت دہ حالات میں محسوس کرو گے، بہتری اسی میں ہے کہ فی الوقت تم خاموش رہو اور اہرام کے اس عفریت سے متعلق کوئی عملی قدم نہ اٹھاؤ، پھر جب کبھی حالات درست ہوں تو اہرام کے عفریت سے بھی نمٹ سکتے ہو۔''

یوناف نے کہا۔

''میں تو فیصلہ کر چکا تھا کہ چند دن یہاں رک کر میں اہرام کے اندر احوتپ کے اس طلسمی عفریت سے بھی نمٹتا جاؤں گا، پر اب تم کہتی ہو تو میں اس کے خلاف حرکت میں نہیں آتا، صرف ان فوق البشر بن جانے والے جوانوں کا خاتمہ کر کے یہاں سے

اگبا تانہ شہر کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔کیا اس دوران اور اس مہمان خانے میں قیام کے دنوں میں تم میرا ایک کام کرو گی۔"

ابلیکا نے بڑے پیار اور رغبت سے کہا۔

"تم میرے ساتھ اس قدر عاجزی اور انکساری کے ساتھ کیوں بات کرتے ہو۔تم حکم دینے کے انداز میں مجھے یہ بھی تو کہہ سکتے ہو کہ میرا یہ کام کر دو۔اچھا کہو، کیا کام ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"یہ معلوم کرو کہ یافان اور اریشیا دریائے نیل کے اندر اپنے مسکن کے جل جانے کے بعد اب کہاں اور کس طرف گئے ہیں تاکہ میں ان کی طرف سے محتاط رہوں اور اگر ضرورت درپیش ہو تو ان کے خلاف حرکت میں آسکوں۔"

ابلیکا نے کہا۔

"میں عنقریب تمہیں بتاؤں گی کہ یافان اور اس کی حسین بیٹی اریشیا دونوں کہاں ہیں۔"

پھر اس نے ذرا رک کر کہا۔

"یوناف! یوناف! میرے خیال میں یافان اور اریشیا کسی ایسی محفوظ جگہ چلے گئے ہیں جہاں چند روز تک ستانے کے بعد وہ پھر تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے وہ ہر صورت میں ایک بار اپنے آپ کو تمہارے مقابلے میں کامیاب و سرخرو دیکھنا چاہیں گے اور اس کے لیے وہ ہر حربہ تمہارے خلاف آزمائیں گے۔"

ابلیکا خاموش ہو گئی کیونکہ بوڑھا قبط یوناف کے لیے کھانا لے کر کمرے میں داخل ہو رہا تھا، پھر یوناف مہمان خانے کے اس کمرے میں بیٹھا کھانا کھانے لگا۔

O

مصر کے شمال اور ایران کے مغرب میں دجلہ و فرات کے دو آبہ کے اندر اور آس پاس عربوں کی چار بڑی حکومتیں تھیں، ایک سومیری، دوسرے عکادی، تیسرے آشوری اور چوتھے عیلامی۔

سومیر دو آبہ کے جنوب میں تھے اور جس طرح مصری اپنے بادشاہ کو فرعون کہہ کر

پکارتے تھے، اسی طرح سومیری اپنے بادشاہ کو پاتسی کہہ کر پکارتے تھے۔ان کا مرکزی شہر جہاں ان کا پاتسی رہتا تھا، اریدو تھا۔ان کے دیگر بڑے بڑے شہر لواسہ، اسین، خفا، اروک، ار، گالاش، نپور، کش اور عبید تھے۔ان کا عقیدہ تھا کہ ان کا پاتسی امور سلطنت خدا کی مرضی کے مطابق سرانجام دیتا ہے اس لحاظ سے پاتسی ایک طرح کے مطلق العنان بادشاہ تھے۔

عراق کے دو آبہ کے اندر سومیریوں کے شمال میں عکادی سلطنت تھی۔ان کا مرکزی شہر عکاد تھا، ان کے دوسرے بڑے بڑے شہر کیش، سپار اور بابل تھے۔اپنے مرکزی شہر عکاد کی نسبت سے یہ لوگ عکادی کہلاتے تھے۔

عکادیوں کے شمال میں آشوری سلطنت تھی۔ان کا مرکزی شہر آشور تھا، دیگر بڑے بڑے شہر نینوا، کلاہ تھے۔عرب کے صحراؤں سے نکل کر پہلے پہل یہ لوگ بابل کے آس پاس بیٹھ گئے۔پھر وہاں سے بھی ترک وطن کر کے شمال کی طرف بڑھے اور شمال کے وسیع علاقوں پر اپنی سلطنت قائم کر لی، ان کے مرکزی شہر اور ان کے سب سے بڑے دیوتا کا نام بھی آشور تھا اور خدا کو بھی یہ لوگ آشور کہہ کر پکارتے تھے، یہ لوگ زراعت پیشہ تھے لیکن جن علاقوں میں آکر وہ آباد ہوئے وہ چونکہ بابل کی طرح زرخیز اور شاداب نہ تھے، اس لیے انہوں نے لوٹ مار کو اپنا پیشہ بنالیا۔ہر سال موسم بہار میں یہ ہمسایہ ممالک میں لوٹ مار، قتل و غارت کرتے اور جو لوگ ان کے ہاتھوں اسیر ہوتے انہیں غلام بنالیتے اور ان سے محنت و مشقت کا کام لیتے۔

ان کی تعداد چونکہ کم تھی اور ان کے مقبوضہ علاقے بہت وسیع تھے، لہٰذا اپنی مفتوح اقوام کو مطیع رکھنے کے لیے یہ ان کے ساتھ سخت رویہ رکھتے تھے۔

ان کے مغرب اور جنوب مغرب کی طرف قدیم حتی قوم آباد تھی اور ان کے شمال میں پرانی کاسی[1] قوم آباد تھی۔ان کے مشرق میں کوہستان زاگروس کے اس پار شمالی ایران کی طاقتور سلطنت تھی جس کا بادشاہ ان دنوں ہوشنگ تھا۔

آشوری شروع شروع میں مختلف قبائل میں بٹے ہوئے تھے اور ان کا سردار قبیلے کا جادوگر ہی ایک طرح سے ان پر حکومت کرتا تھا ہاں ضرورت پڑنے پر یہ لوگ اپنے مرکزی

---

[1] کاسی قوم کرمان شاہ کے نزدیک کوہستانی سلسلے کے اندر آباد تھی۔اس قوم کا سلسلہ اب تک جاری ہے اور اب یہ لوگ کاسی یا کاسو کے بجائے کرد کہلاتے ہیں۔

شہر آشور کے حکم پر ہر کام کرنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ انہوں نے باقاعدہ اور ایک طاقتور سلطنت[1] کی شکل بہت بعد میں اختیار کی۔

اس علاقے میں عربوں کی چوتھی بڑی سلطان عیلام تھی۔ اس کا مرکزی شہر شوش تھا، سلطنت کے مغرب میں دریائے دجلہ تک، مشرق میں ایران کے تھوڑے سے حصے تک، شمال میں اس شاہراہ تک جو بابل سے ہمدان تک جاتی تھی اور جنوب میں خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی۔ مرکزی شہر شوش کے علاوہ ان کے دوسرے بڑے شہر مادا، کتورومی، اہواز اور خایدالو[2] تھے۔

○

آسمان پر ستارے رخصتی ہنسیاں اڑا رہے تھے، صبح طلوع ہو رہی تھی، کائنات کی ہر شے کی آنکھوں میں مسکراہٹ بکھرنے لگی تھی۔ پکے ہوئے لسوڑے جیسی حسینائیں پانی بھرنے جھرنوں کو چل پڑی تھیں۔ سوئے سمندر جاگ اٹھے تھے۔ تابندہ سورج نے ہر سو اپنی کرنیں بکھیر دی تھیں اور چرواہے ارغنوں کی گہری گونجدار آوازوں سے ہم آہنگ ہو کر حسین نغمے بکھیرتے اپنے ریوڑوں کو چراگاہوں کی طرف لے جا رہے تھے۔

ایسے میں

آشوری عربوں نے کوہستانِ زاگروس کے سلسلے کو عبور کیا اور شمالی ایران میں قوم حاد کی سلطنت کی حدود میں داخل ہوئے۔ ان کا لشکر ہزاروں کی تعداد میں تھا اور وہ اپنے ایک سردار نخلا کی سرکردگی میں کوہستانی سلسلے سے نکل کر لوٹ مار کی غرض سے سلطنت اگباتانہ کی حدود میں داخل ہو گئے تھے۔

ثروت و دولت کے متلاشی آشوری عرب آہوں کے جھونکوں، کہر کے پھیلے پردوں، طوفانی رات کی ٹھٹھرا دینے والی یخ بستگی، عتابِ جہنم، فنا کی راکھ اور وہم و اوہام کے پجاریوں کی طرح اگباتانہ کی حکمران قوم کے علاقوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ انہوں نے

1۔ آشوریوں نے بہت بعد یعنی 1600 قبل مسیح میں ایک زبردست سلطنت اور قوت کی شکل اختیار کی۔
2۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ خایدالو شہر اس جگہ آباد تھا جہاں آجکل مشہور شہر خرم آباد ہے۔

ایران کی سرزمین میں اپنے غیر فانی عمل اور مرگ آفریں رقص کی ابتدا کر دی تھی۔ ان کے حملوں میں موت کی وسعت اور پہنائی اور مرگ کی حرارت و توانائی تھی، جن ایرانی بستیوں میں آشوریوں نے لوٹ مار اور قتل و غارت شروع کی تھی، ان کے مکینوں نے اپنا دفاع کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن انہیں بری طرح ناکامی ہوئی تھی۔

آشوری ان گنت صدیوں کی تاریکی، وقت کے سیلاب کی طرح قوم کی تقدیر کو سرنگوں کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے، اپنے سامنے آنے والے ہر (ایرانی) کو انہوں نے خون بداماں و خون آلود کر دیا۔ انہوں نے قوم کی بستیوں کو موت کی داد دی سمجھ کر وہاں آگ اور صلیب کا کھیل کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ ان کے پس پردہ کوئی ساحر کام کر رہا ہے، وہ اپنے سامنے جمنے والی ہر قوت کو خاک میں لتھڑاتے، خون میں نہلاتے، اپنے سردار نخلا کی سرکردگی میں فتح و نصرت کی کرنوں اور اک ہنگامہ و اژدہام کی طرح آگے بڑھتے رہے، ایسا لگتا تھا وہ کوئی اساطیری وجود رکھتے ہیں جس کا سدباب ممکن نہیں۔

آشوریوں نے قوم حاد کے جوانوں پر روح کی پژمردگی طاری کر کے ان کے آغاز وانجام اور ان کے امروز و فردا کو تخریب و تباہی کا مرکب بنا کر رکھ دیا تھا۔ ایرانی، بستیوں اور قصبوں کو لوٹ لوٹ کر وہ ہاتھ آنے والا مال اور نقدی و جواہرات کوہستان زاگروس کے اندر اپنے خاص دستوں کی زیر نگرانی محفوظ کرنے لگے۔

○

شمالی ایران کی قوم حاد کا بادشاہ ہوشنگ اگباتانہ شہر میں اپنے قصر کے اندر اپنے اراکین سلطنت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ان کے سامنے ایک جوان لڑکی بیٹھی ارغنوں کی سریلی دھن کی طرح گا رہی تھی۔ گانے والی وہ لڑکی تابندہ صدف کی سی جوان، نشاط آفریں لمس جیسی دلفریب روشنی کے آنچل جیسی پرکشش، زعفرانی نیلی لہروں جیسی حسین، پگھلے ہوئے جذبات جیسی جنوں خیز، شہد جیسی میٹھی، پھول جیسی کومل، جل جیسی نرمل اور قرب و لمس جیسی متبسم و شاداں تھی۔ اس کافر صورت اور تسخیر کائنات جیسا حسن رکھنے والی لڑکی کی آواز میں ایک حلاوت و خمار اور اک نغمگی و خوشبو تھی۔ اس کی آواز نغمہ سرا طیور کی طرح انتظار کی اذیتوں

میں رس گھول دینے والی تھی۔

اپنے دامن میں قیامت اور نغموں کی حلاوت لیے جب وہ لڑکی خاموش ہو گئی تو قصر ہوشنگ میں ایک مصاحب داخل ہوا اور دست بستہ ہو کر ہوشنگ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے بادشاہ! اگباتانہ کے کچھ شہری فریاد لے کر آئے ہیں اور وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔''

ہوشنگ نے گہرے سکون اور مسکراہٹ سے کہا۔

''ان سب کو اندر لاؤ۔''

وہ مصاحب احتراماً جھکا اور باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہوشنگ کے اس قصر میں کچھ لوگ داخل ہوئے جن کی رہنمائی ایک بوڑھا کر رہا تھا۔

وہ قریب آئے تو ہوشنگ نے پوچھا۔

''تم لوگ کس کے خلاف اور کیسی فریاد لے کر آئے ہو؟''

اس بوڑھے نے کہا۔

''اے بادشاہ! ہم لوگ اگباتانہ کے شمال مغربی حصے کے رہنے والے ہیں، کچھ عرصہ ہوا، شمال کی طرف سے ایک عفریب ہم پر وارد ہوتا ہے، یہ دو سیاہ رنگ کے خوفناک بیل ہیں جن پر دو ایسے جوان اور ان کے ساتھ ان کی بیویاں سوار ہوتی ہیں جو کچھ عرصہ قبل اپنے مکان میں اپنے دشمنوں کے ہاتھوں جلا کر مار دیئے گئے تھے، سیاہ بیلوں پر سوار یہ چاروں خون بہاتے ہیں۔ لوگوں کے اندر قتل و غارت گری کا بازار گرم کرتے ہیں اور معصوم بچوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں، اب تک وہ ان گنت لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار کر بیسیوں بچوں کو شہر سے اٹھا کر لے گئے ہیں۔''

ہوشنگ نے چونک جانے والے انداز میں پوچھا۔

''بیلوں کی صورت میں یہ عفریت اور ان پر سوار وہ چاروں میاں بیوی جو مر کر بدروحوں کی صورت اختیار کر چکے ہیں کہاں اور کس طرف سے آتے ہیں؟''

بوڑھے نے کہا۔

''اے مالک! اگباتانہ کے شمال میں ندی کنارے کسی نے ایک محل تیار کیا ہے، وہ دونوں بیل جو سیاہ رنگ کے بدہیت، ہیولوں جیسے ہیں، اس محل سے نکلتے ہیں اور ندی پار کر کے رانبھتے ہوئے اگباتانہ شہر کی طرف بڑھتے ہیں۔ ان دونوں بیلوں پر چاروں سوار پہلے قتل و غارت گری کرتے اور پھر معصوم بچوں کو اٹھا کر لے جاتے تھے۔ پر اب انہوں نے اپنے کام کا دائرہ وسیع کر دیا ہے۔ اب وہ عصمتوں کو تار تار کرنے لگے ہیں، مکانوں کو منہدم اور کھلیانوں کو آگ بھی لگانے لگے ہیں، ان بدہیئت بیلوں کے منہ اور نتھنوں سے آگ اور دھواں نکلتا ہے اور کوئی ان پر یا ان پر سوار چاروں میاں بیوی پر حملہ آور نہیں ہو سکتا کیونکہ انہیں دیکھا تو جا سکتا ہے لیکن انہیں مس نہیں کیا جا سکتا۔

اے مالک! ہم نے کئی بار ان بیلوں کا تعاقب کیا لیکن اس محل میں داخل ہونے کے بعد وہ دکھائی نہیں دیتے اور جن بچوں کو وہ اٹھا کر لے گئے ہیں کبھی کبھار ان بچوں کی آوازیں تو اس محل سے سنائی دیتی ہیں پر بچے وہاں دکھائی نہیں دیتے، اب اس محل کا ایک چوکیدار بھی ہے جو اگباتانہ ہی کا ایک غریب آدمی ہے۔ اسے وہ لوگ معقول معاوضہ دیتے ہیں، اس کا کہنا ہے وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا کہ اس محل میں چار میاں بیوی رہتے ہیں جو کہ فوق البشری انسان لگتے ہیں وہ خود ان سے خوفزدہ ہے لیکن ان کی خدمت اس خدشے کے تحت کر رہا ہے کہ انکار کی صورت میں وہ کہیں اسے اور اس کے اہل خانہ کو نقصان نہ پہنچائیں، اس لیے وہ بے چارہ ان کے لیے بازار سے ضرورت کی اشیاء خرید کر بھی لے جاتا ہے۔

اے آقا!

ہم نے کئی بار ارادہ کیا کہ اس عمارت ہی کو گرا دیں جس میں سے وہ بیل سوار بدروحیں نکل کر اگباتانہ کے شہریوں پر حملہ آور ہوتی ہیں وہ چاروں بیلوں پر سوار ایسے ہی دکھائی دیتے ہیں جیسے وہ زندہ انسان ہوں اور معمول کی زندگی بسر کرتے ہوں لیکن انہیں چھوا نہیں جا سکتا۔ ایسا لگتا ہے وہ چاروں زائر اجل اور لوگوں کی قسمتوں کے مالک بن گئے ہوں، گو ان چاروں کی تعریف ایک غایت و انتہا درجے کا غلو اور مبالغہ لگتا ہے۔ لیکن ان کے خلاف ہماری ہر کوشش اور ہر سعی ناکام ہوئی ہے اور وہ چاروں ہمیں تخیل سے ماورا فکر و قلب و نظر رکھنے والی باطل تہذیب کی تخلیق لگتے ہیں، آج مجبور ہو کر ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ

آپ ان کے مقابلے میں ہماری مدد کریں تا کہ ہم غریبوں کے خلاف ان کی ستم آرائیاں اور حشر سامانیاں بند ہو جائیں۔''

بوڑھے کی گفتگو کے جواب میں ہوشنگ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ وہی مصاحب جو ان فریادیوں کو لایا تھا، ایک بار پھر اندر آیا اور ہوشنگ سے کہا۔

اے آقا! مشرقی سرحدوں کی طرف سے کچھ لوگ آئے ہیں، ان کے ساتھ ان کا سرکردہ ایک جوان بھی ہے جو مشرقی سرحدوں سے متعلق کوئی اہم مگر بدترین خبر آپ سے کہنا چاہتا ہے۔''

ہوشنگ نے چونک جانے والے انداز میں کہا۔

''اسے فوراً اندر لے آؤ۔''

مصاحب تھوڑی دیر بعد ایک جوان کو اندر لایا جو ہوشنگ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔۔

ہوشنگ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میرا مصاحب کہہ رہا تھا کہ تم مغربی سرحدوں کی طرف سے آئے ہو، کہو! تم نے کیا کہنا ہے؟''

اس جوان نے کہا۔

''اے بادشاہ! کوہستانِ زاگردس کو پار کر کے خونخوار آشوری ہمارے علاقوں پر حملہ آور ہو گئے ہیں۔ وہ رسن و دار، شور و فغاں، خوف ناک شام اور ماتمی ستاروں کی طرح ہمارے اندر تک گھس آئے ہیں۔ وہ دہکتی آگ، صحرائی سموم کی ویرانی اور چنگھاڑتے اہرمن کی طرح طبل و دف بجاتے قتل و غارت اور لوٹ مار پر اتر آئے ہیں، ان کے حملوں میں نوامیس الہیہ اور قوانین فطرت کی سی ضبطگی ہے جبکہ ان کے مقابلے میں ہمارے کسی مساعی کسی کوشش میں کوئی ربط نہیں ہے۔ وہ ایک تاب و تپش اور شہر واژدر کی طرح ہمارے علاقوں میں تباہی کی آگ اور خانہ ویرانی کی تیرگی بن کر دوڑ رہے ہیں اور ان کے سامنے ہمارے جوانوں میں کوئی قاعدہ کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ وہ آشوری جو تعداد میں ان گنت ہیں، اک وقار و شجاعت اک ترقی و پیش قدمی کے ساتھ لہو کے پرچم اڑاتے، لوگوں کے ذہنی رشتوں کو کاٹ کر، بے انداز خرمن و مال و متاع اکٹھا کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہر طرف جنگ و نفرت، ظلم و کدورت اور اک حشر جیسی کیفیت برپا کر دی ہے۔ ان کے سامنے عورتیں اپنے دامن جھاڑ

کر بین کر رہی ہیں اور رو رہی ہیں کہ کب یہ عذاب ان کے سروں سے ٹلے گا۔

اے بادشاہ!

آشوری ہماری سرزمین میں باطل تہذیب، قبر کی سی تاریکی اور دامن شب کی طرح پھیلتے ہوئے لوگوں کی سانسیں کاٹ رہے ہیں۔ کاش کوئی انہیں روکتا، کوئی اپنے حیات بخش کھلیانوں کی ان سے حفاظت کرتا۔ انہوں نے ہمارے ہر جوان کو پابجولاں کر کے سر مقتل لا کھڑا کیا ہے۔ آہ نہ جانے اور کب تک تکبر گزیدہ آشوری اس رزم میں ہماری رگوں کا لہو نچوڑتے رہیں گے۔''

ہوشنگ کی رگ حمیت سلگ اٹھی۔

اس نے اپنے جسم کی پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا۔

''قسم آسمان کے ستاروں کی! ہم حملہ آور آشوریوں کی حالت برگ آوارہ، سنسان ساگر اور افق در افق پھیلے اندھیروں جیسی کر دیں گے، ان سے ہم اپنی اہانت کا انتقام لیں گے اور ان کے آغاز و انجام کو ادھیڑیں گے اور ان کی اندھی بصیرتوں کو مرقوم حقائق سے روشناس کریں گے جب ہم زینہ بہ زینہ اترتی شام کی طرح ان پر وارد ہو کر، ان پر برق کی طرح حملہ آور ہو کر قوی ضربیں لگائیں گے تو ان کی حالت تنہائی کے سمندر، موت کی حقیقت اور بے وطن اشجار سے مختلف نہ ہو گی۔

پھر ہوشنگ نے قصر میں موجود اپنے مصاحبوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں ابھی اور اسی وقت اپنے لشکر کے ساتھ آشوریوں کی طرف کوچ کر رہا ہوں، میرے بعد تم لوگ کسی آزمودہ کار ساحر کو بلا کر ان دو بیلوں کے عفریت سے نمٹ لینا۔''

پھر وہ قصر سے باہر نکل گیا۔

ہوشنگ نے آشوریوں کو سبق سکھانے کے لیے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری کے ساتھ کوہستانِ زاگروس کی طرف کوچ کیا۔ آشوریوں کی لوٹ مار، ان کی پیش قدمی اور یلغار اور ترکتاز کو کم کرنے کے لیے اس نے اپنے ایک نائب کی کمانداری میں اپنے لشکر کا ایک حصہ ہراول کے طور پر برق رفتاری سے آشوریوں پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ کیا۔ آشوریوں نے بڑی دانشمندی اور پیش بینی سے کام لیا۔ انہوں نے فوراً ہوشنگ کے ہراول پر ایک خونی طوفان کی طرح حملہ کر دیا اور اسے تہ تیغ کر دیا۔ پھر اگبا تانہ کی سلطنت پر یلغار

کرنے کے باعث جو کچھ مال و متاع، نقدی اور جانور ان کے ہاتھ لگے تھے، انہیں سمیٹ کر وہ کوہستانِ زاگروس عبور کر کے اپنی سرزمین آشوریہ کی طرف لوٹ گئے۔

ہوشنگ جب اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانِ زاگروس کے دامن میں اپنی بستیوں کی طرف آیا تو اس نے دیکھا ساری بستیاں لٹ چکی تھیں۔ لوگ در بدر ہو چکے تھے اور اس کے ہراول دستے کے جوانوں کی لاشیں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔

ہوشنگ کے پاس سوائے پچھتانے کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ وہ کوہستانِ زاگروس کو عبور کر کے آشوریوں پر حملہ آور بھی نہ ہو سکتا تھا، اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ آشوری حملہ آور ہونے میں آتش تر اور بحر پر قہر، جان دینے میں ظلوم و جہول، دشمن کے لیے موجوں کی مانند بے زنجیر ہونے کے علاوہ شوریدہ و جنوں خیز اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے سوکھے دلوں کے لیے نمی اور شہد و شکر تھے۔ وہ جانتا تھا اگر اس نے کوہستانِ زاگروس کو عبور کر کے آشوریوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو وہ شوخ و شنگ وحشی عرب اس کے لیے آشوب و ننگ بن کر اٹھ کھڑے ہوں گے لہٰذا ہوشنگ نے اپنے لشکر کے ساتھ چند روز میں رک کر اجڑی بستیوں کی از سرِ نو تعمیر کی پھر وہ اپنے دارالحکومت اگباتانہ کی طرف لوٹ گیا۔

آشوریوں کے اگباتانہ کی وسیع اور طاقتور سلطنت پر کامیاب حملہ اور پھر ہوشنگ کی بے بسی اور ناکامی دیکھ کر آشوریوں کی ہمسایہ اکادی مملکت کا باتسی (بادشاہ) جس کا نام مانستو تھا، لرز گیا۔ اسے یہ وہم اور خدشہ ہو گیا کہ وہ آشوریوں کا سب سے قریبی ہمسایہ ہے اور اگر آشوریوں نے کبھی ہوشنگ کی طرح اس پر حملہ کر دیا تو وہ یقیناً اس کی سلطنت کا صفایا کر کے رکھ دیں گے لہٰذا اس امر پر مشورہ کرنے کے لیے اس نے اپنے سارے دور و نزدیک کے مصاحبوں کو اپنے مرکزی شہر اکاد میں طلب کیا۔

جس روز سب لوگ اکاد شہر میں مانستو کے محل میں جمع ہوئے تو مانستو نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”رفیقانِ من! میں نے تم لوگوں کو اس لیے جمع کیا ہے کہ آشوریوں سے متعلق تم لوگوں سے مشورہ کروں، یہ خبر تم لوگوں تک پہنچ چکی ہو گی کہ آشوریوں نے اگباتانہ کی سلطنت پر ایک خون خشک کر دینے والا کامیاب حملہ کیا ہے اور اس جنگ میں ان کے ہاتھ بہت کچھ لگا ہے اور ان کے مقابلے میں اگباتانہ کا بادشاہ ہوشنگ بالکل بے بس نظر آیا ہے، میں سوچتا

ہوں آشوری ہمارے ہمسائے ہیں، اگر انہوں نے ایسا ہی حملہ کبھی ہم پر بھی کر دیا تو ہم اسے شاید برداشت نہ کر سکیں گے۔“

اکاد شہر کے اس محل میں بیٹھے ایک بوڑھے نے مانستو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”اے بادشاہ! آشوری ہمارے عرب بھائی ہیں اور وہ ہم عربوں پر حملہ آور نہ ہوں گے بلکہ ان ہی کی وجہ سے اگباتانہ والوں کو بھی یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ دجلہ و فرات کے دوآبہ میں کسی عرب مملکت پر حملہ آور ہوں۔“

مانستو نے کہا۔

”اگر آشوریوں نے عرب ہونے کے ناطے کو پس پشت ڈال کر ہم پر حملہ کر دیا تو پھر؟“

اس بوڑھے نے کہا۔

”ایسا کوئی وقت آیا تو پھر دیکھا جائے گا۔“

مانستو نے کہا۔

”دیکھا نہیں جائے گا بلکہ میں نے دیکھ لیا ہے، میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ہم اپنے مشرقی ہمسائے عیلام قوم پر حملہ کر کے ان کے خلاف ایک زبردست کامیابی حاصل کریں، اس طرح گرد و نواح میں ہماری دھاک بیٹھ جائے گی اور کسی کو ہم پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ ہو گی۔“

اس بوڑھے نے پھر کہا۔

”لیکن عیلام بھی تو سامی اور عرب ہیں، کیا عرب، عربوں کا خون بہائیں گے، اگر ایسی رسم چل نکلی تو پھر کوئی بھی اس خونریزی سے نہ بچ سکے گا۔“

مانتسو[1] نے کہا۔

”ہمیں ایسا کرنا ہو گا، یہ ہماری مجبوری ہے۔ تم میں سے جو لوگ میری اس رائے سے اختلاف رکھتے ہیں وہ اٹھ کھڑے ہوں۔“

اس بوڑھے کے سوا کوئی بھی کھڑا نہ ہوا، لہٰذا فیصلہ کر لیا گیا کہ قوم عیلام پر حملہ کر دیا جائے۔

چند یوم کی زبردست تیاری کے بعد اکاد کے بادشاہ مانستو نے ایک لشکر جرار تیار کیا، پھر

۱۔ پروفیسر [illegible] شانی نے اس کا نام مانیستو لکھا ہے۔

اس نے ایک خونخوار یلغار کے ساتھ اپنے مشرق میں قوم عیلام پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ ایسا زور دار اور اچانک تھا کہ عیلامی اس کا مقابلہ نہ کر سکے اوران کا بادشاہ اس جنگ میں گرفتار ہو گیا۔ بعد میں مانستو نے خراج کی رقم طے کر کے عیلامی بادشاہ کو آزاد کر دیا۔

اس طرح قوم عیلام اکادیوں کی خراج گزار قوم بن گئی اور یوں دجلہ وفرات کے دوآبہ میں عربوں کی حکومتوں کے درمیان ایک چپقلش اور عداوت کی ابتدا ہو گئی۔

○

سقارہ کے میدانوں میں کسانوں کی بستی کے اس مہمان خانے میں یوناف کو قیام کیے ہوئے تیسرا روز تھا۔

اس وقت شام ہو رہی تھی، اجالا تاریکی، بہار وخزاں کی رقابت کی طرح ایک دوسرے سے دست وگریباں تھے۔ یوناف مہمان خانے میں اکیلا بیٹھا تھا، حریم شب میں تاریکیاں بکھر کر اور گہری ہونے لگی تھیں۔

اچانک یوناف کو کمرے میں اک بدیسی خوشبو اور اپنی گردن پر وہی شناسا و شیریں لمس محسوس ہوا، اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اے میری رفیق! تیرا کیا حال ہے۔ اے میری عزیز! تو کہاں رہی کہ اس خاکسار بے نوا اور خستہ حال انسان کو تمہارا ہی انتظار تھا۔ میں نے تمہیں آواز دے کر اس لیے نہیں پکارا کہ شاید تم کہیں میرے ہی کام کے سلسلے میں مصروف ہو۔"

جواب میں ابلیکا کی نوری جھرنے جیسی دلکش اور آشیانوں کو جاتے ہوئے صحرائی پرندوں جیسی سہانی آواز آئی۔

"اے میرے ستواں، سادہ اور ہمدرد حبیب! تم خاکسار و کمترین کب سے ہو گئے۔"

ذرا رک کر ابلیکا نے پھر اشک شوق مفرط میں، ایک ان دیکھے زیر و بم، اک وجدانی کیف وکم اور ایک نشیلے انداز میں نرم شیریں آواز میں کہا۔

"اے میرے حبیب! سنو۔ یافان اور اریشیا دونوں باپ بیٹی اس وقت سومیری قوم

کے شہر ایدو کے ایک معبد میں ٹھہرے ہوئے ہیں اس معبد کا بڑا پجاری یافان کی طرح ہی ایک بے کل سحرکار ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے کے جاننے والے ہیں۔ سنو میرے حبیب! فی الوقت تمہیں یافان اور اریشیا سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

ابلیکا ذرا رکی اور پھر دوبارہ وہ اک مطربہ و مغنیہ کی سی آواز میں بھرپور مرصع کار لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"اے میرے حبیب! میں ان تین جوانوں کا بھی پتہ لگا کر آئی ہوں جو انحوتپ کی طلسمی عفریت کی وجہ سے فوق البشر حالت میں جا چکے ہیں اور جنہوں نے سقارہ کے میدانوں کے اندر بستیوں میں خون، بے عصمتی اور قتل و ہراس کا کھیل شروع کر رکھا ہے۔ سنو یوناف! وہ تینوں انحوتپ کے اس طلسمی اہرام کے اندر ہی رہتے ہیں اور طلسمی عفریت کی طرح وہ بھی اہرام کی ہر شے کی حفاظت کرتے ہیں اور سنو یوناف! وہ آج اس بستی پر حملہ کریں گے جس میں تم نے قیام کیا ہے، میں اہرام کے اندر ان کی پوری گفتگو سن کر آئی ہوں۔ اس بستی میں روبیہ نام کی کوئی حسین لڑکی ہے، آج وہ تینوں پہلے روبیہ کے گھر والوں کا خاتمہ کریں گے پھر اس لڑکی کو اپنی بدی کا نشانہ بنائیں گے۔ آج رات بھی بڑی عجیب ہے، باہر ہلکی ہلکی بوندا باندی اور پھوار بھی پڑ رہی ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا!! خداوند بیدار کی قسم! اس شب نمط میں میں ان تینوں فوق البشر حیثیت اختیار کر جانے والے جوانوں کا خاتمہ کر کے ان بستیوں کو ان کے عذاب سے نجات دلا دوں گا۔ ابلیکا! ابلیکا!! تمہاری گفتگو، تمہاری ہمدردیاں تمہیں میری زندگی کا رس، میری ذات کا قرار وسکون اور میرا انیس جان بناتی جا رہی ہیں، مجھے یوں لگتا ہے جیسے کسی دن شوطار کے بعد تمہیں ہی اپنی رفیقہ حیات بنانا پڑے گا۔"

ابلیکا نے شب کے باطن میں اٹھنے والی گہری آواز میں کہا۔

"میرا اور تمہارا شوطار جیسا رشتہ ناممکن ہے۔ یوناف۔ ہم دونوں کے لیے آخری حد ہے کہ ہم دونوں اچھے اور مخلص ساتھیوں کی طرح ایک دوسرے سے تعاون کرتے رہیں۔"

یوناف نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم پھوار بن کر پھول بن کر کسی پر نچھاور ہو جاؤ۔ ترانہ بن کر رنگ

بن کر کسی پر بہہ جاؤ۔ اک سیل نور اور نغمہ بن کر کسی کی ذات کو اپنا لو۔ آہ! تمہاری ملوکانہ آواز میں کیسے شیرینی و فرط بھرے پیغامات ہیں۔"

ابلیکا نے پھر ایک دلگیر اور ملول سی آواز میں کہا۔

"کاش ایسا ہو سکتا، جیسی تم خواہش کر رہے ہو۔ کاش میں تمہاری خواہشوں کا احترام کر سکتی۔ تمہاری ان چاہتوں کا جواب دے سکتی، پر اے میرے حبیب! ہم دونوں ہی بے بس ہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔"

ابلیکا کی اس پژمردہ کر دینے والی گفتگو پر یوناف تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہا، پھر زور زور سے پکارنے لگا۔

قبط! قبط! تم کہاں ہو جلدی ادھر آؤ۔"

تھوڑی دیر بعد مہمان خانے کا نگران بوڑھا قبط وہاں آ گیا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"آپ نے مجھے بلایا؟"

یوناف نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے تمہیں ہی آواز دی ہے سنو! وہ تینوں فوق البشر اور عفریت نما جوان آج رات تمہاری اس بستی پر حملہ آور ہوں گے۔"

یوناف کی اس اطلاع پر بوڑھے قبط کی حالت ایسی ہو گئی، جیسے اس کے قلب و جگر میں ایک آگ، موت کی آگاہی اور غم دہر کا بے انت اندوہ بھر دیا گیا ہو۔ اس کے چہرے پر ناآسودگی، اس کی آنکھوں میں علائق دنیا قیود عالم کا سماں اور اس کی رنگت میں خوف و دہشت کی آمیزش و آویزش حلول کر گئی ہو پھر اس نے سہمی سہمی آواز میں پوچھا۔

"لیکن تمہیں کیسے خبر ہو گئی کہ آج رات وہ تینوں اس بستی میں وارد ہوں گے؟"

یوناف نے کہا۔

"میرا ایک ساتھی ہے جو ایسی ہولناک خبریں لا سکتا ہے۔"

قبط نے پوچھا۔

"کیا تمہارا وہ ہولناک خبریں لانے والا ساتھی ان عفریتوں سے نمٹ نہیں سکتا۔"

یوناف نے کہا۔

"یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ اس کی وضاحت تمہیں میں بعد میں کروں گا، پہلے یہ بتاؤ کہ تمہاری اس بستی میں کوئی ایسی لڑکی بھی ہے جو حسین ترین ہو اور اس کا نام روبیہ ہو۔"

قبط نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ روبیہ اس بستی کی حسین ترین لڑکی ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"تو پھر وہ تینوں فوق البشر جوان اس لڑکی کی طرف آئیں گے اور اس کے گھر والوں کا خاتمہ کر کے اپنی بدی کا مظاہرہ کریں گے۔"

قبط نے ایک دکھ اور تاسف سے کہا۔

"اگر روبیہ ان عفریتوں کی بدی کا شکار ہو گئی اور اس کے گھر والے مارے گئے، تو یہ بہت ہی برا ہو گا۔"

یوناف نے تسلی دینے والے انداز میں قبط سے کہا۔

"تم فکر مند نہ ہو میں روبیہ کو ان کا شکار نہ ہونے دوں گا اور نہ ہی اس کے گھر والوں کو کوئی نقصان پہنچنے دوں گا، تم مجھے روبیہ کے گھر لے چلو۔"

قبط نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو آئیں میرے ساتھ۔ ہمیں اس معاملے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے ورنہ حالات خطرناک صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ روبیہ بہت معصوم لڑکی ہے اور اس کے گھر والے شرافت کا معیار ہیں، ہمیں ہر حالت میں ان کی حفاظت اور مدد کرنی چاہیے۔"

یوناف چپ چاپ قبط کے ساتھ ہو لیا۔

بستی کے شمالی حصے میں ایک مکان کے سامنے قبط رک گیا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"یہ روبیہ کا مکان ہے جس کا آپ نے ذکر کیا تھا۔"

یوناف نے کہا۔

"پہلے تم اندر جاؤ اور اس کے گھر والوں کو صورتحال سے آگاہ کرو۔"

یوناف اس مکان کے باہر ہی کھڑا رہا جبکہ قبط اندر چلا گیا، تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو

اس کے ساتھ ایک بوڑھا شخص بھی تھا جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے یوناف سے کہا۔

"یہ رویہ کا باپ ہے، آپ اندر آ جائیں۔"

اس بوڑھے نے جو رویہ کا باپ تھا، یوناف سے مصافحہ کیا اور پھر وہ دونوں یوناف کو لے کر اندر داخل ہوئے۔

مکان میں داخل ہوتے ہی قبط نے پھر یوناف سے کہا۔

"میں نے ان لوگوں سے سارے حالات کہہ دیئے ہیں، یہ اب فکر مند ہیں کہ ان کا کیا ہوگا۔"

یوناف مکان کے صحن میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا وہاں رویہ کھڑی تھی، اس کے ساتھ اس کی ماں اور چھوٹے بہن بھائی بھی تھے۔ اس کا حسن واقعی ستاروں سا روشن اور سمندر سا گہرا تھا۔ اس کا بدن لعل و مرمر اور توانا و پرعزم جذبوں کا پیکر تھا، وہ محبت کی مظہر کہکشاں اور دامن آسماں کے نقش و نگار کی طرح چپ اور خاموش کھڑی تھی، صحن کے اندر جلتی مشعل کی روشنی میں اس کی آنکھوں میں ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی پھول، شرر بن کر بھڑک اٹھیں گے اور رم جھم طوفان کی شکل اختیار کر لے گی۔

یوناف جب صحن میں آیا تو رویہ آگے بڑھی اور شفیق و حلیم اور تعظیم و تکریم سے بھرپور انداز میں اس نے اپنی پوری خوش بیانی اور خوش کلامی سے کہا۔

"میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ ہماری مدد کو آئے ہیں، ان عفریتوں کا خیال آتے ہی میری روح جسم سے جدا ہونے لگتی ہے۔"

یوناف نے رویہ کے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنے اہل خانہ کو ایک کمرے میں جمع کر لیں اور اس کمرے میں مشعل جلا کر اسے خوب روشن رکھیں تاکہ آپ میں سے کسی کو کوئی نقصان یا گزند نہ پہنچے۔"

رویہ کا باپ اپنے سارے اہل خانہ کو فوراً ایک کمرے میں لے گیا، جس کے اندر پہلے سے مشعل جل رہی تھی اور وہ روشن تھا، رویہ، اس کی ماں اور چھوٹے بھائی بہن بہت پریشان و ہراساں ہو رہے تھے۔

یوناف نے اس کمرے کا جائزہ لیا، کمرے کے سامنے ایک چھوٹی سی چھت دار راہداری

تھی اور اس راہداری کی دوسری جانب بھی کمرے تھے، یوناف نے رویہ کے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "آپ لوگ اس کمرے کے اندر ہی رہیں اور کوئی اب باہر نہ نکلے۔ دروازے کو اندر سے زنجیر لگا لیں، میں دروازے سے باہر اس راہداری میں بیٹھ کر ان کا انتظار کروں گا۔"

یوناف کے کہنے پر رویہ کے باپ نے دروازے کو اندر سے زنجیر لگا لی۔ بوڑھا قبط بھی ان کے ساتھ تھا، یوناف راہداری کے ایک کونے میں رکھے ہوئے توشکوں کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنی برنجی تلوار نکال کر اس پر اپنا عمل کیا، پھر اسے اپنے پہلو میں رکھ کر اس نے دھیمی اور رازدارانہ آواز میں کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا تم کہاں ہو؟"

ابلیکا نے فوراً اسے اپنا لمس دیا اور مٹھاس برساتی ہوئی آواز میں اس نے کہا۔

"اے میرے حبیب! میں یہیں ہوں، میں نے کہاں جانا ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"اے مونس پر خلوص! ان پر نگاہ اور دھیان رکھنا اور جب وہ آنے والے ہوں تو مجھے اطلاع کرنا۔"

ابلیکا نے مسکراتی اور پھول برساتی آواز میں کہا۔

"اگر یہ بات تم نہ بھی کہتے تب بھی ایسا کرنا میرا فرض تھا۔"

○ ●

رات خاموش اور حیران تھی جیسے ابہام کے پردے چاک ہو کر کوئی بہت بڑا انقلاب برپا ہونے والا ہو، اندھیرا دل کے لوحوں پر آلائش دہر اور معبد کی سی خاموشی اور ویرانی کے جال بنتا جا رہا تھا۔ ہر قسم کی منشا و مصرف سے بے نیاز فضاؤں میں اک کہر دھندسی پھیلتی جا رہی تھی۔ دور افتادہ افق کے ملگجے دھوؤں میں شفق کے رنگ ماند پڑ رہے تھے، پانی کی بوند بوند کو لپکتے سسکیاں بھرتے ہوا کے بے نشان جھونکے سپنوں کی کہر کے اندر پروں کی چاپ جیسا سماں باندھ رہے تھے۔ دریچے مقفل اور گلی کوچے ویران ہو گئے تھے، شب کے سناٹے میں ماحول کی ندا سی آنکھیں ابر پوش آسمان کی طرف سے کسی گھن گرج کی منتظر تھیں۔

اچانک یوناف کے کانوں میں ابلیکا کی آواز پڑی۔

"یوناف! یوناف۔ وہ تینوں آ رہے ہیں۔"

یوناف فوراً سنبھل کر بیٹھ گیا۔ اپنی تلوار اس نے گرفت میں لے لی۔ اس کا چہرہ گرم بھٹی اور پگھلے ہوئے لوہے کی طرح دہک اٹھا تھا، ایسا لگتا تھا جیسے کارگاہ علائق و ربط میں کوئی بہت بڑا طوفان نمودار ہونے والا ہوں، ہر طرف بے نشاں دھند کے کنارے اور ویرانیوں میں سنکتی ہوئی ہوائیں تھیں۔ یوناف کے کانوں میں پھر ابلیکا کی آواز پڑی۔

"یوناف۔ یوناف! وہ اس مکان کے قریب آ گئے ہیں، ابھی تک وہ تینوں فوق البشری حالت میں ہیں، میرا خیال ہے کہ وہ اگر اسی حالت میں اس مکان میں داخل ہوئے تو تمہیں دکھائی نہیں دیں گے۔"

یوناف نے کہا۔

"اس میں فکر مند ہونے کی کیا بات ہے میں بھی فوق البشری صورت اختیار کر سکتا ہوں اور ایسا کر کے ان تینوں کو دیکھ سکتا ہوں۔"

ابلیکا نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔

"ایسا نہ کرنا یوناف۔ اگر تم نے ان تینوں کو فوق البشری حالت میں ختم کر دیا تو وہ یہاں کے لوگوں کو دکھائی نہ دیں گے اور یہ لوگ تمہاری بات پر اعتبار نہ کریں گے کہ تم نے ان تینوں کو ختم کر دیا ہے اور ان کا خوف ان کے مارے جانے کے باوجود یہاں کے لوگوں پر ہمیشہ ہمیشہ طاری رہے گا، تم خود بھی فوق البشری حالت میں نہ آؤ اور ان تینوں کو بھی ان کی اصلی حالت میں لا کر مارو۔"

ابلیکا نے سلسلہ کلام فوراً ختم کر دیا اور یوناف سے رازداری اور سرگوشی میں اس نے کہا۔

"یوناف! یوناف!! وہ تینوں دروازے سے نہیں، دیوار پھلانگ کر اندر آ گئے ہیں اور فوق البشری حالت میں ہیں، سنو، اب وہ اس دروازے کی طرف بڑھ رہے ہیں جس میں روشنی ہو رہی ہے اور جس کے اندر روبیہ اور اس کے گھر والے ہیں۔ یوناف! یوناف!! اب تم کوئی بات نہ کرنا ورنہ سارا کھیل بگڑ جائے گا، جب وہ اس دروازے پر آئے تو میں تمہیں بتا دوں گی، سنو وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے روبیہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔"

اچانک ابلیکا نے یوناف کے کان میں میٹھی سرگوشی کی۔

"یوناف۔ میرے حبیب فوراً اپنے عمل کی ابتدا کر دو، وہ دروازہ کھول چکے ہیں اور اب

اندر داخل ہونے والے ہیں۔"

یوناف نے فوراً اپنی تلوار کا رخ دروازے کی طرف کر دیا۔ اس لمحے یوں لگا جیسے برق و رعد بھڑک اٹھے ہوں یا آتش پُر التہاب بھڑک اٹھی ہو اور مستور و سربستہ چیزیں ان ٹیالی راہوں کی طرح روشن ہو گئی ہوں جس پر انگنت مشعلیں روشن کر دی گئی ہوں۔

وہ تینوں اب اپنی اصلی حالت میں دروازے کے پاس حیران و ششدر کھڑے تھے۔ وہ اندر داخل ہوتے ہوئے ہچکچا رہے تھے کیونکہ ان کی فوق البشری کیفیت کے خاتمے نے ان پر ایک خوف اور ہراس طاری کر دیا تھا، ان کے حلقوم پھٹے ہوئے تھے، کپڑے بوسیدہ اور تار تار تھے، جس پر جگہ جگہ زخموں اور خراشوں کے نشان تھے۔ دروازہ چونکہ انہوں نے کھول دیا ہوا تھا روبیہ اور اس کے اہل خانہ اور قبط نے انہیں دیکھ لیا تھا، ان کی بدہیئتی سے ان پر ایسا خوف و ہراس طاری ہوا کہ وہ بری طرح واویلہ کرنے لگے۔

یوناف نے ابھی تک تلوار کا رخ ان کی طرف کر رکھا تھا اور وہ دروازے کے قریب اپنی اصل حالت میں کھڑے تھے پھر ایک بے جھجک، دبنگ اور شوریلی و غصیلی آواز میں یوناف نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری سعی و ادراک، تلاش و تعب، کاوش و حصول، حدود و تعین سب ختم ہوئے۔ اب تمہارے تصورات کے بت ٹوٹنے کا وقت آ گیا ہے کہ شب کے اس تاریک باطن میں تمہاری جگر خواری کو بیخ و بن سے اکھاڑا جائے اور رات کی اس گھمبیر خاموشی میں تم سب کی ذات کو حشر تک کا سکوت اور قرار و سکون دیا جائے۔"

ابھی تک وہ تینوں پر ہول ریتلے صحرا میں کسی مظلوم صورت کی طرح کھڑے تھے، پھر ان میں سے ایک نے مہر مغرب کی سی خشمگینی اور سرخ ضو آنکھوں میں بکھیرتے ہوئے جگر جگر بے دخان شعلوں کی طرح دہکا دینے والے انداز میں کہا۔ "یہ تمہاری بھول ہے۔ تم ہمارے محتسب نہیں ہو سکتے۔ ہم جب چاہیں تمہیں اور اس گھر کے افراد کو زیر کر کے چلے جائیں۔"

یوناف نے بھی جواب میں تپتی ریت کے پھیلتے دامن جیسے لہجے میں کہا۔

"تم بکواس کرتے ہو، اس کمرے میں داخل ہونا یا دوبارہ فوق البشری حالت میں آ جانا تو دور کی بات ہے تم تینوں مجھے ذرا اپنی جگہ سے حرکت تو کر کے دکھاؤ۔"

ان تینوں نے اپنی جگہ سے حرکت کرنا چاہی لیکن وہ ایسا نہ کر سکے، اب ان کی آنکھوں میں دن کے سمٹنے اور رات کے پھیلنے کا اداس منظر بکھر گیا تھا۔

یوناف آہستہ آہستہ ایک ماہر جلاد کی طرح ان کی طرف بڑھا۔ ان تینوں کی حالت اب افراتفری و بدنظمی، انتشار و تشتت اور ڈوبتی ابھرتی لہروں جیسی ہو رہی تھی، یوناف نے آگے بڑھ کر ایک پر اپنی تلوار گرائی اور اس کی گردن کاٹ دی، تلوار کا رخ ہٹتے ہی دوسرے دو نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن یوناف ان سے تیز ثابت ہوا ان کے ایک ساتھی کی گردن کاٹنے کے بعد اس نے اپنی برنجی تلوار کا رخ فوراً ان دونوں کی طرف کر دیا اور ان کو رکنا پڑ گیا۔

یوناف نے ان پر بھی تلوار برسا کر ان کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں، پھر اس نے کمرے کا پورا دروازہ کھول دیا اور روبیہ کے باپ اور قبط کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے ان تینوں کو ختم کر دیا ہے، اب یہ تینوں بے جان مٹی کے ڈھیر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے آپ لوگ انہیں دفن کر دینا، میں اب جا رہا ہوں۔''

قبل اس کے کہ روبیہ کا باپ یا قبط کوئی جواب دیتا، روبیہ نے خود آگے بڑھ کر یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی گرم جولانی اور سرور آمیز شیریں لہجے میں کہا۔

''آپ نے ان عفریتوں کا خاتمہ کر کے ہم پر ایسا احسان کیا ہے جس کا کوئی اجر، کوئی صلہ نہیں ہو سکتا۔''

روبیہ کی آواز میں کسی ندی جیسی دلکشی، نغمگی، کیف صندلیں جیسا سرور اور گھنے سایوں جیسا سکون تھا۔

روبیہ کے باپ نے آگے بڑھ کر یوناف کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

''آپ تو ہمارے لیے ایک نجات دہندہ بن کر آئے ہیں، کیا آپ آج رات ہمارے ہاں قیام نہ کریں گے۔''

یوناف نے کہا۔

''افسوس میں اب ان تینوں کے خاتمے کے بعد مزید یہاں نہ رک سکوں گا، مجھے ایک ایسے ہی اور کام کے لیے نکلنا ہے اور اس کام میں بھی انسانیت کی بہتری اور بھلائی ہے۔''

روبیہ کا باپ خاموش ہو گیا تاہم قبط نے کہا۔

''ہم ان تینوں کی لاشوں کو کل دن کی روشنی میں دفن کریں گے تاکہ ان بستیوں کے لوگ

بھی انہیں دیکھ لیں اور ان کا ان کی طرف سے خوف جاتا رہے، اس طرح سقارہ کی ان بستیوں میں امن سکون ہو جائے گا۔''

یوناف نے روبیہ کے باپ اور قبط سے مصافحہ کیا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔

OOO

عارب، بیوسا اور نبیطہ ایک روز جنوبی فارس کے شہر پازارگد[1] کے قریب ایک جبل کی چوٹی پر نمودار ہوئے۔ ان کے قریب ہی ایک چرواہا ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا اور نیچے وادی میں اس کا ریوڑ چر رہا تھا۔

عارب نے چرواہے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے میرے عزیز! یہ سامنے بائیں ہاتھ پر جو شہر نظر آ رہا ہے، اس کا کیا نام ہے اور کون یہاں حکومت کرتا ہے۔''

چرواہے نے کہا۔

''اے اجنبی دوست! اس شہر کا نام پازارگد ہے، یہاں کا کوئی بادشاہ نہیں جو اس شہر پر حکومت کرتا ہو۔ پارزارگد اور اس کے نواح میں تین قبیلے[2] آباد ہیں۔ ایک کا نام پازارگد ہے اور یہ شہر اسی قبیلے کے نام پر ہے۔ دوسرے کا نام مارفین اور تیسرے کا نام مارسپئین

---

[1] ہیرلڈلیم نے اس شہر کو پارساگرد بھی لکھا

[2] ان تین بڑے قبیلوں کا تعلق بھی ان آریاؤں کے قبیلوں سے تھا جو شمالی ایران میں آباد ہوئے اور جنہوں نے اگباتانہ آباد کیا اور تاریخ میں قوم ماد کے نام سے شہرت پائی۔ پارس آباد ہونے کی وجہ سے یہ لوگ پارسی مشہور ہو گئے، ان کی آمد کے وقت جو لوگ پارس میں آباد تھے ان میں سے اکثر تو اس خوف سے بھاگ کر دوسری سرزمینوں میں جا آباد ہوئے اور جو وہاں رہ گئے وہ ان پارسیوں کے اندر ہی رس بس گئے، یہ تینوں آریائی قبیلے ایک عرصہ تک قبائلی زندگی بسر کرتے رہے، یہاں تک کہ آنے والے دور میں ایک شخص نے کہ جس کا نام ہخامنش تھا، ان کے اندر ایک مضبوط حکومت قائم کی۔ اسی ہخامنش کی اولاد میں سے کورش اعظم (سائرس اعظم) تھا جسے بعض علماء اور مورخین نے قرآن پاک کا ذوالقرنین قرار دیا ہے، اسی ہخامنش کے نام پر ایک قبیلہ ہخامنش بھی کہلاتا تھا۔

ہے۔ ان تین بڑے قبیلوں کے اندر آگے ان گنت ذیلی قبیلے بھی ہیں جن کے ناموں کا ذکر کرنا تمہارے لئے کیا سودمند ہو سکتا ہے۔''

''سنو اجنبی! تاہم تینوں میں سب سے زیادہ طاقتور پازارگد ہے، عموماً یہی قبیلہ اس شہر پازارگد اور اس کے گردونواح کے علاقوں پر حکومت کرتا ہے۔ پازارگد[1] میں چونکہ بے شمار ذیلی قبیلے ہیں جن کے درمیان اقتدار کے لیے جنگ ہوتی رہتی ہے جو قبیلہ زیادہ طاقتور ثابت ہوتا ہے وہی پازارگد پر حکومت کرتا ہے۔''

عارب وہاں سے پیچھے ہٹ گیا، پھر بیوسا اور نبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''یہ قبائل تو پہلے ہی ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں اور پھر یہاں کسی کی کوئی مستحکم حکومت بھی نہیں ہے، ان کا آپس میں لڑنا ہی بدی کا پھیلاؤ ہے۔ آؤ پہلے یمن کا رخ کرتے ہیں، اس کے بعد ہندوستان سے ہوتے ہوئے یہاں آئیں گے اور جاتے جاتے یہاں کسی نئی بدی اور انتشار کی ابتدا کرتے جائیں گے۔''

بیوسا اور نبیطہ نے اس کی تائید کی اور تینوں اس کوہستان کی چوٹی سے غائب ہو کر یمن کی طرف کوچ کر گئے۔

شام ہونے سے کچھ دیر قبل عارب، بیوسا اور نبیطہ یمن میں شہر صفا کے بالکل ساتھ ایک گہرے نیلے پانی کی جھیل کے پاس نمودار ہوئے، جہاں ایک مچھیرا مچھیاں پکڑ چکنے کے بعد شاید گھر جانے کے لیے اپنا جال سمیٹ رہا تھا۔

بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ عارب اس مچھیرے کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے اس سے پوچھا۔ ''اے میرے عزیز! کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ یمن کے اس شہر کا ان دنوں بادشاہ کون ہے؟ اس کے عساکر کس قدر ہیں اور بادشاہ کی اولاد کتنی اور کیسی ہے؟''

مچھیرے نے اپنا جال کھینچ کر کنارے پر رکھ دیا، ایک بار غور سے اس نے عارب، بیوسا اور نبیط کی طرف دیکھا پھر کہا۔

''اے اجنبی! یمن کے موجودہ بادشاہ کا نام علوان ہے اور یہ نوحؑ کے بیٹے سام[2] سے

---

[1] پازارگد سب سے طاقتور قبیلہ تھا۔ اس کے اندر سات بڑے اور ذیلی قبیلے بھی تھے اور یہی قبیلے باری باری پازارگد یا پارساگرد پر حکومت کرتے رہے، ان کے قدیم حالات ہنوز گمنامی کی دبیز تہوں میں دفن ہیں۔

[2] طبری نے اس کا شجرہ سام بن نوحؑ سے ملایا ہے۔

ہے۔ علوان[1] بڑا پاکیزہ سیرت، نیک اور رحم دل بادشاہ ہے۔ اس کے عساکر کی قوت بہت زیادہ ہے، اس کے باوجود اس نے اپنے آپ کو ان علاقوں تک محدود کر رکھا ہے۔"

عارب خاموشی سے کھڑا ہو کر کچھ دیر تک گہرے تفکرات میں ڈوبا رہا، پھر اس نے مچھیرے کو مخاب کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تم ان مچھلیوں کو یہاں سے پکڑ کر بازار میں جا بیچتے ہو؟"

مچھیرے نے کہا۔

"نہیں۔ میں شہر کے ایک رئیس کا خادم ہوں۔ اس نے ایک مگر مچھ پال رکھا ہے جسے میں نے ہی کچھ عرصہ قبل اس جھیل سے پکڑا تھا۔ اس رئیس نے وہ مگر مچھ مجھ سے خرید لیا اور مجھے اس مگر مچھ کی خدمت پر مامور کر دیا ورنہ اس سے قبل میں یہاں سے مچھلیاں پکڑ کر اور بازار میں بیچ کر گزر بسر کرتا تھا۔ اب میرے اور میرے اہل خانہ کے سب اخراجات وہ رئیس ہی پورے کرتا ہے اور میرا کام یہ ہے کہ میں اس جھیل سے مچھلیاں پکڑ کر اس کے مگر مچھ کا پیٹ بھرتا ہوں۔"

چند ثانیوں تک عارب گہری سوچ میں ڈوبا رہا، دوبارہ اس نے مچھیرے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "جس مگر مچھ کی خوراک کا تم انتظام کرتے ہو، اسے اس رئیس نے کیا اپنے گھر میں پال رکھا ہے؟"

مچھیرے نے جال اور مچھلیاں اٹھائیں اور عارب سے کہا۔

"آؤ۔ میں تم لوگوں کو دکھاتا ہوں وہ مگر مچھ کہاں ہے۔"

عارب، بیوسا اور نبیطہ اس کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ جھیل سے تھوڑی ہی دور ایک جوہڑ کے کنارے سرکنڈوں سے بنی ہوئی جھونپڑی کے پاس وہ مچھیرا رک گیا اور اس جوہڑ کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا۔

"وہ مگر مچھ اس جوہڑ میں رکھا گیا ہے، اب دیکھنا وہ خونخوار باہر آئے گا، جب بھی میں اس کے لیے خوراک لاتا ہوں، وہ مچھلیوں کی بو پا کر باہر آ جاتا ہے۔"

مچھیرا کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ ایک بہت بڑا مگر مچھ اس جوہڑ سے نکل آیا تھا، عارب فوراً اس مگر مچھ کی طرف بڑھا اور جھک کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے

۱۔ ماخوذ از تاریخ ابن خلدون وطبقات ناصری

اپنے کسی طلسم کی ابتدا کر دی۔ مگر مچھ وہیں رک گیا اور عارب اس پر عمل کرتا رہا پھر اچانک اس نے اپنی تلوار کھینچی اور اس غریب مچھیرے کی گردن کاٹ دی، اس کی لاش کے ٹکڑے کر کے اس نے مگر مچھ کے آگے ڈال دیئے اور مگر مچھ تیزی سے مچھیرے کی لاش کے ٹکڑوں کو نگل گیا، پھر عارب نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور مگر مچھ دوبارہ پانی میں چلا گیا۔

اب عارب نے بیوسا اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میری عزیز بہنو، سنو! ہمارا کام بدی کا فروغ ہے۔ اس مگر مچھ پر میں نے ایک عمل کر دیا ہے، چند یوم تک اسے یہاں کے لوگوں کو قتل کر کے انسانی گوشت کھلاتا رہوں گا جب یہ پوری طرح آدم خور ہو جائے گا تو میں اس کا رخ شہر کی طرف کر دوں گا اور اس کے ذریعے تم دونوں دیکھنا یہاں کے لوگوں میں کیسی تباہی اور ہولناکی برپا کرتا ہوں۔ اب ہمارا قیام شہر کی کسی سرائے میں ہو گا تم دونوں آؤ میرے ساتھ۔"

بیوسا اور نبیطہ خاموشی سے اس کے ساتھ ہولیں، جیسے وہ اس کے لائحہ عمل سے مطمئن اور خوش ہوں۔

○

قوم ماد کے بادشاہ ہوشنگ کو اپنے مرکزی شہر اگباتانہ پہنچنا نصیب نہ ہوا، وہ آشوریوں کی سرکوبی کے لیے کوہستانِ زاگردس کی طرف آیا تھا لیکن اس کی آمد سے پہلے خونخوار آشوری ان گنت بستیوں کو لوٹ کر اور ہوشنگ کے ہراول لشکر کا صفایا کرنے کے بعد کوہستانِ زاگردس عبور کر کے اپنی سرزمینوں کی طرف چلے گئے اور ہوشنگ کو ناکام لوٹنا پڑا۔ پھر راستے میں ہی وہ بیمار پڑا اور مر گیا۔

اس کی موت کے بعد ایران کی قوم ماد نے طہمورث کو اپنا بادشاہ بنا لیا جس روز طہمورث اگباتانہ کے تخت پر بیٹھا اسی روز اگباتانہ شہر کے کچھ لوگ عارب کے بنائے بیلوں اور ان پر سوار صیفون، رعوبل، ازبل اور رعوبد کے مظالم کی شکایت لے کر آئے۔

طہمورث نے ایک نگاہ غلط انداز سے اپنے مشیروں کو گھور کر دیکھا اور ان پر اپنی ناراضگی وخفگی کا اظہار کیا، پھر اس نے کہا۔

"مجھے اچھی طرح یاد ہے جب ہوشنگ آشوریوں کی مہم پر روانہ ہونے والا تھا تو اس نے ان طلسمی بیلوں کے باعث پھیلنے والی تباہی کے سدِ باب کا حکم دیا تھا۔"

ایک مشیر نے اٹھ کر کہا۔

"آپ نے درست یاد دہانی کرائی، ہم نے کوہستانِ داماوند کے ایک ساحر کو یہاں بلایا تھا کہ وہ ان طلسمی بیلوں سے اگباتانہ کے لوگوں کی جان چھڑائے۔ اس ساحر کو اگباتانہ کے شاہی مہمان خانے میں ٹھہرایا گیا تھا، پر اگلے روز وہ مہمان خانے میں مردہ پایا گیا، عام لوگوں کا خیال ہے کہ وہ شیطانی قوتیں جو ان بیلوں کو حرکت میں لا رہی ہیں، انہوں نے ہی اس ساحر کا کام تمام کر دیا ہے۔"

طہمورث نے جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ اس کا محافظ اندر آیا اور طہمورث سے مخاطب ہوتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے آقا! ایک نوجوان کہ خوب دراز قد اور حسین ہے کسی اجنبی سرزمین سے اگباتانہ شہر میں وارد ہوا ہے، اس کا کہنا ہے کہ وہ ان دونوں طلسمی بیلوں کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ اپنا نام یوناف بتاتا ہے، اس وقت وہ قصر سے باہر کھڑا ہے، اگر آپ حکم دیں تو میں اسے اندر لاؤں۔"

طہمورث نے خفگی بھرے انداز میں کہا۔

"ایسے کام کے نوجوان کو تم نے باہر کیوں کھڑا کر رکھا ہے۔ اسے فوراً اندر لاؤ، شاید یہ جوان ہی ان بیلوں کے مقابلے میں نجات دہندہ ثابت ہو۔"

محافظ باہر نکل گیا، تھوڑی دیر بعد اندر آیا، اس بار اس کے ساتھ یوناف تھا۔ طہمورث اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے بڑھا، ایک استقبالیہ انداز میں اس نے یوناف سے مصافحہ کیا اور پوچھا۔

"اے اجنبی نوجوان کہ تمہارا نام مجھے یوناف بتایا گیا ہے، کیا تم بیلوں کے اس طلسم سے اہلِ اگباتانہ کو نجات دلا دو گے، ہم اس محل کو بھی گرا سکتے تھے جس کے اندر سے یہ بیل نمودار ہوتے ہیں، پر اس محل کے اندر وہ بچے بھی ہیں جنہیں بیلوں کو ہانکنے والی شیطانی قوتیں اگباتانہ شہر سے اٹھا کر لے جاتی رہی ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ ان میں سے کسی بچے کو بھی کوئی ضرر پہنچے۔ اے اجنبی نوجوان! پہلے تم اس محل اور اس میں سے نکلنے والے بیلوں کو

دیکھ لو پھر اندازہ لگاؤ کہ کیا تم ان سے نپٹ سکتے ہو۔"

یوناف نے کہا۔

"اے بادشاہ! میں کل اس شہر میں داخل ہوا تھا، میں ممفس کا رہنے والا ہوں، اس شہر میں داخل ہوتے ہی لوگوں سے بیلوں کی کیفیت جاننے کے علاوہ میں ندی کے کنارے اس محل کو بھی دیکھ چکا ہوں، اگر آپ اجازت دیں تو میں آنے والی رات ان بیلوں اور انہیں حرکت دینے والی قوتوں کے خلاف اپنے کام کی ابتداء کروں گا۔ قبل اس کے کہ وہ شیطانی قوتیں میرے خلاف متحرک ہونے میں پہل کر کے میری ذات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں میں ان کا خاتمہ کر دینا چاہتا ہوں، آج رات کے پہلے حصے میں ہی ان قوتوں کو میں آپ لوگوں کے سامنے ان کی انسانی صورت میں عیاں کر دوں گا، اس کے بعد انہیں سزا دینا آپ کا کام ہو گا، میں اس محل کو دیکھ چکا ہوں۔ بیلوں پر سواری کرنے والے چاروں میاں بیوی ہیں اور اگباتانہ ہی کے جرائم پیشہ ہیں، وہ روپوش تھے کہ کچھ شر پسند قوتوں سے انہوں نے طلسم کا عمل سیکھ لیا اور اگباتانہ والوں کے لیے مصائب کھڑے کر دیے۔ وہ چاروں کوئی فوق البشر حیثیت نہیں رکھتے۔"

طہمورث نے غصے کی حالت میں کہا۔

"اگر وہ چاروں زندہ انسان ہیں اور ان کی کوئی فوق البشری حیثیت نہیں ہے تو میں انہیں ایسی سزا دوں گا جو اوروں کے لیے بھی عبرتناک ہو گی۔ اگر تم نے ان کا طلسم توڑ کر انہیں ہمارے سامنے ان کی اصل حالت میں پیش کر دیا تو ان کی حالت یقیناً سبق آموز ہو گی۔"

پھر اپنے ایک مشیر کو مخاطب کر کے طہمورث نے کہا۔

"اس جوان کو شام تک میرے اپنے محل کے مہمان خانے میں ٹھہرایا جائے اور چند خونخوار اور بھوکے کتے تیار رکھے جائیں جنہیں ان چاروں پر چھوڑ کر ان کا خاتمہ کیا جائے گا۔"

وہ مشیر اٹھا اور یوناف کو لے کر قصر سے باہر نکل گیا!

رات ہوگئی تھی، شام کی حسیناؤں نے اندھیروں کے بحر میں رقص و رم کی ابتدا کر دی تھی۔ مغرب کی خون آشام لہریں ماند ہوتی جا رہی تھیں۔ آسمان پر آوارہ ابر افتاں و خیزاں تھے۔

یوناف اگباتانہ شہر سے باہر ندی کے کنارے محل کے سامنے آیا، اس کے پیچھے پیچھے طہمورث کے کچھ مسلح جوان تھے جن کے پاس خونخوار نسل کے چند کتے بھی تھے اور ان کے پیچھے اگباتانہ کے شہر کے ان گنت لوگ تھے۔

یوناف کے ساتھ طہمورث کا ایک مشیر بھی تھا، محل کے دروازے کے قریب آ کر اس مشیر نے ڈری ڈری اور سہمی ہوئی آواز میں یوناف سے پوچھا۔

"آپ کی طرف سے اس موقع پر جبکہ ہم اس ہولناک محل کے پاس آ گئے ہیں، ہمارے لیے کیا حکم ہے۔"

یوناف نے مشیر کو تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

"تم سب لوگ یہیں رکو، میں اکیلا ہی اس محل میں داخل ہوں گا، خداوند بخشندہ و مہربان کی قسم! آج کی رات ابلیس کے ان رفیقوں اور شیطان کے ان جلیسوں کو میں رخنہ رخنہ جگر، پارہ پارہ دل اور نوحہ کرتی ہوئی راہوں جیسا کر دوں گا، ان کے سکون و شفا کو زینت و فرحت کو، طیب و خوشبو، انس و محبت، سعادت و بقا، ننگ و ناموس، تسکین و راحت، ذوق و غذا اور ان کی صیادی و مکاری کا خاتمہ کر دوں گا۔ یہ بوم و خفاش، مردود مقہور اور روسیہ لوگ ہیں، یہ اوروں کے تن اُجاڑ کر اپنے دل آباد کرنے والے لوگ ہیں، یہ نوامیس قدرت کے باغی ہیں۔ میں ان کے دماغ میں جالے اور زبان پر تالے لگا دوں گا، یہ لوگ آلودہ معصیت اور کفر آشنا ہیں، آج کی رات ہاں! میں آج کی رات ان اندھیروں میں ان چاروں کو پریشان، محزوں اور خاموش و حیران اور لکنت زدہ کر دوں گا۔ یہ محل اب ان کا دارِ عمل اور دارِ بقا نہ رہے گا۔"

طہمورث کا مشیر اور دیگر سب لوگ دور ہی کھڑے رہے۔ یوناف اکیلا آگے بڑھا محل کا چوکیدار شاید اس وقت جا چکا تھا محل کے دروازے پر آ کر یوناف نے ہلکی نرم آواز میں پکارا۔

"ابلیکا! ابلیکا!!"

جواب میں ابلیکا کی شوخ و شنگ آواز سنائی دی۔

"ہوں! کیا بات ہے؟"

یوناف نے کہا۔

"میں اپنے کام کی ابتدا کرنے لگا ہوں۔"

ابلیکا نے پھر اسی چنچل سی آواز میں کہا۔

"تم اپنا کام شروع کرو، میں ہمہ وقت تمہارے ساتھ ہوں۔"

یوناف نے اپنی برنجی تلوار نکال کر اس پر اپنا افسونی اور لاہوتی عمل کیا۔ پھر تلوار اس نے اپنے سامنے کی اور محل میں داخل ہو گیا۔

جونہی یوناف محل میں داخل ہوا، محل کے اندر شعلوں جیسی خوفناک اور گرج کی طرح وزنی آوازیں ابھرنے لگیں، ایسا لگتا تھا جیسے بے صدا اور روشن ستاروں کے اندر ایک شور رو ہنگامہ، حق و ہوس کی زور آزمائی اور جنگ و جدل میں بے رنگی و نیرنگی کا بست و کشاد ہونے لگا ہو۔ ماحول ایسا پر خوف اور دہشت ناک ہو گیا تھا، گویا اس کے رگ و ریشہ میں کسی ان جانی قوت نے مخالفت و اہانت اور کلفت و مصیبت کے سخت جھونکے بھر کر ہر طرف گھمبیر مگر پرشور رات میں ایک طوفان برپا کر دیا ہو۔

یوناف آگے بڑھتا رہا، شور اور چمک بلند ہوتے رہے جیسے کوئی بہت بڑی قوت رقص و وجد پر آ گئی ہو۔

شور اور گھن گرج اور تیز اور بلند ہوتی رہی، جس جگہ اوپر کی منزل کو زینہ جا رہا تھا وہاں آ کر یوناف نے پھر اپنی برنجی تلوار پر کوئی عمل کیا، پھر اس تلوار کو اپنے چاروں اطراف میں گھمایا شاید اس طرح اس نے اس محل کے طلسم کو ختم کر دیا تھا۔

اسی لمحہ یوناف کو اوپر کی سیڑھیوں سے دو سیاہ رنگ کے بیل اترتے دکھائی دیئے۔ ان کے منہ سے مافوق الفطرت انداز میں آگ اور نتھنوں سے دھوئیں کا طوفان اٹھ رہا تھا اور ان بیلوں پر صیفوان رعوبل، ازبل اور رعوبد سوار تھے جونہی یوناف نے اپنی تلوار کی نوک ان بیلوں کی طرف کی۔ دونوں بیل کسی اچانک تیز ہوا میں بجھ جانے والے چراغ کی طرح ختم ہو گئے اور ان کی پیٹھوں سے صیفون، رعوبل، ازبل اور رعوبد سیڑھیوں پر گر پڑے۔

ان چاروں کی طرف جب یوناف نے اپنی تلوار سیدھی کی تو وہ لرزتے کانپتے ہوئے اٹھ

کھڑے ہوئے اور یوناف کی تلوار کی حرکت کے مطابق عمل کرنے لگے۔ تلوار کی نوک کے اشارے پر یوناف انہیں باہر لے جانے لگا، ان چاروں کے پیچھے اگباتانہ شہر کے وہ ان گنت بچے بھی باہر آ رہے تھے جو انہوں نے وہاں بند کر رکھے تھے کیونکہ محل کا طلسم ختم ہو چکا تھا اور اب وہ آزاد تھے، بچے بھاگتے ہوئے ان چاروں سے پہلے عمارت سے باہر نکل گئے اور ان کے ماں باپ اور دوسرے رشتے دار بھاگ بھاگ کر ان سے بغل گیر ہونے لگے۔

یوناف کے آگے آگے صیفون، رعوبل، از بل اور رعوبد جب محل سے باہر نکلے تو لوگ انہیں پہچان کر ان کے خلاف شور و واویلا کرنے لگے۔ اسی وقت طہمورث کے کارکنوں نے ان چاروں پر خونخوار بھوکے کتوں کو چھوڑ دیا جنہوں نے لمحوں کے اندر ان کی تکا بوٹی کر کے رکھ دی۔

یوناف فوراً ہی وہاں سے غائب ہو گیا!

○

عارب، بیوسا اور نبیطہ ایک روز شام سے کچھ دیر قبل اس جوہڑ کی طرف جانے کو نکلے جس میں بدی کے فروغ کے لیے وہ مگر مچھ کو انسانی گوشت کھلا کر ایک خاص مقصد کے لیے تیار کر رہے تھے۔ شہر سے باہر نکلتے ہی عارب نے بیوسا اور نبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”میری بہنو! میں چند دن اور اس مگر مچھ کو انسانی گوشت کھلاؤں گا، اس کے بعد اپنے کام کے لیے استعمال کرنا شروع کر دوں گا، وہ اب پوری طرح انسانی بو سے آگاہ ہو چکا ہے اور رات کے وقت وہ شہر میں داخل ہو کر ایک تباہی اور ہولناکی مچا دیا کرے گا۔“

عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اس وقت وہ جھیل کے پاس سے گزر رہے تھے اور اس کی نگاہ وہاں ایک ایسی لڑکی اور نوجوان پر پڑی جو تقریباً ہم شکل تھے اور اپنے چہرے اور جسمانی ساخت سے بہن بھائی لگتے تھے۔ لڑکی آرزو انگیز طراوت اور قوس قزح کے ایوان جیسی پرکشش، رقص و وجد اور لمس نرم و حلاوت جیسی طراوت انگیز تھی۔ اس کا حسن مست و بے خود کرنے کے علاوہ دل کے تاروں کے اندر اک لحن پیدا کر دینے والا تھا۔ عارب نے بیوسا اور نبیطہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”یہ جو لڑکی جھیل کنارے کھڑی ہے میں اسے پسند کر چکا ہوں۔ دیکھو میں اسے اپنی

طرف مائل کرتا ہوں، میں اس سے شادی کر کے کچھ عرصہ یمن کے اس شہر میں ایک پرسکون اور راحت انگیز زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں، انہیں ذرا غور سے دیکھو، یہ دونوں مجھے بہن بھائی لگتے ہیں اور ان کے گھوڑے بھی پاس کھڑے ہیں جبکہ یہ بے فکری کے عالم میں جھیل کے کنارے بیٹھے ہیں، شاید ان دونوں کا تعلق اسی شہر سے ہے اور یہ گھڑ دوڑ کے لیے باہر آئے ہیں۔“

نبیطہ نے جواب میں کہا۔ جس طرح تم نے اس لڑکی کو پسند کیا ہے، اسی طرح میں اس کے ساتھی جوان کو پسند کرتی ہوں اور اسے اپنی طرف مائل کرتی ہوں۔“

اس موقع پر بیوسا نے قدرے بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ”یہ جو تم دونوں بہن بھائی بار بار شادیاں کر لیتے ہو اس سے مجھے بڑی بے زاری ہوتی ہے خواہ مخواہ آدمی پابند اور بے کار ہو کر رہ جاتا ہے۔“

عارب نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔ ”بیوسا! بیوسا! تم تو اس معاملے میں بالکل پتھر ہو۔“

بیوسا خاموش رہی اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

اس لڑکی اور اس کے ساتھی نوجوان کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے عارب اور نبیطہ نے اپنا سحری عمل شروع کر دیا۔ جب وہ دونوں اس سے فارغ ہوئے تو انہوں نے دیکھا، اس لڑکی اور اس کے ساتھی جوان نے اپنے اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑیں اور ان کی طرف بڑھے، جب وہ قریب آئے تو لڑکی لگا تار عارب کو دیکھے جا رہی تھی اور اس جوان کی نگاہوں کا مرکز نبیطہ بنی ہوئی تھی جبکہ حسین بیوسا خاموش اور کسی قدر بے زاری سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

ان دونوں کا انہماک اس وقت ٹوٹا جب عارب نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

”تم دونوں کون ہو اور تمہارے نام کیا ہیں؟“

اس جوان نے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم دونوں بہن بھائی ہیں، گھڑ سواری کے لیے آئے تھے، اور تھوڑی دیر کے لیے اس جھیل کنارے رک گئے۔ میرا نام سلمون اور میری اس بہن کا نام نیاہ ہے۔ ہم دونوں صنعا

کے موجودہ بادشاہ علوان کی خالہ کی اولاد ہیں۔ میرے باپ کا نام عقبر اور ماں کا نام زلفہ ہے۔ اب تم لوگ کچھ اپنے متعلق کہو۔

عارب نے کہا۔ ”ہمارا تعلق تو میری قوم سے ہے اور اریدو شہر میں ہمارا گھر ہے، ہم تینوں بہن بھائی ہیں، میرا نام عارب ہے، میری دائیں طرف جو کھڑی ہے اس کا نام بیوسا اور بائیں جانب جو ہے اس کا نام نبیطہ ہے، ہم لوگ اس دنیا کو دیکھنے کی غرض سے اپنے گھر سے روانہ ہوئے تھے۔ اریدو سے ہم ایران کے شہر اگباتانہ گئے، کچھ عرصہ وہاں رہے، اس کے بعد پارس کے شہر پازارگد کی طرف گئے لیکن وہاں ہم نے قیام نہیں کیا، اس شہر میں ہمارے لیے کوئی کشش نہ تھی کیونکہ وہاں لوگ مختلف قبائل میں بٹ کر زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان کی باطنی کیفیت میں کوئی الحاق و اتحاد نہیں ہے۔

”اب پچھلے چند روز سے ہم تینوں صنعا شہر کی ایک سرائے میں ٹھہرے ہوئے ہیں، یہ شہر ہمیں بے حد پسند آیا ہے، یہاں ہریالی ہے۔ کوہستان اور پانی کی افراط ہے اور لوگ مہمان نواز جفاکش اور بہادر، فطین و فیاض ہیں۔ دل چاہتا ہے ساری زندگی اسی شہر میں گزار دیں لیکن یہاں ہم اجنبی ہیں اور کوئی ٹھکانہ ہمارا نہیں ہے۔“

سلمون نے کہا۔

”اگر میں آپ کی اس بہن سے جس کا نام آپ نے نبیطہ بتایا ہے شادی کر لوں تو کیا آپ تینوں یہاں ہمارے ساتھ رہنا پسند کریں گے؟ ہماری حویلی بہت بڑی ہے جبکہ ہم گھر کے صرف چار ہی افراد ہیں۔“

عارب نے کہا۔ ”ہم آپ لوگوں کے ساتھ آپ کی حویلی میں رہنے کو تیار ہیں لیکن اس شرط پر کہ جب تمہاری اور نبیط کی شادی ہو تو وہیں میری اور نیاہ کی شادی بھی کر دی جائے، اگر تم اس کے لیے رضا مند ہو تو ابھی تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔“

”نیاہ نے اس بار خود عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ اپنی اس خواہش کا اظہار نہ بھی کرتے تب بھی میں خود یہی کہنے والی تھی کہ میں آپ سے شادی کی خواہشمند ہوں۔“

عارب نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ”اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ ہم سب کی خوش بختی ہے، میں سمجھتا ہوں اب ہمارے ایک ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔“

سلمون نے کہا۔

”تو کیا آپ ابھی ہمارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں، میری ماں اور باپ آپ لوگوں کو دیکھ کر خوش ہوں گے اور ہم چاروں کی فی الفور شادی کر دیں گے، کیونکہ انہوں نے کبھی ہماری کسی خواہش کو رد نہیں کیا۔“

سلمون اور نیاہ کی خواہش پر عارب، بیوسا اور نبیطہ ان کے ساتھ ہو لیے۔

سلمون اور نیاہ ان تینوں کو لے کر ایک وسیع حویلی میں داخل ہوئے جس کے اندر کافی غلام اور لونڈیاں تھیں۔

سلمون اور نیاہ نے ان تینوں کو حویلی کے مہمان خانے میں بٹھایا اور خود حویلی کے اندرونی حصے کی طرف چلے گئے۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ کو زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا کہ اس مہمان خانے میں سلمون اور نیاہ کے علاوہ ان کا باپ عقبر اور ماں زلفہ داخل ہوئے، سلمون نے سب کا آپس میں تعارف کرایا اور عارب نے اٹھ کر عقبر سے مصافحہ کیا، پھر عقبر بھی بیٹھ گیا اور عارب کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

”مجھے سلمون اور نیاہ نے تم تینوں سے متعلق پورے حالات سنائے ہیں اور دونوں نے کھل کر اپنی اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے، اگر تم چاروں سنجیدگی سے ایک دوسرے کو اپنانے کے لیے تیار ہو تو.........“

عارب نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ ”آپ اندیشہ نہ کریں، ہم چاروں نے باہم مل کر خلوص کے ساتھ یہ فیصلہ کیا ہے، اگر آپ کی رضا مندی ہوئی تو ہم شادی کے بعد ہمیشہ کے لیے یہیں رہیں گے۔“

جس وقت عارب عقبر سے محو گفتگو تھا، اسی وقت نبیطہ نے عقبر اور زلفہ پر اپنا عمل کر دیا تاکہ وہ شادی سے انکار نہ کر دیں۔

عقبر نے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”اگر اسی میں تم چاروں کی خوشی ہے تو یہ شادی آج بلکہ اسی وقت ہو گی۔ میں اس کے لیے ابھی سارے انتظامات کرتا ہوں۔“

عقبر اور زلفہ اٹھ کر باہر نکل گئے جبکہ سلمون اور نیاہ وہیں مہمان خانے میں بیٹھے رہے، اسی روز عارب اور نیاہ اور نبیطہ اور سلمون کی شادی ہو گئی اور بیوسا بھی ان کے ساتھ وہیں

حویلی میں رہنے لگی۔

○

لعل گوں افق دن کے انحطاط اور شام کی آمد کی خبر دینے لگا تھا، کائنات کے حریم دل میں خواہشوں کی اک لطیف لذت بھرنے لگی تھی۔ راستے دھندلے ہو رہے تھے۔ آسمان پر سحاب حزاں ہر احساس زیادہ، موج و منشا اور مرگ و تولید کے عمل سے بے پرواہ اپنے گلابی تبسم میں ڈھلتی گھنی چھاؤں کی طرح ہواؤں کے دوش پر رواں تھے۔

ایسے میں یوناف صنعا شہر سے باہر اس تالاب کے کنارے نمودار ہوا جس میں صنعا کے اندر تباہی پھیلانے کے لیے مگرمچھ کو آدم خور بنا کر پال رکھا تھا۔ تالاب کے کنارے یوناف نے نزول کیا ہی تھا کہ ابلیکا نے اپنا لمس دیا اور روح کی اس مصور اور حسن کی پیغمبر نے لحن حریر جیسی آواز میں کہا۔

"یوناف! یوناف! میرے حبیب۔ تھوڑی دیر تک عارب، بیوسا اور نبیطہ یہاں آنے والے ہیں، آج وہ اس آدم خور مگرمچھ کو اس تالاب سے نکال کر اس کا رخ شہر کی طرف کریں گے اور شہر کے اندر تباہی اور غارت گری کی ابتدا کریں گے۔ سنو میرے حبیب! عارب اور نبیطہ نے یمن کے بادشاہ علوان کی خالہ کے ہاں شادیاں کر لی ہیں اور وہاں وہ پرسکون ازدواجی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بیوسا بھی ان کے ساتھ رہتی ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! میں ایسا کیوں نہ کروں کہ ان کے یہاں آنے سے قبل ہی اس آدم خور مگرمچھ کو باہر نکال کر اس کا خاتمہ کر دوں۔"

یوناف خاموش ہو گیا کیونکہ تالاب کے اندر ایک بھیانک اور ہولناک آواز سنائی دی تھی۔ جیسے کسی ماورائی عفریت نے اپنی آزادی کو بے خلل کرنے کی خاطر زنجیروں کے حلقے توڑ دیئے ہوں، پھر تالاب کے اندر سے کراہ آمیز آوازوں کا شور وفغاں بڑھنے لگا۔

ابلیکا نے کہا۔

"یوناف! یہ اس مگرمچھ کی آواز ہے جو عارب نے پال رکھا ہے۔ وہ چونکہ آدم خور ہو چکا

ہے اس لیے تمہاری بو پا کر باہر آ رہا ہے۔"

جواب میں یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دوسرے معنوں میں اس کی موت اسے باہر لا رہی ہے۔"

ابلیکا خاموش رہی کیونکہ ان کے نزدیک ہی مگرمچھ پانی سے باہر نکل آیا تھا اور اب گیلی ریت پر چلتا اور غراتا ہوا یوناف کی طرف بڑھا تھا۔ یوناف نے اپنی تلوار کھینچی، اس پر اپنا کوئی عمل کیا پھر جونہی اس نے اپنی برنجی تلوار کا رخ مگرمچھ کی طرف کیا، وہ فوراً اپنی جگہ پر رک گیا اور اس کا کھلا ہوا آگ برساتا منہ بند ہو گیا۔ یوناف نے آگے بڑھ کر اپنی سحر زدہ تلوار مگرمچھ کی کمر پر گرائی اور اسے کاٹ کر رکھ دیا مگرمچھ کا سرخ خون ریت پر بہہ نکلا پھر مگرمچھ کی لاش کے قریب ہی ایک چٹان کی طرف اشارہ کر کے یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! کیا میں اس چٹان کی اوٹ میں بیٹھ کر ان کا انتظار نہ کروں۔"

ابلیکا نے کہا۔

"اب یہاں رکنے کی کیا ضرورت ہے مگرمچھ تو ختم ہو گیا ہے، یہی ہمارا کام تھا، اب یہاں سے کوچ کریں، میرا مشورہ یہ ہے کہ راع دیوتا کے معبد کی طرف چلیں وہاں پجارن کولم ان دنوں تمہیں بہت یاد کرتی ہے، وہ تمہاری خیر اندیش اور مخلص ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"میرا ارادہ ہے میں عارب، بیوسا اور نبیطہ سے بات کر کے جاؤں اور انہیں بتاؤں کہ تم تینوں گندگی کی طرح جو گناہ اور بدی کے داعیے پھیلا رہے ہو، میں نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس طرح ...."

ابلیکا درمیان میں بول پڑی اور کہا۔

"سنبھلو یوناف! عارب، بیوسا اور نبیطہ آ گئے ہیں۔"

یوناف نے سامنے دیکھا وہ تینوں واقعی تیز تیز قدم اٹھاتے آ رہے تھے۔

ابلیکا نے کہا۔

"اے میرے حبیب! جہاں تم کھڑے ہو، اب یہیں کھڑے رہنا، یہاں میں تمہارے گرد ایک ایسا حصار کھینچتی ہوں جس کی وجہ سے عارب، بیوسا اور نبیطہ کا کوئی بھی عمل تم پر کارگر نہ ہو گا اور تم اس حصار میں محفوظ رہو گے۔"

ابلیکا خاموش ہو گئی۔

عارب، بیوسا اور عبیطہ اب قریب آ گئے تھے، تھوڑی دیر بعد ابلیکا کی آواز پھر یوناف کو سنائی دی، وہ کہہ رہی تھی۔

"یوناف! یوناف! میں نے تمہارے گرد حصار کھینچ دیا ہے، اب یہ تینوں تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔"

اچانک ابلیکا رُکی، پھر چونک پڑنے کے انداز میں اس نے کہا۔

"یوناف! یوناف! میرے حبیب! سنبھلو اور محتاط ہو جاؤ۔ یافان اور اریشیا بھی دونوں آندھی اور طوفان کی طرح ادھر آ رہے ہیں۔ شاید وہ اسی دن کا انتظار کر رہے تھے کہ جب کوئی اور قوت تمہارے ساتھ ٹکرائے تو وہ بھی اس کے ساتھ شامل ہو کر تم سے اپنا انتقام لے سکیں۔"

یوناف نے فوراً اپنی برنجی تلوار پر کوئی دوسرا عمل کیا، پھر وہ اس حصار میں کھڑا سب کا انتظار کرنے لگا۔

ooo

عارب، بیوسا اور عبیطہ جب مگر مچھ کے قریب آئے تو انہوں نے دیکھا ان کا آدم خور مگر مچھ دو حصوں میں کٹا پڑا تھا اور ارد گرد کی ریت اس کے خون میں بھیگی ہوئی تھی۔ مرے ہوئے مگر مچھ کے قریب یوناف ابلیکا کے بنائے ہوئے حصار کے اندر کسی ستون کی طرح خاموش اور پر سکون کھڑا تھا۔

اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا، شام کے دھندلکے شفق سے بغل گیر ہو رہے تھے۔ تاریکیاں ایک آفت و بلا کی طرح نزول کرنے لگی تھیں۔ ہر طرف اک پر ہول خاموشی طاری تھی۔

عارب نے دوپہر کی باؤ کے سے گرم انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تو یہ تمہارا کام ہے؟"

یوناف نے کہا۔

"اے ظالم و جاہل انسان! میرے علاوہ تم جانو ایسا کام کون کر سکتا ہے، سن رکھو، یہی نہیں میں اگباتانہ شہر میں تمہارے ان سیاہ بیلوں کے ساتھ ساتھ ان پر کام کرنے والے تمہارے چاروں گماشتوں کا بھی صفایا کر آیا ہوں۔"

اتنی دیر میں یافان اور اریشیا بھی یوناف کے قریب نمودار ہوئے اور اس کے بائیں پہلو میں آ کھڑے ہوئے، پھر یافان نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا۔ عارب، بیوسا اور عبیطہ اسے ایک ہڈیوں کے ڈھانچے کی صورت میں دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

یافان نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''تم تینوں میری طرف سے فکر مند نہ ہو۔ میں مصر کے شہر تھیبس کا ساحر یافان ہوں اور میرے ساتھ یہ میری بیٹی اریشیا ہے۔ مجھے ہڈیوں کے اس ڈھانچے میں تبدیل اس یوناف نے کیا ہے جو ایک دشمن کی صورت میں تم تینوں کے سامنے کھڑا ہے۔ آؤ اس جوہڑ کے کنارے پانچوں مل کر اس کی لاش کو خون آلود کریں کہ آنے والی صبح جب طلوع ہو تو اس کی لاش کو چیلیں اور کوے نوچ رہے ہوں۔''

جس وقت یافان اور عارب آپس میں گفتگو کر رہے تھے، اس وقت یوناف ایک مطمئن انداز میں حسین بیوسا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے حسن میں وہی ندرت اور انوکھا پن، وہی عدگی و نادر پن تھا جو اس نے اس میں سینکڑوں برس پہلے کوہستانِ نوزی کے غار کے پاس دیکھا تھا۔ اس کے چہرے پر نضارت و تازگی، آبداری و نفاست اور پاکیزگی و نفیس قدسیہ جیسی ایک کشش تھی۔ اس کا حسن ویسا ہی نوشین و رنگین تھا۔ اس کے چہرے کی تازگی ویسی ہی نمط و رنگین تھی۔ اس کی بڑی بڑی حسین آنکھوں میں ان گنت نویدوں اور بشارتوں کا ایک سلسلہ تھا۔

یافان خاموش ہوا تو عارب نے کہا۔ ''آج یہ ہم پانچوں کے سامنے خوب پھنسا ہے، ہم ہر حال میں اس کی زندگی کو آج داغدار اور بے ربط کریں گے۔''

یوناف نے کہا۔

''یہ تم لوگوں کی بھول ہے تم پانچوں مل کر بھی میرے سامنے ایک ناآزمودہ کار، ناآگاہ اور نومشق و مبتدی بچے جیسے ہو، تم من حیث المجموع اپنی تمام تر وحدت اور وحدت نوعی کو بھی کام میں لے آؤ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر میرے ان الفاظ میں تم میں سے کسی کو شک ہو تو اپنا اپنا حربہ، اپنا اپنا زور اور طلسم آزما دیکھو، تم لوگوں کا کوئی بھی نہج و قاعدہ مجھ پر کوئی خوف و لاچاری طاری نہ کر سکے گا۔''

سب سے پہلے حسین بیوسا حرکت میں آئی۔ اس نے اپنا پاؤں زمین پر مارا جس کے جواب میں آگ کا ایک گولا سا یوناف کی طرف لپکا لیکن وہ بگولہ یوناف کے قریب اس جگہ جا کر معدوم ہو گیا جہاں پر ابلیکا نے اپنا حصار کھینچ رکھا تھا۔

دفعتہً یوناف نے اپنی تلوار اپنے سر کے اوپر کر لی۔ اس احتیاط کے تحت کہ اگر کوئی اوپر سے اس کے سر کی جانب وار کرے تو وہ بروقت اس کا دفاع کر سکے۔

یوناف کے خلاف اپنی اس ناکامی پر حسین بیوسا کسمسا کر اور بے چین ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر مضطر و مضطرب جذبے بکھر گئے تھے۔

یوناف نے بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''گو تو قابیل کی بیٹی نہیں پر تو چونکہ اس کی ہی نسل سے ہے لہٰذا آج سے میں تمہیں بنت قابیل کہہ کر مخاطب کیا کروں گا، سوائے بنت قابیل ! سن رکھ۔ اب بھی وقت ہے کہ تو عارب اور نبیطہ کا ساتھ ترک کر دے، بدی اور گناہ کی تشہیر اور اس کے پھیلاؤ سے باز آ۔ میرے ساتھ بیاہ کر لے کہ تو عارب اور نبیطہ کے عذاب اور قہرمانیت سے بھی محفوظ رہے گی اور میں تجھے خوش بھی رکھوں گا۔ دیکھ ابھی وقت ہے، ایسا نہ ہو ساں بیت جائے پھر تو میری رفیقہ بننے کی خواہشمند ہو اور میں انکار کر دوں، پھر کیا تو تجرد کی زندگی بسر کرنا پسند کرے گی؟

یوناف کی گفتگو پر بیوسا کی حالت ایسی تکلیف دہ ہو گئی تھی جیسے تیز دھوپ میں نیلا آسماں پگھل چلا ہو، پھر اس نے ایک منافرت، انتشار اور پراگندگی کے عالم میں یوناف کی طرف تھوکتے ہوئے کہا۔ ''تو میرا آخورد اور داروغہ تو نہیں لگا ہوا، میں تجھ سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتی ہوں۔ تیری نیچ اور گھٹیا خواہشات و رغبت پر ملامت و لعنت بھیجتی ہوں، تیری ہمارے ساتھ شروع سے دشمنی اور عداوت ہے اور یہ آخری دن تک رہے گی۔''

بیوسا خاموش ہو گئی کیونکہ اچانک عارب نے نیچے جھک کر مٹھی بھر ریت اٹھائی۔ اس پر کوئی عمل کیا اور پھر اس ریت کو اس نے یوناف کے اوپر ایک طرح سے بکھیر دینے کے انداز میں پھینک دیا، موٹی موٹی ریت کے وہ ذرات فضا میں بکھرنے کے بعد انگاروں کی طرح تپ کر سرخ ہو گئے۔ ان میں ایک ناقابل برداشت تپش پھوٹ رہی تھی۔ بالکل ایسے جیسے فضاؤں میں سرخ انگاروں کی بارش ہونے لگی ہو، پھر وہ موٹی ریت کے دہکتے سرخ ذرات بلندی سے یوناف کی طرف لپکے لیکن یوناف نے فی الفور اپنی تلوار اپنے اوپر بلند کی اور جب وہ ذرات تلوار کی سیدھ میں آئے تو ان کی ساری دہکتی کیفیت ختم ہو گئی اور وہ عام ریت کے ذرات کی طرح زمین پر گر گئے اور یوناف وہیں ابلیکا کے کھینچے ہوئے حصار کے اندر ایک وقار و استقلال، متانت و منزلت اور اک رفعت و بلندی کی شان میں کھڑا رہا۔

جب عارب کا وار خالی گیا تو یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے دشمن دیں! اے کور باطن اور بد مقصد نوجوان! تم لوگوں کا کوئی طلسم و ستم، کفاو جفا

مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تم اپنے ان حربوں سے میری ذات پر نیست و عدم، نابود و قضا اور فنا و معدوم طاری نہیں کر سکتے۔''

یوناف نے دیکھا یافان اور اریشیا بھی اس کے خلاف کسی عمل کی تکمیل کرنے والے تھے۔ اس نے فوراً ان کی طرف پہل کر دی اور اپنی تلوار کا رخ اریشیا کی طرف کر دیا، اریشیا کی حالت غیر اور جامد ہونے لگی، پھر اپنی تلوار کو حرکت میں لا کر یوناف اریشیا کو اپنے قریب لایا، جونہی اس نے اریشیا کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا فضاؤں میں اریشیا کی چیخیں بلند ہوئیں اور یوناف کے گرد ابلیکا نے جو حصار کھینچ رکھا تھا، اس حصار کے عمل کی وجہ سے اریشیا ختم ہو گئی۔ اس کے جسم کا گوشت ختم ہو گیا اور جب وہ حصار کے اندر یوناف کے قدموں میں آ کر گری تو وہ صرف ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھی۔

اسی لمحہ یوناف کے کانوں میں ابلیکا کی سریلی آواز پڑی۔

''یوناف۔ یوناف! میرے حبیب! اریشیا کے اس ڈھانچے کو تلوار سے ریزہ ریزہ کر دو، پھر ان ریزوں کو یہاں اسی حصار کے اندر ریت میں دفن کر دو۔ پھر یافان کی شیطانی قوتیں اریشیا کے اس ڈھانچے کو حرکت میں لا کر تمہارے خلاف کوئی نیا محاذ نہ کھول سکیں گی۔''

اریشیا کی وہ بدترین حالت دیکھتے ہی یافان وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ دوسری طرف اریشیا کی ہولناک مرگ پر عارب، بیوسا اور عبیطہ کی حالت بھی سنسان رات، منہدم، ویران و برباد گھونسلے جیسی ہو گئی۔ ان کے چہروں پر ان گنت وحشتیں برسنے لگیں اور پھر یافان کی طرح وہ تینوں بھی وہاں سے غائب ہو گئے۔

اپنے خنجر کو نکال کر یوناف نے اس حصار کے اندر ریت میں گڑھا کھودا اور اریشیا کی ہڈیوں کو اس نے وہاں دفن کر دیا، پھر وہ حصار سے باہر نکلا، اس کے ساتھ ہی ابلیکا کی شہد برساتی اور رس گھولتی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

''یوناف! یوناف! اب کیا خیال ہے؟''

یوناف نے گہری مسکراہٹ سے کہا۔

''جو تمہارا خیال ہے وہی میرا بھی خیال ہے، پر یہ فیصلہ کرنے سے پہلے میری تم سے ایک التماس بھی ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''التماس کیسی؟ تم میری رفیقہ ہو، میری ساتھی اور معین ہو، پھر تم التماس کیوں کرو، تم فیصلہ کن انداز میں بھی مجھ سے کہہ سکتی ہو۔ سنو سنو ابلیکا! اب جبکہ میرا تمہارا یہ سنگ اور ساتھ صدیوں پر محیط ہے تو کیا میں تمہیں اپنے سکون اور اطمینان قلب کی خاطر اپنی روحانی بیوی تصور کر سکتا ہوں۔''

ابلیکا نے کھنکتی اور خوش کن آواز میں کہا۔

''ہاں یوناف! مجھے تمہارا یہ فیصلہ منظور ہے۔ آج سے میں تمہاری روحانی بیوی ہوں، میں ایک وفا دار بیوی کی طرح ہی تمہاری خدمت کروں گی اور مجھے تمہارے ساتھ اس رشتے پر فخر و ناز ہو گا۔''

یوناف نے پوچھا۔

''اب کہو تم کیا کہنے والی تھیں؟''

ابلیکا نے کہا۔

''میرے حبیب! میں تم سے یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ جب کبھی تم عارب، بیوسا اور عبیطہ پر غلبہ پا لو تو ان تینوں کے ساتھ نرم رویہ رکھنا، اگر تم ایسا نہ کر سکو تو کم از کم بیوسا سے کچھ مت کہنا، اسے تکلیف میں دیکھ کر مجھے دکھ اور ملال ہو گا۔''

یوناف نے حیرت اور تعجب سے پوچھا۔

''کیا بیوسا کے ساتھ تمہارا کوئی رشتہ ہے؟''

ابلیکا خاموش رہی اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ یوناف نے دوبارہ زور دے کر کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا؟''

ابلیکا نے بکھری بکھری ویران آواز میں کہا۔

''بس ایسا ہی سمجھ لو کہ بیوسا کے ساتھ میرا عزیز ترین رشتہ ہے اور ایسا ہی تعلق عارب اور عبیط کے ساتھ بھی ہے۔

یوناف نے کہا۔

''کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ ان سے تمہارا کیا ناطہ ہے؟''

ابلیکا نے جواب دیا۔

''میرے حبیب! جس طرح میری اپنی ذات کی تفصیل کا راز میں رہنا ضروری ہے،

ایسے ہی بیوسا، نبیطہ اور عارب کے ساتھ میرے تعلق کو بھی راز میں ہی رہنا چاہیے۔ شاید کبھی کوئی ایسا وقت آئے کہ میں یہ ساری باتیں، سارے راز کہہ دوں۔''

یوناف نے پھر پوچھا۔

''کیا اس رشتے کی بناء پر مجھے یہ توقع رکھنی چاہیے کہ اگر تمہیں کبھی ایسے وقت کا سامنا کرنا پڑا جس میں تمہیں مجھے یا عارب، بیوسا اور نبیطہ میں سے کسی ایک طرف، ایک جہت کو رکھنا پڑے تو تم مجھے ان تینوں کی خاطر چھوڑ بھی دو گی؟''

ابلیکا نے تڑپ کر کہا۔

''ہرگز نہیں۔ تمہاری خاطر میں ہزاروں بیوسا، عارب اور نبیطہ قربان کر سکتی ہوں اور پھر اب تو تم میرے روحانی شوہر بھی ہو۔ میں نے تو صرف ازراہ ہمدردی کہا تھا کہ ان تینوں سے نرم رویہ رکھنا، اگر ان تینوں سے میرا کوئی رشتہ ہے تو پھر ایسا رشتہ تو تمہارا بھی ان کے ساتھ ہے کہ ہم سب آدمؑ کی ابتدائی اور قریبی اولاد میں سے ہیں۔ یوناف! یوناف! یہ وہم اپنے ذہن سے نکال دو کہ میں ان تینوں کی خاطر تمہیں چھوڑ سکتی ہوں۔ ہاں! تمہاری خاطر میں ان تینوں کو اپنی ہمدردیوں سے محروم کر سکتی ہوں۔ انہیں چھوڑ سکتی ہوں۔ ان سے قطع تعلق کر سکتی ہوں۔ تمہاری خاطر ہر ایک کو لات مار سکتی ہوں۔''

یوناف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا اب سلسلہ کلام بند کرو۔ مجھے تمہیں اس قدر ثبوت دینے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے تم پر مکمل اعتماد اور بھروسہ ہے، اچھا یہ بتاؤ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟''

ابلیکا نے کہا۔

''چلو۔ دریائے نیل کے کنارے اپنی بیوی شوطار کے محل میں جا کر رہو۔ گو شوطار اب نہیں ہے لیکن پھر بھی اس دنیا میں وہ محل ہی اب تمہارا ٹھکانہ اور رہائش گاہ ہے۔ ہاں اگر تم پسند کرو تو تم کولم کے پاس بھی جا کر رہ سکتے ہو۔ وہ بہت اچھی ہے اور تمہیں پسند کرتی ہے۔''

یوناف نے پوچھا۔

''کیا تم چاہتی ہو میں اس سے شادی کر لوں؟''

ابلیکا نے کہا۔

''تم غلط سمجھے ہو یوناف! میرا یہ مطلب نہ تھا اور پھر کولم تمہیں اس نظریے کے تحت پسند

نہیں کرتی۔ وہ تمہیں ایک بھائی کی طرح چاہتی ہے اور تمہارا احترام اور عزت کرتی ہے۔''

یوناف نے ہار مان جانے والے انداز میں کہا۔

''جیسے تمہاری مرضی ابلیکا۔ چلو پھر شوطار کے محل کی طرف ہی چلتے ہیں اور وہاں مجرد زندگی بسر کرتے ہیں اس لیے کہ تمہارا شوہر ہونے کے باوجود میں مجرد ہی رہوں گا۔''

ابلیکا نے جیسے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجرد کیوں؟ جب تم کوئی اچھی لڑکی دیکھو اور وہ تمہیں پسند ہو تو تم اس سے شادی کر لو اور سنو یوناف! میں نے کسی خاص مقصد کے تحت نہیں کہا کہ تم عارب، بیوسا اور نبیطہ سے نرم رویہ رکھنا، میرا مطلب تھا، تمہاری طرح ان کے ناسوت پر بھی لاہوت کا عمل ہو چکا ہے، اس کے باعث وہ ہزاروں برس تک زندہ رہیں گے۔''

''اور سنو یوناف! تمہاری طرح انہیں بھی زخم آ سکتے ہیں اور جس کے باعث وہ عام انسان جیسی تکلیف محسوس کرتے ہیں لیکن تم اور وہ تینوں بھی اپنی سری قوتوں کے باعث ان زخموں پر قابو پا کر پھر تندرست اور ٹھیک ہو سکتے ہو۔ ایک وقت تک ان کا کام ہے بدی پھیلانا اور تمہارا کام ہے، اس بدی کو سمیٹنا اور سنو یوناف! تمہارا یہ فرض نہیں ہے کہ جہاں کہیں بھی بدی نمودار ہو اسے سر نہ ابھارنے دو۔ یہ امر مشیت ایزدی کے خلاف ہے، کسی انسان سے بدی کا واقع ہونا مشیت خداوندی ضروری ہے۔ لیکن اس میں رضا مندی خالق نہیں ہے، بدی اور گنا اس دنیا میں ہوتے رہیں گے کہ یہ ایک امتحان گاہ ہے لہٰذا تم اپنے آپ کو ان بدیوں اور گناہوں کے سمیٹنے تک محدود رکھو جو عارب، بیوسا اور نبیطہ سے سرزد ہوں یا ایسے لوگوں سے وابستہ ہوں جن سے تمہاری ذات کی دشمنی ہو جیسے طلسم گر یافان۔''

یوناف خاموش رہا، پھر وہ ممفس شہر کی طرف چل پڑا۔

OOO

وقت گزرتا رہا، یوناف وہیں شوطار کے محل میں قیام پذیر رہا۔
اس دوران مصر کا بادشاہ زوسر اور اس کا وزیر امحوتپ دونوں مر گئے۔ امحوتپ کے بعد اس کا ساحر اور طلسم گر بیٹا موتپ مصر کا وزیر بنا۔ زوسر کے بعد دو فرعون چند ماہ حکومت کر کے ختم ہو گئے۔ پھر سنیفرو کو مصر کا بادشاہ بنایا گیا اور امحوتپ کا بیٹا پتاہ موتپ جو طلسم گری میں اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا تھا اس کا وزیر بنا۔

سنیفر بڑا قوت والا بادشاہ تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے زوسر کی طرح سقارہ کے میدانوں میں ایک اہرام کی تعمیر کی۔ اس کے علاوہ اس نے اپنی بحری قوت کو زبردست بنانے کے لیے بحری جہازوں کی تعمیر بھی شروع کر دی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے عساکر کی تعداد بھی بڑھانا شروع کر دی تھی۔

قوم عاد کے بچے کھچے لوگ حضرموت کے آس پاس رہتے تھے۔ حضرت ہودؑ کے بعد ان کی رہنمائی کے لیے حضرت لقمانؑ آئے۔ یہاں تک کہ یمن میں ایک طرح سے بنو عاد ختم ہو گئے۔ ہاں ان کی دوسری شاخ نے جو حجاز کے شمال مغربی علاقوں کی طرف ہجرت کر گئی تھی، قوم ثمود کے نام سے بہت ترقی کی۔ اپنی سلطنت قائم کی اور وہ بہت پھولے پھلے، ایک عرصہ تک یہ لوگ خدا کی عبادت کرتے رہے مگر آہستہ آہستہ اپنے آباء ہی کی طرح یہ لوگ بھی بُت پرستی میں مبتلا ہو گئے اور ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے خداوند نے ان میں حضرت صالحؑ کو مبعوث فرمایا۔

شمالی ایران کا بادشاہ طہمورث مر گیا اور اس کی جگہ جمشید شمالی ایران میں قوم ماد کا بادشاہ بنا۔ تاہم یمن میں ابھی تک علوان کی ہی حکومت تھی۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ ابھی تک یمن میں ہی قیام پذیر تھے۔ عارب کی بیوی اور نبیطہ

کا شوہر بوڑھے ہو کر مر چکے تھے۔

○

ایک روز عزازیل نے یمن کے شہر صنعا میں اس مکان کے اندر نزول کیا جس میں عارب، بیوسا اور نبیطہ رہتے تھے۔ اس وقت شام گہری ہو چکی تھی۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ تینوں ایک کمرے میں بیٹھے اپنے ماضی کے حالات پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک ان تینوں کو کمرے میں عزازیل دکھائی دیا۔ اسے دیکھتے ہی وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے، قبل اس کے کہ ان میں سے کوئی کچھ کہتا خود عزازیل نے بولنے میں پہل کی۔
وہ عارب کے سامنے آیا اور کہا۔ ”اے ہمدم دیرینہ! تم اور تمہاری دونوں بہنیں کیسی ہیں؟“

عارب نے کہا۔ ”اے محسنِ قدیم! ہم ٹھیک ہیں۔ تم نے جو فرض ہمیں سونپا تھا، اس پر ہم سختی سے عمل کر رہے ہیں اور ہر جگہ ہم نے بدی اور گناہ کے پھیلاؤ کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہے لیکن جو بھی اور جہاں بھی ہم نے ایسی کوشش کی، بنو شیثؑ کے یوناف نے اسے ناکام بنا دیا۔ اے ہمارے عظیم راہنما، کیا ایسا ممکن نہیں کہ تو یوناف کو ہمارے راستے سے ہٹا دے۔ اس طرح ہمارا کام سہل ہو جائے گا اور ہم بدی اور گناہ کو بہتر طور پر پھیلا سکیں گے۔“

عزازیل نے ایک مایوسی کے انداز میں کہا۔ ”میرے عزیز! تمہاری طرح بنو شیثؑ کے یوناف کے ناسوت پر بھی لاہوت کا عمل ہو چکا ہے، تمہاری طرح وہ بھی صدیوں تک جیتا رہے گا۔ اس پر قابو پانا اب اس قدر آسان نہیں۔ اپنی ذات کے اندر وہ ایک بھرپور اور بے تحاشا قوت ہے، میں جانتا ہوں اس نے اگباتانہ شہر میں تمہارے پھیلائے ہوئے جال کو جلا کر رکھ دیا۔ یہ بھی میرے علم میں ہے کہ اس نے یہاں یمن میں بھی تم لوگوں کو بدی اور گناہ سے باز رکھا لیکن اس کے ان کارناموں سے تم تینوں کو اپنے فرائض سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ سن رکھو! یوناف کا اپنا کام ہے اور تمہارا اپنا۔ تمہارا کام بدی اور گناہ کا پھیلاؤ ہے۔ وہ اگر اس پھیلاؤ کو سمیٹتا ہے تو سمیٹنے دو۔ وہ اپنا کام کرتا رہے اور تم

اپنا کام کرتے رہو۔ بہرحال تمہاری دلجوئی اور حوصلہ مندی کے لیے میں اپنے ساتھی شبر کو اس کی طرف روانہ کروں گا۔ شبر لوگوں پر ایسی مصیبتیں اور کرب بپا کرتا ہے جس میں وہ نوحہ کرتے ہیں، واویلا اور شور مچاتے ہیں، اپنے کپڑے پھاڑتے ہیں اور اپنے منہ پر طمانچے مارتے ہیں۔ اگر شبر میرا ساتھی، یوناف کو اپنے کرب و آلام میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو بہرحال کچھ عرصہ کے لیے یوناف کی ترکتاز اور یلغار سے تم لوگوں کو نجات مل جائے گی۔

لیکن اے رفیقانِ دیرینہ! تم تینوں میں سے کسی نے بھی مجھ سے یمن میں آنے کی وجہ نہیں پوچھی۔''

اس بار بیوسا نے کہا۔ ''اے عظیم محسن! اس کی وجہ تو تم ہی بہتر جانتے ہو گے۔''

عزازیل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ''تو پھر سنو۔ آج کی رات میں یمن میں انقلاب بپا کرنے والے عوامل پیدا کروں گا، میں چاہتا ہوں کل کا سورج یمن کے بادشاہ علوان کو مردہ حالت میں دیکھے۔ علوان کی جگہ میں اس کے بڑے بیٹے ضحاک کو یمن کا بادشاہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ ظالم، جابر اور ایک بے رحم و بے دید انسان ہونے کے علاوہ ایک اعلیٰ پائے کا طلسم گر بھی ہے۔''

عارب نے کہا۔ ''ہم تینوں اس سے کئی بار مل چکے ہیں۔ وہ بیوسا کو دیکھتے ہی اس پر مرمٹتا تھا اور اس سے شادی کا خواہاں تھا لیکن بیوسا نے اپنی سری قوتوں سے کام لے کر ضحاک کے دل میں اپنے لیے نفرت پیدا کر دی۔ اب ضحاک نبیطہ کو پسند کرنے لگا ہے اور بیوسا کو وہ اپنی بہن کہہ کر پکارتا ہے۔''

عارب رکا۔ پھر دوبارہ کہنے لگا۔ ''ضحاک اور اس کا چھوٹا بھائی سنان دونوں ہمارے اچھے جاننے والے ہیں کیونکہ میری بیوی اور نبیطہ کا شوہر جو مر چکے ہیں وہ ضحاک اور سنان کے چچا اور چچی تھے۔ علوان ضحاک، سنان اور یمن کے دیگر لوگ ہم سے پوچھا کرتے تھے کہ ہم تینوں کی عمر کیوں نہیں بڑھی اور ہم جوان کے جوان کیوں ہیں، ہم نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ برسوں پہلے ایک بزرگ نے ہماری درازی عمر اور ہمیشہ جوان رہنے کی دعا کی تھی، سو وہ دعا قبول ہوئی اور ہم لمبی عمر پانے کے باوجود جوان ہیں، اب یہاں کا کوئی فرد ہم سے ہماری درازی عمر اور جوان رہنے سے متعلق کوئی سوال نہیں

کرتا۔''

عزازیل نے کہا۔ ''میں اب اپنے کام کی ابتدا کرنے کے لیے جاتا ہوں۔ آنے والی صبح تم سے ملوں گا اور تم سے اپنی کارگزاری کہوں گا۔''

اچانک عزازیل نے نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''نبیطہ! نبیطہ! کیا تو ضحاک[1] کے ساتھ شادی کرنا پسند کرے گی؟''

نبیطہ نے کہا۔ ''اے ہمارے محسنِ عظیم! جیسی تمہاری مرضی۔ اگر ایسا کرنے میں ہمارے لیے کوئی بہتری ہے تو میں ضرور ضحاک سے شادی کروں گی۔''

عزازیل نے کہا۔ ''تم جانو۔ یمن کا موجودہ بادشاہ علوان جس قدر نیک اور رحمدل ہے ضحاک اسی قدر ظالم، بے رحم اور سرکش ہے۔ وہ ایک اعلیٰ پائے کا جادوگر ہے اور جادو کے یہ علوم اس نے بابل جا کر سیکھے تھے۔ اس کے باپ علوان نے اس کے بابل میں رہ کر یہ علوم سیکھنے کا بہترین انتظام کیا تھا اور اس کے جادوگر ہونے کی وجہ سے ہی اس کا چھوٹا بھائی اس سے ڈرتا اور خوفزدہ رہتا ہے اور اس کی ہر بات آنکھیں بند کر کے ماننے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اگر تو ضحاک سے شادی کر لے تو ضحاک جو ایک سرکش اور بیخ پا گھوڑے کی مانند ہے، ہمارے اختیار میں ہو گا۔ اس کی باگیں ہمارے ہاتھ میں ہوں گی اور اس کی وجہ سے ہم ان سرزمینوں کو بدیوں، برائیوں اور گناہوں سے بھر دیں گے اور پھر ضحاک تمہیں پسند بھی تو کرتا ہے، اگر تم اس سے شادی پر رضامندی ظاہر کر دو تو یمن میں انقلاب لانے کا میرا کام اور بھی آسان اور سہل ہو جائے گا۔''

نبیطہ نے کہا۔ ''اگر ایسا معاملہ ہے تو میں اس سے ضرور شادی کروں گی۔ اگر ضحاک ایک سرکش اور بدرکاب گھوڑا ہے تو اس گھوڑے کی باگیں میں اپنے ہاتھ میں لے کر اور کھینچ کر رکھوں گی۔''

عزازیل نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''اب میرا کام کافی حد تک آسان ہو جائے گا اور آنے والی صبح کا سورج علوان کی جگہ ضحاک کو یمن کا بادشاہ دیکھے

---

[1] مشہور مؤرخ ابن خلدون اور طبری نے ضحاک کو ایک ماہر جادوگر لکھا ہے، اس کے علاوہ طبقات ناصری کے مصنف منہاج سراج اور تاریخ ایران کے مؤلف مقبول بیگ بدخشانی بھی ضحاک کے طلسم گر ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

گا۔"

اس بار عزازیل نے حسین بیوسا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "بیوسا! بیوسا! تم کب تک کسی کی ہو جانے اور کسی مرد سے شادی کرنے سے نفرت کرتی رہو گی۔ یہ دنیا لہو و لعب ہے، اس کی رنگینیوں، لطافتوں اور رنگوں سے تم بھی لطف اٹھاؤ۔"

بیوسا نے کہا۔ "میں ان بکھیڑوں میں پڑنے والی نہیں۔"

عزازیل نے پوچھا۔ "آخر کب تک؟"

بیوسا نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ "جب تک میں جیتی ہوں۔"

عزازیل چند ساعتوں تک رکا پھر ہلکی ہلکی مسکراہٹ اور دبی دبی خوشی سے اس نے کہا: "اچھا۔ میں جاتا ہوں کہ ضحاک کے ساتھ اپنے کام کی ابتدا کروں۔"

O

رات اپنی ابدی قربان گاہوں کی طرف بھاگتی جا رہی تھی۔ اندھیرے روز ازل کے متلاشیوں کی طرف اجنبی صحراؤں اور قریب و دور کی سر زمینوں میں پھیل گئے تھے۔ ہوائیں سمندروں اور دریاؤں کی سرگوشیاں چرا کر اپنی بے چین انگلیوں پر انہیں نچاتی ہوئی فضاؤں کے اندر بکھیرنے لگی تھیں۔ ہر شے اندھے اور بے بس پرندے کی طرح اپنی کھوہ، اپنے ٹھکانوں میں دبک کر رہ گئی تھی کہ رات کے سکون سے لطف اندوز ہو۔

یمن کے بادشاہ علوان کا بیٹا ضحاک شاہی محل کے اپنے کمرے میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ اس کا ایک غلام اندر آیا اور اس نے کہا۔

"اے آقا! باہر ایک ڈھلتی عمر کا آدمی آیا ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے، اپنا نام عزازیل بتاتا ہے، میں نے اسے ٹالنے کی انتہائی کوشش کی لیکن اس کا کہنا ہے کہ ابھی اور اسی وقت ضحاک سے ملنا چاہتا ہوں کہ اس میں ضحاک کی بہتری ہے۔"

ضحاک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اگر اس میں میری بہتری ہے تو اسے اندر لے آؤ۔"

تھوڑی دیر بعد عزازیل نے ایک نیک صورت انسان کی شکل میں اس غلام کے ساتھ

کمرے میں داخل ہوا۔ ضحاک نے اسے ایک نشست پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور جب وہ وہاں بیٹھ گیا تو ضحاک نے پوچھا۔ "یہ تمہارا نام کیسا ہے؟ یہ تو شیطان اور ابلیس کا نام ہے۔"

عزازیل نے کہا۔ "اے آقا! میں زیریں شام کا باشندہ ہوں۔ ماں باپ نے یہی نام رکھا تھا، سو اسے ہی نبھا رہا ہوں۔ میں دو علوم میں یکتا قسم کی مہارت رکھتا ہوں، ایک رونما ہونے والے واقعات کا اندازہ نجوم کی مدد سے اور دوسرا عمدہ اور لذیذ کھانے تیار کرنے میں کوئی میرا ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔"

ضحاک نے چونک کر پوچھا۔ "تو کیا تم ستاروں کے حوالے سے انسان کے رونما ہونے والے واقعات پر بھی روشنی ڈال سکتے ہو؟"

عزازیل نے کہا۔ "صرف روشنی ہی نہیں ڈال سکتا۔ ان کی تفصیل بتا سکتا ہوں اور انہیں اپنے حق میں کر لینے کے طریقے تک بتا سکتا ہوں۔ میں بتا سکتا ہوں کہ کون سی چیز خداوند کی مشیت سے ظہور میں آنے والی ہے۔ کون سے اسباب اس کے لیے مساعد ہیں اور کون سے نامساعد۔"

ضحاک نے خوش ہو کر کہا۔ "اگر تم نامساعد کو مساعد میں بدل سکتے ہو تو میرے لیے انتہائی کارآمد اور سود مند ثابت ہو سکتے ہو، میری ایک خواہش ہے جو بظاہر نامساعد لگتی ہے، اگر تم اسے مساعد کر دو تو میں زندگی بھر تمہارا شکر گزار رہوں گا۔"

عزازیل نے اپنی خش خشی داڑھی میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "آپ کی خواہش یقیناً کسی حسین ترین لڑکی سے شادی کرنا ہے اور آپ کی یہ خواہش اس وقت پوری ہو گی جب آپ یمن کے بادشاہ بن جائیں گے۔"

ضحاک نے توصیفی انداز میں عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمہارا علم یقیناً حیرت انگیز ہے، گو میں خود بھی طلسم کا فن جانتا ہوں لیکن لگتا ہے تمہارے سامنے میں کچھ بھی نہیں ہوں، جس لڑکی سے میں شادی کرنا چاہتا ہوں، اس کا نام عبیطہ ہے، میں نے اپنی سحری قوت سے اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ ایسی ہی ایک کوشش میں نے اس کی ایک ساتھی لڑکی کے لیے بھی کی تھی لیکن اس میں بھی مجھے ناکامی ہوئی تھی۔ اب اس لڑکی کو میں نے بہن بنا لیا ہے۔ ایسا لگتا ہے وہ دونوں طلسم کا

توڑ جانتی ہیں یا ان کی ذات ایسے عوامل کی مالک ہو جس پر طلسم کا اثر ہی نہ ہوتا ہو، پر نبیطہ اب بھی میرے دل میں بستی ہے، تم نے یہ کہہ کر میرے لیے ایک اور مشکل کھڑی کر دی ہے کہ اس سے میری شادی میرے بادشاہ بننے کے بعد ہی ہو سکتی ہے جبکہ ابھی میرے بادشاہ بننے کے دور دور تک کوئی آثار نہیں ہیں، آخر یہ مشکل معاملہ کیسے اور کیونکر طے ہو؟''

عزازیل نے کہا۔ ''اس مشکل کا حل تو آپ کی مٹھی میں بند ہے۔ آپ چاہیں تو کل ہی یمن کے بادشاہ بن سکتے ہیں اور اس کے بعد نبیطہ سے شادی کر سکتے ہیں۔ نبیطہ کو اس شادی پر آمادہ کرنا میرا کام ہے۔''

ضحاک نے بے چین ہو کر کہا۔ ''میں یہ تو تسلیم کر لیتا ہوں کہ تم نبیطہ کو میرے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ کر لو گے لیکن میں کل ہی یمن کا بادشاہ کیسے بن سکتا ہوں؟''

عزازیل نے کہا۔ ''آپ اپنے باپ کا خاتمہ کر دیں۔''

ضحاک نے رازداری سے پوچھا۔ ''وہ کیسے؟ کیا میں اپنے باپ کو قتل کر دوں؟''

عزازیل نے کہا۔ ''نہیں آپ کی سوچ غلط ہے، آپ اسے ہرگز قتل نہ کریں ورنہ یمن کے لوگ آپ کو اپنے باپ کا قاتل قرار دے کر آپ کے خلاف ہو جائیں گے۔ اس طرح آپ کا بادشاہ بننا تو دور کی بات ہے، آپ کا یمن میں رہنا بھی مشکل ہو جائے گا اور لوگ آپ کے قتل کے در پے ہو جائیں گے۔''

ضحاک نے اک بے بسی کے عالم میں پوچھا۔ ''تو پھر میں اپنے باپ کی موت کے لیے کیا طریقہ اختیار کروں؟''

عزازیل نے ضحاک سے کسی قدر بے تکلف ہوتے ہوئے اور اپنا انداز تخاطب بدلتے ہوئے کہا۔ ''دیکھ ضحاک! تیرا باپ روزانہ صبح کے وقت ابھی اندھیرا ہی ہوتا ہے کہ سیر کے لیے باہر جاتا ہے جس طرف وہ جاتا ہے وہاں راستے میں ایک اندھا کنواں

دیکھ رکھا ہے۔ وہ اتنا گہرا نہیں ہے کہ میرا باپ اس میں گر کر مر جائے۔''

عزازیل نے کہا۔ ''تو اس کی فکر نہ کر۔ آج کی رات میں اس اندھے کنوئیں میں ایک ایسا بڑا زہریلا سانپ چھوڑ دوں گا جو تمہارے باپ کو ڈس لے گا اور وہ مر جائے گا۔ پھر کوئی قوت تمہیں بادشاہ بننے سے روک نہ سکے گی۔''

ضحاک نے کہا۔ ''اے عزازیل! تو نے کیا خوب ترکیب نکالی ہے۔ میں اس پر عمل کروں گا اور کل سے میں ہی یمن کی اس سرزمین کا بادشاہ ہوں گا۔''

عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ ''لے! میں اب چلتا ہوں کہ اس اندھے کنوئیں میں کوئی زہریلا سانپ گرانے کا کام سرانجام دوں۔''

ضحاک بھی اٹھ کھڑا ہو گیا اور کہا۔ ''تو اس وقت بے شک جا لیکن کل جب میں بادشاہ بن جاؤں گا تو تو میرے پاس آئے گا اور تیری حیثیت میرے شاہی باورچی کی سی ہو گی اور تو میرے لیے لذیذ کھانے تیار کرے گا۔''

عزازیل نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ ''ہاں یہ مجھے منظور ہے۔''

اگلے روز صبح کے وقت ضحاک نے اپنے باپ کو کنوئیں[1] میں گرا کر اس کا خاتمہ کر دیا اور خود یمن کا بادشاہ بن گیا۔ چند یوم بعد اس نے نبیطہ سے شادی کر لی اور عزازیل بھی ضحاک کے پاس باورچی[2] کا کام کرنے لگا۔

○

شمالی ایران میں اگباتانہ شہر میں قوم ماد کا بادشاہ جمشید اپنے قصر میں بیٹھا تھا کہ اس کا ایک محافظ اندر آیا اور کہا۔

''اے مالک! باہر ایک ساحر کھڑا ہے۔ وہ کوہستانِ دماوند کی طرف سے آیا ہے۔

۱۔ [illegible] طبری [illegible] تاریخ ایران [illegible] بھگا کے [illegible] باپ کو کنوئیں میں گرا کے مار دیا۔

۲۔ بقول تاریخ ایران [illegible] عزازیل ایک [illegible] کی حیثیت سے ضحاک کی خدمات انجام دیتا رہا۔

جمشید نے کہا۔

''اسے فوراً اندر بھیجو۔''

وہ محافظ باہر نکل گیا، تھوڑی دیر بعد ایک ایسا شخص اندر آیا جس کی جوانی اپنا پورا عروج دیکھ چکی تھی۔ جمشید نے اسے اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا، وہ بیٹھ گیا۔ پھر جمشید نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''مجھے تمہارا نام برنمرود بتایا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم ایک ساحر ہو۔ کہو تم کس غرض سے میرے پاس آئے ہو۔''

برنمرود نے کہا۔ ''اے بادشاہ! میں ایک ایسا ساحر ہوں جس کی مثل بابل، ار، اور اریدو شہر چھوڑ کر کہیں نہیں مل سکتی۔ میں نے طلسم کے یہ علوم ار شہر سے باہر تنار دیوتا کے معبد کے بڑے پجاری سے حاصل کیے ہیں۔ اے بادشاہ! میں جنات کو تمہارے ماتحت کر دوں گا۔ پہاڑ کاٹ کر تمہارے لیے چونا بنوا دوں گا جس سے عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہو سکیں گی۔ پن چکیاں چلواؤں گا، لکڑی کے پل بنانا سکھاؤں گا۔ کانوں سے سونا چاندی، تانبا اور سیسہ نکالنا سکھاؤں گا، طرح طرح کے عطریات تیار کروں گا۔ جڑی بوٹیوں سے دوائیں تیار کروں گا، تیرنے والی چھوٹی چھوٹی کشتیاں بنواؤں گا۔ غوطہ خوری کا فن سمجھاؤں گا، لکڑی اور ہاتھی دانت کے رتھ تیار کرواؤں گا اور جنات کی مدد سے ان رتھوں کو ہواؤں میں اڑاؤں گا۔ آلات سے کشی کا فن بتاؤں گا۔ ریشم کا دھاگہ، کپڑا بننا اور سینا سکھاؤں گا اور اے بادشاہ! تیرے لیے بلور کا ایک ایسا پیالہ تیار کروں گا کہ اس کے ذریعے سے آسمان کے ستاروں کا مقام اور پھر ان کے وسیلے سے جو سوال کیا جائے گا اس کا جواب اس پیالے سے ملا کرے گا۔''

جمشید نے کسی قدر حیرت سے برنمرود کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیا تو حقیقتاً کوئی نیرنگ ساز اور ساحر ہے یا تو کسی مہیب و وحشت انگیز جنوں کا شکار ہے اور میرے ساتھ ایسی منفعت اور سودمندی کی باتیں کرتا ہے، سن رکھ! تیری گفتگو ایسی نوع اور طریق اور ایسے ڈھنگ وصورت کی ہے جو پہلے کبھی کہی اور سنی نہ گئی۔ دیکھ اپنی ذات اور اپنے جنوں کو ممیّز کر کے میرے ساتھ گفتگو کر۔''

برنمرود نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔ ''اے بادشاہ! میں دیوانہ اور مجنوں نہیں ہوں، جو کچھ میں زبان سے کہہ رہا ہوں تیری بہتری کے لیے میں عملی صورت بھی دوں گا۔''

جمشید نے اس پر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اگر تو میرے لیے ایسا کر دے تو تو مجھے بے انتہا عزیز ہوگا لیکن یہ وعدہ بھی کر کہ یہ علوم تو مجھے بھی سکھائے گا جن سے تو ایسے فوق البشر کام انجام دے گا۔''

برنمرود نے کہا۔ ''میں یہ سارے علوم آپ کو ضرور سکھاؤں گا۔''

جمشید نے کہا۔ ''میری نگاہوں میں تمہاری حیثیت ایک بہترین مشیر اور ہر دلعزیز عامل کی ہوگی پر جن امور کا تم نے ذکر کیا ہے ان پر کام کرنا کب سے شروع کرو گے؟''

برنمرود[1] نے کہا۔ ''ان امور پر تو میں آج سے ہی کام شروع کر سکتا ہوں۔''

جمشید نے ایک سرخوشی اور اطمینان سے کہا۔

''تم نے یقیناً میرے دل کی بات کی ہے۔ تم آج ہی اپنے کام کی ابتدا کر دو۔ میں ابھی اور اسی وقت تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور تمہارے لیے اپنے محل کا ایک حصہ خالی کراتا ہوں۔ محل کے اسی حصے میں تمہاری رہائش ہوگی، یہیں رہ کر تم مجھے علومِ سحر کی تربیت دو گے اور یہیں میری نگاہوں کے سامنے تم ان سارے امور کی تکمیل کرتے رہو گے تاکہ مجھے ان سے متعلق بھی آگاہی اور مشق ہوتی رہے۔''

پھر جمشید اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ ''اب آؤ میرے ساتھ، میں پہلے تمہاری رہائش اور آرام کا بندوبست کراتا ہوں۔''

جمشید برنمرود کا ہاتھ پکڑ کر قصر سے باہر نکل گیا۔

چند ہی یوم میں برنمرود نے جمشید[2] کے لیے پن چکیاں چلوائیں۔ لکڑی کے پل بنوائے، جنات سے بلند عمارتیں[3] اور محل تعمیر کرائے۔ کانوں سے سونا چاندی، تانبا اور سیسہ نکلوایا۔ ہرنوں سے مشک نافہ حاصل کیا، طرح طرح کے عطریات، عنبر اور جڑی

1۔ ابنِ خلدون بھی برنمرود کا تذکرہ جمشید کے عالم کی حیثیت سے کرتا ہے۔

2۔ عام طور پر مشہور ہے جن دو بادشاہوں نے جنات کو مسخر کیا وہ سلیمانؑ اور جمشید ہیں، اس لیے بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بنا پر کہہ دیا کہ سلیمان اور جمشید ایک ہی ہستی ہیں۔ آخر ابن المنع نے اسے غلط قرار دیا کیونکہ جمشید حضرت سلیمانؑ سے 3000 برس پہلے گزرا تھا۔

3۔ مرغاب اور دیگر مقامات پر جو جمشید کے عہد کے کھنڈرات ملتے ہیں، ان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ عمارات جنات کی تعمیر کردہ ہیں کیونکہ یہ عمارات بڑے بڑے پہاڑوں کو کاٹ کر بنائی گئی ہیں اور یہ کام انسانی بس کا نہیں۔

بوٹیوں سے دوائیں تیار کرائیں۔ کشتیاں بنوائیں۔ غوطہ خوروں کی مدد سے مروارید نکلوائے، لکڑی اور ہاتھی دانت کے رتھ تیار کر کے جنات کی مدد سے ان رتھوں[1] کو ہوا میں اڑایا۔ ریشم کاتا گیا، کپڑے بننے اور سینے کا فن سکھایا گیا اور یوں برنمرود نے جمشید کے زر و مال اور جاہ و جلال[2] کو اوجِ کمال تک پہنچا دیا۔ پھر برنمرود نے جمشید کے لیے وہ پیالہ[3] بھی تیار کیا جس میں وہ اپنے سوالات کے جوابات اور آنے والے تکلیف دہ حالات کا حل معلوم کر لیا تھا۔

○○○

۱۔ جمشید کی جو پہلی رتھ فضا میں اڑی اس نے جبل دماوند سے بابل کی طرف سفر کیا۔ یہ پرواز ماہ فروری میں آغازِ بہار پر ہوئی لہٰذا اسی کی یاد میں نوروز کی تقریب منائی جاتی ہے۔

۲۔ مشہور شاعر فردوسی بھی اپنے شاہ نامے میں ان تمام محیر العقول اور فوق البشر واقعات کا ذکر کرتا ہے۔ شاہنامہ ثعالبی سے بھی ان کی تصدیق ہوتی ہے۔

۳۔ یہ طلسمی پیالہ فارسی اور اردو ادب میں جام جم یا جام جمشید کے نام سے مشہور ہے۔

اندھیروں کی نور العین رات اپنے سارے نوال و بخشش، نغم و گیت، نشیب و پستی، فراز و بلندی، نزع و تکرار اور نزاری و لاغر پن کے ساتھ نمودار ہوئی تھی۔ ہر طرف خس و خاشاک کا سا سکوت بکھرا تھا۔

یوناف دریائے نیل کے کنارے فرعون خنخیم کے محل کے اندر اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور وہ گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا، اچانک وہ چونکا اس کی گردن پر ابلیکا نے اپنا لمس ظاہر کیا تھا، پھر ابلیکا کی میٹھی مسکراتی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

''یوناف! یوناف! میرے حبیب! میں تمہارے لیے دو اچھی خبریں لائی ہوں۔''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم میرے لیے ہمیشہ اچھی خبریں ہی لاتی ہو۔''

ابلیکا نے ہنس کر کہا۔

''صرف اچھی ہی نہیں، بری بھی لاتی ہوں۔''

یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''وہ بری خبریں بھی میرے لیے اچھی ہی ہوتی ہیں کیونکہ ایسی خبریں بھی تم میری بہتری، بھلائی اور پیش بندی کے لیے لاتی ہو۔ اچھا تم یہ کہو اس وقت تم کیسی خبریں لائی ہو؟''

ابلیکا نے کہا۔

"تمہارا قدیم دشمن اور ہڈیوں کا ڈھانچا یافان ان دنوں تھیبس شہر میں ہے، وہ پچھلے کئی برس سے وہاں قیام کیے ہوئے ہے۔ اس نے دریائے نیل کے کنارے راع دیوتا کے معبد کے قریب کوہستانی چٹانوں کے اندر بڑے بڑے پتھروں کی ایک بلند و بالا عمارت تعمیر کرائی ہے۔ اس عمارت میں اس نے مکتب کھول رکھا ہے اور اس مکتب میں وہ اپنے شاگردوں کو طلسم و نجوم و رمل اور دیگر سری و سیاہ علوم کی تعلیم دیتا ہے۔ دور دور شہر سے دلچسپی رکھنے والے لوگ اس کے پاس یہ علوم سیکھنے جاتے ہیں، لیکن یافان ہر آنے والے کو مکتب میں داخل نہیں کرتا۔ وہ چند مخصوص ذہن رکھنے والے جوانوں کو اس میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اکثر کو ناامید لوٹا دیتا ہے، مکتب میں اس نے ساحروں کی ایک بڑی جماعت اپنے گرد جمع کر لی ہے اور ان سب سے اس نے حلف لیا ہے کہ اس کے مکتب سے چلے جانے یا دیگر ناگزیر حالات کی صورت میں وہ اس عمارت کے اندر نسل در نسل سحر کی تعلیم دینے کا سلسلہ جاری و ساری رکھیں گے۔"

"یوناف! یوناف! اس کے علاوہ اس نے ایک اور سلسلہ بھی شروع کر رکھا ہے، وہ کسی حسین اور قد آور لڑکی کو تلاش کرتا ہے پھر اپنے سحری عمل سے وہ اس لڑکی کا چہرہ اپنی بیٹی ارنیشیا جیسا کر دیتا ہے اور اپنے سحری عمل سے ہی وہ اس کے ذہن میں پہلے خیالات صاف کر کے اپنے جذبات بھر دیتا ہے کہ وہ لڑکی اسے اپنا باپ سمجھنے لگتی ہے۔ اس طرح یافان اپنی بیٹی کی کمی پوری کر لیتا ہے، اسے چونکہ اپنی بیٹی ارنیشیا سے بے حد محبت و انس تھا، لہٰذا اس نے اپنے ساتھ اپنی بیٹی کو زندہ رکھنے کے لیے یہ طریقہ استعمال کیا ہے۔"

"دوسری بات یہ ہے کہ بنو عاد کا وہ حصۂ قوم جو ہودؑ پر ایمان لایا تھا اور اپنے شہر احقاف سے نکل کر شمال مغرب کی طرف جا آباد ہوئے تھے اور ثمود کہلاتے تھے کیونکہ یہ لوگ عاد کے بیٹے ثمود کی نسل سے تھے۔

یہ لوگ کچھ عرصہ تو حضرت ہودؑ کی تعلیمات پر عمل کرتے رہے اور خدا کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر گامزن رہے۔ پھر رفتہ رفتہ یہ لوگ اپنے پیش رو بنو عاد کی طرح بت پرستی میں مبتلا ہو گئے اور خدائے واحد کی تعلیمات کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا، تب خداوند نے ان کی طرف سے نبی صالحؑ کو مبعوث کیا۔ اب صالحؑ ان دنوں قوم ثمود کی حالت سنوارنے کی کوششیں کر رہے ہیں لیکن اہل ثمود ان کی تعلیمات پر عمل نہیں

کر رہے اور بدستور بتوں کی پوجا پاٹ پر زور دے رہے ہیں۔ کاش! یہ سنبھل جائیں اور صالحؑ کی تعلیمات پر عمل شروع کر دیں ورنہ ان کا انجام اپنے آباؤ اجداد کی طرح ہی ہو گا۔

ابلیکا رکی۔ پھر دوبارہ اس نے پوری مٹھاس سے کہا۔

"یہ ہیں دو اہم خبریں جو میں نے تم سے کہہ دی ہیں، ان کے علاوہ بھی کچھ خبریں ہیں جو اتنی اہم نہیں ہیں۔"

یوناف نے کہا۔

"جو اہم نہیں ہیں، وہ بھی کہہ دو۔"

ابلیکا نے کہا۔

"وہ یہ ہیں کہ یمن کا بادشاہ علوان کے بجائے اس کا بیٹا ضحاک ہے۔ اکباتانہ میں قوم ماد کا بادشاہ اب جمشید ہے اور مصر کے بادشاہ سنیفرو نے پہلے بادشاہ زوسر کی ہی طرح سقارہ کے میدانوں میں ایک بڑا اہرام تعمیر کرایا ہے اور جس طرح زوسر کے اہرام میں اس کے وزیر امحوتپ نے طلسم ڈالا تھا، ایسے ہی سنیفرو کے تعمیر کردہ اس اہرام میں امحوتپ کے بیٹے اور مصر کے موجودہ وزیر پتاہ حوتپ نے طلسم ڈال دیا ہے اور زوسر کے اہرام کی طرح سنیفرو کے اہرام نے بھی اپنے طلسم کی وجہ سے خوف اور دہشت پھیلا دی ہے۔ اس کے علاوہ سنیفرو اور پتاہ حوتپ اپنی عسکری قوت میں بھی اضافہ کر رہے ہیں اور عنقریب وہ شمالی فونیقی قوم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔"

یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور مجھے امید ہے تم اس میں تعاون کرو گی۔"

ابلیکا نے پوچھا۔

"پہلے یہ بتاؤ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"آج ہی رات میں یافان پر حملہ آور ہوں گا اور اس کا خاتمہ کرنے کی کوشش کروں گا۔"

ابلیکا نے بجھی بجھی آواز میں کہا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔ سنو یوناف! یافان تو اس وقت ہی مر گیا تھا، اب تو اس کے ڈھانچے کو ایک خوفناک انداز میں وہ شیطانی قوتیں حرکت میں لا رہی ہیں جو کبھی اس کے تابع تھیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہونے کے باوجود یافان ایک بہت بڑی بدقوت ہے اس لیے کہ ان شیطانی قوتوں نے اسے اس کا اپنا شعور اور لاشعور اور ساری ذہنی قوتیں بھی دے رکھی ہیں، اس لیے وہ اسی انداز میں سوچنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی طاقت وقوت رکھتا ہے جس طرح وہ اپنی اصل زندگی میں تھا۔ اس لیے تم اپنی سری اور سحری قوتوں سے یافان کو یہاں سے بھگا تو سکتے ہو، اس کا خاتمہ نہیں کر سکتے لیکن اس بار تم محتاط ہو کہ اس پر ہاتھ ڈالنا یوناف! کیونکہ یافان نے اپنے گرد ساحروں کی ایک جماعت جمع کر لی ہے اور وہ تمہارے خلاف اس کی مدد کر سکتے ہیں اور اس کی قوت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔"

یوناف نے کہا۔

"چلو۔ میں یافان کو یہاں سے بھگا دینے پر ہی اکتفا کر لوں گا لیکن میرا جی چاہتا ہے جہاں بھی بدی ہو، میں اس کا خاتمہ کر دوں۔"

ابلیکا نے کہا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔ سن رکھو کہ خداوند نے حق و باطل کی بساط بچھا کر اس پر انسان کو یہ اختیار و انتخاب کی آزادی بھی دے رکھی ہے کہ وہ حق کو باطل پر فوقیت دے کر حق کو اختیار کرے یا باطل کو حق پر ترجیح دے کر باطل اختیار کرے اور پھر حق کی طرف مائل کرنے کے لیے خدا بندوں کی رہنمائی کے لیے اپنی نبیؑ اور رسولؑ روانہ کرتا ہے۔ سنو! خداوند نے یہ کائنات ایک حکمت کے تحت پیدا کی ہے اس کائنات کے اندر اس کی مشیت اور رضا دونوں کارفرما ہیں۔ اس کائنات کے ہر کام، ہر فعل اور ہر عمل مین خداوند کی مشیت شامل ہے، پر ہر کام میں اس کی رضا شامل نہیں ہے۔"

"سنو یوناف! دنیا میں کوئی واقعہ کبھی صدور میں نہیں آتا، جب تک اللہ اس کے صدور کا اذن نہ دے اور اپنی اس عظیم الشان کائنات میں اس کے صدور کی گنجائش نہ نکالے اور اسباب کو اس حد تک مساعد نہ کر دے کہ وہ واقعہ صادر ہو سکے، کسی چور کی چوری، قاتل کا قتل، ظالم کا ظلم، مفسد کا فساد کافر کا کفر، مشرک کا شرک اللہ کی مشیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی

طرح کسی متقی کا تقویٰ، کسی نیک کی نیکی، مومن کا ایمان بھی مشیت الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ دونوں قسم کے واقعات یکساں طور پر مشیت کے تحت رونما ہوتے ہیں مگر پہلی قسم کے واقعات میں اللہ کی رضا نہیں جبکہ دوسری قسم کے واقعات میں اس کی رضا شامل ہے، اس لیے اپنی بزرگ تر مصلحتوں کی بناء پر خداوند نے اطاعت و معصیت، آدمیت و شیطنت، اوریسیت و ابلیسیت، نوحیت و اضامیت، ہودیت، و عادیت، اور صالحیت و ثمودیت دونوں کو اپنا اپنا کام کرنے کا موقع دیا ہے تاکہ انسان اور جن جو ذی اختیار مخلوق ہیں، اپنے اختیار و انتخاب سے خیر اور شر اپنا سکیں۔"

"تاہم خدا اپنے نبیوںؑ اور رسولوںؑ کے ذریعے انسان کی رہنمائی ضرور کرتا ہے تاکہ وہ انہیں سیدھی راہیں دکھائے اور انسان و جن، باطل پر حق کو فوقیت دے کر خیر اور نیکی کی راہ اختیار کر سکیں۔ سوائے میرے حبیب! اس دنیا سے تم بدی اور باطل کا خاتمہ نہیں کر سکتے کہ یہ خداوند کی مشیت کے تحت پھلتے پھولتے ہیں، اس لیے کہ یہ دنیا تو ایک امتحان گاہ ہے اور انسان کو اختیار و انتخاب کی قوتیں دے کر اسے ایک آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! تم نے بہت اچھی باتیں کہی ہیں، پر میں مصر کی اس سرزمین سے یافان کو ضرور بھگا کر چھوڑوں گا۔ اس کے بعد میں قوم ثمود کی سرزمینوں کا رخ کروں گا تاکہ دیکھوں وہاں حق و باطل کیسے ایک دوسرے سے برسر پیکار ہیں، میں آج رات کے پچھلے حصے میں یافان پر وارد ہوں گا، کیا تم اس کے لیے تیار ہو؟"

ابلیکا نے خوشی برساتی آواز میں کہا۔

"میں تو ہمہ وقت تمہارے ساتھ ہوں، میری کیا بات ہے۔"

ابلیکا کے جواب پر یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی، پھر وہ اپنی مسہری پر دراز ہو گیا!

○

خرمن مہتاب کی چاندنی چاروں طرف بکھری ہوئی تھی۔ اودے باغ ہرے مخملیں تاکستان خاموش تھے۔ بلوریں نگار خانے ویران، مشفقیں وحریری گل عذار جسم گہری نیند سے

بغلگیر تھے۔ آسمان پر جھلملاتے ستارے پاسبانانِ عزت و آزادی اور جوانانِ صف شکن کی طرح اپنی نمود آگہی اور اپنے عرفان کے راز کھلی کتابوں کی طرح بکھیرتے اپنی شمعیں روشن کیے ہوئے تھے۔

دریائے نیل کے کنارے راع دیوتا کے معبد کے قریب یوناف بڑے بڑے پتھروں سے بنی اس عمارت کے پاس نمودار ہوا جس کو یافان نے سحری تعلیم کا مکتب بنا رکھا تھا۔ تھوڑی دیر عمارت سے باہر کھڑے ہو کر یوناف اس عمارت کو دیکھتا رہا، مشرق کی طرف سے قبا شیر سحر کی تنویریں پھوٹنے لگی تھیں۔ چاند کی تیز چاندنی میں صحرا شرر شرر، چٹانیں سفید بھیڑوں کا غول اور دریائے نیل شکن شکن دکھائی دے رہا تھا۔ ہر شے اک عکس ارم اور نقش فروش لگ رہی تھی، گریبان دریدہ ہوائیں تندی جوئے کہسار کی طرح فضاؤں کے اندر ان کہے الفاظ اور ناشنید صدائیں بکھرتی جا رہی تھیں۔

یافان کے سحری مکتب کے دروازے پر آ کر یوناف نے ہلکی آواز میں کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! جب میرا یافان اور اس کے ساتھیوں سے ٹکراؤ ہو تو احتیاطاً میرے گرد حصار کھینچ دینا۔''

ابلیکا نے پیار میں سلگتی ہوئی آواز میں کہا۔

''تم نہ بھی کہتے تب بھی میں ایسا ہی کرتی۔ اس لیے کہ میرا اب تمہارے ساتھ روحانی رشتہ ہے اور یہ رشتہ مجھے ہر شے سے عزیز ہے۔ یوناف! یوناف! میں ہر چیز کھو سکتی ہوں، تمہیں نہیں۔''

جواب میں یوناف نے کچھ نہ کہا تاہم اس کے لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ ضرور بکھر گئی تھی۔ پھر وہ اس عمارت کا دروازہ کھول کر جونہی اندر داخل ہوا۔ اس نے دیکھا اندرونی حصے میں ایک جوان پہرہ دے رہا تھا، اس نے فوراً اپنی تلوار یوناف کی طرف سیدھی کرتے ہوئے پوچھا۔

''تم کون ہو اور کیوں اس عمارت میں داخل ہوئے ہو؟''

یوناف نے بڑی نرمی اور عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں ممفس سے آیا ہوں اور یافان سے ملنا چاہتا ہوں، وہ میرا پرانا اور قدیم جاننے والا ہے۔ ایک انتہائی ضروری کام سے آیا ہوں۔''

اس پہریدار نے اپنی تلوار نیچے کر لی اور اس بار اس نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

''اول تو یافان کسی سے ملتے نہیں اور اگر وہ تمہارے جاننے والے ہوئے اور تم سے ملنا بھی انہوں نے چاہا تو پھر یہ ملاقات کل دن کی روشنی میں ہو سکتی ہے۔ اس وقت کم از کم میں ان سے تمہاری ملاقات نہیں کرا سکتا۔''

یوناف نے فوراً پہریدار پر اپنا کوئی سری عمل کیا اور ایسا لگا جیسے اس محافظ کے سینے کی آرزوؤں، نگاہوں کی جستجو میں تبدیلی آ گئی ہو۔ وہ اب یوناف کے سامنے عزم و ایثار کی تصویر اور وفا و خلوص کا پیکر بنا کھڑا تھا۔

پھر یوناف نے اسے تحکمانہ انداز میں کہا۔

''یافان کے کمرے تک میری رہنمائی کرو۔''

وہ محافظ فوراً حرکت میں آیا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے بڑے ادب سے کہا۔

''آپ میرے ساتھ آئیں۔''

یوناف اس کے پیچھے ہولیا۔ اچانک ایک جگہ وہ پہریدار رک گیا اور یوناف سے اس نے کہا۔

''اس راہداری میں سیدھا آگے جا کر آخر میں بائیں طرف کا کمرہ یافان کا ہے۔ میں اب اس سے آگے نہ جاؤں گا کیونکہ ان کے کمرے کے باہر نیلی دھند پہرہ دیتی ہے اور اس دھند کے اندر ایسی ماورائی قوتیں ہیں جو آقا یافان کی حفاظت کرتی ہیں اور کسی کو ان کی طرف جانے نہیں دیتیں، میری مانو تو تم بھی انہیں کل دن کی روشنی میں ملو۔ ایسا نہ ہو یہ نیلی دھند تمہیں نقصان پہنچائے اور تم یافان سے ملتے ملتے اپنی جان سے بھی جاؤ۔''

یوناف نے اس پہریدار سے کہا۔

''اب تم واپس اپنی جگہ پر چلے جاؤ۔ میں یافان سے ملوں گا۔ اس نیلی دھند سے میری پرانی جان پہچان ہے اور یہ مجھے کچھ نہ کہے گی، تم جاؤ اور میرے متعلق فکرمند نہ ہو۔''

وہ محافظ ایک پرخلوص غلام کی طرح اتباع کرتا ہوا چلا گیا جبکہ یوناف اس لمبی راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔

یوناف اس راہداری کے آخری حصے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے دیکھا راہداری کے

ر رات کے اندھیرے میں گہری نیلی دھند بکھری ہوئی تھی۔ یوناف جب اور آگے بڑھا تو
دھند میں سے شوریلی و غصیلی آوازیں ابھرنے لگیں۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے اس عمارت کے
اندر برق و زلزلہ یا کوئی طوفان بلاخیز اٹھ کھڑا ہو گا اور ایک نیا جدال و فساد برپا کر کے ہر شے
کو زخم زخم اور ہر چیز کو ہنگامہ مرگ میں فنا کر دے گا۔

اسی لمحہ یوناف نے اپنے لباس کے اندر سے کپڑے میں لپٹا ہوا مٹی کا ایک گولا نکال کر
اس نیلی دھند کے اندر پھینک دیا، ساتھ ہی اس نے غضب ناک آواز میں کہا۔

''موت کے فرزندو! حوادث کے دل بندو! یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میں تم سب کا چھن
چکل کر رکھ دوں گا۔''

اس نیلی دھند کے اندر سے ایک بار صاعقہ، رعد و زلزلے جیسی انتہائی خوفناک آوازیں
سنائی دیں جیسے حق و باطل کی ان گنت قوتیں ایک دوسرے سے معرکہ آرائی اور تیغ زنی پر اتر
آئی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی وہ نیلی دھند وہاں سے چھٹنی اور غائب ہونی شروع ہو گئی۔

راہداری میں ہولناک آوازیں بلند ہونے کے باعث بائیں طرف کا دروازہ کھلا اور اس
میں سے یافان نمودار ہوا۔ وہ اپنے ہڈیوں کے ڈھانچے کو اسی طرح سیاہ رنگ کی لمبی قبا میں
چھپائے ہوئے تھا، چہرہ بھی اس نے ڈھانپ رکھا تھا۔ یافان کے پیچھے ایک نوعمر لڑکی بھی تھی
جو اپنے قد کاٹھ، حسن و جوانی اور شکل و شمائل میں بالکل یافان کی بیٹی اریشیا جیسی تھی، وہ گوہر
گنجینہ اور درثمین لڑکی جو اپنی خوبصورتی اور کشش میں سنبل و ریحان، گلاب و یاسمین اور اک
صبح و حریری عذرا تھی، چند ثانیوں تک غور سے یوناف کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے یافان کو
مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے باپ! یہ جوان کون ہے؟ اس نے رات کے اس پہر ہمیں اٹھنے پر مجبور
کیوں کیا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ہماری نیلی دھند کی قوتیں بھی اس وقت یہاں سے
غائب ہیں۔'' اس لڑکی کی آواز میں دریاؤں کی دل نشین لے اور سرخوشی و زندہ دلی کی لہر تھی۔

یافان نے اس لڑکی کو جواب دیا۔ ''اریشیا! اریشیا! میری بیٹی! یہ یوناف نام کا وہی جوان
ہے جس کا ذکر میں اکثر تم سے کرتا ہوں۔''

اس بار اریشیا نے بے زاری و نفرت اور اک واسوختگی و جلن سے کہا۔

''تو یہ ہے یوناف جس نے آپ کو ہڈیوں کے اس ڈھانچے کی اذیت دہ حالت میں

تبدیل کیا تھا۔ اے میرے باپ! آج یہ بچ کر یہاں سے نہ جائے۔ آؤ دونوں مل کر اس کا
صفایا کریں اور اپنے انتقام کی تکمیل کر لیں۔''

اسی دوران ابلیکا نے یوناف کے کان میں سرگوشی کی۔

''یوناف! یوناف! میرے حبیب میں نے تمہارے گرد حصار بنا دیا ہے۔''

اس لمحہ یوناف نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے موید و حکیم! اے طبیب و دانا! اے دلبر دیرینہ! تم کیسے ہو؟ دیکھو تو میں کہاں
کہاں پر تم سے ملنے آ جاتا ہوں۔''

تھوڑی دیر کے لیے یافان کے چہرے پر غم و آلام کی گرد، ناپائیداری و بے ثباتی اور بے
یقینی کے نادیدہ مخفی سے جذبے نمودار ہوئے لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور
کھولتی ہوئی آواز میں کہا۔ ''میں دیکھتا ہوں، برسہا برس گزر جانے کے باوجود تو ویسے کا ویسا
ہی جوان ہے۔ سن رکھ! میں یہ بھی جان چکا ہوں کہ تیرے قبضے میں ایک بے پناہ قوت ہے
جو تیری مدد کرتی ہے، یہ قوت کوئی نادیدہ ابلیسی قوت یا کوئی نیک و خونخوار روح بھی ہو سکتی
ہے، میں یہ قوت تجھ سے چھین لوں گا یا کوئی ایسی ہی قوت تیرے مقابلے پر لاؤں گا، پھر
میں تیری ساری سری قوتوں، تیری جوانی اور تیرے سارے وجد و ذوق کو ویران کر کے رکھ
دوں گا۔ آج اگر تو مجھ پر حاوی ہے تو کل میں تجھے اپنے سامنے منقص و مکدر کر کے رکھ دوں
گا۔ تجھ پر ایک روز میں ان گنت مصائب کی منبت کاری، نقاشی اور کندہ کاری کروں گا،
تیرے جسم کو غم کدہ، تیری روح کو ماتم گھر اور جو مخفی و ماورائی قوت تیری مدد و معاونت کرتی
ہے، اسے میں ضرور نابود و معدوم اور فانی و نیست کر دوں گا، پھر اس روز تو اپنی ساری خرمی
اور نہال پن کو بھول کر میرے سامنے کسی بے اختیار مخلوق کی طرح ناچار و لاغر ہو گا۔ اس روز
میں تم سے ان گنت سوال کروں گا جن کے جواب تیرے لیے تکلیف دہ ہوں گے۔''

یوناف نے کمال جرأت و جسارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''اے نافرجام و بدانجام۔ خدائے جن و انس اور عرش و فرش کی قسم! تو بدی کا سرچشمہ
اور گناہوں کا منبع ہے، جب تک رب سمٰوت و ارض میرا حامی و ناصر اور مددگار معین ہے تو
میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بلکہ میں تیرے گناہوں کی زنجیروں اور تیری بدیوں کے سلسلوں کو کاٹتا
رہوں گا۔

اچانک اریشیا حرکت میں آئی، اس نے کوئی عمل کیا اور جو چادر اس نے اپنے جسم پر لے رکھی تھی وہی اس نے ہوا میں اچھا دی۔ اس چادر نے فوراً آگ پکڑ لی اور پھر شعلے برساتی وہ چادر یوناف کی طرف لپکی۔

یوناف اپنی جگہ پر کشورِ عزم و ثبات، ارضِ یقین، مہرِ عزم، آہنی حصار اور سینہ کہسار کی طرح کھڑا رہا، شعلے برساتی ہوئی اریشیا کی چادر اس حصار پر آئی جو ابلیکا نے یوناف کے گرد کھینچ رکھا تھا اور چادر سے نکلتے ہوئے شعلے دم توڑ گئے اور چادر اپنی اصلی حالت پر آ گئی، پھر یوناف نے ہاتھ بڑھا کر چادر کو پکڑا اور اسے اریشیا پر پھینکتے ہوئے کہا۔

''اے وسیم و جمیل حسینہ! یہ اپنی ودیعت، اپنی امانت واپس لے لو کسی ودود و محبّ کو تلاش کر کے اس کے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کر۔ تو ابھی اس قابل نہیں کہ ایسے کاموں میں حصہ لے۔ میری اور یافان کی دشمنی تو تب سے ہے، جب تو تھی ہی نہیں، تو ایک غیر جانبدار تماشائی بن کر کھڑی رہ۔ ورنہ تیری حالت بھی اس نوبت و دمامے جیسی ہو جائے گی جو کام کا نہ رہا ہو، مجھے اپنے اس رب کی رضا اور توکل پر بھروسہ ہے جو جب چاہے کن کہہ کر ایک قطرہ کو باراں اور ایک جرع کو دریا بنا دے۔ اگر تو یافان کا ساتھ دیتی رہی تو حالات تیرے لیے بھی نامساعد اور ناموافق ہو جائیں گے اور تیری ساری نازش و فخر نا متناہی اور بے اتھاہ آلام کا شکار ہو جائیں گے اور تمہاری حالت اس کشت و کھیتی جیسی ہو گی جس کے اندر بارش نہ ہونے کی وجہ سے دھول اڑتی پھرے۔''

اریشیا بے چاری دلفگار و دلگیر و اندوہ گیں ہو گئی تھی جیسے اس کی زندگی کا کوئی مرام و حصول و آدرش نہ رہا ہو۔

یوناف نے اس بار یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے دشمن دیرینہ! مصر کی اس سرزمین کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جا ورنہ یاد رکھ میں قدم قدم پر تیرے لیے نبردگاہ اور آلام کے جبل کھڑے کرتا رہوں گا۔ مصر کو چھوڑ کر چلا جا ورنہ قسم ہے مجھے خداوند غفور و منتقم کی میں تیری ساری بلندی و رفعت، ساری عزت و احتشام خاک میں ملا دوں گا۔''

یافان نے کہا۔ ''میں اب تو جاتا ہوں پر یاد رکھ! وہ وقت زیادہ دور نہیں، جب تو میرے سامنے بے بس ہو گا۔''

پھر یافان نے اریشیا کا ہاتھ تھاما اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

○

یوناف ایک روز حجاز سے شام کی طرف جانے والے راستے پر واقع قوم ثمود کے مرکزی شہر حجر[1] کے قریب نمودار ہوا۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص کوہستانوں کے اندر چرتے ہوئے اپنے اونٹوں کو ہانک کر حجر شہر کی طرف لے جانا چاہ رہا تھا کہ شہر کی طرف سے وادی القریٰ[2] میں دو شتر سوار اپنے اونٹوں کو دوڑاتے ہوئے اس کی طرف آئے اور اس پر حملہ کر دیا۔ وہ شخص فوراً اپنے ایک اونٹ پر سوار ہوا اور حجر شہر کی مخالف سمت اس نے اپنے اونٹ کو سرپٹ چھوڑ دیا جبکہ حملہ آور شتر سوار اس کا تعاقب کرنے لگے۔

یوناف فوراً اپنی جگہ سے فضاؤں کے اندر غائب ہوا اور پلک جھپکتے میں وہ اس شتر سوار کے سامنے جس کا تعاقب کیا جا رہا تھا، ایک چٹان پر نمودار ہوا، جب وہ نزدیک آیا تو یوناف نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے عزیز! رک جا۔ اور اپنے پیچھے اس بھاگتے ہوئے شتر کو روک کر مجھے بتایا کہ تو کون ہے اور تیرے پیچھے دو شتر سوار کیوں پڑے ہوئے ہیں۔'' اس شخص نے جو ادھیڑ عمر کا تھا، اپنے شتر کو روک لیا اور کہا۔

''اے مہربان اجنبی! تو پہلے تو یہاں نہ تھا، تو کدھر سے غول بیاباں کی طرح یہاں آ نمودار ہوا ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''یہی سمجھ لو کہ میں تمہاری مدد کو آیا ہوں پر پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تعاقب کرنے والوں سے تمہاری کیا دشمنی ہے۔''

اس سوار نے اپنے شتر کی نکیل کھینچتے ہوئے کہا۔

''اے اجنبی! میرا نام جندع بن عمرو[3] ہے۔ ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے کہ خدائے

1۔ آجکل اس شہر کا نام مدائن صالح ہے۔

2۔ اس کو وادی القریٰ اس لیے کہتے ہیں کہ عہد قدیم میں اس کے اندر چھوٹی چھوٹی آبادیاں جا بجا تھیں، ان بستیوں کے کھنڈرات اب بھی باقی ہیں۔ القریٰ، لفظ قریہ (بستی) کی جمع ہے۔ (تاریخ ارض القرآن)

3۔ قوم ثمود کا یہ واحد سردار تھا جو صالحؑ پر ایمان لایا۔ (ابن خلدون)

مہربان نے ہم میں صالحؑ نام کا ایک نبی بھیجا جس نے خدا کا پیغام ہم تک پہنچایا اور ہمیں ایک خدا کی عبادت کرنے کی تلقین کی، میں اور میرے چند رفقاء صالحؑ پر ایمان لے آئے۔ میرا تعاقب کرنے والے مفسد اور کافر ہیں، میرا خدا کے نبی صالحؑ پر ایمان لانا ہی ان کی میرے ساتھ دشمنی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔''

یوناف نے پوچھا۔

''جو دو شتر سوار تمہارا تعاقب کر رہے ہیں ان دونوں کے نام کیا ہیں؟''

جندع بن عمرو نے کہا۔

''ان کے نام مصدع بن مہرج اور قدار بن سالف ہیں۔ یہ دونوں قوم ثمود کے سب سے طاقتور اور بہادر جوان ہیں اور قوم ثمود میں ان دونوں کی قوت اور طاقت کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ دونوں چٹانیں اکھیڑ دینے والے جوان ہیں۔ اے اجنبی جوان! کاش تو نے مجھے روکا نہ ہوتا تو میں ایک کاوا کاٹ کر اپنی جان بچا کر واپس اپنے گھر جا سکتا تھا، پر اب وہ دونوں اس قدر نزدیک آ گئے ہیں کہ ان دونوں کے ہاتھ سے میرے بچنے کی اب کوئی امید نہیں رہی، آہ! میرے بعد جبکہ یہ دونوں مجھے قتل کر دیں گے کون نابت کی حفاظت کرے گا۔''

یوناف نے پوچھا۔

''یہ نابت کون ہے جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔''

جندع بن عمرو کچھ کہنا چاہتا تھا کہ تعاقب کرنے والے دونوں جوان وہاں پہنچ گئے۔

جندع بن عمرو اپنے شتر سے اتر کر یوناف کے قریب آ کھڑا ہوا۔

جب مصدع بن مہرج اور قدار بن سالف وہاں پہنچے تو یوناف نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں نے ناحق جندع عمرو کا تعاقب کیا۔ اب یہ میری حفاظت میں ہے۔ تم دونوں واپس لوٹ جاؤ۔''

وہ دونوں اپنے اونٹوں سے اتر گئے، پھر مصدع بن مہرج نے یوناف کو خاطب کرتے ہوئے کہا۔''اے اجنبی جوان! تمہارا تحفظ و حمایت بھی جندع بن عمرو کے کسی کام نہ آئیں گے تو اس کی حمایت سے باز رہ۔ ورنہ میں اور میرا ساتھی قدار بن سالف مرگ بے زنجیر اور

بحرِ بے قرار کی طرح تم پر حملہ آور ہو کر تمہارے لئے ایک حشر برپا کر دیں گے، پھر تمہارے پاس حیف و حسرت، ارمان و دلگیری اور مسکنت و ذلت کے علاوہ کچھ نہ رہے گا، جب ہم تم پر حملہ آور ہو جائیں گے تو تمہاری آہیں، دعائیں، سبکیاں اور مناجاتیں و سسکیاں کسی کام نہ آئیں گی۔ تمہارے ہاتھ ہم دونوں کا سہ کاسہ، نگاہیں فغاں فغاں اور تمہاری حالت داستانِ عاد جیسی کر دیں گے۔''

''اے اجنبی جوان سن رکھ! یہ جندع بن عمرو آج ہم سے نہیں بچ سکتا اور اگر تم نے آڑے آنے کی کوشش کی تو تمہاری حالت ایسی کر دیں گے جس طرح طوفان نوحؑ نے زمین سے انتقام لیا تھا، یاد رکھو جو بھی آج تک ہم سے ٹکرایا وہ عذاب و غضب، من کے دکھ، جی کی جلن، دل کی تپک اور ضمیر کی کسک کا شکار ہو گیا، ہم نے آج تک اپنے دشمنوں کی نفرت و بدی کی طاقت اور ان کی بغاوت کو ایسا منتشر کیا ہے جیسے روئی کی طرح کسی پہاڑ کو بری طرح دُھنک دیا جائے۔''

یوناف نے بلند گونجتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اے ابلیس کے اُمتیو! مکاری و سفاکی کے اُمتیو! اوروں کے خون سے روباہی و ریمن کے صحیفے لکھنے والو! سازشوں اور بغاوتوں کے مددگارو! اندر جالوں کے حلیفو! سن رکھو۔ قسم ہے مجھے خدائے نادیدہ کی عزت و حرمت کی، اگر تم نے اپنے غلط رویے کی اس جندع بن عمرو سے معافی نہ مانگی تو میں تمہارے سینے داغدار اور تمہاری زندگیوں کو اسیری کی شب تاریک جیسا کر دوں گا۔ سن رکھو! جب میں تم دونوں پر وارد ہوں گا تو تمہاری ساری ہمت ارجمند اور بخت بلند بحرِ شور جیسی یلغار کا شکار ہو جائیں گی اور تم دونوں لرزاں، غم گزیدہ اور خاموش ہو کر رہ جاؤ گے، جاؤ! جندع بن عمرو سے معافی مانگ کر لوٹ جاؤ۔ خداوند خلیل و جامع اور رافع و رزاق کی قسم! اسی میں تم دونوں کی بہتری ہے، ورنہ میں جب آمادۂ یلغار اور تمہارے درپے آزاد ہو گیا تو تمہاری کمان اندر کمان اور کمین دو کمین اور ان گنت عذاب بھر دوں گا، اجالوں کو اندھیروں کی بشارت دینے والو! سالوس و تبلیس کی تصویرو! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، اس پر عمل کرو اور لوٹ جاؤ، ورنہ تم دونوں تیار ہو جاؤ میں تم دونوں کو ایک ساتھ مقابلہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔''

اس بار قدار بن سالف نے کہا۔''اے اجنبی! کیا تمہارے ذہن نے کام کرنا ترک کر

دیا ہے؟ جوتم ایسی باتیں کرنے لگے ہو سن رکھو! میرا نام قدار بن سلف اور میرے ساتھی کا نام مصدع بن مہرج ہے اور تمہارے پہلو میں کھڑا جندع بن عمرو جانتا ہے کہ بنوثمود میں کوئی بھی جوان طاقت وقوت میں ہم سے بڑھ کر نہیں۔ اور سنو! یہ بنوثمود پر ہی موقوف نہیں بلکہ آس پاس کی اقوام میں بھی کوئی ہمارا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں کرتا، پھر اے اجنبی! تو کون ہے، کہاں سے آیا ہے اور اس وادی القریٰ کے ریگزاروں کے اندر کیوں اپنی موت کو پکار رہا ہے تو یہاں سے چلا جا، جندع بن عمرو سے انتقام لینا ہمارا فرض ہے اور یہ ہمارے انتقام سے بچ نہیں سکتا۔''

یوناف آگے بڑھ کر ان دونوں کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہا۔

''ابلیس کے گماشتو! سنو، میں چونکہ جندع بن عمرو کو اپنے تحفظ اور پناہ میں لے چکا ہوں، اس لیے اب میں اس کا محافظ و ذمہ دار ہوں لہٰذا تم نے اگر اس سے کوئی انتقام لینا بھی ہے تو آؤ پہلے مجھ سے ٹکراؤ، پھر دیکھو کون قوت و طاقت میں زیادہ ہے، قسم ہے مجھے قادر و قدوس کی تم خواہی نخواہی موت کی آگ کی طرف بڑھ رہے ہو، تمہیں تاسف و پچھتاوے کے سوا کچھ نہ ملے گا۔''

قدار بن سلف اور مصدع بن مہرج میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا، اب وہ دونوں جچے تلے قدموں سے اک اور قہرمانیت کے ساتھ دیکھتے ہوئے یوناف کی طرف بڑھنے لگے تھے۔

پہلے قدار بن سلف آگے بڑھا اور اس نے دائیں ہاتھ کی ایک سخت ضرب یوناف کو لگانا چاہی، پر یوناف نے اسے پکڑ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور انتہائی بے بسی کے عالم میں اسے اس کے ساتھی مصدع بن مہرج پر گرا دیا، پھر گویا اس پر بحران و ہذیان طاری ہو گیا، وہ منتقم مزاج اور حرف کن کے رازداں کی طرح آگے بڑھا اور ان دونوں پر اس نے بری طرح ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ یوناف کے سامنے قدار اور مصدع دونوں ایسا محسوس کر رہے تھے گویا وہ اہتزاز جاں کا شکار ہو گئے ہیں۔ یوناف ان پر کسی غضب آلود عذاب اور جادو کے سرس کی طرح برس رہا تھا۔ ان دونوں نے انتہائی کوشش کی کہ یوناف پر کوئی ضرب لگا کر اسے مجبور و بے بس کر دیں لیکن ایسا کرنے میں انہیں مکمل طور پر ناکامی ہوئی۔

قدار[1] بن سلف اور مصدع بن مہرج نے جب دیکھا کہ یوناف ان کے بس کا نہیں ہے

۱۔ قومِ ثمود کے طاقت ور ترین جوان، یہی صالحؑ کی اونٹنی کے قاتل بھی تھے۔ (ابن خلدون)

تو وہ زور زور سے الغیاث اور الامان پکارنے لگے۔ قریب کھڑا جندع بن عمرو ان کی اس حالت پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے مسکرا رہا تھا، قدار اور مصدع کے چیخنے چلانے پر یوناف نے ان دونوں کو چھوڑ دیا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ قدار اور مصدع چند ثانیوں تک اپنی جگہ حیران و سرگرداں کھڑے رہے پھر لرزیدہ جسم، ترسیدہ آنکھ، لغزیدہ چال کے ساتھ نزدیک آئے اور لکنت زدہ زبان میں مصدع نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے اجنبی تو کون ہے؟ تیرا تعلق کس سرزمین سے ہے؟''

یوناف نے کہا۔

''میرے ساتھ مقابلہ کرنے سے قبل تم دونوں اپنی طاقت وقوت پر کیسے اتراتے تھے، کیا میں نے تم دونوں کی حالت دھواں دھواں شام، ویران بستیوں، صبح سیاہ کی تنگی و تیرگی، لباسِ جوع و خوف، حسرت آگیں لہر اور جاڑے کے اجاڑ پن جیسی نہیں کر دی؟''

مصدع نے کہا۔

''اے اجنبی! تو نے حق بات کہی تو نے یقیناً سچ کہا، تو نے ہماری حالت یقیناً ریگ پریشان، ہنگام غروب، زوالِ شب اور بے قرار و بے دیار کر کے رکھ دی ہے، ہم سمجھتے تھے اس عالم میں ہم جیسا کوئی توانا اور طاقت ور نہیں ہے لیکن اے اجنبی! تو نے ہمارے ابلتے لہو اور چڑھتی جوانی کا سارا زور توڑ دیا ہے ہماری طنز و تحریص اور شورش و طوفان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تو نے ہمارا بھرم توڑ دیا ہے، کاش تو نے ادھر کا رخ نہ کیا ہوتا۔''

اس بار قدار بن سلف نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے اجنبی! کیا تو یہ نہ بتائے گا کہ تیرا نام کیا ہے؟''

یوناف نے کہا۔

''سن لو کہ میرا نام یوناف ہے، اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔''

قدار اور مصدع اپنے اپنے اونٹوں پر سوار ہوئے اور وہاں سے چل دیئے، جب وہ دونوں وہاں سے چلے گئے تو جندع بن عمرو نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے درد مند و جوہر شناس جوان! تو پہلا انسان ہے جس نے قدار اور مصدع کے طالع سعد کو نحبہ مصور اور کوکب مسعود کو عفریت شب سے روشناس کرایا ہے ورنہ تو وہ دونوں اپنے آپ کو ہنگامہ نمود اور معرکہ بود و نبود کی اصل اور جڑ تصور کرتے تھے۔''

''اے مہربان و بے نظیر جوان ! تو نے کیا خوب ان کی فولادی صلابت برف اور ہواؤں کے جھکڑوں جیسی ضربیں لگا کر ان کی رعد جیسی بلا خیزی اور ان کا سارا جرار مات کر کے ان کا جری پن ختم کر کے رکھ دیا ہے اس وادی القریٰ میں تو نے ان دونوں کو بیک وقت اپنے سامنے مات کر کے ان کے دل کو دھواں دھواں اور جگر کو لہولہو کر دیا ہے تو نے انہیں بے گھر و کمتر کر دیا ہے اور تیرے ساتھ مقابلہ کرتے وقت ان کی حالت بھوک، سردی اور بد حالی کے مارے مسافروں جیسی ہوگئی تھی، تو کیا خوب ان کی حریت کے آسمان پر اریب و اجل بن کر ٹوٹا اور دونوں کو غم کے پتوں اور ہجر کے پھولوں جیسا بے قرار و بے دیار کر دیا۔ کاش ! تیرے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہوا تو میں تمہیں شہر الحجر میں رہنے کو کہہ سکتا۔ تمہارے یہاں رہنے سے میرے حالات کیسے ہم کف و ہم عناں ہو کر رہیں گے، پر میں بھی کیسا جاہل انسان ہوں کہ خیالات کی بلند عمارتیں کھڑی کرنے لگا ہوں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تو نہ جانے کہاں سے آیا، کدھر کو جائے گا، میں نے تم سے بے بنیاد و بے حقیقت خواہشیں وابستہ کرنا شروع کر دی ہیں۔''

یوناف نے جندع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بزرگ ! اگر میں تمہارے ساتھ تمہارے شہر الحجر میں رہنا پسند کروں، تب؟''

جندع بن عمرو کے چہرے پر لذت قیلولہ اور حدیث آسمان جیسی خوشی و اطمینان بکھر گیا اور اس نے کہا۔

''آہ ! میں کیسا خوش بخت اور صالح کوکب انسان ہوں کہ تو مجھے خود الحجر میں رہنے کی پیشکش کر رہا ہے۔ اے اجنبی و زندہ دل نو جوان ! اگر تو ایسا کرے تو میں تجھے اپنا بیٹا جان کر تیرا خیال رکھوں گا تو میرے ساتھ گھر چل۔ باقی باتیں گھر میں بیٹھ کر آرام سے ہوں گی۔

○

یوناف جب جندع بن عمرو کے ساتھ قوم ثمود کے شہر حجر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا قوم ثمود نے بڑی بڑی چٹانوں کو تراش کر اپنے لیے بہترین اور عمدہ مکانات بنائے ہوئے تھے۔ ان چٹانوں ہی کو تراش کر انہوں نے پرستش کے لیے بت بنا رکھے تھے۔ ایک جگہ

جندع کے ساتھ یوناف رک گیا۔ اس نے دیکھا وہاں چٹانوں کو تراش کر ود[1]، سواع، یغوث، یعوق، نسر صمود اور ہتار کے بڑے بڑے بت بنائے گئے تھے۔ لوگ ان بتوں کے گرد جمع تھے۔ ان کی عبادت کر رہے تھے اور ان پر نذرانے چڑھا رہے تھے۔

اتنے میں ان بتوں کی ایک قریبی چٹان پر ایک شخص نمودار ہوا کہ وہ اپنی شکل سے نہایت صالح، حلیم اور منکسر المزاج لگتا تھا۔ اس کا رنگ سرخ و سفیدی کی طرف مائل تھا، بال بالکل سیدھے اور باریک تھے جن کا رنگ خفیف سا بھورا تھا، اور پاؤں سے ننگا تھا۔

اس شخص کو دیکھ کر جندع نے کہا۔

''یوناف ! یوناف ! میرے عزیز تھوڑی دیر اور رک جاؤ، پھر گھر چلتے ہیں، وہ دیکھو چٹان کے اوپر جو شخص نمودار ہوا ہے وہ صالحؑ[2] ہے۔ شاید وہ کچھ کہیں۔ آؤ سنتے ہیں آج وہ کیا تبلیغ کرتے ہیں۔''

یوناف بھی بڑے غور اور عقیدت سے حضرت صالحؑ کی طرف دیکھنے لگا تھا، آپ ننگے پاؤں چلتے ایک بلند چٹان پر آ کھڑے ہوئے اور بتوں کی پوجا پاٹ میں مصروف لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی گونجتی ہوئی خوش کن آواز میں فرمایا۔

''اے میری قوم کے لوگو !

اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی ہے جس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور پھر اسی میں تمہیں بسایا، پس چاہیے کہ اس سے بخشش مانگو اسی کی طرف رجوع ہو کر رہو، یقین کرو میرا پروردگار ہر ایک کے پاس ہے اور ہر ایک کی دعاؤں کا جواب دینے والا ہے۔''

بتوں کی پوجا و پرستش میں مصروف قوم ثمود کے ایک قوی ہیکل شخص نے جو کہ خوب دراز قد تھا۔ حضرت صالحؑ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے صالحؑ ! پہلے تو تو ایک ایسا آدمی تھا کہ ہم سب کی امیدیں تم سے وابستہ تھیں، پھر کیا تو ہمیں روکتا ہے کہ ان معبودوں کی پوجا

---

[1]۔ عزازیل (ابلیس) نے بنی قابیل میں 5 بتوں کی ابتدا کی تھی، قوم عاد اور ثمود نے ان میں دو اور کا اضافہ کر کے سات کر لیا تھا۔ (قصص القرآن)

[2]۔ حضرت صالحؑ حلیم و منکسر المزاج تھے۔ رنگ سرخ و سفیدی کی طرف مائل، بال باریک اور سیدھے۔ ہمیشہ ننگے پاؤں رہتے تھے۔ مکان کبھی نہیں بنوایا، عمر بھر مسجد میں رہے، وہیں رات کو سو جاتے تھے، جب آپ سن شعور کو پہنچے تو نبوت عطا ہوئی۔ ابن خلدون

نہ کریں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں۔ یہ کیسی بات ہے ہمیں تو اس میں بڑا شک ہے جس کی تم دعوت دیتے ہو کہ یہ ہمارے دل میں اترتی نہیں ہے۔''

حضرت صالحؑ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

''اے میری قوم کے لوگو!

کیا تم نے اس بات پر بھی غور کیا کہ اگر میں نے اپنے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل روشن پر ہوں اور اس نے اپنی رحمت مجھے عطا فرمائی ہو تو پھر کون ہے جو اللہ کے مقابلے میں میری مدد کرے گا، اگر میں اس کے حکم سے سرتابی کروں؟ تم لوگ مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتے بلکہ تباہی کی طرف لے جانا چاہتے ہو۔

اے میری قوم کے لوگو!

کیوں جلدی مانگتے ہو برائی کو بھلائی سے پہلے۔ کیوں نہیں اپنے گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے۔

وہاں جمع شدہ لوگوں میں سے ایک نے چلا کر کہا۔''اے صالحؑ! ہم نے تجھے منحوس قدم دیکھا اور تیرے ساتھ والوں کو بھی جو تجھ پر ایمان لائے، منحوس قدم دیکھا کہ تم ہمارے ان بتوں کی تکفیر کرتے ہو جن کی پرستش صدیوں سے ہمارے آباؤ اجداد کرتے آ رہے ہیں۔''

حضرت صالحؑ نے کہا۔

''تمہاری بری قسمت اللہ کے پاس ہے، تمہارا کہنا صحیح نہیں، بلکہ تم لوگ جانچے اور پرکھے جاتے ہو۔''

حضرت صالحؑ ذرا رکے پھر انہوں نے انتہائی دکھ اور تاسف سے کہا۔

''اے میری قوم کے لوگو!

میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تمہیں پہنچایا اور نصیحت کی مگر افسوس تم پر کہ تم نصیحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔''

پھر حضرت صالحؑ اس چٹان کے دوسری طرف اتر کر وہاں سے چلے گئے۔

جندع بن عمرو نے یوناف کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! آؤ گھر چلیں۔''

یوناف اس کے ساتھ ہو لیا۔ جندع نے پھر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! تم نے صالحؑ کو دیکھا۔ یہ خداوند کی طرف سے قوم ثمود کے لیے رہبر خاص و عام ہیں۔ نوع انسان کے امام اور عقیدہ مرگ و حیات کے رازداں ہیں۔ ایسے لوگ ہی ناموس کبریا اور عالم بشریت میں ظل رب جلیل اور خدائی نگہبان ہوتے ہیں۔ آہ! صالحؑ اپنی قوم کو قافلہ رفتگاں کی عبرت اور خدائی احکام سے آگاہ کرتے ہیں پر یہ آل ثمود کیسے کینہ خواہ ہیں کہ ایک موقف و معزز انسان کا کہا جھٹلا کر ایک موہبت عظمیٰ اور بڑی نعمت کو جھٹلا کر غنیمت، سعادت اور برکت و کامرانی کے بدلے بیکسی و تنہائی اور اندوہ گیں لمحوں کو آواز دیتے ہیں۔ کاش یہ کسی ہمدم و ہم نفس کی پکار کو سنتے۔ خدا کے کلام پر کان دھرتے اور نبیؐ کے پیغام کی اتباع کرتے۔

یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''میں یہاں رہ کر صالحؑ نبی پر ایمان لاؤں گا اور ان کے احکام کی اتباع کروں گا اور......؟

یوناف کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ چٹانوں کو تراش کر بنائی ہوئی ایک بہت بڑی عمارت کے سامنے جندع بن عمرو رک گیا تھا، پھر اس نے یوناف سے کہا۔

''یوناف! یوناف! میرے عزیز! یہ میری اقامت گاہ ہے، میرے دادا نے اسے برسوں پہلے بنایا تھا اور اب یہ میرے تصرف میں ہے۔''

پھر یوناف کے ساتھ جندع اس حویلی میں داخل ہوا، صدر دروازے کے ساتھ ہی اس نے یوناف کو ایک کمرے میں بٹھایا اور کہا۔

''یوناف! یوناف! میرے عزیز۔ تم یہاں تھوڑی دیر کے لیے بیٹھو، میں اپنا اونٹ باندھ کر آتا ہوں۔''

یوناف کمرے میں بیٹھ گیا۔ جندع جب اپنے اونٹ کو اصطبل کی طرف لے جا رہا تھا تو حویلی کے اندرونی حصے سے ایک لڑکی نمودار ہوئی۔ وہ رازوں کے طلسم، زمینی خلد کی حور،

حسن تخلیق کے اعجاز، نیرنگی قدرت، سربستہ رازوں کے عرفان اور عروس جیسی حسین و
خوبصورت تھی۔ اس کے ہونٹ گلنار اور چہرہ گلابی تھا، اس پیکر گل کی نگاہوں کے فسوں میں
اک لذت پیدائی، طرب انگیزی، طغیانِ نشاط اور عطر افشانی تھی، اس طراوتِ گل، آہو چشم
اور بالا قد حسینہ کے نیم وا ہونٹ حسن و جوانی کی رعنائی اور خلوت میں گل و لالہ کی بساط بچھا
دینے والے تھے وہ امواجِ نسیم، دوشیزۂ نورس اور دہکتے ہوئے پیکر والی لڑکی تھی جو بھاگ
کر آگے بڑھی اور جندع بن عمرو سے اس نے اونٹ کی نکیل لیتے ہوئے کہا۔

”اے میرے ماموں! آپ نے لوٹنے میں اتنی دیر کیوں لگا دی؟“

جندع نے گہری خوشی سے کہا۔

”اے میری بیٹی! آج تو میں بڑی مشکل سے بچا ہوں، لگتا تھا آج میری زندگی کا
آخری دن ہے، پر میں بچ گیا ہوں۔ نابت، نابت! میری بیٹی! آج مجھے اکیلا دیکھ کر مصدع
بن مہرج اور قدار بن سلف نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ وہ مجھے قتل کر دینا چاہتے تھے۔ پر میرے
خدا نے مجھے بچا لیا۔“

نابت نے اپنی غمگین اور بوکھلائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

”اے میرے ماموں! یہ کیسے ہوا، جب بکریاں اور اونٹ حویلی میں داخل ہوئے اور
آپ ان کے ساتھ نہ تھے تو میں آپ سے متعلق فکر مند ہو گئی تھی۔“

جندع بن عمرو نے کہا۔

”اے میری بیٹی! میں اپنی بکریوں کے ریوڑ کو بستی کی طرف ہانک رہا تھا تو بستی کی
طرف سے اونٹوں پر سوار مجھے مصدع اور قدار اپنی طرف آتے دکھائی دیئے قریب آ
کر انہوں نے مجھے للکارا، میں ریوڑ کو چھوڑ کر ایک اونٹ پر سوار ہوا اور اپنی جان بچانے کی
خاطر اسے میں نے مخالف سمت میں بھگا دیا، مصدع اور قدار دونوں ہی میرے تعاقب میں
لگ گئے لیکن میں ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اے میری بیٹی! ایک بلند چٹان ایک کوہ پیکر
جوان نمودار ہوا۔ اس نے مجھے روکا اور مجھ سے ہمدردی کا اظہار کیا، پھر مصدع اور قدار بھی
وہاں پہنچ گئے وہ دونوں میرا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے کہ اس جوان نے میری مدد کی اور اس
اکیلے نے ان دونوں کو مار مار کر ان کی حالت بری کر دی، یہاں تک کہ مصدع اور قدار
دونوں نے اس جوان سے معافی اور امان طلب کی، اس جوان نے ان کو معاف کر دیا اور وہ

دونوں بستی کی طرف بھاگ آئے۔“

نابت نے شک و شبہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”اے میرے ماموں! یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی اکیلا جوان مصدع اور قدار کو نیچا دکھا
دے جبکہ طاقت و قوت میں وہ آل ثمود میں سب سے زیادہ ہیں۔ وہ دونوں تو ناقابل تسخیر
سمجھے جاتے ہیں، ہر کوئی ان سے ڈرتا اور خوفزدہ رہتا ہے پھر کیونکر کوئی ان دونوں کو نیچا دکھا
سکتا ہے۔“

جندع بن عمرو نے کہا۔

”اے میری بیٹی! جب تک وہ جوان ان دونوں سے ٹکرایا نہ تھا، اس وقت تک ان
دونوں کے متعلق میرا بھی یہی خیال تھا لیکن میرے سامنے اس جوان نے مصدع اور قدار
کو مار مار کر عاجز و بے بس کر دیا تو پھر میں اس جوان کی عظمت اور مصدع اور قدار کی
بے بسی کا قائل ہو گیا۔“

نابت نے اس بار دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

”اے میرے ماموں! وہ جوان کون ہے اور اسے آپ کہاں چھوڑ آئے۔ آپ کو چاہیے تھا
کہ اسے ساتھ لیکر آتے۔ آخر اس نے آپ کی جان بچائی تھی اور اس لحاظ سے وہ ہمارا محسن
ہے۔“

جندع بن عمرو نے کہا۔

”اے میری بیٹی! اس جوان کا نام یوناف ہے، وہ کوہستانوں کی مانند مضبوط و ثابت
قدم اور ہوا میں اڑتے بادلوں کی طرح تیز رفتار ہے۔ وہ عجیب جانباز، یگانہ، جری، بے باک
اور نڈر انسان ہے۔ وہ مصدع اور قدار پر سمندر کے خروش، کرنوں کے تیروں اور شورِ قہر
مانیت کی طرح حملہ آور ہوا اور لمحوں کے اندر مصدع اور قدار کو ذات کی شکستگی اور آشوبِ نفس
میں مبتلا کر کے رکھ دیا۔ اس مردِ حر اور پاسبانِ شہر پناہ جوان نے مصدع اور قدار پر کف آلود
دریا اور سمندر کے عمق کی طرح نزول کیا اور ان دونوں کے دلوں کو لہولہو اور ان دونوں کی
جوان خواہشوں کو برگِ خزاں کی بریدہ شاخوں جیسا کر دیا۔ آہ! وہ یوناف نام کا جوان اپنے
کمال میں طامع اور اپنی قوت و طاقت میں نیر شناس و سحر کار ہے۔ میں نے اس کے حملوں
اور جذبوں میں ایک ولولہ، تب و تاب اور ظفر مندی دیکھی ہے، میں سوچتی ہوں کاش! میرا

بھی کوئی اس جیسا بیٹا ہوتا۔

اے میری بیٹی! میرے دیکھتے ہی دیکھتے مصدع اور قدار پر یوناف نام کا وہ جوان قبولیت کی ساعتوں اور بشارت کے لمحوں کی طرح چھا گیا تھا۔ اس کے حملہ آور ہونے سے ایسا لگتا تھا گویا وہ دشت وصحرا کو شفق کی آگ اور تاکستانوں کو بساط ریگ سے بھر دے گا۔''

نابت نے کہا۔

''اے میرے ماموں! آپ نے یوناف نام کے نوجوان کی تعریفیں کر کے میرے دل میں اس سے ملنے کے جذبوں اور خواہشوں کے طغیان رنگ اور سیل خوشبو کی طرح ابھار کر رکھ دیا ہے۔''

نابت ذرا رکی پھر اس نے آتش ہجر کی طرح تکلیف دہ کیفیت میں کہا۔

''اے میرے ماموں، بتائیں نا۔ آپ اس جوان کو کہاں چھوڑ آئے ہیں۔''

جندع نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اے میری بیٹی! تو اس سے متعلق فکر مند نہ ہو، میں اسے اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں، میں اسے دیوان خانے میں بیٹھا کر اپنا اونٹ اصطبل میں بندھنے کی غرض سے آیا تھا۔ اے میری بیٹی میں نے ابھی اس سے یہ نہیں پوچھا کہ اس کا تعلق کس قوم اور کس سرزمین سے ہے؟''

نابت نے سبک وخرم اور لذت انگیز لہجے میں کہا۔

''اے میرے ماموں! میں اونٹ کو اصطبل میں باندھ آؤں پھر اس کے پاس دیوان خانے میں چلتے ہیں، میں اس جوان کو دیکھنا چاہتی ہوں جس نے بیک وقت مصدع اور قدار کو زیر کیا ہے۔ قسم خداوند رزاق کی! یقیناً یوناف نام کا وہ جوان ایک طوفان ہو گا جس نے مصدع اور قدار جیسے کڑیل اور دیو پیکر جوانوں کو شکست و ہزیمت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔''

نابت اونٹ کو اصطبل کی طرف لے گئی۔ جندع بن عمرو بھی اس کے پیچھے پیچھے اصطبل میں آیا اور جب نابت اونٹ کو باندھ کر فارغ ہوئی تو جندع سے اس نے کہا۔

''اے میرے ماموں! میں نے بکریوں کا دودھ نکال لیا ہے، کیا میں آپ کے ساتھ چل کر اب یوناف کو دیکھ سکتی ہوں۔''

جندع بن عمر نے کہا۔

''اے میری بیٹی! میں تجھے اس کے پاس لے کر ضرور چلتا ہوں لیکن اس کے پاس جانے سے قبل میں تمہارے ساتھ ایک فیصلہ کن بات کرنا چاہتا ہوں۔''

نابت نے چونک کر جندع کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیسی بات؟''

جندع نے کہا۔

''اے میری بیٹی! میرے کہنے پر یوناف یہاں میرے پاس رہنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اے میری بچی! ابھی تک معلوم نہیں وہ کون ہے، کس سرزمین سے ہے، پھر بھی میں نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا ہے کہ اگر اس تے پسند کیا تو میں تمہیں اس سے بیاہ دوں گا، اے میری بیٹی! تجھے اس پر کوئی اعتراض تو نہ ہو گا۔''

نابت نے کہا۔

''اے ماموں! جس جوان کو میں نے ابھی تک دیکھا ہی نہیں جس کی شکل، کردار اور طبع تک سے میں ناواقف و ناآشنا ہوں، اس کے تعلق اے ماموں! میں اتنا بڑا فیصلہ کیسے اور کیونکر کر سکتی ہوں، ہاں اگر وہ یہاں رہا اور اس کی طبع اور اطوار ٹھیک ہوئے تو میں اس سے شادی کرنے پر رضا مند ہو جاؤں گی۔''

جندع بن عمرو نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''میری بیٹی! میں تم سے ایسا ہی جواب سننے کا خواہش مند تھا، آؤ اب یوناف کی طرف چلتے ہیں۔''

دونوں دیوان خانے کی طرف ہو لیے۔

جندع بن عمرو اور نابت دونوں دیوان خانے میں داخل ہوئے پھر جندع نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! میرے عزیز میرے بیٹے۔ یہ میری بھانجی نابت ہے۔ میں نے اسے تمہارے متعلق تفصیل سے بتا دیا ہے، میں تمہیں نابت کے متعلق بتاؤں کہ یہ میری عزیز بہن کی بیٹی ہے اور قوم ثمود کے سب سے بڑے سردار ابور غال کی بیٹی ہے اور میری بہن اس کی بیوی تھی،

صالحؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور قوم ثمود کو بتوں کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنے کی دعوت دی تو میری یہ بھانجی ان پر ایمان لے آئی لیکن اس کے باپ ابورغال نے اس کا برا مانا۔ پہلے اس نے اپنے طور کوشش کی کہ نابت کو حق پرستی سے منحرف کر کے پھر بتوں کی طرف راغب کر لے لیکن نابت نے ایسا کرنے سے قطعی طور پر انکار کر دیا۔

ابورغال نے جب دیکھا کہ اس کی بیٹی کسی بھی طور اس کا کہا مان کر دوبارہ بت پرستی کی طرف راغب ہونے والی نہیں ہے تو اس نے نابت کی شادی ایک ایسے نوجوان سے کر دینا چاہی جو مصدع اور قدار کے بعد قوم ثمود کا سب سے طاقتور جوان ہے لیکن نابت نے ابورغال کی اس گھناؤنی سازش کو بھی ناکام بنا دیا اور اپنے گھر سے بھاگ کر میرے پاس آ گئی اب یہ پچھلے دو سال سے میرے ہاں ٹھہری ہوئی ہے۔ اس کے باپ نے اسے واپس لے جانے کی کئی بار کوشش کی لیکن نابت نے ہر بار اپنے باپ کے ساتھ واپس جانے سے انکار کر دیا، ابورغال مجبور ہے، وہ میرے خلاف نابت کے سلسلے میں کوئی زیادتی یا زبردستی بھی نہیں کر سکتا کیونکہ میں قوم ثمود کے ایک قبیلے کا سردار ہوں اور ابورغال کو اندیشہ ہے کہ اگر اس نے میرے خلاف کوئی کارروائی کی یا نابت کو میرے ہاں سے زبردستی لے جانا چاہا تو میرا قبیلہ مزاحمت کرے گا اور اس طرح قوم ثمود میں، ایک نہ ختم ہونے والی جنگوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔''

ذرا رک کر جندع نے دوبارہ کہا۔

''میرا خیال ہے آج جو مصدع اور قدار نے میرا تعاقب کر کے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی ہے یہ بھی ابورغال کے اشارے پر ہوئی ہے۔ اس نے سوچا ہو گا کہ اگر مجھے باہر گمنامی کی موت مار دیا جائے تو کسی پر کوئی حرف نہ آئے گا۔ اس طرح میں بھی راستے سے ہٹ جاؤں گا اور قوم ثمود قبائلی خانہ جنگی سے بھی بچ جائے گی۔ اب بھی اگر میں اپنے قبیلے والوں سے مصدع اور قدار کے مبینہ حملے کا ذکر کر دوں تو قوم ثمود کے اندر ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو۔''

یوناف نے تسلی اور ڈھارس دینے کے انداز میں کہا۔

''اب آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں آپ اور نابت کی حفاظت کروں گا اور آپ دیکھیں گے کہ قوم ثمود میں سے کوئی بھی آپ دونوں کی طرف آنکھ اٹھا

کر نہ دیکھ سکے گا۔''

جندع بن عمرو نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! بخدا مجھے تم سے ایسی ہی گفتگو کی توقع تھی۔ یوناف میرے بیٹے! ان دنوں ہم کھجوروں اور قرظ کی فصل کاٹ رہے ہیں اور اس مقصد کے لیے میں اور نابت روزانہ اپنے باغات کی طرف صبح سویرے ہی چلے جاتے ہیں، کیا کل سے تم بھی ہمارے ساتھ چلو گے؟''

یوناف نے کہا۔

''اب جبکہ میں اس گھر کا ایک فرد ہوں اور آپ دونوں کا محافظ بھی ہوں تو پھر میں کیونکر نہ آپ کا ساتھ دوں گا۔''

جندع بن عمرو نے خوشگوار لہجے میں کہا،

''یوناف! یوناف! تم نے ایسی گفتگو کر کے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ اب مجھے یہ احساس نہ رہے گا کہ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے، میرے بیٹے! میری بیوی تین ہی برس پہلے فوت ہوئی ہے۔ مجھے فخر ہے کہ وہ صالحؑ نبی پر ایمان لانے کے بعد مری ہے۔ اس سے میری کوئی اولاد نہیں ہوئی اور اس کی موجودگی میں میں نے کوئی اور شادی بھی نہیں کی۔ اب جبکہ تم اس حویلی میں آ گئے ہو تو میں سمجھوں گا میرے خدا نے مجھے ایک جوان بیٹا دے دیا ہے۔''

جندع خاموش ہوا تو نابت نے پہلی بار یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے ابھی تک یہ تو بتایا ہی نہیں کہ آپ کا تعلق کس قوم اور کس سرزمین سے ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''میرا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے، وہاں میں ممفس شہر میں رہتا ہوں۔''

یوناف رکا پھر اس نے بات بناتے ہوئے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھا اور کہا۔

''میرے ماں باپ عرصہ ہوا مر چکے ہیں، میں ان کی واحد اولاد تھا، میں وہاں اکیلے رہتے رہتے اکتا گیا تھا۔ آخر میں نے ایک سوداگر سے قوم ثمود اور اس کے اندر حضرت صالحؑ کے نبی کی حیثیت سے مبعوث کیے جانے کے بارے میں سنا تو میں حضرت صالحؑ پر ایمان لانے کے شوق میں اس طرف روانہ ہو گیا۔ میں صالحؑ پر ایمان لانے کے بعد قوم

ثمود میں ایک ایماندار کی حیثیت سے زندگی بسر کروں گا۔''

نابت نے خوشی اور اطمینان کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''اور میں اور میرے ماموں جندع بن عمرو دونوں قوم ثمود میں آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ مجھے امید ہے آپ اس حویلی میں ہمارے ساتھ رہ سکیں گے۔''

یوناف نے کہا۔

''مجھے امید ہے کہ میں اپنے ساتھ آپ دونوں کو بھی خوش رکھ سکوں گا۔''

نابت اٹھتی ہوئی بولی۔

''میں کھانا لاتی ہوں، تینوں یہیں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔''

جندع نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''چلو بیٹی۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔''

جندع اور نابت دونوں اٹھ کر دیوان خانے سے باہر نکل گئے۔

ان کے جانے کے بعد یوناف نے اپنی گردن پر ابلیکا کا لمس محسوس کیا، پھر ابلیکا کی مٹھاس بھری آواز یوناف کے کانوں میں پڑی۔

''یوناف! یوناف میرے حبیب! نابت بہت اچھی لڑکی ہے، مخلص اور وفا شعار ہے، اگر جندع تمہیں اس سے شادی کی پیشکش کرے تو فوراً قبول کر لینا، ہرگز انکار نہ کرنا، نابت تمہیں خوش رکھے گی اور سنو! قوم ثمود میں اس وقت تین حسین ترین لڑکیاں ہیں۔ ایک نابت، دوسری قطام اور تیسری قبال، لیکن نابت حسن و خوبصورتی میں قطام اور قبال دونوں سے بڑھ کر ہے۔ قوم ثمود کے کئی جوان نابت سے شادی کی خواہش کا اظہار کر چکے ہیں لیکن اس نے ابھی تک کسی کی طرف بھی اپنے آپ کو مائل نہیں ہونے دیا۔ جندع ارادہ رکھتا ہے کہ تمہیں اپنا بیٹا بنا کر نابت سے بیاہ دے۔ شاید اس سلسلے میں وہ نابت کی مرضی کا خیال بھی رکھے گا، اگر نابت بھی تمہارے ساتھ آمادگی اور دلچسپی کا اظہار کرے تو تم بھی انکار نہ کرنا۔''

یوناف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''ابلیکا! ابلیکا! یہ تم مشورہ دے رہی ہو یا حکم؟''

ابلیکا نے کہا۔

''اے میرے حبیب! میں تمہیں حکم کیونکر دے سکتی ہوں، یہ تو میرا ایک پرخلوص مشورہ

ہے اور امید ہے تم اس پر عمل کرو گے۔''

یوناف جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ نابت اور جندع کھانے کے برتن لے کر دیوان خانے میں داخل ہوئے، پھر وہ تینوں کھانے میں مصروف ہو گئے۔

○

نبیطہ کی یمن کے نئے بادشاہ ضحاک سے شادی کے بعد عارب اور بیوسا بھی شاہی محل میں منتقل ہو گئے تھے۔

ایک روز ضحاک کہیں باہر گیا ہوا تھا اور محل کے اندر عارب، بیوسا اور نبیطہ ایک کمرے میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے کہ عزازیل جو یمن کے اس محل میں بڑے باورچی کی حیثیت سے کام کر رہا تھا، کمرے میں داخل ہوا۔ عزازیل کو دیکھتے ہی عارب، بیوسا اور نبیطہ کھڑے ہو گئے۔ عزازیل آگے بڑھا اور ایک نشست پر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔ ''اے رفیقانِ کار! بیٹھ جاؤ۔'' عارب، بیوسا اور نبیطہ اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔

عزازیل نے پھر کہا۔ ''اے عزیزانِ من! تم تینوں نے دیکھا میں نے یمن میں کیسا زبردست انقلاب برپا کر دیا ہے۔ یمن کے بادشاہ علوان کو اتار پرے کیا ہے اور اس کی جگہ ضحاک کو یمن کا بادشاہ بنا کر نبیطہ کو اس کی رفیقۂ حیات بنا دیا ہے۔ سنو میرے عزیزو! عنقریب میں ضحاک کی زندگی میں ایک اور تبدیلی برپا کروں گا۔ اس کی وجہ سے میں اس سرزمین میں خونریزی، بربادی اور تباہ کاری برپا کروں گا، اب کی بار میں سلطنتوں کو آپس میں ٹکرا کر ابنائے آدم کے لیے ایک نئی اور انوکھی ہولناکی پیدا کروں گا۔ ضحاک کو آلہ کار بنا کر میں گناہ اور بدی کی خوب تشہیر کروں گا کہ یہی ہمارا مقصد و منتہا ہے لیکن اے میرے عزیزو! اس وقت میں تمہیں ایک نئی خبر سے آگاہ کرنے آیا ہوں جو یقیناً تم تینوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگی کیونکہ اس میں تم تینوں ذاتی طور پر ملوث ہو۔''

عارب نے ایک جستجو سے پوچھا۔ ''اے ہمارے راہبر و راہنما! وہ کونسی بات ہے جس کا تعلق صرف ہم تینوں سے ہے اور آپ اس میں ملوث نہیں ہیں۔''

بیوسا نے بھی ایک خواہش و خلش اور اِک اشتیاق و اضطراب سے پوچھا۔ ''ہاں اے

خداوند شر! وہ کون سی ایسی خبر ہے جس کی دلچسپی ہم تینوں ہی کی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔''

عزازیل نے کہا۔ ''میں نے اپنے پانچ[1] ساتھیوں میں سے دو کو یعنی ثبر[2] اور زکنبور کو ایک اہم کام پر روانہ کیا ہے۔ میرے یہ دونوں ساتھی بڑے حوصلے اور قوت والے ہیں، میں تم تینوں کی خوشی کے لیے یہ کہوں کہ ان دونوں کو میں نے تمہارے قدیم دشمن یوناف کی طرف روانہ کیا ہے اور انہیں نصیحت کی ہے کہ وہ یوناف کو اپنے سامنے زیر کریں اور تمہارے ساتھ ٹکرانے اور تمہارے خلاف کام کرنے کی اسے کڑی سزا دیں۔ وہ دونوں آج ہی یہاں سے روانہ ہوئے ہیں اور یوناف کو تلاش کرنے کے بعد اسے کڑی سزا دیں گے، ایسی سزا کہ وہ تم تینوں کے خلاف حرکت میں آنے کے سارے ارادوں کو بھول جائے گا۔''

عارب نے تاسف کرنے کے انداز میں کہا۔ ''کاش میں بھی اس وقت وہاں ہوتا جس وقت ثبر اور زکنبور یوناف پر وارد ہوں گے، وہاں میں یوناف کی بے بسی دیکھتا اور ....''

عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ ضحاک ان کی طرف آ رہا تھا۔

عزازیل اٹھ کر باہر نکل گیا۔ عارب، بیوسا اور عبیطہ پہلے کی طرح باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

○○○

[1] ۔ ابلیس کے ان پانچ ساتھیوں کا ذکر علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔

[2] ۔ عزازیل کے ساتھیوں میں سے دو ساتھی۔

قوم ثمود میں جندع بن عمرو اور نابت کے ساتھ رہتے ہوئے یوناف کو دو یوم ہو گئے تھے۔ اس دوران وہ حضرت صالحؑ پر ایمان بھی لے آیا تھا اور اب گھر کے ایک فرد کی طرح وہ جندع اور نابت کے ساتھ ان کے کھجور اور قرظ کے باغات میں کام بھی کرنے لگا تھا۔

تیسرے روز یوناف، نابت اور جندع اپنے شہر حجر سے نکل کر باغات کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں پانی کے ایک ذخیرے کے پاس سے گزرتے ہوئے نابت نے یوناف کی طرف دیکھ کر کہا۔

''قوم ثمود میں پانی کا یہ واحد ذخیرہ ہے جہاں سے پینے اور دیگر استعمال کا پانی حاصل کیا جاتا ہے، اس وادی میں صرف ایک ہی چشمہ ہے جس کا پانی یہاں جمع کیا جاتا ہے۔''

یوناف جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ جندع نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف میرے بیٹے! تم اور نابت باغات کی طرف چلو، میں ریوڑ کو چرنے کے لیے چھوڑ کر آتا ہوں۔''

جندع جب ریوڑ کو لے کر دائیں طرف چلا گیا تو باغات کی طرف جاتے ہوئے یوناف نے نابت سے پوچھا۔

نابت! نابت! کیا ریوڑ کے جانوروں کو یونہی کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے، کیا ان ریوڑوں کو کوئی ہانک کر نہیں لے جاتا ہے؟''

نابت نے کہا۔

''یہاں ریوڑ کی چوری یا اس کے کھو جانے کا کوئی خطرہ نہیں۔ سب لوگ اپنے اپنے ریوڑ چرنے کے لیے چھوڑ آتے ہیں اور شام کے وقت سب اپنے ریوڑوں کو ہانک کر لاتے ہیں۔ اگر کوئی نہ لینے جائے تو عموماً ریوڑ خود ہی اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔''

باتیں کرتے کرتے دونوں باغات میں داخل ہو کر کام کرنے لگے۔ تھوڑی دیر میں جندع بھی وہاں آ گیا اور تینوں مل کر کھجوروں اور قرظ کے ڈھیر لگانے لگے۔

کھجوروں کے ڈھیر کے پاس نابت اور جندع کے ساتھ کھڑے یوناف اچانک چونک اٹھا ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر اس نے سنجیدہ آواز میں کہا۔

''یوناف ! یوناف ! سنبھلو! عزازیل کے دو ساتھی ثبر اور زکنبور جو جنات سے ہیں تمہاری طرف آ رہے ہیں، ان دونوں کو عزازیل نے تمہاری طرف روانہ کیا ہے اور اس نے ایسا عارب کے کہنے پر کیا ہے۔ عارب تم سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ سنو یوناف! ثبر اور زکنبور تھوڑی دیر میں یہاں پہنچنے والے ہیں۔ وہ اس باغ کے اندر انسانی صورت میں تمہارے سامنے آئیں گے اور تم سے مقابلہ کر کے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔''

یوناف نے کہا۔

ابلیکا! ابلیکا! میری حبیبہ! تم جندع اور نابت کے گرد حصار کھینچ کر ان دونوں کو محفوظ کر دو میں ثبر اور زکنبور سے مقابلہ کروں گا۔''

اسی وقت ثبر اور زکنبور باغ میں ذرا فاصلے پر نمودار ہوئے۔ پھر وہ دونوں آہستہ آہستہ یوناف کی طرف بڑھے۔ اس موقع پر ابلیکا نے پھر یوناف سے کہا۔

''یوناف ! تم نابت اور جندع دونوں کو حصار کے اندر رہنے کو کہہ دو کیونکہ اس وقت وہ دونوں جہاں کھڑے ہیں وہاں ان کے گرد میں نے حصار کھینچ دیا ہے۔''

یوناف نے فوراً ثبر اور زکنبور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نابت کو مخاطب کر کے کہا۔

''نابت ! نابت ! وہ دیکھو باغ میں میرے دو قدیم دشمن داخل ہوئے ہیں، وہ میرے ساتھ حرب آزما ہوں گے۔ تم دونوں ماموں بھانجی جہاں ہو وہیں بیٹھ جاؤ، حالات کچھ بھی ہو جائیں تم دونوں اپنی جگہ نہ چھوڑنا ورنہ تم دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گے یہ سمجھ لو کہ تم دونوں کے گرد ایک طلسمی حصار ہے، جسے یہ دونوں آنے والے عبور کر کے تمہیں نقصان

نہ پہنچا سکیں گے۔ اگر تم دونوں اپنی جگہ سے ہل گئے تو پھر سمجھ لو یہ دونوں آنے والے تم دونوں کا خاتمہ کر دیں گے۔''

نابت اور جندع بن عمرو فوراً وہاں بیٹھ گئے، ساتھ ہی نابت نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں ہم دونوں ماموں بھانجی اپنی جگہ سے نہ ہلیں گے۔''

اتنی دیر میں ثبر اور زکنبور یوناف کے سامنے آ کھڑے ہوئے، پھر بلند آواز میں ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے یوناف نے کہا۔

''اے ثبر ! اے زکنبور ! اس باغ کے اندر تم دونوں کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ خداوند قادر و قدوس کی قسم ! میں تمہارے سیاہ عزائم کو پورا نہ ہونے دوں گا۔''

ثبر نے زہریلے لہجے میں کہا۔ ''اے سراپا فسوں و افسانہ انسان ! ہم تو تیری قسمت کو برگشتہ اور تیرے مقدر کو دلسوز و وارستہ کرنے آئے ہیں، ہمیں کسی نے بھیجا ہے کہ تمہیں رنجور وحزیں، راہوں کا غبار، ہجر کی شام اور دکھ کا سیل بنا کر رکھ دیں۔ کیا تو اپنے آپ کو ہمارے حوالے کرتا ہے یا ہم دونوں قضا کے ساربان اور اجل کے کارواں کی طرح خود آگے بڑھ کر تجھ پر وارد ہوں، اور پیاس کے اک صحرا کی طرح تیرے اصنام خیال کا طلسم توڑ کر رکھ دیں۔''

یوناف نے آہستگی، سادگی اور بے ساختگی سے کہا۔

''اے نسل آدم کے دشمنو ! خونخوارو ! فسادیو! آگے بڑھ کر دیکھو میں کس طرح تم دونوں کی حالت ملول و تنہا سلگتی، کراہتی زندگی اور نوحہ کناں ہواؤں جیسی کرتا ہوں۔''

اس بار زکنبور نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''تو ایسا جری وقوی تو نہیں کہ ہم پر ستم دریدگی، زخم کی پر آشوبی، درماں طلبی و بے چارگی طاری کر دے۔ ہم دونوں اپنی پوری حقارت و برہمی میں تیری نیت کا سارا فساد نکال کر رکھ دیں گے۔''

اس موقع پر یوناف کے کانوں میں ابلیکا کی رس گھولتی ہوئی آواز آئی۔

''یوناف ! یوناف ! میرے حبیب آگے بڑھو اور ان پر ضرب لگاؤ۔ اپنے دائیں ہاتھ سے ثبر پر ضرب لگانا اور بایاں ہاتھ ضرب لگانے کے انداز میں زکنبور کی طرف بڑھا دینا تاکہ انہیں یہ احساس ہو کہ تم نے بیک وقت دونوں کو اپنا نشانہ بنایا ہے ورنہ ثبر پر تمہارا وار

پڑے گا اور زکنبور پر میں خود ضرب لگاؤں گی۔ اے میرے صدیوں کے ساتھی! پہلے میں ایسے کاموں سے احتراز و پہلو تہی کرتی تھی کہ کہیں تمہارے ساتھ میری موجودگی کا کسی کو احساس نہ ہو جائے لیکن اب جبکہ میرا تمہارے ساتھ ایک روحانی رشتہ ہے میں ایسا کرنے پر مجبور ہوں، اگر میری ذات اور میری موجودگی کا کسی کو احساس بھی ہو گیا تو دیکھا جائے گا کیا بنتا ہے۔ اگر تمہارے ساتھ میری موجودگی کی کسی کو خبر ہوگئی تو وہ مجھ پر قابو پا کر مجھے تم سے علیحدہ کرنے کی کوشش بھی کر سکتا ہے۔ بہر حال یہ دور کی بات ہے، اس وقت تم آگے بڑھو کہ ان پر مل کر ضرب لگائیں۔''

یوناف فاتحانہ انداز میں آگے بڑھا اس قدر دلیری اور بے باک انداز میں یوناف کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر ثبر اور زکنبور دونوں ہی دنگ رہ گئے۔ پھر یوناف نے ایک مافوق البشر زقند لگائی۔ اس موقع پر وہ اپنی لاہوتی و ماورائی قوتوں کو حرکت میں لایا تھا اپنے دائیں ہاتھ کی ضرب اس نے ثبر پر لگائی اور اسی لمحہ بایاں ہاتھ زکنبور کی طرف بڑھا دیا۔ یوناف کی ضرب سے ثبر لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرا جس وقت زکنبور کی طرف یوناف کا ہاتھ بڑھا تھا، اسی لمحہ ابلیکا نے اس پر ایک ایسی زور دار ضرب لگائی تھی کہ زکنبور اچھلتا اور بل کھاتا ہوا کھجور کے ایک درخت سے جا ٹکرایا تھا۔ ثبر اور زکنبور دونوں ہی اپنی حالت پر حیرت و پریشانی کے عالم میں یوناف کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ ان دونوں کی حالت ان طیور جیسی تھی جو اپنی چونچیں اپنے پروں کے اندر دے کر گہری گھمبیر سوچوں کے الجھاؤ میں کھو کر رہ گئے ہوں۔ فضاؤں میں ایسی خاموشی طاری تھی گویا گئے موسموں کو اندر ہی اندر روتے پیڑ دعائیں مانگنے لگے ہوں کہ کوئی بولے، کوئی دھڑکے اور کوئی بھڑکے کہ بے جان اور بے حس فضاؤں پر چور چور کر دینے والی اعضاء شکنی طاری ہو جائے۔

ثبر اور زکنبور دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر زکنبور نے اس پریشانی اور جستجو کی حالت میں ثبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''ثبر! ثبر! میرے دوست! قسم عزازیل کی۔ یوناف نام کا یہ جوان اپنی ذات میں اکیلا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ اس کی ہم نوا کوئی اور قوت بھی ہے جو اس کے ساتھ ساتھ ہی سیل کی بلا خیزی اور شور جاں فروشاں کی طرح ضرب لگاتی ہے اور ضرب بھی ایسی کاری اور غضب کی قوت والی کہ دل پر خزاں کے برگ کا کرب اور مرگ ناگہاں کا غبار طاری کر کے رکھ دے۔''

ثبر اور زکنبور ابھی تک پہلی ضرب کے کرب میں ہی مبتلا تھے کہ یوناف ظفر مندانہ انداز میں پھر آگے بڑھا۔ اپنا بایاں ہاتھ زکنبور کی طرف کھینچ مارا اور دائیں ہاتھ کی ضرب ثبر پر لگائی۔

ثبر نے یوناف کے اس وار سے بچنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ یوناف کی ہتھوڑے جیسی ضرب اس کی گردن پر پڑی اور وہ پراگندہ توازن ہو کر دور جا گرا۔ اسی لمحہ ابلیکا بھی ضرب لگا چکی تھی اور زکنبور اس طرح ثبر کے اوپر جا کر گرا تھا جیسے کسی نے اسے ہوا میں اچھال کر بری طرح ثبر کے اوپر پٹخ دیا ہو۔

دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور زکنبور نے ثبر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ہمدم دیرینہ! قسم عزازیل کی۔ یہ کوئی عام سا انسان نہیں ہے۔ یہ مجھے کوہستانوں جیسا سخت جان اور بدن کے عضو عضو کے پیچ کھول دینے والا انسان لگتا ہے۔ یہ عجیب سا نیر شناس اور سحر کار جوان ہے۔ کیا اس نے ہماری حالت رزقِ کرگساں اور بے نام و نسب لوگوں جیسی نہیں کر دی۔ ثبر! ثبر! میرے ہمدم! آؤ انسانی صورت سے نکل کر اپنی اصلی حالت میں آئیں اور یوناف کا خاتمہ کر دیں۔''

ثبر نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔ ''زکنبور! میرے دوست! تم بھول رہے ہو۔ اس جوان کو تم موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتے۔ کیا عزازیل نے کہا نہ تھا کہ یوناف نام کے اس جوان پر لاہوتی عمل ہو چکا ہے۔ یہ آدمؑ کے وقت سے ہے اور مقررہ وقت تک ایسا ہی رہے گا اور یہ مقررہ وقت صدیوں پر محیط بھی ہو سکتا ہے۔ اے زکنبور! اس بات کو اس عمل میں تم یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ یوناف کا ناسوت (جسم) اپنی موت مر چکا ہے۔ اب وہ لاہوت کے عمل کے باعث زندہ و متحرک ہے اور یہ زندگی اور تحریک کب تک رہے گی اس کا علم تمہیں اور مجھے نہیں ہے اور سنو! اپنے لاہوتی عمل کے باعث یوناف کے پاس کچھ لاہوتی اور سری قوتیں بھی ہیں جن سے کام لے کر وہ نہ صرف اپنا دفاع کر سکتا ہے بلکہ ہم پر جارحانہ انداز میں وارد بھی ہو سکتا ہے، اگر ہم اپنی طبعی اور جناتی صورت میں بھی اس پر حملہ آور ہوئے تو ہمیں ناکامی ہو گی کیونکہ یوناف کوئی عام انسان نہیں جو ہمارے سامنے مغلوب ہو جائے۔''

زکنبور نے کہا۔ ''لیکن ہمیں اپنی کوشش تو کر دیکھنی چاہیے۔ اگر اس پر ہماری کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی تو اس کے ساتھ جو ادھیڑ عمر کا شخص اور وہ جو حسین نوخیز لڑکی ہے ان دونوں ہی

کا خاتمہ کرتے جائیں گے۔"

شبر نے فوراً تائید کرتے ہوئے کہا۔"ہاں، ہمیں کم از کم ایسا تو ضرور کرنا چاہیے، آؤ پھر اپنی طبعی حالت میں ان کے خلاف حرکت میں آتے ہیں۔"

اس موقع پر ابلیکا نے فوراً یوناف سے کہا۔

"یوناف! میرے حبیب! عزازیل کے یہ دونوں ساتھی تمہارے ہاتھوں بری طرح پٹنے کے بعد اب اپنی طبعی حالت میں تمہارے خلاف حرکت میں آنے والے ہیں۔ سنو! میں نے تمہارے گرد حصار کھینچ دیا ہے تم اس حصار کے اندر بالکل کسی ستون اور چٹان کی طرح خاموش کھڑے رہو۔ میرے حبیب! میں جانتی ہوں تم میں اس قدر لاہوتی اور سری قوتیں ہیں کہ تم ان دونوں سے ان کی طبعی حالت میں بھی نمٹ سکتے ہو لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم ساکن و بے حرکت کھڑے رہو اور میں ان سے نمٹوں، اس طرح یہ دیکھ کر ان پر اور زیادہ دہشت و خوف طاری ہو جائے گا کہ تم کوئی حرکت و جنبش کیے بغیر ان دونوں کو بھگانے اور ان سے نمٹنے کی ہمت و جرأت رکھتے ہو۔"

یوناف مسکرا دیا اور ابلیکا کی تائید کرتے ہوئے بولا۔

"اے میری روحانی رفیقہ! اگر تم ایسا چاہتی ہو تو یوں ہی سہی۔ اس بار میں تمہیں ضرب لگانے کا موقع فراہم کرتا ہوں۔"

پھر یوناف نے شبر اور زکنبور کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی کھولتی اور قہر برساتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اے عزازیل کے غلیظ گماشتو! اپنی طبعی حالت اختیار کر کے مجھ پر حملہ آور ہونے میں دیر نہ کرو۔ پھر دیکھو میں کیسے صدائے ناقوس بن کر تم پر چھا جاتا ہوں اور کس طرح تمہیں دھان جان کر موسل سے کوٹتا ہوں۔ اپنی طبعی حالت میں آؤ کہ میں تمہیں بے کفن و بے گور کروں اور تمہیں غول سراب جان کر تمہارے خوب کو ناخوب اور تمہاری سری قوتوں کو غبار آلود و داغدار کر دوں۔"

شبر اور زکنبور فوراً وہاں سے غائب ہو گئے۔ ان کے اس طرح آنکھوں سے اوجھل ہو جانے پر جندع اور نابت دونوں پریشان اور خوفزدہ ہو گئے۔ اچانک فضا میں شبر اور زکنبور کی بے حد ہولناک چیخیں بلند ہوئیں۔ شاید وہ یوناف کی طرف بڑھتے ہوئے ابلیکا کے کھینچے

ہوئے حصار کے قریب آ گئے تھے اور وہاں انہیں کسی تکلیف اور اذیت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

جس وقت فضا میں شبر اور زکنبور کی چیخیں بلند ہوئیں، اسی وقت ابلیکا کی طرف سے آگ کا ایک طوفانی بگولہ سا شبر اور زکنبور کی طرف لپکا اور ان کی چیخوں اور کراہوں میں اور اضافہ ہو گیا۔ ابلیکا نے اس موقع پر یوناف کے کان میں کہا۔

"یوناف! یوناف! شبر اور زکنبور دونوں یہاں سے ہٹ کر نابت اور جندع کی طرف گئے ہیں، دیکھو میں انہیں وہاں سے بھی کیسے مار بھگاتی ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد جندع اور نابت کے پاس بھی آگ کا ایک طوفانی بگولہ شبر اور زکنبور پر حملہ آور ہوا اور وہ دونوں کراہ آمیز چیخیں بلند کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئے۔

ابلیکا پھر واپس یوناف کے پاس آئی اور طائر خوش نما و خوش نوا جیسی آواز میں کہا۔

"یوناف! یوناف! وہ دونوں بھاگ گئے ہیں، اب وہ دونوں آئندہ تم پر حملہ آور ہونے کی کوئی نئی کوشش نہ کریں گے۔"

یوناف اپنی جگہ سے حرکت کر کے نابت اور جندع کے پاس آیا۔ نابت نے پریشانی اور حیرت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ دونوں وحشی انسان جو یوں آپ پر حملہ آور ہوئے اور پھر آپ سے پٹنے کے بعد وہ دونوں دھوئیں کی طرح فضا میں غائب ہو کر شاید آپ پر دوبارہ حملہ آور ہوئے تھے اور شاید آپ کی طرف سے لپکتے شعلوں نے ان کو مار بھگایا، کون تھے؟"

یوناف نے کہا۔

"یہ دونوں عزازیل کے گماشتے ہیں اور انسان کے ازلی دشمن ہیں، میری ان سے پرانی عداوت ہے۔ یہ مجھ سے مار کھانے کے بعد اپنی طبعی حالت میں مجھ پر حملہ آور ہو کر مجھے زیر کرنا چاہتے تھے۔ پر میرے قبضے میں بھی اک سری اور ماورائی قوت ہے جس کی وجہ سے میں نے ان دونوں کو یہاں سے مار بھگایا ہے۔ وہ دونوں شیطانی کارندے تم دونوں ماموں بھانجی پر بھی حملہ آور ہونا چاہتے تھے لیکن میری طرف سے لپکتی آگ نے ان دونوں کے ہر ارادے کو ناکام بنا دیا۔"

اس بار جندع نے کہا۔

"یوناف! میرے بیٹے! میں سمجھتا ہوں جس کے تم محافظ ہو، اسے کوئی بھی ماورائی و دیدہ

و نادیدہ قوت نقصان و گزند نہیں پہنچا سکتی۔"

یوناف نے جندع اور نابت کو ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔

"اب جبکہ وہ دونوں جہنمی کارندے یہاں سے ناکام و نامراد بھاگ گئے ہیں، آؤ ہم اپنا معمول کا کام شروع کریں۔"

جندع اور نابت دونوں اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ تینوں پہلے کی طرح کھجوریں اور قرظ اکٹھی کر کے ایک جگہ جمع اور ڈھیر کرنے لگے!

○

قوم ثمود کا سب سے بڑا سردار اور نابت کا باپ ابورغال[1] اپنی حویلی کے دیوان خانے میں بیٹھا ہوا تھا کہ قومِ ثمود کے سورما اور ناقابل تسخیر پہلوان مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف آئے اور ابورغال کے سامنے ایک نشست پر بیٹھ گئے۔

دیوان خانے میں چند ثانیوں تک نقش پائے رہرواں اور گمشدہ نشانات کی سی خاموشی طاری رہی، پھر مصدع نے ابورغال کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے بزرگ سردار! ہم شرمندگی کے باعث دو دن تک تمہارے پاس نہ آ سکے اس لیے کہ......"

ابورغال نے مصدع کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ ہمارے شہر میں داخل ہونے والے کسی اجنبی جوان نے تم دونوں کو زیر کر کے اور مار مار کر شہر کی طرف بھگا دیا تھا اور ہاں! مجھے یہ اطلاع بھی مل چکی ہے کہ وہ اجنبی جوان کہ جس کا نام یوناف ہے، ان دونوں میری بیٹی نابت اور اس کے ماموں جندع کے پاس رہ رہا ہے، مجھے یہ سن کر سخت دکھ اور صدمہ ہوا تھا کہ اس اجنبی جوان نے تم دونوں کو مار مار کر بھگا دیا جبکہ تم دونوں قوم ثمود کے طاقت ور ترین آدمی ہو، ایسا لگتا ہے وہ جوان لوہے اور پتھر کا بنا ہوا ہے۔ کاش! تم دونوں ان چٹانوں کے اندر جندع بن عمرو کو قتل کر دیتے تو اس وقت میری بیٹی نابت میرے پاس ہوتی۔ سنو۔ سنو میرے عزیز جوانو! میں نے اپنے معبدوں کے بڑے پجاریوں ذوآب بن عمرو اور رباب[2] بن صغر کو بلایا ہے، میں ان کے ساتھ مشورہ کرنا چاہتا ہوں، میری

۱۔ قصص القرآن میں یہ نام ابورغال ہی لکھا ہے۔

۲۔ ذوآب بن عمرو اور رباب بن صغر ہی قوم ثمود کے وہ بڑے پجاری تھے جنہوں نے قوم ثمود کو گمراہ کیا اور لوگوں کو صالحؑ پر ایمان لانے سے باز رکھا۔ (قصص القرآن)

خواہش ہے کہ قوم ثمود میں صالحؑ کے ساتھ ساتھ اس اجنبی جوان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے۔"

ابورغال کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ دیوان خانے میں قوم ثمود کے بت خانے کے بڑے پجاری ذوآب بن عمرو اور رباب بن صغر داخل ہوئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی ان کے احترام اور تقدس میں ابورغال، مصدع اور قدار تینوں اٹھ کھڑے ہوئے، جب وہ دونوں بڑے پجاری بیٹھ گئے تو وہ تینوں بھی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے، پھر ابورغال نے دونوں پجاریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "پہلے ہماری قوم میں صالحؑ کی صورت میں صرف ایک ہی مصیبت اور دشواری تھی کہ وہ ہمارے آبائی بتوں اور رسم و رواج کو جھٹلا کر صرف ایک خدا کی عبادت کرنے کو کہتا ہے لیکن اب قوم ثمود پر ایک اور ابتلا و مصیبت آن پڑی ہے اور وہ ایک اجنبی جوان یوناف ہے اور اس اجنبی جوان نے مصدع اور قدار دونوں کو مار مار کر شکست خوردہ کر دیا تھا، حالانکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ قوم ثمود میں طاقت و قوت میں مصدع اور قدار جیسا اور کوئی بھی نہیں ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ وہ یوناف نام کا اجنبی جوان مصدع اور قدار کو نیچا دکھانے کے بعد جندع بن عمرو کے پاس مستقل طور پر رہنے لگا ہے۔"

ذرا رک کر نابت کے باپ ابورغال نے پھر کہا۔ "اے مقدس پجاریو! تم دونوں بے مثل ساحر بھی ہو۔ تمہارا سحر آج تک صالحؑ کے خلاف کامیاب اور سودمند نہیں ہوا لیکن کیا تمہارا طلسم قوم ثمود میں داخل ہونے والے اس اجنبی جوان کے خلاف بھی کامیاب ثابت نہیں ہو سکتا، جو جندع کے پاس آ کر رہنے لگا ہے، مجھے خدشہ ہے کہ کہیں جندع میری بیٹی نابت کی شادی اس یوناف نام کے جوان سے نہ کر دے، اگر ایسا ہوا تو بہت برا ہو گا کیونکہ میں ہر حال میں نابت کی شادی سلول سے کرنا چاہتا ہوں وہ میری بہن کا بیٹا ہے۔"

دونوں بڑے پجاریوں میں سے رباب بن صغرہ نے کہا۔ "ہمارا طلسم صالحؑ پر اس لیے ناکام نہیں رہا کہ صالحؑ خدا کا رسولؑ ہے بلکہ ہمارا سحر اس لیے اس کے خلاف ناکام رہا کہ وہ ہم سے بھی بڑا ساحر ہے اور صرف ہم دونوں ہی نہیں بلکہ بڑے سے بڑا ساحر بھی صالحؑ کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ سوتے جاگتے میں صالحؑ کا سحر اس کی حفاظت کرتا ہے، اس لیے ہمارا طلسم اس کے خلاف کامیاب نہیں ہوتا۔ اے سردار! ہم ابھی تک جندع بن عمرو کے خلاف اپنا طلسم استعمال کر کے تمہاری بیٹی کو واپس لا سکتے تھے لیکن تم

مجھے تم دونوں سے کوئی شکوہ اور گلہ نہیں کہ تم دونوں جندع کو قتل کر کے مجھے میری بیٹی واپس نہ دلا سکے۔ اب دونوں پجاریوں نے صالحؑ کو ختم کرنے کا راستہ تلاش کر لیا ہے، اس کے بعد وہ اپنے سحر سے کام لے کر جندع اور یوناف کا بھی خاتمہ کر دیں گے اور ان دونوں کے خاتمے کے بعد میری بیٹی نابت مجھے واپس مل جائے گی اور میں اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق اس کی شادی سلول سے کر سکوں گا۔

مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف بھی اٹھے اور وہاں سے چلے گئے۔

○

رات۔۔۔خزاں کی خنک رات ہواؤں کے منہ سے نقاب سرکاتی اپنے دب اکبر، طوق و سلاسل، تہمت و بہتان، زنجیر و سلاسل کے ساتھ پاؤں کو لی کرتی ہوئی بھاگی جا رہی تھی۔ مشرقی کوہستانوں کی چوٹیوں کے اس پار سے فجر کی زردی سرخی میں بدل رہی تھی کہ زم و شیتل اور طلائے احمر جیسی سحر کے آثار واضح ہونے لگے تھے۔ شیشے کی طرح شفاف و بے داغ آسمان خاموش تھا، بیکراں رات کے سینے میں چاند کی کرنوں کے تیر ہجوم کر رہے تھے۔

ایسے میں یمن کے بادشاہ ضحاک کے محل میں ثبر اور زکنبور اس کمرے میں نمودار ہوئے جہاں عزازیل ضحاک کے بڑے باورچی کی حیثیت سے قیام پذیر تھا، جونہی وہ اس کمرے میں نمودار ہوئے مسہری پر لیٹا عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور ثبر و زکنبور کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔ ”اے میرے عزیزو! تم میرے لیے کیا خبر لے کر آئے ہو؟“

ثبر اور زکنبور دونوں میں سے کسی نے بھی کوئی جواب نہ دیا تاہم ان دونوں کی گردنیں ندامت سے جھک گئی تھیں۔

عزازیل نے تاسف سے کہا۔ ”آہ! تم دونوں کا انداز بتایا ہے کہ تم یوناف سے نمٹنے اور اسے کوئی نقصان پہنچانے میں ناکام رہے ہو۔“

اس بار زکنبور نے کہا۔ ”اے ہمارے آقا! یوناف نام کا وہ جوان انتہائی طاقتور اور سری قوتوں کا مالک ہے ہم نے پہلے مل کر انسانی صورت میں اس پر حملہ کیا لیکن اس نے ہمیں ایسا مارا کہ ہم لاچار ہو گئے۔ ناچار ہم نے اپنی طبعی صورت اختیار کر کے اس پر حملہ کیا لیکن

اس میں بھی ہم ناکام رہے۔ وہ ایک جگہ چٹان و ستون کی صورت کھڑا رہا۔ ہم اس کے نزدیک بھی نہ جا سکے اور ہم پر ایسی آگ لپکی جو ہمارے جسموں کو پگھلائے دیتی تھی حالانکہ عام آگ ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔“

”اے آقا! لگتا ہے وہ کوئی انسان نہیں بلکہ چٹانوں اور پتھروں سے ڈھلا ہوا ناقابل تسخیر شاہکار ہو۔ اے آقا! ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ جوان ہمارے بس کا نہیں، ایسا لگتا ہے اس کے قبضہ میں کوئی بے کنار و لامحدود قوت ہو۔“

عزازیل نے کہا۔ ”مجھے پہلے ہی امید تھی کہ تم دونوں ناکام رہو گے، اچھا تم جاؤ، ضرورت کے وقت میں تمہیں بلا لوں گا۔“

ثبر اور زکنبور وہاں سے غائب ہو گئے جبکہ عزازیل پہلے کی طرح اپنی مسہری پر دراز ہو گیا تھا۔

○

رات، صبح کے سنہری گالوں کو بوسے دیتی ہوئی رخصت ہو رہی تھی، پھر سورج کے طلوع ہوتے ہی خاموش و ویران خلوتیں اور ہر دریچے کا اجاڑ انتظار آزادی و سرفرازی کی طرح بارونق اور قرار و قول کی شمعوں جیسا درخشاں ہونے لگا، ہر چاند سے چہرے کا نور، برہنہ پنڈلیوں کی آگ اور ہر آہنی بازو کی قوت عیاں و نمایاں ہونے لگی۔ چاروں طرف بکھرتی روشنی نے اداس اور ادھورے ماحول کو ریشم و بلور جیسا شفاف، قرب کی سرشاری جیسا پرکشش اور مقدس صحیفوں کی آیتوں جیسا درخشاں کر دیا تھا۔

یوناف، نابت اور جندع کے ساتھ باغ میں کام کر رہا تھا جس وقت وہ ایک کھجور کو ہلا کر کھجوریں گرا رہا تھا، ذرا فاصلے پر نابت اور جندع کھجوروں کو ایک جگہ جمع کر رہے تھے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

”یوناف! یوناف! آج کا دن تمہارے لیے انتہائی اہم اور ذمہ داری کا دن ہے۔“

یوناف نے ازراہ تمسخر پوچھا۔

”کیوں، آج کا دن میرے لیے کیوں اہم ہے، کیا تم قوم ثمود سے میرا کوچ کرا کے میرے سارے جذبوں اور ولولوں کا خون تو نہیں کرنا چاہتیں؟“

ابلیکا نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں میرے حبیب! ایسی بات نہیں ہے، قومِ ثمود کے بڑے سردار اور نابت کے باپ ابورغال نے قوم ثمود کے بڑے پجاریوں ذو آب بن عمرو اور رباب بن صغرہ کے ساتھ مل کر صالحؑ کے خلاف ایک انتہائی گھناؤنا اور مکروہ بدترین فیصلہ کیا ہے اور تمہیں ان کے اس فیصلے کو ناکام و نامراد بنانا ہوگا۔"

یوناف بے تابی و بے چینی سے پوچھا۔

"ان بدبختوں نے مل کر حضرت صالحؑ کے خلاف کیا فیصلہ کیا ہے؟"

ابلیکا نے کہا۔

"سنو یوناف! حضرت صالحؑ دن کے وقت تبلیغ کی غرض سے نواحی بستیوں کی طرف چلے جاتے ہیں اور شام کے وقت جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو لوٹتے ہیں ابورغال نے دونوں بڑے پجاریوں کے مشورے اور ترغیب سے اپنے بھانجے سلول کی سرکردگی میں دس ایسے جوان مقرر کیے ہیں جو آج شام شمال کوہستانوں کے اندر اس راستے پر گھات میں بیٹھ جائیں گے جس پر سے صالحؑ لوٹتے ہیں۔ پھر یہ سلول کی سرکردگی میں کام کرنے والے جوان صالحؑ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیں گے۔ سنو یوناف! یہ سلول وہی ہے جس کے ساتھ ابورغال نابت کی شادی کرنا چاہتا ہے۔"

یوناف نے غصے اور کرب سے کہا۔

"قسم مجھے اپنے رب کی جو خطا بخش اور خطا پوش ہے، میں انہیں ایسا نہ کرنے دوں گا۔ صالحؑ کے قتل کا ارادہ رکھنے والے سارے جوانوں کے عزم کو میں بے روش و بے مایہ کر دوں گا۔ ان کے اسرارِ حیات، پروازِ تخیل، صبح نجات کو افسانہ خونی میں بدل دوں گا۔ ابلیکا! ابلیکا! جس وقت یہ جوان حضرت صالحؑ کے قتل کے لیے گھات لگائیں گے اس وقت میں بھی ان کے اوپر کوہستان پر موجود رہوں گا اور ان پر ایسا وار کروں گا کہ ان کی ساری استقامت و استواری، امید و انتظار اور آرزو طلبی کو الوداعی شام، دشت عدم اور صحرا کے خشک پیاسے نخل جیسا کر دوں گا، ابلیکا ابلیکا! میں صالحؑ کو ان آوارہ مزاج اور کافرصفت جوانوں کے ہاتھوں نقصان نہ پہنچنے دوں گا۔ میں ان سب کا وہیں پر خاتمہ کر دوں گا جہاں وہ گھات میں بیٹھیں گے۔"

ابلیکا نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔

"لیکن میرے حبیب! ان کا خاتمہ اس طریقے سے کرنا کہ تم ان کے سامنے نہ آؤ اور کسی کو یہ خبر بھی نہ ہو کہ ان کے قاتل تم ہو۔ اگر قوم ثمود کو خبر ہوگئی کہ ان کے گھات میں بیٹھنے والے جوانوں کا قتل تم نے کیا ہے تو سن رکھو! قوم ثمود تمہیں یہاں نہ رہنے دے گی جبکہ تمہارا ابھی یہاں رہنا ضروری ہے کیونکہ ابھی تک عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی بدی اور برائی پھیلانے کے لیے حرکت میں نہیں آئے کہ تمہیں ان کی طرف جانے کی ضرورت درپیش ہو۔ اس کے علاوہ جندع اور نابت کی حفاظت کے پاسبانی کے لیے بھی تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے کیونکہ نابت کو حاصل کرنے کے لیے اس کا باپ ابورغال کسی نہ کسی طریقے سے جندع کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کرے گا اور ایسے حالات میں تم یہاں رہ کر جندع اور نابت دونوں کی حفاظت کر سکتے ہو، ابورغال کھل کر جندع کے خلاف حرکت میں نہیں آ سکتا کیونکہ ایسی صورت میں قوم ثمود خانہ جنگی کی تباہی کا شکار ہو جائے گی۔ اس لیے کہ جندع ایک قبیلے کا سردار ہے اور وہ قبیلہ طاقت و قوت میں سب پر بالا ہے اور جندع کو نقصان پہنچنے کی صورت میں یہی قبیلہ قوم ثمود میں ایک تباہی کھڑی کر سکتا ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! صالحؑ کا قتل کا ارادہ رکھنے والے جوانوں کو ٹھکانے لگانے کا میں نے ایک بہترین طریقہ سوچ لیا ہے، ایک ایسا طریقہ کہ نہ میں ان کے سامنے آؤں گا، نہ ہی مجھے کوئی انہیں قتل کرتے ہوئے دیکھ سکے گا سب لوگ یہی سمجھیں گے کہ وہ سب اپنی طبعی موت مر گئے ہیں۔"

ابلیکا نے تیز آواز میں پوچھا۔

"ذرا بتاؤ تو سہی، میں بھی تو تمہارا وہ طریقہ سنوں کہ تم کیسے ان کے خلاف حرکت میں آؤ گے؟"

یوناف نے کہا۔

"ابھی میں تم سے کچھ نہ کہوں گا، تم میرے ساتھ ہی ہوگی، دیکھ لینا کہ میں ان کے خلاف کیسے حرکت میں آتا ہوں اور میرا طریقہ کار یقیناً تم پسند کرو گی۔"

ابلیکا جواب میں خاموش رہی کیونکہ وہاں بنو ثمود کا ایک جوان آیا اور یوناف کے قریب

ہی بیٹھے جندع اور نابت کو مخاطب کر کے یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

”کیا یہی وہ جوان ہے جو تمہارے ہاں رہ رہا ہے جس کا نام یوناف ہے۔“

جندع بن عمرو نے اس جوان کی طرف دیکھتے ہوئے رعب دار آواز میں جواب دیا۔

”ہاں۔ یہی وہ جوان ہے جس کا نام یوناف ہے اور جو ہمارے ہاں رہ رہا ہے، پر تم کیوں اس قدر دلچسپی سے اس کے متعلق پوچھ رہے ہو؟“

اس جوان نے کہا۔

”اے ابن عمرو! اس جوان کو نابت کے باپ ابورغال نے اپنی حویلی میں بلایا ہے، وہاں ابورغال دونوں بڑے پجاری ذوآب بن عمرو اور رباب بن صغرہ، مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف اور ابورغال کا بھانجا سلول بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ کسی اہم مسئلہ پر یوناف سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں، وہ سب بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے ہیں اور مجھے انہوں نے اسے بلانے کو بھیجا ہے۔ اے ابن عمرو! یہ معاملہ بڑا سنگین ہے، اس جوان سے کہ جس کا نام یوناف ہے، کہو کہ یہاں سے چلا جائے۔ اگر یہ ایسا نہیں کر سکتا تو کم از کم وقتی طور پر ہی ادھر ادھر ہو جائے۔ اس طرح کم از کم اس کی غیر حاضری سے حالات کی موجودہ سنگینی کچھ کم ہی ہو جائے گی اور اس کی جان بچ جائے گی۔“

نابت نے چلا کر کہا۔

”کون ان کی جان کے در پے ہے۔ اگر انہیں ضرر پہنچانے والوں میں میرا باپ بھی شامل ہے تو سن رکھو، میں اس کے پیٹ میں بھی خنجر گھونپ دوں گی۔“

اس جوان نے منت کرنے کے انداز میں کہا۔

”اے بنت ابورغال! آہستہ بولو۔ اگر کسی کو خبر ہو گئی کہ میں نے تم لوگوں سے اصل حالات کہہ دیئے ہیں تو مجھ غریب کی کھڑے کھڑے چمڑی ادھیڑ دی جائے گی۔“

جندع نے پیار سے اس جوان کو اپنی طرف بلایا۔

”زولاف! زولاف! ادھر میرے پاس آ کر بیٹھو۔“

زولاف نام کا وہ جوان جب جندع کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو جندع نے اپنے لباس کے اندر سے نقدی کی ایک چھوٹی سی خریطی نکالتے ہوئے کہا۔

”زولاف! زولاف! دیکھ اس میں قیمتی سکے ہیں۔ یہ اب تیرے ہیں، پر تو مجھے یہ بتا کہ ابورغال کے ہاں وہ لوگ کیوں جمع ہیں اور انہوں نے کس مقصد کے تحت یوناف کو وہاں بلایا ہے۔

زولاف نے فوراً نقدی کی وہ خریطی اپنے قبضے میں کر لی۔ اسے کھول کر اس کے اندر موجود سنہری سکوں کا جائزہ لیا، پھر وہ خریطی اس نے جندع کو لوٹاتے ہوئے کہا۔

”ابن عمرو! اسے اپنے پاس ہی رکھو اور سنو! میں ابورغال کا خدمت گار ضرور ہوں لیکن اس کے خیالات و افکار سے ہرگز اتفاق نہیں رکھتا۔ دیکھ ابن عمرو! تو اور تیری بھانجی دونوں صالحؑ نبی پر ایمان لا چکے ہو۔ اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا کہ بظاہر میں صالحؑ نبی کے مخالفوں اور انکار کرنے والوں کا حامی ہوں لیکن اندر ہی اندر خفیہ طور پر میں تم دونوں کی طرح صالحؑ نبی پر ایمان لا چکا ہوں اور تمہاری طرح مسلمان ہوں۔ اس تسلی کی ضرورت نہیں۔ میں تمہیں خود ہی سارے حالات کہہ دیتا ہوں۔ سنو! ابورغال! دونوں بڑے پجاری مصدع اور قدار اور سلول سب صالحؑ اور یوناف کے قتل کے در پے ہیں، پہلے ان کا ارادہ تھا کہ آج صالحؑ کا خاتمہ کر کے بعد میں یوناف سے نمٹا جائے لیکن اب ابورغال نے اپنے ارادے میں تبدیلی کر لی ہے اور صالحؑ کے ساتھ ساتھ یوناف سے بھی آج ہی نجات چاہتا ہے۔ اسے خدشہ ہے کہ جندع بن عمرو کہیں اس کی بیٹی نابت کی شادی یوناف سے نہ کر دے جبکہ وہ نابت کو حاصل کر کے اس کی شادی اپنے بھانجے سلول سے کرنا چاہتا ہے۔“

اس موقع پر ابلیکا نے دوبارہ یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا، ساتھ ہی لحن مغنی سروش غیبی اور آبشاروں کی نوا جیسی نغمات سے لبریز آواز میں اس نے کہا۔

”یوناف! یوناف! اس وقت تم ابورغال کے بلانے پر اس کے ہاں مت جاؤ، ایسا نہ ہو وہ تمہیں اور مسائل میں الجھا دے اور تم صالحؑ کی حفاظت اور ان کی مدد کرنے سے رہ جاؤ۔ صالحؑ پر حملہ کرنے والے جوانوں سے نمٹ کر تم ابورغال سے مل لینا، قوم ثمود کے دونوں بڑے پجاری ساحر بھی ہیں لیکن وہ تمہارا کیا بگاڑ سکتے ہیں، تمہارے اپنے پاس لاہوتی و سحری قوتیں ہیں اور پھر میں تمہارے پاس ہوں۔“

ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف نے زولاف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”اے زولاف! تم ابورغال کے پاس واپس جاؤ اور اس سے کہو میں اس وقت اس سے

نہیں مل سکتا کہ کام میں مصروف ہوں ہاں جب سورج غروب ہو جائے اور رات چھا جائے تو اس کے ہاں اس سے ملنے ضرور آؤں گا، اب تم جاؤ اور ابو رغال کو میرا یہ پیغام پہنچاؤ۔''

زولاف اٹھا اور چلا گیا۔

جندع بن عمر نے اس کے جانے کے بعد کہا۔

''اگر ابو رغال کو خدشہ ہے کہ میں نابت کی شادی یوناف سے کر دوں گا اور اس وجہ سے وہ یوناف کو راستے سے ہٹانا چاہتا ہے تو میں یوناف کی شادی ضرور نابت سے کروں گا۔''

پھر اس نے نابت کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''اے میری عزیز بیٹی! اگر آج ہی یہاں سے واپسی کے بعد میں تیری شادی یوناف سے کر دوں تو کیا تجھے اس پر کوئی اعتراض ہو گا؟''

جندع کے اس سوال پر اس بنت مہتاب، شاخِ زریں، طراوتِ گل، زہرہ نگار اور شعاع خورشید نابت کے چہرے پر ایک لذت حرف و حکایت، طغیان نشاط، طلسمات شہود، بنت حوا کی ساری فسوں کاری اور اک مدہوشی و طرب ناکی سی بکھر گئی۔ اس نکہت گل و لالہ کے خمارِ نگاہ میں گل پوش و زرفشاں اور ان گنت طرب انگیز جذبوں کا انتشار تھا۔ اس موقع پر نابت کی حالت تیز ہواؤں کے اندر لرزتی کانپتی انگور کی بیلوں جیسی ہو گئی تھی۔ چند ثانیوں تک وہ اپنے خوابیدہ ارادوں کو مجتمع کرتی رہی، پھر اس نیلم و الماس و گہر اور صنم شعلہ جمال نابت نے ناہید نغم اور لحن بلبل کے انداز میں کہا۔

''اے میرے ماموں! یوناف ایک بے مثل و نایاب اور خوبصورت جوان ہیں۔ میں ان کے ساتھ شادی سے کیونکر انکار کر سکتی ہوں؟''

جندع نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اے بیٹی! میں تیرا ممنون ہوں کہ تو نے میری بات رکھی۔ اپنا کام سمیٹو کہ آج ہم جلدی گھر چلے جائیں تاکہ تم دونوں کے نکاح کا بندوبست کر سکوں۔''

جندع خاموش ہوا تو تاروں بھری رات جیسی حسین نابت نے اپنے آپ کو سنبھالا اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے مہوش کی پائل جیسی آواز میں پوچھا۔

''اب جبکہ میرے ماموں مجھے آپ کے حوالے کر چکے ہیں، اس نسبت سے آپ کی حفاظت اور سلامتی میری ذات کی سب سے مقدم اور مقدس خواہش ہے اور اس رشتے کی

بناء پر میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ آپ نے زولاف سے یہ کیوں کہا کہ آج شام کے بعد آپ میرے باپ ابو رغال سے ملنے اس کی حویلی میں جائیں گے۔''

یوناف مسکرا دیا۔

اس مسکراہٹ میں ایک صبح اول کے سربستہ رازوں جیسا سکون اور سرخوشی تھی، پھر اس نے نابت سے کہا۔

''نابت! نابت! آج شام پہلے میں صالحؑ نبی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھنے والے جوانوں سے نمٹوں گا، اس کے بعد تمہارے باپ کی حویلی میں جانے سے قبل تم سے گفتگو کر کے اور تمہیں مطمئن کر کے جاؤں گا۔''

نابت نے دوبارہ اک تجسس اور فریب کھائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''کون جوان کہاں صالحؑ کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور آپ اکیلے کہاں ان کی کس طرح حفاظت کریں گے۔''

یوناف نے ایک طرح سے بحث سمیٹتے ہوئے کہا۔

''یہ ساری گفتگو گھر بیٹھ کر آرام سے کریں گے، آؤ پہلے اپنے کام سے نمٹ لیں۔''

نابت خاموش ہو گئی۔

تینوں نے جلدی جلدی اپنا کام نمٹایا اور گھر لوٹ گئے، وہاں شام سے پہلے پہلے خاموشی اور رازداری کے ساتھ جندع بن عمرو نے یوناف اور نابت کا نکاح پڑھا کر دونوں کو رشتہ رفاقت میں باندھ دیا۔

O

یوناف حجر کے شمالی کوہستانی سلسلے کی ایک بڑی اور بلند چٹان کے پاس نمودار ہوا۔ اس وقت آفاق کا مشعل بردار سورج غروب ہو گیا تھا۔ نیچے اس راستے کے کنارے جو نواحی بستیوں کی طرف سے آتا تھا، صالحؑ کو قتل کرنے کے لیے سلول کی سرکردگی میں دس جوان گھات لگا کر بیٹھ چکے تھے، یوناف انہیں بلندی سے واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔

اتنے میں دور اس راستے پر صالحؑ آتے دکھائی دیئے۔ انہیں قتل کرنے کے لیے آنے والے قوم ثمود کے جوان چوکنے اور مستعد ہو گئے۔ اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا۔

"دیکھو۔ صالحؑ نبی آرہے ہیں۔ تم قوم ثمود کے ان جوانوں سے کیسے نمٹو گے؟"

یوناف نے کسی فلک کے دربان اور شب گیر حدی خوان کے انداز میں کہا۔

"رب الارباب کی قسم! ان جوانوں میں غم جاوداں، دائمی کسوف، آرزوئے برگشتہ، ہیولوں کا غبار، طوفانِ مہیب، بارش و آلام، حلقہ فتراک اور دامِ بلا کی طرح نازل ہوں گا اور ان کی حالت پراگندہ گلشن کی بزم، جل بجھی شمع، افکارِ پریشان اور مژدہ آلام جیسی کر دوں گا۔ میرا رب جو خالق وقت ہے اور اسیر صبح و شام نہیں، مجھے ان کے خلاف ضرور کامیاب کرے گا۔"

پھر یوناف کسی بادوباراں کے طوفان، کثیف دھوئیں، ہلاکت خیزی، کسی آئندہ مصیبت کے پیش خیمے اور کسی سروشِ غیبی کی طرح حرکت میں آیا اور جس بہت بڑی چٹان کے پاس وہ کھڑا تھا، اسے ایک سعی پیہم اور عزم جواں کے ساتھ اٹھا کر اس نے گھات میں بیٹھے قوم ثمود کے جوانوں پر پھینک دیا۔

فضا میں تاریکی بڑھ رہی تھی اور ہر طرف ایک مہیب سناٹا، جان لیوا احساس کی طرح پھیلتا جا رہا تھا، ہر طرف خاموشی تھی، پھر پتھر گرنے کی آواز بلند ہوئی اور بس!

OOO

یوناف نے بلندی سے جو بڑی چٹان اٹھا کر گرائی تھی، قوم ثمود کے سارے جوان اس چٹان تلے دب کر مر گئے تھے، پھر یوناف اس کوہستان کی بلندی سے غائب ہو گیا اور حضرت صالحؑ وہاں سے محفوظ گزر کر شہر کی طرف چلے گئے۔

تھوڑی ہی دیر بعد یوناف حویلی میں داخل ہوا۔ نابت اور جندع بن عمرو پریشانی اور بے تابی سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ نابت بے چاری یوناف کے انتظار میں کاہش و کسک اور حرب و ضرب کے ہنگامہ جیسی بے چین و پریشان ہو رہی تھی کہ اب وہ یوناف کی بیوی تھی۔

یوناف جونہی ان کے پاس آیا نابت نے اندوہناک سے لہجے میں پوچھا۔

"آپ جس کام کے لیے گئے تھے اس کا کیا ہوا؟"

یوناف نے کہا۔

"نابت! نابت! تم فکر مند نہ ہو، میں نے ان سب جوانوں کا خاتمہ کر دیا ہے جو صالحؑ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ گھات میں بیٹھے تھے کہ میں نے بلندی پر سے ان پر ایک بہت بڑی اور وزنی چٹان گرا دی، اور وہ سب اس چٹان تلے دب کر مر گئے، ان مرنے والوں میں تمہارا پھوپھی زاد بھی شامل ہے۔"

تھوڑی دیر قبل تک یوناف کے انتظار میں خستہ و شکستہ، دلگیر و حزیں، مجبور و ناشاد دکھائی دینے والی کی نابت حالت یوناف کے اس انکشاف پر بالکل بدل گئی۔ اب وہ گنجینۂ اسرار اور مسرت کے خزینوں جیسی خوش اور پرسکون تھی۔

نابت کو مخاطب کر کے یوناف نے پھر کہا۔

''میں تمہارے باپ ابورغال سے مل کر ابھی آتا ہوں۔''

نابت نے چونک کر کہا۔

''وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے، جسے آپ سے کوئی کام ہوگا خود چل کر یہاں آئے گا۔''

''مجھے وہاں جانا ہوگا، اس لیے کہ میں ان سے شام کے بعد آنے کا وعدہ کر چکا ہوں اور اگر میں نے یہ وعدہ نہ کیا ہوتا تو میں ان کے اس بلاوے کو کوئی اہمیت نہ دیتا۔'' یوناف نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے نابت سے کہا۔

نابت نے جواب میں کہا۔

''اگر آپ وہاں جانے پر بضد ہی ہیں تو میں اور ماموں بھی وہاں آپ کے ساتھ چلیں گے، میں آپ کو اکیلا وہاں نہ جانے دوں گی۔ اس لیے کہ وہ سب آپ کے دشمن ہیں اور آپ کو.....''

نابت کہتے کہتے خاموش ہوگئی کیونکہ حویلی کے صحن میں جلتی مشعلوں کی روشنی میں قوم ثمود کے دونوں بڑے پجاری اور ساحر ذوآب بن عمر اور رباب بن صغرہ کے علاوہ دو انتہائی حسین و جمیل لڑکیاں، اس کا باپ ابورغال اور مصدع اور قدار داخل ہوئے تھے۔ جندع نے یوناف اور نابت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں میاں بیوی آپس میں اب بحث و تکرار نہ کرو کہ نابت کا باپ ابورغال اپنے آدمیوں کے ساتھ یہیں آ گیا ہے۔ نابت! نابت! میری بیٹی تم دیوان خانے کا دروازہ کھولو کہ ان سب کو وہاں بٹھائیں اور دیکھیں کہ یہ یوناف سے کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اچھا ہوا کہ یہ یہاں آ گئے اور یوناف ان کے ہاں جانے سے بچ گیا۔''

نابت نے آگے بڑھ کر خوش طبعی سے اپنے باپ کا استقبال کیا، پھر صحن کے اندر جلتی ایک مشعل اٹھائی اور دیوان خانے کا دروازہ کھولا، پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشعل سے اس نے ان دونوں مشعلوں کو روشن کر دیا جو دیوان خانے کی دیواروں سے لٹک رہی تھی، ابورغال اپنے ساتھیوں سمیت دیوان خانے میں آ کر بیٹھ گیا۔

یوناف اور جندع بھی دیوان خانے میں داخل ہوئے اور دونوں ابورغال کے ساتھ بیٹھ

گئے۔ نابت نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشعل باہر صحن میں ایک دیوار کے ساتھ لٹکا دی اور دوبارہ دیوان خانے میں آ کر یوناف کے ساتھ بیٹھ گئی۔

ابورغال نے اس کے وہاں بیٹھنے پر سخت لہجے میں اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ ''نابت! نابت! میری بیٹی! یہ جوان کہ جس کا نام یوناف ہے، نہ صرف قوم ثمود کے لیے اجنبی ہے بلکہ تمہارے لیے نامحرم بھی ہے، پھر تم کیوں اس کے ساتھ بیٹھ گئی ہو، وہاں سے اٹھ کر میرے پاس آ بیٹھو یا پھر اپنے ماموں کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ یوناف کے ساتھ یوں گھل مل کر اور بے باکی سے تمہارا بیٹھنا مجھے ناگوار اور ذلت و رسوائی کا سا لگتا ہے۔''

ابورغال کی گفتگو پر نابت کے لبوں پر مسکراہٹ سی بکھر گئی، پھر اس نے چھلکتی مینائے سحر اور قرمزی موجوں کے ابھرنے کے انداز میں اپنے باپ ابورغال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے میرے باپ! یہ جوان جن کا نام یوناف ہے، میرے لیے اجنبی اور نامحرم نہیں ہیں۔ آج شام سے تھوڑی دیر قبل میرا ان سے نکاح ہو چکا ہے، اب میں ان کی بیوی اور یہ میرے شوہر ہیں اور میں جب اور جیسے چاہوں ان کے ساتھ بیٹھ اٹھ سکتی ہوں۔''

اپنی گفتگو ختم کرتے ہوئے رنگ و بو، سمن و سنبل اور اوس میں بھیگے برگ گل تر جیسی نابت حرکت میں آئی، اس نے اپنے مرمریں و مرجان اور حریری جسم و پیکر کو سمیٹا اور یوناف کے ساتھ ایک طرح سے اور زیادہ قریب ہو کر بیٹھ گئی۔

نابت سے یوناف کی شادی کا سن کر ابورغال کی حالت کلبہ احزان، ظلمت کدہ غم، تاریک نوا خانہ اور ہلاکت خیزی جیسی ہوگئی تھی۔ پھر اس نے کسی آسیب زدہ اور اندوہناک لہجے میں جندع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اے ابن عمرو! تو پیکر شر ہی شر ہے، تو نے میری بیٹی نابت کی شادی اس جوان سے میری اجازت کے بغیر کیسے اور کیوں کردی؟ یاد رکھ! تیرے اس گھناؤنے فعل کا انجام جھڑے ہوئے خشک پتوں اور گرسنگی کے گڑھوں سے بھی بدتر ہوگا۔ اے ابن عمرو! تو نے مجھ پر امتداد زمانہ اور یاس قنوط طاری کرنے کی کوشش کی ہے، تو نے مجھے ظلمتوں کے اندر بھٹکا دینے کی کوشش کی ہے، پر میں ایسا نہ ہونے دوں گا، اس جوان کو ابھی اسی وقت یہاں میرے سامنے نابت کو چھوڑنا ہوگا۔''

نابت نے اس بار ذرا سخت لہجے میں متانت سے کہا۔

"اے میرے باپ! یہ شادی میرے ماموں کے دباؤ اور ایماء پر نہیں ہوئی بلکہ اس میں میری اپنی مرضی شامل ہے اور کوئی بھی، خواہ وہ میرا باپ ہی کیوں نہ ہو، مجھے میرے شوہر سے علیحدہ ہونے پر مجبور نہیں کر سکتا۔"

ابورغال نے غصے اور غضب میں اپنے ہونٹ کاٹنے شروع کر دیئے۔ یوناف ابھی تک خاموش تھا، البتہ جندع بن عمرو نے ابورغال کو مخاطب کر کے کہا۔

"ابورغال! تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ یاد رکھو! میری صرف ایک پکار پر میرے قبیلے کے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر میرے حریت پسند ساتھی تیری جہل و نادانی کے خلاف قوم ثمود کے اندر خون کے تازہ نشانوں والا ایک طوفان کھڑا کر دیں گے، قبل اس کے کہ میں اپنے اہل قبیلہ کو پکاروں تم اپنے یہاں آنے کا مقصد کہو اور یہ بھی بتاؤ کہ تم نے یوناف کو اپنی حویلی میں کیوں طلب کیا تھا۔"

ابورغال نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اپنی آنکھوں سے برستی آگ اور اپنی بے قابو سانسوں پر قابو پاتے ہوئے اس نے کہا۔ "میں یوناف سے کچھ کہنا چاہتا تھا، اس لیے میں نے اسے اپنی حویلی میں بلایا تھا، جب یہ نہیں آیا تو میں خود یہاں چلا آیا۔ میں یوناف سے کہنا چاہتا ہوں کہ میں اسے دو پیشکشیں کرتا ہوں، دونوں میں سے کسی کو مان کر ایک طرف ہو جائے۔ میری اس کے لیے پہلی بات یہ ہے کہ یہ نابت کو چھوڑ کر فوراً قوم ثمود سے نکل جائے، اگر یہ ایسا نہ کرے تو میرے پاس ایک دوسری پیشکش بھی ہے۔"

ابورغال رکا، پھر اس نے اپنے ساتھ آنے والی دونوں لڑکیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میری دوسری پیشکش یہ ہے کہ نابت کو چھوڑ کر یوناف ان دونوں لڑکیوں میں سے جس سے چاہے شادی کر لے اگر چاہے تو دونوں سے کر لے اور ان سے شادی کے بعد اگر چاہے تو یہاں سے چلا جائے اگر چاہے تو ان کے ساتھ یہیں پرسکون زندگی بسر کرے۔ ان دونوں لڑکیوں کے نام قطا اور قبال ہیں اور میری بیٹی نابت کے بعد یہ قوم ثمود کی سب سے حسین و جمیل لڑکیاں ہیں۔"

یوناف نے پہلی بار ابورغال کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے ابورغال! میں تمہاری دونوں ہی پیشکشیں پائے حقارت سے ٹھکراتا ہوں۔ نابت نے اپنی مرضی سے میرے ساتھ شادی کی ہے اور میں اسے اس وقت تک نہیں چھوڑ

سکتا جب تک نابت خود نہ ایسا چاہے۔"

اس بار پجاری رباب بن صغرہ نے خانہ بدوشوں کے سے غضبناک لہجے میں کہا۔

"اگر تم نہ مانے تو ہم ایسا زبردستی بھی کر سکتے ہیں۔ ہم ابھی تک جندع بن عمرو کی وجہ سے خاموش اور غیر جانبدار تھے، پر اب ایسا نہ ہو گا، اگر تم نے ہٹ دھرمی سے کام لیا تو ہم بھی زبردستی و طاقت و قوت سے کام لیں گے اور جان رکھو میں اور میرا رفیق کار ذوآب بن عمرو اپنے طلسم کے بل بوتے پر اب تک تم سے نمٹ سکتے تھے۔ لیکن میں نے صرف جندع بن عمرو کا مہمان سمجھتے ہوئے تمہارے ساتھ ایسا نہیں کیا، پر اب وقت آ گیا ہے کہ تمہارے ساتھ ٹیڑھے پن سے نمٹا جائے۔"

یوناف کی حالت دل فگار و دلخراش ہو گئی تھی، اس نے تلاش و جستجو کے انداز میں انتہائی خونباری اور خصومت و عداوت سے رباب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"خدائے مستجیب کی قسم! اگر تم دونوں اپنے طلسم کے ساتھ میرے خلاف حرکت میں آئے تو سن رکھو! اے منافقت کے وارثو! میں تم دونوں اور تمہارے فکر و نظر کے اسالیب کو شورش زدہ زنجیروں میں باندھ کر رکھ دوں گا، تم دونوں ذرا اپنے طلسم کو حرکت میں تو لاؤ، پھر میں دیکھوں کہ تمہارے سحر کی گہرائی اور اتھاہ کیسی ہے۔"

رباب بن صغرہ فوراً حرکت میں آیا اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے اس نے کوئی عمل کیا اور اپنی جگہ سے بلند ہو کر وہ فضا میں معلق ہو گیا۔ اسی طرح ذوآب بن عمرو بھی اپنے طلسم کے بل بوتے پر فضا میں معلق ہو گیا۔ اب ان دونوں نے فضا کے اندر حرکت کی۔ رباب، یوناف کے عین سامنے اور ذوآب اس کی پشت پر فضا میں بلند ہوتے ہوئے کافرانہ تمکنت سے بڑی بے باکی کے ساتھ قہقہے لگانے لگے۔ ابورغال، مصدع، قدار اور قطام اور قبال اپنے پجاریوں کی اس کامیاب حرکت پر مسکرا رہے تھے۔

دوسری طرف جندع بن عمرو اور نابت کی حالت دور افتادہ پردیسیوں جیسی ہو گئی تھی، دونوں ہی بختِ نامراد اور عرصۂ مصاف جیسے پریشان کن اور اداس ہو گئے تھے۔ تاہم یوناف کے چہرے پر کسی قسم کے جذبات نہ تھے، وہ پہلے جیسا پرسکون تھا اور اپنی جگہ پر مضبوط چٹانوں کی صلابت اور مینار کی مانند خاموش اور کوئی اثر لیے بغیر بیٹھا ہوا تھا۔ نابت بیچاری پریشانی کے عالم میں بار بار کبھی فضا میں معلق قہقہے لگاتے ساحروں کی طرف اور کبھی

یوناف کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اسی وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا لمس دیا اور اپنی نکہت برساتی آواز میں اس نے یوناف سے کہا۔

"اے میرے رفیق و دمساز! میں جانتی ہوں تم اپنی لاہوتی اور سحری قوتوں کے بل بوتے پر لمحوں کے اندر ان سے نمٹ سکتے ہو لیکن اے میرے حبیب! ان دونوں کے طلسم کی لبان و شباب اور اورنگ نشینی کو میں خاک میں ملاؤں گی۔ تم صرف اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرو۔ ایک ذوآب کی طرف اور دوسرا رباب کی طرف۔ میں ان دونوں کی گردنیں تمہارے ہاتھوں میں دے دوں گی اور تم ان دونوں کو ان کی نشستوں کی طرف پٹخ دینا، اب تم ان دونوں کی طرف اپنے ہاتھ پھیلاؤ کہ میں اپنے کام کی ابتدا کروں۔"

یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی اور اس نے اپنا ایک ہاتھ ذوآب کی طرف اور دوسرا رباب کی طرف پھیلا دیا۔

یوناف کے ہاتھ فضا کے اندر پھیلتے ہی ابلیکا حرکت میں آئی اور طرفۃ العین میں اس نے ذوآب بن عمرو کی گردن یوناف کے بائیں ہاتھ میں اور رباب بن صغرہ کی گردن اس کے دائیں ہاتھ میں دے دی۔ یوناف نے دونوں کے سر آپس میں بری طرح ٹکرائے اور پھر اس نے ان دونوں کو بڑی سختی کے ساتھ ان کی نشستوں پر پٹخ دیا، ساتھ ہی اس نے ان دونوں پجاریوں کی طرف دیکھتے ہوئے زہر آلود لہجے میں کہا۔

"اے دشمنانِ بدنہاد! اگر تم دونوں نے اپنے طلسم وسحر کی بنا پر اور زیادہ پھیلنے اور بڑھنے کی کوشش کی تو میں تم دونوں کے ناک میں نکیل ڈال کر تمہیں اونٹ کی مار ماروں گا۔ سن رکھو! میں طلسم اور ایسے تمام دیگر علوم سے خوب آگاہی رکھتا ہوں، مجھ میں اتنی سکت ہے کہ یہیں بیٹھے بیٹھے تم دونوں کے احساس بیداری کو تمام کر دوں۔ اے باطل پرستو! اگر تم دونوں نے ابورغال کی حمایت میں مجھ سے، نابت یا جندع بن عمرو سے ٹکرانے کی کوشش کی تو تمہیں خشک چوب کی طرح تمہاری طراوت نفس کو خشک اور ظفر مندی کے سارے حوصلوں کی تکمیل کاری کو پت جھڑ کی رت جیسا کر دوں گا، اب تم سب لوگ اٹھو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ میں تم سب کے بیٹھے بٹھائے کی روحیں فنا کر کے رکھ دوں گا۔"

ابورغال، مصدع بن مہرج، قدار بن سلف دونوں پجاری اور دونوں لڑکیاں اٹھ

کر باہر نکل گئے!

○

شفق صبح ختم ہو گئی تھی، سبز پوش و مہربان رات کی جگہ سورج مشرق سے طلوع ہو کر زمین کے برہنہ سینے اور عریاں ساق کو رومان سے لبریز حیرت انگیز، انسانوں کی طرح روشن و نمایاں کرنے لگا تھا۔ سورج کی کرنیں اپنے سولنی ہونٹوں پر پر کیف تبسم بکھیرے ہر شے کو گلے لگاتی پریشان لمحوں کے فروغ کی طرح پھیلنے بکھرنے لگی تھیں۔

یوناف، جندع بن عمرو اور نابت اپنے باغات میں کام کرنے کو جا رہے تھے کہ شہر کے وسطی حصے میں وہ تینوں اس جگہ رک گئے، جہاں قوم ثمود نے چٹانوں کو تراش تراش کر اپنے پرہیبت بت بنا رکھے تھے۔ حضرت صالحؑ ان بتوں سے ملحقہ اسی چٹان پر کھڑے ہو کر وعظ کر رہے تھے جہاں وہ اکثر کھڑے ہوتے تھے، وہ تینوں بھی کھڑے ہو کر حضرت صالحؑ کو سننے لگے جبکہ ان کا ریوڑ آگے بڑھ گیا تھا۔

حضرت صالحؑ کہہ رہے تھے۔

"اے میری قوم!

شرک چار قسم کے ہیں جس میں تم لوگ مبتلا ہو۔

پہلا شرک خدا کی ذات میں شرک ہے اور وہ اس طرح کہ تم لوگ خداوند کے جوہر الوہیت میں اپنے ان بتوں کو بھی حقدار قرار دیتے ہو اور اپنے سرداروں اور حکمرانوں کو جنس اللہ کے افراد قرار دیتے ہو۔ یہ سب شرک فی الذات ہیں۔

تمہارا دوسرا شرک خداوند کی صفات میں شرک ہے۔ خدائی صفات جیسی کہ وہ خدا کے لیے ہیں، ویسی ہی ان کو یا ان میں سے کسی ایک صفت کو تم اپنے بتوں اور پجاریوں کے لیے قرار دیتے ہو اور تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے پجاریوں پر غیب کی ساری حقیقتیں روشن ہیں یا یہ کہ یہ تمہارے اپنے تراشے ہوئے بت سب کچھ سنتے اور دیکھتے ہیں یا یہ کہ تمہارے پجاری اور یہ بت تمام کمزوریوں سے منزہ اور بالکل بے خطا ہیں، حالانکہ تمہارے پجاری صرف ساحر ہیں، اس کے علاوہ کچھ نہیں اور نہ ان کے پاس کچھ ہے۔

تمہارا تیسرا شرک خداوند کے اختیارات میں شرک ہے۔ خدا ہونے کی حیثیت سے جو

اختیارات صرف اللہ کے لیے خاص ہیں، ان کو یا ان میں سے کسی ایک کو تم لوگ اپنے بتوں اور پجاریوں کے لیے تسلیم کرتے ہو، مثلاً فوق الفطرت طریقے سے نفع نقصان پہنچانا، حاجت روائی، دستگیری، دعاؤں کا سننا، قسمتوں کا بنانا و بگاڑنا، نیز حرام و حلال اور ناجائز و جائز حدود کا تعین تم اپنے بتوں اور پجاریوں سے منسوب کرتے ہو۔ سن رکھو! یہ سب خداوند کے مخصوص اختیارات ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی غیر اللہ کے لیے تسلیم کر کے تم خدا کے اختیارات میں شرک کے مجرم ٹھہرتے ہو۔

تمہارا چوتھا شرک خدا کے حقوق میں شرک ہے۔ بندوں پر جو خدا کے مخصوص حقوق ہیں، ان میں سے مثلاً رکوع و سجود، دست بستہ قیام، آستانہ بوسی، شکر نعمت، اعتراف برتری اور ایسی دیگر صورتیں جو اللہ کے حقوق میں سے ہیں، ان میں تم لوگ اپنے بتوں اور ساحر پجاریوں کو شریک ٹھہراتے ہو۔ یہ اللہ کا حق ہے کہ اس کی غیر مشروط اطاعت کی جائے لیکن تم لوگ ان بتوں کی اطاعت کا جوا بھی اپنی گردنوں میں ڈالتے ہو اور یہ خدا کے حقوق میں شرک ہے۔

اے میری قوم کے لوگو!

میں تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہوں۔ سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس کا کوئی بدلا نہیں مانگتا۔ میرا بدلا تو اس جہان کے پالنے والے کے پاس ہے اور وہ وقت یاد کرو جب خدا نے تمہیں قوم عاد کے بعد ان کا جانشین بنایا اور اس زمین میں تمہیں اس طرح بسایا کہ تم پہاڑوں کو تراش کر اپنے گھر بنا لیتے ہو، یہ اسی کا تم پر احسان ہے، پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور ملک میں سرکشی کرتے ہوئے خرابی نہ پھیلاؤ۔

اے میری قوم کے لوگو!

ان بتوں کی پوجا ترک کر دو اور صرف ایک خدا کی عبادت کرو جو سب کا خالق ہے۔" لوگوں کے ہجوم میں کھڑے ابو رغال نے بلند آواز میں صالحؑ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے صالحؑ! پہلے تو تو ایسا آدمی تھا کہ ہم سب کی امیدیں تجھ سے وابستہ تھیں پھر کیا تو ہمیں روکتا ہے کہ ہم اپنے ان معبودوں کی پوجا نہ کریں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں، یہ کیسی بات ہے، ہمیں تو اس میں بڑا شک ہے جس کی تم دعوت دیتے

ہو۔ یہ ہمارے دل میں اترتی نہیں۔ اے صالحؑ! اگر تو خدا کا فرستادہ ہے تو کوئی نشانی دکھا تا کہ ہم تیری صداقت پر ایمان لے آئیں۔"

حضرت صالحؑ نے جواب میں فرمایا۔

"ایسا نہ ہو کہ نشانی آنے کے بعد بھی تم لوگ رد و انکار پر مصر اور سرکشی و بغاوت پر قائم رہو۔"

ابو رغال نے کہا۔ "اے صالحؑ! اگر تو ہماری مرضی کے مطابق ہمیں کوئی نشانی دکھا دے تو میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ قوم ثمود تم پر ایمان لے آئے گی۔ نشانی دیکھنے کے بعد ہم یقیناً تیرے پیغام کی تکفیر نہ کریں گے۔"

حضرت صالحؑ نے ابو رغال سے کہا۔

"اے ابو رغال! تو اپنی قوم سے مشورہ کر کے مجھے بتاؤ کہ تم لوگ کس قسم کی نشانی دیکھنا چاہتے ہو۔"

ابو رغال چند ثانیوں تک وہاں موجود قوم ثمود کے بڑوں سے مشورہ کرتا رہا، پھر اس نے حضرت صالحؑ کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے صالحؑ! ہماری خواہش ہے کہ شہر کے شمال میں چشموں کے پانی کا جو حوض ہے اور اس کے سامنے جو پہاڑ ہے اس پہاڑ کے اندر سے ایک حاملہ اونٹنی نکلے اور وہ اونٹنی اس کوہستانی سلسلے سے نکل کر ہمارے سامنے فوراً بچہ دے۔ اگر تو ایسا کر دکھائے تو پھر اے صالحؑ! میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ قومِ ثمود ضرور تم پر اور تمہارے خدا پر ایمان لے آئے گی۔"

حضرت صالحؑ دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھائے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دعا کرتے رہے، پھر انہوں نے کہا۔

"اے ابو رغال! میں تم لوگوں کے لیے ایسا کرنے کو تیار ہوں، تم قوم کے لوگوں کو اپنے ساتھ لو اور اس پہاڑ کے پاس لے چلو، میں اپنے رب کے حکم سے تم لوگوں کے لیے اس سنگلاخ چٹان کے اندر سے گابھن اونٹنی نکالتا ہوں جو باہر آ کر تم لوگوں کی آنکھوں کے سامنے بچہ دے گی۔"

ابو رغال نے فوراً اپنے قریب کھڑے چند جوانوں سے کہا۔ "شہر میں منادی کرا دو کہ سب لوگ شہر کے شمال میں جمع ہوں کہ وہاں صالحؑ ہماری فرمائش پر کوہستان کی چٹانوں

سے حاملہ اونٹنی نکالیں گے۔''
وہ جوان شہر میں منادی کرنے کے لیے بھاگتے ہوئے ادھر ادھر پھیل گئے۔

○

تھوڑی دیر بعد قوم ثمود کے لوگ شہر کے شمال میں حوض کے پاس کوہستانی سلسلے کے سامنے جمع ہو گئے۔

وہاں کھڑے ہو کر صالحؑ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی اور اسی وقت سامنے والی پہاڑ کی ایک سخت اور سنگلاخ چٹان پھٹی اور اس میں سے ایک حاملہ اونٹنی نمودار ہو کر باہر نکلی اور اس نے سب کے سامنے بچہ دیا۔

اس موقع پر صالحؑ نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اے میری قوم! یہ نشانی میرے خدا کی طرف سے تمہاری طلب کردہ ہے۔ یہ اونٹنی خدا کی اونٹنی ہے اور خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ پانی کی باری مقرر ہو۔ پانی کے حوض سے ایک دن اس اونٹنی کے پانی پینے کی باری ہو گی اور دوسرے دن ساری قوم اور اس کے چوپایوں کے پانی پینے کی باری ہو گی اور خبردار اس اونٹنی کو کوئی گزند اور اذیت نہ پہنچے اور اسے کھلا چرنے دو جہاں چرتی ہے۔''

اس موقع پر قوم ثمود کے پجاری رباب بن صغرہ نے بلند آواز میں چلاتے ہوئے کہا۔

''اے صالحؑ! ہم جانتے ہیں کہ تم بہت بڑے ساحر ہو۔ اس چٹان کے پھٹ کر اس کے اندر سے اونٹنی کا نکلنا کچھ بھی نہیں۔ یہ تو تمہاری طرف سے صریحاً ایک جادو ہے، اس لیے ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں۔ آخر ہم تمہارے اس سحر کی وجہ سے اپنے ان بتوں کی پرستش کو کیوں ترک کر دیں جن کی پرستش ہم سے پہلے ہمارے آباؤ اجداد بھی کرتے آئے ہیں۔''

صالحؑ نے فرمایا۔

''اے میری بد بخت قوم! گو تم یہ حیرت زا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائے۔ پر یہ دستور جاری رکھنا کہ پانی کی باری ایک روز ناقہ کی اور ایک روز تم لوگوں کی ہو گی اور تمام قوم اس کے دودھ سے فائدہ اٹھائے گی اور اگر تم لوگوں نے اللہ کی اس ناقہ کو نقصان

پہنچایا تو تم پر نہ ٹلنے والا عذاب نازل ہو گا، اس لیے کہ یہ معجزہ دیکھنے کے بعد تم لوگوں پر حجت تمام ہو چکی ہے۔ اب جوہر الوہیت کے خلاف تم لوگوں کی بغاوت کی سزا تمہیں دردناک عذاب کی صورت میں مل سکتی ہے۔''

پھر صالحؑ وہاں سے چلے گئے۔ یوناف، نابت اور جندع بھی اپنے باغات کی طرف چل دیئے۔

شام ہو گئی تھی۔

یمن کا بادشاہ ضحاک اپنی بیوی نبیطہ کے ساتھ مسند پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا جبکہ ان کے سامنے والی مسند پر عارب اور بیوسا بیٹھے ان کے ساتھ کھانے میں شریک تھے۔ وہ چاروں ریشمی چوغے اور اطلسی عبائیں پہنے ہوئے تھے۔ ضحاک کی اس طلسمی خواب گاہ کے فرش پر مخمل و بانات کا فرش بچھا ہوا تھا۔ خواب گاہ کی دیواروں کے سامنے زنبوری جھالروں والے انگوری پردے لٹک رہے تھے۔ دیواروں کے ساتھ مغرق مسندیں بچھی تھیں اور ان کے سامنے ایک لے نواز اور زمزمہ کار بیٹھا کوئی قدیم گیت الاپ رہا تھا۔ اس طلسمی خواب گاہ کے اندر جگہ جگہ چرمی مشعلیں جل رہی تھیں جنہوں نے خواب گاہ کو خوب روشن کر رکھا تھا۔

نبیطہ اپنی حالت پر خوش اور اک نازش و تمکنت کے ساتھ ضحاک کے پہلو میں بیٹھی تھی۔ ضحاک بھی جبل پر محو خواب کسی چرواہے کی طرح مطمئن و پرسکون تھا۔ عزازیل ایک باورچی کی حیثیت سے دست بستہ ان کے ساتھ ایک اچھے خدمت گار کی طرح کھڑا تھا۔

جب وہ چاروں کھانا کھا چکے تو گانے والا اٹھ کر باہر نکل گیا۔ عزازیل نے پہلے سارے برتن اٹھا کر باہر رکھے پھر وہ دوبارہ ضحاک کے سامنے آ کھڑا ہوا اور کہا۔ ''اے مالک! اگر آپ اجازت دیں تو کچھ عرض کروں؟''

ضحاک نے نرمی سے کہا۔ ''ضرور کہو۔''

عزازیل نے ندائے غیب اور مسلسل گونجتی غار جیسی اپنی آواز میں پوچھا۔ ''اے مالک! ایک باورچی کی حیثیت سے میں نے آپ کی کیسی خدمت کی؟''

ضحاک نے ایک سرخوشی، ترنگ اور موج میں کہا۔ ''اے عزازیل! اے میرے بزرگ! تیرا نام گو ابلیس اور شیطان جیسا ہے پر تو نے ایک خدمت گار کی حیثیت سے بڑی کاوش اور جان ماری کے ساتھ میری خدمت کی ہے۔ اے عزازیل! اگر یہ معاملہ آج چھڑ ہی گیا ہے تو

پھر مانگ اپنی اس خدمت کے صلے میں تو ہم سے کیا مانگتا ہے۔"

عزازیل نے انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "اے مالک! میں بندہ خاکسار و کمترین آپ سے کیا مانگوں گا۔"

اس بار نبیطہ نے کہا۔ "اے عزازیل! میرے بزرگ! اگر تمہارے آقا کہہ رہے ہیں تو کچھ نہ کچھ تو مانگو۔"

عارب نے بھی نبیطہ کی تائید کی اور کہا۔ "ہاں ہاں عزازیل! ضرور مانگو۔ ضرور کسی ایسی خواہش کا اظہار کرو جو تمہارے دل میں ہے۔"

عزازیل نے ضحاک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اے آقا! میں آپ سے کچھ بھی طلب نہیں کرتا، تاہم برسوں سے میرے دل میں ایک خواہش ضرور ہے۔"

ضحاک نے خوش طبعی سے پوچھا۔ "اے عزازیل! تو اپنے دل میں کیسی خواہش رکھتا ہے، بلا جھجک اس کا اظہار کر، اسے پورا کیا جائے گا۔"

عزازیل نے کہا۔ "اے آقا! میری خواہش ہے کہ میں آپ کے دونوں شانوں پر بوسہ[1] دوں اور ان پر اپنی خلوص خدمت اور جاں نثاری کے نشانات ثبت کر دوں۔ اے مالک! کیا آپ مجھے اپنے دونوں شانوں پر بوسہ دینے کی اجازت دیں گے۔"

ضحاک نے اپنے شانوں پر سے لباس ہٹاتے ہوئے کہا۔ "اے عزازیل! تمہیں میرے شانوں پر بوسہ دینے کی اجازت ہے۔"

عزازیل فوراً آگے بڑھا اور ضحاک کے دونوں شانوں کو باری باری چوم لیا۔ ساتھ ہی اس نے کہا۔ "اے آقا! آپ کے شانوں پر جہاں میں نے بوسے دیئے ہیں وہاں عنقریب دو اژدہے نمودار ہوں گے۔ جب یہ اژدہے خوب لمبے اونچے اور بلند ہو جائیں اور آپ کے لیے تکلیف کا باعث بنیں تو انہیں کاٹ دیا کرنا اور اگر ان اژدہوں کے کاٹنے سے اژدہوں کی اذیت جاتی رہے اور ان کے کاٹنے سے آنے والے زخموں کی تکلیف بڑھ جائے تو شمالی ایران میں اگباتانہ میں قوم ماد کی سلطنت پر حملہ کر دینا۔ یہی تمہاری قسمت میں لکھا ہے، ایسا ہو کر رہے گا اور یہی ان اژدہوں اور ان کے باعث آنے والے زخموں کا

[1] تاریخ ایران جلد اول کا مؤلف پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی اس واقعہ کو طبری سے نقل کرتے ہوئے اس طرح بیان کرتا ہے۔ (تاریخ ایران: ص 29)

علاج ہے۔"

عزازیل کی اس گفتگو پر ضحاک کے چہرے پر رشک و حسد، کدورت و طیش، کینہ و بغض اور جذبات رقابت جیسے آثار نمودار ہو گئے۔ اس کی آنکھوں میں متناقص و متضاد جذبے رقص کرنے لگے۔ وہ غصے کی حالت میں عزازیل سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ عزازیل انتہائی برق رفتاری سے پیچھے ہٹا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ ضحاک کے دونوں شانے جو ابھی تک برہنہ تھے، وہاں کندھوں کے بیچ دو اژدہے[1] نمودار ہوئے اور اپنا پھن کھڑا کر کے ہوا کے اندر لہرانے لگے۔

اپنی یہ ہیئت و کیفیت دیکھ کر ضحاک تڑپ کر باہر آیا۔ پر جب وہ اپنی خواب گاہ سے باہر آیا تو عزازیل وہاں نہ تھا۔ ضحاک نے ادھر ادھر دیکھا مگر اسے ناکامی ہوئی کیونکہ عزازیل اسے چھوڑ کر جا چکا تھا۔

ناچار ضحاک[2] اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔ چند لمحوں اپنی جگہ پر اسرارِ نہاں اور نرسل کی جھونپڑی کی طرح خاموش بیٹھا رہا۔ اس کا چہرہ مضحکہ خیز و جہل آمیز ہو گیا تھا، اس کے چہرے کی سوچیں، اس کا وجدان کسی جمالیات کی حقیقت جاننے والے مصور و سنگ تراش کی طرح پھیلنے بکھرنے لگی تھیں۔ لگتا تھا وہ تلملاتی و بلبلاتی حالت میں شاید عزازیل کے بچھائے ہوئے اس دام اوہام سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس دوران نبیطہ پر کیف تبسم اور اپنی چتوتوں کے غزۂ بے باک میں ضحاک کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ آخر ضحاک نے اپنا جھکا ہوا سر سیدھا کیا اور نبیطہ، بیوسا اور عارب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "میں نے اپنا سارا طلسم، ساری قوت آزما دیکھی لیکن میں ان دو اژدہوں کو اپنے شانوں سے مٹا دینے میں ناکام رہا ہوں۔ یہ عزازیل نام کا شخص نہ جانے کیسا پراسرار اور خفی و سری قوتوں کا مالک تھا کہ مجھے یہ نہ مٹنے والی نشانی دے کر غائب ہو گیا۔ اب مجھے وہم ہو رہا ہے کہ یہ عزازیل جو میرا باورچی رہا ہے، صحیح معنوں میں وہی عزازیل ہے، جسے ہم ابلیس کہتے ہیں۔

[1] ماخوذ تاریخ ایران

[2] تاریخ ایران جلد اول ص 38 پر تفصیل سے لکھا ہے کہ عزازیل ضحاک کے باورچی کا کام کرتا تھا اور اس کے کندھوں پر بوسے دے کر اژدہا نمودار کر دیئے۔ اسی بناء پر ایرانی ضحاک کو اژدہاک کہتے ہیں۔
(تاریخ ایران ص 39)

کاش! میں نے اسے اپنے ہاں ملازم ہی نہ رکھا ہوتا۔ کاش! میں نے اسے اپنے شانوں کا بوسہ لینے کی ہی اجازت نہ دی ہوتی۔ اگر یہ ابلیس ہی تھا تو انسانی بھیس میں یہ میرا کیوں کر مخلص و جانثار ہو سکتا ہے کیونکہ ذلیل اور ٹھکرایا ہوا یہ عزازیل تو اپنے خالق سے بھی مخلص نہ رہا اور اپنے تکبر کی بناء پر اپنے خالق سے بھی بغاوت کر بیٹھا۔ آہ عزازیل! تو نے مجھے ایک نئی اذیت میں مبتلا کر دیا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی ضحاک نے ان دونوں اژدہوں کو ڈھانپنے کے لیے اپنے کندھوں پر اپنا ارغوانی پیرہن ڈال لیا تھا، تاہم وہ کچھ اور افسردہ ہو گیا تھا جیسے اس کی کوئی انمول چیز کھو گئی ہو۔

نبیطہ نے اپنی قرمزی عبا کو سمیٹتے ہوئے اور ضحاک سے اور قریب ہوتے ہوئے ضحاک کو ڈھارس اور تسلی دینے کے انداز میں کہا۔ ''آپ پریشان نہ ہوں، کسی طبیب سے مشورہ کر کے اس نئی آفت سے ہم نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور اگر کامیابی نہ ہوئی تو وہ بوڑھا باورچی عزازیل جاتے جاتے یہ تو کہہ گیا ہے کہ اگر یہ دونوں اژدہے تکلیف کا باعث بنیں تو ان کو کاٹ دیا کریں اور اگر کاٹنے سے زخم تکلیف دیں تو شمالی ایران کی قوم ماد پر حملہ کر دیں۔ ہم ان اژدہوں کو کاٹنا شروع کر دیں گے اور اگر پھر بھی سکون نہ ملا تو ہم اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد قوم ماد پر حملہ کر دیں گے، ہو سکتا ہے، اس قوم پر فتح حاصل کرنے کے بعد ہمیں ان دونوں اژدہوں سے نجات مل ہی جائے۔''

عارب اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بھی ضحاک سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''نبیطہ ٹھیک کہتی ہے، ہمیں ایسا ہی کرنا پڑے گا، بہر حال کل سے میں بھی اس بوڑھے عزازیل کی تلاش کا کام شروع کر دوں گا تا کہ اسے پکڑ کر یہاں لاؤں اور اس کے ذریعے آپ کو اس اذیت سے نجات دلاؤں۔''

......

عارب اٹھ کر محل کے اندر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا، بیوسا نے بھی ضحاک سے ہمدردی کا اظہار کیا اور وہ بھی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی، ضحاک اور نبیط بھی اپنی خوابگاہ میں آرام کرنے کی تیاریاں کرنے لگے۔

قوم ثمود کے شہر حجر کے ایک معبد میں قوم کے بڑے پجاری اور ساحر ذو آب بن عمرو اور رباب بن صغرہ ایک کمرے میں بیٹھے تھے کہ رباب بن صغرہ نے ذو آب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے ابن عمرو! میں نے اپنی زندگی میں ایسی ذلت کبھی نہیں اٹھائی جتنی جندع بن عمرو کے ہاں ٹھہرے ہوئے یوناف کے ہاتھوں میں نے اٹھائی۔ وہ نہ جانے کیسی قوتوں کا مالک ہے کہ اس نے لمحوں کے اندر ہمارے طلسم کو زائل کر کے رکھ دیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ قوم عاد کی قوم ثمود کے افراد یعنی ہم بھی دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور اور قوت والے ہیں لیکن تم نے دیکھا یوناف نے ہم دونوں کو بیک وقت ہماری گردنوں سے اس آسانی سے پکڑا جیسے ہم کوئی ہلکی پھلکی چوبی مورتی ہوں، پھر اس نے انتہائی نفرت سے ہم دونوں کو ایک ہی نشست پر دے مارا، میں سمجھتا ہوں ہمارے بڑے پجاری اور ساحر ہونے کی حیثیت سے ابو رغال، مصدع بن مہرج، قدار بن سلف، جندع بن عمرو، نابت اور قطام اور قبال کی نگاہوں میں ہماری کوئی عزت اور وقعت نہیں رہ گئی کہ ان سب نے ہمیں یوناف کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہوتے دیکھا ہے۔ ذو آب! ذو آب میرے دوست! کوئی ایسی ترکیب ہو کہ ہم یوناف سے انتقام لے کر کم از کم ابو رغال کی نگاہوں میں اپنی عزت کو بحال کر سکیں۔''

ذو آب نے کہا۔ ''اے ابن صغرہ! میرے دوست! تمہارا کہنا درست ہے، پر یہ عزت دوبارہ ابو رغال کی نگاہوں میں کیسے بحال ہو اور اگر ہم نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال نہ کیا تو ہو سکتا ہے ابو رغال ہماری جگہ کسی اور کو قوم ثمود کے معبدوں کا بڑا پجاری مقرر کر دے کیونکہ ہمارے ماتحت پجاریوں میں اب کافی لوگ ایسے ہو گئے ہیں جو ہمارے درجے کا ہی علم اور طلسم رکھتے ہیں۔ پر میری سمجھ میں نہیں آتا، ہماری یہ عزت نفس کیسے بحال ہو اور کس طرح ہم ایک بار پھر......''

ذو آب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ معبد کے اس کمرے میں دو نوجوان داخل ہوئے تھے۔ وہ عزازیل کے ساتھی ثبر اور زکنبور تھے۔

ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے رباب نے پوچھا۔ ''تم دونوں کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟''

زکنبور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''ہم دونوں بے پناہ قوتوں کے مالک ہیں، میرا نام زکنبور ہے اور میرے اس ساتھی کا نام شبر ہے۔ ہم دونوں فوق البشر قوتوں کے مالک ہیں اور تم دونوں کی مدد کرنے آئے ہیں۔''

رباب نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ ''تم دونوں ہماری کیا مدد کر سکتے ہو؟''

زکنبور نے کہا۔ ''ہم قوم ثمود اور خاص کر قوم ثمود کے سردار ابورغال کی نگاہوں میں تمہارے وقار، تمہاری عزت کو بحال کر سکتے ہیں۔''

ذوآب نے ان دونوں کی طرف مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''اس کا کیا ثبوت ہے کہ تم دونوں ایسا کر سکتے ہو۔؟''

زکنبور نے کہا۔ ''سنو بزرگ پجاریو! جس شکل میں تم ہمیں دیکھ رہے ہو۔ یہ ہماری تکوینی، طبعی اور تخلیقی اور وہبی شکل نہیں ہے بلکہ یوں سمجھو کہ ہم نے یہ شکل اختیار کر رکھی ہے۔''

رباب نے پوچھا۔ ''تو پھر تم دونوں کی اصل حیثیت کیا ہے؟''

زکنبور نے کہا۔ ''اے میرے بزرگ پجاری! ہم دونوں کا تعلق جنس نار سے ہے۔ ہم دونوں عزازیل کے قریبی اور عزیز ترین ساتھیوں میں سے ہیں اور ہمارا یہاں آنے کا مقصد تمہاری اس ذلت اور رسوائی کو دور کرنا ہے، جو تم نے یوناف کے ہاتھوں اٹھائی ہے۔ کیا تم لوگ پسند نہ کرو گے کہ یوناف کو کوئی زک پہنچائی جائے؟''

رباب نے کہا۔ ''اے میرے عزیز! تم دونوں ہم سے نفسی و ذہنی مماثلت رکھتے ہو۔ پھر یوں اس طرح تم دونوں وہاں کیوں کھڑے ہو، آگے بڑھو اور ہمارے پاس آ کر بیٹھو۔''

زکنبور اور شبر آگے بڑھے۔ دونوں پجاریوں سے انہوں نے والہانہ مصافحہ کیا۔ پھر وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے۔

رباب نے پھر شبر اور زکنبور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ہمارے عزیزو! تم دونوں کا جذب و قبول ہم دونوں کی کامیابیوں اور فوز مندیوں کا مبداء و سرچشمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ میں اور میرا ساتھی ذوآب دونوں یہ خواہش رکھتے ہیں کہ یوناف پر کوئی ایسی قوت اور طاقت وارد ہو جو اسے حرماں نصیب، نفرتوں کی بازگشت اور کرب زار کر دے اور اس کی زندگی کو عزا خانہ، یاس کا اندھیرا اور جلتا بھڑکتا تنور بنا کر رکھ دے۔ ہم چاہتے ہیں

کوئی اور اس اخگر خاکستر پوش کو زندگی کی شیرینی، جہاں کی رنگینی، رشتوں کی خوشبو سے محروم کر دے۔ اس کے اخذ و اثر کو خستہ و برہم کر کے اسے کو بہ کو، خانہ بہ خانہ اور در بہ در دھکے کھانے پر مجبور کر دے۔ اے میرے عزیز! کیا تم دونوں ہماری خواہش پر یوناف کی ایسی حالت کر سکتے ہو۔''

اس بار زکنبور کے بجائے شبر نے کہا۔ ''اے مقدس و محترم پجاریو! ہم یوناف کی حالت یقیناً تمہاری خواہش کے مطابق ابتر و ویران کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں تم دونوں کا تعاون درکار ہے، اگر تم دونوں ہمارا ساتھ دو تو یوناف کے بدن کو ہم خستہ، اس کی طبیعت کو برہم اور اس کے وجدان اور اس کی ساری قوتوں کو اپنے انتظامات کا اسیر کر سکتے ہیں۔''

ذوآب نے پوچھا۔ ''آخر تم دونوں ہم سے کیسا تعاون چاہتے ہو۔''

زکنبور نے کہا۔ ''سنو مقدس پجاریو! ہم اپنے راہنما و پیشوا عزازیل کے کہنے پر تمہاری طرف آئے ہیں۔ عزازیل نے ہمیں بتایا ہے کہ یوناف کے پاس زبردست قوتیں ہیں۔ اولاً اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے۔ یہ سمجھو کہ اس کا ناسوت فنا ہے اور لاہوت حرکت میں ہے۔ ثانیاً یوناف کے قبضے میں ایک روح ہے جو اس کے لیے مافوق البشر ہی نہیں فوق الشیاطین کام کرتی ہے۔ اب یوناف پر قابو پانے کی صورت صرف یہ ہے کہ سب سے پہلے اس روح کو اس سے علیحدہ کیا جائے۔ اس کے بعد اس کی ذہنی قوتوں کو کسی سحری عمل کے ذریعے ایسا سن اور منجمد کر دیا جائے کہ وہ اپنی لاہوتی قوتوں کو حرکت میں نہ لا سکے۔''

''سنو اے مقدس پجاریو! یہ کام میں اور شبر مل کر انجام دیں گے اور اس کام کی تکمیل کرنے کے لیے ہم تمہارے ہاں چند یوم تک اس معبد میں قیام کریں گے اور تمہاری خاطر اس کام کو سرانجام دینے کے بعد یہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔ اس کام کی ابتدا اس طرح ہو گی کہ جس وقت یوناف، اس کی بیوی نابت اور جندع بن عمرو باغ میں کام کر رہے ہوں گے اور روزمرہ کی طرح نابت دونوں کے لیے دوپہر کا کھانا لانے گھر جائے گی تو میں اور شبر یوناف کی طرف جائیں گے، میں نے اس وقت نابت کی شکل و صورت اور جسمانی ہیئت اختیار رکھی ہو گی۔ یوناف یہی سمجھے گا کہ میں اس کی بیوی ہوں۔ اس طرح شبر میرے ساتھ نابت کی ایک سہیلی کی شکل میں ہو گا ہم دونوں اس باغ میں دور کھڑے ہو کر اپنے گرد ایک طلسمی دائرہ کھینچ لیں گے، پھر میں اشارے سے یوناف کو اپنی طرف بلاؤں گا۔''

"یوناف یہی سمجھے گا کہ میں نابت ہوں لہٰذا وہ بھاگا بھاگا میری طرف آئے گا اور جونہی وہ میری بات سننے کے لیے طلسمی حصار میں داخل ہوگا، اس کے ماتحت کام کرنے والی روح اس سے علیحدہ ہو جائے گی کیونکہ اس دائرے میں یہ خاصیت ہوگی کہ کوئی روح اس میں داخل نہ ہو سکے گی۔ جونہی روح اس سے جدا ہوگی میں ایک اور عمل کی ابتدا کرتے ہوئے آگے بڑھ کر یوناف کا ہاتھ تھام لوں گا اور میرے ہاتھ تھامنے سے یوناف پر یہ اثر ہوگا کہ اس کا ذہن، اس کی پرانی یادداشتیں سب منجمد و جامد ہو جائیں گی اور اس کے ذہن سے یہ بات نکل جائے گی کہ وہ لاہوتی قوتوں کا مالک ہے اور ان لاہوتی قوتوں سے کام لینا جانتا ہے اور کام لے سکتا ہے، پھر شبر میرے آگے آگے اس حصار سے لے کر اس معبد تک ایک لکیر کھینچتا چلا آئے گا اور میں اس لکیر پر چلتا ہوا یوناف کا ہاتھ تھامے اس معبد کی طرف آؤں گا، جب تک میں اس حصار سے لے کر لکیر پر چلتا رہوں گا، یوناف کی روح اس پر وارد نہ ہو سکے گی۔"

"میرے آگے آگے لکیر کھینچ کر شبر اس طرف آئے گا اور ہم یوناف کو لا کر معبد کے کمرے میں بند کر دیں گے اور اس کے گرد ایک حصار بنا دیں گے جب تک یوناف اس سحری حصار کے اندر رہے گا، اس کا ذہن اور اس کے اندر محفوظ ساری یادداشتیں اور قوتیں منجمد و بے حس رہیں گی اور یوناف ان سے کوئی کام نہ لے سکے گا۔ جب ایسا ہو چکے تو تم دونوں میں سے ایک جا کر قوم ثمود کے سردار ابو رغال کو بلا کر لائے گا، جب ابو رغال آ جائے تو تم دونوں اس کے سامنے یوناف کو اذیت دینا شروع کر دینا۔ اس طرح ابو رغال نہ صرف تم دونوں کی سحر کاری کا لوہا مان جائے گا بلکہ اس کی نگاہوں میں تمہاری عزت، تمہارا وقار اور زیادہ ہو جائے گا۔"

رباب بن صفرہ اٹھا اور زکنبور کے پاس آ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے اسے گلے لگایا اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اے میرے عزیز! اگر ایسا ہو جائے تو ہم ابو رغال کی موجودگی میں یوناف کو مار مار کر اس کی چمڑی ادھیڑ دیں گے۔ اس طرح وہ اسی معبد کے تہ خانے میں سسک سسک کر کتے کی موت مر جائے گا۔"

شبر نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔ "اے عزیز پجاریو! تم دونوں یوناف کی حالت پامال پھولوں جیسی، وسوسوں کی آماجگاہ جیسی اور تپش آموز جنوں جیسی تو کر سکتے ہو، پر تم اس کا

خاتمہ نہیں کر سکتے۔ اس کی موت و مرگ کا باعث نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے اور وہ ایک طویل مدت تک جیتا رہے گا، یہ مدت ہزاروں برس پر بھی محیط ہو سکتی ہے اور سن رکھو جیسا کہ ہمارے پیشوا عزازیل نے ہمیں بتایا ہے کہ ایسے لوگوں کی موت و مرگ کسی عام انسان کے ہاتھوں نہ ہوگی بلکہ اس کی موت کی کوئی خاص وجہ ہو گی۔"

"اور سنو اے میرے عزیز پجاریو! یوناف کو زک پہنچانے میں ہم دونوں تمہارا ساتھ اس لیے دے رہے ہیں کہ تم دونوں کی طرح اس نے ہمارے پندار، انا اور عظمت کے ادعا پر بھی ضرب لگائی تھی۔ ایک موقع پر اس نے ہم پر ہاتھ اٹھایا تھا اور ہم پر ہماری طبعی و تخلیقی اور اکتسابی و مصنوعی دونوں حالتوں میں وہ ضرب لگانے میں کامیاب ہوا تھا اور جواب میں میں اور زکنبور اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ پائے تھے۔"

شبر کے خاموش ہونے پر رباب نے کہا۔ "وہ ہمارے ہاتھوں نہ بھی مرے تب بھی کوئی بات نہیں لیکن اس کی ذات کے لیے کیا یہ کم ضرب ہوگی کہ وہ ہمارے معبد کے تہ خانے میں ہمارے سامنے کسی سحری حصار کے اندر مجبور و بے بس ہو جائے گا اور اپنے سردار ابو رغال کی موجودگی میں ہم اس پر جیسا چاہیں ظلم برپا کر سکتے ہیں۔ اس طرح ابو رغال ہماری عظمت کا قائل ہو جائے گا اور قومِ ثمود میں ہماری عزت پہلے کی نسبت اور زیادہ ہو جائے گی۔"

شبر کے خاموش ہونے پر زکنبور نے ذو آب کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے میرے بزرگ پجاریو! یہ تو کہو کہ جب ہم دونوں یوناف کو مجبور و بے کس کر کے تمہارے اس معبد کے کمرے میں لا ڈالیں اور اس دوران اگر ہم جندع اور اس کی بھانجی نابت کو قتل کر دیں تو کیسا رہے گا۔"

رباب نے چونک جانے کے انداز میں کہا۔ "نہیں نہیں۔ تم لوگ فی الحال ایسا مت کرنا۔ اس کے دوسرے پہلو متوقع ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جندع کے قتل سے اس کا قبیلہ بغاوت پر آمادہ ہوگا اور قوم ثمود میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ جندع صالحؑ پر ایمان لا چکا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں صالحؑ ہی ہمارے لیے مزید مصیبت کا باعث بن جائے۔ تم لوگ جانتے ہو کہ وہ خداوند کے سچے اور برحق نبی ہیں۔ ہم تو انہیں اس لیے

جھٹلاتے ہیں کہ ان کے پیغام سے ہمارے بتوں پر ضرب لگتی ہے۔ ان بتوں پر جن کی پرستش ہمارے آباؤ اجداد کرتے رہے ہیں اور اگر تم لوگوں نے نابت کو نقصان پہنچایا تو سن رکھو کہ وہ قوم ثمود کے سردار! ابو رغال کی بیٹی ہے اور اس کی مرگ پر ابو رغال یقیناً ہم سب کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دے گا اور نابت اس کی چونکہ واحد اولاد ہے لہٰذا یہ بھی ممکن ہے کہ ابو رغال ہم دونوں کی گردنیں ہی کٹوا دے۔''

زکنبور نے رباب اور ذو آب کو مخاطب کر کے کہا۔''اے مقدس پجاریو! ہم دونوں تم دونوں کی بات کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں کہ جندع اور اس کی بھانجی نابت کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے لیکن یوناف سے متعلق ہمارا اور تمہارا معاملہ اب طے ہے۔ اسے ہم بے بس و مجبور کر کے یہاں لائیں گے اور اس کی حالت بد سب دیکھیں گے، آنے والے دو چار روز میں باغات میں کام کرتے ہوئے نابت جب بھی یوناف اور جندع کے لیے دوپہر کا کھانا لانے گھر جائے گی، ہم یوناف کے خلاف حرکت میں آ جائیں گے۔''

اس کے ساتھ ہی زکنبور اور شبر اٹھ کر چلے گئے!

ooo

مصر میں تھیبس شہر کے باہر یوناف کے ہاتھوں زک اٹھانے کے بعد یافان اپنی نئی بنائی ہوئی بیٹی اریشیا کے ساتھ ار شہر سے باہر بلند کوہستانوں کے اوپر ننار دیوتا کے معبد کے پاس نمودار ہوا۔

اریشا نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔''اے میرے باپ! یہ کونسی جگہ ہے اور سامنے یہ معبد نما عمارت کیسی ہے۔''

یافان نے کہا۔''اے میری بیٹی! یہ قوم اکاد کی سرزمین ہے اور یہ شہر جو تم اپنے دائیں جانب دیکھ رہی ہو اس کا نام اُر ہے اور سامنے یہ جو معبد نما عمارت دکھائی دے رہی ہے، یہ قوم اکاد کے دیوتا ننار[1] کا معبد ہے اور اس معبد کے بائیں طرف جو چند قدم کے فاصلے پر عمارت دکھائی دے رہی ہے وہ قوم اکاد کی زبردست دیوی نن گل[2] کا معبد ہے۔ یہ دونوں بڑے قدیم معبد ہیں اور میں پہلے بھی یہاں آتا رہا ہوں۔ اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں یہاں پر مستقل سکونت اختیار کروں گا۔ میں یہاں اپنی رہائش کو ناقابل تسخیر بناؤں گا اور اپنے اردگرد ایک محکم و مضبوط حصار بنانے کے بعد یوناف پر ضرب لگاؤں گا۔''

اریشیا نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔''اے میرے باپ! یوناف کے پاس کیسی قوتیں ہیں جو وہ آپ پر غالب آ گیا ہے۔''

یافان نے اداس اور بکھری ہوئی آواز میں کہا۔''یہ ایک تکلیف دہ حقیقت ہے، میری بیٹی! تمہارے لیے اس قدر جاننا ہی کافی ہے کہ یوناف بے انت و بے کنا قوتوں کا مالک ہے، پر مجھے ان قوتوں کے سامنے بند باندھ کر اس سے انتقام لینا ہے۔ آؤ میری بیٹی! اس ننار دیوتا کے معبد میں چلیں۔ اس معبد کا پہلا بڑا پجاری تو میرا جاننے والا تھا، پر وہ تو کب کا

1۔ تفہیم القرآن ... سورہ الانعام۔ ص 554 2۔ ماخوذ از تفہیم القرآن مولانا مودودی

مرکھپ گیا ہو گا، اب نہ جانے کون یہاں کا بڑا پجاری ہے، بہر حال جو کوئی بھی ہو، اس سے ملیں گے اور اس کے ساتھ مل کر یہاں اپنی حالت مستحکم کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"اریشیا! اریشیا میری بیٹی! نناردیوتا اور ننگل دیوی کے معبدوں کے درمیانی حصے میں ایک گہری زمین دوز غار ہے جو دونوں معبدوں کو ایک طرح کے خفیہ راستے سے آپس میں ملاتی ہے۔ اس غار کے اندر ان گنت کمرے ہیں اور ان کمروں میں وہ پجارنیں اور دیوداسیاں رہتی ہیں جو نناردیوتا اور ننگل دیوی کے لیے وقف ہو چکی ہیں۔"

ذرا رک کر یافان پھر اریشیا کو بتا رہا تھا۔"اے میری بیٹی! میں یہاں کے بڑے پجاری سے مل کر اپنے لیے اس غار کے اندر ہی جگہ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا، یہ بڑی محفوظ جگہ ہے اور یہاں رہ کر میں اپنی رہائش کے ارد گرد ایک ایسا طلسمی حصار بناؤں گا جس کے اندر یوناف داخل نہ ہو سکے گا اور اس پر ضرب لگانے کے بعد میں یہیں آ کر پناہ لیا کروں گا۔ سنو میری بیٹی! مجھے خبر ہو چکی ہے کہ یوناف مارا نہیں جا سکتا۔ وہ صدیوں سے ہے اور صدیوں تک رہے گا، وہ صدیوں پہلے بھی جوان تھا۔ اب بھی اور آنے والی صدیوں میں بھی جوان رہے گا۔ اس کی یہ سدا جوانی اور طویل العمری ایک راز ہے، میری بیٹی اور یہ راز کم از کم میں نہیں جانتا۔ یہاں اس غار کے اندر میں کسی خوں خوار روح کو تسخیر کروں گا اور اسے یوناف کے پیچھے لگاؤں گا کہ وہ یوناف سے میرا انتقام لے۔ مجھے امید ہے کہ میں یوناف کو اپنے سامنے بے بس کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ آؤ، اب اس معبد میں چلیں۔"

یافان اور اریشیا، نناردیوتا کے معبد کی طرف بڑھنے لگے۔

دونوں باپ بیٹی معبد میں داخل ہوئے اور قریب سے گزرتی ہوئی ایک پجارن کو مخاطب کرتے ہوئے یافان نے کہا۔"اے بیٹی! ہم دونوں باپ بیٹی ہیں، بہت دور سے آئے ہیں اور نناردیوتا کے اس معبد کے بڑے پجاری سے ملنا چاہتے ہیں۔"

پجارن نے کہا۔"آپ دونوں میرے ساتھ آئیں۔ میں آپ دونوں کو بڑے پجاری کے پاس لے جاتی ہوں۔"

پجارن معبد کے ایک کمرے کے سامنے رک گئی۔ پھر اس نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔"یہ کمرے بڑے پجاری کا ہے۔ اس کا نام یمنع ہے، آپ اندر جا کر اس سے مل سکتے ہیں۔"

پجارن چلی گئی تو یافان اور اریشیا کمرے میں داخل ہوئے، ان دونوں نے دیکھا کہ اونٹ کی کھال اور اس کی ہڈیوں سے بنی ہوئی ایک نشست پر ایک ادھیڑ عمر کا شخص بیٹھا تھا۔ یافان اور اریشیا کو دیکھتے ہی یمنع نام کے اس بڑے پجاری نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔"تم دونوں کون ہو اور کس غرض سے اس کمرے میں داخل ہوئے ہو؟ میں نناردیوتا کے اس معبد کا بڑا پجاری یمنع ہوں اور یہ تم دونوں کے گرد پھیلی ہوئی نیلے رنگ کی دھند کیسی ہے، یہاں کے لوگوں میں مشہور ہے کہ کچھ عرصہ قبل جب اس معبد کا بڑا پجاری ایک شخص دوبان ہوا کرتا تھا تو اسے مصر کا ایک ساحر یافان ملنے آیا کرتا تھا۔ یافان کی گرفت میں شیطانی قوتیں تھیں جو نیلی دھند کی صورت میں اس کے ساتھ رہ کر اس کی حفاظت کیا کرتی تھیں۔ تمہارے ساتھ جو یہ نیلی دھند ہے کیا یہ بھی ...."

یافان نے یمنع کی بات کاٹتے ہوئے۔"اے بزرگ یمنع! میں ہی مصر کا وہ ساحر یافان ہوں جو نیلی دھند کے ساتھ یہاں آیا کرتا تھا۔ یہاں کا بڑا پجاری دوبان میرا دوست تھا اور اے قوم اکاد[1] کے بزرگ پجاری یمنع! اب میں تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تم سے ایک ایسا کام لوں جو تمہارے بس میں ہے۔ یہ میرے ساتھ میری بیٹی اریشیا ہے۔"

نناردیوتا کے معبد کے بڑے پجاری یمنع نے اپنے سامنے ایک نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔"پہلے آپ یہاں آرام سے بیٹھیں، پھر میں آپ سے بات کرتا ہوں۔"

یافان اور اریشیا دونوں آگے بڑھ کر وہاں بیٹھ گئے۔

یمنع نے یافان کو مخاطب کر کے کہا۔"یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے کہ آپ اور آپ کی بیٹی اریشیا ابھی تک اس حالت میں زندہ ہیں جبکہ آپ کا دوست دوبان جو کسی دور میں اس معبد کا پجاری ہوا کرتا تھا، ایک عرصہ ہوا مر چکا ہے۔"

یافان تب حرکت میں آیا اور اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا۔ پجاری یافان کو ہڈیوں کا ڈھانچہ اور اس کی آنکھوں اور منہ کے سوراخوں کے اندر کھولتی اور بھڑکتی آگ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ پھر اس نے یافان سے کہا۔"تم جانو! میں خود بھی ایک اعلیٰ پائے

---

[1] قوم اکاد میں 50 ہزار خداؤں کے نام ملتے ہیں۔ ملک کے مختلف شہروں کے الگ الگ خدا ہوا کرتے تھے اور ہر شہر کا ایک بڑا اور محافظ خدا ہوا کرتا تھا، جسے رب البلا یا رئیس الالٰہ سمجھا جاتا تھا، اس کا احترام دوسرے خداؤں سے زیادہ کیا جاتا تھا۔ اُر شہر کا رب البلا نناردیوتا تھا۔ اس کا دوسرا نام قمرنیہ بھی تھا (باقی اگلے صفحہ پر)

کا ساحر ہوں اور ایران کی قوم ماد کا جو بادشاہ جمشید ہے اس کا برنمرود نام کا جو قابل اعتماد اور ساحر مشیر ہے اس نے طلسم اور دیگر علوم مجھ سے ہی سیکھے تھے، پر اے یافان ! جو حالت تمہاری ہے، ایسی پہلے کبھی میں نے دیکھی نہیں۔''

یافان نے کہا۔''یہ سمجھو کہ جسمانی طور پر میں اس قدیم معبد کے پجاری اور اپنے دوست دوبان کی طرح ختم ہو چکا ہوں، اس نیلی دھند کے اندر یہ شیطانی قوتیں جنہیں میں نے تسخیر کرلیا تھا، مجھے حرکت میں لائی ہوئی ہیں اور میں زندوں جیسا ہی لگتا ہوں۔''

یمنع چند ثانیوں تک خاموش رہا پھر اس نے کہا۔''آپ مجھ سے کونسا کام لینا چاہتے ہیں جو میرے بس میں ہے۔''

یافان نے کہا۔''میرا ایک ایسی ہستی سے ٹکراؤ ہے جو صدیوں سے ہے اور صدیوں تک رہے گی۔ اس کا نام یوناف ہے۔ صدیوں پہلے بھی وہ جوان تھا، اب بھی اور آنے والے دور میں بھی وہ ایسا ہی رہے گا۔ وہ بے انت سری قوتوں کا مالک ہے اور ایک انتہائی طاقتور جوان ہے۔ اس نے مجھے مغلوب کر کے اس ہڈیوں کے ڈھانچے کی سی حالت میں تبدیل کیا۔ اس نے میری بیٹی اریشیا کو بھی اور نیلی دھند کے اندر میری شیطانی قوتوں کو بھی اپنے سامنے مغلوب کر کے رکھ دیا۔

اے یمنع ! میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس غار کے اندر اپنی بیٹی اریشیا کے ساتھ رہنے کی اجازت مل جائے جو نار دیوتا اور ننگل دیوی کے معبدوں کو زیر زمین ملاتی ہے اور جس کے اندر نار اور ننگل کے معبدوں کی پجارنیں اور داسیاں رہتی ہیں۔ یہاں رہتے ہوئے میں اپنی قوتوں کو محکم اور مستحکم کروں گا اور پھر یوناف پر ضرب لگاؤں گا جس نے مجھے اس طرح مغلوب کیا تھا۔''

یمنع نے حیرت سے پوچھا ''آپ اس غار سے کیسے واقف ہیں؟''

یافان نے کہا۔''میں دوبان کے دور میں اس غار کو کئی بار دیکھ چکا ہوں۔''

(گزشتہ سے پیوستہ) کیونکہ اسے چاند دیوتا بھی سمجھا جاتا تھا۔ ننگل اکادیوں کی سب سے بڑی دیوی تھی اور اسے نار کی بیوی سمجھا جاتا تھا۔ نار کو خوش کرنے کے لیے ہر روز ایک پجارن دلہن بن کر اس کے معبد میں اس کے مدفن کے پاس سوتی تھی، معبد کے اندر ان گنت دیو داسیاں کام کرتی تھیں جو نار دیوتا کے نام پر وقف تھیں۔ اکادیوں کا دوسرا بڑا دیوتا شماس (سورج دیوتا) تھا جوان کے دوسرے شہر لرکا رب البلا تھا۔ اس کے تحت بھی نار کی طرح ان گنت چھوٹے چھوٹے خدا تھے۔ ماخوذ از کتاب ابراہیم۔

یمنع اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔'' آپ دونوں میرے ساتھ آئیں، آپ کو نہ صرف اس غار کے اندر رہنے کی اجازت ہے بلکہ یوناف کو زیر کرنے کے لیے میں بھی آپ کا ساتھ دوں گا۔''

یافان اور اریشیا اٹھ کر یمنع کے ساتھ ہو لیے۔

یمنع اپنے کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہوا۔ وہاں ایک دروازے کے ذریعے سیڑھیاں نیچے اس غار کی طرف اترتی تھیں، جو نار دیوتا اور ننگل دیوی کے معبدوں کو آپس میں ملاتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ غار میں داخل ہوئے جو کافی وسیع اور چوڑی تھی، اوپر بڑے بڑے اور بلند روشن دان کھڑے کر کے ان کے اندر روشنی اور دھوپ کا معقول بندوبست کیا گیا تھا۔ غار کے دونوں جانب بڑے بڑے اور آراستہ کمرے بنے ہوئے تھے۔ گو دونوں معبدوں کی پجارنوں اور داسیوں کے لیے معبدوں کے اطراف میں بھی رہائش گاہیں بنی ہوئی تھیں لیکن اس غار کے اندر کافی پجارنوں کی رہائش تھی۔

غار کے اندرونی حصے کا منظر اس کی خوبصورتی اور صفائی کی وجہ سے ایک شاہی محل کا سا تھا۔ اس کے علاوہ اس غار سے کئی چھوٹے چھوٹے غار نما چور راستے بھی نکلتے تھے۔

بڑا پجاری یمنع ان دونوں باپ بیٹی کو لے کر غار کے ایک کمرے میں داخل ہوا، جس میں ضرورت کی ہر شے موجود تھی۔ پھر اس نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔''اس غار کے اندر دو کمرے سب سے زیادہ خوبصورت اور مرصع ہیں۔ ایک یہ جس میں اس وقت ہم کھڑے ہیں اور دوسرا اس کے ساتھ والا کمرہ۔ یہ دونوں کمرے ایک درمیانی دروازے سے آپس میں ملے ہوئے ہیں، تم دونوں باپ بیٹی ان دونوں کمروں میں ہی رہو گے اور تم دونوں کا کھانا اور ضرورت کی دیگر اشیا معبد کی طرف سے مہیا کی جائیں گی اور کچھ پجارنیں تمہاری خدمت پر مامور ہوں گی، اب تم دونوں آرام کرو۔''

یمنع ان دونوں کو وہاں چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

○

ایک روز یوناف اور جندع بن عمرو باغ میں کام کر رہے تھے کہ ایک قریبی کھجور کے

درخت کے پاس نابت نمودار ہوئی، اس کے ساتھ اس کی ایک سہیلی بھی تھی۔ نابت نے اشارے سے یوناف کو اپنی طرف بلایا، جندع نے بھی ان دونوں کو وہاں کھڑے دیکھ لیا تھا، لہٰذا اس نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! نابت تمہیں اشارے سے اپنی طرف بلا رہی ہے، جاؤ سن لو، وہ کیا کہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات ہو جو وہ شرم و حیا کے باعث میری موجودگی میں نہ کہنا چاہتی ہو۔''

جندع کے کہنے پر یوناف، نابت اور اس کی سہیلی کی طرف چل دیا۔

وہ دونوں نابت اور اس کی سہیلی نہیں بلکہ اصل میں عزازیل کے گماشتے اور ساتھی شبر اور زکنبور تھے، وہ دونوں اس وقت حصار کے اند کھڑے تھے، جونہی یوناف اس حصار میں داخل ہوا، ابلیکا اس سے علیحدہ ہوگئی اور پھر جب آگے بڑھ کر زکنبور نے جو نابت کی شکل صورت میں تھا، یوناف کا ہاتھ تھام لیا تو یوناف کا ذہن منجمد اور شل ہو گیا، ساری یادداشتیں، سارے علوم اس کے ذہن میں بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے اور یہ بات اس کے ذہن سے نکل گئی کہ وہ انگشت لاہوتی قوتوں کا مالک ہے اور ان سے کام لے کر اپنا دفاع کر سکتا ہے۔

شبر جو نابت کی سہیلی کی صورت میں تھا، اس کے ہاتھ میں ایک نوکدار کھونٹا تھا جس کی نوک سے وہ حصار کے ساتھ سے ایک لکیر کھینچتے ہوئے حجر کے معبد کی طرف چل پڑا جبکہ زکنبور یوناف کا ہاتھ تھامے اس لکیر پر اپنے پاؤں رکھتا ہوا شبر کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا، یوناف کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے اسے کنج لحد میں ڈال کر پچھتاوے کے شکنجوں میں کس دیا گیا ہو۔ وہ اپنا ہاتھ زکنبور کے ہاتھوں میں دیئے ایسے جا رہا تھا گویا اسے امتحانِ جذب اور نقاہت ذہنی کا شکار کر کے اس کی ذہنی افادیت کو مسترد و منقطع کر دیا گیا ہو۔

نابت اور اس کی سہیلی کی صورت میں زکنبور اور شبر یوناف کو لے کر معبد میں داخل ہوئے۔ یوناف پر اس وقت مریضانہ خستگی طاری تھی۔ رباب بن صغرہ اور ذوآب بن عمرو نے ان کا استقبال کیا۔ چاروں مل کر یوناف کو معبد کے ایک کمرے میں لائے۔ شبر ابھی تک آگے آگے ایک لکھیر کھینچتا چلا جا رہا تھا۔ پھر اس نے کمرے کے اندر کھونٹے کی نوک سے ایک حصار کھینچا اور یوناف کو اس حصار کے اندر ڈال دیا گیا۔ یوناف اس حصار کے اندر اس طرح لیٹ رہا جیسے اسے ضرورت سے زیادہ شراب پلا کر مدہوش کر دیا گیا ہو، پھر شبر نے اس

حصار سے باہر ایک اور حصار بنا دیا۔ اب زکنبور اور شبر اپنی اصل حالتوں پر آ گئے اور زکنبور نے رباب بن صغرہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ''یہ ہے یوناف! جس نے تمہیں اور ہم دونوں کو زک پہنچائی تھی۔ شبر نے اس کے گرد دو حصار بنا دیئے ہیں۔ پہلے حصار سے اس کی اپنی ذہنی قوتیں مفلوج رہیں گی اور اس کے پاس جو طلسم اور دوسرے علوم ہیں، ان سب کی یادداشتیں یا الفاظ اسے بھول جائیں گے دوسرے حصار کی وجہ سے اس کے پاس اگر کوئی روحانی یا شیطانی طاقت ہے تو وہ اس کی مدد نہ کر سکے گی کیونکہ وہ اس حصار کے اندر داخل نہ ہو سکے گی، اے مقدس پجاریو! اب تم یوناف سے جیسا چاہو انتقام لے سکتے ہو۔

رباب بن صغرہ نے زیست کی نوید بکھیرتی اور اکسیر زندگی کی خوشیاں لٹاتی آواز میں کہا۔

''زکنبور، شبر! ہمارے حلیفو! ہمارے محسنو! تم دونوں نے یقیناً وہ کام کر دکھایا ہے جس کی توقع صرف تم دونوں سے ہی کی جا سکتی تھی، میرے عزیزو! میں نے اپنے ایک پجاری کو بھیجا ہوا ہے کہ وہ سردار ابورغال کو بلا کر لائے۔ وہ آتا ہی ہو گا۔ پھر یوناف سے متعلق ہم کوئی فیصلہ کرتے ہیں، میرا ارادہ ہے کہ یوناف کو کوئی ایسی ٹھوکر یا داغ لگائیں جو ساری عمر اس کے لیے روگ بنا رہے اور......''

رباب بن صغرہ کہتے کہتے رک گیا کیونکہ ثمود کا سردار ابورغال معبد کے اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔

ذوآب بن عمرو نے خوشی میں وجد انگیز اور فسوں خیز آواز میں کہا۔ ''اے ہمارے سردار! دیکھ ہم نے اپنے فسوں سے کس طرح یوناف کو بے بس اور مجبور کر دیا ہے۔''

ابورغال نے ایک نظر حصار کے اندر لیٹے یوناف پر ڈالی۔ پھر زکنبور اور شبر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''یہ دونوں کون ہیں؟''

ذوآب نے کہا۔ ''اے سردار! یہ دونوں اجنبی زمینوں سے تعلق رکھنے والے مہمان ہیں۔ یوناف کو اس طرح بے بس کرنے میں دونوں نے بھی ہماری مدد کی ہے۔

ابورغال نے زکنبور اور شبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اس سلسلے میں جو کچھ بھی تم دونوں نے کیا ہے۔ اس کے لیے میں تم دونوں کا ممنون ہوں۔''

پھر ابورغال نے رباب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''تم لوگوں نے دیکھ لیا نا کہ یوناف اس وقت ہمارے سامنے واقعی بے بس ہے یا یہ اس حالت میں بھی کوئی طوفان اور

عذاب کھڑا کر سکتا ہے۔"

رباب بن صغرہ نے ایک بلند قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔"اے سردار! اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔اب یہ مٹی کا ڈھیر ہے اور بھس جیسا بے ضرر ہے۔"

ابورغال نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔"تو پھر میں یہاں بیٹھتا ہوں۔ اپنے ماتحت پجاریوں سے کہو کہ آگ روشن کر کے اس پر کسی برتن میں پانی رکھیں، جب پانی کھولنے لگے تو وہ پانی یوناف پر ڈالیں۔ میں اس کی بے بسی، مجبوری، اذیت اور کرب کا منظر دیکھنا چاہتا ہوں۔

رباب بن صغرہ کمرے سے باہر نکلا اور پھر اس کے حکم پر پجاری پانی گرم کرنے لگے۔

نابت گھر سے کھانا لے کر آئی تو اس نے دیکھا باغ میں اس کا ماموں اکیلا ہی کام کر رہا تھا اور یوناف غائب تھا۔

نابت نے پریشانی میں پوچھا۔

"اے میرے ماموں! یوناف کدھر گئے ہیں۔"

ساتھ ہی نابت نے کھانے کے برتن جندع کے سامنے رکھ دیئے۔

جندع نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔

"تو اسے خود ہی تو بلا کر لے گئی تھی بیٹی! اور اب مجھ سے پوچھ رہی ہے کہ یوناف کہاں ہے؟"

نابت نے حیرت اور تعجب سے پوچھا۔

"میں کب بلانے آئی تھی، ان کو؟"

جندع بن عمرو نے کہا۔

"اے میری بیٹی! تو اپنی ایک سہیلی کے ساتھ میرے سامنے آئی۔ دور رہ کر تو نے یوناف کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ میں نے ہی یوناف سے کہا کہ جاؤ جا کر نابت کی بات سن لو۔ سو اے میری بیٹی! یوناف تمہاری طرف گیا اور تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے گئی۔"

نابت نے چلا کر کہا۔

"نہ میں یہاں آئی نہ انہیں اشارے سے اپنی طرف بلایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے

ساتھ لے گئی۔ اے میرے ماموں! یہ ہمارے ساتھ ضرور کوئی دھوکہ اور فریب ہوا ہے۔"

جندع بن عمرو کی حالت ستیز گاہ میں کوندتی تلواروں اور ہوا کے دوش پر آہ و بکا کرتی صداؤں جیسی ہو گئی، وہ نابت سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا کہ ان دونوں کے کانوں میں اہلیکا کی فکر مندسی آواز پڑی۔

"تم دونوں ماموں بھانجی وہموں میں نہ پڑو۔ سنو! ابلیس کے دو ساتھی ہیں زکنبور اور شبر وہ دونوں ایک بار یوناف کے ہاتھوں اسی باغ میں پٹ بھی چکے ہیں۔ اب یہی زکنبور اور شبر قوم ثمود کے بڑے پجاری رباب بن صغرہ اور ذوآب بن عمرو کے ساتھ مل کر یوناف کے خلاف حرکت میں آئے ہیں۔ نابت! نابت! جس وقت تم گھر سے کھانا لینے گئیں، اس وقت ابلیس کے ساتھی زکنبور اور شبر، تمہاری اور تمہاری ایک سہیلی کی شکل میں یہاں آئے۔ یوناف کو اشارے سے بلایا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ یوناف اس وقت معبد کے ایک کمرے میں بند ہے اور اسے مدد کی ضرورت ہے۔ میں اس لیے تم دونوں کی طرف آئی ہوں اور تم دونوں کو ماورائی انداز میں مخاطب کر رہی ہوں۔"

اہلیکا کی گفتگو سن کر نابت کے ہوش و خرد جنوں آمیز ہو گئے۔ اس کے کاسہ چہرے اور گہری نیلی آنکھوں میں دکھ اتر آیا۔ اس کی حالت یخ زدہ رگ و پے اور مزار و مرقد جیسی ہو گئی۔ ایسا لگتا تھا، اس کے رخسار گرم گوں اور گریبان تار تار ہونے کو ہے۔ جلد ہی وہ سنبھلی اور اپنی کلبلاتی اور سینے میں چھید کرتی آواز میں اس نے اہلیکا سے پوچھا۔

"پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور تم ہمیں نظر کیوں نہیں آتی ہو۔"

اہلیکا کی آواز پھر سنائی دی۔

"بس تم دونوں ماموں بھانجی کے لیے اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ میں ایک ماورائی قوت ہوں اور ہمیشہ یوناف کے ساتھ رہتی ہوں اور اس کی مدد کرتی ہوں۔ سن رکھو! ایک سری عمل کے ذریعے عزازیل کے ساتھ زکنبور اور شبر نے مجھے یوناف سے علیحدہ کر دیا اور یوناف کے ذہن کو بھی منجمد کر دیا ہے تا کہ وہ میری غیر موجوگی میں اپنی قوتوں سے بھی کام نہ لے سکے۔"

اہلیکا ذرا رکی پھر دوبارہ کہنے لگی۔

"یوناف کو اس وقت میری سخت ضرورت ہے۔ زکنبور اور شبر نے اسے معبد کے ایک

کمرے میں جا بند کیا ہے اور اس کے گرد دو حصار کھینچ دیئے ہیں۔ پہلے حصار کی وجہ سے یوناف کی ذہنی یادداشتیں اور قوتیں بدستور منجمد اور شل رہیں گی اور باہر والے حصار کی وجہ سے میں وہاں داخل ہو کر اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ نابت! نابت! اگر تم میرا ساتھ دو تو یوناف کو ان کی گرفت سے نکالا جا سکتا ہے۔

نابت نے بین کرتی ہوئی آواز میں کہا۔

''میں اپنے شوہر کی رہائی کے لیے اپنی جان بھی گنوا سکتی ہوں، تم مجھے صرف یہ بتاؤ کہ اس موقع پر میں ان کے لیے کیا کر سکتی ہوں۔''

ابلیکا نے کہا۔

''اسی وقت اپنے گھر جاؤ، وہاں سے ایک جلتی ہوئی مشعل اور کچھ روئی لے کر معبد کے اس کمرے میں جاؤ جہاں انہوں نے یوناف کو حصار کے اندر ڈال رکھا ہے، وہاں تمہارا باپ ابورغال بھی آیا ہوا ہے جو وہاں معبد میں پانی گرم کرا رہا ہے اور چاہتا ہے کہ کھولتا ہوا پانی یوناف پر ڈال کر اسے کرب، اذیت اور تکلیف میں مبتلا کر دے۔

نابت نے غصہ اور قہر برساتی آواز میں کہا۔

''میں ایسا نہ ہونے دوں گی اور اگر میرے باپ نے ایسا کیا تو پھر ان دونوں پجاریوں کے ساتھ میں اپنے باپ کو بھی آگ لگا دوں گی۔

ابلیکا نے کہا۔

''میں نے ابھی اپنی بات ختم نہیں کی۔ غور سے سنو۔ گھر سے جلتی ہوئی مشعل اور روئی لے کر معبد کے اس کمرے میں پہنچو جہاں یوناف کو رکھا گیا ہے۔ میں بھی وہاں تمہارے ساتھ رہوں گی اور تمہاری حفاظت کروں گی۔ تم روئی کو باہر والے حصار پر رکھ کر مشعل سے آگ لگا دینا۔ جہاں آگ روشن ہو گی حصار کے اس حصے سے عمل کا اثر ختم ہو جائے گا اور وہاں سے میں اندر داخل ہو کر یوناف کے پاس چلی جاؤں گی اور اندرونی حصار کو ختم کر کے میں یوناف کی ذہنی قوتوں کو بحال کر دوں گی اور جب یوناف کی ذہنی قوتیں بحال ہو جائیں گی تو وہ میرے لیے بیرونی حصار ختم کر سکتا ہے کیونکہ آگ کے بجھتے ہی بڑے حصار کے اس حصے کا عمل دوبارہ بحال ہو جائے گا۔ اب تم وقت ضائع نہ کرو اور جلدی کرو، ورنہ وہ کھولتا ہوا پانی یوناف پر ڈال کر اسے اذیت اور تکلیف دینا شروع کر دیں گے۔''

جندع بن عمرو نے کہا۔

''نابت! نابت! میری بیٹی! چلو گھر چلیں۔ وہاں سے مشعل اور روئی لے کر معبد کا رخ کرتے ہیں، میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گا۔''

پھر نابت اور جندع دونوں تیزی سے گھر کی طرف چل دیئے۔

○

یوناف اسی طرح مدہوش اور بے سدھ سا معبد کے کمرے میں حصار کے اندر پڑا ہوا تھا ابورغال، زکنبور، ثبر اور دونوں پجاری ذوآب اور رباب اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔

اتنے میں باہر کسی نے آواز دی۔

''پانی کھولنے لگا ہے۔''

ابورغال نے کہا۔ ''اٹھا کر اندر لے آؤ تاکہ ہم یوناف پر اپنے اذیت ناک عمل کی ابتدا کریں۔''

اس وقت نابت اور جندع بن عمرو اس کمرے میں داخل ہوئے۔ نابت کے ہاتھ میں روئی تھی اور جندع نے جلتی ہوئی مشعل تھام رکھی تھی۔ نابت کو دیکھتے ہی ابورغال نے کہا۔

''آ میری بیٹی! تو بڑے اچھے وقت پر آئی۔ دیکھ تیرا شوہر جو ناقابل تسخیر بنا پھرتا تھا ہم نے اسے کیسے معذور اور بے بس کر رکھا ہے۔''

نابت نے اپنے باپ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے فوراً روئی، بیرونی حصار کی لکیر پر رکھی اور جندع بن عمرو نے مشعل سے روئی کو آگ لگا دی۔ آگ روشن ہوتے ہی یوناف اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر اپنی شہد برساتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اے میرے حبیب! تم کیسے ہو؟''

یوناف نے اپنے سر کو جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

''یہ مجھے کیا ہو گیا تھا، میں کہاں ہوں اور یہ لوگ میرے اردگرد کیوں جمع ہیں؟ آہ! یہاں

ساتھی زکنبور اور شبر بھی ہیں۔"

ابلیکا نے کہا۔

"اے میرے حبیب! زکنبور اور شبر دونوں نابت کی سہیلی اور نابت کی صورت اختیار کر کے تمہاری طرف گئے تھے۔ تمہیں اشارے سے بلایا اور تم ان کے ساتھ ہو لیے۔ ان دونوں نے ایک عمل کر کے پہلے مجھے تم سے علیحدہ کر دیا پھر ذہن کو منجمد اور شل کر کے تمہیں معبد کے اس کمرے میں لے آئے۔ انہوں نے تمہارے گرد دو حصار کھینچ دیئے تھے۔ اندر کا حصار تمہاری ذہنی غنودگی کو جاری رکھنے کے لیے اور بیرونی حصار اس لیے کہ میں اندر داخل ہو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]"

یوناف نے اپنا ہاتھ سیدھا کر کے پیار سے [illegible] پھر ابلیکا سے کہا۔

"ابلیکا! ابلیکا! [illegible] حصار کا تم نے ذکر کیا ہے۔ [illegible] تمہاری قوت اور [illegible]

ہوا۔"

جس وقت یوناف اور ابلیکا کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی اور یوناف سنبھل کر بیٹھ گیا تھا، ابورغال نے چونک کر زکنبور کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "یوناف تو مجھے بھلا چنگا لگتا ہے جبکہ تم لوگ کہتے ہو کہ تم لوگوں نے اس کی ذہنی یادداشتوں کو شل کر کے رکھ دیا ہے۔ کیا تم سب نے مل کر میرے ساتھ دھوکہ دہی اور مذاق تو نہیں کیا؟"

زکنبور نے کہا۔ "اے ابورغال! ہم نے یوناف کو یقیناً اپنے سامنے بے بس و مجبور کر دیا تھا لیکن ایسا لگتا ہے کہ تمہاری بیٹی نے ہمارے حصار پر آگ روشن کر کے یوناف کی ذہنی غنودگی ختم اور اس کی ان گنت قوتوں کو بحال کر دیا ہے۔"

ابورغال کے سینے میں دہکتی آتش نمرود اس کی رگ رگ میں سنسنا گئی، ایسا لگتا تھا، اس پر غصے میں جاں کنی کی حالت طاری ہو گئی ہو۔ پھر اس نے اجل قاطع کی طرح اپنی بیٹی نابت کی طرف دیکھا اور کہا۔ "تم نے حصار کی لکیر پر آگ روشن کر کے حصار کی قوت کا خاتمہ کر کے اچھا نہیں کیا۔ آج میں تمہیں ختم کر دوں گا۔"

پھر ابورغال کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا۔ وہ نابت کے منہ پر طمانچہ مارنا چاہتا تھا کہ فضا ہی کے اندر ابلیکا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ابورغال کا بازو مروڑ کر اسے دور پھینک دیا۔

ابورغال نے کہا۔ "آہ! کسی غیر مرئی قوت نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر میرا ہاتھ اور بازو بری طرح موڑ کر مجھے دور پھینک دیا ہے۔"

زکنبور نے فکر مندی سے کہا۔ "اے ابورغال! یہ امر اب یقینی ہے کہ یوناف کی یادداشتیں اور قوتیں بحال ہو گئی ہیں۔"

اس کے ساتھ ہی زکنبور اور شبر وہاں سے غائب ہو گئے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] زکنبور اور شبر [illegible] یہاں سے غائب ہو گئے"

رباب نے دکھ اور تاسف سے کہا۔ "اے ابورغال! [illegible] دونوں [illegible] صورت [illegible] ہو جاتے ہیں تھے۔ وہ دونوں ابلیس کے ساتھی تھے، لہٰذا اپنی ابلیست جتا گئے ہیں۔"

اس دوران دو پجاری کھولتے ہوئے پانی کا ایک برتن اٹھا کر اندر لائے اور انہوں نے ابورغال کے پاس رکھ دیا۔ اس برتن کے ساتھ لکڑی کا ایک پیالہ بھی بندھا تھا، شاید اسی پیالے سے ابورغال یوناف پر کھولتا ہوا پانی ڈالنا چاہتا تھا۔ ابورغال نے رباب بن جعفر کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی ٹوٹتی بکھرتی آواز میں کہا۔ "کیا تمہاری گفتگو سے میں یہ اندازہ کر لوں کہ یوناف ٹھیک ہو چکا ہے اور یہ کہ اس کی قوتیں بحال ہو چکی ہیں؟"

رباب نے پراگندہ سے لہجے میں کہا۔ "ہاں سردار، ایسا ہی سمجھ لو۔"

ابورغال نے پانی لانے والے دونوں پجاریوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "گرم پانی کا یہ برتن اٹھا کر باہر لے جاؤ، اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔"

قبل اس کے کہ وہ دونوں پجاری اس برتن کو اٹھاتے، یوناف اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔

"گرم پانی کے اس برتن کو یہیں رہنے دیا جائے۔ اے ابورغال، یہ پانی جو تم نے میرے لیے گرم کرایا تھا اب تمہارے اوپر ڈالا جائے گا۔"

یوناف کی بات پر ابورغال بھولی بسری ساعتوں کی طرح اعصاب کا شکار ہو گیا اس کے دل میں ہوک اور رگ و پے میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔

دوسری طرف یوناف کی بحالی پر حسین نابت آبی طیور، صدیوں کی گود کے زمزمے، بادبانِ وا، امواجِ نسیم، بخت مہرباں اور تدبیر سازگار کی طرح خوش اور راحت افزا ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر ہنس مکھ کنواریوں اور چنچل و سمن اندام شنگولیوں جیسے انار اور لال گلاب کے رنگ بکھر گئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں مسرت و راحت کے پس منظر میں ساری رات جگانے والے نغمات رقص کر رہے تھے۔

یوناف جب شبر کے کھینچے ہوئے حصار سے باہر آیا تو نابت آگے بڑھی اور اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے اونٹوں کی پر خواب گھنٹیوں جیسا طلسمات کا سماں باندھتی ہوئی اپنی آواز میں پوچھا۔

''آپ اب کیسے ہیں؟''

''تم فکر مند نہ ہو نابت! میں اب ٹھیک ہوں، میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے ابلیکا کے کہنے پر آگ روشن کر کے ان ابلیسیوں کے حصار کو توڑا ہے۔''

نابت نے پھر دل کا سکون اور روح کی نشاط بکھیرتی ہوئی آواز میں کہا۔

''آپ کو میرا ممنون ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ آخر میں آپ کی بیوی ہوں اور ایسا کرنا میرا فرض تھا۔''

یوناف نے اس بار اپنے سارے رنج و کرودھ اور کینے اور نفرتوں سے ابورغال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابورغال! میرا جی تو چاہتا ہے کہ میں یہ گرم پانی کا برتن اٹھا کر تمہارے اوپر انڈیل دوں لیکن تم نابت کے باپ ہو اور نابت میری بیوی ہے۔ اس ناطے میں تمہیں معاف کرتا ہوں لیکن یاد رکھنا تمہاری مہلت اور ڈھیل کی رسی اب مزید دراز نہ ہوگی۔ اگر ایسی ہی حرکت تم نے پھر کی تو تمہاری حالت میں ان بتانِ خیال اور اجسامِ سنگ جیسی کر دوں گا جن کے بکھرنے اور ٹوٹنے کا وقت آ گیا ہو۔''

ابورغال نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہا۔

یوناف نے اس بار رباب بن صغرہ اور ذو آب بن عمرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے غلیظ و گناہ گار پجاریو! یہ دوسری بار تم لوگوں نے ٹکرانے کی کوشش کی ہے، سن رکھو! اگر تم دونوں نے ایسی ہی کوئی حرکت تیسری بار کی تو پھر جس طرح عزازیل کے گماشتے زکنبور اور شبر تم دونوں کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں، ایسے ہی پھر ایک روز تم دونوں کی روحوں کو بھی میں تمہارے جسموں سے رخصت کر دوں گا۔''

ذو آب اور رباب نے کوئی جواب نہ دیا جبکہ یوناف، نابت اور جندع بن عمرو کے ساتھ وہاں سے نکل گیا۔

یوناف، نابت اور جندع کے جانے کے بعد ابورغال نے دونوں پجاریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''آج اگر نابت کی وجہ سے یوناف نے مجھے معاف نہ کر دیا ہوتا تو تم دونوں اپنے ساتھ مجھے بھی مروا دیتے۔''

رباب بن صغرہ نے فوراً اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔ ''اے ابورغال! ہم نے یقیناً اسے مجبور و زیر کر لیا تھا، اگر نابت آ کر آگ روشن کر کے حصار کے سلسلے کو منقطع نہ کرتی تو یوناف اب بھی ہمارے شکنجے میں ہوتا اور نابت کی جگہ کوئی اور ایسی حرکت کرتا تو ہم یقیناً اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیتے۔''

ابورغال نے طنزاً کہا۔ ''اے رباب! تم ایسا بھی نہ کر سکتے، اس لیے کہ میں نے جب نابت کو مارنا چاہا تو فضا کے اندر ہی کسی نے میرا بازو پکڑ لیا تھا اور پھر کسی نے مجھے خشک ہلکی لکڑی کی طرح اچک کر دور پھینک دیا، میں حیران ہوں کہ ایسا میرے ساتھ کیسے، کیوں اور کس وجہ سے ہوا۔ کیا نابت کے پاس بھی غیر مرئی قوتیں ہیں؟''

رباب نے کہا۔ ''نابت کے پاس کچھ بھی نہیں۔ میرا خیال ہے زکنبور اور شبر نے یوناف کے گرد جو حصار کھینچ رکھا تھا اس پر نابت نے جو آگ روشن کی تھی، شاید اس آگ کی وجہ سے اس حصار کا اثر ختم ہو گیا اور یوناف اپنے حواس میں آ گیا اور اس نے کوئی عمل کر کے آپ کو نابت پر ہاتھ نہ اٹھانے دیا۔ آپ نے دیکھا نہ تھا کہ جس وقت حصار کی لکیر پر نابت نے آگ روشن کی تھی اسی وقت یوناف اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ ایسا لگتا ہے نابت کو ایسا کرنے کے لیے کسی اور نے کہا ہو۔''

اس بار ذو آب نے زبان کھولی اور کہا۔ ''ابلیس کا ساتھی زکنبور کہہ تو رہا تھا کہ یوناف کے پاس کوئی روحانی یا شیطانی قوت ہے۔ ہو سکتا ہے اسی نے نابت کو ایسا کرنے کے لیے کہا

ہو۔"

رباب نے کہا۔"ہاں یہ بھی ممکن ہے۔"

ابورغال نے کہا۔"اچھا تم لوگ اب اس موضوع پر بحث بند کرو۔ اس لیے کہ یوناف ہمیں معاف کر کے جا چکا ہے اور میں نے عہد کر لیا ہے اب اس سے ٹکرانے کی کوشش نہ کروں گا، میں سمجھتا ہوں اس کے ساتھ ٹکرانے سے ہمیں نقصان کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ میرے خیال میں یہ شخص بے تحاشا قوتوں کا مالک ہے، میں نے اب ایک اور کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔"

ذوآب اور رباب دونوں نے ابورغال کے اور زیادہ قریب ہوتے ہوئے رازداری سے پوچھا۔"کیا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔آپ نے؟"

ابورغال نے کہا۔"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس اونٹنی کو مار دیا جائے جسے صالحؑ نے پہاڑ کے اندر سے معجزے کے طور پر نکالا ہے۔ اس اونٹنی نے ہم پر بہت زیادہ بوجھ ڈال دیا ہے۔ گو اس کے دودھ سے سب لوگ مستفید ہوتے ہیں، پر یہ فصلیں کھا جاتی ہے اور پانی اس قدر پیتی ہے کہ اس نے ہمیں پانی کے قحط میں مبتلا کر دیا ہے۔"

رباب نے سہمے سہمے لہجے میں پوچھا۔"لیکن اس اونٹنی کو مارے گا کون؟ جبکہ سارے لوگ اس اونٹنی سے خوفزدہ ہیں اور اس اونٹنی کی وجہ سے صالحؑ پر ایمان لانے والوں میں اضافہ بھی ہوا ہے۔ لوگ اونٹنی پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے ڈرتے ہیں کیونکہ صالحؑ نے کہا ہے کہ اگر تم لوگوں نے اونٹنی کو مارا تو تم پر خدا کا قہر نازل ہوگا۔ ایسی صورت میں کون اس اونٹنی کو قتل کرنے کی ہمت اور جرأت کرے گا؟"

ابورغال نے کہا۔"یہ کام میں مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف سے لوں گا۔"

ذوآب نے اپنا اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔"گو مصدع اور قدار جنات جیسے طاقتور ہیں اور قوت و ہمت میں قوم ثمود کے اندر ان کا کوئی ثانی نہیں ہے پھر بھی اے سردار! وہ اس اونٹنی کو قتل کرنے کی حامی نہ بھریں گے۔"

ابورغال نے کہا۔"میں نے اپنے غلام زولاف کو مصدع اور قدار کو بلانے بھیجا ہوا ہے۔ زولاف ان دونوں کو لے کر یہیں آئے گا، پھر ان دونوں سے اونٹنی کو مارنے کے لیے بات کر لیتے ہیں۔"

رباب بن صغرہ نے کہا۔"میرا خیال ہے مصدع اور قدار دونوں ہی اونٹنی پر حملہ آور ہونے کی حامی نہ بھریں گے۔"

ابورغال نے کہا۔

"قوم ثمود میں صرف مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف ہی ہیں جو اس اونٹنی کو مار سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی جوان نہیں جو اس کام کو انجام دے سکے اور ان دونوں کو اس کام پر آمادہ کرنے کے لیے میرے پاس ایک چال بھی ہے۔ سنو مقدس پجاریو! اس لالچ اور لوبھ میں آ کر مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف ضرور اونٹنی کو مارنے پر رضا مند ہو جائیں گے۔"

ذوآب نے کہا۔

"اے ابورغال! وہ کون سا لالچ ہے جو آپ نے تیار کر رکھا ہے اور جس کی وجہ سے مصدع اور قدار اونٹنی کو مارنے پر اپنی رضا مندی کا اظہار کر دیں گے۔؟"

ابورغال نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔"اے مقدس پجاریو! تم جانتے ہو، میری بیٹی نابت کے بعد قوم ثمود میں قطام اور قبال نام کی لڑکیاں سب سے خوبصورت اور حسین ہیں۔ سن رکھو مجھے خبر ہے کہ مصدع قبال کو اور قدار قطام کو پسند کرتا ہے اور اس سلسلے میں مصدع اور قدام نے قطام اور قبال کی ماؤں سے رابطہ بھی قائم کیا ہے لیکن انہوں نے ابھی تک قطام اور قبال کی شادی مصدع اور قدار سے کر دینے کی حامی نہیں بھری۔ سنو! میں نے قطام اور قبال کی ماؤں کو بھی یہاں بلوایا ہے، وہ بھی آتی ہی ہوں گی اور سب کی موجودگی میں یہ معاملے طے ہو جائے گا۔"

"سنو میرے عزیزو! تم جانتے ہو قطام اور قبال[1] دونوں خالہ زاد بہنیں ہیں، قطام کی ماں عنیزہ اور قبال کی ماں صدوق[2] دونوں بہنیں ہیں اور ان دونوں کے خاوند مر چکے ہیں، میں نے عنیزہ اور صدوق سے پہلے ہی بات کر لی ہے اور انہیں اس امر پر آمادہ کر لیا ہے کہ اگر مصدع اور قدار، صالحؑ کی اونٹنی کو مارنے پر رضا مند ہو جائیں تو وہ دونوں اپنی بیٹیوں کا رشتہ انہیں دینے پر آمادگی کا اظہار کر دیں اور سنو میرے عزیزو! اگر ایسا ہو گیا تو ......"

۱۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کی جلد اول اور دوئم میں ان کے نام قطام اور قبال ہی لکھے ہیں۔

۲۔ بقول علامہ حفظ الرحمن خود صدوق قطام کے ساتھ ایک کردار تھی۔

ابورغال کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف معبد میں داخل ہوئے تھے، ان کے ساتھ زولاف بھی تھا جو خفیہ طور پر صالحؑ پر ایمان لا چکا تھا۔ ابورغال کے اشارے پر مصدع اور قدار اس کے سامنے ایک نشست پر بیٹھ گئے۔ ابھی ابورغال ان سے گفتگو کا آغاز کرنا ہی چاہتا تھا کہ قوم ثمود کی حسین لڑکیاں قطام اور قبال اندر داخل ہوئیں۔ ان کے ساتھ ان کی مائیں عنیزہ اور صدوق بھی تھیں۔ ابورغال نے ان چاروں کو مخاطب کر کے کہا۔ ''میں تم چاروں کا ممنون ہوں کہ تم چاروں میرے بلانے پر آئی ہو، ادھر میرے دائیں طرف آ کر بیٹھو کہ میں اپنی گفتگو کا آغاز کروں۔''

قطام و قبال اور عنیزہ و صدوق جب ابورغال کے کہنے پر وہاں بیٹھ گئیں تو ابورغال نے مسدع بن مہرج اور قدار بن سلف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے قوم ثمود کے نا قابل تسخیر جوانو! میں نے فیصلہ کیا ہے کہ صالحؑ کی اونٹنی کا خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ یہ اونٹنی نہ صرف فصلوں کے نقصان کا باعث بنتی ہے بلکہ پورے ایک دن کا پانی بھی پی جاتی ہے، لہٰذا میرا فیصلہ ہے کہ اس اونٹنی کو مار دیا جائے اور اے مصدع اور قدار! اس اونٹنی کو مارنے کے لیے میں نے تم دونوں کا انتخاب کیا ہے۔''

قدار بن سلف نے چونک کر کہا۔ ''ہم اور صالحؑ کی اونٹنی کو قتل کریں گے، یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے، تم لوگ جانو صالحؑ نے اپنے سحر کے زور سے پہاڑ کا ایک حصہ پھاڑ کر اس گابھن اونٹنی کو نکالا جس نے باہر نکل کر بچے کو جنا، ہم دونوں نے اگر اس اونٹنی کو مار دیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ صالحؑ اپنے سحر سے ہم دونوں کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ آہ! میں سمجھتا ہوں یہ اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل کام ضرور ہو گا، جس پر عمل کرنے والا مشکلات سے دو چار ہو کر رہ جائے گا، اے ابورغال! کاش تم ہمیں کوئی اور کام سونپنے کا فیصلہ کرتے۔''

ابورغال نے اپنی طرف سے آخری ضرب لگاتے ہوئے کہا۔ ''اگر میں تم لوگوں کو یہ کام سونپ رہا ہوں تو تم دونوں کو اس کا صلہ بھی ایسا دوں گا کہ پوری قوم ثمود تمہاری قسمت پر فخر و ناز کرے گی۔''

اس پر مصدع بن مہرج نے پوچھا۔ ''وہ کیا صلہ آپ ہمیں دیں گے کہ پوری قوم ثمود جس پر فخر کرے گی۔''

ابورغال نے کہا۔ ''سنو میرے عزیزو! اگر تم نے صالحؑ کی اس اونٹنی کو مار دیا تو میں قطام اور قبال کو تم دونوں کی مرضی اور خواہش کے مطابق تم سے بیاہ دوں گا۔ اب بولو۔ کیا تم یہ کام کرتے ہو؟''

مصدع اور قدار نے حیرت و تعجب سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر قدار نے ابورغال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''ہم اونٹنی کو مارنے کا کام ضرور کر گزریں گے بشرطیکہ آپ ہمارے ساتھ پختہ وعدہ کریں کہ قطام اور قبال ہماری ہوں گی۔''

ابورغال نے کہا۔ ''میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تم صالحؑ کی اونٹنی کو مار دو گے تو قطام اور قبال تمہاری ہوں گی۔''

قدار بن سلف نے کہا۔ ''اے سردار! آپ تو اس کا وعدہ کر رہے ہیں۔ قطام اور قبال کی ماؤں نے اگر اس وعدے کا پاس نہ کیا تب؟''

اس بار قطام کی ماں عنیزہ نے قدار بن سلف اور مصدع بن مہرج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اگر تم دونوں نے اونٹنی کو مار دیا تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ اپنی بیٹی قطام کی شادی قدار سے کر دوں گی۔'' *

عنیزہ کے خاموش ہونے پر صدوق نے کہا۔ ''اور میں بھی وعدہ کرتی ہوں کہ جب تم دونوں مل کر اونٹنی کو مار دو گے تو میں اپنی بیٹی قبال کی شادی مصدع سے کر دوں گی۔''

ابورغال نے اس بار مصدع اور قدار کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اب بولو، تم دونوں کا کیا ارادہ ہے؟''

اس بار مصدع نے کہا۔ ''میں اور قدام، قطام اور قبال کی خاطر صالحؑ کی اونٹنی کو ضرور مار دیں گے۔''

لاانتہا خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ابورغال نے کہا ''تو پھر اے مصدع اور قدار، سن رکھو! کل اونٹنی کی چشمے سے پانی پینے کی باری ہے۔ اس کا معمول ہے کہ غار سے اپنے بچے کے ساتھ نمودار ہوتی ہے۔ پانی پیتی ہے اور فصلوں سے پیٹ بھر کر دوبارہ غار میں چلی جاتی ہے۔ سنو! تم دونوں کل منہ اندھیرے ہی اس جگہ گھات میں بیٹھ جانا جہاں سے وہ اونٹنی اس بچے کے ساتھ آ کر پانی پیتی ہے، جب وہ پانی پینے آئے تو تم دونوں مل کر اس کی ٹانگیں کاٹ دینا، اس طرح ہمیں اس اونٹنی سے نجات مل جائے گی جس کی وجہ سے ہماری فصلیں تباہ ہوتی ہیں اور لوگوں اور جانوروں کو ایک دن کے لیے پانی سے محروم ہونا پڑتا

ہے۔ سنو! اگر تم دونوں چاہو تو تم دونوں کی امداد کے لیے کچھ اور جوان بھی مقرر کر سکتا ہوں۔''

قدار نے کہا۔ ''نہیں نہیں۔ ہمیں اور کسی کی ضرورت نہیں۔ اس کام کے لیے میں اور مصدع کافی ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ کل کا دن اس اونٹنی کے لیے آخری دن ہوگا۔''

ابورغال نے کہا۔ ''اونٹنی کے مارے جانے کے ایک ہفتہ بعد قطام اور قبال سے تم دونوں کی شادیاں کر دی جائیں گی۔''

قدار نے کہا۔ ''اب جبکہ ہمارے درمیان معاملہ طے ہو گیا ہے ہم دونوں یہاں سے جاتے ہیں۔''

ابورغال نے کہا۔ ''ہاں تم دونوں جا سکتے ہو۔''

مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف اٹھے اور معبد کی اس عمارت سے باہر نکل گئے۔ ان دونوں کے چلے جانے کے بعد عنیزہ نے ابورغال کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اے سردار! ہم دونوں بہنیں تمہارے کہنے پر یہاں آ تو گئی ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ اس اونٹنی کی موت کے بعد تم قطام اور قبال کی شادی مصدع اور قدار سے کرنے پر آمادہ ہو جاؤ۔''

ابورغال نے کہا۔ ''تم دونوں مطمئن رہو، جب تم دونوں کے ساتھ میں ایک بار سارا معاملہ طے کر چکا ہوں تو پھر اس معاملے میں تم دونوں کو فکرمند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔''

بڑے پجاری رباب بن صغرہ نے چونک کر پوچھا۔ ''تو کیا یہ معاملہ سچائی سے طے نہیں ہوا اور کیا اونٹنی کی موت کے بعد تم قطام اور قبال کی شادی مصدع اور قدار سے نہ کرو گے؟''

ابورغال نے سکون سے کہا۔ ''رباب بن صغرہ! یہ تو اونٹنی کو مروانے کی ایک چال[1] ہے۔ ورنہ قطام اور قبال تو پہلے ہی ان دونوں سے شادی کرنے سے انکار کر چکی ہیں۔ میں نے بڑی مشکل اور کوشش سے ان کی ماؤں کو اس دھوکہ دہی پر آمادہ کیا ہے، اب تم دونوں کہیں اس معاملے کی اطلاع مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف کو نہ کر دینا ورنہ سارا بنا بنایا کھیل

---

[1]۔ ابن خلدون بھی اپنی تاریخ کی جلد اول اور دوم میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قبال اور قطام کو مصدع اور قدار سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور اونٹنی کی موت کے بعد شادی کا وعدہ ایک دھوکے اور فریب سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا تھا۔

بگڑ جائے گا۔''

رباب بن صغرہ نے کہا۔ ''ہم ایسا کیوں کریں گے، ہم تو چاہتے ہیں کہ اونٹنی کا خاتمہ ہو جائے اور قوم ثمود پر سے صالحؑ کا یہ جادو ختم ہو جائے۔''

ابورغال نے کہا۔ ''تو پھر مطمئن رہو، کل مصدع اور قدار اس اونٹنی کا خاتمہ کر دیں گے اور اس کے ساتھ ہی صالحؑ کے سحر کا بھی انجام ظاہر ہو جائے گا۔''

ابورغال جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

قطام اور قبال کی مائیں اور وہ دونوں بھی اٹھ کر ابورغال کے ساتھ قوم ثمود کے اس معبد سے باہر نکل گئیں۔

○

رات بحر شور کی طرح چیختے چنگھاڑتے لمحوں کو سمیٹتی ہوئی اک بھیانک اور ڈراؤنی نقاہت بھری تھرتھری کے ساتھ رخصت ہونے کی تیاریاں کرنے لگی تھی۔ سمندروں کا تلاطم کوہستانوں کا سکون، پہاڑوں کی اترائیاں، سنگ وکلوخ اور سوسن و رزق کے پھول نمایاں اور عیاں ہونے لگے تھے، پھر ختم ہوتی ہوئی رات کے خلوت و وصال کے اندر سے ڈوبے لمحوں اور سنبلیں زلفوں میں سے سورج اک شعلہ خاموش کی طرح طلوع ہو کر چہار سو شفق کے نارنجی پردے بکھیرنے لگا۔ قصر زنداں سے طلوع ہونے والے سورج کے شہابی لبوں سے حکایات خونچکاں کی ابتدا ہونے والی تھی۔

مصدع اور قدار دونوں اونٹنی کا خاتمہ کرنے کے لیے پانی کے ذخیرے کے پاس گھات لگائے بیٹھے تھے۔ قوم ثمود کے دیگر لوگ بھی اپنے اپنے گھروں سے نکل کر روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے۔

مصدع اور قدار اونٹنی کے نکلنے کا بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے کہ اونٹنی اپنے غار سے نمودار ہوئی۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کا بچہ بھی تھا۔ جونہی اونٹنی پانی کے ذخیرے کے پاس آ کر پانی پینے لگی۔ مصدع اور قدار اپنی جگہ سے نکلے اور اونٹنی پر تلواریں برسا کر انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ اونٹنی وہاں ذخیرے کے کنارے گری اور مر گئی جبکہ اس کا بچہ

واپس غار کی طرف بھاگا۔ غار کے دہانے کے قریب جا کر اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے ہولناک انداز میں تین بار چیخیں[1] ماریں اور پھر بولنے کے انداز میں چیختا ہوا اس غار کے اندر گھس گیا۔

مصدع نے فکر مند لہجے میں کہا۔ ''قدار! قدار! اس اونٹنی کے ساتھ ہمیں اس کے بچے کو بھی مار دینا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو اونٹنی کے مارے جانے کے بعد اس کا بچہ ہمارے لیے کوئی مصیبت اور اذیت کھڑی کر دے۔''

قدار نے لاپروائی سے کہا۔ ''اس اونٹنی نے ہمیں کچھ نہیں کہا تو اس کا بچہ ہمارے لیے کیا مصیبت کھڑی کر سکتا ہے، بہر حال اگر تم اس کے متعلق فکر مند ہو تو آؤ دونوں اس کا تعاقب کرتے ہیں، وہ سامنے والی غار ہی میں تو گیا ہے۔ بچے کو وہیں مار کر ہم واپس چلے جائیں گے۔''

پانی کے ذخیرے کے قریب کام کرنے والے لوگوں نے مصدع اور قدار کو اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتارتے دیکھ لیا تھا، لہٰذا ان میں سے جو لوگ صالحؑ پر ایمان لا چکے تھے وہ شور و واویلا کرتے ہوئے شہر کی طرف بھاگنے لگے۔

مصدع اور قدار جب اس غار میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ اونٹنی کا وہ بچہ جو ان کے سامنے غار میں گھسا تھا، وہاں نہیں تھا۔

مصدع نے قدار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''قدار! قدار! میرے اندیشے درست ثابت ہوئے نا! تم نے دیکھ لیا اونٹنی کا بچہ یہاں نہیں ہے۔ وہ آخر کہاں چلا گیا۔ ایسا لگتا ہے، یہ بچہ ہم دونوں کے لیے کسی مصیبت کا پیش خیمہ بنے گا۔''

قدار نے اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔ ''تم فکر مند نہ ہو مصدع! وہ اونٹنی کا بچہ ہمارے لیے کسی مصیبت کا باعث نہیں بنے گا۔ آؤ اب غار سے باہر چلیں، تم خواہ مخواہ اپنے دل میں خوف اور اندیشہ بٹھا رہے ہو۔''

مصدع اور قدار جب اس غار سے باہر آئے تو دیکھا وہاں مردہ اونٹنی کے گرد قوم ثمود کے بہت سے لوگ جمع تھے۔ ان میں صالحؑ پر ایمان لانے والے بھی تھے اور ابو رغال،

[1] ۔ علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کی جلد اول اور دوم میں جو مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی نے قصص

دونوں بڑے پجاری، یوناف، نابت، جندع اور دیگر لوگ بھی تھے۔

اس موقع پر صالحؑ ایک بلند چٹان پر کھڑے ہوئے اور قوم ثمود کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔

''اے میری قوم!''

آخر وہی ہوا جس کا مجھے خوف تھا۔ تم لوگوں نے مصدع بن مہرج اور قدار بن سلف سے اونٹنی کو مروا کر ایک انتہائی گھناؤنی نافرمانی کی ہے جس کی سزا بہر حال تمہیں ملے گی۔

اے میری قوم کے لوگو!

دیکھو۔ اس اونٹنی کے بچے کو ہی تلاش کرو۔ اگر وہ بچہ تم لوگوں کو مل جائے تو عجب نہیں کہ تم لوگ خداوند کے عذاب سے بچ جاؤ۔''

حضرت صالحؑ کا یہ فرمان سن کر کچھ لوگ ادھر ادھر بھاگ کر اونٹنی کے بچے کو تلاش کرنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد کچھ لوگ صالحؑ کے پاس آئے اور ان میں سے ایک جوان نے ان سے کہا۔

''ہم مصدع اور قدار سے پتہ کر کے آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اونٹنی کے مرنے کے بعد اس کا بچہ غار کی طرف بھاگا۔ غار کے دہانے کے قریب اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کر کے تین ہولناک آوازیں نکالیں، پھر غار کے اندر گھس گیا۔ مصدع اور قدار نے غار کے اندر جا کر اس بچے کو ڈھونڈا مگر بچہ وہاں نہ تھا۔ انہوں نے ساری غار کو چھان مارا پر بچہ انہیں وہاں نہ ملا۔ حیرت ہے کہ اونٹنی کا وہ بچہ غار میں داخل ہونے کے بعد کہاں غائب ہو گیا۔''

حضرت صالحؑ چند ثانیوں تک تاسف اور افسوس کے انداز میں اس چٹان کے اوپر کھڑے رہے، پھر دوبارہ انہوں نے قوم ثمود کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

تمہاری بدبختی کی ابتدا ہو گئی ہے، اونٹنی کے بچے نے آسمان کی طرف منہ کر کے اور غار میں داخل ہونے سے پہلے تین بار آواز[1] نکالی لہٰذا اے میری بدبخت قوم! تین دن بعد

[1] ۔ قصص القرآن اور تاریخ ابن خلدون۔

تم پر خدا کا عذاب نازل ہو گا۔ سن رکھو! ان تین دنوں میں اے میری قوم تم پر تین تغیرات ظاہر ہوں گے۔ عذاب نازل ہونے سے قبل ان تین دنوں میں پہلے تم لوگوں کے چہرے زرد[1] ہو جائیں گے۔ دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائیں گے۔ سن رکھو! چوتھے روز تم پر خداوند کا عذاب نازل ہو گا اور تم میں سے کوئی بھی، سوائے ان کے جو ایمان لا چکے ہیں، اس عذاب سے بچ نہ سکے گا۔

اے میری قوم!

یہی وہ عذاب ہے جس سے میں تمہیں ڈرایا کرتا تھا۔

اے میری قوم!

''اب تمہاری حالت قوم عاد[2] جیسی ہو گی!''

اس کے بعد حضرت صالحؑ اس چٹان سے اتر کر ایمان لے آنے والے لوگوں کے ساتھ شہر کی طرف چلے گئے۔

قوم ثمود کا سردار ابورغال بھی اپنے دونوں بڑے پجاریوں ذوآب اور رباب کے ساتھ شہر کی طرف چل پڑا کہ اچانک اس کی نظر اپنے غلام پر پڑی جو ان لوگوں کے ساتھ جا رہا تھا جو صالحؑ پر ایمان لا چکے تھے۔ ابورغال نے دونوں پجاریوں سے کہا۔ ''تم لوگ چلو۔ میں ایک شخص سے مل کر آتا ہوں۔

ذوآب اور رباب آگے بڑھ گئے۔ ابورغال تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے غلام زولاف کے پاس آیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس نے بڑی نرمی اور شفقت سے کہا۔ ''زولاف!

۱۔ حضرت صالحؑ کی تنبیہ کے مطابق عذاب سے پہلے قوم ثمود پر یہ تینوں کیفیتیں طاری ہوئیں۔ (ابن خلدون)

۲۔ یہودی و نصرانی 1837ء تک قرآن کی بیان کردہ قوم عاد کو ایک فرضی داستان اور میتھالوجی سمجھتے رہے لیکن 1837ء میں ایک انگریز بحری افسر جیمز ولیسٹڈ رکو قوم عاد کی سرزمین سے ایک کتبہ ملا جس سے ان لوگوں کو قوم عاد کی حقیقت کا یقین ہو گیا۔ یہ کتبہ 2000ء قبل مسیح کا تھا اور اس پر لکھا تھا۔ ''ہم نے ایک طویل زمانہ اس شان سے گزارا کہ ہماری زندگی تنگی اور بد حالی سے دور تھی۔ ہماری نہریں دریا کے پانی سے لبریز رہتی تھیں اور ہمارے حکمران بادشاہ برے خیالات سے پاک اور اہل شر و فساد پر سخت تھے وہ ہم پر ہودؑ کی شریعت کے مطابق حکومت کرتے تھے اور عمدہ فیصلے ایک کتاب میں درج کر لیے جاتے تھے اور مرنے کے بعد ایک مقررہ وقت پر دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان رکھتے تھے۔ (تفسیر سورہ اعراف)

زولاف! ذرا علیحدگی میں میری بات تو سنو۔''

زولاف چونکہ حضرت صالحؑ پر ایمان لا چکا تھا لہٰذا اس نے ابورغال کو شبہ کی نگاہ سے دیکھا، پھر کوئی فیصلہ کر کے ابورغال کے ساتھ ہو لیا۔

لوگوں کے ہجوم سے علیحدہ لے جا کر ابورغال نے زولاف سے کہا۔ ''زولاف! زولاف! میں جانتا ہوں کہ تو صالحؑ پر ایمان لا چکا ہے۔ سن زولاف......''

زولاف نے ابورغال کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''اے ابورغال! میں یقیناً صالحؑ پر ایمان لا چکا ہوں، اپنے آبائی بتوں کو چھوڑ کر میں خدائے واحد کی عبادت کرتا ہوں۔ میں نے آج تک اپنے ایمان لانے کی کیفیت کو چھپائے رکھا، لیکن اب جبکہ خدا کے پیغمبر نے قوم ثمود کو تین دن بعد عذاب آنے کی تنبیہ کر دی ہے، تو میں کھل کر ایمان لانے والوں میں شامل ہو گیا ہوں۔ اے ابورغال! میں تمہارا غلام ضرور ہوں لیکن تم نے اس موقع پر اگر میرے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرنے کی کوشش کی تو میں نہ صرف تمہارے خلاف بغاوت کر دوں گا بلکہ میرے وہ ہم مذہب بھائی جو صالحؑ پر ایمان لا چکے ہیں، وہ بھی اس موقع پر تمہارے خلاف میری مدد کریں گے۔ سن رکھ ابورغال! اب قوم ثمود تین دن بعد آنے والے عذاب سے نہیں بچ سکتی۔''

ابورغال نے بڑے پیار سے کہا۔ ''زولاف! زولاف! میرے عزیز! تم غلط سمجھ رہے ہو مجھے اب اس سے کوئی سرکار نہیں کہ تم بتوں کی پرستش چھوڑ چکے ہو۔ تمہارے اس ایمان لانے کو بھی کسی پر افشا نہ کروں گا، اس کے عوض تم بھی میرا ایک راز، راز ہی رہنے دو گے۔

سنو زولاف! میں آج ہی یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا اور اپنے لوگوں کو یہ تاثر دوں گا کہ نواحی بستیوں کی طرف جا رہا ہوں جبکہ میں مکہ جاؤں گا اور وہاں جا کر حرم میں پناہ لے لوں گا۔ سنو زولاف! مجھے اب یقین ہو گیا ہے کہ جس طرح صالحؑ نے پہاڑ کے اندر سے گابھن اونٹنی نکال دی تھی، اسی طرح تین دن بعد اس نے جس عذاب کی خبر دی ہے وہ آ کر رہے گا، وہ ایک ایسا ساحر ہے جو ہر بات کو پورا کر کے چھوڑتا ہے۔ کاش! میں اس قہرمانیت کو ٹال سکتا جو تین دن بعد میری قوم پر نازل ہو گی۔

سنو زولاف! میں مکہ میں جا کر حرم میں پناہ لے لوں گا اور چار دن کے بعد جب اس عذاب کی مدت پوری ہو جائے گی تو میں حرم سے نکل کر وہیں آباد ہو جاؤں گا یا دوبارہ اپنی

بستی کا رخ کروں گا، اگر یہاں کے سب لوگ مارے گئے تو میں دوبارہ مکہ چلا جاؤں گا، میں آج شام ہوتے ہی یہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔ میری روانگی کے بعد اگر تم سے میرے متعلق کوئی پوچھے تو تم بھی اس سے یہی کہنا کہ میں نواحی بستیوں کی طرف گیا ہوا ہوں تاکہ لوگوں کو یقین رہے کہ میں کہیں بھاگا نہیں بلکہ اپنی قوم کے اندر ہی ہوں اور اے زولاف ! تم اس آنے والے عذاب کے لیے کیا پیش بندی کرو گے؟''

زولاف نے کہا۔

''آپ میری فکر نہ کریں میں چونکہ صالحؑ پر ایمان لا چکا ہوں، اس لیے میرا یقین ہے کہ جس طرح قوم عاد میں سے ہودؑ اور ان کے ایمان لانے والے عذاب سے بچ گئے تھے، اسی طرح تین دن بعد آنے والے اس عذاب سے صالحؑ کی پیش گوئی کے مطابق قوم ثمود کے چہرے زرد[1]سرخ اور سیاہ ہو جائیں گے۔''

ابورغال نے کہا۔''دیکھو زولاف ! میں اب جاتا ہوں، میرے راز کو افشا نہ کرنا، ورنہ اگر قوم ثمود کو خبر ہو گئی کہ میں صالحؑ کے متوقع عذاب سے بچنے کے لیے پیش بندی کے طور پر مکہ چلا گیا ہوں تو یہ لوگ وہاں تک میرا تعاقب کریں گے اور مجھے قتل کر کے چھوڑ دیں گے۔''

زولاف نے کہا۔

''تم جاؤ، تمہارا راز، راز ہی رہے گا۔''

ابورغال وہاں سے چلا گیا جبکہ زولاف ان لوگوں میں جا شامل ہوا جو صالحؑ پر ایمان لا چکے تھے۔

○

اسی روز شام کے قریب جبکہ یوناف اور نابت اپنے دیوان خانے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے، جندع بن عمرو حویلی میں داخل ہوا، وہ اپنے آگے آگے تین گھوڑوں اور چار

[1]۔ حضرت صالحؑ کی پیش گوئی کے مطابق ثمود کے چہرے پہلے روز زرد دوسرے روز سرخ اور تیسرے سیاہ ہو گئے اور چوتھے روز ان پر ہولناک عذاب نازل ہوا۔ قصص القرآن

اونٹوں کو ہانکتا ہوا لا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر یوناف اور نابت دیوان خانے سے باہر آ گئے۔ پھر نابت نے حیرت سے جندع کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اے میرے ماموں ! آپ اپنے ساتھ صرف تین گھوڑے اور چار اونٹ ہی لائے ہیں، ریوڑ کے باقی جانور کہاں ہیں۔''

جندع بن عمرو نے کہا۔

''اے میرے بچو ! صالحؑ آج اپنے ایمان لانے والے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے کوچ کر رہے ہیں۔ وہ بستی کے شمال میں اس جگہ کھڑے ہیں، جہاں اونٹنی کو مصدع اور قدار نے مارا تھا، جو لوگ ان پر ایمان لائے ہیں وہ اپنے جانوروں اور ساز و سامان کے ساتھ ان کے پاس جمع ہو رہے ہیں، میں بھی اپنے ریوڑ کو وہاں چھوڑ آیا ہوں، اپنے ساتھ یہ تین گھوڑے اس لیے لایا ہوں کہ ہم تینوں ان پر سوار ہو جائیں گے اور یہ جو چار اونٹ ہیں، ان پر گھر کا اثاثہ لاد کر ہم یہاں سے کوچ کرتے ہیں۔''

''میرے بچو ! آؤ اپنے گھر کا سامان ان اونٹوں پر لاد دیں۔''

یوناف فوراً آگے بڑھا اور اونٹوں کے گھٹنوں پر ان کی نکیل کی رسیاں مار کر انہیں صحن میں بٹھانے لگا۔ نابت اور جندع گھر کا ضروری سامان باہر صحن میں ڈھیر کرنے لگے۔

یوناف اس سامان کو بڑی ترتیب سے اونٹوں پر لادنے لگا۔ تھوڑی دیر میں ان تینوں نے اپنے گھر کا سامان اونٹوں پر لاد لیا اور پھر وہ تینوں اپنے گھوڑوں پر زینیں ڈالنے کے بعد ان پر سوار ہوئے اور اونٹوں کو اپنے آگے آگے ہانکتے ہوئے وہ اپنے گھر سے رخصت ہو گئے۔

جب وہ تینوں اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے شہر کے شمال میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا صالحؑ پر ایمان لانے والے لوگ اپنے سامان کے ساتھ شہر سے نکل کر وہاں جمع ہو رہے تھے، وہاں صالحؑ کے پاس شہر کے وہ ان گنت لوگ بھی کھڑے تھے جو ان پر ایمان نہ رکھتے تھے ان میں قوم ثمود کے بڑے بڑے پجاری ذو آب بن عمرو اور رباب بن صغرہ کے علاوہ، اونٹنی کو مارنے والے مصدع اور قدار بھی کھڑے تھے، پھر رباب نے صالحؑ کے قریب آ کر طنزیہ انداز میں کہا۔ اے صالحؑ ! تو ان لوگوں کو اپنے گھروں سے نکال کر کہاں لے جائے گا کیوں قوم کے ان افراد کو جنگل جنگل صحرا صحرا خانہ بدوشوں کی سزا دے کر تباہ و برباد کرنا چاہتے ہو، ہم جانتے ہیں جس طرح اونٹنی کو مار دینے سے کچھ نہیں

ہوا، اسی طرح تمہارے اس عذاب کا بھی کچھ نہیں ہونے کا۔ جس کے متعلق تم نے قوم کو تین دن کی مہلت دی ہے میں تو اس وقت سے ڈرتا ہوں جب تم پر ایمان لانے والے لوگ صحراؤں کے اندر دھکے کھا کھا کر بھوک پیاس سے مر جائیں گے۔''

صالحؑ نے کہا۔

''اے قوم ثمود کے فسادی پجاریو!

تم لوگوں نے قوم کو دھوکے اور فریب میں ڈال رکھا ہے، میں تم سب کے لیے اس دن سے خوفزدہ ہوں، جب تم پر عذاب نازل ہوگا۔ یہ تو کہو تمہارا سردار ابورغال کہاں ہے؟''

رباب بن صغرہ نے کہا۔ ''وہ اپنی نواحی بستیوں کی طرف گیا ہے۔''

صالحؑ نے کہا۔ ''وہ آنے والے عذاب[1] سے ڈرتا پھر رہا ہے۔''

رباب نے کہا۔ ''ابورغال تمہارے اس بے بنیاد عذاب سے ڈر کر کیوں بھاگے گا، جب تمہارے خدا نے اونٹنی کو مار دینے پر مصدع اور قدار کو کوئی سزا نہیں دی تو ابورغال کو عذاب کا کیسا ڈر اور خوف۔ اونٹنی کا قتل مصدع اور قدار کا انفرادی فعل تھا اور اس انفرادی فعل کی سزا اگر ملنی ہوتی تو ان دونوں کو مل چکی ہوتی، جس طرح ان دونوں کو کچھ نہیں ہوا، اسی طرح قوم ثمود پر تمہارا کہا ہوا عذاب بھی نہیں آئے گا۔''

''اے قوم ثمود کے گمراہ کن پجاریو! گو اونٹنی کو مارا مصدع قدار نے ہی لیکن پوری قوم چونکہ ان کے جرم کی پشت پر تھی اور یہ دونوں قوم کی مرضی کے آلہ کار تھے، اس لیے الزام پوری قوم پر عاید ہوتا ہے، لہٰذا پوری قوم سوائے ایمان لانے والوں کے عذاب کا شکار ہوگی۔ یاد رکھو! ہر وہ گناہ جو قوم کی خواہش کے مطابق کیا جائے یا جس کے ارتکاب کو قوم کی رضا اور پسندیدگی حاصل ہو وہ قومی گناہ ہے، خواہ اس کا ارتکاب کرنے والا آدمی ایک ہو یا دو ہوں بلکہ جو گناہ قوم کے درمیان علی الاعلان کیا جائے اور قوم اسے گوارا کر لے وہ بھی قومی گناہ ہو گا۔ مصدع اور قدار کے کام کی پوری قوم پشت پناہ تھی لہٰذا اب تم سب عذاب کا انتظار کرو۔ میں اپنے اوپر ایمان لانے والوں کے ساتھ رخصت ہوتا ہوں کہ آنے والے تین دن قوم ثمود

۱۔ ابورغال مکہ کی طرف بھاگ گیا تھا اور وہاں جا کر اس نے حرم میں پناہ لے لی تھی، جب چار دن بعد عذاب کی مدت پوری ہوئی اور وہ حرم سے نکلا تو وہیں اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور وہ مکہ شہر ہی میں مر گیا۔ (قصص القرآن)

پر بھاری اور چوتھا اس سرزمین پر ان کا آخری دن ہوگا۔''

اس کے بعد حضرت صالحؑ اپنے اوپر ایمان لانے والوں کے ساتھ وہاں سے کوچ[1] کر گئے۔

اگلی صبح سے قوم ثمود پر عذاب الٰہی کی علامات ظاہر ہونا شروع ہوگئیں۔

پہلے دن ان کے چہرے اس طرح زرد پڑ گئے جیسا کہ خوف کی حالت میں ہوتا ہے، دوسرے روز ان کے چہرے سرخ ہوگئے، گویا خوف و دہشت کا یہ دوسرا درجہ تھا اور تیسرے روز ان سب کے چہرے سیاہ ہوگئے اور ہر سو تاریکی چھا گئی۔ یہ خوف کا تیسرا مقام تھا جس کے بعد موت ہی کا درجہ باقی رہ جاتا ہے۔

تین دن کی ان علاماتِ عذاب نے ان کو اور ان کے دلوں کو صالحؑ کے سچا ہونے کا یقین دلا دیا تھا لیکن وہ صرف حسد و بغض کی بناء پر سچائی کا انکار کرتے رہے۔

بہر حال ان تین دنوں کے بعد وقت موعود آ پہنچا اور رات کے وقت ایک ہیبت ناک[2] آواز نے ہر شخص کو اس حالت میں ہلاک کر دیا[3] جس حالت میں وہ تھا۔

حضرت صالحؑ کے ساتھ جو لوگ عذابِ خداوندی سے بچ گئے تھے وہ اُن کے ساتھ فلسطین کے شہر رملہ اور پھر وہاں سے حضر موت کی طرف چلے گئے۔ آپ کی وفات کے بعد وہ دوبارہ[4] اپنی سرزمین کی طرف آئے اور ان کی جو بستیاں اور شہر عذاب سے تباہ و برباد ہو

۱۔ اپنے شہر الحجر سے نکل کر صالحؑ فلسطین کے شہر رملہ میں چلے گئے اور وہاں سے انہوں نے حضر موت کا رخ کیا اس لیے کہ قوم عاد اور ان کا اصل وطن وہی تھا۔ یہاں ایک قبر ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ قبر صالحؑ کی ہے۔ بقول علامہ آلوسی آپ کی قبر کعبہ کے غربی جانب حرم کے اندر ہے۔ صالحؑ پر ایمان لانے اور عذاب سے بچ جانے والوں کی تعداد 120 تھی۔

۲۔ اس ہیبت ناک آواز کو قرآن مقدس میں کہیں رجفہ (زلزلہ۔ سورہ اعراف) کہیں صیحہ (چیخ۔ سورہ ہود) کہیں صاعقہ (کڑک دار بجلی۔ سورہ والنجم) کہیں طاغیہ (دہشت ناک۔ سورہ والشمس) کہہ کر پکارا گیا ہے۔ یہ تمام تعبیرات ایک ہی حقیقت کے مختلف اوصاف کے اعتبار سے کی گئی ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ خدائے برتر کے اس عذاب کی ہولناکی کیسی گوناگوں تھی۔ (قصص القرآن)

۳۔ اس عذاب میں قوم ثمود کے 1007 شہر اور بستیاں اور ان گنت لوگ مارے گئے۔ حضرت صالحؑ نے 85 سال کی عمر پائی۔ چہار شنبہ کو اونٹنی ماری گئی اور یک شنبہ کو قوم ثمود ہلاک ہوگئی۔ (ابن خلدون)

۴۔ قصص القرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ اپنے وطن میں آ کر آباد ہو گئے تھے، اس کے علاوہ مندرجہ ذیل تاریخی شواہد بھی ان کے اپنی سرزمین میں دوبارہ آباد ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

(الف) تاریخ میں ثمود ثانیہ کا نام روشن نظر آتا ہے۔ ایک طرف اسیریا کے کتبوں میں اور دوسری طرف رومیوں کی تاریخ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ رومی حضرت عیسیٰؑ سے کچھ عرصہ قبل قوم ثمود کے ان علاقوں پر قابض ہو گئے تھے جو عذاب کے بعد انباط اور ادوم قبائل کے تسلط میں آ گئے تھے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

گئے تھے انہیں پھر سے آباد کرنا شروع کر دیا۔ یہی لوگ ثمود ثانیہ کہلائے لیکن بعد کے دور میں یہ لوگ پہلے کی طرح قوت و شہرت حاصل نہ کر سکے، اس لیے کہ قوم ثمود کے زیادہ تر افراد مارے گئے تھے اور ان کے بڑے بڑے عالیشان محل[1] اور عمارتیں عذاب خداوندی کے سامنے کھنڈر ہو کر رہ گئے تھے۔ یہ کھنڈر[2] دوبارہ اپنی پہلی سی عظمت حاصل نہ کر سکے۔

OOO

(گزشتہ سے پیوستہ)

(ب) شرغون ثانی جو 722 قبل مسیح میں ارض شام کا بادشاہ تھا، اس نے عرب پر فوج کشی کی تھی جس کا ذکر اس نے اپنے کتبۂ فتح میں کیا ہے۔ اس کتبہ میں جن محکوم قبائل کا ذکر ہے، ان میں ثمود کا نام بھی ملتا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچے کھچے ثمود دوبارہ آباد ہونے پر کوئی قوت حاصل نہ کر سکے۔

(ج) اس کے علاوہ دیگر مؤرخین مثلاً ڈائیڈ ورس، پلینی، بطلیموس اور نیوس اور اسپر نگر بھی ثمود ثانیہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

(د) رومیوں نے جب شمالی عرب پر قبضہ کیا تو ثمود رومیوں کی فوج میں شامل ہو گئے۔ 300 جوان ان کی فوج میں شامل تھے اور ان کے لمبے لمبے نیزے اور سواری کے اونٹ مشہور تھے۔ (تاریخ ارض القرآن)

۱۔ پہاڑ تراش کر عمارتیں بنانے کی قوم ثمود کی یہ کیفیت ایسی ہی تھی جیسی بھارت میں ایلورا اور اجنتا کے مقامات پر نظر آتی ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم جب غزوۂ تبوک کے موقع پر شمال کی طرف جاتے ہوئے قوم ثمود کے ان کھنڈرات میں سے گزرے تو آپؐ نے ایک کنویں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ''یہی وہ کنوں ہے جہاں حضرت صالحؑ کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔'' آپؐ نے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ صرف اسی کنویں کا پانی لینا باقی کنوؤں کا پانی نہ لینا۔

ایک پہاڑی درہ دکھا کر آپؐ نے فرمایا۔ ''اسی درے سے وہ اونٹنی پانی پینے کے لیے آتی تھی۔''

اس درے کا نام آج بھی فج الناقہ ہے۔ قوم ثمود کے ان کھنڈرات کے اندر جو مسلمان سیر کرنے لگے تھے، آپؐ نے ان سب کو جمع کیا۔ ایک خطبہ دے کر عبرت دلائی اور فرمایا۔

''یہ اس قوم کا علاقہ ہے جس پر خدا کا عذاب نازل ہوا لہٰذا یہاں سے جلدی جلدی گزر چلو۔ یہ سیر گاہ نہیں، رونے کا مقام ہے۔'' (تفہیم القرآن۔ سورہ اعراب)

مصر کا بادشاہ سنیفرو[1] اور اس کا وزیر تپا ہوتپ[2] ممفس شہر میں اپنے قصر[3] کے ایک کمرے میں بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ پتا ہوتپ نے سنیفرو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے آقا! گزشتہ شب کچھ تاجر میرے پاس آئے تھے۔ وہ طائر[4] اور سیدون شہروں کی طرف تجارت کی غرض سے جاتے ہیں، انہوں نے مجھ سے ایک ایسی بات کہی ہے جو حیرت اور تعجب میں ڈال دینے والی ہے، وہ کہہ رہے تھے فونیقی[5] قوم کی کشتیاں اور جہاز نامعلوم سر زمینوں کی طرف جاتے ہیں اور وہاں سے سونا، چاندی اور دیگر قیمتی دھاتیں مثلاً کانسی، لوہا، قلعی، رانگا (ٹین) افریقہ کے شمالی[6] ساحل پر جمع کرتے ہیں، وہاں فونیقیوں نے اپنے تجارتی پڑاؤ بنا رکھے ہیں اور جب یہ ساز و سامان اور قیمتی دھاتیں کافی مقدار میں وہاں جمع ہو جاتی ہیں تو انہیں اپنے جہازوں اور کشتیوں میں لاد کر اپنے مرکزی شہر طائر کی طرف لے جاتے

۱۔ جوزف وارٹسیون نے اپنی کتاب قدیم دنیا میں سنیفرو کو زوسر کے بعد کامیاب ترین بادشاہ کہا ہے۔

۲۔ پتا ہوتپ کی وہی حیثیت تھی جو زوسر کے ہاں امحوتپ کی تھی۔ (تاریخ قدیم دنیا)

۳۔ قدیم مصر کا بادشاہ اور اس کا وزیر و مشیر ایک ہی محل میں رہا کرتے تھے۔ (جوزف وارڈ)

۴۔ یہ موجودہ شہر صیدا اور رسور تھے۔

۵۔ یہ عرب تھے جو عرب کے صحراؤں سے اٹھ کر بحیرہ روم کے کنارے آباد ہو گئے۔ ان کا پیشہ تجارت تھا۔ انگریزوں نے انہیں کارتیج، لاطینیوں نے کارتھیگو، یونانیوں نے کارچیڈن اور توریت میں ان کو کرجاد کہا گیا۔ (تاریخ کارتیج، مصنف الفرڈ چرچ)

۶۔ فونیقیوں کا یہ تجارتی پڑاؤ اس جگہ تھا جسے آجکل خلیج ٹیوش کہا جاتا ہے، بعد میں اسی جگہ فونیقیوں نے اپنا مشہور شہر قرطاجنہ آباد کیا (الفرڈ چرچ)

ہیں، میں چاہتا ہوں فونیقی قوم کی اس آمدنی میں ہم بھی حصہ دار بنیں، وہ تاجر گزشتہ رات مجھے بتا رہا تھا کہ فونیقی ان سے اناج حاصل کرتے ہیں اور بدلے میں انہیں یہی قیمتی دھاتیں دیتے ہیں جنہیں وہ اکادیوں اور سمیریوں کے ہاتھ بیچ کر منافع حاصل کر لیتے ہیں۔''

سنیفرو نے غور سے اپنے وزیر پتاہوتپ کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے رازدارانہ لہجے میں کہا۔ ''پتاہوتپ! کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔''

پتاہوتپ نے کہا۔

''اے آقا! میری دو خواہشیں ہیں، اول یہ کہ ہم اپنے جہاز اور کشتیاں فونیقیوں کے پیچھے لگائیں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ فونیقی یہ قیمتی دھاتیں کس سرزمین سے لا کر شمالی افریقہ کے ساحل پر جمع کرتے ہیں، جہاں سے وہ یہ قیمتی اشیاء حاصل کرتے ہیں، وہاں سے ہم بھی حاصل کریں گے، اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو میری دوسری خواہش یہ ہے کہ ہم شمالی افریقہ کے اس مقام پر حملہ کر دیں جسے فونیقی اپنے پڑاؤ کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان سے وہ ساری قیمتی دھاتیں چھین لیں جو انہوں نے وہاں پر جمع کر رکھی ہوں۔ اس طرح ہم اپنی مالی حالت کو استوار کر کے اپنی جنگی قوت میں اضافہ کر سکتے ہیں اور آنے والے دور میں ہمارے اطراف میں اگر کوئی قوم طاقتور قوت حاصل کر کے سر اٹھانے کی کوشش کرے تو ہم بآسانی اس سے نمٹ سکیں گے۔''

سنیفرو نے چند ثانیوں کی سوچ بچار کے بعد کہا ''پتاہوتپ! تمہارا کہنا درست ہے لیکن میں تمہاری پہلی خواہش سے اختلاف کرتا ہوں، فی الحال ہمیں اس جستجو میں نہیں پڑنا چاہیے کہ فونیقی یہ قیمتی دھاتیں کہاں سے لاتے ہیں، ہو سکتا ہے اس معاملے میں ہمارا فونیقی قوم سے سمندر میں ٹکراؤ ہو جائے، اگر ایسا ہوا تو فونیقی غالب رہیں گے کیونکہ اس وقت دنیا میں ان کی بحری قوت سب سے زیادہ مضبوط اور منظم ہے۔ اس حالت میں وہ ہمیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جہاں سے وہ قیمتی دھاتیں حاصل کرتے ہوں، وہاں سے ہمارے لیے حاصل کرنا مشکل اور دشوار ہو اور ہم قیمتی دھاتیں حاصل کرنے کی کوشش میں اپنی بحری قوت کا نقصان بھی کر لیں اور کچھ بھی حاصل کر نہ کر سکیں، اس لیے میرا ارادہ یہ ہے کہ فی الحال شمالی افریقہ میں فونیقیوں کے اس پڑاؤ پر حملہ کر دیں جہاں ان قیمتی دھاتوں کا ذخیرہ ہے۔''

''سنو پتاہوتپ! ہماری جنگی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں اور ہم نے اپنی بحری قوت[1] میں خوب اضافہ کر لیا ہے، پہلے میرا ارادہ تھا کہ میں کنعانیوں[2] کے شہر مجیدو[3] پر حملہ آور ہوتا۔ انہیں مغلوب کرتا اور اپنی مرضی کے مطابق ان پر خراج کی رقم بھی مقرر کرتا لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری ان اطلاعات کے بعد مجیدو شہر پر حملہ آور ہونا ایک حماقت سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا، ہو سکتا ہے، ہمیں مجیدو سے کچھ بھی حاصل نہ ہو کیونکہ یہ شہر کنعانیوں کے چھوٹے شہروں میں سے ایک ہے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ کنعانی ایسی مزاحمت کریں کہ ہم مجیدو پر حملہ کر کے ناکام ہوں۔ ایسی صورت میں کنعانی ہمیں نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ پتاہوتپ! میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے کامیابی کا ایک دوسرا راستہ نکالا ہے جس سے وقتاً فوقتاً کام لے کر ہم کنعانیوں پر ان کے افریقی مقبوضہ جات پر ضرب لگا کر اپنی حالت کو مستحکم اور کنعانیوں کو کمزور کر سکتے ہیں کیونکہ افریقہ کا ساحل ہمارے قریب ہے اور اس پر ہم آسانی سے ضرب لگا سکتے ہیں۔ پتاہوتپ! اگر ہم اس مہم میں کامیاب رہے تو اپنی بحری قوت میں اور اضافہ کریں گے اور کنعانیوں کے پیچھے ان علاقوں کی طرف جائیں گے جہاں سے یہ لوگ سونا چاندی اور دوسری قیمتی دھاتیں حاصل کرتے ہیں۔''

اسی دوران قصر کے اس کمرے میں سنیفرو کا بیٹا خوفو[4] داخل ہوا۔ سنیفرو نے پتاہوتپ کے ساتھ اب تک ہونے والی بات چیت سے اسے آگاہ کیا۔ پھر اسے اس گفتگو میں اپنے ساتھ شامل کر لیا۔

خوفو کے آنے پر پتاہوتپ نے کہا۔ ''کیوں نہ خوفو کو ہی کنعانیوں کے خلاف اس مہم کا سالار بنائیں، میں بھی اس کے ساتھ رہوں گا، اس طرح خوفو کو اپنی صلاحیتیں ظاہر کرنے کا موقع مل جائے گا۔''

خوفو نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ''میں ضرور اس مہم کی سربراہی کروں گا بلکہ میں تو اس

۱۔ اپنی بحری قوت میں اضافے کے لیے سنیفرو اور پتاہوتپ نے ایسے بحری جہاز بنوائے جن کی لمبائی 170 فیٹ تک تھی۔ (جوزف وارڈ قدیم دنیا)

۲۔ فونیقیوں کو کارتھیج بھی کہا گیا۔ شروع دن سے یہ کنعانی کہلائے، بعد میں یونانیوں نے انہیں فونیقی کہنا شروع کیا، انہیں آرامی بھی کہتے ہیں۔ (تاریخ ارض القرآن، تاریخ شام)۔

۳۔ مجیدو کے علاوہ ان کے دوسرے بڑے شہر اریحا، شان، عکو، صور، صیدا، جبلہ، عرقہ اور سمیرا ہیں۔ (تاریخ شام)

۴۔ سنیفرو کے بعد خوفو ہی مصر کا بادشاہ بنا۔

حق میں ہوں کہ کنعانیوں کا تعاقب کیا جائے کہ وہ ایسی قیمتی دھاتیں کس سرزمین سے لا کر افریقہ کے ساحل پر جمع کرتے ہیں۔''

سنیفرو نے کہا۔ ''نہیں۔ یہ وقت ابھی اس کام کے لیے موزوں نہیں ہے۔ خوفو! خوفو! میرے بیٹے! تو کنعانیوں کی قوت کا غلط اندازہ لگا رہا ہے۔ یہ عرب صحراؤں کی قدیم قوم ہے، ان کا آبائی پیشہ جنگ و جدل ہے لیکن ان لوگوں نے عرب کے صحراؤں سے اٹھ کر اور بحیرہ روم کے کنارے آباد ہونے کے بعد کشتی رانی میں حیرت انگیز ترقی کی ہے۔''

''خوفو! خوفو! موجودہ دور میں کنعانی ایک تجارتی قوم ضرور ہے لیکن ہمیں ان کا یہ پہلو ہرگز نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ بنیادی طور پر یہ ایک جنگجو قوم ہے اور اگر ایک بار انہوں نے ہمیں پسپا کر دیا تو یاد رکھو وہ نیل کے ڈیلٹا تک ہمارا تعاقب کریں گے، اگر ایسا ہوا تو ہماری حالت بدترین ہو گی اور اگر ہم ان پر غالب رہے، تب بھی ہم ان کے علاقوں میں دور تک یلغار نہ کر سکیں گے کیونکہ ایسی صورت میں وہ دو اور قوموں کو بھی اپنی مدد پر آمادہ کر کے ہمارے لیے مشکلات کھڑی کر سکتے ہیں۔ ان دو قوموں میں سے ایک حتی[1] ہیں اور دوسری آشوری[2]۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ آشوری کنعانیوں کے ہم قوم ہیں اور یہ بات طے ہے کہ آشوریوں جیسا کوئی جنگجو نہیں ہے، میں نے سن رکھا ہے کہ ایرانی قوم ماد کی سلطنت بھی آشوریوں سے خوفزدہ ہے۔ فی الحال ہم ان کے افریقی پڑاؤ پر ہی حملہ کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اپنی عسکری قوت اور مضبوط کر کے کسی اور سمت سے کنعانیوں پر ضرب لگائیں گے۔''

تپا ہوتپ نے فیصلہ کن انداز میں پوچھا۔ ''تو پھر ہمیں کب یہاں سے اپنی مہم پر کوچ کرنا چاہیے؟''

سنیفرو نے کہا۔ ''میرا خیال ہے خوفو اور تم دونوں کو بہت جلد اس مہم پر روانہ ہو جانا چاہیے اور وہ اس لیے کہ تین ماہ بعد فصلوں کی افزائش کے لیے قربانی کے دن آ رہے ہیں۔ اس قربانی کی رسومات میں تم دونوں کی شرکت لازمی اور ضروری ہے۔''

۱۔ اناطولیہ کے میدانوں میں آباد ایک قدیم قوم۔
۲۔ کنعانیوں کی طرح آشوری بھی عرب تھے۔ ان کے مشرق میں آباد تھے اور عرب کے صحرا سے اٹھ کر وہاں گئے تھے۔

خوفو نے کہا۔ ''میرا خیال ہے ہم پرسوں یہاں سے اپنی مہم کے لیے کوچ کرتے ہیں اور بہت جلد واپس آنے کی کوشش کریں گے۔''

سنیفرو نے کہا۔ ''میں اس سے اتفاق کرتا ہوں، تم دونوں پرسوں اپنی آدھی بحری قوت کے ساتھ یہاں سے کنعانیوں کے افریقی پڑاؤ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔''

اس معاملے کو آخری شکل دینے کے بعد وہ تینوں کمرے سے نکل گئے۔

O

تیسرے روز تپا ہوتپ اور سنیفرو نے ممفس شہر سے اپنے بحری بیڑے کے ساتھ کوچ کیا۔ دریائے نیل کے اندر شمال کی طرف بڑھتے ہوئے وہ بحیرہ روم میں داخل ہوئے اور یہاں سے انہوں نے اپنا رخ مغرب کی طرف موڑ لیا۔ ماکومید، تھبا کیٹ، سبارتا سے ہوتے ہوئے انہوں نے جزیرہ مینکس[1] کے ساحل پر اپنے بحری بیڑے کے ساتھ پڑاؤ کیا، یہاں انہوں نے ایک دن قیام کر کے اپنے لشکریوں کو آرام کرنے کا موقع دیا، ساتھ ہی انہوں نے اپنے لیے خوراک کا ذخیرہ بھی کر لیا۔ اس کے بعد انہوں نے دوبارہ اپنی منزل کی طرف کوچ کیا۔

جزیرہ مینکس سے نکل کر ایک دن جزیرہ سرسین[2] میں گزارا۔ اس کے بعد وہ حادر و میتم اور نیپولس[3] سے ہوتے ہوئے اوتیکا[4] کے قریب جا پہنچے۔ اوتیکا سے ذرا فاصلے پر خوفو اور تپا ہوتپ نے ایک غیر آباد اور سنسان علاقے میں لنگر انداز ہوتے ہوئے اپنے کچھ آدمیوں کو کنعانیوں کے پڑاؤ کا حال معلوم کرنے کے لیے روانہ کر دیا۔

آدھی رات کے قریب جبکہ رات گلوگیر نوا اور محبوس فغاں تھی ہر شے بحر شفق پوش کی پہنائیوں میں اتر چکی تھی، وادی و کوہ میں رات کے عذابِ جان مہتاب اپنی کرنوں سے انوار بکھیر رہا تھا۔ سمن پوش جزیروں کی طرف سے آتی آوارہ مزاج ہوائیں، جنگلی پھولوں کی خوشبو اور آبشاروں کی پُراسرار و سُبک لہروں کی نوید دے رہی تھیں۔

۱۔ موجودہ لیبیا کے سامنے سمندر میں ایک قدیم جزیرہ۔
۲۔ موجودہ تیونس کا ایک جزیرہ۔
۳۔ جزیرہ سرسین اور کنعانیوں کے پڑاؤ کے درمیان ایک اہم شہر۔
۴۔ اوتیکا وہی جگہ ہے جہاں بعد میں شمالی افریقہ کے ساحل پر مستقل قبضہ کرنے کے بعد کنعانیوں نے مشہور زمانہ شہر قرطاجنہ آباد کیا تھا۔

ایسے میں جبکہ ہر شے تعزیر جنوں کا شکار اور اجل خوردہ ہو رہی تھی، سمندر کے کنارے کھڑے جہازوں کے اندر چند جوان اس جہاز میں داخل ہوئے جس کے اندر خوفو اور پتا ہوتپ بیٹھے تھے۔

انہیں دیکھتے ہی خوفو نے پوچھا۔ ''اے میرے عزیزو! تم ہمارے لیے کیا خبریں لائے ہو''

ان میں سے ایک نے کہا۔ ''اے ہمارے آقا! ہم کنعانیوں کا پڑاؤ دیکھ کر آ رہے ہیں، یہاں سے صرف چند میل آگے اوتیکا کے مقام پر ان کا پڑاؤ ہے، وہ جگہ ان کے مال و دولت اور سامان سے بھری پڑی ہے۔ رع کی قسم! ہم نے آج تک اتنا مال کہیں نہیں دیکھا اور اس مال کے محافظ بھی کچھ زیادہ نہیں ہیں، اگر ہم آج ہی رات کے پچھلے حصے میں ان پر حملہ کر کے ان کے سارے اموال کو اپنے جہازوں میں لاد کر یہاں سے واپس جانے کی کوشش کریں تو ہمیں برائے نام مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہم بڑی آسانی سے اپنا مقصد پورا کر کے کامیاب لوٹ سکتے ہیں۔''

خوفو نے بلند آواز میں کہا۔ ''میں تم لوگوں سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ حملہ آج ہی رات کو کیا جائے گا۔''

پھر خوفو کے حکم پر اس کا بحری بیڑہ اوتیکا کے مقام پر کنعانیوں کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہو گیا۔

رات کی اتھاہ تاریکی میں ہر شے پریشان لمحوں کے اندر کسی فروغ کی منتظر تھی۔ زیست کے کاشانے چپ، ہیکل و اشجار خاموش اور رنگ و بو کے جلو سے اندیشہ ہائے این و آن میں غرق تھے۔

خوفو اور پتا ہوتپ نے اپنے بحری بیڑے کو اوتیکا کے قریب لنگر انداز کیا اور پھر رات کی تاریکی میں کنعانیوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو کر انہوں نے پڑاؤ کے محافظوں کو تہ تیغ کر دیا، پڑاؤ کی ہر شے کو انہوں نے اپنے جہازوں کے اندر لاد لیا اور رات کی تاریکی میں وہ کامیاب شب خون مارنے کے بعد مصر کی طرف واپس کوچ کر گئے۔ انہیں کنعانیوں کے اس پڑاؤ سے امید سے بڑھ کر مال و دولت ہاتھ لگا تھا۔

○

عذاب سے بچ جانے والے قوم ثمود کے افراد نے جب کنعانیوں کی سرزمین کے شہر رملہ سے اپنے قدیم آبائی شہر حضر موت کی طرف کوچ کیا تو راستے میں حسین نابت چند دن بیمار رہ کر مر گئی۔ یوناف کو اس کی جواں مرگی کا انتہائی صدمہ ہوا۔ دل برداشتہ سا ہو کر حضر موت کے بجائے اس نے مصر کی طرف جانے کا قصد کیا اور دوبارہ شوطار کے محل میں جا رہنے کا فیصلہ کر لیا۔

ایک روز سہ پہر کے قریب وہ دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کے قریب نمودار ہوا اس نے دیکھا محل آباد تھا اور اس کے اندر بہت سے لوگ رہ رہے تھے، یوناف آگے بڑھ کر ان لوگوں کی کیفیت جاننے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا، پھر اس کی شہد بھری آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

''شوطار کا یہ محل مصر کے موجودہ بادشاہ سنیفرو نے اپنے ایک رشتے دار کو دے رکھا ہے اور اس نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ اس کے اندر رہائش اختیار کر لی ہے۔ اگر تم چاہو تو شوطار کا محل ان سے خالی کرا لو اور پہلے کی طرح اس میں رہائش رکھ لو کہ تم یہ محل خالی کرانے کی قوت رکھتے ہو۔''

یوناف نے بکھری بکھری آواز میں کہا۔

''نہیں، میں کسی پر ظلم نہیں کروں گا، میں کسی کو بے گھر نہ کروں گا، میں آخر کب تک اس محل کا مالک بن کر بیٹھ سکتا تھا اور پھر میں کیسے اور کیونکر ان لوگوں کو یقین دلا سکتا ہوں کہ میں مصر کے فرعون خسخیم کی بیٹی کا شوہر ہوں اور اس ناطے اس محل کا مالک ہوں۔ لوگ مجھے دیوانہ کہیں گے اس لیے اب میں ادھر ادھر دھکے کھا کر ہی زندگی بسر کر لوں گا۔ شاید میری تقدیر میں لکھا گیا ہے۔

ابلیکا نے کہا۔

''اے میرے حبیب! نابت کی بے وقت موت نے تمہیں مایوس اور افسردہ اور ملول کر دیا ہے، کاش وہ کچھ عرصہ اور تمہارے ساتھ رہتی۔''

یوناف نے ابلیکا کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور ممفس شہر کے بازار کی طرف بڑھنے

لگا، جب وہ بازار میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا بازار کے اندر ایک لاغر سا بوڑھا بربط بجا کر گاتا ہوا ایک طرف جا رہا تھا۔

یوناف کو اس بوڑھے کی آواز کا سوز اور اس کے گیت کے بول بھلے اور پرکشش لگے لہٰذا وہ اس کا تعاقب کرنے لگا۔

بوڑھا گا رہا تھا۔

شعلوں میں مانند چوب خشک مجھے جلاتے ہو۔
میری رگ رگ میں آتش بے دود شعلہ زن کرتے ہو
میرے روم روم میں اضطراب کی لہریں۔
میرے پے برگ میں زنبور کے زہر بھرتے ہو
میرے تناسل کے سلسلے کو گرانبار بیڑیاں پہنا کر
عدم کی تیرہ و تار مسافتوں کی طرف لے جاتے ہو
میری خواہشوں کو شب یلدائے گور اور پر از عذاب کرتے ہو
میری امنگوں کی اوج موج کو منقاش و زنگ خوردہ کرتے ہو
سوندھی سہانی گلنار ساعتوں کے متلاشیو!
بھینی باس خوشبو کے خوشگوار احساس کے تاجرو!
عدل و راستی کو رنج و اشتعال عطا کرنے والو!
آہ! زیست کے یہ کارواں، ہجوم خوباں میں کوبہ کو ہواؤں کی طرح دمادم اک عمر رواں کی طرح شعلہ ریز ماحول کی طرف بڑھتا رہے گا
ایک وقت آئے گا
جب میرے نغمے، میرے افکار
میرے تعینات و علائق کے بندھن، میرے نفس کا نگار
تمہارے مفرح مشروب میں، تمہارے کورے پنڈوں میں، سنہری کاکلوں میں تمہارے حسن درخشاں میں، تبانِ خیال میں، تمہارے رفیقانِ دلنواز کے ذہنوں میں۔
بے اماں شعلہ، پے بہ پے سوزِ دروں، دمادم برق نہاں بن کر داخل ہوگا

اچانک بربط بجا کر گاتے اور آگے بڑھتے اس بوڑھے نے راستے کے ایک پتھر سے ٹھوکر

کھائی اور زمین پر گر پڑا، یوناف بھاگ کر آگے بڑھا اور اس بوڑھے کو سہارا دے کر اٹھایا، بوڑھے نے ایک بار غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر کہا۔

''اے جوان! تیری مہربانی کہ تو میرے کام آیا، میری نظر اس قدر کمزور ہوگئی ہے کہ اکثر ٹھوکر کھا جاتا ہوں۔''

یوناف نے پوچھا۔

''اے بزرگ محترم! تمہارا نام کیا ہے اور تم کس کے بارے میں ابھی بربط پر گیت گا رہے تھے۔''

بوڑھے نے کہا۔

''میرا نام سلادف ہے اور میں ان قوتوں کے خلاف گا رہا تھا جو اروں کے بحر نوال اور قلزم عطا میں اس لیے آگ لگاتے ہیں کہ اپنی یکسائی حیات کی تطہیر و تزکیہ کریں، کاش! کبھی نہ فرد ہونے والی بحر کی آگ نے، کسی جنگ و جدل کی تیرگی، زندگی کی نہ تھمنے والی مجبوریوں کے کسی طوفان نے اب تک مجھے موت کے اندر ڈبو دیا ہوتا۔''

یوناف نے کہا۔

''اے مہربان سلادف! کھل کر کہو، میں سمجھا نہیں۔''

بوڑھے سلادف نے کہا۔

''اگر سننا ہی چاہتے ہو تو سنو، ہم دو بھائی تھے۔ دوسرا مجھ سے بڑا تھا، اس کی ایک بیٹی اور ایک بیٹا تھا، پچھلے سال میرے بھائی کے بیٹے کو یہاں حکمرانوں نے افزائش فصل کے لیے عبیدوز کی مرکزی قربان گاہ میں بھینٹ چڑھا دیا۔ بیٹے کے مارے جانے پر میرا بھائی بھی چند ماہ بعد سسک سسک کر مر گیا۔ اس کی بیٹی عطیشہ کو میں اپنے گھر لے آیا کہ اپنے بھائی کی اس نشانی کو اپنے بیٹے سے بیاہ دوں گا، میرا ایک ہی بیٹا ہے اور اس کا نام لیا ہے۔ پر ہائے حیف! ہائے بدبختی! مصر کے حکمرانوں نے اس سال افزائش فصل کے لیے میرے بیٹے کو قربان کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں نے پتا ہوتپ کی بہت منتیں کی ہیں لیکن وہ مانتا ہی نہیں۔ نہ جانے اسے ہم سے عناد اور دشمنی ہوگئی ہے۔''

''یہ قربانی اب ایک ہفتہ بعد ہوگی۔ کاش! کوئی یہ سوچتا کہ میری بینائی کمزور ہے اور میرا ایک ہی بیٹا ہے، اس کے قربان ہو جانے کے بعد میں اور عطیشہ دھکے کھا کھا کر مر جائیں

گے۔''

یوناف نے کہا۔

''اے میرے بزرگ! میں آپ کو اور آپ کی بیٹی کو دھکے نہ کھانے دوں گا، میں لبان کو بچاؤں گا۔''

سلادف نے مایوسی سے کہا۔

''آہ میرے بیٹے! لبان کو کوئی نہیں بچا سکتا۔ وہ ایسی جگہ ہے جہاں سے اسے کوئی نہیں نکال سکتا۔''

یوناف نے کہا۔

''اے سلادف! تم فکر مند نہ ہو۔ مصر کے حکمران اگر لبان کو زمین کی تہہ میں لے گئے ہوں میں تب بھی اسے نکال لاؤں گا، بس تم مجھے اپنے گھر لے چلو۔''

بوڑھے سلادف نے ایک بار غور سے یوناف کی طرف دیکھا، اس کے چہرے پر امید کی روشنی نمودار ہوئی، پھر وہ یوناف کا ہاتھ تھامے اپنے گھر کی طرف چل دیا۔

ooo

سورج اپنے رامش و رنگ اپنے نور کی شعاعیں اور اپنے تن آئینہ کو سمیٹتا ہوا صانع تخلیق کی مقصود مشیت کے تحت حفیظ ظلمات میں اتر رہا تھا۔ خونبار و شرر تاب شفق آوارہ وحشتوں کے پیش منظر میں جبل پر محو خواب کسی چرواہے جیسا قرارِ دلِ زار بکھیرنے لگی تھی۔ بوڑھا سلادف یوناف کو لے کر اپنے گھر میں داخل ہوا۔ اندر سے ایک لڑکی بھاگتی ہوئی نکلی اور سلادف کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے عم! آپ اتنی دیر سے کیوں آئے ہیں۔''

لڑکی کے سوال کا جواب دینے کے بجائے بوڑھے سلادف نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے لڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''اے میرے عزیز! یہ میرے بھائی کی بیٹی، میری بھتیجی اور میرے بیٹے لبان کی منسوبہ ہے۔ اے میرے عزیز! گو تو نے راستے میں مجھے اپنا نام بتایا تھا لیکن میں بھول گیا ہوں، ایک بار پھر اپنا نام کہو۔''

یوناف نے کہا۔

''میرا نام یوناف ہے۔''

سلادف نے لڑکی کی طرف دیکھا اور کہا۔

''عطیشہ! عطیشہ میری بیٹی! یہ نیک دل جوان جو میرے ساتھ آیا ہے، لبان کو بچانے کا وعدہ کرتا ہے۔ میں ٹھوکر کھا کر گر پڑا تھا، اس نے مجھے اٹھایا، مجھ پر احسان کیا۔ اب یہ

میرے بیٹے لبان کو بھی بچانے کا وعدہ کرتا ہے۔ اب دیکھو یہ اس کام کی تکمیل اور انجام دہی کیسے کرتا ہے۔''

''آہ! اب لبان کو کون بچا سکے گا۔ اب وہ بے چارہ تو ایسی جگہ ہے جہاں سے اسے کوئی نکال نہیں سکتا۔''

عطیشہ نے ماضی کے نگارینہ دیار کی سی اداسی اور اک حسرت خیز افسردگی کے ساتھ کہا۔ اس لمحہ اس کی گردن غم واندوہ سے جھک گئی۔

یوناف نے اس کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔

''اے میری بہن! تمہارے منسوب اور سلادف کے بیٹے لبان کو میں بچاؤں گا۔''

عطیشہ جس کی حالت برے ایام کی ویرانی کی سی ہو رہی تھی، پرامید نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

''پر اے میرے بھائی! آپ کیسے یوناف کو بچائیں گے۔''

یوناف کا جواب سننے سے قبل ہی عطیشہ نے پھر کہا۔

''میں بھی کیسی احمق ہوں، آپ مجھے احمق کہہ کر پکار رہے ہیں، اور میں نے آپ کو باہر ہی کھڑا کر رکھا ہے۔ آپ پہلے اندر چل کر بیٹھیں پھر آپ سے گفتگو ہوگی۔''

سلادف اور عطیشہ ، یوناف کو اپنے گھر کے ایک کمرے میں لے گئے اور اسے وہاں بٹھانے کے بعد عطیشہ نے کہا۔

''اے میرے بھائی! آپ لبان کو کیسے بچائیں گے جبکہ کل اسے عبیدوز شہر کی بڑی قربان گاہ پر فصلوں کی افزائش کے لیے قربان کر دیا جائے گا۔''

یوناف نے کہا۔

''اے میرے عزیز بہن! تو فکر مند نہ ہو۔ میں تجھے سلادف دونوں کو فرومائندہ ذلت اور ماندہ زار نہ ہونے دوں گا، میں اسے قربان گاہ کے اندر سے بھی زندہ نکال لاؤں گا۔''

''نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ ناممکن ہے۔''

''میں نے ناممکن کو ہی تو ممکن بنانا ہے۔ میری بہن!'' یوناف نے خوش طبعی سے کہا۔

عطیشہ نے کہا۔

''میرے بھائی! تم جانتے ہو کہ جس شخص کی افزائش فصل کے لیے قربانی دی ہوتی

ہے اس کے لیے مصر کا فرعون تین دن کے لیے اپنے تخت سے علامتی طور پر دست بردار ہو جاتا ہے اور تین دن تک وہ شخص تخت پر بیٹھتا ہے، لبان کو تخت پر بیٹھتے آج تیسرا دن ہے اور کل اسے عبیدوز کی قربان گاہ میں قربان کر دیا جائے گا۔ فرعون کے کارندے آج رات کے پچھلے پہر میں لبان کو لے کر عبیدوز کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔''

یوناف نے کہا۔

''تم ملول نہ ہو میری بہن! ہم بھی ابھی عبیدوز کی طرف کوچ کریں گے اور پھر تم اپنی آنکھوں سے دیکھنا کہ میں تمہارے منسوب لبان کو قربان گاہ کے اندر سے کس طرح زندہ نکال باہر لاتا ہوں۔''

بوڑھے سلادف نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔

''عطیشہ! عطیشہ میری بیٹی! ہمارے پاس اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ہم یوناف کی بات پر اعتبار کریں، تم کھانا تیار کرو، ہم کھانا کھا کر عبیدوز شہر کی طرف کوچ کرتے ہیں، پھر وہاں دیکھ لیں گے کہ یوناف ہماری مدد کے لیے کس طرح اور کیسی تدبیر کرتا ہے۔''

عطیشہ نے کہا۔

''اے عم! کھانا تیار ہے، میں ابھی لاتی ہوں۔''

عطیشہ کھانا لے آئی، تینوں نے مل کر کھانا کھایا، پھر ممفس شہر کی سرائے سے یوناف نے تین گھوڑے حاصل کیے اور وہ تینوں عبیدوز شہر کی طرف کوچ کر گئے۔

○

مصر کے شہر عبیدوز میں ازریس اور حوریس دیوتاؤں کے معبدوں کے درمیان مصر کی بڑی قربان گاہ کے ارد گرد لوگوں کا بہت بڑا ہجوم جمع تھا۔ مصر کا فرعون سنیفرو، اس کا بیٹا خوفو اور دوسرے اہل خاندان اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ ان کے بائیں طرف پتاہوتپ اور اس کے اہل وعیال بھی اپنی اپنی موزونیت کے مطابق بیٹھ چکے تھے۔

قربان کیے جانے والے شخص کو سانپوں سے بھرے جس اتھلے کنویں میں پھینکا جاتا تھا، اس کے قریب ہی یوناف کھڑا تھا، اس کے دائیں طرف بوڑھا سلادف اور بائیں طرف

عطیشہ کھڑی تھی۔ اتنے میں ایک طرف سے سلادف کے بیٹے لبان کو لایا گیا۔ اسے موت کے دیوتا انوبس کے مندر کے بڑے پجاری نے پکڑ رکھا تھا جس نے گیدڑ کا چہرہ لگانے کے علاوہ گیدڑ کی کھال بھی پہن رکھی تھی۔ پھر وہ اپنے چند ماتحت پجاریوں کی مدد سے لبان کو رسیوں میں جکڑنے لگا۔

اس موقع پر سلادف اور عطیشہ کی حالت نالۂ نیم شبی اور آہِ سحر گاہی جیسی ہو گئی تھی۔ پھر سلادف نے سوز پیہم میں ڈوبی مجذوبانہ سی آواز میں یوناف سے پوچھا۔

''یوناف! یوناف! میرے بیٹے اب تو وہ لبان کو قربانی کے کنویں میں پھینکنے لگے ہیں، کیا تمہارے خیال میں اب بھی میرے بیٹے کو بچا لینا ممکن ہے۔''

''میرے بزرگ! تم مایوس نہ ہو، میں اپنا وعدہ ہر صورت میں پورا کروں گا۔ سن رکھو، تم اپنے بیٹے کو زندہ سلامت اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر جاؤ گے۔ میں تمہارے بیٹے کے خلاف ان کی ہر سازش کو ناکام بنا دوں گا۔'' یوناف نے سلادف کو ڈھارس اور تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

اس بار عطیشہ بولی۔

''اے میرے بھائی! آپ کی گفتگو اور آپ کا رویہ ہمارے لیے ناقابل فہم ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''اب تم دونوں چچا بھتیجی خاموش رہو اور چپ چاپ صبر کے ساتھ دیکھتے جاؤ کہ میں تم سے کیا ہوا وعدہ کیسے پورا کرتا ہوں۔''

سلادف اور عطیشہ دونوں خاموش ہو گئے۔

یوناف ان دونوں سے ذرا ہٹ کر ایک طرف ہو گیا، پھر اس نے سرگوشی میں پکارا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو۔''

ابلیکا نے فوراً اس کی گردن پر لمس دیا، پھر اس کی سماعت میں رس گھولتی اس کی آواز سنائی دی۔

''اے میرے حبیب! میں یہیں تمہارے قریب ہی ہوں۔''

یوناف نے کہا۔

''سنو ابلیکا! یہ موت کے دیوتا انوبس کے معبد کا بڑا پجاری جو گیدڑ کا چہرہ لگائے ہوئے

ہے۔ اسے میں قربان گاہ کے کنویں میں پھینک دوں گا، جب اسے سانپ ڈس لیں اور یہ مر جائے تو تم فوراً حرکت میں آنا اور قربان گاہ کے اس کنویں میں جس قدر سانپ ہیں، سب کو ہلاک کر دینا۔ اس کے بعد تم فرعون سنیفرو پر وارد ہونا اور اسے یہ اعلان کرنے پر مجبور کرنا کہ بڑے پجاری کی قربانی کافی ہے، لہٰذا لبان کو چھوڑ دیا جائے۔''

ابلیکا نے الحان کا ایک زیر و بم برپا کرتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اے میرے حبیب! ہر کام تمہاری خواہش کے مطابق ہو گا۔'' ساتھ ہی ابلیکا اس سے علیحدہ ہو گئی۔

''جب لبان کو رسیوں میں جکڑ کر قربان گاہ کے کنویں میں پھینکنے کے لیے اوپر کھینچا جانے لگا تو موت کے دیوتا انوبس کا پجاری کنویں کی پختہ منڈیر کے پاس کھڑا رہا، یوناف نے اپنی سری اور لاہوتی قوتوں کو عمل میں لا کر اپنی آنکھ کا اشارہ کیا اور موت کے دیوتا کا وہ پجاری اچھل کر قربان گاہ کے کنویں میں جا گرا۔ کنویں کے اندر ان گنت سانپوں نے اسے ڈس لیا اور وہ مر گیا۔

اسی لمحہ ابلیکا حرکت میں آئی اور اس نے قربان گاہ کے سارے سانپوں کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔ اسی وقت قربان گاہ کے اندر گر کر مر جانے والے بڑے پجاری کے ماتحت پجاری نے ہوا میں معلق لبان کی رسیاں ڈھیلی کر دیں اور وہ کنویں میں جا گرا، اس دوران ابلیکا تمام سانپوں کا خاتمہ کر کے سنیفرو پر وارد ہو چکی تھی۔

پجاریوں نے جب دیکھا کہ ان کا بڑا پجاری مر چکا ہے جبکہ قربان کیا جانے والا جوان زندہ ہے اور قربان گاہ کے سارے سانپ بھی مر چکے ہیں تو شور مچانے لگے فرعون سنیفرو اور وزیر تپاہوتپ بھی بھاگ کر وہاں آ گئے۔ فرعون نے جو یہ کیفیت دیکھی تو اس نے پجاریوں کو مخاطب کر کے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ''اس بڑے پجاری کی قربانی ہی کافی ہے۔ اس جوان کو رہا کر دیا جائے۔''

ان پجاریوں نے لبان کو کھینچ کر باہر نکالا اور اس کی رسیاں کھول کر اسے رہا کر دیا۔

اس دوران سلادف اور عطیشہ بھی یوناف کے ساتھ کنویں کی منڈیر کے قریب آ کھڑے ہوئے تھے۔ رہا ہونے کے بعد لبان نے اپنے باپ سلادف کو دیکھا تو بھاگ کر آیا اور اس سے لپٹ گیا اور بولا۔

"اے میرے باپ! یہ میری کیسی خوش بختی ہے کہ میں قربان ہونے سے بچ گیا ہوں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایسا ہوا ہے ورنہ جو بھی یہاں لایا گیا، موت نے اسے ضرور اپنا لقمہ بنایا۔"

سلادف نے لبان کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو بچ نہیں گیا، میرے بیٹے! بچالیا گیا ہے۔"

پھر اس نے اپنے قریب کھڑے یوناف کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"تو اس جوان کا شکریہ ادا کر کہ اس کا نام یوناف ہے اور اسی نے تیری جان بچائی ہے۔"

قبل اس کے کہ لبان یوناف سے مخاطب ہو کر کہتا، عطیشہ نے یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے میرے بھائی! تو نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ اپنے قول کے مطابق تو نے لبان کو عین قربان گاہ سے آ بچایا۔ اے میرے بھائی! میں تیرا شکریہ کیسے ادا کروں۔"

یوناف نے کہا۔

"جب بھائی کہتی ہو تو پھر شکریہ کیوں ادا کرتی ہو۔ میرے لیے یہی سب سے بڑی نعمت ہے کہ تم میری بہن ہو۔ دیکھ میری بہن! میرے پاس کچھ سری طاقتیں ہیں جن کی بناء پر میں نے موت کے دیوتا کے پجاری کو قربان گاہ میں پھینک دیا اور ایسی سری قوت سے کام لے کر میں نے لبان کے نیچے گرنے سے قبل ہی قربان گاہ کے سارے سانپوں کو ہلاک کر دیا تھا۔"

لبان تیزی سے آگے بڑھا اور یوناف کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے جوان! میں نہیں جانتا تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو۔ کاش! ایسے موقع پر میں ایسے الفاظ جمع کر سکتا جن سے کم از کم تمہاری اس نیکی کا شکریہ ادا کر سکتا۔"

لبان کی اس گفتگو کے جواب میں سلادف نے وہیں کھڑے کھڑے یوناف سے ملاقات اور وہاں تک آنے کے حالات بیان کر دیئے۔

یوناف نے ان تینوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"اب تم تینوں جاؤ اور اپنے گھر میں سکون اور خوشی کی زندگی بسر کرو۔"

عطیشہ نے حیرت اور تعجب سے پوچھا۔

"اور اے میرے بھائی! آپ کہاں جائیں گے؟"

یوناف نے کہا۔ "عزیز بہن! میری زندگی خانہ بدوشانہ ہے، میرا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ بس سمجھ لو کہ میں برسوں سے ایسا ہی ہوں اور ایسا ہی رہوں گا۔"

عطیشہ بچاری ملول اور غمگین سی ہوگئی اور سلادف نے یوناف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا۔

"اے عزیزی! کہ تو ہمارا محسن عظیم، ہمارا مہربان ہے پھر کیوں تمہیں چھوڑ کر ہم تینوں چلے جائیں، ہم تجھے ساتھ لے کر جائیں گے اور تم اب ہمارے ساتھ ہی رہو گے، گھر جا کر میں جو سب سے پہلا کام کروں گا وہ لبان اور عطیشہ کی شادی ہو گی اب انکار نہ کرنا چلو ہمارے ساتھ۔"

یوناف خاموشی سے ان کے ساتھ ہولیا۔

عبیدوز شہر سے واپس جب وہ اپنے گھر پہنچے تو لبان اور عطیشہ کی شادی کر دی گئی اور یوناف ان کے ساتھ ہی رہنے لگا۔

○

شمالی ایران کی قوم ماد کے بادشاہ جمشید[1] نے کوہستان دماوند کے ساحر برنمرود سے جادو اور دوسرے علوم سیکھ کر بے پناہ قوت حاصل کر لی تھی۔ جنات اس کے قبضے میں تھے جو اس کے لیے کوہستانوں کے اندر پارہ[2] اور لعل و گوہر نکالتے، اس کے لیے شیشہ پختہ اینٹیں اور چونا وغیرہ تیار کرتے تھے، پھر اسی کے عہد میں نوبت[3]، نقارہ، جھنڈا وغیرہ ایجاد ہوئے۔ اس نے ایران میں ایسی قوت پکڑ لی جو پہلے کسی کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ اپنی اس قوت اور جاہ وحشمت اور جناب کو اپنے قبضے میں دیکھ کر جمشید گمراہ ہو گیا اس نے خدائی[4] کا دعویٰ کر دیا۔

۱۔ جمشید ایران کے پہلے بادشاہ طہمورث کا حقیقی بھائی تھا۔ (ابن خلدون)
۲۔ ماخوذ از طبقات ناصری۔
۳۔ منہاج سراج نے اپنی طبقات میں ایسے ہی بیان کیا ہے۔
۴۔ جمشید نے واقعی خدا ہونے کا دعویٰ کیا تھا، ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون، جلد اول، دوم ص 303 تاریخ ایران جلد 1 ص 307، طبقات ناصری ص 250۔

اس کے اس دعوے اور گمراہ ہو جانے کی وجہ سے اس کے بھائی استوبر[1] نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور ایک جرار لشکر تیار کر کے جمشید کے مقابلے پر نکلا۔ پر جمشید نے جنگ میں استوبر کو شکست دی اور اسے قتل کر دیا۔

اپنے بھائی استوبر کے لشکر پر قابو پانے اور اسے قتل کرنے کے بعد جمشید اپنے خدائی کے دعوے پر مطمئن ہو گیا تھا۔ گو برنمرود نام کا ساحر جس سے جمشید نے طلسم اور دیگر علوم سیکھے تھے وہ قوم ماد کے مرکزی شہر اگباتانہ سے نکل کر کوہستان دماوند پر اپنے مسکن میں جا چکا تھا لیکن جمشید کو اطمینان تھا کہ اس نے برنمرود سے کم از کم وہ علوم ضرور سیکھ لیے تھے جو اس کے خدائی کے دعوے کو قائم رکھنے کے لیے ضروری اور مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔

لیکن اس کا یہ اطمینان اور سکون زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکا کیونکہ اسے خبریں ملنے لگی تھیں کہ یمن کا بادشاہ ضحاک اس پر حملہ آور ہونے کے لیے ایک لشکر جرار لے کر اگباتانہ کی طرف بڑھ رہا ہے اور یہ تھی بھی حقیقت اس لیے کہ عزازیل (ابلیس[2]) نے اس کے شانوں کا بوسہ لے کر وہاں اژدہے اگا دیئے تھے کیونکہ فساد برپا کرنے اور لوگوں کو بدی کے راستے پر چلانے کے لیے وہ ایسے ہتھکنڈے[3] استعمال کرتا ہے۔ عزازیل کے کہنے پر اپنے شانوں پر نمودار ہونے والے اژدہوں کو ضحاک نے کاٹنا شروع کر دیا تھا لیکن اس کے زخموں میں چونکہ تکلیف ہوتی تھی لہٰذا اس نے عزازیل کی نصیحت کے مطابق شمالی ایران پر حملہ کر دیا۔ وہ اس اذیت سے نجات پانا چاہتا تھا کیونکہ اژدہوں کے کاٹے جانے کے بعد جلد ہی وہ پھر مکمل اژدہوں کی صورت اختیار کر لیتے تھے۔

اپنے جرار لشکر کے ساتھ ضحاک ایک طوفان کی طرح قوم ماد کی سرحدوں میں داخل ہوا۔ اپنے پیچھے یمن میں اس نے اپنے بھائی سنان کو اپنا نائب اور مختار مقرر کر دیا تھا۔ ضحاک کے ساتھ اس کے لشکر میں عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی شامل تھے، وہ اپنے لشکر کے ساتھ ماد کی سرحدوں کے اندر ابھی تھوڑی دور تک ہی گیا تھا کہ جمشید نے اس کی راہ روک دی۔ پھر

1۔ ابن خلدون نے جمشید کے باب میں اس کا نام استوبر ہی لکھا ہے۔

2۔ ابلیس کے لفظی معنی ''انتہائی مایوس'' کے ہیں۔ اصطلاحاً یہ اس جن کا نام ہے جس نے اللہ کے حکم کی نافرانی کر کے آدم اور بنی آدم کے لیے مطیع و مسخر ہونے سے انکار کر دیا۔ (تفسیر سورۃ البقرہ)

3۔ ابلیس کو انسان پر کوئی اختیار حاصل نہیں کہ وہ زبردستی اسے کھینچ کر اپنی راہ پر لے جائے، وہ صرف بہلانے پھسلانے سے کام لے سکتا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل آیت 65۔

دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہو گئے، جب دونوں لشکروں کی صفیں درست ہو رہی تھیں، عارب نے بیوسا اور نبیطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اے میری بہنو! میں نے سن رکھا ہے کہ جمشید جادوگر ہے اور اس کے قبضے میں جنات ہیں۔ دیکھو میں اس کی طرف جاتا ہوں جمشید سے اس کا سحر اور جنات کو تابع رکھنے کے علوم سے دور کر دیتا ہوں۔''

حسین بیوسا اور نبیطہ نے عارب کی ہاں میں ہاں ملائی اور عارب وہاں سے غائب ہو گیا۔

جس وقت ضحاک اپنے لشکر کی صفیں درست کر کے اپنے لشکر کے سامنے آیا، اس وقت ایک طرف سے عارب اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ شاید وہ اپنے کام کی تکمیل کر آیا تھا۔ بیوسا اور نبیطہ کو لشکر کے پیچھے اس خیمہ گاہ میں منتقل کر دیا گیا جو لشکر کے ساتھ آنے والی دیگر عورتوں کے لیے نصب کیا گیا تھا۔

ضحاک کے پاس آ کر عارب نے اپنے گھوڑے کو روکا اور اس نے کہا۔ ''اے آقا! میں رزم گاہ میں اترتا ہوں اور جمشید کے لشکریوں کو مقابلے کے لے للکارتا ہوں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ قوم ماد میں سے جو بھی میرے مقابلے پر اترا میں اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ اس طرح جمشید کے لشکر میں بد دلی، مایوسی، نا امیدی، بدشگونی اور شکستہ دلی پھیل جائے گی اور یہ سارے عوامل مل کر ہماری فتح اور فوز مندی پر منتج ہو سکتے ہیں۔''

ضحاک نے عارب کی اس پیشکش کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ ''عارب: عارب! میں تمہاری اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتا ہوں، میں تمہیں میدان میں اتر کر قوم ماد کو للکارنے کی اجازت دیتا ہوں۔''

اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا عارب میدان میں اترا۔ دونوں لشکروں کے درمیانی حصے میں آ کر اس نے جمشید کے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے قوم ماد! میں یمن کے بادشاہ ضحاک کے ادنیٰ خدام سے ہوں۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو میدان میں اترے اور میرا مقابلہ کرے۔ اے قوم ماد کے فرزندو! آج کا دن تمہاری شکست، بدبختی اور نحوست کا ہے۔ اے جمشید کے لشکریو! آج ہم تمہارے مقتضیاتِ دوراں کا اختتام کر دیں گے، تمہیں دل برداشتہ کر کے صاحب ملک و منصب نہ رہنے دیں گے۔ تمہاری جھولیوں میں سرمایہ ندامت، حسرت خیزی اور پراگندہ نصیبی بھر دیں گے۔ اس میدانِ جنگ میں ہم صاعقہ وار

تم پر جھپٹیں گے۔ تمہاری گردنوں میں زنجیر و رسن ڈالیں گے اور تمہاری عظمت دیرینہ کو ایسا
عبرت آموز کر کے اپنے سامنے سرنگوں سار کریں گے کہ یہاں کوئی تمہاری تقلید و توارث
کرنے والا نہ رہے گا۔ اے قوم ماد! میرے مقابلے میں کوئی ایسا جوان نکالو جو اپنے زیر
کمند، ان گنت فتراک رکھتا ہو کہ میں سنگ و شرر اور تیشہ کی طرح اس پر وارد ہو کر تم سب
کے سامنے اسے زیر و خون آلود کروں۔"

اس موقع پر اپنے لشکر کے سامنے کھڑے جمشید نے اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔
"آہ! کیسی بدنصیبی اور بدبختی ہے کہ اس موقع پر میرا سارا طلسم اور جنات کو مطیع رکھنے کے
علوم مجھ سے چھن گئے۔ کوئی حرف، کوئی لفظ، کوئی جملہ، کوئی فقرہ، کوئی عمل میرے ذہن میں
نہیں آ رہا۔ ایسا لگ رہا ہے، میرا ذہن بالکل نئی اور خام لوح ہو جس پر ابھی تک کسی نے کوئی
تحریر نہ لکھی ہو۔ کاش! میرے علوم میرا ساتھ دیتے تو میدان میں اترنے والے ضحاک کے
اس لشکری کو میں لمحوں کے اندر زیر کر کے رکھ دیتا۔ کاش! اس موقع پر کوئی میرے معلم
اور راہنما برنمرود کو ہی کوہستان دماوند میں اطلاع کر دیتا کہ سارے علوم میرے ذہن سے قطع
ہو گئے ہیں اور یہ کہ اس موقع پر میں اس کی سخت ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ کاش! کوئی
برنمرود کو میرے لیے اس رزم گاہ میں بلا لاتا۔"

جمشید چونک سا پڑا، کیونکہ اس کا ایک سالار اپنا گھوڑا میدان میں دوڑاتا ہوا عارب سے
مقابلے کے لیے اترا تھا۔ جمشید اس کی طرف تحسین آمیز نگاہوں سے اسے عارب کی طرف
بڑھتے ہوئے دیکھنے لگا۔

قوم ماد کے اس سالار نے جاتے ہی عارب پر حملہ کر دیا۔ عارب نے اس کے وار کو
آسانی سے روک لیا، پھر جواب میں اس نے ایسا زوردار اور پر از قوت وار کیا کہ جمشید کے
اس سالار کو اس نے اس کے گھوڑے سمیت کاٹ کر رکھ دیا۔

اپنے سالار کی یہ حالت دیکھ کر جمشید کی حالت غلامانہ تب و تاب اور شعلۂ پیچاں کی سی
ہو کر رہ گئی جبکہ مادی لشکر پر بھی اس کے برے اثرات مرتب ہوئے۔

اس ذلت و رسوائی کو رفع کرنے کے لیے جمشید نے عام حملے کا حکم دے دیا۔ چند ہی
ثانیوں بعد گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔ عرب اور مادی ایک دوسرے پر بھوکے کاگ و کرگس کی
طرح ٹوٹ پڑے تھے۔ میدان جنگ کے اندر سنگین موت اور سنسان، اجل گھپ اندھیرے

اور جادوئے جرس کی طرح رقص کرنے لگی تھی۔ رزم گاہ میں اسقاط و اضافات کا عمل شروع
ہو گیا تھا۔ اپنے تیز حملوں کی لغزشِ مستانہ میں عربوں نے مادیوں کو چست و چالاک
اندیشوں، ذلت و رسوائی کے شکووں، دہر ہمرنگ زمیں اور ایک انوکھی دردآشامی میں مبتلا کر
کے رکھ دیا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ عرب غالب آنے لگے۔ جوہرِ انسان کا ممتحن مادیوں کو مغلوب ہوتے
دیکھ رہا تھا۔ عرب اپنی شورشِ دغا اور شورِ مبارز طلبی میں اضافہ کرتے ہوئے اچانک بھڑک
اٹھنے والے شعلوں کی طرح حملہ آور ہونے لگے تھے۔ ایسے موقعے پر قوم ماد کے بادشاہ
جمشید کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے کسی نے اسے تنک مشروب پلا دیا ہو، تھوڑی دیر بعد مادی
صاف مغلوب دکھائی دینے لگے۔ ان کے لشکری اگلی صفوں سے پیچھے کی طرف بھاگنے لگے
اور یوں وہ جنگ سے منہ موڑ کر پچھلی اپنی ہی صفوں میں کھلبلی اور انتشار برپا کرنے لگے۔

قوم ماد کو افراتفری کے عالم میں دیکھ کر عرب اب ان کے حواس پر بادیہ و بیابان کی
ہولناکی اور تنفس کی آمد و رفت کی طرح چھانے لگے تھے۔ ان کی رگِ عصبیت پر وہ النا کی
اور ان کے دل و روح پر ان گنت اندیشے محیط اور جاگزیں کرنے لگے تھے۔ بادیوں کے
اندر ناامیدیوں کے شکنجے سخت ہونے لگے تھے جبکہ عرب اپنے ساحرانہ انداز کے ساتھ ان پر
چھانے لگے تھے۔

اس موقع پر ضحاک پرجوش انداز میں اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے ان کا حوصلہ بڑھا رہا
تھا جبکہ جمشید کے لشکر کی ساری تنظیم مبہم، خلط ملط اور منتشر ہو گئی تھی، پھر جلد ہی مادیوں کے
لشکر کی حالت ٹوٹ جانے والے شکستہ پائیدان کی طرح ہو گئی اور جمشید کے دیکھتے ہی دیکھتے
ان کے لشکری جنگ سے منہ موڑ کر بھاگنے لگے۔

جمشید نے جب اپنے لشکر کی یہ حالت دیکھی تو اس نے عام پسپائی کا حکم دے دیا۔ وہ
چاہتا تھا کہ کھلے میدان میں ہزیمت اٹھانے کے بعد وہ اپنے مرکزی شہر اگباتانہ میں محصور رہ
کر ضحاک کا مقابلہ کرے۔ لہٰذا وہ اپنے لشکر کو لے کر اپنے مرکزی شہر اگباتانہ کی طرف
بھاگ کھڑا ہوا، دوسری طرف ضحاک بھی فانوس صد پہلو کی طرح سوچوں کی ان گنت جہتیں
رکھنے والا انسان تھا۔ اس نے یادوں کے تازیانوں اور نباتات کے خواص کی طرح جمشید کا
تعاقب شروع کر دیا اب مادی آگے آگے اور عرب ان کے پیچھے پیچھے اس انداز میں بھاگ

رہے تھے جس طرح ان گنت بھوکے بھیڑیے لومڑیوں کا شکار کرتے ہیں۔

اس موقع پر جمشید سے ایک غلطی ہوئی۔ راستے میں کسی مناسب اور محفوظ جگہ جم کر اس نے پھر ضحاک کے خلاف جنگ کر کے قسمت آزمائی کی کوئی اور کوشش نہ کی بلکہ اپنے آگے آگے اس نے اگباتانہ کی طرف ہرکارے روانہ کر دیئے کہ شہر کے سارے دروازے کھول دیئے جائیں تاکہ عربوں کے آگے آگے بھاگتے لشکریوں کو شہر میں داخل ہونے میں آسانی رہے، یہی غلطی جمشید کو مار گئی۔

جب وہ عربوں کے آگے آگے بھاگتا ہوا اگباتانہ شہر میں داخل ہوا تو ضحاک بھی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا، جمشید کا خیال تھا کہ وہ سات فصیلوں والے اس شہر میں داخل ہو کر محفوظ ہو جائے گا لیکن یہاں ساری تدبیریں اس کی سوچوں کے برعکس ہو گئی تھیں، اس لیے کہ ضحاک نے اگباتانہ میں داخل ہو کر اس کے لشکر کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

اس کے علاوہ ضحاک نے شہر اگباتانہ کے ہر محلے اور کوچے میں اپنے مناد روانہ کر دیئے جو شہریوں کو مخاطب کر کے یہ منادی کرنے لگے کہ شہری جنگ میں حصہ نہ لیں، اپنے اپنے گھروں کے اندر بند رہیں، اس طرح وہ محفوظ رہیں گے اور ان کے جان و مال کی حفاظت کی جائے گی اور اگر انہوں نے بھی باہر نکل کر ہتھیار اٹھانے کی کوشش کی تو ان کا بھی قتل عام شروع کر دیا جائے گا۔

ان منادوں کے اعلان کا خاطر خواہ اثر ہوا، لوگ اپنے اپنے گھروں میں بند ہو گئے اور ضحاک اور اس کے عرب لشکری قوم ماد کے لشکر کا قتل عام کرتے رہے، جب جمشید کے لشکر کی تعداد قتل عام کے بعد نہ ہونے کے برابر رہ گئی تو بچے کھچے لوگوں نے ہتھیار ڈال کر امان طلب کر لی۔ ضحاک نے انہیں معاف کر دیا جبکہ جمشید کو زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی شاہی خاندان کے سارے افراد کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ شہر کے اندر ضحاک نے عام معافی کا اعلان کر دیا تاکہ عام لوگ جمشید کو بھول کر اس کے حق میں ہو جائیں۔

جب جمشید کو ضحاک کے سامنے پیش کیا گیا تو ضحاک چند ثانیوں تک غور سے اسے دیکھتا رہا، پھر اس نے پوچھا ”اے گناہوں کے فرستادہ! تو نے اپنی حالت دیکھی۔ ہم نے تمہارے عہد گزشتہ کو تمہاری طاقت تحمل، بساط ذہن کو کپکپاتے جھٹ پٹے اور پھیلتی دھند میں مبتلا کر دیا۔ کیا ہم نے تم پر ضربیں لگا کر تمہاری حالت گل خیزی کی بکھری ہوئی خشک پتیوں

جیسی نہیں کر دی، کیا ہم نے تم پر اندوہ غم طاری کر کے اور تم پر ناخوش گوار حالت مسلط و حاوی کر کے تمہاری حالت عذاب زدہ ذہن جیسی نہیں کر دی۔

جمشید نے کوئی جواب نہ دیا، گردن جھکائے وہ سراپا نیوش کھڑا رہا۔ اگباتانہ کے اندر جو لوگ اس کے مخالف اور دشمن تھے وہ بھی ضحاک کے قریب جا کھڑے ہوئے تھے۔

ضحاک نے پھر اس سے کہا۔ ”اے جمشید! دیکھ میں تجھے ایک ناخوشگوار خبر دیتا ہوں، تو جانے پانی ہمیشہ نشیب کی طرف رواں ہوتا ہے، میرے سامنے تو اس وقت نشیب ہے۔ سو میں تیرے خلاف نفرت کے نوشخند کا اظہار کرتے ہوئے تجھے آرے میں چیرنے اور تیرے سارے رشتے داروں کو قتل کا حکم دیتا ہوں۔“

ضحاک کے حکم پر جمشید کو آرے[1] میں چیر دیا گیا اور اس کے رشتے داروں کو قتل کر دیا گیا۔ پھر ضحاک نے جمشید کے دشمنوں کو، جو وہاں جمع تھے، پوچھا۔ ”کیا جمشید کے خاندان سے کوئی زندہ بچا ہے؟“

جمشید کے ان دشمنوں میں سے ایک نے کہا۔ ”اے بادشاہ! قوم ماد کے حکمران طبقے میں سے تقریباً سبھی لوگ مارے گئے ہیں، ہاں ایک شہزادہ کہ جس کا نام فریدوں[2] ہے پہلے ہی اگباتانہ سے بھاگ گیا تھا، جس وقت اسے آپ کی فتح اور جمشید کی شکست کا علم ہوا، وہ اسی وقت طبرستان کی طرف بھاگ گیا تھا، اے بادشاہ! ہوسکتا ہے آنے والے دور میں یہی فریدوں تمہارے لیے آلام اور مصیبتوں کا باعث بن جائے۔“

ضحاک نے کہا۔ ”میں فریدوں کو یوں ہی نہ چھوڑوں گا، میں اس کے پیچھے اپنے آدمی روانہ کروں گا جو اسے ڈھونڈ کر تہہ تیغ کر دیں گے۔“

پھر ضحاک اپنے آدمیوں کے ساتھ اگباتانہ کے انتظام و انصرام میں لگ گیا، تاہم اس نے اپنے آدمی فریدوں کے تعاقب میں روانہ کر دیئے تھے لیکن فریدوں کو بھی اس تعاقب کی خبر ہو گئی لہٰذا وہ طبرستان سے بھی بھاگ گیا اور رے شہر میں جا کر گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگا۔

○

۱۔ ماخوذ از تاریخ ایران: ص 37۔ تاریخ ابن خلدون ص 303۔

۲۔ فریدوں نام کا یہی شہزادہ بعد میں ضحاک کی تباہی و بربادی کا سبب بنا۔

جمشید کے بعد ضحاک ایران کی قومِ ماد پر حکومت کرنے لگا کہ اس کی زندگی میں پھر ایک انقلاب رونما ہوا۔

ایک روز جبکہ صبح کا ناسفتہ گہر اور زیرِ نقاب شدت جذب رکھنے والی آنکھوں کی طرح نمودار ہوئی تھی۔ ضحاک، نبیطہ، بیوسا اور عارب اگباتانہ کے شاہی محل کے ایک کمرے میں محو گفتگو تھے کہ ضحاک کا ایک محافظ اندر آیا اور اس نے کہا۔

''اے آقا! ہند کی سرزمین سے ایک درویش صفت شخص آیا ہے اور آپ سے ملاقات کا خواہشمند ہے۔ اے آقا! اس شخص کی گفتگو نازک و پرکار اور اس کی باتوں میں دانش و حکمت کا اک فیضان ازل ہے۔''

ضحاک نے فوراً کہا۔ ''اس شخص کو اندر لاؤ۔''

تھوڑی دیر بعد ڈھلتی ہوئی عمر کا ایک شخص محل کے اس کمرے میں داخل ہوا۔ وہ عزازیل یعنی ابلیس تھا۔ وہ ایک اور روپ میں تھا، لہٰذا ضحاک اسے پہچان نہ سکا لیکن عارب، بیوسا اور نبیطہ نے اسے پہچان لیا تھا کیونکہ وہ ان کا محسن و رہنما تھا۔

ضحاک نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ایک نشست پر بیٹھنے کو کہا، جب وہ بیٹھ گیا تو ضحاک نے پوچھا۔ ''اے میرے بزرگ! آپ کون ہیں، آپ کا نام کیا ہے اور آپ کیوں مجھ سے ملنا چاہتے ہیں؟''

عزازیل نے کہا ''اے بادشاہ! میں اک اسم بامسمّیٰ ہوں۔ میری ماں نے میرا نام حکمت رکھا تھا جبکہ پیشے کے لحاظ سے بھی میں ایک حکیم ہوں، میرا تعلق ہند کی سرزمین سے ہے، مجھے خبر ہوئی کہ آپ نے جمشید کو زیر کر کے اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیا ہے لہٰذا میں آپ کو مبارکباد دینے آیا ہوں، میں جمشید کے پاس بھی آیا کرتا تھا، اسے اچھے اچھے مشورے دیتا تھا، پر اس نے میری کوئی بات نہ مانی، خدائی کا دعویٰ کیا اور تباہ ہو گیا۔''

عزازیل ذرا رکا، پھر اپنے مکر و فریب کے جال کو اور دراز کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے ضحاک! خدا اپنی ذات میں حی القیوم اور جلیل و معتبر ہے۔ وہ چاہے تو تاج وروں کو خاک نشیں کر دے اور چاہے تو چرواہوں کے ہاتھ میں وقت کی لگام دے دے۔ اس کی حکمت میں کوئی شکوہ نہیں کہ اس کی ذات سہو و خطا سے پاک ہے، پر اس کی انگارۂ خاکی سرشت میں لغزش و سہو ہے۔ اس کے خمیر میں حق و تعجیل ہے۔ اس لیے یہ ہمہ وقت مضطرب

و مستعجل رہتا ہے۔ اے ضحاک! یہ فیضِ خورشید سے جو یہ جہان روشن ہے اور اس نیرِ درخشاں سے جو یہ عالم تابی ہے تو یہ سب خداوند جلیل کے کرم کے باعث ہے جو باہمہ کو بے ہمہ، کفِ خاک کو دشت و صحرا، چاند تاروں کو خرام گلنار اور سایوں کو سعادت اثری عطا کرتا ہے۔''

ضحاک نے کہا۔ ''اے بزرگ! تیری باتوں میں کہکشاں کے فرزندوں جیسا سکون اور صدفِ وربستہ جیسا مشکینۂ فسوں ہے۔''

اپنی نیک طینتی کا جال بچھانے کے بعد عزازیل فوراً اپنے مطلب کی طرف آیا اور چونک جانے کے انداز میں اس نے پوچھا۔ ''اے ضحاک یہ تیرے دونوں کندھوں پر ابھار کیسا ہے؟ کہیں تو عزازیل کے فریب اور مکر کا شکار تو نہیں ہو گیا اور تیرے دونوں کندھوں پر اژدہے تو نمودار نہیں ہو چکے؟''

ضحاک نے حیرت سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اے بزرگ حکمت تیرا اندازہ بالکل درست ہے۔''

اس موقع پر نبیطہ نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا۔ ''اے بزرگ حکمت! کیا تو عزازیل کے کاموں سے واقفیت رکھتا ہے اور کیا تیرے پاس اس غم، اس دکھ کا کوئی درماں و چارہ بھی ہے، یا نہیں؟

اک آہ بھرنے کے انداز میں عزازیل نے کہا۔ ''اے خاتون! میرے پاس اس کا چارہ اور علاج ہے، پر ایسا لگتا ہے کہ ضحاک کے کندھوں پر عزازیل نے بوسہ لیا ہو اور......''

اس کی بات کاٹ کر ضحاک نے کہا۔ ''اے بزرگ حکمت! تیری سوچیں بالکل درست ہیں۔''

میرے ان کندھوں پر عزازیل نے بوسہ دیا تھا اور اس کا اثر یہ ہوا کہ میرے کندھوں پر اژدہے نمودار ہو گئے جو پھنکار پھنکار کر مجھے تنگ کرتے رہتے ہیں، میں انہیں کاٹتا ہوں۔ اس طرح ان کی زہریلی پھنکار سے تو مجھے نجات مل جاتی ہے، پر کاٹنے سے جو زخم آتے ہیں، وہ آہستہ آہستہ ابھر کر پھر اژدہوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور اس دوران میں ان زخموں کے اندر شدید تکلیف محسوس کرتا ہوں۔''

عزازیل نے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ عزازیل بھی بڑا نامراد ہے جس پر

وارد ہوتا ہے آہ و فغاں اس سے رخصت نہیں ہوتا اور اندوہ گراں سے اسے فرصت نہیں ملتی۔''

''آہ عزازیل! جب یہ اپنی لغزشوں کی مقاومت میں کسی پر وارد ہوتا ہے تو اس کے دیدوں کو خونناب نشان اور اس کی عشرتوں کو سوز نہاں کر دیتا ہے، پرائے ضحاک! تو فکر مند نہ ہو، میں تجھے اس تکلیف سے نجات بھی دوں گا اور تجھے ایک نصیحت بھی کروں گا جس کے باعث تیری ذات ایک عالمگیر شہرت کی حامل ہو جائے گی۔

سن ضحاک! یہ جو تو ان اژدہوں کو کاٹتا ہے اور ان زخموں سے جو تجھے تکلیف ہوتی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اگر ان زخموں پر انسانی[1] مغز نکال کر ان پر رکھو تو تمہیں بالکل آرام آ جائے گا اور جو نصیحت میں نے تمہیں کرنی تھی وہ یہ ہے کہ ہند کی سرزمین پر حملہ کر دو، ان دنوں وہاں کے حالات ایسے ہیں کہ تمہاری فتح یقینی ہے۔ اس طرح تمہاری شہرت، تمہاری ناموری کو چار چاند لگ جائیں گے اور تم ایک عالمگیر حیثیت اختیار کر جاؤ گے۔''

ضحاک نے کہا۔''اے بزرگ حکمت! میں پہلے تمہارے علاج پر عمل کروں گا، اگر مجھے آرام آ گیا تو میں تمہاری نصیحت کے مطابق ہند پر حملہ کر دوں گا۔''

ضحاک کے حکم پر اسی وقت قوم ماد کے ایک آدمی کو مار دیا گیا اور جب اس کا مغز نکال کر اس کے کندھوں پر اژدہوں کے زخموں پر لگایا گیا تو اسے آرام آ گیا۔ عزازیل تو چند یوم ضحاک کے پاس رہ کر رخصت ہو گیا لیکن ضحاک کا اب یہ معمول بن گیا کہ وہ ہر روز گلی کوچوں سے دو آدمیوں کو پکڑواتا اور ان کے مغز نکال کر اپنے زخموں پر لگاتا جس سے اسے سکون مل جاتا، اس طرح ایک لحاظ سے اس نے قومِ ماد کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔

ہر روز دو آدمی قتل ہو جانے کے باعث لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا تھا، اس لیے لوگ بھاگ بھاگ کر کوہستان دماوند کی غاروں میں پناہ لینے لگے تھے تاکہ ضحاک کے ظلم سے نجات پا سکیں۔

قوم ماد کے لوگ ضحاک کے اس ظلم کے خلاف نہ آواز اٹھا سکتے تھے اور نہ ہی بغاوت کر سکتے تھے، اس لیے کہ کوئی ان کی تنظیم کرنے والا نہ تھا۔ ضحاک نے نہ صرف فریدوں کے سوا

۱۔ انسانی مغز نکالنے کے اس واقعہ کو تاریخ ایران ص 40 اور طبقاتِ ناصری ص 225 پر تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

شاہی خاندان کے سارے افراد کو قتل کر دیا تھا بلکہ ایک طرح سے اس نے قوم ماد کے جرنیلوں کا بھی آہستہ آہستہ صفایا کر کے رکھ دیا تھا۔ اگباتانہ شہر میں امن و سکون رکھنے کی خاطر اب اس نے انسانی مغز حاصل کرنے کے لیے روزانہ دو آدمی اگباتانہ کے مضافات یا دیگر شہروں سے پکڑنے شروع کر دیئے تھے۔ اس کے لیے اس نے شہروں کے ایسے عامل مقرر کیے جو اس کے اس کام میں پورا پورا تعاون کرتے تھے۔

اس دوران ایک ایسی واقعہ پیش آ گیا جس نے آگے چل کر ضحاک کے خلاف ایک خونی انقلاب برپا کر دیا۔

اصفہان کے حاکم نے اپنی باری پر مغز حاصل کرنے کے لیے کچھ جوان ضحاک کی طرف روانہ کیے۔ ان میں دو بھائی بھی تھے جو اصفہان کے ایک لوہار کے بیٹے تھے جس کا نام کاوہ تھا، جب یہ دونوں بھائی قتل ہو گئے تو کاوہ کو سخت صدمہ ہوا، کیونکہ اس کے صرف دو ہی بیٹے تھے جو اس کا سہارا تھے، ان کے قتل ہو جانے پر وہ ضحاک کے خلاف انتقامی کارروائی کرنے کے متعلق سوچنے لگا۔

دوسری طرف ضحاک اپنی جگہ مطمئن اور پر سکون تھا کہ انسانی مغز اس کے زخموں کو آرام آ گیا ہے لہٰذا وہ عزازیل، جو بزرگ حکمت کی شکل میں اس کے پاس آیا تھا، کی نصیحت پر عمل کرنے کے لیے ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا۔ بوڑھے حکمت پر اسے اعتماد اور بھروسہ ہو گیا تھا کیونکہ اس کے نسخے سے اسے سکون مل گیا تھا اور اسے پوری امید تھی کہ اگر وہ حکمت کے مشورے پر ہندوستان پر حملہ کرے گا تو ضرور کامیاب رہے گا لہٰذا اس حملے کے لیے وہ اپنی عسکری قوت میں اضافہ کرنے لگا۔

○

سورج ساری گل فشانی اور آرائش چمن کو ویرانیوں میں بدلتا ہوا یوں غروب ہو رہا تھا جیسے وہ خلد گم گشتہ اور رویائے جمیل کی تلاش میں اپنی جولان گاہوں کو نالہ شب گیر اور جشن چراغاں کے حوالے سے جا رہا ہو۔ کائنات میں جلوہ اقصائے شبستان اور اسرار خمستان جیسا سکوت بکھرنے لگا تھا۔

یافان اپنی نئی بنائی ہوئی بیٹی اریشیا کے ساتھ ارشہر میں نار دیوتا اور نن گل دیوی کے معبدوں کو ملانے والی اس غار سے باہر نکلا جس کے اندر اس نے اپنی مستقل رہائش بنالی تھی، غار سے نکل کر یافان اور اریشیا جب نار دیوتا کے بڑے پجاری یمنع کے کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ یمنع کسی شخص سے محو گفتگو تھا، یافان اور اریشیا کو دیکھتے ہی اس نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا اور کہا۔ ”تم دونوں وہیں کیوں کھڑے ہو گئے، اندر آ جاؤ۔ تم عین وقت پر آئے ہو۔ ورنہ تھوڑی دیر تک میں خود ہی کسی کو بھیج کر تم دونوں کو یہاں بلانے والا تھا۔“

یافان اور اریشیا آگے بڑھے، اس دوران یمنع نے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو مخاطب کر کے کہا۔ ”برنمرود! یہی یافان ہے جس کا میں تم سے ذکر کر رہا تھا اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی اریشیا ہے۔“

جب یافان اور اریشیا ان کے پاس آئے تو یمنع نے کہا۔ ”تم دونوں باپ بیٹی اس سے ملو یہ برنمرود[1] ہے۔ میں پہلے بھی کئی بار تم سے اس کا ذکر کر چکا ہوں کہ یہ میرے شاگردوں میں سے ہے اور قوم ماد کے بادشاہ جمشید کے پاس چلا گیا تھا۔ اسی نے بادشاہ جمشید کو جادو کے علوم سکھانے کے علاوہ اس کے لیے جنات اس کے مطیع کیے۔ ان سے اس نے انہیں ہوا میں کشتیاں اڑوائی تھیں۔ اس کے علاوہ اس نے کوہستان دماوند کے اندر اپنی رہائش اختیار کر لی تھی۔ اب یہ میرے پاس آ گیا ہے اور یہیں رہے گا، اس لیے کہ جمشید کی سلطنت پر یمن کے بادشاہ ضحاک نے قبضہ کر لیا ہے۔ تم دونوں کے آنے سے قبل میں برنمرود کو تمہارے ہی متعلق تفصیل بتا رہا تھا۔“

یافان بیٹھ گیا جبکہ اسے حرکت میں لانے والی شیطانی قوتیں نیلی دھند کی صورت میں اس کے پیچھے پھیل گئی تھیں۔

برنمرود چند ثانیوں تک اس نیلی دھند کو حیرت و تعجب سے دیکھتا رہا، پھر جب یافان چہرے سے نقاب ہٹا دیا تو وہ اور بھی دنگ رہ گیا۔

اس کی کیفیت دیکھ کر یمنع نے کہا۔ ”برنمرود! نیلی دھند کی صورت میں یہی وہ قوت ہے جو یافان کے تابع ہے جس کا ذکر میں پہلے تم سے کر چکا ہوں۔“

۱۔ ابن خلدون نے اس کا پورا نام سواد برنمرود تحریر کیا ہے۔

قبل اس کے کہ برنمرود جواب میں کچھ کہتا یافان نے یمنع کی طرف دیکھا اور کہا۔ ”اے یمنع! میں نے اس غار کے اندر اپنے زیر استعمال کمروں میں ایسا طلسم ڈال دیا ہے کہ اب وہاں کسی کو کچھ دکھائی نہ دے گا، بظاہر وہ کمرے ہی دکھائی دیں گے لیکن ان کمروں کے اندر میں اور اریشیا کسی کو بھی دکھائی نہ دیں گے، اب میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ مجھے کسی ایسے شخص کی قبر بتاؤ جس نے انتہائی خونخوار اور گناہ آلود زندگی بسر کی ہو تاکہ میں اس کی روح کی تسخیر کر کے اپنے قابو میں لاؤں، پھر اس روح کو بھیانک ترین صورت میں یوناف کے پیچھے لگا دوں تاکہ وہ روح اگر یوناف کا خاتمہ نہ کرے تو کم از کم اسے ایسا روگ تو لگائے کہ وہ حرکت کے قابل نہ رہے، مفلوج ہو کر میری گرفت میں آ جائے اور میں اسے اپنی مرضی کے مطابق کرب و اذیت میں مبتلا کر سکوں۔“

یمنع نے چند ثانیوں تک تفکر سے کام لیا پھر کہا۔ ”اے یافان! میری نگاہوں میں ایک ایسے شخص کی قبر ضرور ہے جس نے انتہائی خونخوار اور گناہ آلود زندگی بسر کی لیکن اے میرے دوست! میں نے برنمرود سے تمہارے حالات تفصیل سے کہہ دیئے ہیں، برنمرود نے تو یوناف کے لیے کچھ اور ہی سوچ لیا ہے۔“

یافان نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔ ”برنمرود نے یوناف کے بارے میں کیا سوچا ہے؟“

اس بار برنمرود بولا اور اس نے کہا۔ ”اے بزرگ یافان! کیا یوناف ایسی ہی قوتوں کا مالک ہے کہ میں، آپ اور بزرگ یمنع تینوں مل کر بھی اسے زیر نہ کر سکیں۔“

یافان نے کسی قدر بے اعتمادی سے کہا۔ ”شاید ہم تینوں مل کر اس سے نمٹ سکیں لیکن اس کے ٹھکانے پر جا کر اس پر حملہ آور ہونا ہمارے لیے دشوار ہی نہیں خطرناک بھی ہوگا۔“

برنمرود نے کہا۔ ”اس کے ٹھکانے پر جا کر اس پر حملہ آور نہ ہوں گے بلکہ اسے یہاں بلا کر زیر کریں گے۔“

یافان نے کہا۔ ”ہم میں سے کسی کو بھی علم نہیں کہ یوناف ان دنوں کہاں ہے، کون اسے تلاش کرے گا اور کیسے اسے یہاں لائے گا۔“

برنمرود نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ”میں اسے یہاں لاؤں گا وہ جہاں کہیں بھی ہے، بھاگتا ہوا اس طرف آئے گا، میں اپنے ایک سحری عمل کے ذریعے اس کے ذہن میں ایک

ایسی لڑکی بٹھا دوں گا جو اس کے اعصاب پر سوار ہو جائے گی۔ وہ اس لڑکی کی تلاش میں بھاگتا ہوا ادھر آئے گا جس کمرے میں ہم اس وقت بیٹھے ہیں لڑکی اس کے ساتھ والے کمرے میں رہے گی اور اس لڑکی کی تلاش میں جب یوناف اس کمرے میں آئے گا تو ہم اس پر قابو پالیں گے۔''

یافان نے اس بار دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ ''یہ سحری عمل کب اور کیسے ہوگا اور وہ کون لڑکی ایسی خوبصورت اور پرکشش ہوگی کہ یوناف کو یہاں کھینچ لائے گی۔''

برنمرود نے کہا۔ ''یہ سحری عمل آج اور ابھی آپ کی موجودگی میں ہوگا۔ یہ عمل میں نے بابل کے ایک گمنام بوڑھے ساحر سے حاصل کیا تھا۔ اس کے پاس ایسے اور بہت سے پراسرار عمل بھی تھے، پر افسوس میں اس سے سب کچھ نہ سیکھ سکا کیونکہ جب میری اس سے ملاقات ہوئی تو اس کے چند روز بعد ہی وہ مر گیا تھا۔''

ذرا رک کر برنمرود نے پھر کہا۔ ''اے بزرگ یافان! اس عمل کے لیے میں اور بزرگ یمنع نے مل کر ایک لڑکی کا انتخاب کیا ہے، وہ لڑکی اسی معبد میں دیو داسی ہے۔ بزرگ یمنع کا کہنا ہے کہ اُرشہر اور اس کے گرد و نواح میں اس جیسی کوئی حسین لڑکی نہ ہوگی۔ اس معبد میں آئے اسے ابھی چند ہی روز ہوئے ہیں۔ بزرگ یمنع کا کہنا ہے کہ وہ لڑکی اپنی بیوہ ماں کے ساتھ رہ رہی تھی۔

اس کا کوئی اور رشتہ دار بھی نہیں، چند روز ہوئے اس کی ماں بھی مر گئی لہٰذا اس نے اپنے آپ کو نار دیوتا کے معبد کے لیے وقف کر دیا۔ بزرگ یمنع نے اس لڑکی کا نام اقلیما بتایا ہے اور ایک پجاری کو بھیج رکھا ہے کہ اقلیما کو یہاں بلا لائے۔''

یافان نے کہا۔ ''تم دونوں میری ایک نصیحت پلے باندھ کر رکھنا۔ یوناف انتہائی خوفناک قوتوں کا مالک ہے، ہوسکتا ہے، وہ اس سحری طریقے سے ہمارے ہاتھ ہی نہ آئے، اگر وہ یہاں آ بھی گیا تو اس پر دیکھ بھال کر اور سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالنا، ایسا نہ ہو کہ اسے اذیت اور کرب میں مبتلا کرتے کرتے ہم خود کسی کرب اور اذیت کا شکار ہو جائیں۔''

برنمرود نے کہا۔ ''آپ بے فکر رہیں، اگر ہمارا یہ طریقہ اس کے خلاف کامیاب نہ رہا یا وہ ہماری گرفت میں آتے آتے نکل بھاگا تو پھر ہم آپ کا طریقہ آزمائیں گے اور اس کے پیچھے وہ گناہ آلود اور خونخوار بد روح لگا دیں گے جو اس سے سارے حساب لے گی۔ ویسے

مجھے امید ہے کہ اس سحری طریقے سے ہم یوناف پر قابو پالیں گے اور اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق اس پر ضرب لگا سکیں گے، میں ایک بار بابل میں جبکہ میں ابھی جوان ہی تھا ایک لڑکی پر اس عمل کو آزما چکا ہوں، وہ لڑکی بے حد خوبصورت تھی اور مجھے پسند آ گئی تھی اور اس پر میرا یہ عمل کامیاب رہا تھا اس کے علاوہ دوسری بار......''

برنمرود کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ کمرے میں ایک لڑکی داخل ہوئی تھی، وہ ابھی نوعمر تھی اس کا رخ گلگوں، لب میگوں، جسم سرخ مونگے اور کندن کا سا، سرخ یاقوتی ہونٹ ایک فطری اور ملکوتی مسکراہٹ لیے اور اس مسکراہٹ میں اس کے دانت یوں لگ رہے تھے جیسے شفق کے اندر ستارے، وہ نار دیوتا کے معبد کی داسی اقلیما تھی، وہ قد و زلف میں خوب دراز تھی، اس کی آنکھوں میں نیلم کی جھلک، جشن طرب اور چشم نظارہ کو مرغوب کر لینے والی ایک کشش تھی، وہ قرمزی رنگ کی زرکار حریری پوشاک میں تھی اور اس کا بلاخیز شباب تہ بہ تہ برف کے اندر دبی ایک سرمستی اور آتشناکی لگ رہا تھا۔

یافان کی نئی بیٹی اریشیا بھی گو حسن میں بے مثل تھی لیکن وہ بھی اقلیما کے حسن اور اس کی خوبصورتی کے جذب کو دیکھتی رہ گئی، وہ بھی محسوس کر رہی تھی کہ اقلیما فکر و نظر جیسی شوخ و حسین، لعل و گہر جیسی پر تجمل اور رنگین ہوتے شام و سحر کی طرح اپنی جسمانی ساخت میں بھرپور و مرصع تھی۔

یمنع نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اقلیما! اقلیما! تم دروازے پر ہی کیوں رک گئی ہو، یہاں ہمارے سامنے آ کر بیٹھو، ہم نے تمہیں ایک نیک اور با مقصد کام کے لیے یہاں بلایا ہے ڈرو نہیں۔ میں یہاں موجود ہوں، یہاں کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔''

اقلیما کی ہچکچاہٹ کچھ جاتی رہی اور حسن میں صدف اور گوہر نایاب جیسا فسوں خماریں رکھنے والی حسین لڑکی آہستہ آہستہ آگے بڑھی، اس کی چال ایسی تھی جیسے اٹھلا کر چلتی کسی بھرپور جوانی کی نس نس میں لذت تخلیق اور لپکتے شعلوں جیسی روشنی بھر دی گئی ہو۔

اقلیما جب نزدیک آئی اور اس کی نظر یافان کے ننگے چہرے پر پڑی جو محض ہڈیوں کا ایک ڈھانچا تھا تو وہ کسی جنگلی آہو کی طرح بدک گئی اور چھلانگ مار کر ایک طرف کھڑی ہوگئی، وہ بے چاری سہمی سہمی اور ویران سی ہو کر رہ گئی تھی۔

تاہم یمنع نے اس کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا۔ ''ڈرو نہیں اقلیما! یہ ہمارے مہربان

اورمحسن یافان ہیں اور ان کے ساتھ ان کی بیٹی اریشیا ہے۔ اس سے کوئی خطرہ اورخوف نہ محسوس کرو، یہاں ہمارے نزدیک آ کر بیٹھ جاؤ۔“

اقلیما ڈری ڈری آگے بڑھی اور اریشیا کے قریب جا کر بیٹھ گئی۔

یمنع نے سب سے پہلے تفصیل سے وہ سارے واقعات اقلیما کو سنائے جن کی بناء پر یوناف نے یافان کی حالت ہڈیوں کے ڈھانچے کی سی کر دی تھی، پھر اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے اس نے پدرانہ شفقت اور نرمی سے کہا۔ ”اقلیما! اقلیما! تمہاری مدد سے ہم یوناف کو یہاں بلا کر اس سے اپنے اس بزرگ یافان کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔“

اقلیما نے لرزتے کانپتے ہوئے کہا۔

”یوناف کا ذکر ابھی ابھی آپ نے جس خوفناک انداز میں کیا ہے میری وجہ سے وہ یہاں کیوں آئے گا۔“

اس بار برنمرود نے انتہائی نرمی سے کہا۔

”اقلیما! میری بیٹی! ڈرو نہیں، تم جانتی ہو، تم لا انتہا اور بے مثل حد تک حسین اور پرکشش ہو۔ ہم ایک سحری عمل کے ذریعے اس کمرے میں بیٹھے ہی بیٹھے تمہاری بھرپور جوانی، تمہارے حسن اور تمہارے جسم کے جذب کو یوناف کے ذہن پر وارد کر کے اسے یہاں آنے پر مجبور کر دیں گے اور جب وہ یہاں آئے گا تو میں، یمنع اور یافان مل کر اس سے انتقام لیں گے، میرے خیال میں تم یقیناً اس معاملے میں ہم لوگوں سے تعاون کرو گی۔“

اقلیما نے سکھ اور سکون کا لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھ رہی تھی کہ مجھے اس یوناف کے پاس جانا ہوگا اور اسے اپنی طرف مائل کر کے یہاں لانا ہوگا۔ اس خیال سے میں خوفزدہ ہو گئی تھی، اگر یوناف کو بلانے کے لیے میری مدد سے یہ سحری عمل اسی کمرے میں کرنا ہے تو میں تیار ہوں۔“

برنمرود کے چہرے پر اقلیما کے اس جواب سے مسکراہٹ کھیل گئی، پھر اس نے نار دیوتا کے بڑے پجاری یمنع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”اے بزرگ یمنع! ذرا اپنے پجاریوں کو بلائیں کہ وہ لکڑیاں، عود، عنبر، صندل لے کر آئیں، یہاں آگ روشن کریں تاکہ میں اپنے سحری عمل کی ابتدا کر سکوں۔“

یمنع نے قریب پڑا ہوا لکڑی کے دستے والا ایک ہتھوڑا اٹھایا اور اس نے اسے اپنی پشت

کی طرف لٹکتے ایک برنجی طشت پر دے مارا۔ ایک گونجدار آواز بلند ہوئی جس کے جواب میں ایک پجاری اندر آیا۔

یمنع نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”لکڑیاں، آگ روشن کرنے کا سامان، عود، عنبر، صندل یہاں لاؤ کہ ایک سحری عمل کی ابتدا کی جائے۔“

پجاری واپس چلا گیا، تھوڑی دیر بعد وہ پھر لوٹا، اس کے ساتھ اس کا ایک اور ساتھی بھی تھا اور وہ دونوں لکڑیاں، جلتی ہوئی ایک مشعل اور دوسرا سامان اٹھائے ہوئے تھے۔ برنمرود نے اٹھ کر ان سے مشعل لے لی اور دیوار میں اڑس دی، پھر ان سے کہا۔ ”یہ لکڑیاں اور دوسرا سامان کمرے کی سامنے والی دیوار کے ساتھ رکھ دو اور تم دونوں چلے جاؤ، آگ میں خود روشن کروں گا۔“

پجاری لکڑیاں اور سامان وہاں رکھ کر چلے گئے۔

برنمرود نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”اقلیما! اقلیما! تم اٹھو اور سامنے والی دیوار کے ساتھ جہاں لکڑیاں پڑی ہیں وہاں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو جاؤ۔“

اقلیما خاموشی سے اٹھی اور دیوار کے ساتھ لگ کر جا کھڑی ہوئی۔

برنمرود نے اپنے لباس کے اندر سے ایک خنجر نکالا، پہلے اس نے اس خنجر پر کوئی سحر کیا۔ پھر حسین اقلیما کے جسم کے اردگرد خنجر سے دیوار پر لکیر کھینچتے ہوئے برنمرود نے دیوار پر اقلیما کی سر سے پاؤں تک ایک شبیہ بنا دی، پھر اس نے اقلیما کو وہاں سے ہٹا دیا اور دیوار پر بنی اقلیما کی شبیہ کے نیچے آگ روشن کر دی اور اس آگ کے اندر اس نے عود، عنبر صندل کی لکڑی ڈال دی۔

کمرے کے اندر خوشبو اور مہک بھر گئی۔

پھر برنمرود نے اقلیما سے کہا۔ ”اقلیما! اقلیما! اب تم اس آگ کے پاس آ کر بیٹھ جاؤ اور جس عمل کی ہم ابتدا کرنے لگے ہیں، یہ ہر روز اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک یوناف یہاں نہیں آ جاتا۔

اقلیما آگ کے پاس آ بیٹھی۔ یمنع، یافان اور اریشیا حیرت و خاموشی سے برنمرود کی طرف دیکھ رہے تھے، کچھ دیر تک برنمرود اپنا عمل کرتا رہا اور اقلیما اس کے پاس خاموش بیٹھی رہی۔ آگ کی وجہ سے اس کا چہرہ اور روشن اور خوبصورت ہو گیا تھا، اس لمحے آگ کے پاس

اقلیما اجالے کوئی دودھیا لہر، پگھلے ہوئے سونے کے رخشندہ قرمزی موج اور کوہ قاف کی جادوگر شنگولی لگ رہی تھی۔

برنمرود نے اپنا عمل ختم کرنے کے بعد اقلیما سے کہا۔''اقلیما! اقلیما! میں اپنا ایک عمل ختم کر چکا ہوں اور اب دوسرے عمل کی ابتدا کروں گا، اس دوسرے عمل کے ساتھ اب تمہارا کام بھی شروع ہو گا، اب تم کہو گی۔

میں اقلیما ہوں۔

میں اُرشہر کے نار دیوتا کی دیوداسی ہوں۔

یوناف! یوناف! میری طرف آؤ۔

''میں تمہیں پکارتی ہوں۔''

اقلیما نے کہا۔

''میں اقلیما ہوں۔''

میں اُرشہر کے دیوتا نار کی دیوداسی ہوں۔

یوناف! یوناف! میری طرف آؤ۔

میں تمہیں پکارتی ہوں۔''

برنمرود نے کہا۔''اقلیما! اقلیما! یہی الفاظ دہراتی رہو۔ اس وقت تک جب تک کہ اس آگ کے شعلے اوپر اٹھنا بند نہیں ہو جاتے۔''

اقلیما لگاتار وہ الفاظ دہرانے لگی، برنمرود نے اپنے دوسرے عمل کی ابتدا کر دی تھی۔ اس عمل کے دوران وہ اپنے عمامے کے پلو سے بار بار ہوا دے کر آگ کے شعلوں کو ہوا دے کر دیوار پر بنی اقلیما کی شبیہ کی طرف پھینکتا تھا۔

یمنع، یافان اور اریشیا اپنی جگہ پر خاموش بیٹھے تھے، رات کسی خوش الحان ارغن کی طرح ہر ایک کو کنیزانِ شبستان اور تجدید نوازش جیسا سکون بخشتی ہوئی گزر رہی تھی اور برنمرود کا سحری عمل جاری تھا۔

○

اس کارگہِ شیشہ گراں میں رات بے ساختہ و برجستہ اپنی آرزو خیز اداؤں کی کشش اور زلف مشکیں کی عنایات پھیلاتی، تھکے ماندے راہوں کو دل دریا کا سا سکون اور سینوں میں مست مگن کر دینے والا سکون برپا کرتی ہوئی بھاگی چلی جا رہی تھی، ہر شے ورطہ سکوت میں غرق تھی، رات خود سپردانہ انداز میں مائل بہ کرم رعنائی ہو کر پرکشش قسم کے تزویر و ترغیب کے خمیر اٹھاتی جا رہی تھی۔

ممفس شہر میں بوڑھے سلاف کے گھر میں سویا ہوا یوناف گہری نیند سے چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر روز مکافات اور اک عزافانہ اضطراب، اس کی آنکھوں میں کسی صحرا کی آشفتگی اور کسی جام تلخاب کی سی کڑواہٹ تھی۔ اس کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے اس کا حوصلہ وضبط اس کا سارا ثبات و کاوش اس سے چھن گیا ہو۔

اسی لمحہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ویرانہ دہر کو گلشن کر دینے والی آواز میں اس نے پوچھا۔

''اے میرے حبیب! کیا ہوا۔ تم گہری نیند سے چونک کر اٹھ کیوں گئے ہو، کیا تم نے کوئی برا خواب دیکھ لیا ہو۔''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! میں نے سوتے میں ایک عجیب سی کیفیت دیکھی ہے، ایک لڑکی میرے سامنے آتی ہے اور پکار پکار کر مجھے کہتی ہے''میں اقلیما ہوں، میں اُرشہر کے نار دیوتا کی دیوداسی ہوں۔ یوناف! یوناف میری طرف آؤ، میں تمہیں پکارتی ہوں۔'' ابلیکا! ابلیکا وہ لڑکی جو اپنا نام اقلیما بتاتی ہے کوہستانِ عدم کے سیاہ بادلوں سے ڈھکی ہوئی چوٹیوں پر کسی پہرہ دینے والے فرشتے کی سی حسین تھی۔ اس کے سنہرے بدن سے نسترن کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔ اس کے عارض گلاب نفس گل، چہرہ نجم سحر اور آنکھیں صدف کے موتی لگتی تھیں۔ اس کے بلانے کے انداز میں ابدیت کا سا جذب اور اس کی آواز میں حواسِ خمسہ پر طیلسان ڈال دینے والا طلسم تھا۔

''ابلیکا! ابلیکا! وہ جب مجھے پکارتی تھی تو مجھے یوں لگتا تھا گویا میرا دل سینے سے نکل کر اس کی طرف بھاگا جا رہا ہو، مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی ماورائی قوت مجھے اس لڑکی کی طرف

بھگا لیجانے کی کوشش کر رہی ہو اور اگر اس نے مجھے دو ایک بار اور اسی طرح پکارا تو ابلیکا !
مجھے لگتا ہے میں اس کی طرف بھاگ کھڑا ہوں گا۔ آہ اقلیما نام کی وہ لڑکی حشر کا طلوع و
غروب اور اک طلب شگفتہ جبیں تھی۔ اس کے بلانے میں لذت وصال دینے والی سازش و
ترغیب اور بھسم کر دینے والا التہاب جنوں تھا۔''

اس پر ابلیکا کی فکر مندسی آواز بلند ہوئی۔

''یوناف ! یوناف ! اگر ایسا ہے تو پھر محتاط ہو جاؤ، میرا خیال ہے یافان ایک نئے انداز
میں تمہارے خلاف حرکت میں آ رہا ہے، میں ایسا کرتی ہوں کہ وہاں جا کر اس سارے
معاملے کی نوعیت جان کر لوٹتی ہوں، میرے آنے تک اسی کمرے میں رہنا، سونا بھی مت،
جاگ کر وقت گزارنا، میں زیادہ دیر نہ لگاؤں گی۔''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا ! ابلیکا ! تمہارے جانے کی ضرورت نہیں، رات آدھی سے زیادہ جا چکی ہے،
میرا خیال ہے صبح ہم یہاں سے اُر شہر کی طرف کوچ کر جائیں اور وہاں جا کر دیکھ لیں کہ
کیا معاملہ ہے؟''

ابلیکا نے یوناف کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں ! یہ بھی ٹھیک ہے، کل ہم یہاں سے رخصت ہوتے ہیں اور اُر شہر میں جا کر یہ
دیکھتے ہیں کہ کیا معاملہ ہے۔''

پھر ابلیکا اور یوناف آپس میں گفتگو کر کے رات بسر کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

دوسرے دن صبح ہی صبح یوناف نے پہلے سلادف، لبان اور عطیشہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا
کھایا، پھر اطلاع دینے کے انداز میں اس نے تینوں کو مخاطب کر کے کہا۔

''میرے عزیزو ! میں آج بلکہ ابھی یہاں سے رخصت ہو رہا ہوں، خدا نے پھر کبھی موقع
دیا تو ضرور آپ لوگوں سے ملوں گا۔''

وہ تینوں یوناف کے اس انکشاف پر چونک سے گئے، پھر سلادف نے بے حد افسردہ سی
آواز میں پوچھا۔

''یوناف ! یوناف ! میرے عزیز ! کیا تم یہاں ہمارے پاس گھر میں کوئی تکلیف محسوس کر
رہے ہو جو تم رخصت ہو رہے ہو۔''

یوناف نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ میرے پاس کچھ سری
قوتیں ہیں اور اس سلسلے میں میرے کچھ دشمن بھی ہیں۔ بس آپ تینوں یہی سمجھ لیں کہ میں
اپنے دشمنوں کے خلاف حرکت میں آ رہا ہوں، اگر میں نے ایسا نہ کیا تو وہ خود حرکت میں آ
جائیں گے اور مجھے نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں گے، اس لیے مجھے آج ہی یہاں
سے رخصت ہونا ہوگا، میرا رخ شمالی شہر اُر کی طرف ہوگا۔

سلادف نے کہا۔

''اگر ایسا معاملہ ہے تو ہم تمہیں روکتے نہیں لیکن جاتے ہوئے ہمیں کوئی نصیحت کر جاؤ
جو ہمارے لیے سود مند اور بہتری کا باعث ہو۔ تم ان گنت چھپی ہوئی قوتوں کے مالک ہو۔
کوئی ایسی بات کہو جو ہماری فلاح کا باعث ہو۔''

یوناف نے کہا۔

''دیکھو ! جس طرح یہاں قیام کے دوران میں تم لوگوں کو تبلیغ کرتا رہا ہوں کہ صرف
ایک خدا کی پرستش کرنا۔ ابلیس کی پیروی سے بچنا اور جب وہ اکساہٹ کرے تو اپنے رب
سے پناہ مانگو وہ سننے اور جاننے والا ہے، اگر ایسا کرو گے تو وہ ازلی میثاق پورا ہوگا جو خدا اور
بندوں کے درمیان ہے اور جسے عہد الست کہا گیا ہے۔''

اس بار لبان نے کہا۔

''یوناف ! یوناف ! تم نے ایک بار پہلے بھی اس عہد الست کے بارے میں ہمیں بتایا تھا
کیا تم اس کے متعلق تفصیل سے نہ کہو گے۔''

یوناف نے کہا۔

''تخلیق آدم کے وقت جس طرح سارے فرشتوں کو جمع کر کے انسان کو سجدہ کرایا گیا
اور زمین پر انسان کی خلافت کا اعلان کیا گیا، اسی طرح پوری نسل آدم کو بھی جو قیامت تک
پیدا ہونے والی تھی، خدا نے بیک وقت وجود اور شعور بخش کر اپنے سامنے حاضر کیا تھا اور ان
سے اپنی ربوبیت کی شہادت لیتے ہوئے پوچھا تھا۔

''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟''

اس کے جواب میں سب نے کہا تھا۔

"بے شک تو ہمارا رب ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ اسی عہد الست[1] کو قیامت کے روز انسان پر حجت بنائے گا تاکہ انسان یہ نہ کہہ سکے کہ میں تو غفلت میں مارا گیا یا نہ کہے کہ شرک تو ہمارے آباؤ اجداد نے کیا تھا اور یہ کہ ہم تو ان کے بعد آنے والی ان کی اولاد تھے، ہمیں ان کے باطل کی وجہ سے کیا ہلاکت میں ڈالا جائے گا۔"

سلادف نے کہا۔

"اگر اس عہد الست کو انسان کے خلاف قیامت کے دن حجت کے طور پر پیش کیا جانا ہے تو پھر یہ عہد ہمارے ذہنوں میں تازہ ہونا چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے، ہمارے ذہن میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ ہم نے ابتدائے آدم کے وقت اپنے رب سے کوئی عہد باندھا تھا۔"

یوناف نے کہا۔

"اے میرے بزرگ! اگر اس عہد الست کے نقوش انسان کے ذہن اور حافظ میں تازہ رہنے دیئے جاتے تو انسان کا موجودہ دنیا میں بھیجا جانا ہی سرے سے فضول ہو جاتا کیونکہ اس کے بعد تو آزمائش اور امتحان کے کوئی معنی ہی نہ رہتے جبکہ انسان کو آزمائش اور امتحان کے لیے ہی تو اس دنیا میں بھیجا گیا، ہاں مگر اس عہد الست کے نقوش ہر انسان کے تحت الشعور اور وجدان میں ضرور ہیں۔ خداوند کریم جو انسان کی فلاح کے لیے رسولؑ اور مقدس کتب نازل فرماتا ہے تو یہ وہ خارجی تحریکیں ہیں جو اس عہد کو انسان کے تحت الشعور اور وجدان سے اس کے ظہور میں لا کر انسان کو اس عہد کے مطابق کام کرنے کی تبلیغ کریں تاکہ وہ خدائے واحد کے احکامات کا اتباع کرے اور فلاح پا سکے۔ اس بات کو تم یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ یہ عہد انسان کے تحت الشعور اور اس کے وجدان میں ایک قوت کی صورت میں موجود ہے۔ اس قوت کو فعل و عمل کی صورت میں تبدیل کرنے کے لیے کسی تحریک کی ضرورت ہے اور خدا کے رسولؑ اور اس کی کتب کے علاوہ کوئی بہتر خارجی تحریک نہیں ہے۔"

لبان نے کہا۔

"ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم عہد الست کے مطابق اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا رب، اپنا

---

[1]۔ القرآن؛ سورۃ الاعراف: 172، 173

حاکم اور اپنا خداوند تسلیم نہ کریں گے لیکن اے بھائی! تم جس طرف جا رہے ہو، وہاں سے دوبارہ کب ہماری طرف لوٹو گے؟"

یوناف نے کہا۔

"لبان! لبان! تم جانو میری زندگی خانہ بدوشوں کی سی ہے، آج یہاں کل وہاں۔ ہاں اگر حالات نے اجازت دی تو میں ضرور تمہاری طرف لوٹوں گا لیکن اس کے لیے میں تمہارے ساتھ کوئی پکا وعدہ نہیں کر سکتا۔"

اس کے ساتھ ہی یوناف اٹھ کھڑا ہوا، سلادف اور لبان سے اس نے باری باری مصافحہ کیا۔ عطیشہ کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور پھر وہاں سے رخصت ہو گیا۔

○

اگباتانہ اور قوم ماد کے دیگر شہروں میں اپنے عمال کو منظم، اپنے احوال کو درست اور اپنی جنگی تیاریوں کو مکمل کرنے کے بعد ضحاک حرکت میں آیا۔ اگباتانہ میں اپنا ایک نائب مقرر کیا اور ایک جرار لشکر کے ساتھ وہ ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے لیے اگباتانہ سے کوچ کر گیا۔

ضحاک کی روانگی کے بعد عزازیل ایک روز انتہائی بزرگ صورت میں اصفہان شہر کے لوہار کاوہ کے پاس آیا جس کے دونوں بیٹوں کو ضحاک نے قتل کر کے ان کا مغز استعمال کر لیا تھا۔

عزازیل اصفہان میں جب کاوہ کے گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا، کاوہ لوہار اپنی بھٹی پر کام کر رہا تھا۔ عزازیل خاموشی سے اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ کاوہ نے اپنی دھونکنی چلانی بند کر دی اور عزازیل سے پوچھا۔

"اے بزرگ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ اس سے قبل میں نے تجھے نہیں دیکھا۔ تو مجھے اجنبی لگتا ہے تو کس غرض سے میرے پاس آیا ہے؟"

عزازیل نے کہا۔ "اے کاوہ! دیکھ، میں تجھے اپنا نام نہ بتاؤں گا اس لیے کہ میں اجنبی ہوں، میرا تعلق اس سرزمین سے نہیں، پر دیکھ میں تیری بھلائی کے لیے اس طرف آیا ہوں۔

اگر تو نے میرے کہنے پر عمل کیا تو تو کامیاب رہے گا اور تو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں کامیاب بھی ہو جائے گا۔

کاوہ نے حیرت اور پریشانی سے پوچھا۔

"میرے دشمن؟ یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو، میرا کون دشمن ہو سکتا ہے، نہ ہی میری کسی سے دشمنی ہے۔"

عزازیل نے بروقت کاوہ کے ذہن پر ٹھوکر لگاتے ہوئے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

"اے کاوہ! کیا ضحاک تیرا دشمن نہیں کہ اس نے تیرے دونوں بیٹوں کو قتل کیا اور پھر ان دونوں کا مغز نکال کر اپنے استعمال میں لایا۔ اے کاوہ! کیا ضحاک کی طرف سے اصفہان شہر کا حاکم تیرا دشمن نہیں ہے کہ اس نے تیرے دونوں بیٹوں کو پکڑا اور انتہائی سنگدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دونوں کو ضحاک کی طرف بھیج دیا کہ وہاں ان کو قتل کر دیا جائے۔ کیا تو اپنے ان دشمنوں سے انتقام نہ لے گا؟"

کاوہ نے اپنی بے بسی اور مجبوری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میں ایک غریب اور معمولی سا لوہار ہوں، میں کیسے اور کیونکر ضحاک اور حاکم اصفہان سے ان کی ہوسناکی اور درندگی کا انتقام لے سکتا ہوں؟"

عزازیل نے کہا۔ "اگر تم ان دونوں سے انتقام لینا چاہو تو بآسانی لے سکتے ہو، اس کے لیے راستہ تمہیں میں بتا سکتا ہوں۔"

کاوہ نے چونک کر پوچھا۔

"کیا راستہ۔"

عزازیل نے کہا۔ "کاوہ! دیکھ ضحاک اور اس کا اصفہان کا عامل دونوں ہی تیرے بیٹے کے قاتل ہیں۔ ضحاک ان دنوں ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے لیے گیا ہوا ہے۔ ایسا کرو کہ اس کی غیر موجودگی میں قوم ماد میں بغاوت کھڑی کر دو۔"

کاوہ نے غور سے عزازیل کی طرف دیکھا، پھر طنزیہ انداز میں کہا۔

"اے اجنبی! تو بزرگ صورت ہے، پر کاش تیرا مشورہ، تیری نصیحت بھی تیری شخصیت جیسی ہی ہوتی۔ کیا میں اس دھونکنی کے بل پر ضحاک کے خلاف علم بغاوت بلند کر دوں؟"

عزازیل نے اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "اے کاوہ! میں نے اپنی

شخصیت سے بڑھ کر تجھے مشورہ دیا ہے ہاں تو اس دھونکنی کے بل بوتے پر بھی ضحاک کے خلاف ایک کامیاب ترین بغاوت کھڑی کر سکتا ہے، دیکھ کاوہ! فی الوقت قوم ماد کے اندر دو عوامل ایسے ہیں جو تیری اس بغاوت کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔ ایک قوم ماد کا شہزادہ فریدوں اور دوسرے وہ لوگ جو ضحاک کے مظالم سے تنگ آ کر اس وقت کوہستان دماوند کی غاروں میں گزر بسر کر رہے ہیں۔ یہ لوگ وہاں فصلیں اگا کر اور ریوڑ چرا کر گزارا کرتے ہیں، انہیں بس ضحاک کے خلاف صرف ایک رہنما اور تحریک کی ضرورت ہے، پھر یہ خود بخود ہی مسلح ہو کر ضحاک کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔"

کاوہ نے چونک کر دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"اے اجنبی بزرگ! مجھے کیسے خبر ہوتی کہ قوم ماد کا شہزادہ فریدوں زندہ ہے اور یہ کہ کوہستان دماوند کے اندر ضحاک کے ستائے ہوئے لوگ جمع ہیں۔"

عزازیل نے اپنی سفید داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "کیا اس عمر میں تم سے جھوٹ بولوں گا، دیکھ کاوہ! اپنی اس دھونکنی کا علم بنا اور اٹھ کھڑا ہو۔ پہلے افریدوں سے مل، وہ رے شہر میں زرگروں کے بازار میں رہتا ہے۔ زرگروں کے بازار میں ایک بزرگر ہے نام اس کا شینذار ہے۔ یہ شخص وہاں زرگری کی دکان کرتا ہے اور اس کی دکان کے پیچھے ہی اس کا گھر ہے جہاں افریدوں رہتا ہے شنیذار کے گھر میں ایک تہہ خانہ بھی ہے اور خطرے کی صورت میں وہ افریدوں کو اسی تہہ خانے میں منتقل کر دیتا ہے دیکھ کاوہ! تو رے شہر میں افریدوں سے مل وہ ضحاک کے خلاف بغاوت کرنے میں فوراً تیرے ساتھ مل جائے گا۔ اس کے بعد تم دونوں مل کر کوہستان دماوند کی طرف جاؤ۔ وہاں ضحاک کے ستائے ہوئے لوگ بھی کسی راہنما کے منتظر ہیں وہ افریدوں اور تجھے اپنا نجات دہندہ سمجھیں گے اور تمہارے لیے ایک بہت بڑی قوت بن جائیں گے۔ اسی قوت کے سہارے تم اور افریدوں ضحاک کو شکست دے کر قوم ماد کے لیے آزادی کے پیغامبر بن سکتے ہو۔"

کاوہ نے تحسین آمیز نگاہوں سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے اجنبی! جو کچھ تو نے کہا ہے، اگر یہ درست ہے تو یہ نہ صرف ایک حیرت انگیز انکشاف بلکہ تعجب میں ڈال دینے والی ایک خبر ہے۔"

عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ "میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا۔ اب قوم ماد کی آزادی کا

انحصار تم پر اور افریدوں پر ہے۔"

کاوہ نے اس بار جوش میں آ کر چھاتی تانتے ہوئے کہا۔

"میں اس آزادی کی تکمیل ضرور کروں گا۔"

عزازیل نے کہا۔ "اگر ایسا ہے تو پھر میں چلتا ہوں کہ میں نے اپنے کام کی تکمیل کر دی ہے۔ تم بھی اب اپنے کام کی ابتدا کے لیے حرکت میں آؤ۔"

کاوہ بے چارہ عزازیل کو روکتا رہ گیا، پر وہ وہاں سے چلا گیا۔

کاوہ چند ثانیوں تک وہاں بیٹھا کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنی دھونکنی ادھیڑ دی اور اس دھونکنی کے اس چمڑے کو علم[1] کی صورت میں ایک لکڑی کے ساتھ باندھ کر وہ بھی اصفہان سے رے شہر کی طرف کوچ کر گیا۔

○○○

[1]۔ بعد کے دور میں کاوہ لوہار کا یہی علم قوم ماد کا قومی جھنڈا بن گیا اور اس جھنڈے کو چونکہ موتیوں سے سجایا گیا تھا لہٰذا کاوہ کی نسبت سے یہ علم درفش کاویانی کہلایا۔ یہ علم بعد میں تمام ایرانی تاجداروں کے خزانوں کی زینت بنتا رہا۔ اس پر بیش بہا جواہرات ٹانکے گئے، یہاں تک کہ اس کا چمڑا نظر نہ آتا تھا۔ یہ جھنڈا جب کھولا جاتا تو جواہرات کی چمک اور چکا چوند سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ قوم ایران کا یقین تھا کہ اس جھنڈے کی برکت سے انہیں فتح ہوتی ہے، اسلامی دور میں جنگ قادسیہ کے دوران یہ جھنڈا ایرانیوں سے چھن گیا، ایک عرب شاعر نے اس کے متعلق لکھا ہے۔

ترجمہ:۔ نوشیرواں درفش کاویانی کے نیچے سپاہیوں کی صفیں لے کر چل رہا ہے اور موتیں کھڑی دیکھ رہی ہیں۔

ایک روز جبکہ سحر نے اپنے حصار بدن سے ہر شے پر اپنی روشنی کی لہریں بکھیر دی تھیں اور لوگ کوچہ و بازار اور قریہ و بستی میں اپنے کاموں میں لگ گئے تھے، کاوہ لوہار اپنے ہاتھ میں اپنی دھونکنی کے چمڑے سے بنایا ہوا جھنڈا اٹھائے اصفحان شہر میں داخل ہوا۔ لوگوں سے پوچھتا ہوا وہ زرگروں کے بازار میں شیفذاد نام کے اس شخص کی دکان کے سامنے آیا، جس کی نشان دہی عزازیل نے کی تھی، کاوہ نے دیکھا دکان کے اندر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جس کی عمر پندرہ سولہ سال کے قریب ہوگی۔

اپنی دھونکنی کا علم اٹھائے کاوہ اس دکان میں داخل ہوا اور اس بوڑھے کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ کا نام شیفذاد ہے۔"

بوڑھے نے جواب دیا۔

"میرا نام یقیناً شیفذاد ہی ہے پر تم کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو، تم اجنبی لگتے ہو کہ میں نے اس سے پہلے تمہیں نہیں دیکھا ہے۔"

کاوہ نے مڑ کر پہلے دکان کے دروازے کی طرف دیکھا، پھر آگے بڑھ کر انتہائی رازدارانہ انداز میں اس نے کہا۔

"یہ لڑکا جو تمہارے پاس بیٹھا ہے اسے کہو اپنی دکان کے عقبی دروازے سے تھوڑی دیر کے لیے اپنے گھر چلا جائے میں تم سے ایک انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔"

شیفذاد نے فوراً اپنے بیٹے کو اشارہ کیا اور وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ کاوہ شیفذاد کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے مدھم آواز میں کہا۔

''اے شیفذاد! میرا نام کاوہ ہے۔ میں اصفہان کا ایک لوہار ہوں، مجھے فریدوں سے ملاؤ میرے پاس اس کے لیے ایک پیغام ہے۔''

شیفذاد نے حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''یہ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو۔ یہ فریدوں کون ہے اور اگر کوئی ہے تو اس کا میری دکان اور میری ذات سے کیا تعلق؟''

کاوہ نے اس بار فیصلہ کن انداز میں آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''شیفذاد! مجھے احمق نہ بناؤ، جس طرح مجھے یہ یقین ہے کہ میں اپنی ذات میں ایک انسانی جسم رکھتا ہوں، اسی طرح مجھے یہ بھی یقین ہے کہ قوم ماد کا آخری بچ جانے والا شہزادہ فریدوں تمہارے ہاں پناہ لیے ہوئے ہے۔ سن رکھو شیفذاد! میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں ایک لوہار ہوں پر اب میں نے یہ کام ترک کر دیا ہے، ادھر دیکھو! میں نے اپنی دھونکنی کو پھاڑ کر علم بنا دیا ہے۔ اور اسی علم تلے میں قوم ماد کے جوانوں کو جمع کروں گا اور ضحاک کے خلاف بغاوت کر کے اپنی قوم کو آزادی دلاؤں گا۔ اسی سلسلے میں مجھے فریدوں کا تعاون درکار ہے۔''

''سنو شیفذاد! اس کام میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ میں سارا کام خلوصِ نیت کے ساتھ قوم ماد کی آزادی کے لیے کرنا چاہتا ہوں اور فریدوں کو اس لیے اپنے ساتھ ملانا چاہتا ہوں کہ فریدوں واحد شخص ہے جو قوم ماد کے تخت کا حقدار ہے، میں چاہتا ہوں کہ ضحاک کے خلاف بغاوت کرنے کے بعد جب ہمیں کامیابی حاصل ہو تو فریدوں قوم ماد کا بادشاہ بن کر ان پر حکمرانی کرے۔ شیفذاد! دیر نہ کرو، مجھے فریدوں سے ملاؤ، میں اسے لے کر آج ہی کوہستانِ دماوند کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔

ضحاک کے مظالم سے تنگ آ کر ان گنت لوگ اس کوہستانی سلسلے میں پناہ لے چکے ہیں، میں فریدوں کے لیے انہیں متحد کروں گا اور انہیں ایک قوت بنا کر ضحاک کے سامنے لاؤں گا، مجھے امید ہے کہ ہم ضحاک کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

شیفذاد اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔

''اے کاوہ تم تھوڑی دیر بیٹھو میں ابھی آتا ہوں۔''

شیفذاد جانا ہی چاہتا تھا کہ دکان کے عقبی دروازے سے ایک جوان اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی شیفذاد پریشان سا ہو گیا اور بھاگ کر اس نے اپنی دکان کا دروازہ بند کر دیا، وہ جوان قریب آیا اور کاوہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

''اے کاوہ! میں ہی فریدوں ہوں جس کی تجھے تلاش ہے، میں درمیانی دروازے کی اوٹ میں کھڑا ہو کر تیری ساری گفتگو سن چکا ہوں، میں، فریدوں تجھ پر بھروسہ اور اعتماد کرتا ہوں۔ اب تو تفصیل سے میرے ساتھ گفتگو کر تو کس طرح ضحاک کے خلاف بغاوت کھڑی کر کے کامیابی کا امیدوار ہے جبکہ تو جانتا ہے کہ ضحاک کی عسکری قوت بے پناہ ہے۔''

کاوہ اپنی جگہ سے اٹھا، پرجوش انداز میں اس نے فریدوں سے مصافحہ کیا اور دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے جبکہ شیفذاد اپنی نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کے بعد کاوہ نے کہا۔

''اے فریدوں، آپ سے مل کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے۔ میرا لائحہ عمل یہ ہے کہ اس وقت جبکہ ضحاک اپنے لشکر کے ساتھ ہندوستان کی طرف روانہ ہو چکا ہے ہم بغاوت کر کے اصفہان پر حملہ کر دیں اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے شہروں پر قبضہ کر کے ضحاک کے لوٹنے تک اپنی قوت میں اس قدر اضافہ کر لیں کہ ضحاک کی واپسی پر ہم اس سے ٹکرا کر اسے شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں۔''

فریدوں نے تعجب سے پوچھا۔

''پر اے کاوہ! یہ کام کیسے اور کیونکر ہو گا، کیا میں اور تم دونوں مل کر اس کام کو انجام دے سکیں گے۔''

کاوہ نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔

''ہاں، ہم دونوں اس کام کو انجام دے سکیں گے۔ سنو فریدوں! ہم دونوں آج ہی شام کو اندھیرا پھیلنے کے بعد کوہستان دماوند کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ اس کوہستانی سلسلے کے اندر ان گنت لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ضحاک کے مظالم سے تنگ آ کر وہاں پناہ لے رکھی ہے، ہم ان سے رابطہ قائم کریں گے اور انہیں ساتھ ملا کر پہلے اصفہان پر قبضہ کریں گے، اس کے بعد مجھے امید ہے کہ لوگ کھل کر ہمارا ساتھ دیں گے اور ہم قوم ماد کی عظمت کو بحال کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔''

فریدوں نے اطمینان اور خوشی سے کہا۔

"اے کاوا! میں اس معاملے میں تم سے مکمل اتفاق کرتا ہوں، تم اٹھ کر اندر چلو، پہلے کھانا کھاؤ پھر آج شام کے بعد جب اندھیرا پھیل جائے تو ہم یہاں سے کوہستان دماوند کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

فریدوں اور شیفذاد دونوں دکان کے عقبی دروازے سے کاوہ کو اندر لے گئے۔ اسی روز شام کے بعد فریدوں اور کاوہ اصفہان سے کوہستانِ دماوند کی طرف کوچ کر گئے۔

○

فریدوں اور کاوہ ایک روز کوہستانِ دماوند میں داخل ہوئے وہاں غاروں کے اندر پناہ لینے والے لوگوں کے سامنے انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا اور کوہستان دماوند کے ایک حصے کے لوگوں کو انہوں نے ایک جگہ جمع کیا، جب لوگ ایک کھلی وادی میں جمع ہو گئے تو کاوہ ان کے سامنے ایک بلند چٹان پر چڑھا اور لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"قوم ماد کے فرزندو!

میں اصفحان کا ایک لوہار کاوہ ہوں اور میرے ساتھ قوم ماد کے شاہی خاندان کا بچنے والا آخری شہزادہ فریدوں ہے۔ سن رکھو! ظالم ضحاک ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے لیے ان دنوں اپنے لشکر کے ساتھ ہماری سرزمینوں سے باہر ہے۔ آؤ اس کی غیر موجودگی میں اس کے خلاف بغاوت کر دیں اور ایسی قوت حاصل کر لیں کہ ضحاک کو ہم اپنی سرزمین سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں۔

اے قوم ماد کے لوگو!

سن رکھو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ضحاک اور اس کے پیروکار ہمیشہ کے لیے تمہیں اور تمہاری نسلوں کو اپنے باطن کی خباثت، دغا، مکر اور درد و کدورت اور نفاق و بغض میں جکڑے رکھیں گے۔ خمار ابلیس کی طرح اس تماشہ گاہ عالم میں تمہاری حالت نیرنگی ایام کشکول گدا گانہ، صدف تشنہ اور مہرہ موم

جیسی کر دیں گے۔ اپنی آزادی اور عظمت رفتہ کے لیے اٹھ کھڑے ہو۔

اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ضحاک تم لوگوں کو آتشی چکیوں میں پیستا رہے گا۔ تمہارے جابر و جوان جذبوں کو مرغ پربند کی طرح پابند سلاسل کرتا رہے گا اور اس گنبد افلاک میں وہ تم لوگوں کی تقدیر کے ترکش میں کم اندیشی، تعمیل و حماقت، نفاق و بغض اور آزار فروشی بھرتا رہے گا۔ قبل اس کے کہ وہ تمہارے دلوں کو الماس و پتھر کر دے، قبل اس کے کہ تمہاری قسمتوں میں شب یلدا جیسی کیفیت لکھی جائے، قبل اس کے کہ وہ تم سے روشنی کی ننھی کرن تک چھین کر تمہاری زیست کے نہاں خانوں میں قحط زاروں کی بربادی، بجلی کی بے قراری اور موت کی آوازیں بھر دے، اپنے نفع و ضرر کی خاطر اٹھ کھڑے ہو، کب تک آوارہ ابر کی طرح خدمت اغیار پر اطمینان کا اظہار کرتے رہو گے؟ قبل اس کے کہ ضحاک چپکے چپکے غلامی کا زہر تمہاری رگوں کے اندر بھر دے، اٹھ کھڑے ہو۔ حرفوں کی دھوپ، لفظوں کی چاندنی کی طرح۔ اب بھی وقت ہے راکھ کے اندر سے برق و شرر اور نیم سوز شعلے کی طرح اٹھ کر سورج کی سرخ سوت کی طرح پھیل جاؤ اور اپنی قوم کے اندر طلوع سحر کی سی شگفتگی پھیلا دو۔

سنو!

زندگی کا راز حرکت ہے۔ اگر تم اب بھی نہ اٹھنا چاہو تو پھر اسرافیل کے صور اور مژدہ محشر کا انتظار کرو، ایسی صورت میں تم لوگ آپ ہی قاتل، آپ ہی قتیل، آپ ہی تیر اور آپ ہی ہدف بنتے رہو گے۔"

کاوہ خاموش ہو گیا۔

اس کے الفاظ نے وہاں جمع لوگوں کے پندار میں نا آسودگی سی بھر دی۔ ان کی رگ رگ میں آگ سی لگا دی۔ اس کے الفاظ نے معجز اثری کا کام کیا اور لوگ چلا چلا کر فریدوں اور کاوا کا ساتھ دینے کا عہد کرنے لگے۔

فریدوں اور کاوہ نے ان کے ہاں رک کر انہیں منظم کیا اور ان کے اندر ان کے لیے سردار مقرر کیے، پھر وہ آگے بڑھ گئے اور کوہستانِ دماوند کے دیگر علاقوں کے لوگوں کو اپنا

ہمنوا بنانے میں مصروف ہو گئے۔

اس طرح کوہستان دماوند کے اندر چند ہفتوں کی لگا تار محنت سے فریدوں اور کاوہ نے اپنے لیے ایک جرار لشکر تیار کر لیا۔ لشکر کو اچھی طرح منظم اور مسلح کرنے کے بعد وہ کوہستان دماوند سے نکلے اور اصفہان شہر کا رخ کیا، شہر انہوں نے فتح کر لیا اور ضحاک کی طرف سے اصفہان کے حاکم کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ شہر پر قبضہ کر کے سرکاری خزانہ حاصل کیا اور سارا زرو مال لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد فریدوں اور کاوہ نے اہواز شہر کا رخ کیا، یہاں بھی انہوں نے لوگوں کو ضحاک کے جور و ستم کے خلاف ابھارا، اہل اہواز نے ان کا ساتھ دیا۔ اہواز کے حاکم کو بھی قتل کر دیا گیا اور شہر پر بھی فریدوں کاوہ کا قبضہ ہو گیا۔ اصفہان اور اہواز پر قبضہ مکمل کرنے کے بعد ان دونوں نے اپنی عسکری قوت کو مربوط کرنے کے علاوہ دیگر علاقوں پر بھی حملے شروع کر دیئے۔

○

کوئلے کی طرح سلگتی رات اپنے اختتام کو پہنچ گئی تھی۔ مشرق میں شفق کے رنگوں میں سے طلوع ہوتے سورج نے عرش و فرش کے مابین روشنیاں بھر دی تھیں۔ خوابیدہ سبزے، اک طلسمات ناز کے سے انداز میں جاگ گئے تھے۔ کدورتِ بشریت پھیلنے لگی تھی۔ رات بھر کے بھوکے طیور اپنی آوازوں میں ساز کے پروں سے پھوٹتی نغمگی جیسے شیریں، رسیلے اور لذت فروش نغمات کی شیرینی بکھیرتے رزق کی تلاش میں نکل گئے تھے۔ ہر ذی روح کی آوارہ گرد خواہش اور بے خانماں خیالات زمان و مکاں کی قیود سے آزاد ہو کر ابھرنے بکھرنے لگے تھے۔

ایسے میں قوم ماد کو زیر نگیں کر لینے والا ضحاک اپنے لشکر کے ساتھ ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے لیے ہند کی سرزمین میں داخل ہو رہا تھا کہ اگباتانہ شہر سے اس کا جانا پہچانا ایک قاصد اس کے پاس آیا۔

اس قاصد کو دیکھتے ہی ضحاک نے اپنے لشکر کو رک جانے کا اشارہ کیا۔ ساتھ اس نے

باگیں کھینچ کر اپنے گھوڑے کو بھی روک لیا، پھر اس نے حیرت، تعجب اور کسی قدر پریشانی سے اس قاصد سے پوچھا۔ ''میں تو تمہیں اگباتانہ میں چھوڑ کر آیا تھا تم یہاں میری طرف کیسے آ گئے؟''

قاصد نے کہا۔ ''اے آقا! میں انتہائی برے حالات میں اس طرف آیا ہوں، آپ ہندوستان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ ترک کر دیں اور واپس جا کر اپنے مفتوحہ علاقوں کو سنبھالیں، آپ کی روانگی کے بعد اصفہان شہر کے ایک لوہار نے قوم ماد کے واحد بچ جانے والے شہزادے فریدوں کو اپنے ساتھ ملا کر منظم و مسلح کیا۔ پھر انہوں نے یکے بعد دیگرے اصفہان اور اہواز پر حملہ کیا۔ دونوں شہروں کے حاکموں کو قتل کیا اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔''

ذرا توقف کے بعد قاصد نے مزید کہا۔

اے آقا! اگر آپ نے ہندوستان کا خیال ترک کر کے قوم ماد میں واپس جا کر قوم ماد کے باغیوں فریدوں اور کاوہ کی سرکوبی نہ کی تو اندیشہ ہے کہ دونوں ایسی قوت پکڑ لیں کہ پھر ان سے نمٹنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جائے گا۔

اس اندوہناک خبر پر ضحاک چند ثانیوں تک گردن جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ ضحاک کے اردگرد اپنے گھوڑوں پر سوار عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی پریشانی اور تعجب سے ضحاک کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر ضحاک نے گردن اٹھائی اور بھاری اواز میں اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ ''میں ہندوستان کے اندرونی علاقوں کی طرف پیش قدمی موقوف کرتا ہوں، اپنے لشکر کے ساتھ یہیں سے واپس اگباتانہ شہر کی طرف جاؤں گا، پہلے وہاں فریدوں اور کاوہ سے نمٹوں گا اور قوم ماد کی سرزمینوں کے اندر امن و امان بحال کر کے دوبارہ ہندوستان کی طرف آؤں گا۔''

اس موقع پر عارب، بیوسا اور نبیطہ نے آپس میں کوئی مشورہ کیا، پھر نبیط نے اپنے چہرے پر منور نقوش کی جھلمل پھیلاتے ہوئے ضحاک کی طرف گرم ملائم آنکھوں سے دیکھا، پھر اس آتش سیال نے ضحاک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ فریدوں اور کاوہ کی سرکوبی کے لیے واپس چلے جائیں جبکہ ہم تینوں ہندوستان کے اندر پیش قدمی کرتے رہیں جب تک آپ فریدوں کاوہ سے نمٹ کر دوبارہ ادھر کا رخ کرتے ہیں، اس وقت تک ہم ہندوستان کے اندرونی حالات اور وہاں کے حکمرانوں سے

بہت کچھ معلومات حاصل کر چکے ہوں گے اور یہی معلومات ہندوستان پر حملہ آور ہونے میں آپ کے کام آ سکتی ہیں۔''

ضحاک نے نبیطہ کے اس مشورے سے مکمل اتفاق کیا، اس طرح ضحاک اپنے لشکر کے ساتھ اگباتانہ واپس لوٹ گیا جبکہ عارب، بیوسا اور نبیطہ ہندوستان کی سرزمین میں اندر آگے بڑھ گئے تھے۔

○

فریدوں اور کاوہ لوہار کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ ضحاک ہندوستان کی مہم ترک کر کے اپنے لشکر کے ساتھ اگباتانہ کی طرف لوٹ کر آ رہا ہے تاکہ ان دونوں کی بغاوت کو فرو کر سکے، لہٰذا وہ محتاط ہوگئے اور ضحاک کا مقابلہ کرنے کے لیے انہوں نے بھی اپنی عسکری تیاریاں تیز کر دیں۔ آخر رے شہر کے پاس دونوں لشکروں کا سامنا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد دونوں لشکروں نے اپنی صفیں درست کیں اور دونوں لشکروں کے درمیان ایک ہولناک جنگ چھڑ گئی۔ جس طرح دریا کی تند موجوں کے اندر چیونٹیاں بہہ جاتی ہیں۔ ایسے ہی دونوں اطراف کے لشکری خاک اور خون میں نہانے لگے، جنگ غاز الذنوب کی طرح پھیلتی رہی، شروع میں ضحاک کے لشکر کا پلہ بھاری رہا لیکن بعد میں اس کے لشکر کو شکست ہوئی، فریدوں اور کاوہ نے ضحاک کو گرفتار کر لیا۔

ضحاک[1] کا لشکر کاٹ کر رکھ دیا گیا جبکہ ضحاک کو پا بہ زنجیر کر کے کوہستانِ البرز[2] کی ایک غار کے اندر قید کر دیا گیا۔ ضحاک اسی غار میں سسک سسک کر مر گیا جبکہ فریدوں[3] نے قوم ماد کے بادشاہ کا تاج اپنے سر پر رکھا اور کاوہ کو اس نے اپنا سالارِ اعظم مقرر کر دیا۔ فریدوں نے اسے ہر چیز سے نوازا لیکن کاوہ کے جھنڈے کو جو اس نے اپنی دھونکنی سے بنایا

۱۔ ضحاک سے متعلق مشہور عرب شاعر ابونواس کا ایک فخریہ قصیدہ ہے جس کا ایک شعر ہے وکان منا الضحاک یعبدہ، الخابل والجن فی مسار بھا۔ (ہم میں سے ایک ضحاک ہے کہ شیطان اور جن چمن زاروں کے اندر اس کی عبادت کرتے ہیں۔ ۲۔ تاریخ ایران: جلد 1، ص 24 ۳۔ فریدوں وہ پہلا بادشاہ تھا جس نے علم ہیئت میں دسترس حاصل کی۔ وہ علم طب میں بھی بڑی مہارت اور ذہانت رکھتا تھا، تریاق اسی نے تیار کرایا تھا، ہاتھی پر سب سے پہلے اسی نے سواری کی اور پہلی بار دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ہاتھیوں سے کام لیا۔ (تاریخ ایران)

تھا، شاہی خزانے میں رکھ لیا اور اسے شاہی علم قرار دیا۔ اس طرح قوم ماد کی حکمرانی ضحاک سے چھن کر فریدوں کے پاس چلی گئی۔

○

یوناف مصر کے شہر ممفس میں بوڑھے سلادف، اس کے بیٹے لبان اور بھتیجی عطیشہ سے رخصت ہونے کے بعد اُر شہر کے باہر ایسی عمارات کے قریب نمودار ہوا جو کبھی آباد رہی ہوں گی لیکن اب کھنڈرات کی شکل اختیار کر چکی تھیں۔

چند ثانیوں تک وہاں کھڑے رہ کر یوناف اس پتھروں سے بنی اور غیر آباد عظیم عمارت کو دیکھتا رہا اس نے دیکھا ان کھنڈرات کے قریب ہی کچھ چرواہے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے ان کے ریوڑ چر رہے تھے۔ یوناف ان چرواہوں کے قریب آیا اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''اے نیک دل چرواہو! میں اس سرزمین میں اجنبی ہوں، کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہارے عقب میں یہ عمارات کیسی ہیں اور ویران کیوں پڑی ہیں؟''

سب چرواہے چند ثانیوں تک غور سے یوناف کو دیکھتے رہے جو ان کے سامنے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا تھا، پھر ایک چرواہے نے کہا۔

''اے اجنبی! یہ عمارت جو تم دیکھ رہے ہو کبھی ایک قدیم دیوتا کا معبد ہوا کرتا تھا لیکن بعد میں لوگوں نے اس دیوتا کی پرستش ترک کر دی اور ننار نام کے ایک نئے دیوتا کو اپنا لیا، اس شہر کے لوگ آج کل ننار دیوتا ہی کی پرستش کرتے ہیں۔''

یوناف نے اسی چرواہے سے پوچھا۔

''کیا میں اس عمارت کے اندر جا کر اسے دیکھ سکتا ہوں۔''

یوناف کے سوال پر چرواہے کا رنگ زرد ہو گیا۔ وہ برسوں کا علیل اور مریض لگنے لگا، دوسرے چرواہوں کی حالت بھی ایسی ہی ہوگئی تھی، پھر اسی چرواہے نے کہا۔

''اے اجنبی! یہ عمارت کبھی شاش دیوتا کا معبد تھی، پر اس پر کسی شیطانی قوت نے قبضہ کر لیا ہے، پھر ایسا ہوا کہ اس عمارت کے اندر شاش دیوتا کی پرستش ترک کر دی گئی، اب

ایک دوسرے شہر لرسہ میں شاش دیوتا کا معبد ہے اور وہیں اس کی پرستش ہوتی ہے۔ یوں جانو کہ شاش دیوتا لرسہ شہر کا رب الٰہہ ہے جبکہ اس شہر کا رب الٰہہ نار دیوتا ہے۔ یہ عمارت اب ویران پڑی ہے۔ اس کے اندر قدیم بت ویسے کے ویسے ہی پڑے ہیں تاہم اس عمارت کے اندر کوئی داخل نہیں ہوتا کیونکہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اس عمارت پر شیطانی قوتوں کا قبضہ ہے۔''

''اے اجنبی! اس عمارت میں داخل ہونے والے بہت سے لوگ ہلاک ہو چکے ہیں، کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ شاش دیوتا کی اصل روح، اس کے بت میں لوٹ آئی تھی اور اس نے اس عمارت میں داخل ہونے والوں پر تباہی برسا دی تھی کیونکہ کسی دور میں شاس اس علاقے کا ایک نیک اور پرہیز گار انسان تھا اور اس کی موت پر اس کا بت بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی گئی تھی۔''

وہ چرواہا ذرا رکا پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

''اے اجنبی! حالات و واقعات کچھ بھی ہوں ہم چرواہوں کا روز کا اس طرف آنا ہے، لہٰذا ہمارا تمہارے لیے پرخلوص مشورہ ہے کہ اس عمارت میں ہرگز داخل نہ ہونا کہ اگر ایک بار تم اس میں داخل ہو گئے تو پھر جیتے جی باہر نہ نکل سکو گے، اے اجنبی! یہ بھی سن رکھو کہ اُر شہر اور اس کے گرد و نواح میں شاش دیوتا کے معبد کی یہ سنگلاخ عمارت ''موت کا گھر'' کے نام سے مشہور ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی منزل کی راہ لو، کئی لوگ جستجو کے تحت اس عمارت کے اندر داخل ہوئے لیکن پھر اس کے بعد انھیں اس عمارت سے باہر آنا نصیب نہ ہوا۔''

یوناف نے ان سارے چرواہوں کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے نیک دل چرواہو! گواہ رہنا کہ میں اس عمارت میں داخل ہوتا ہوں اور پھر تم سب کی حیرت رفع کرنے کی خاطر میں صحیح و سلامت اس عمارت سے باہر بھی نکلوں گا۔ دیکھو! میں کچھ دن تک اس عمارت کے اندر ہی رہوں گا اور سنو اے چرواہو! جب اس عمارت سے نکل کر میرا یہ گھوڑا چرنے کے لیے تمہاری طرف آیا کرے تو اس کی دیکھ بھال کیا کرنا۔ کوئی اسے گزند نہ پہنچائے۔''

ایک چرواہے نے خوفزدہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

''اے اجنبی! تم بے بنیاد باتیں کر رہے ہو جیسے تمہارے شعور نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے،

تم ایسے وثوق اور عزم کا اظہار کر رہے ہو، جیسے اس عمارت کے اندر تمہیں اور تمہارے گھوڑے کو رہنا نصیب ہو گا۔

یوناف نے اس چرواہے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے میرے عزیز! تمہارا کہنا یقیناً درست ہے میں ہی وہ جوان ہوں جو اپنے گھوڑے کے ساتھ اس عمارت کے اندر گزر بسر کر سکتا ہے۔''

پھر یوناف ان چرواہوں سے مزید کوئی گفتگو کیے بغیر اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے اس سنگی عمارت کی طرف بڑھنے لگا جبکہ وہ سارے چرواہے اسے حیرت اور پریشانی کے عالم میں دیکھ رہے تھے۔

اس عمارت کے قریب جا کر یوناف رکا پھر اس نے ہلکی ہلکی آواز میں پکارا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو؟''

ابلیکا نے فوراً اس کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا، ساتھ ہی اس کی زندگی کی مسکراہٹوں اور جلوہ اقصائے شبستان میں ڈوبی ہوئی آواز ابھری۔

''یوناف! یوناف! میرے حبیب! کیا بات ہے؟''

یوناف نے کہا۔

''اے میری ہمسفر! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اس عمارت کے اندر کیا واقعی کسی شیطانی قوت کا بسیرا ہے یا سب وہموں اور خوش کن عقیدوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔''

ابلیکا نے جواب دیا۔

''میں جانتی تھی تم ضرور یہ پوچھو گے، میں چرواہوں کے ساتھ تمہاری گفتگو سننے کے بعد چلی گئی تھی اور اس عمارت کی حقیقت اور اصلیت معلوم کر آئی ہوں۔''

''سنو یوناف! یہ عمارت کسی شیطانی قوت کا مسکن نہیں ہے۔ برسوں پہلے یہ عمارت شاش دیوتا کا معبد تھی لیکن یہاں کے قدیم پجاری نہیں چاہتے تھے کہ لوگ نار دیوتا کی جگہ شاش دیوتا کی پرستش کریں جبکہ نار دیوتا ان دنوں چھوٹے دیوتاؤں میں شمار کیا جاتا تھا، پھر یوناف یوں ہوا کہ ان قدیم پجاریوں میں سے ایک پجاری جو روحوں کی تسخیر کا علم جانتا تھا، اس نے ایک خونخوار روح کو تسخیر کیا اور اس روح کو اس نے عمارت میں متعین کر دیا جو اس میں داخل ہونے والوں کا خاتمہ کر دیا کرتی تھی، آہستہ آہستہ لوگ شاس دیوتا سے بے زار

ہونے لگے۔ اسی دوران ان قدیم پجاریوں نے اُرشہر کے باہر ایک کوہستانی سلسلے پر نار دیوتا اور ننگل دیوی کے معبد تعمیر کر دیئے اور اسی روح کی مدد سے ان پجاریوں نے نار دیوتا اور ننگل دیوی کے معبدوں میں کچھ مافوق البشر کام دکھانے شروع کر دیئے۔ اسی طرح قدیم پجاریوں کی خواہش پر لوگوں نے شماش دیوتا کی اہمیت ختم کر دی اور اس کی جگہ نار دیوتا کی پرستش شروع کر دی۔ لیکن شماش دیوتا کی پرستش کو ختم نہ کیا جا سکا کیونکہ انہی سرزمینوں کے اندر لرسہ شہر میں شماس دیوتا کی حیثیت اب بھی رب الٰہ اور سب سے بڑے دیوتا کی سی ہے۔ شماس دیوتا کے اس معبد کی عمارت میں اس خونخوار روح کی بھیانک کارروائیوں کے باعث یہ عمارت اب کھنڈر ہوگئی اور خوف کے مارے کوئی بھی اس عمارت کا رخ نہیں کرتا۔ تاہم اس عمارت کے اندر قدیم دیوی دیوتاؤں کے بت اب تک محفوظ ہیں، اب یہ عمارت محفوظ ہے اور اس کے اندر کوئی روح یا شیطانی قوت نہیں ہے تاہم لوگوں نے عجیب و غریب داستانیں اس عمارت کے حوالے سے گھڑی ہیں، لہٰذا اس عمارت کی طرف آنے سے خوفزدہ ہیں اور کوئی بھی اس طرف آنے کی جرأت نہیں کرتا۔"

"اے ابلیکا! اس عمارت کے اندر اگر کوئی شیطانی قوت ہوتی تو میں اس میں داخل ہوتا اور ضرور اس کا خاتمہ کر دیتا، بہر حال میں حیران ہوں کہ لوگوں نے اس عمارت سے متعلق کیا کیا قصے ترتیب دے کر اس عمارت کو موت کا گھر قرار دے دیا ہے۔ اب یہاں اس معبد کے اندر رہ کر میں ان قوتوں کو حرکت میں لاؤں گا جنہوں نے اپنے طلسم سے اقلیما نام کی اس خوبصورت اور حسین لڑکی کو میرے پیچھے لگا دیا ہے، میں اس لڑکی کو بھی اپنے سامنے بے بس اور مجبور کر دوں گا۔"

یوناف خاموش ہوا تو ابلیکا نے کہا۔

"یوناف! یوناف! اس کھنڈر عمارت کی حقیقت سے نار دیوتا کا موجودہ بڑا پجاری یمنع بھی باخبر ہے۔"

ابلیکا ذرا رکی پھر بولی۔

"یوناف! یوناف! تم نے اُرشہر آ کر پورے ساز و سامان کے ساتھ یہ گھوڑا کیوں خرید لیا اور اسے کیوں ساتھ ساتھ لیے پھرتے ہو۔"

"ابلیکا! ابلیکا! تم اس مصلحت کو نہیں سمجھتی ہو۔ میں نے یہ گھوڑا اور اس کی پیٹھ پر بندھا

سامان اس لیے خریدا کہ لوگ مجھے دور کی سرزمینوں کا کوئی اجنبی خیال کریں۔ ان ہی سرزمینوں کا باسی نہ سمجھ لیں۔ ابلیکا! ابلیکا! اب تم جاؤ اور اس لڑکی کی کیفیت اور اس سے کام لینے والے لوگوں کا پتہ کر کے آؤ۔"

ابلیکا فوراً یوناف کی گردن سے ہٹ گئی جبکہ یوناف اس سحر زدہ عمارت میں داخل ہونے کے لیے آگے بڑھ گیا۔

○

اپنے گھوڑے کو عمارت سے باہر ایک درخت کے ساتھ باندھنے کے بعد یوناف اس عمارت میں داخل ہوا۔

عمارت کا اندرونی حصہ بھی بڑا وسیع تھا۔ عمارت کے وسط میں بہت بڑا صحن تھا جس کے اطراف میں کمرے بنے ہوئے تھے۔ شمالی حصے میں ایک بہت بڑے کمرے کی شکل میں عبادت خانہ تھا، جس کے اندر شمالی دیوار کے ساتھ بڑے بڑے بت رکھے ہوئے تھے۔

یوناف اس بت خانے میں داخل ہوا ہی تھا کہ اس کی گردن پر ابلیکا نے لمس دیا، ساتھ ہی اس کی آواز بھی یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

"یوناف! یوناف! میں اس لڑکی کی، جس کا نام اقلیما ہے، پوری حقیقت معلوم کر کے آئی ہوں۔ وہ نار دیوتا کے معبد کی حسین ترین دیوداسی ہے، میں اسے دیکھ کر آئی ہوں اور تمہارے خلاف اسے تین اشخاص حرکت میں لا رہے ہیں، وہ اس پجاری دیوداسی کو استعمال کر کے تمہیں اپنے قابو میں لانا چاہتے ہیں۔ نار دیوتا کے معبد میں وہ ہر روز تمہیں بلانے کے لیے اقلیما پر سحر کرتے ہیں تاکہ تم تڑپ تڑپ کر ان کے پاس جانے کے لیے مجبور ہو جاؤ اور وہ تم پر قابو پا لیں۔

جو تین اشخاص اقلیما کو تمہارے خلاف حرکت میں لا رہے ہیں، ان میں سے ایک تمہارا پرانا اور قدیم ترین دشمن یافان ہے، دوسرا اُرشہر کے نار دیوتا کا بڑا پجاری یمنع اور تیسرا ایک بہت بڑا ساحر اور یمنع کا شاگرد ہے جس کا نام نمرود ہے۔ یہ نمرود گو یمنع کا شاگرد ہے لیکن یہ یمنع سے بھی زیادہ ماہر اور تجربہ کار ساحر ہے، اس نے بہت سے شہر گھوم پھر کر یہ علوم

حاصل کیے ہیں۔“

یوناف! یوناف! یہ برنمرود کبھی قوم ماد کے بادشاہ جمشید کا مشیر تھا۔ اس نے اس کے لیے جنات کو قابو کیا اور ان کی مدد سے اس نے جمشید کی جنگی رتھیں ہوا میں اڑائیں۔ اس کے لیے ایک ایسا پیالہ بنایا جس میں وہ مستقبل کے حالات دیکھتا تھا، اس کے علاوہ بھی اس نے جمشید کو بہت کچھ سکھایا، جب یمن کے بادشاہ ضحاک نے جمشید کو شکست دے کر اس کا خاتمہ کر دیا اور اس کے ملک ایران پر قبضہ کر لیا تو برنمرود، جس نے اپنی رہائش دہاں کوہ دماوند میں رکھی ہوئی تھی، وہاں سے نکلا اور یہاں اُر شہر میں یمنع کے پاس چلا آیا۔ تمہارے خلاف اقلیما پر جو سحر کا کام ہو رہا ہے، اس کا کرنے والا بھی برنمرود ہی ہے۔ اب ہم نے یہ کوشش کرنی ہے کہ ان تینوں پر قابو پائیں۔“

”سنو یوناف! جس طرح تم پر قابو پانے کے لیے اقلیما پر برنمرود سحر کر رہا ہے ایسا ہی اور اس سے ملتا جلتا ایک سحری طریقہ ہم بھی اپناتے ہیں، میں آتی دفعہ اس حسین دیوداسی اقلیما کا ایک ایسا لباس لیتی آئی ہوں جو وہ پہنتی رہی ہے، یہ لباس میں عمارت کے باہر کھڑے تمہارے گھوڑے کی خرجین میں ڈال آئی ہوں۔ اسی لباس کی مدد سے ہم اقلیما کو ان کھنڈرات میں بلانے کا عمل کریں گے، جب اقلیما ان کھنڈرات کی طرف آئے گی تو ظاہر ہے برنمرد، یمنع اور یافان بھی اس کے پیچھے آئیں گے اور ایسی صورت میں ہم ان سے بھی نمٹ لیں گے۔ برنمرود اور یمنع یہ سارا کام یافان کی مدد کے طور پر کر رہے ہیں، ہم بھی اپنے عمل کی ابتدا اس وقت کریں گے جب برنمرود اپنے عمل کی ابتدا اقلیما پر کرے گا اور عمل شروع کرنے سے قبل ہی میں تمہارے گرد ایک حصار بنا دوں گی جس کی وجہ سے تم برنمرود کے عمل کی تکلیف سے محفوظ رہو گے۔“

یوناف نے ابلیکا کی اس گفتگو کے جواب میں کچھ نہ کہا اور وہ اس عبادت خانے کے بتوں کو بغور دیکھنے لگا۔

اس نے دیکھا دائیں طرف تین بڑے بڑے دیوتاؤں اور ایک دیوی کا بت تھا جبکہ بائیں طرف کسی دیوتا کا اکیلا بت تھا۔

یوناف نے کہا۔

”ابلیکا! ابلیکا! اگر میں ان بتوں کے بارے میں جاننا چاہوں تو کیا کچھ بتا

سکوں گی؟“

ابلیکا نے کہا۔

”کیوں نہیں۔ سنو میں تمہیں تفصیل سے بتاتی ہوں۔“

”دائیں طرف جو چار بت ہیں، ان میں سے پہلا بت انو دیوتا کا ہے۔ سومیری قوم کا یہ سب سے بڑا دیوتا ہے اور اسے آسمان کا دیوتا سمجھا جاتا ہے، سومیری اسے رب الارباب اور دوسرے تمام دیوی دیوتاؤں کا باپ اور سربراہ تصور کرتے ہیں۔ خطرے کے وقت سومیری اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں، سومیریوں کا عقیدہ ہے کہ یہ دیوتا آسمانوں پر رہتا ہے اور گاہے گاہے آسمان کے اس حصے پر ٹہلتا ہے جو اس کے لیے مخصوص ہے۔ ٹہلنے کے اس راستے کو سومیری انو کا راستہ کہتے ہیں۔“

دوسرا بت سومیریوں کے دوسرے بڑے دیوتا ان لل کا ہے انو کی طرح یہ بھی بڑا اہم دیوتا ہے اور اسے زمین کا دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ سومیریوں کا عقیدہ ہے کہ ان لل نے ہی زمین کو آسمان سے جدا کیا۔ اس نے نباتات کی تخلیق کی اور یہ کہ ان لل حیات بخش پانیوں کا محافظ ہے۔ ان لل طوفانوں اور سیلابوں کا بھی دیوتا ہے اور سومیری سمجھتے ہیں کہ طوفان اور سیلاب ان لل دیوتا کے ہتھیار ہیں۔

سومیریوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا دیوتا ان لل اکثر و بیشتر مشرق کے عظیم کوہستانی سلسلے پر آکر رہتا ہے، سومیریوں کے بقول یہی دیوتا ہے جو ان پر عتاب اور رحمت نازل کرتا ہے۔

تیسرا بت سومیریوں کے تیسرے بڑے دیوتا ان کی کا ہے، ان کو سومیری دھرتی کا بادشاہ اور عقل و دانش کا دیوتا تصور کرتے ہیں۔ سومیری کہتے ہیں کہ ان کی دیوتا اپنی دانائی کی بدولت دیوتاؤں کی غلطیوں کا ازالہ کر دیتا ہے۔

چوتھا بت جو کسی حسین عورت کا لگتا ہے، یہ سومیریوں کی حسین اور مقبول ترین دیوی انانا کا ہے۔ انانا محبت اور جنگ کی دیوی ہے، اپنی گوناگوں صفات کی وجہ سے بعض صورتوں میں وہ سومیریوں کے تمام دیوتاؤں سے زیادہ مقبول اور مقتدر ہے۔ سومیریوں کا عقیدہ ہے کہ جب یہ غیض و غضب میں آتی ہے تو زندگی تہس نہس کر کے رکھ دیتی ہے اور جب مہربان ہوتی ہے تو ان لل جیسے مختار کل اور غضب ناک دیوتا کی تباہ کاریوں سے بھی نسل انسانی کو بچا لیتی ہے۔

سومیری کہتے ہیں کہ انانا آسمان کی ملکہ ہے اور نسل انسانی کو یہ فلاح و خوشحالی سے نوازتی ہے اور یہ جو دائیں طرف اکیلا بت ہے یہ شماس دیوتا کا ہے۔

سنو یوناف! یہ انو، ان لل، انن کی اور انانا سومیریوں کے قومی دیوی دیوتا ہیں اور ہر قومی تہوار کے موقع پر ان کی پرستش کی جاتی ہے، ان قومی دیوی دیوتاؤں کے علاوہ سومیریوں کے ہر شہر کے لیے علیحدہ علیحدہ دیوتا ہے جنہیں وہ شہروں کا محافظ سمجھتے ہیں۔ مثلاً آج کل اُر شہر کا محافظ دیوتا ننار ہے اور اسی شہر کی محافظ دیوی نن گل ہے جبکہ شاش آج کل لرسہ شہر کا محافظ ہے۔''

یوناف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم نے ان دیوی دیوتاؤں سے متعلق مجھے بہترین تفصیل کے ساتھ بتا دیا ہے۔ اب میں باہر جاتا ہوں اور اپنے گھوڑے کو عمارت کے اندر لاتا ہوں۔''

عبادت گاہ کے کمرے سے نکل کر یوناف جب صحن میں آیا تو اس نے دیکھا وہاں لکڑیوں کا ایک ڈھیر لگا تھا ان لکڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوناف نے کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! میں گھوڑے کو عمارت میں لانے کے بعد عبادت کے کمرے میں ان لکڑیوں سے آگ روشن کروں گا تاکہ اس سے میں نہ صرف اپنے آپ کو گرم اور آسودہ رکھ سکوں بلکہ اس سے اقلیما کو یہاں بلانے کے عمل کی ابتدا بھی کر سکوں۔''

ابلیکا نے پیار سے کہا۔

''شام ہونے والی ہے۔ جاؤ پھر اپنا گھوڑا لے آؤ۔''

یوناف تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت سے باہر نکل گیا۔

اس قدیم اور کھنڈر نما عمارت سے باہر آ کر یوناف نے دیکھا کہ آسمان پر پہلے کی نسبت بادل اور گہرے ہو گئے تھے اور بارش کے امکانات پیدا ہو چلے تھے۔ چرواہے واپس جانے کے لیے اپنے ریوڑوں کو اکٹھا کر رہے تھے۔ انہوں نے جب یوناف کو اس آسیب زدہ عمارت سے باہر آتے دیکھا تو وہ سارے ایک بلند چٹان پر کھڑے ہو کر اسے تعجب اور حیرت سے دیکھنے لگے۔

یوناف نے باہر بندھا ہوا اپنا گھوڑا کھولا اور اسے عمارت کے اندر لے گیا۔ گھوڑے کو اس نے عمارت کے ایک کمرے میں باندھ کر اس کی زین اتاری اور زین سے بندھا ہوا بستر اور

خرجین لے کر وہ اس بڑے کمرے میں داخل ہوا جس کے اندر سومیری قوم کے بت تھے۔

یوناف نے انانا دیوی[1] کے بت کے قریب زمین صاف کر کے اس پر بستر لگا دیا پھر صحن میں اِدھر اُدھر بکھری لکڑیاں اس نے کمرے کے اندر جمع کیں اور انو[2]، ان لل[3]، ان کی[4] اور انانا کے بتوں کے سامنے اس نے آگ کا الاؤ روشن کیا، پھر خرجین کے اندر سے اقلیما کا وہ لباس نکالا جو ابلیکا اپنے ساتھ لائی تھی، وہ اس نے اپنے بستر پر رکھ دیا، پھر خرجین سے اس نے کھانا نکال کر کھایا، مشکیزے سے پانی پی کر جب اس نے بستر پر بیٹھے بیٹھے آگ کی طرف ہاتھ پھیلائے تو ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

''یوناف! یوناف! میرے حبیب! باہر سورج غروب ہونے کے بعد اندھیرا پھیل کر رات ہو گئی ہے، میں نے تمہارے گھوڑے کے لیے چارے کا انتظار کر دیا ہے اور وہ اس وقت اپنا پیٹ بھر رہا ہے۔

''سنو یوناف! تھوڑی دیر بعد برنمرود اقلیما پر اپنا سحری عمل شروع کرے گا جس کی وجہ سے تمہاری حالت و کیفیت ایسی ہو جائے گی کہ تم اس کے خلاف اپنے عمل کی ابتدا نہ کر سکو گے پہلے مجھے اپنا لائحہ عمل بتاؤ کہ تم اقلیما کو ان کھنڈرات میں بلانے کے لیے کونسا طریقہ اختیار کرو گے تاکہ اس کے مطابق میں تمہارے گرد ایک ایسا حصار بنا دوں جس کے اندر رہ کر تم برنمرود کے سحری عمل سے محفوظ رہو گے اور اطمینان سے اپنے طلسماتی عمل کی تکمیل بھی کر سکو گے۔''

یوناف نے کہا۔

''سنو ابلیکا! یہ جو تم اقلیما کا لباس لائی ہو، یہ لباس میں انانا دیوی کے مجسمے کو پہناؤں گا، پھر ذہن میں اقلیما کا خیال رکھ کر میں اس مجسمے اور اقلیما کے لباس پر اپنا عمل کروں گا جس کی وجہ سے اقلیما اس طرف آ جائے گی اور پھر سب سے عمدہ بات یہ کہ میرے ذہن میں اقلیما کی صورت اور جسمانی ساخت بھی ہے، اس طرح میرا سحری عمل زیادہ بھرپور اور پرقوت ہو گا اور ....''

۱۔ یہی انانا دیوی بعد کے دور میں بابل اور بعلبک کے عربوں میں عشتار دیوی کے نام سے پوجی گئی۔

۲۔ انو آسمان کا دیوتا تھا۔

۳۔ ان لل زمین کا دیوتا تھا۔

۴۔ ان کی پانی کا دیوتا تھا۔

یوناف کو خاموش ہو جانا پڑا کیونکہ اس کی سماعت میں ابلیکا کی رس گھولتی ہوئی آواز بکھر گئی تھی۔

"یوناف! یوناف! سنبھلو! اقلیما کا یہ لباس انا دیوی کو پہنا دو اور اپنا عمل شروع کرنے کے لیے دیوی کے بت کے پاس بیٹھ جاؤ تا کہ میں تمہارے گرد حصار بنا دوں اور تم برنمرود کے عمل سے محفوظ رہو۔"

یوناف فوراً اٹھ کھڑا ہوا، اقلیما کا لباس اس نے انا دیوی کے بت کو پہنا دیا، پھر وہ وہاں بیٹھ گیا اور اقلیما کے لباس کا ایک پلو پکڑ کر اس نے اپنے سحری عمل کی ابتدا کر دی۔ اتنے میں ابلیکا کی آواز پھر سنائی دی۔

"یوناف! یوناف! میں نے تمہاری حفاظت کے لیے تمہارے گرد حصار بنا دیا ہے، اب تم اطمینان سے اپنا عمل کرتے جاؤ، برنمرود کا کوئی حربہ تم پر اثر انداز نہ ہو سکے گا۔

دوسری طرف۔

نار دیوتا کے معبد میں یمنع کے ساتھ اس کمرے میں یافان اور اریشا بیٹھے تھے جبکہ ان کے قریب ہی برنمرود ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ دونوں کے درمیان آگ روشن تھی اور برنمرود اپنے عمامے کے پلو سے آگ کے شعلوں کو دیوار پر بنی اقلیما کی شبیہ کی طرف پھینک رہا تھا جبکہ اس کے سامنے بیٹھی حسین اقلیما نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں اور وہ خوب بلند آواز میں کہہ رہی تھی۔

یوناف یوناف!

میں نار دیوتا کے معبد کی دیوداسی ہوں۔

تم کہاں ہو؟

میں تمہیں پکارتی ہوں!

برنمرود اور آگ کے سامنے بیٹھی حسین اقلیما نے اچانک چونک کر اپنی آنکھیں کھول دیں پھر اس نے ہولناک چیخ بلند کی، اس کے بعد وہ برنمرود کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی بے بسی کی حالت میں بولی۔

"کوئی مجھے شماش دیوتا کے معبد کی طرف بلا رہا ہے۔

کوئی مجھے ان کھنڈرات کی طرف جانے کو اکسا رہا ہے۔

آہ! کوئی قوت مجھے موت کے اس گھر کی طرف بلا رہی ہے۔

میرے حواس پراگندہ، ذہن مد و جزر کا شکار ہے۔

میرے دل میں کوئی کریدنی، جگر میں التہاب بھر رہا ہے۔

آہ! کوئی میرے حصار بدن کو توڑ رہا ہے۔

میری روح کو ایسے کر رہا ہے جیسے کلی میں باس مقید

میرے دل کی حالت ایسی کر رہا ہے جیسے باجے کے اندر راگ اسیر۔

اس آتش شب سرما میں، ان رات کی تاریکیوں میں اور بارش میں

کوئی مجھ پر جنونی اور خفقانی کیفیت طاری کر کے مجھے، ہاں مجھے،

بشریت کے تمام تر خداداد تقاضوں کے ساتھ کھینچ رہا ہے۔

بیداری کے گہوارے میں عشق کی دلسوزی کے ساتھ، کوئی

ادب آموزی اور با ذوق جبر کے ساتھ آمادۂ اظہار کر رہا ہے۔

اچانک شب عروسی کے قصے کی طرح حسین اور سنہری زیتونی رنگت والی اقلیما نے دوبارہ ایک چیخ بلند کی اور پھر وہ اٹھی اور بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی۔

برنمرود اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگنے لگا تھا، اس موقع پر یمنع بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بھی ان دونوں کے پیچھے بھاگنا چاہا لیکن یافان نے لپک کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے دوبارہ اس کی جگہ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "یمنع! یمنع! تم اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ، اس نازک صورتحال میں تمہارا ان دونوں کے پیچھے جانا انتہائی خطرناک اور مہلک ہے۔ سن رکھو، میرا تجربہ کہتا ہے کہ یوناف یہاں پہنچ گیا ہے، وہ اس وقت شماش دیوتا کے کھنڈرات میں ہو گا۔ برنمرود نے چونکہ اسے اقلیما کا عکس دکھا کر اپنے پاس حاضر ہونے اور قابو کرنے کی کوشش کی ہے لہٰذا یوناف یہاں پہنچ گیا ہے اور اس نے جوابی عمل کر کے اقلیما کو اپنی طرف بلا لیا ہے، اب حالات انتہائی پرخطر صورت اختیار کر رہے ہیں۔"

یمنع! یمنع! برنمرود کو اکیلے ہی اقلیما کے پیچھے جانے دو، ہو سکتا ہے یوناف اسے اپنے لیے اجنبی جان کر اسے معاف کر دے، اگر میں اور تم بھی برنمرود کے پیچھے وہاں گئے تو وہ بھڑک اٹھے گا اور ہم سب کو نقصان پہنچائے بغیر نہ رہے گا، میں اسے خوب جانتا ہوں وہ اپنی ذات میں انتہائی طاقتور اور مضبوط ہونے کے علاوہ حیرتناک سری قوتوں کا مالک ہے

اور اگر وہ یہاں پہنچ گیا تو ......"

یمنع نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یافان! یافان! سب سے زیادہ خطرہ تمہیں ہے کیونکہ یوناف اصل دشمن تو تمہارا ہی ہے، بہتر ہے تم اریشیا کے ساتھ اپنے کمروں میں چلے جاؤ، وہاں نہ تم کسی کو دکھائی دو گے اور نہ کوئی تمہارے خلاف حرکت میں آئے گا، اگر یوناف یہاں آ گیا تو وہ ہمیں تو کچھ کہے نہ کہے لیکن تم دونوں کو اذیت اور نقصان پہنچائے بغیر نہ رہے گا۔"

یافان فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے یمنع سے کہا۔ "یمنع! یمنع! تم درست کہتے ہو، میں اریشیا کو لے کر اپنے کمرے کی طرف جاتا ہوں، اگر آج کے روز برنمرود یوناف کے خلاف ناکام رہا تو پھر مجھے کسی خونخوار شخص کی قبر کی نشان دہی کر دینا۔ میں اس کی روح کو مسخر کر کے اسے ایک پر ہیبت قوت بنا کر یوناف کے پیچھے لگا دوں گا اور اس

"اقلیما! اقلیما"

اپنی بدحواسی اور بگڑی ہوئی حالت پر قابو پاؤ اور سنبھل کر شاس دیوتا کی اس ویران عمارت میں داخل ہو جاؤ، فکرمند نہ ہونا، تم بے باکی سے عمارت کے اندر داخل ہو۔ تمہاری حفاظت اور مدد کے لیے میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے عمارت میں داخل ہوں گا۔ مجھے امید ہے کہ آج رات ان ویرانوں اور کھنڈرات کے اندر میں یوناف پر قابو پا کر اسے نار دیوتا کے معبد کی طرف لے جاؤں گا، میں اسے اپنے سامنے ایسا بے بس کروں گا کہ یافان بآسانی اس سے اپنا انتقام لے سکے گا۔"

برنمرود کے سمجھانے پر اقلیما نے اپنی حالت درست کی۔ اپنے حواس پر کسی حد تک اس نے قابو پایا اور اپنا بھیگا ہوا لباس ٹھیک کرنے کے بعد وہ دوبارہ آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھنے لگی۔ برنمرود اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

"یوناف! یوناف! سنبھلو، تمہارے اس محل کے نتیجے میں حسین اقلیما یہاں آ گئی ہے، اس کے پیچھے برنمرود بھی ہے جس وقت یہ دونوں عمارت میں داخل ہو چکیں گے تو میں دروازے پر ایسا خط کھینچ دوں گی جس کی وجہ سے یہ بھاگ کر عمارت سے باہر نہ جا سکیں گے، کوشش کرنا کہ تم جہاں اس وقت چھپے ہو وہیں رہ کر اپنی ساری کارروائی کرو اور اگر یہاں سے اِدھر اُدھر ہونا ہی پڑا تو میں ایسی صورت میں تمہارے گرد نیا حصار لگا دوں گی پھر تم خود بھی اپنی حفاظت کا فن خوب جانتے ہو۔"

ابیرکا خاموش ہو گئی۔

...رات نے گھپ اندھیروں اور اس پر ہلکی ہلکی بارش میں حسین اقلیما اس ...رح جس کا کوئی خریدار اور فروخت شدہ نہ رہا ہو، شاس دیوتا کے کھنڈرات کی ...ی جبکہ برنمرود اس کے تعاقب میں تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے برنمرود جان ...ر ایک طے شدہ فاصلہ رکھ کر اس کا تعاقب کر رہا ہو۔

...کھنڈرات کے پاس جا کر برنمرود نے اچانک اپنی رفتار تیز کی اور لپک کر ...کر اقلیما کو پکڑ لیا اور سرگوشی میں اسے سمجھانے کے انداز میں بولا۔

ہوا، جب وہ بھی اقلیما کے پاس آ کھڑا ہوا تو یوناف نے اقلیما کے لباس کا پلو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ اپنا عمل بھی اس نے بند کر دیا اور پھر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے اقلیما اور برنمرود! رات کے وقت اس بارش اور اندھیرے میں یہاں شاس دیوتا کے کھنڈرات میں آنے پر میں تم دونوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔''

ساتھ ہی یوناف نے آگ کے الاؤ کے اندر کچھ لکڑیاں اور ڈال دی تھیں اور لکڑیاں آگ میں رکھنے کے دوران ہی اس نے اپنی تلوار پر بھی اپنا سحری عمل مکمل کر لیا تھا۔

گویا۔۔۔

اس نے اپنے آپ کو برنمرود کے لیے ہر طرح سے تیار کر لیا تھا!

برنمرود نے پہلی بار یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا! ''اے جوان! تو کون ہے، شاس دیوتا کے ان کھنڈرات میں تو کس کے لیے یہ سارا عمل کر رہا ہے؟ تیرا تعلق کس سرزمین سے ہے کہ تیرے جیسا خوبصورت اور توانا جوان میں نے آج تک اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔'' اور پھر حیرت پر حیرت ہے کہ تو نے مجھے اور اقلیما کو ہمارے ناموں سے مخاطب کیا ہے۔ آخر تم ہمیں کیسے جانتے ہو اور ہمارے نام تمہیں کیسے معلوم ہوئے؟''

یوناف نے جواب میں کہا۔

''اے برنمرود! میری طرف غور سے دیکھ، میں وہی یوناف ہوں جسے تم اقلیما کی مدد سے اپنے پاس بلا کر یافان کا انتقام لینے کے لیے عمل کرتے رہے ہو۔ اے برنمرود! تو نے برا کیا جو میرے خلاف حرکت میں آیا۔ میں نے آج تک کسی کو ناجائز تنگ نہیں کیا، بلا وجہ کسی پر وار نہیں کیا، میرے خلاف حرکت میں آ کر کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیری حالت بھی یافان جیسی کر دوں؟''

قبل اس کے برنمرود جواب میں کچھ کہتا، اقلیما نے بولنے میں پہل کرتے ہوئے حیرت اور استعجاب سے پوچھا۔

''تو کیا تم یوناف ہو، مجھے تو بتایا گیا تھا کہ یوناف ایک عفریت نما انسان ہے جس نے بزرگ یافان کو ایک عذاب میں مبتلا کر کے ہڈیوں کے ڈھانچے میں تبدیل کر دیا تھا لیکن تم تو ایک قابل دید جوان ہو اور یہ جو تم نے انا دیوی کے بت کو لباس پہنا رکھا ہے یہ تو میرا ہے، یہ تم نے کہاں سے حاصل کیا۔''

یوناف نے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے نثار دیوتا کی معتبر دیوداسی! مجھے اس قدر استطاعت ہے کہ میں جو چیز جس وقت بھی چاہوں حاصل کر لوں، کیا میں نے اپنے عمل سے تمہیں اور برنمرود کو یہاں آنے پر مجبور نہیں کر دیا۔''

برنمرود جو اب تک سب کچھ خاموشی سے سنتا رہا تھا، یوناف کی اس بات پر پھٹ پڑا اور غضبناک ہو کر اس نے کہا۔ ''تم میں اتنی طاقت و جسارت کہاں کہ تم مجھے اپنے کسی عمل کے بل بوتے پر بلا سکو۔ میں تو اقلیما کے تعاقب میں یہاں آیا ہوں اور یہ تعاقب انتہائی سودمند رہا کہ تم میرے ہاتھ لگ گئے۔ اب ان ویرانوں کے اندر تمہیں وہ قرض ادا کرنا ہوگا جو محترم یافان اور اس کی بیٹی اریشیا کا واجب الادا ہے۔''

برنمرود کی اس گفتگو پر یوناف کی رگیں خون کی حدت سے تن گئیں، اس کے گٹھے ہوئے پٹھے اس کے انتہائی ضبط اور غضب کی نشان دہی کر رہے تھے۔ اس کی حالت حریف سخت جان اور مضبوط کمان جیسی ہو گئی تھی، پھر یوناف اپنے اردگرد ابلیکا کے بنائے ہوئے حصار کو فراموش کر کے اٹھ کھڑا ہوا، اپنی نگاہوں میں نفرتوں کی جھیل لیے وہ برنمرود کی طرف بڑھا، قریب آ کر اس نے برنمرود کے منہ پر ایک ایسا زوردار طمانچہ مارا کہ برنمرود گیند کی طرح اچھل کر ویران معبد کی دیوار کے ساتھ جا گرا۔

اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کے کان میں سرگوشی کی اور کہا۔

''میں نے یہاں بھی تمہارے گرد حصار بنا دیا ہے، تم بلا جھجک اس سے نمٹو۔''

یوناف نے بھی سرگوشی کی۔

''تم حصار نہ بھی بناؤ، تب بھی ایسے ایسوں سے تو اکیلا ہی بغیر حصار کے نمٹ سکتا ہوں۔''

دیوار کے ساتھ بے بسی کی حالت میں گرنے کے بعد برنمرود نے قہر آلود نگاہوں سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''اے یوناف! یافان کا انتقام اب میں فراموش کرتا ہوں، میں تم سے تمہارے اس طمانچے کا انتقام اب ایسا بھیانک لوں گا کہ تم اس کی سختی اور ہیبت ناکی کا اندازہ تک نہ کر سکو گے۔''

اس کے ساتھ ہی برنمرود نے وہاں سے اپنے قریب ہی پڑا ہوا چھوٹا سا ایک پتھر اٹھایا

اور اس پر اپنا کوئی عمل کرنے لگا۔

اپنے سحری عمل کی تکمیل کے بعد برنمرود نے پتھر عین یوناف کے اوپر چھت پر دے مارا۔ یوناف نے دیکھا اوپر تک پہنچنے کے بعد وہ چھوٹا سا پتھر ایک بہت بڑی چٹان کی صورت اختیار کر گیا تھا، پھر وہ نوکیلی چٹان تیزی سے یوناف کی طرف لپکی، یوناف تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے اپنی تلوار جس پر اس نے پہلے سے اپنا لاہوتی عمل کر رکھا تھا، عین اس کے اوپر گرتی چٹان کی طرف سیدھی کر دی۔ چٹان اپنی جگہ پر رک گئی، پھر یوناف نے تلوار کو حرکت دے کر اس چٹان کو عین برنمرود کے اوپر لا کر جونہی اپنی تلوار نیچے گرائی وہ چٹان انتہائی تیزی سے برنمرود کے اوپر گر پڑی۔ برنمرود نے بچنا چاہا لیکن ناکام رہا۔ چٹان اس کے اوپر گری اور اس کا خاتمہ ہو گیا۔

اس ویران معبد میں رات کے ہولناک سناٹوں کے اندر برنمرود کی صرف ایک دہشت ناک چیخ بلند ہوئی تھی۔ اس کے بعد برنمرود موت کی وادیوں میں اتر گیا تھا، برنمرود کے سحری عمل سے چٹان کی صورت اختیار کر لینے والا پتھر دوبارہ اپنی اصل   لت پر آ گیا تھا اور اب وہ مردہ برنمرود کے اوپر پڑا ایک چھوٹا سا پتھر ہی تھا جس نے برنمرود کی جان لے لی تھی۔

یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد اقلیما بے چاری کی حالت عجیب ہو رہی تھی، اس کی آنکھوں میں کسی کاروان رفتہ کی ویرانی، چہرے پر فرومایہ و پراگندہ کر دینے والے جذبے تھے۔ مجموعی طور پر اس ویران معبد کے اندر اقلیما کی حالت اس ناؤ جیسی تھی جس کا کوئی مانجھی نہ ہو نہ کوئی ناخدا رہا ہو۔ وہ اندیشہ و تامل اور فکر و فریب میں ڈوبی خاموش اپنی جگہ پر بے حس کھڑی تھی۔

یوناف حرکت میں آیا اور اقلیما کا وہ لباس جو اس نے انا دیوی کے بت کو پہنا رکھا تھا، اتارا اور آگے بڑھ کر وہ لباس اقلیما کے کندھے پر رکھتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں تم نار دیوتا کے معبد کی دیوداسی ہو اور اس سارے عمل میں تم بے قصور ہو۔ لہٰذا تم اپنا یہ لباس سنبھالو اور یہاں سے واپس نار دیوتا کے معبد کی طرف چلی جاؤ اور سنو! یمنع اور یافان سے جا کر کہنا میں یوناف ہوں اور برنمرود میں نے۔ جو کچھ کہ اس نے میرے خلاف کیا، اس کے جرم میں اسے ٹھکانے لگا دیا ہے، لہٰذا وہ دونوں برنمرود کا انتقام لینے سے باز رہیں۔ یافان سے تو میری پرانی عداوت ہے اور شاید یہ چلتی ہی رہے لیکن تم

واپس جا کر خصوصیت کے ساتھ یہ باتیں یمنع سے کہنا کہ وہ آئندہ میرے خلاف محتاط رہے اور اگر وہ میرے خلاف حرکت میں آنے سے باز نہ آیا تو پھر اس کے ذہن میں ڈال دینا کہ اس کی حالت برنمرود سے مختلف نہ ہو گی۔''

اقلیما وہاں سے چلی گئی جبکہ یوناف نے پہلے برنمرود کی لاش کو باہر لا کر زمین میں دبایا اور پھر وہ اپنے بستر میں گھس کر بے فکری کی نیند سو گیا۔

○

اقلیما، نار دیوتا کے معبد میں یمنع کے کمرے میں داخل ہوئی، وہ آگ کے پاس بیٹھا شاید برنمرود اور اقلیما ہی کا منتظر تھا۔

اقلیما کمرے میں آئی تو یمنع نے کسی قدر پرسکون لہجے میں کہا۔ ''اقلیما! اقلیما! شکر ہے کہ تم لوٹ آئی ہو۔ برنمرود تمہارے ساتھ نہیں ہے، وہ کہاں رہ گیا؟''

اقلیما نے کہا۔

''وہ ایسی جگہ پہنچ گیا ہے جہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آتا۔''

یمنع نے انتہائی بے بسی اور دل فگاری سے اپنے آپ سے کہا۔ ''تو گویا یوناف نے برنمرود کو مار دیا ہے۔''

اقلیما نے کہا۔

''ہاں! وہ یوناف ہی ہے جس نے برنمرود کا خاتمہ کر دیا ہے وہ شماس دیوتا کے ویران اور غیر مستعمل ٹھیہہ میں   اہوا ہے اس نے آپ کے نام بھی پیغام بھیجا ہے، اس نے کہا ہے کہ یمنع سے کہنا یافان کے ساتھ مل کر میرے خلاف حرکت میں آنے سے باز رہے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا کہ پھر یمنع کی حالت برنمرود سے مختلف نہ ہو گی۔''

ساتھ ہی اقلیما نے برنمرود کے یوناف پر پتھر پھینکنے اور پھر اس کے مارے جانے کے حالات پوری تفصیل سے سنا دیے۔

یمنع نے انتہائی بے زاری سے کہا۔ ''اقلیما! اقلیما! تم اب چلی جاؤ۔ تمہارا کام ختم ہوا۔ میں برنمرود کا خون رائیگاں نہ جانے دوں گا۔ میں اس سلسلے میں پہلے یافان سے مشورہ کروں

گا، اس کے بعد یوناف کے خلاف حرکت میں آؤں گا۔"

اقلیما مڑی اور کمرے سے نکل گئی۔

یمنع اٹھ کر یافان کی طرف جانا ہی چاہتا تھا کہ اسی لمحہ یافان اور اریشیا اس کمرے میں داخل ہوئے اور ان دونوں کے پیچھے پیچھے نیلی دھند کی صورت میں یافان کی شیطانی قوتیں بھی تھیں۔ یمنع دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تو یافان کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "یافان! یافان! اچھا ہوا کہ تم آ گئے ورنہ میں اٹھ کر تمہاری طرف جانے والا تھا۔"

یافان نے کہا۔ "نیچے غار میں ایک دیوداسی اپنی ساتھی دیوداسی کو بتا رہی تھی کہ اقلیما لوٹ آئی ہے، اس لیے میں فوراً ادھر چلا آیا۔"

یمنع نے کہا۔ "واقعی لوٹ آئی ہے لیکن اس سے سارے حالات جاننے کے بعد میں نے اسے واپس بھیج دیا ہے تا کہ وہ جا کر آرام کر لے اور ......"

یافان نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ "پر برنمرود کا کیا ہوا، وہ کہاں ہے؟"

یمنع نے کہا۔ "سنو یافان! یوناف شماس دیوتا کے معبد میں آ کر ٹھہرا ہوا ہے۔ اس نے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اپنی طرف اقلیما کو بلایا تھا۔ کاش میں اس وقت برنمرود کو اقلیما کا تعاقب کرنے سے روک دیتا۔ برنمرود نے وہاں جا کر شماس دیوتا کے معبد میں یوناف سے مقابلہ کیا اور اس مقابلے میں یوناف نے برنمرود کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اقلیما کو واپس بھیج دیا ہے۔"

یوناف کی آمد اور برنمرود کی موت کا سن کر یافان اور اریشیا دونوں کی حالت ایسی ہو گئی تھی، گویا وہ برسوں کے مریض ہوں۔ چند ثانیوں تک یافان انتہائی مایوسی اور افسردگی سے یمنع کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "اے یمنع! میں جانتا تھا کہ یوناف کے مقابلے میں یقیناً برنمرود ناکام ہو گا۔ یوناف پر قابو پانے کے لیے اس نے غلط طریقہ کار اختیار کیا تھا جبکہ میں ابتدا ہی میں اس کے خلاف تھا۔ سنو یمنع! یوناف کوئی عام ساحر نہیں ہے۔ میری ان نیلی دھند کی شیطانی قوتوں کا کہنا ہے کہ یوناف ایک قدیم ترین انسان ہے۔ یہ آدمؑ کے وقت سے ہے اور اس کے ناسوت پر لاہوت کا عمل ہے۔ وہ ایسی قوتوں کا مالک ہے کہ ابلیس کے گماشتے بھی اس کا سامنا کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں۔"

یمنع نے بات کو ایک نئے رخ کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ "اے یافان! کیا

تمہاری اس نیلی دھند میں رہنے والی شیطانی قوتیں یوناف کو اپنی گرفت میں نہیں لے سکتیں، کیا ان میں اتنی سکت نہیں کہ یوناف پر قابو پا لیں۔"

یافان نے انتہائی مایوسی سے کہا۔ "اے یمنع! تمہاری یہ امید و مانگ اپنی جگہ درست ہے، پر میں اپنی ان شیطانی قوتوں کو کئی بار یوناف سے ٹکرا چکا ہوں، مگر ان کے مقابلے میں یوناف ہمیشہ کامیاب و فوز مند رہا اور میری ان قوتوں کو یوناف کے مقابلے میں ناکام و نامراد رہنا پڑا۔ اے یمنع! میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ برنمرود ناکام رہے گا لہٰذا تم مجھے کسی ایسے شخص کی قبر کی نشاندہی کرو جس نے انتہائی خونخوار زندگی بسر کی ہو۔"

یمنع نے کہا۔ "آج میں تجھے اس کی ضرور نشان دہی کروں گا۔ سنو یافان! اُرشہر کا ایک جوان تھا، انتہائی طاقتور اور خونخوار۔ وہ بچپن میں یتیم ہو گیا تھا لہٰذا اُرشہر کے ایک رئیس نے اس کی پرورش کی۔ یہ رئیس اُرشہر میں جرائم پیشہ لوگوں کا سرغنہ تھا۔ اس یتیم بچے کو اس نے بلی اور انسان کا گوشت کھلا کر بڑا کیا۔ اس یتیم بچے کا نام ملیتا تھا۔ جب ملیتا اس رئیس کے ہاں جوان ہوا تو انتہائی طاقتور اور خونخوار ہو چکا تھا۔ وہ رئیس اس سے اپنے دشمنوں کو قتل کراتا تھا۔"

یافان نے درمیان میں بولتے ہوئے کہا۔ "اے یمنع! میں تمہاری گفتگو سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ مجھے کسی ایسے ہی جوان کی روح کی ضرورت ہے۔ پر یہ تو بتاؤ وہ رئیس اسے بلی کا گوشت تو مہیا کرتا ہو گا پر وہ اس کے لیے انسانی گوشت کہاں سے مہیا کرتا تھا؟"

یمنع نے کہا۔ "جب تک ملیتا بچہ تھا وہ رئیس اسے نئے مرنے والوں کی لاشیں قبروں سے نکال کر کھلاتا رہا اور جب وہ جوان ہو گیا تو خود ہی لوگوں کو مار کر انسانی گوشت کھانے لگا۔"

"ملیتا کے جوان ہونے کے چند ہی برس کے بعد وہ رئیس مر گیا۔ اس رئیس کی مرگ کے صرف دو سال بعد کچھ جوانوں نے ملیتا کو سوتے کی حالت میں باندھ دیا اور پھر اسے اذیتیں دے دے کر مار ڈالا، ملیتا چونکہ بے اطمینانی کی حالت میں مارا گیا تھا، لہٰذا اس کی روح بھی بے چین اور سکون کی متلاشی ہو گی اور ایسی روح سے تم بہت کام لے سکتے ہو۔"

یافان نے آگے بڑھ کر یمنع کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ "اے یمنع! تم انتہائی کام کے آدمی ہو۔ مجھے یقیناً ایسی ہی روح کی تلاش ہے۔ کاش تم نے مجھے بہت پہلے اس کی نش

دہی کر دی ہوتی، اب کہو تم مجھے کب تک ملیتا کی قبر پر لے کر جاؤ گے۔"

یمنع نے کہا۔ "جب تم چاہو۔"

یافان نے کہا۔ "تو پھر میں ابھی اور اسی وقت جاؤں گا اور ملیتا کی قبر سے اس کی ہڈیاں نکال کر یہاں لاؤں گا۔ ان ہڈیوں پر اپنا سحری عمل کر کے میں اس کی روح کو تسخیر کروں گا اور اس سے ایسا کام لوں گا کہ یوناف بھی اس روح کے سامنے بے بس ہو جائے گا۔" یافان کے لہجے میں بے پناہ جوش اور ولولہ تھا۔

یمنع نے کچھ سوچا، پھر اس نے اپنے قریب لٹکے ہوئے پیتل کے ایک طشت پر لکڑی کا ایک ہتھوڑا دے مارا۔ کمرے میں رات کے سناٹے میں ایک گونجدار آواز بلند ہوئی اور ڈوب گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک پجاری کمرے میں داخل ہوا اور دروازے کے قریب ہی مؤدب انداز میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

یمنع نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اپنے تین چار ساتھی بھی لے کر آؤ جن کے پاس کدالیں بھی ہوں۔ ہم ابھی اور اسی وقت قبرستان کی طرف جائیں گے، وہاں ایک قبر کے اندر سے ہڈیاں نکالنی ہیں۔"

پجاری مڑا اور واپس چلا گیا۔

یمنع نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے یافان! میرے عزیز اس کام کے لیے یہ رات بے حد موزوں ہے۔ باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے۔ بارش میں جب قبر کھود کر دوبارہ بھر دی جائے گی تو بارش کی وجہ سے وہ پھر ویسی ہی ہو جائے گی اور کسی کو شک نہ ہو گا کہ اس قبر کو کھودا گیا ہے۔"

یافان نے اپنا اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "قبرستان میں رات کے وقت گورکن تو ہو گا، کیا وہ ہمیں قبر کھودنے دے گا۔"

یمنع نے کہا۔ "تم فکر مند نہ ہو۔ رات کے وقت وہاں کوئی گورکن نہیں ہوتا۔ یہاں کئی گورکن ہیں جو اپنے گھروں میں رہتے ہیں اور بوقت ضرورت لوگ انہیں بلا لیتے ہیں اور کام لے کر معاوضہ ادا کر دیتے ہیں۔"

یافان نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اور اگر ایسا ہے تو پھر تم میرا ایک اور کام بھی کرو۔ یمنع! وہ یہ کہ اپنے لوگوں سے کہہ کر کوئی ایسا گھوڑا تلاش کراؤ جو اچھی نسل کا

ہونے کے علاوہ خوبصورت بھی ہو اور دیکھنے والے کی آنکھوں کو خوب بھانے والا ہو۔ ملیتا کی روح کو تسخیر کرنے کے بعد میں اس روح کو اس گھوڑے پر وارد کر دوں گا۔ مجھے امید ہے کہ یوناف کچھ روز تک شاس دیوتا کے اس معبد میں قیام کرے گا اس خوبصورت گھوڑے پر ملیتا کی روح کو طاری کرنے کے بعد ہم اس گھوڑے کو شاس دیوتا کے معبد کی طرف روانہ کریں گے جو ملیتا کی روح کو معبد کی طرف لے جائے گا۔ یوناف یقیناً اس گھوڑے کو پسند کرے گا اور اس پر سوار ہونا چاہے گا، جونہی وہ اس گھوڑے پر سوار ہو گا، میرے حکم پر وہ روح حرکت میں آئے گی اور پلک جھپکتے میں یوناف کو اس گھوڑے سمیت یہاں پہنچا دے گی۔ اس کے بعد یوناف میرے بس میں ہو گا اور میں اپنی خواہش کے مطابق اس سے اپنا انتقام لے سکوں گا، میں ملیتا کی روح کو بھی یوناف کے خلاف استعمال کرتے ہوئے اپنے دل کا کرودھ نکال سکتا ہوں لیکن میں اسے اپنے سامنے اپنے ہی ہاتھوں بے بس اور اذیت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔"

یمنع نے کہا۔ "میں ایک عمدہ، خوبصورت اور بہترین گھوڑے کا انتظام تو کل ہی کر دوں گا، پر جب یہ گھوڑا یوناف کو یہاں لائے گا اور یہاں آ کر یوناف برنمرود کی طرح تم پر بھی اپنی سری قوتوں کی وجہ سے غالب آ گیا تو پھر؟"

یافان نے کہا۔ "اس سے متعلق تم فکر نہ کرو، تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے کمروں میں طلسم ڈال رکھا ہے جس کی وجہ سے میں اور اریشیا داخل ہونے کے بعد کسی کو دکھائی نہیں دیتے۔ اب میں ان کمروں میں ایک اور طلسم ڈال دوں گا اور اس کا اثر یہ ہو گا کہ یوناف جب وہاں داخل ہو گا تو اس کے پاس جو بھی طلسم یا سحری قوت ہو گی وہ اس کے ذہن سے جاتی رہے گی۔"

یمنع نے گرہ لگاتے ہوئے کہا۔ "لیکن یوناف کے پاس تو بقول تمہارے لاہوتی قوتیں بھی ہیں۔"

یافان نے کہا۔ "میرے اس عمل سے یوناف کے ذہن سے لاہوتی قوتوں کی یادداشت اور ان کا استعمال بھی جاتا رہے گا۔ ہاں! اس کے ناسوت پر جو لاہوت کا عمل ہے وہ اپنی جگہ رہے گا، میرا سحری عمل اسے ختم نہ کر سکے گا۔"

یمنع کے چہرے پر سکون اور خوشی بکھر گئی۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کچھ پجاری کمرے میں

داخل ہوئے جو اپنے ہاتھوں میں کدالیں لیے ہوئے تھے۔ یمنع اٹھ کھڑا ہوا۔ یافان اور ارشیا بھی اس کے ساتھ ہو لیے۔ تینوں ان پجاریوں کے ساتھ رات کی تاریکی اور بارش میں قبرستان کی طرف چل دیے جو اُر شہر کے جنوب کی طرف واقع تھا۔

اُر شہر کے جنوبی قبرستان میں داخل ہونے کے بعد یمنع نے ایک قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس قبر کو کھودو۔"

پجاریوں نے آن کی آن میں اس قبر کو کھود ڈالا۔ جب اس قبر کے اندر سے مٹی نکالی گئی تو وہاں سے ایک بہت بڑا انسانی ڈھانچہ برآمد ہوا۔ نیچے اترے ہوئے پجاریوں میں سے ایک نے یمنع کو آواز دے کر اس انسانی ڈھانچے کی اطلاع دی جس پر یمنع نے اپنے قریب کھڑے یافان سے کہا۔ یافان! یافان! قبر کھد چکی اور ملیتا کا ڈھانچہ مل گیا ہے تو تم اب اس کے ہڈیوں کے ڈھانچے سے کیا چیز حاصل کرنا چاہتے ہو جس کی مدد سے تم ملیتا کی روح کو تسخیر کر سکو۔"

یافان نے کہا۔ "مجھے صرف اس ڈھانچے میں سے کھوپڑی کی ضرورت ہے۔"

اس کے ساتھ ہی یافان اس کھدی ہوئی قبر میں اترا اور اس ڈھانچے سے کھوپڑی علیحدہ کر کے باہر لے آیا، پھر اس کے کہنے پر پجاریوں نے جلدی جلدی قبر کو دبا کر پہلے کی طرح کر دیا۔

معبد کے اندر واپس آ کر یافان ارشیا کو لے کر غار میں اپنے کمرے کے اندر گھس گیا، پہلے اس نے کھوپڑی کے دو سوراخوں میں سے رسی گزاری اور اس کے دونوں سروں کو گانٹھ دے دی پھر ایک کاغذ پر اس نے اپنا طلسم لکھ کر اس کھوپڑی کے اندر ڈالا اور کھوپڑی کو اپنے کمرے کی چھت کے ساتھ باندھ دیا۔

اس کے بعد اس نے ملیتا کی خونخوار روح، سکون کی متلاشی روح کو تسخیر کرنے کا عمل شروع کر دیا۔

○

چند روز پہلے ہی ....

جن دنوں یافان ملیتا کی روح کو تسخیر کرنے میں لگا تھا، اس سرزمین کے حالات اچانک خراب ہو گئے اور سلطنت عیلام کے بادشاہ ارخ نے قوم سومیر پر حملہ کر دیا۔ ماضی میں چونکہ اکدیوں کے بادشاہ مانیستو نے عیلام پر حملہ آور ہو کر اس سلطنت کو نہ صرف کافی نقصان پہنچایا تھا بلکہ اکدی بادشاہ نیستو نے عیلامیوں سے خراج بھی وصول کیا تھا۔

قوم عیلام کا نیا بادشاہ ارخ ماضی کے اس داغ کو مٹانا چاہتا تھا، وہ ایک عرصہ سے جنگی تیاریوں میں مصروف تھا اور اپنی عسکری قوت کو خوب مضبوط کر لینے کے بعد اس نے سومیریوں پر حملہ کر دیا تھا۔ اس کا ارادہ تھا کہ سومیریوں کو روندتا ہوا شمال کی طرف بڑھے اور اکدیوں کو بدترین شکست دینے کے بعد وہ سومیری اور اکدی دونوں اقوام کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دے۔ اس طرح وہ سومیریوں اور اکدیوں کو اپنے زیرنگیں لا کر اپنی سلطنت کو شمال میں آشوری عربوں تک پھیلا دینا چاہتا تھا جو ابھی تک وحشی خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کر رہے تھے۔

ان دنوں سومیری[1] قوم کا بادشاہ دونگی تھا جو نہایت شجاع اور دلیر انسان تھا اور اس کے دور میں علوم وفنون[2] کو انتہائی ترقی ہوئی تھی۔ عیلام کے بادشاہ ارخ نے جب سومیریوں پر حملہ کیا تو سومیریوں کے بادشاہ دونگی نے فوراً اس حملے کی اطلاع اکدیوں کے بادشاہ سارگن کو دی اور ارخ کے مقابلے میں سارگن سے مدد طلب کی۔ سومیری اور اکدی چونکہ اپنے آپ کو ایک ہی قوم تصور کرتے تھے لہٰذا ایک دوسرے کی مدد کرنا وہ فرض عین سمجھتے تھے۔ سارگن کی عسکری قوت بھی بے حد مضبوط تھی کیونکہ اس نے ماضی میں پے در پے فتوحات حاصل کر کے اپنی سلطنت کو مغرب میں شام تک شمال[3] میں کوہستانِ زاگروس تک وسعت دے دی تھی۔

۱۔ سومیریوں کا سب سے بڑا تاریخی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے خط میخی ایجاد کیا ان کا دوسرا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ سلطنت کے قوانین مرتب کیے جو آگے چل کر حمورابی بادشاہ کے قوانین کا سنگ بنیاد ثابت ہوئے۔

۲۔ سومیریوں نے مختلف صناع اور علوم وفنون کی ابتدا کی، یہی علوم وفنون ایک قوم سے دوسری قوم میں منتقل ہوتے گئے اور کمال کو پہنچے۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کی تحقیق کے مطابق قدیم یونانیوں نے بھی ان ہی علوم سے افادہ کیا۔ ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق سومیری تمدن اور دور تک پھیلا، یہاں تک کہ یہ تمدن موجودہ بلوچستان تک بھی پہنچا۔ (تاریخ ایران)

۳۔ اکادیوں کے اس بادشاہ سارگن نے کوہستان زاگروس کی طرف موجود کرمانشاہاں تک اپنی سلطنت کو وسعت دی۔

سارگن[1] نے فوراً ایک لشکر تیار کیا اور اسے دونگی کی مدد کے لیے روانہ کر دیا۔ اب ارخ کے مقابلے میں دونگی کی عسکری حالت بہتر ہوگئی تھی کیونکہ سارگن کا لشکر بھی اس کے لشکر سے آملا تھا۔

کوہستانِ زاگردس کے جنوبی سلسلوں کے قریب ارخ اور دونگی کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی۔ عیلامی لشکر کو یہ خبر نہ تھی کہ سومیریوں کی مدد کے لیے اکدیوں کا لشکر بھی ان میں آشامل ہوا ہے۔ عیلامی اپنی ہی دھن میں آگے بڑھے کہ وہ ہر حال میں سومیریوں کو شکست دے کر رہیں گے اور ان کے مرکزی شہر اُر پر قبضہ کر کے ان سے اپنی مرضی کے مطابق خراج وصول کریں گے لیکن سومیریوں اور اکدیوں نے مل کر نہ صرف عیلامیوں کے زوردار طوفانی حملے کو روک دیا بلکہ ایک طرح سے انہوں نے عیلامیوں پر جارحانہ حملوں کی ابتدا بھی کر دی۔ اب سومیریوں اور اکدیوں کی ضربت تیشہ آفات کے سامنے عیلامیوں کی اصنام خیالی ٹوٹنے لگی تھی۔ ان کی ساری جولانی نفس اور ان کا سارا بدمست جوش پابوسِ زمین ہو کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر کی ہولناک جنگ کے بعد جب ارخ نے دیکھا کہ دشمن آہستہ آہستہ ان کے لشکر پر حاوی ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے لشکر کو گھیرتا بھی جا رہا ہے تو اس نے اپنے لشکر کو عام پسپائی کا حکم دے دیا۔ اب عیلامی لشکر آگے آگے اور سومیری اور اکادی متحدہ لشکر دونگی کی سرکردگی میں اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ عیلامی نفع وضرر سے بے پرواہ اپنے مرکزی شہر شوش کی طرف بھاگ رہے تھے اور اس فرار میں ان کا بادشاہ ارخ سب سے آگے تھا۔ سومیری اور اکادی وسوسہ و اضطراب، اشتدادو اندیشہ اور سینے کا بوجھ بن کر عیلامیوں کا تعاقب کر رہے تھے۔

ارخ اپنے لشکر کے ساتھ بھاگتا ہوا اپنے مرکزی شہر میں آ کر محصور ہو گیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ شہر پناہ کے اندر رہ کر سومیریوں کے خلاف اپنی مزاحمت جاری رکھے گا اور اس طرح شاید محاصرہ طول پکڑنے پر دونگی یہ محاصرہ ترک کر کے اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا جائے گا۔ دونگی بھی جان گیا تھا کہ اس وقت حالات اس کے حق میں ہیں لہٰذا اس نے

۱۔ سارگن اکادیوں کا ایک زبردست بادشاہ تھا۔ اس کا سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ اس نے تمام اکادی ادب جو سحر، مذہب اور قوانین سلطنت سے متعلق تھا، سامی زبان میں منتقل کر دیا۔

شوش[1] شہر کا سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیا۔ شوش شہر کے لوگ اپنے سب سے بڑے دیوتا انشوع[2] کے پاس جا کر نجات کی دعائیں مانگنے لگے جبکہ دونگی نے روز بروز محاصرے میں سختی پیدا کرنا شروع کر دی۔

ہر انس و جاں کو بے عاطفہ و بے وجدان کرنے کی خاطر سورج غروب ہونے کو جھک رہا تھا، حسن فطرت آشفتگی صحرا اور آرام و فراغت سے بھرپور جذبے، خون کے دو آبے بہاتی آنکھوں کی طرح اداس ہونے لگے تھے۔

ایسے میں یوناف شماس دیوتا کے ویران معبد میں بت خانے کے اندر اپنے بستر پر بیٹھا تھا کہ اسے عمارت کے باہر چرواہوں کا شور سنائی دیا۔ جب وہ معبد کی عمارت سے باہر آیا تو اس نے دیکھا سارے چرواہے ایک جگہ جمع تھے اور ان کے قریب دو گھوڑے آپس میں بری طرح لڑ رہے تھے، ان لڑتے ہوئے گھوڑوں کو دیکھ دیکھ کر چرواہے خوشی میں شور کر رہے تھے۔

یوناف نے دیکھا ان میں سے ایک تو اس کا اپنا گھوڑا تھا اور دوسرا کوئی نووارد گھوڑا تھا۔ یوناف عمارت سے اس طرف کو بھاگا جب وہ قریب گیا تو اس نے دیکھا دوسرا گھوڑا جو نہایت پلا ہوا اور اپنے سفید رنگ میں بے حد خوبصورت تھا، یوناف کے گھوڑے کو بری طرح کاٹ رہا تھا، پھر یوناف کا گھوڑا کھڑا نہ رہ سکا، اور سفید گھوڑے کے مقابلے میں جان چھڑا کر عمارت کی طرف بھاگ نکلا۔

یوناف کو سفید رنگ کا وہ گھوڑا بڑا بھلا لگا۔ اس گھوڑے کو پکڑنے کی خاطر یوناف اس کی طرف بڑھا گھوڑا اپنے پکڑے جانے پر بالکل پیچ پا نہ ہوا اور آرام سے ایک جگہ کھڑا رہا۔ یوناف کو گھوڑے کی یہ ادا بھی بھلی لگی۔ آگے بڑھ کر اس نے گھوڑے کو ایالوں سے پکڑ لیا۔ تھوڑی دیر تک وہ پیار سے اس کی گردن تھپتھپاتا اور اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتا رہا، پھر جونہی ایک تیز جست کے ساتھ یوناف اس پر سوار ہوا، وہ گھوڑا وہاں سے یوں غائب ہوا جیسے وہ وہاں تھا ہی نہیں۔

۱۔ یہ شہر کھدائی کے بعد معلوم ہوا ہے، اسی طرح شوش شہر کی کھدائی سے عیلامیوں سے متعلق اکثر معلومات فراہم ہوئی ہیں، یہ عیلام کا مرکزی شہر تھا۔
۲۔ یہ قوم عیلام کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔ (تاریخ ایران)

یہ منظر دیکھ کر چرواہے خوفزدہ ہو گئے اور اپنے اپنے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے تیزی سے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

○○○

●

ننار دیوتا اور ننگل دیوی کے معبد کے درمیانی غار کے اندر جو دو کمرے یافان اور اریشیا کے استعمال میں تھے ان میں سے ایک کمرے کے اندر یوناف کے ہاتھ اور پاؤں لوہے کی مضبوط زنجیر سے بندھے ہوئے تھے، وہ کمرے کے ننگے فرش پر چت لیٹا تھا۔ اس کے ہاتھ زنجیروں میں جکڑنے کے بعد خوب کس کر دیوار میں لوہے کے ایک کڑے سے بندھے تھے جبکہ اس کے پاؤں بھی زنجیروں میں باندھ کر دوسری سمت کی دیوار کے اندر لوہے کے ایک دوسرے کڑے کے ساتھ باندھ دیئے گئے تھے۔

یوناف کے بدن پر صرف ایک بوسیدہ سالنگوٹ تھا جبکہ یافان اور اریشیا اس کے پاس کھڑے باری باری اس پر کھولتا پانی ڈال رہے تھے، یوناف کے بدن پر جگہ جگہ آبلوں کی صورت میں داغ پڑ گئے تھے اور اس کی حالت برص کے مریض جیسی ہو گئی تھی۔

یوناف کی حالت ایسی اذیت ناک تھی جیسے آبگینے ہجر کی چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے ہوں، اس کے چہرے پر اندیشہ عواقب اور موت کی اترائی کی سی کیفیت تھی۔ اس کی آنکھوں میں اجاڑ غاروں کی سی ویرانی تھی۔ وہ انتہائی ہراساں اور پریشان جذبوں کا اظہار کرتے ہوئے یافان اور اریشیا کی طرف دیکھتا تھا اور ان سے رحم کی التجا اور اپنی رہائی و گلو خلاصی کی دریوزہ گری کرتا تھا، اس موقع پر یافان نے قہر آلود انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تم نے اپنی بے بسی کو میرے سامنے دیکھا۔ میں تم سے تمہارے سکون کی ندرت، تمہارا فراغِ دل اور قرارِ جاں تک چھین لوں گا، تم دیکھو گے کہ میرے اس عذاب کے سامنے تمہارے لیے کوئی دادخواہ اور کوئی مستغیث نہ ہو گا تمہاری ساری صفت و صمدیت ختم ہوئی۔ میرا عذاب تمہارے لیے لحظہ بہ لحظہ انت اور طوفان کی شکل اختیار کرتا رہے گا اور تم اس غار کے کمرے میں اپنے آپ کو ترشول میں اٹکا محسوس کرتے رہو گے۔ میرے اور میری بیٹی اریشیا کے لیے یہ کیسی خوشی اور سکون کا باعث ہے کہ تم یہاں شکستہ و

برباد اور خراب و ویران پڑے رہو گے۔ میں جان کنی طاری کرنے والی مصیبتوں کو تمہارے گلے کا ایسا طوق بناؤں گا کہ کوئی تمہاری نشاط رفتہ پر ماتم کرنے والا نہ ہو گا اور تم زندہ رہنے کے بجائے مردوں کے ساتھ پاتال میں اتر جانے کو زیادہ پسند کرو گے۔ یاد کرو تم اپنے ماضی میں میرے ساتھ کیسا سلوک کرتے رہے ہو۔ یہ سب کچھ تمہاری ان ہی بد اعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ دیکھو میں نے تمہارے پیچھے ایک خونخوار روح لگا دی ہے۔ وہی تجھے یہاں لیکر آئی ہے اور اسی نے تجھے یہاں زنجیروں میں جکڑ کر میرے سامنے بے بس و بے ضرر کر رکھا ہے۔''

یوناف نے اجنبیت سے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے اعمال نامۂ گناہ گار جیسے سیاہ انسان! میں نہیں جانتا تو کون ہے اور تیری میرے ساتھ کیا دشمنی اور عداوت ہے، پر میں اپنی اس کربناک حالت کے باوجود دیکھتا ہوں کہ تمہاری ہر بات شرارت کا شاخسانہ ہے۔ اے راندہ و مردود انسان! میں دیکھتا ہوں تیرے انتقام کی دیگ جوش مار رہی ہے، پر تو یہ بتا! تیری میری کیا دشمنی اور عداوت ہے؟ سن رکھ! آب و گل کے اس جہاں میں میرا رب ہی میرا مددگار ہے، ساری صفت وصمدیت اسی کے لیے ہے وہ کردگار کریم ہے، میرے لبوں پر اسی کی واحدانیت کے لیے تشہد رہتی ہے۔ اے سیاہ رو انسان! تو قضائے الٰہی اور مشیت ایزدی سے بغاوت و سرکشی نہیں کر سکتا۔ اگر میرے خدا نے میرے لیے رحمت حق کا نزول اور آزادی و گلو خلاصی لکھ دی ہے تو تیرے جیسا شر انگیز انسان مجھے رحمت یزداں سے محروم نہیں کر سکتا۔

دیکھ! اس وقت تیرا جوش سیلابی پانی کی طرح جوش مار رہا ہے پر عنقریب تو دیکھے گا تیرے گناہوں کو کہیں بھی امان نہ ملے گی کہ میرے پاس نہ حوصلوں کی کمی ہے نہ ہمت کا قحط۔''

یافان کا چہرہ اتر سا گیا اور اس نے اریشیا کی طرف دیکھتے ہوئے مایوسانہ انداز میں کہا۔''اریشیا! اریشیا! میں بھی کیسا احمق ہوں اور اے میری بیٹی! تو نے بھی مجھے یاد نہیں دلایا میں خواہ مخواہ اس سے ماضی سے متعلق گفتگو کرتا رہا ہوں، میرے ذہن میں تو یہ خیال ہی نہیں آیا کہ ہم نے اس کے ذہن پر سحری اثر کر کے اس کے ذہن سے جو اس کی لاہوتی اور سحری قوتوں کی یادیں مٹائی ہیں تو اس کے ساتھ ہی یہ اپنا سارا ماضی بھی فراموش کر بیٹھا

ہے اور اب اس میں یہ قوت بھی نہیں کہ یہ اپنے ذہن میں ہمارے ساتھ دشمنی اور عداوت کی وارداتوں اور باتوں کو مجتمع کر سکے۔ آہ! اسے اس حالت میں اذیت دینے سے کیا حاصل، جب اسے یہ خبر ہی نہیں کہ میں یافان ہوں اور یہ کہ اسے اس کے کن کاموں کی سزا دے رہا ہوں۔ نہیں نہیں۔ میں اس کی ساری یادیں اسے لوٹا کر اسے اذیت دوں گا تا کہ یہ مجھے پہچانے اور جانے کہ یہ اس کے کن اعمال اور افعال کی سزا و عذاب ہے۔''

اریشیا نے چونک جانے کے انداز میں کہا۔''اے میرے باپ! یہ آپ کیا ارادہ کر رہے ہیں۔ اگر اس پر آپ نے اپنا سحری عمل ختم کر دیا تو اس کی ساری یادیں لوٹ آئیں گی۔ اس طرح اس کی ساری لاہوتی اور طلسماتی طاقتیں اس کے ذہن میں اجاگر ہو جائیں گی اور عین ممکن ہے کہ انہی قوتوں سے کام لے کر یہ ہم دونوں کو کسی نئے کرب میں مبتلا کر دے، میرے خیال میں اس موقع پر بزرگ یمنع کو بھی بلا لینا چاہیے اور ان سے بھی اس سلسلے میں مشورہ کر لینا چاہیے۔

یافان نے کہا۔''اے بیٹی! میں نے ایک دیوداسی کو بھیجا تھا کہ وہ یمنع کو بلا کر لائے میں اسے یوناف کی بے بسی اور کربناک حالت دکھانا چاہتا تھا، پر اس دیوداسی نے آ کر مجھے بتایا کہ یمنع دیگر پجاریوں اور دیوداسیوں کے ساتھ اس وقت ننار دیوتا کے معبد میں ہے۔ ان کا بادشاہ دونگی چونکہ ان دنوں قوم عیلام کے بادشاہ ارخ کے خلاف مصروف جنگ ہے لہٰذا یمنع پجاریوں اور دیوداسیوں کے ساتھ مل کر دیوی دیوتاؤں کے سامنے اپنے بادشاہ کی فتح کے لیے گیت اور دعائیں مانگ رہے ہیں۔''

اریشیا نے کہا۔''کیا میں خود جا کر بزرگ یمنع کو بلا لاؤں کہ وہ بھی آ کر یوناف کی حالت دیکھے اور خوش ہو۔''

یافان نے جواب دیا۔''اے بیٹی! میرا تو ارادہ ہے کہ میں ملیتا کی روح سے اس سلسلے میں مشورہ کروں کہ اگر ہم یوناف پر سے اپنا طلسمی عمل ختم کر کے اسے اپنی اصل حالت میں لائیں تو کیا وہ یوناف کو اس کی لاہوتی اور سحری قوتوں کے باوجود اپنی گرفت اور قابو میں رکھ سکے گا۔''

اریشیا نے کہا۔''اے میرے باپ! آپ کا کہنا ٹھیک ہے، پر کیا ہی اچھا ہو کہ ہم یہ ساری کارروائی بزرگ یمنع کی موجودگی میں کریں۔ اس طرح ہم پر اس کا اعتماد اور پختہ ہو

گا۔"

یافان نے انتہائی پیار اور شفقت سے کہا۔"اریشیا! اریشیا! اگر تمہارا یہی ارادہ ہے تو تم خود جاؤ اور یمنع کو بلا لاؤ۔ اس لیے کہ اس ساری کارروائی کے دوران اگر کسی موقع پر ہمارے لیے کوئی مصیبت اور خطرہ اٹھ کھڑا ہوا تو یمنع کی یہاں موجودگی ہمارے لیے سود مند ہوگی اور وہ بروقت ہماری مدد کا کوئی سامان کر سکے گا۔"

اریشیا نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔"اے میرے باپ! میں بھی اس نظریے اور پیش بندی کے تحت چاہتی تھی کہ اس ساری کارروائی کے دوران بزرگ یمنع بھی یہاں ہو۔"

یافان نے کہا۔"اچھا تم جاؤ، تمہارے جانے اور یمنع کے ساتھ واپس لوٹنے تک میں وہ طلسم ختم کرتا ہوں جس کی وجہ سے ان کمروں کے اندر ہم کسی کو دکھائی نہیں دیتے۔"

اریشیا باہر نکل گئی۔

اپنے کمرے سے نکل کر اریشیا نار دیوتا کے معبد میں اس حصے کی طرف جس میں بت رکھے تھے، ابھی تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ کسی نے اسے پیچھے سے پکارا۔

"اے اریشیا! تم کہاں جا رہی ہو؟"

اریشیا نے مڑ کر اسے دیکھا۔ وہ نار دیوتا کے معبد کی ایک دیوداسی تھی جس نے اسے پکارا تھا۔

اریشیا اس کی خاطر رک گئی اور کہا۔"میں ذرا عبادت کے کمرے سے بزرگ یمنع کو بلانے جا رہی ہوں، میرے باپ نے انہیں بلایا ہے۔"

دیوداسی نے قریب آ کر کہا۔

"چلو! میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں، میں نے بھی ادھر عبادت کے کمرے میں ہی جانا ہے۔" اریشیا اس کے ساتھ پھر آگے بڑھنے لگی۔

نار دیوتا کے عبادت کے کمرے میں بھی بتوں کی ترتیب وہی تھی جو شاس دیوتا کے اس ویران اور غیر آباد معبد میں تھی جس کے اندر یوناف ٹھہرا ہوا تھا۔ فرق صرف یہ تھا کہ یہاں انو، ان لل، ان کی اور دیوی اننا کے ساتھ شاس دیوتا کے بجائے نار دیوتا کا بت رکھا ہوا تھا۔ اس لیے کہ اب نار ہی اُر شہر کا محافظ سمجھا جاتا تھا، لہٰذا قومی دیوی اور دیوتاؤں کے

پاس اسی کے لیے جگہ ہو سکتی تھی، پجاری انو، ان لل، ان کی اور نار دیوتا کے سامنے جمع تھے جبکہ دیوداسیاں اننا دیوی کے سامنے دعائیہ انداز میں کھڑی تھیں۔

یمنع کی سرکردگی میں پجاری گا رہے تھے۔

پجاری شاید انو اور ان کی دیوتا کی تعریف پہلے ہی گا چکے تھے کیونکہ جس وقت اریشیا اس دیوداسی کے ساتھ اس عبادت گھر میں داخل ہوئی۔ یمنع کے ساتھ پجاری ان لل دیوتا کی تعریف گا رہے تھے۔ اریشیا ایک طرف کھڑی ہو گئی تا کہ یمنع فارغ ہو تو اسے اپنے ساتھ لے کر چلے۔ یمنع کے ساتھ ساتھ پجاری بلند آوازوں میں ان لل کی تعریف گا رہے تھے۔

ان لل جس کا حکم ہمہ گیر ہے۔ اس کا حکم سر بلند اور مقدس ہے
جس کا حکم[1] تبدیل نہیں کیا جا سکتا
جو مستقبل میں دور دور تک مقدروں کا تعین کرتا ہے
جس کی اٹھی ہوئی آنکھیں ملک میں جھانک لیتی ہیں
جب انلل باپ مقدس شاہ نشین پر پھیل کر بیٹھتا ہے
جب "نونم نز[2]" بادشاہت اور سلطانی کو اکمل ترین بنا دیتا ہے
دھرتی کے دیوتا برضا و رغبت اس کے سامنے جھک جاتے ہیں
ان انا[3] اس کے سامنے عاجزی کرتے ہیں
ہدایت کے مطابق فرمانبرداری سے کھڑے ہو جاتے ہیں
عظیم اور جلیل القدر آقا
آسمان اور زمین میں مقتدر اعلیٰ
کائنات کے ارفع نپور[4] کو اپنا مسکن بنایا
تہمت، شرارت، غلط بیانی، گستاخی، مخاصمت، ظلم
تکبر، قول شکنی، معاہدہ شکنی، عدالتی فیصلے پر نکتہ چینی
شہر[5] برداشت نہیں کرتا

۱۔ حکم سے یہاں مراد فیصلہ ہے۔ ۲۔ یہ ان لل دیوتا کا ایک دوسرا نام ہے۔ ۳۔ ان انا سے مراد دیگر دیوتا ہے۔ ۴۔ نپور سومیریوں کا ایک عظیم الشان شہر تھا۔ ۵۔ یہاں شہر سے مراد نپور شہر ہے، گویا نپور شہر برائیاں برداشت نہیں کرتا۔

نپور جس کا بازو ایک وسیع جال ہے

جس کا دل سبک رفتار ہورن[1] ایک پرندہ ہے

نوئش[2] پجاری مقدس دعاؤں کے لیے موزوں ہیں

اس کا مفرد کاشت کار ملک کا وفادار چرواہا[3] ہے۔"

دوسری طرف جوان اور حسین دیوداسیاں انا دیوی کی تعریف گا رہی تھیں

"سارے می[4] کی ملکہ، درخشاں نور

حیات بخش خاتون ان[5] اور اراش[6] کی پیاری

ان کی مقدس دیوداسی، جواہرات سے لدی پھندی

تواش[7] کر کی طرح گرجتی ہے تو روئیدگی ختم ہو جاتی ہے

تو جو کوہساروں سے سیلاب لاتی ہے،

عظیم ترین جو آسمان اور زمین کی افنا ہے

جو زمین پر شعلے کی طرح لپکتی آگ برساتی ہے

تیرے پاؤں تھکتے نہیں

تو نے آہ و فغاں کے بربط پر نوحے بجوائے

میری ملکہ عظیم دیوی انا

ملکہ پر مسرت کلیجے والی شاداں واں وفرحاں دل والی

لیکن جس کا غصہ ٹھنڈا نہیں پڑ سکتا، سن[8] کی بیٹی

اُش اُم گل انا[9] کی محبوب دیوی

میری ملکہ پر کشش ہے

اے انا! تیری تعریف ہو

۱۔ ہورن، ایک پرندہ۔ سومیری روایات کے مطابق یہ عقاب نما اساطیری پرندہ ہے۔ ۲۔ نوئش پجاریوں کا ایک معزز طبقہ تھا۔ ۳۔ وفادار چرواہے سے مراد سومیری قوم کا بادشاہ ہے۔ (ماخوذ از دنیا کا قدیم ترین ادب) ۴۔ تہذیب کے بنیادی عناصر جن کی تعداد سومیریوں کے ہاں سو کے قریب تھی، ان عناصر کو "می" کہا جاتا تھا۔ ۵۔ آن، آسمان کے دیوتا انو کا دوسرا نام۔ ۶۔ اراش۔ انو دیوتا کی بیوی کا نام۔ ۷۔ اش کر۔ طوفان، بارش اور ہوا کے دیوتا کا نام۔ ۸۔ سن نتار دیوتا کا دوسرا نام۔ ۹۔ اُش ام گل انا۔ اس دیوتا کا نام جسے انا دیوی کا شوہر تسلیم کیا جاتا ہے۔

جب ان لل دیوتا اور انا دیوی کی تعریف پجاریوں اور دیوداسیوں نے ختم کر لی تو اس بڑے کمرے کے اندر سارے پجاری اور دیوداسیاں ایک جگہ جمع ہو گئے اور سارے دیوتاؤں سے اپنے بادشاہ کی کامیابی کے لیے دعا گانے لگے۔

انو اور ان لل نے آسمان کا سانس زمین کا سانس پھونکا

زی اسدار بادشاہ

انو اور ان لل کے سامنے سجدہ ریز ہوا

اور انو اور ان لل نے اسے برکت دی

وہ اس کے لیے دیوتا جیسی ابدی سانس کھینچ لائے

اور زی اسدار کو

اور نوع انسانی کے تخم کا وجود برقرار رکھنے کو

عبور کرنے کی سرزمین طلوع آفتاب کی سرزمین دلمون[1] میں رکھا

ایسے ہی ہمارا بادشاہ دونگی بھی۔

انو، ان لل، ان کی، انا اور ننار ونن گل کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے

ان کے لیے بیل اور بٹیر ذبح کرتا ہے۔

دیوی دیوتا اسے عیلام کے ارخ کے مقابلے میں فتح کرے۔"

جب پجاریوں اور دیوداسیوں کی تعریف اور دعائیں ختم ہو گئیں تو اریشیا آگے بڑھی اور یمنع کے قریب جا کر اس نے کہا۔ "اے بزرگ یمنع! میرے باپ نے آپ کو بلایا ہے، اس نے ملیتا کو جو تسخیر کیا تھا وہ روح یوناف کو غار کے اندر ان کمروں میں لے آئی ہے جو ہمارے تصرف میں ہیں۔ ملیتا کی روح نے یوناف کو زنجیروں میں جکڑ دیا ہے اور میرے باپ نے اپنے طلسمی عمل سے اس کے ذہن سے اس کی ساری لاہوتی قوتوں اور سحری طاقتوں کو مٹا دیا ہے، اب وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہماری گرفت میں ہے۔ اس کے جسم پر ہم نے کھولتا ہوا پانی ڈال کر اسے داغدار اور برص کا مریض بنا کر رکھ دیا ہے۔ اب وہ بڑی عاجزی سے ہم سے اپنے لیے رحم اور آزادی کی التماس کرتا ہے۔ اے بزرگ یمنع! اس موقع پر یوناف کی بے بسی، بے چارگی و درماندگی اور ذلت دیکھنے والی ہے۔ یہ

۱۔ دلمون کو محققین نے موجودہ پاکستان کی سرزمین قرار دیا ہے۔ (دنیا کا قدیم ترین ادب)

جوان کبھی ہمارے حواس پر خوف بن کر طاری تھا لیکن ملیتا کی روح نے اسے عجیب طرح سے ہمارے سامنے بے ضرر اور بے بس بنا کر رکھا دیا ہے۔ میری اور میرے باپ کی خواہش ہے کہ آپ بھی یوناف کو اس حالت میں دیکھیں۔''

یمنع نے اطمینان اور خوشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اے میری بیٹی ! میں ضرور تمہارے ساتھ چلوں گا۔

پھر وہ اسی وقت اریشیا کے ساتھ ہو لیا۔ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہوئے۔

جب وہ اندر داخل ہوئے تو یافان نے چاہا کہ کمرے میں وہ طلسم ڈال دے جس کی وجہ سے وہ باہر سے وہاں کسی کو دکھائی نہ دیتے تھے، پر ایسا کرنے سے قبل وہ دنگ رہ گیا جب اس نے دیکھا کہ ایک جھٹکے کے ساتھ یوناف نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی زنجیریں توڑ کر دور پھینک دی تھیں، پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کے جسم سے کھولتے پانی کے باعث پڑ جانے والے آبلے اور داغ جاتے رہے تھے اور اس نے اٹھتے ہی قریب پڑے ہوئے اپنے کپڑے پہنے اور تلوار سنبھال لی۔ ساتھ ہی اس نے تلوار سے اپنے گرد حصار بنا لیا تھا۔

اس پر یمنع نے حیرت سے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''اے یافان ! جس وقت میں اس کمرے میں داخل ہوا اس وقت یوناف زنجیروں میں بندھا ہوا تھا اور اس کے جسم پر داغ اور آبلے ہی آبلے تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ فی الفور ٹھیک ہو گیا ہے۔ زنجیریں اس نے توڑ ڈالی ہیں اور اپنے کپڑے پہن کر اس نے تلوار سنبھال لی ہے۔ کہیں یہ تمہاری طلسمی گرفت اور ملیتا کی روح کے احاطے سے نکل تو نہیں گیا۔''

یافان پریشان ہو گیا۔

وہ فوراً پلٹا اور ساتھ والے کمرے میں چھت سے لٹکتی ملیتا کی کھوپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے زور زور سے کہا۔ ''اے ملیتا کی روح ! تو کہاں ہے، کیا یوناف ہم سے باغی ہو رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اسے اپنی گرفت میں لے اور پہلے کی طرح اسے میرے سامنے بے بس اور مجبور کر دو۔''

اسی لمحہ ملیتا کی کھوپڑی کے اندر سے نارنجی شعلے جیسی اور دمکتی شفق کی مانند روشنی نمودار

ہوئی اور یوناف کی طرف لپکی، اس روشنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یافان نے یمنع سے کہا۔ ''اے یمنع ! یہ جو روشنی ملیتا کی کھوپڑی سے نکلی ہے یہی ملیتا کی روح ہے۔ یہ پہلی بار اس طرح روشنی کی صورت میں نمودار ہوئی ورنہ اس سے پہلے جب میں نے اسے تسخیر کیا تھا اس وقت یہ ایک آواز دیتی ہوئی حرکت میں آئی تھی۔ اب یہ آواز کی جگہ روشنی دیتی ہوئی نمودار ہوئی ہے۔'' اسی لمحہ اس نارنجی روشنی کے اندر سے ایک بھاری اور تحکمانہ آواز سنائی دی۔ ''روشنی ہو یا صورت، یہ سب میری ہی حرکت اور نمود کا اظہار ہیں اور یہ کہ.....''

ملیتا کی روح خاموش ہو گئی کیونکہ اس جیسی نارنجی روشنی یوناف کی طرف سے نمودار ہو کر ملیتا کی روح کی طرف لپکی تھی، دونوں روشنیاں آپس میں اس انداز سے ٹکرا رہی تھیں جیسے دو قوتیں ایک دوسرے سے گتھ گئی ہوں۔

وہ ابلیکا تھی!

جو نارنجی روشنی کی صورت میں یوناف کی طرف سے نمودار ہو کر ملیتا کی روح سے ٹکرا گئی تھی۔

اس موقع پر جبکہ یوناف کی طرف سے ابلیکا، ملیتا کی روح سے ٹکرائی تھی، کمرے کے اندر نیلی دھند کی صورت میں پھیلی یافان کی شیطانی قوتیں کچھ پریشان اور دہشت زدہ ہو گئی تھیں اور خوف کے مارے کمرے کے ایک کونے میں سمٹ گئی تھیں۔

ملیتا کی روح سے ٹکراتی ہوئی ابلیکا ایسی ہی نارنجی روشنی دے رہی تھی جس کا اظہار ملیتا کی روح کر رہی تھی۔

اس موقع پر یمنع نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے خوفزدہ سے لہجے میں سرگوشی کی۔ ''اے یافان ! کیا تم دیکھتے نہیں ملیتا کی روح نے حرکت میں آتے ہوئے جیسی روشنی دی تھی ایسی روشنی دیتی ہوئی ایک قوت یوناف کی طرف سے بھی نمودار ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے یوناف کی گرفت میں بھی کوئی روح ہے اور اس وقت یہ دونوں روحیں فضا میں ایک دوسرے سے ٹکراتی پھر رہی ہیں۔ ایسے میں کیا ہم تینوں یہاں غیر محفوظ نہیں ہیں اور کیا ہمیں اس وقت یوناف کی طرف سے خطرہ نہیں ہے۔''

یافان نے کہا۔ ''مجھے امید ہے کہ روحوں کے اس ٹکراؤ میں ملیتا کی روح کامیاب رہے گی اور اس کی کامیابی ہماری حفاظت کی ضمانت ہے۔ اس لیے ہمیں پریشان اور خوفزدہ

ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

اس بار یمنع نے ایک اور تجویز پیش کی۔ ''یافان! یافان! تم اپنی ان نیلی دھند والی شیطانی قوتوں کو کیوں حرکت میں نہیں لاتے۔ انہیں آگے بڑھاؤ کہ یہ دوسری روح کے مقابلے میں ملیتا کی مدد کریں۔ اس طرح ہماری حفاظت اور ملیتا کی روح کی کامیابی یقینی ہو جائے گی۔''

یافان جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ یوناف حرکت میں آیا۔ اس نے اپنی تلوار لہرا کر فضا کے اندر ٹکراتی ابلیکا اور ملیتا کی روح کی طرف کر دی تھی۔ تلوار کی نوک کا رخ ان کی طرف ہونے سے فی الفور اثر یہ ہوا کہ ابلیکا اور ملیتا کی روشنی دیتی ہوئی روحیں پیچھے ہٹ گئی تھیں۔ پھر یوناف نے تلوار کا رخ خالصتاً ملیتا کی روح کی طرف کر دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ملیتا کی روح فضا کے اندر ہی ایک جگہ پر بے حس و حرکت ہو گئی۔ یوناف ایک بار پھر اپنی تلوار کو حرکت میں لایا۔ اس کی تلوار کے ساتھ ساتھ ملیتا کی روح بھی حرکت کر رہی تھی۔

یافان، یمنع اور ارتیشیا یہ سارا منظر دیکھ کر پریشان اور حیرت زدہ ہو رہے تھے۔ اپنی تلوار کو حرکت دیتا ہوا یوناف ملیتا کی روح کو چھت کے ساتھ لٹکتی اس کی کھوپڑی کے اندر لے گیا تھا۔ اس دوران ابلیکا روشنی دیتی ہوئی یوناف کی طرف لوٹ آئی تھی۔ ایسا لگتا تھا وہ یوناف کے جسم میں تحلیل ہو کر رہ گئی ہو۔

یوناف نے تلوار کا رخ ملیتا کی کھوپڑی کی طرف ہی رکھا اور یافان کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے دشمن دیرینہ! تو نے میرے ذہن کو اپنے طلسم کے بل بوتے پر مفلوج کر کے مجھے قطعی طور پر اپنا محکوم بنانے کی کوشش کی تھی لیکن تم اس میں ناکام رہے ہو۔ اے شرارت اور کجروی کے پیغامبر! تم اوروں کو میرے ساتھ ٹکرا کر ان کی زندگیوں سے کیوں کھیلتے ہو۔ تم نے برنمرود کا حال سن لیا ہو گا۔ اب تم نے یمنع کو کیوں ورطہ ہلاکت میں جھونک دینے کا فیصلہ کر لیا ہے شاید تیری ہڈیوں کی تازگی تجھے کہیں سکون سے بیٹھنے نہیں دیتی۔ اے مردود انسان! سن رکھ۔ میرے پاس نہ حوصلوں کی کمی ہے، نہ ہمتوں کا قحط۔ میں اپنے دم قدم پر بھروسہ کر کے تیرے کفر کے نشانات مٹا دینے کی استطاعت رکھتا ہوں۔ یہ تیرے

این و آں میں ڈوبے خراب و خرافات کے ارادے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ کاش تو اپنے اس دلِ ملحد کو نیکی اور راست بازی کی طرف راغب کرتا۔ پر لگتا ہے تو بس اک مسافر ضلالت و گمراہی ہے اور تیرے مقدر کا درِ فیض بند ہو چکا ہے۔''

اس پر یافان نے چلا کر کہا۔ ''اے ملیتا کی روح کہ تو میری معمول ہے اور میری گرفت اور قدرت میں ہے۔ میں تمہیں تمہارے عامل کی حیثیت سے حکم دیتا ہوں کہ اپنی کھوپڑی سے نکل کر یوناف کا خاتمہ کر دے۔''

ملیتا کی روح کی طرف سے کوئی آواز نہ سنائی دی اور نہ ہی روشنی نظر آئی۔ یوناف کی تلوار کا رخ ابھی تک اس کی طرف تھا اور شاید اس عمل کی وجہ سے ملیتا کی روح اپنی کھوپڑی کے اندر محبوس رہنے پر مجبور تھی لہٰذا یافان کے حکم سے اس نے کوئی اثر نہ لیا تھا۔

یافان نے اس بار غصے اور جھلاہٹ میں اپنی پوری قوت کے ساتھ چلا کر کہا۔ ''اے ملیتا کی روح! میں یافان کہ تیرا عامل اور تو میری مسخر و معمول ہے۔ اس ناطے سے اگر تو میری آواز اور میرا حکم سننے کے باوجود حرکت میں نہیں آ رہی تو کیا تیری طرف سے یہ اپنے فرائض کے خلاف بغاوت نہیں ہے اور یہ کہ ایسا کرنے پر اگر میں تجھے کسی اذیت و کرب میں مبتلا کر دوں تو کیا میں اس میں حق بجانب نہ ہوں گا۔''

یافان کو اس بار بھی مایوسی ہوئی کیونکہ ملیتا کی روح نے اس بار بھی اس کی گفتگو اور دھمکی کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔ شاید یہ سب کچھ یوناف کی اس سحر کی ہوئی تلوار کی وجہ سے تھا، جس کا رخ اب بھی ملیتا کی کھوپڑی کی طرف تھا۔ یافان اداس ہو گیا اور اس کی گردن جھک گئی۔

اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ ساتھ ہی اس کی ورقِ ناخواندہ جیسی کوری اور طلسم زیست سے بھرپور آواز سنائی دی۔

''یوناف! یوناف! تم اچانک ہی شماس دیوتا کے معبد سے غائب ہو گئے، میں جب وہاں لوٹی تو تمہیں نہ پا کر انتہائی پریشان ہو گئی، پھر میں نے ان چرواہوں کی گفتگو سنی، مجھے پتہ چلا کہ تم کسی گھوڑے پر سوار ہوئے تھے اور وہ تمہیں لے کر غائب ہو گیا۔ اس سے میں سمجھ گئی کہ یہ ضرور یافان یا یمنع کی کوئی چال ہو گی۔ اسی لیے میں اس معبد کی طرف آئی، پر یہاں مجھے یافان اور ارتیشیا کہیں دکھائی نہ دیئے۔ اس لیے میری پریشانی

میں اور اضافہ ہوگیا۔ دراصل یافان نے ان کمروں کے اندر ایسا طلسم ڈال رکھا تھا کہ باہر سے کسی کو اس کمرے کے اندر کچھ نظر نہ آتا تھا۔ لہٰذا میں تمہاری تلاش میں اِدھر اُدھر بھٹکنے لگی، آخر تمہاری تلاش کے لیے میں نے یہ فیصلہ کر لیا میں یمنع پر وارد ہوں گی اور اس پر دہشت طاری کر کے اس سے تمہارے متعلق پوچھوں گی لیکن اس کی نوبت ہی نہیں آئی کیونکہ اس وقت بتوں کے اس کمرے میں جس کے اندر یمنع اپنے پجاریوں اور دیوداسیوں کے ساتھ اپنے دیوتاؤں کی تعریف اور اپنے بادشاہ کے لیے دعائیں گا رہا تھا، وہاں اچانک اریشیا داخل ہوئی، میں نے اس کی یمنع سے ساری گفتگو سنی۔ تمہاری حالت کے متعلق سن کر میں بڑی پریشان ہوئی، لہٰذا میں یمنع اور اریشیا کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوگئی، تمہاری حالت سے میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ یافان نے تم پر ضرور کوئی ایسا سحر کیا ہوگا جس کی بناء پر تم اپنی لاہوتی وسحری قوتوں کو فراموش کر بیٹھے ہو گے۔"

"اس کمرے میں داخل ہوتے ہی میں نے جو سب سے پہلا کام کیا، وہ تمہاری یادداشتوں کی بحالی تھی۔"

یوناف نے رازداری سے کہا۔

"تمہارا شکریہ ابلیکا، پھر تم نے میرا بھی حرکت میں آنا دیکھا کہ ذہنی قوتیں بحال ہوتے ہی میں نے کمرے میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔"

ابلیکا نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"یوناف! یوناف! تم میرا شکریہ کیوں ادا کرتے ہو، کیا میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں۔"

یوناف جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ خاموش ہوگیا کیونکہ یافان، جو گردن جھکائے گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا، اریشیا نے اسے مخاطب کر کے کہا۔ "اے میرے باپ! اگر آپ کے حکم کے مطابق ملیتا کی روح حرکت نہیں کر رہی تو اس میں اس کا کیا قصور؟ آپ اسے کسی اذیت یا کرب میں مبتلا کیوں کرتے ہیں، آپ نے دیکھا نہیں یوناف کی تلوار کا رخ اس کی طرف ہے۔ یوناف نے ضرور کوئی عمل کر کے ملیتا کی روح کو کھوپڑی میں محبوس رہنے پر مجبور کر دیا ہے۔"

یافان کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کیے بغیر اریشیا نے مٹی کا ایک برتن اُٹھایا اور

اسے پورے زور سے یوناف کے تلوار والے ہاتھ پر دے مارا، یوناف کے ہاتھ پر ضرب لگنے سے جونہی اس کی تلوار کا رخ چھت سے لٹکتی کھوپڑی کی طرف سے ہٹا، اس کھوپڑی کے اندر سے ملیتا کی روح پھر نارنجی روشنی دیتی ہوئی نمودار ہوئی لیکن یوناف نے فی الفور اپنی تلوار کا رخ پھر اس کی طرف کر کے اسے دوبارہ کھوپڑی کے اندر محبوس کر دیا۔

اریشیا نے خوشی سے چلا کر کہا۔ "دیکھا میں کہتی تھی کہ یوناف کی تلوار ہی کی وجہ سے ملیتا کی روح آپ کا حکم نہ ماننے اور اپنی کھوپڑی کے اندر دبکی رہنے پر مجبور ہے۔"

یافان نے اس بار غور سے یوناف کی طرف دیکھا، پھر اریشیا سے کہا۔ "اے بیٹی! دیکھ میں اس کا بھی کیا بندوبست کرتا ہوں۔

اسی لمحہ ابلیکا نے بھی یوناف سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"یوناف! یوناف! دیکھو اس کمرے میں یافان کے خلاف میں بھی کیا انقلاب لاتی ہوں۔ دیکھو میں اریشیا پر وارد ہوتی ہوں اور اس پر سے یافان کا وہ سحر زائل کرتی ہوں جس کی وجہ سے وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ یافان اس کا باپ ہے۔"

قبل اس کے کہ یافان کسی طرح یوناف کے خلاف حرکت میں آتا۔ ابلیکا اریشیا پر وارد ہوئی اور اچانک اس کی حالت بدلنے لگی، پھر دفعتاً وہ انتہائی غصے کی حالت میں یافان کی طرف بڑھی اور اس کی سیاہ عبا کو پکڑ کر زور سے کھینچتے ہوئے کہا۔

"تو کون ہے؟"

"ہوش میں رہو۔ میں تمہارا باپ ہوں۔" یافان نے گھمبیر اور گرجتی آواز میں کہا۔

اریشیا نے روتی اور چلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تو جھوٹا ہے۔ فریبی ہے۔ تو میرا باپ نہیں۔ تیرا میرا کوئی رشتہ نہیں تو نے ...... تو نے اے ظالم انسان! مجھے میرے ماں باپ سے علیحدہ کر دیا تھا۔ آہ! وہ تو میری شادی کرنا چاہتے تھے، پر تو نے اے ذلیل آدمی! مجھے ان سے علیحدہ کر دیا۔ میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گی، مار دوں گی تو ایک بھیانک مجرم ہے کہ تیرے جرائم کی سزا تجھے ضرور ملنی چاہیے۔

اریشیا کی اس گفتگو سے یافان کی حالت بدل گئی۔ پھر اچانک اس نے کمرے کے کونے میں سمٹی اپنی نیلی دھند والی شیطانی قوتوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "اس کا کام تمام کر

دو کہ اب یہ میرے کام کی نہیں رہی۔'' جواب میں نیلی دھند کا ایک حصہ علیحدہ ہوا اور اس کے اندر سے ایک ہیولہ اریشیا کی طرف بڑھا۔ اس ہیولے نے آناً فاناً اریشیا کا خاتمہ کر دیا۔

نیلی دھند کا ہیولہ اب واپس جا رہا تھا جبکہ اریشیا کی لاش فرش پر پڑی تھی اور یمنع کبھی حیرت اور تعجب سے یافان اور کبھی اریشیا کی لاش کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اریشیا کے مارے جانے کے بعد یافان نے پھر اپنی شیطانی قوتوں کو اشارہ کیا اور جواب میں کمرے میں پھر ایک انقلاب برپا ہوا اور وہ یہ کہ یافان اچانک وہاں سے غائب ہو گیا۔ نہ وہ خود وہاں تھا، نہ نیلی دھند کے اندر اس کی شیطانی قوتیں اور نہ ہی چھت سے لٹکتی ملیتا کی کھوپڑی ہر چیز غائب ہو گئی تھی، صرف یمنع کمرے میں حیران و پریشان کھڑا تھا۔

یوناف نے اب اپنی تلوار کا رخ یمنع کی طرف کر دیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے گونجدار آواز میں کہا۔

''اے یمنع! میں نے تیری حسین دیوداسی اقلیما کے ہاتھ تمہارے لیے پیغام بھجوایا تھا کہ تو میرے خلاف حرکت میں آنے سے باز رہ لیکن تو نے برنمرود کے انجام پر نگاہ رکھی نہ ہی میرے اس پیغام کو خاطر میں لائے اور میرے خلاف تم نے یافان کے ساتھ اپنا تعاون جاری رکھا۔ اے یمنع! میں جانتا ہوں تو ایک عمدہ و نایاب ساحر ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ تو نار دیوتا کا پجاری بھی ہے اس لحاظ سے تیرے پاس بہت سی قوتیں ہیں لیکن سن رکھ یمنع! تم یافان کے سامنے ایسے ہی ہو جیسے کسی وحشی جنگلی اور زور آسا، سانڈ کے سامنے کوئی مریل بیل۔''

''اے یمنع! جب میں نے اس سانڈ کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تو پھر تمہاری کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ میں چاہوں تو جہاں تم اس وقت کھڑے ہو یہاں سے تمہیں ہلنے بھی نہ دوں اور تمہیں لاش میں بدل دوں، پر میں کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اب میں تمہیں آخری موقع دیتا ہوں اور کچھ دن یہاں رک کر میں انتظار کروں گا، اگر تم نے یافان کے کہنے پر پھر میرے خلاف کوئی حرکت کی تو تم اپنی موت کو دعوت دو گے۔''

یمنع نے بڑی عاجزی و بے چارگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میں تمہارے خلاف یافان کا ساتھ نہ دوں گا میں تمہارا

ممنون ہوں کہ تم نے مجھے سنبھلنے کا ایک موقع فراہم کیا۔''

یوناف نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو تم جا سکتے ہو۔''

کچھ کہے بغیر یمنع مڑا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف سے سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا۔

''اب کیا ارادہ ہے؟''

یوناف نے کہا۔

''میں کچھ دن یہاں رک کر حالات کا جائزہ لوں گا کہ یافان پھر کہیں دوبارہ نار دیوتا کے اس معبد کو اپنا مرکز بنا کر میرے خلاف حرکت میں تو نہیں آتا اگر یافان نے یہاں قیام نہ کیا بلکہ کہیں اور چلا گیا تو پھر میں بابل کا رخ کروں گا، ویسے ابلیکا! مانتی ہو کہ میں نے کیسی خوش اسلوبی کے ساتھ ملیتا کی خونخوار روح کو تم سے دور رکھا۔

''یہ تم نے کوئی نیا اور انوکھا کام تو نہیں کیا، ہر کوئی اپنی رفیقہ اور ساتھی کی اسی طرح حفاظت کرتا ہے جس طرح تم نے کی۔''

''مجھے افسوس ہے ابلیکا! مجھے تم سے ایسے الفاظ نہیں کہنا چاہیے تھے۔'' یوناف نے شرمندگی کے احساس سے کہا۔

جواب میں ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ میرا تمہارا رشتہ ہی ایسا ہے کہ تم مجھ سے ہر طرح کی بات کر سکتے ہو۔ میں تمہاری ہر بات برداشت کر سکتی ہوں۔ سنو یوناف! ملیتا کی روح کیسی بھی خونخوار سہی پر وہ مجھے کوئی گزند کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ہاں ہم دونوں ایک دوسرے کو زیر کرنے کی خاطر زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہیں کہ ایک دوسرے کے عامل یا محبوب کو نقصان پہنچائیں۔ یوناف! یوناف! ملیتا کی روح کی طرف سے اب تمہیں محتاط رہنا ہو گا۔ یافان کسی بھی وقت اس سے تم پر حملہ کرا سکتا ہے، بہرحال تم فکر مند نہ ہو۔ اس کا بھی کوئی حل تمہیں بتا دوں گی۔ فی الوقت تو تم شاس دیوتا کے معبد میں چل کر آرام کرو۔''

یوناف نے جواب میں کچھ نہ کہا اور خاموشی کے ساتھ وہاں سے نکل گیا۔

○

سومیریوں کے بادشاہ دونگی نے اسی طرح قوم عیلام کے مرکزی شہر شوش کا محاصرہ کر رکھا تھا، قوم عیلام کے بادشاہ ارخ نے ارادہ کیا تھا کہ وہ شوش کے اندر محصور رہ کر دونگی سے جنگ کرتا رہے گا اور محاصرے کو طویل ہوتا دیکھ کر دونگی خود ہی اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا جائے گا، لیکن حالات و واقعات ارخ کی ساری خواہشوں کے الٹ نمودار ہوئے۔ سومیریوں کا بادشاہ دونگی دن بدن محاصرے میں سختی کرتا چلا گیا۔ پہلے اس نے شوش شہر کے لیے رسدو کمک بند کی۔ پھر اس نے مضافاتی علاقوں سے شوش کے اندر سبزیاں، پھل اور اناج بھی لے جانے پر پابندی عائد کر دی۔ اس طرح شوش کے حالات دن بدن خراب ہونے لگے اور شہر کے لوگ بھاگ بھاگ کر شہر کے اندر اپنے سب سے بڑے دیوتا انوع کے معبد میں جانے لگے اور وہاں اپنی گلو خلاصی و آزادی کے لیے گڑ گڑا کر دعائیں مانگنے لگے۔

ایک روز قوم عیلام کا بادشاہ ارخ بھی جب انوع دیوتا کے معبد میں اپنی آزادی کے لیے دعا مانگ کر فارغ ہوا تو انوع کے معبد کا بڑا پجاری جو قوم عیلام کی رسومات کی رو سے بادشاہ کا سب سے زیادہ قابل اعتماد مشیر بھی ہوا کرتا تھا، بادشاہ کے پاس آیا اور ارخ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

''اے آقا! تو دیکھتا ہے کہ شہر پر مصائب و آلام بڑھتے جا رہے ہیں، شہر کا محاصرہ دن بدن سخت اور بدترین ہوتا جا رہا ہے، لوگ بد دل ہو رہے ہیں اور یہ بد دلی انہیں بغاوت اور سرکشی کی طرف بھی لے جا سکتی ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم سومیریوں کے بادشاہ دونگی سے صلح کی بات کریں اور اگر وہ ایسی شرائط کے عوض جو ہمارے لیے قابل قبول ہوں، ہمارے شہر شوش کا محاصرہ اٹھا لینے پر رضا مند ہو جائے تو یہ صلح ہمارے لیے بری نہ ہو گی اور پھر اے بادشاہ! تم حالات کو دیکھو۔ باہر سے خوراک آنی بند ہو گئی ہے اور لوگ دن بدن نالاں اور بے زار ہو رہے ہیں۔''

ارخ چند ثانیوں تک گہری سوچوں میں ڈوبا رہا، پھر اس نے غور سے پجاری کی طرف دیکھا اور کہا۔

''اے مقدس پجاری! تیرا کہنا درست ہے اور میں تم سے مکمل طور پر اتفاق رکھتا ہوں۔ لہٰذا تو خود ہی شہر سے نکل کر سومیریوں کے بادشاہ دونگی کے پاس جا اور اس سے امن و صلح کی بات کرو جو شرائط تو اس کے ساتھ طے کرے گا، وہ میرے لیے قابل قبول ہوں گی۔''

بڑے پجاری نے اطمینان اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اس مقصد کے لیے میں ابھی دونگی کے لشکر کی طرف جاتا ہوں۔''

پھر وہ پجاری معبد سے باہر نکل گیا۔

○

قوم سومیر کا بادشاہ دونگی اونٹ کے چمڑے سے بنائے گئے خیمے میں اپنے جنگی مشیروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس کا ایک سپاہی اندر آیا اور دونگی کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے ادب سے کہا۔

''اے بادشاہ! باہر قوم عیلام کا بڑا پجاری آیا ہے، وہ آپ کے ساتھ جنگ بندی اور صلح کی شرائط طے کرنا چاہتا ہے۔''

دونگی نے اپنے مشیروں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

''قوم عیلام کے پجاری کو یہاں بلانے سے قبل میں تم لوگوں سے یہ جاننا چاہوں گا کہ ہمیں کن شرائط پر عیلام کے ساتھ صلح کرنی چاہیے؟''

خیمے کے اندر چند ثانیوں تک گہری خاموشی چھائی رہی، پھر ایک معمر مشیر نے کہا۔

''اے بادشاہ! عیلامیوں کے ساتھ صلح کرنے کے لیے میرے ذہن میں تین عمدہ شرائط آئی ہیں۔''

''کہو! وہ کیا شرطیں ہیں۔'' دونگی نے بے تابی سے پوچھا۔

اس معمر مشیر نے کہا۔

''تین شرائط پر قوم عیلام سے صلح کر لی جائے۔''

اولاً جنگ میں جس قدر ہمارے اخراجات ہوئے ہیں قوم عیلام اس سے دوگنا ہمیں ادا کرے۔

ثانیاً میں نے سن رکھا ہے کہ بادشاہ ارخ کی ایک بیٹی ہے جس کا نام یوام ہے اور اپنے حسن اور خوبصورتی میں جواب نہیں رکھتی، قوم عیلام ارخ کی بیٹی یوام کو آپ کی

زوجیت میں دینا قبول کرے۔

ثالثاً قوم عیلام اپنے سب سے بڑے دیوتا انشوع کا وہ بت جو ان کے مرکزی معبد میں ہے ہمارے حوالے کر دے تاکہ اس بت کو ہم اپنے مرکزی شہر اُر کے مضافات میں جا گاڑیں اور لوگوں کو ہماری فتح اور عظمت کا احساس ہو سکے۔"

دونگی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں یہ انتہائی معقول اور مناسب شرائط ہیں، تم میں سے جس کو ان پر کوئی اعتراض ہو وہ اٹھ کر اپنی شرائط پیش کرے۔"

جب کوئی بھی نہ بولا تو دونگی نے سپاہی کو مخاطب کر کے کہا۔

"عیلامیوں کے پجاری کو اندر آنے دو۔"

سپاہی پلٹا اور خیمے سے باہر نکل گیا، تھوڑی ہی دیر بعد عیلامیوں کا بڑا پجاری اندر آیا۔

دونگی نے اسے تعظیم دی اور اپنے پاس بٹھایا، پھر پوچھا۔

"اے مقدس پجاری! وہ کون سی غرض ہے جو تمہیں شوش شہر سے میری طرف لے آئی ہے۔" پجاری نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اے سومیریوں کے عظیم بادشاہ! میں اور ہمارا بادشاہ ارخ چاہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ صلح ہو جائے اور مزید لوگ جنگ کی بھٹی میں جلنے سے بچ جائیں۔ اس کے لیے آپ کی کوئی شرائط ہوں تو کہیے؟"

دونگی نے اپنے اسی معمر مشیر کو مخاطب کیا جس نے کہ پجاری کی آمد سے پہلے تین شرائط تجویز کی تھیں اور کہا۔

"مقدس پجاری سے صلح کی شرائط کہو۔"

مشیر نے پجاری کی طرف دیکھا اور کہنا شروع کیا۔

"اے مقدس پجاری! جنگ کو صلح پر ختم کرنے کے لیے ہماری صرف تین شرائط ہیں۔

"اول یہ کہ اس جنگ میں جس قدر اخراجات ہمارے ہوئے ہیں، اس سے دگنے قوم عیلام ہمیں ادا کرے۔

دوئم یہ کہ قوم عیلام کا بادشاہ ارخ اپنی بیٹی یوام کو ہمارے بادشاہ کی بیوی بنا دے۔

سوئم یہ کہ شوش کے بڑے معبد میں اے مقدس پجاری! جو انشوع دیوتا کا بت ہے وہ

ہمیں دے دیا جائے، اس بت کو ہم اُر شہر کے باہر نصب کریں گے اور یہ ہمارے پاس ایک یادگار ثبوت ہو گا کہ ہمارے عظیم بادشاہ دونگی نے قوم عیلام پر فتح حاصل کی تھی۔"

"میں پہلی اور تیسری شرط قبول کرتا ہوں، دوسری شرط جو ہمارے بادشاہ ارخ کی بیٹی یوام سے متعلق ہے، اس کے بارے میں میں اپنے بادشاہ ارخ اور یوام سے جا کر گفتگو کرتا ہوں، امید ہے وہ اس پر رضا مند ہو جائیں گے۔ اس کے لیے کیا آپ لوگ مجھے تھوڑا سا وقت دیتے ہیں، مجھے امید ہے آج شام سے پہلے پہلے ہم ضرور کسی تصفیہ پر پہنچ جائیں گے۔"

دونگی نے کہا۔

"اے مقدس پجاری! ہم تمہیں شام تک کی مہلت دیتے ہیں، تم یہاں سے واپس جا کر اپنے بادشاہ ارخ اور اس کی بیٹی یوام سے مشورہ کرو اور شام تک ہمیں اپنے فیصلے سے آگاہ کر دو۔"

بڑا پجاری اٹھا اور خیمے سے باہر نکل گیا۔

قوم عیلام کا وہ بڑا پجاری دونگی سے گفتگو کرنے کے بعد جب شوش شہر میں اپنے بادشاہ ارخ کے محل کی طرف لوٹا اور محل کے دیوان خانے میں داخل ہوا تو ارخ پہلے ہی وہاں اس کا منتظر بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی یوام بھی تھی جو دل آگینہ، امید وصل، جمالِ وحدت اور جذبِ سحر جیسی پرکشش تھی۔ اس کا بدن جیسے کسی آب دار موتی میں خطِ احمر، اس کے دانت گہر تاب اور چاندنی کے برج تھے۔ اس موقع پر وہ بت شنگرف اپنے باپ ارخ کے پاس بیٹھی مخمل و کمخواب اور سنبل کا ڈھیر لگ رہی تھی۔ اس کی رگوں میں جوانی کا خون جوش مار رہا تھا اور اس کے شہابی ہونٹوں پر شرم و شوخی کے رامش و ریحان جذبے تھے۔

جب بڑا پجاری ارخ کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو اس نے پوچھا۔

"اے مقدس پجاری! تم دونگی سے کیا طے کر آئے ہو؟"

پجاری نے کہا۔

"اے بادشاہ! دونگی اور اس کے مشیر ہمارے ساتھ صلح پر آمادہ ہیں، پر اس کے لیے وہ تین شرطیں رکھتے ہیں۔

پہلی شرط یہ کہ اس جنگ میں جو ان کے اخراجات ہوئے ہیں اس سے دگنی رقم انہیں ادا کر دی جائے۔

دوسری شرط یہ کہ شوش شہر کے سب سے بڑے معبد کے اندر جو ہمارے دیوتا انوع کا بت ہے وہ ان کے حوالے کر دیا جائے۔

ان کی تیسری اور آخری شرط یہ ہے کہ آپ کی بیٹی یوام کو ان کے بادشاہ دونگی کی بیوی بنا دیا جائے۔

اے بادشاہ! میں سومیریوں کی پہلی دونوں شرائط تو تسلیم کر آیا ہوں مگر تیسری شرط کے لیے تمہاری اور یوام کی مرضی جاننے آیا ہوں۔

پجاری ذرا رکا، پھر دوبارہ بولا۔

''اے بادشاہ! یوام کو دونگی کی بیوی بنا دینا مناسب ہے۔ اسی میں قوم عیلام کی بہتری ہے، اور اگر ہم نے یوام کو دونگی کی زوجیت میں دینے سے انکار کر دیا تو دونگی ہمارے شہر شوش کا محاصرہ جاری رکھے گا اور اب ہم میں اتنی سکت نہیں کہ شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کر سکیں جبکہ سومیریوں کو برابر اپنے مرکزی شہر اُر سے کمک اور رسد مل رہی ہے۔ اس طرح روز بروز ہماری عسکری قوت میں ضعف اور سومیریوں کی جنگی قوت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اگر حالات ایسے ہی رہے تو ہماری قوم کے حق میں انتہائی مہلک اور خطرناک ہوں گے۔''

ارخ چند ثانیوں تک بڑے غور و انہماک سے یوام کی طرف دیکھتا رہا جس کی کیفیت عجیب ہو رہی تھی، اس کا چہرہ حیا سے لال بھبھوکا ہو رہا تھا اور جسم پسینے سے تر تھا، ایسے لگتا تھا جیسے وہ ترک آرزو اور بے خواب کر دینے والے جذبوں سے جنگ کر رہی ہو۔ پھر ارخ نے پجاری کی طرف دیکھا اور کہا۔

''یوام کو دونگی کی بیوی بنا دینے کا معاملہ انتہائی اہم ہے اور اس سلسلے میں میں اپنی بیٹی یوام سے ضروری صلاح مشورہ کروں گا اور سنو! مقدس پجاری! تم جانتے ہو میری بیٹی کی ماں مر چکی ہے۔ لہٰذا......''

ارخ یہیں تک کہہ پایا تھا کہ رک گیا کیونکہ اس کے قریب بیٹھی یوام سنبھلی اور اس نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔

''اے میرے باپ! میری ذات میری قوم اور میرے ملک سے اہم نہیں، اگر عیلام کی سلطنت نہ رہی اور یہ سرزمین ہی باقی نہ رہی تو پھر میں کس کام کی لہٰذا میں اپنی خوشی اور رضا سے سومیریوں کے بادشاہ دونگی سے شادی کرنے پر راضی اور تیار ہوں۔''

ارخ کے چہرے پر رونق آ گئی۔ اس نے آگے بڑھ کر یوام کی پیشانی چوم لی اور کہا۔

''اے میری بیٹی! تیری عزت، تیرا وقار اس نور سحر کی مانند زیادہ ہوتا رہے جس کی روشنی دوپہر تک بڑھتی رہتی ہے تو نے کیا عمدہ اور خوش کن فیصلہ کیا ہے۔''

چند ثانیے خاموش رہنے کے بعد ارخ پھر یوام سے کہہ رہا تھا۔

''یوام! یوام میری بیٹی! میری دعا ہے تو دونگی کے ساتھ عقل حیات کے سرچشموں کی طرح خوش اور مطمئن رہے، دیکھ بیٹی! تو دونگی کی خدمت کرنا، اپنے ہونے والے شوہر کے سامنے دروغ گوئی سے بچنا۔ دروغ گوئی بے ٹھکانہ راہوں جیسی اور دروغ گو ان لوگوں جیسا ہوتا ہے جو اپنی آبرو کسی غیر کے حوالے کر دیتے ہیں، دونگی کی خدمت میں اپنی آنکھوں میں نیند اور جھپکی نہ آنے دینا۔ قوم عیلام کے عظیم دیوتا تمہیں اُر شہر میں ایسے رکھیں گے جیسے ہرنی صیاد سے، فاختہ شکاری سے اور چیونٹی سیلاب سے محفوظ ہو جاتی ہے۔''

اپنے کردار میں اونچی آنکھ، جھوٹی زبان اور نفرت و کراہت ملے سلوک سے بچنا، سن بیٹی!۔۔ بے گناہوں کا خون بہانے والا ہاتھ، برے منصوبے بنانے والا دل، شرارت کے لیے تیز پاؤں اور بدی کی منتظر آنکھ قابل مذمت ہوتی ہے، میری بیٹی! تو اپنے باپ اور قوم عیلام پر بہت بڑا احسان کر رہی ہے۔ اس کے بدلے اور صلے سے دیوتا تجھے نوازیں گے اور تو اُر شہر میں دونگی کی زوجیت میں بڑی پرسکون زندگی بسر کرے گی۔

یوام نے کوئی جواب نہ دیا، بس وہ سر جھکائے اپنے باپ کی نصیحتوں بھری گفتگو کو غور سے سنتی رہی۔

ارخ خاموش ہوا۔

پھر اس نے پجاری کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے مقدس پجاری! اب جبکہ ساری مشکلات رفع اور رکاوٹیں دور ہو گئی ہیں تو ایک بار پھر دونگی کے لشکر میں جا اور اس کے ساتھ صلح کی گفتگو کو آخری شکل دے۔

پجاری اٹھا اور باہر نکل گیا۔

اسی روز سارا معاملہ طے کر دیا گیا، یوام کی شادی دونگی سے کر دی گئی، قوم عاد کے سب سے بڑے دیوتا انوع کا بت دونگی کے حوالے کر دیا گیا اور اس کے جنگی اخراجات سے دگنی رقم بھی اسے ادا کر دی گئی۔

اس کے جواب میں دونگی نے شوش شہر کا محاصرہ اٹھا لیا اور اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا گیا، اس نے قوم عیلام کے دیوتا انوع کا بت واپس جا کر اُرشہر سے باہر نصب کر دیا تا کہ وہ سومیری قوم کی عیلامیوں پر فتح اور ان سے خراج وصول کرنے کی یادگار کے طور پر وہاں رہے۔

O

یوناف کو شماس دیوتا کے کھنڈرات میں قیام کیے ہوئے کئی روز ہو چکے تھے کہ ایک روز دوپہر کے قریب ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور ساتھ ہی اس نے اپنی شیریں آواز میں یوناف سے کہا۔

”اے میرے حبیب! کب تک یہاں ٹھہرے رہو گے۔ تمہارا قدیم دشمن یافان یہاں سے جا چکا ہے، اب یہاں پڑے رہنے سے فائدہ، اس سے تو بہتر ہے مصر کی طرف لوٹ چلو۔“

یوناف نے چند لمحوں کی سوچوں کے بعد کوئی آخری فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

”ابلیکا! ابلیکا! میں یہاں سے مصر کی طرف نہ جاؤں گا بلکہ آگے شمال کی سرزمینوں کی طرف بڑھوں گا، میں اب کہیں اپنے لیے مستقل ٹھکانہ نہ بناؤں گا، اب جبکہ یافان جا چکا ہے۔ عارب، بیوسا اور عبیطہ خاموشی کی زندگی گزار رہے ہیں تو پھر ان پرسکون دنوں میں شمال کی طرف بڑھتے ہوئے میں یہاں سے بابل، پھر شمال کی طرف آشوریوں اور حتیوں کی سرزمین میں سے گزرتے ہوئے دور تک آگے کو بڑھوں گا۔ ایک طویل سیاحت کروں گا، پھر شمال سے جنوب کا رخ کر کے کنعانیوں کی سرزمین کی طرف آؤں گا، ان کے اندر کچھ عرصہ قیام کروں گا، پھر فیصلہ کروں گا کہ اس کے بعد مجھے کدھر کا رخ کرنا ہے۔“

ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کسی قدر استفہامیہ لہجے میں کہا۔

”اگر اس قدر طویل سیاحت پر ہی روانہ ہونا ہے تو پھر یہاں کیوں بیکار پڑے ہو،

یہاں سے کوچ کر جاؤ۔“

یوناف کے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی، پھر وہ چھلانگ لگانے کے انداز میں اپنے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

”ابلیکا! ابلیکا! میں تمہارا کہا کیونکر رد کر سکتا ہوں، میں آج اور ابھی یہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔“

اس نے جلدی جلدی اپنا بستر باندھا اور بستر کو کندھے پر رکھ کر شماس دیوتا کے معبد سے باہر نکل گیا۔

عمارت سے نکل کر یوناف اس جگہ آیا، جہاں چرواہے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھے ہوئے تھے، وہ جب ان کے قریب گیا تو وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

یوناف نے ان کے قریب آ کر اپنا بستر زمین پر رکھ دیا اور کہا۔

”اے نیک دل چرواہو! جس روز میں یہاں آیا تھا تم سب نے مجھے خوفزدہ کیا تھا کہ شماس دیوتا کے اس معبد کی عمارت میں نہ جانا کہ یہ شیطانی قوتوں کا مسکن ہے، تم نے دیکھا کہ میں نے کئی روز تک اس کے اندر قیام کیا اور مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا۔ سن رکھو! یہ عمارت بے ضرر ہے اور اس کے اندر کسی شیطانی قوت کا ٹھکانہ نہیں ہے۔“

”اے عزیز چرواہو!

میں آج یہاں سے کوچ کر رہا ہوں۔ سنو! میرا گھوڑا تو تم لوگوں کے جانوروں کے اندر چر رہا ہے، یہ اب تمہارا ہے، اسے تم لوگ بیچ کر رقم آپس میں تقسیم کر لینا اور یہ بستر بھی میں تم لوگوں کے لیے چھوڑ رہا ہوں، جو تم میں زیادہ ضرورمند ہو لے لے۔“

پھر اپنی کمر سے لٹکتی تھیلی کے اندر سے چند سکے نکال کر اس نے ان چرواہوں میں تقسیم کر دیے چرواہے اسے دعائیں دینے لگے اور یوناف اُرشہر کی طرف چل پڑا۔

اُرشہر کے قریب ابلیکا نے پھر اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا۔

”اے میرے حبیب! اب کیا ارادہ ہے چرواہے اب نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ اپنی لاہوتی قوتوں کو حرکت میں لاؤ کہ بابل کے پاس جا نمودار ہو۔“

یوناف مسکرایا پھر اس نے سرگوشی کی۔

”ابلیکا! ابلیکا! میں پہلے بجنع کی طرف جاؤں گا۔ اسے بتاؤں گا کہ میں جا رہا ہوں

اور اگر اس نے میری غیر موجودگی میں یافان کو اپنے ہاں ٹھہرانے یا اس کی مدد کرنے کی کوشش کی تو میں اسے برنمرود کی طرح موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔"

ابلیکا خاموش رہی۔ یوناف آگے بڑھتا رہا۔

یوناف جب یمنع کے کمرے میں پہنچا تو ایک پجاری سے اسے پتہ چلا کہ یمنع عبادت خانے میں ہے، جہاں بت رکھے ہیں۔

یوناف جس وقت پجاری سے گفتگو کے بعد یمنع کے کمرے سے نکلا تو ابلیکا نے اس کے کان میں کہا۔

"یوناف! یوناف! یمنع عبادت کے کمرے میں ہے۔ وہاں قوم سمیر کا بادشاہ، اس کی نئی بیوی جو عیلام کے بادشاہ ارخ کی بیٹی ہے اور اس کے مشیر بھی اس کے ساتھ ہیں، اکثر پجاری اور دیوداسیاں بھی وہاں جمع ہیں اور وہاں پر وہ اپنی فتح پر دعائیں گا رہے ہیں۔"

یمنع کے کمرے سے یوناف جب عبادت گاہ کے دروازے پر آیا تو اس نے دیکھا اندر کمرے میں بتوں کے سامنے سومیریوں کا بادشاہ دونگی، اس کے مشیر پجاری اور دیوداسیاں سب مل کر گا رہے تھے جبکہ دونگی کی بیوی ان کے درمیان کھڑی ان کی نقل کرنے کی کوشش کر رہی تھی، آوازیں یکجا ہو کر ابھر رہی تھیں۔

دیوتاؤ!
تمہارا چہرہ شیر کا سا ہے
تمہاری گرج گرجتے لپکتے سیلاب جیسی ہے
میں اپنے شہر کو لوٹ آیا ہوں
دیوتاؤں کو دشمن کی مرگ کی خبر دوں گا
سومیر کی بھری کشتی غرقاب نہ ہو گی
تین تہوں والا کپڑا کاٹا نہ جائے گا
دیوار پر کوئی مغلوب نہ ہو گا
کوئی آگ ہمارے گھروں اور جھونپڑوں کو تباہ نہ کر سکے گی
تم میری مدد کرو
میں تمہاری مدد کروں گا
تو پھر ہمیں کیا نقصان پہنچ سکتا ہے
میں نے پکڑے ہوئے سانڈ کی طرح دشمن کی ناک میں حلقہ باندھ دیا ہے
عیلامیوں کو رسیوں میں جکڑے جانے والے قیدیوں کی طرح شکست میں جکڑا ہے
میں دیوتاؤں کے حکم پر
اپنی قوم کی حفاظت کرتا رہوں گا!

عبادت گاہ میں فتح کی خوشی کا گیت ابھی جاری تھا لیکن اس گیت کو یوناف اس سے آگے نہ سن سکا کیونکہ اس کمرے سے حسین اقلیما نکل کر اس کی طرف آئی تھی اور یوناف کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

"آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں، کیا کسی سے ملنا ہے؟"

یوناف نے بھی نرمی سے جواب دیتے ہوئے کہا

"تمہارا اندازہ درست ہے اقلیما! میں آج یہاں سے رخصت ہو رہا تھا، پر کوچ سے پہلے ایک ضروری کام کے سلسلے میں مجھے یمنع سے ملنا تھا۔"

اقلیما تھوڑی دیر تک سر جھکائے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا۔ "جس وقت آپ نے اپنی خفی قوتوں کو کام میں لا کر مجھے شاس دیوتا کے ویرانوں میں آنے پر مجبور کیا تھا اور برنمرود میرا پیچھا کرتا ہوا وہاں آ گیا تھا جسے آپ نے ختم کر دیا تھا اس وقت میں آپ کے احسان اور مہربانی کا شکریہ ادا نہ کر سکی تھی۔"

"میں نے تم پر کوئی احسان کوئی مہربانی نہ کی تھی؟" یوناف نے حیرت اور تعجب سے اقلیما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کم احسان تھا کہ آپ نے برنمرود کو ختم کر دیا اور مجھے میرا لباس دے کر نرمی اور شفقت سے واپس بھیج دیا حالانکہ آپ چاہتے تو میرا بھی کام کر سکتے تھے، اس لیے کہ آپ کو دکھ دینے میں برنمرود نے مجھے بھی آپ کے خلاف اپنا شریک بنا لیا تھا، میرے لیے تو یہی سب سے بڑا احسان اور مہربانی ہے۔" اس موقع پر حسین اقلیما کی گردن جھک گئی اور اس کی آواز میں اور زیادہ نرمی حلول کر گئی تھی۔

یوناف جواب میں کچھ کہنے والا تھا کہ خاموش ہو گیا کیونکہ عبادت گاہ کے اندر کا

گیت ختم ہو گیا تھا اور لوگ باہر نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ اقلیما بھی احتیاطاً ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔

یمنع، اپنے بادشاہ دونگی اور اس کی نئی بیوی یوام کے ساتھ عبادت گاہ سے باہر نکلا، جب دونگی اپنی بیوی یوام اور اپنے مشیروں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا اور دیگر لوگوں کے علاوہ پجاری اور دیوداسیاں بھی ادھر ادھر ہونے لگیں تو یمنع بھی اپنے کمرے کی طرف چل پڑا، ابھی وہ چند ہی قدم آگے گیا تھا کہ یوناف نے اسے پیچھے سے پکارا۔

"یمنع! یمنع! ذرا رک کر میری بات سنو۔"

یمنع فوراً رک گیا، جب اس نے مڑ کر یوناف کو اپنی طرف آتے دیکھا تو اس کے چہرے پر زندگی کے سارے پر خار جذبے اور ان گنت خدشوں کے طوفان ابھر آئے۔

یوناف قریب آیا اور یمنع کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

"اے یمنع! میں آج اور ابھی تمہارا یہ شہر چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن رخصت ہونے سے پہلے میں تم سے ملنے کی خواہش رکھتا تھا، سنو یمنع! میں تو جا رہا ہوں لیکن اگر میرے بعد تم نے پھر یافان کو اپنے ہاں رہنے کی جگہ دی یا میرے خلاف تم نے اس کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کیا تو یہ جان رکھنا کہ میں تمہاری حالت برنمرود سے بھی بدتر کر دوں گا اور یہ تو تم جان گئے ہو گے کہ میں آسانی سے کسی کے قبضے اور گرفت میں آنے والا انسان نہیں ہوں۔ تم نے دیکھا یافان نے میرے خلاف حرکت میں آنے کے لیے اپنی ساری قوتیں صرف کر دی تھیں۔ ایک خونخوار روح کو مسخر کر کے مجھ پر وارد کر دیا تھا لیکن وہ پھر بھی مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔"

یمنع نے خوش طبعی سے کہا۔

"اے یوناف! تم بے فکر رہو۔ میں سب کچھ دیکھ چکا ہوں، میں ایسا احمق بھی نہیں کہ یافان کی خاطر تم سے دشمنی مول لوں، میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ میں نہ یافان کو نار دیوتا کے اس احاطے میں رہنے کی اجازت دوں گا اور نہ ہی تمہارے خلاف اس سے کوئی تعاون کروں گا، میری طرف سے تم مطمئن ہو کر یہاں سے جاؤ، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں میری طرف سے تمہارے خلاف کوئی شرارت کا شاخسانہ کھڑا نہ ہو گا۔"

یوناف نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر تم جاؤ۔"

یمنع مڑا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

یوناف نے مڑ کر دیکھا حسین اقلیما ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔ یوناف دوبارہ اس کے پاس آیا۔ اپنی کمر کے ساتھ بندھی خرجین کے اندر سے اس نے چند سکے نکالے اور اقلیما کو دیتے ہوئے اس نے کہا۔

"یہ رکھ لو، مجھے تمہارے حالات کی خبر ہو گئی ہے میں جانتا ہوں تمہارے ماں باپ اور دیگر رشتہ دار مر چکے ہیں اور تم صرف مجبوری کی حالت میں اس معبد کی دیوداسی بننے پر مجبور ہوئی ہو۔ یہ رقم رکھ لو تمہارے کام آئے گی، کاش! میرا کوئی گھر اور ٹھکانہ ہوتا تو میں تمہیں اس معبد سے نکال کر وہاں رکھ سکتا۔"

اقلیما نے وہ سکے لے لیے اور جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی کہ یوناف اسے چھوڑ کر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

سورج اب روشنیوں کے نقوش اور دہر کے نظاروں کو سمیٹتا ہوا غروب ہو رہا تھا، تازہ برگ زیتون جیسے گل فروش نظارے اپنی نس نس اور پتے پتے سے اک ارتباط روحانی بکھیرتے پیڑ اندھیرے کی طیلسان اوڑھنے لگے تھے، وادیوں کا حسن جلوہ فروش فنا پذیر ہونے لگا تھا، تاریکیاں آسمان کی اونچائی اور زمین کی پستی ایک کر رہی تھیں۔

یوناف جا رہا تھا، اقلیما اپنی جگہ پر اداس اور ویران کھڑی تھی، گہری تاریکی میں ٹوٹے چراغ اور بے فصیل و مسمار شہر کی طرح کھنڈر ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے پر اڑتی بے آشیانہ ابابیلوں کی طرح پریشان دھول اڑ رہی تھی، تھوڑی دیر بعد یوناف اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، تب وہ سر جھکائے یوں چل پڑی جس طرف دیوداسیوں کی رہائش گاہ تھی۔

○

ضحاک بادشاہ کو فریدوں اور کاوہ لوہار کے ہاتھوں مارا جا چکا تھا لیکن اس کے جدا ہونے کے بعد عارب، بیوسا اور نبیط سیستان سے ہوتے ہوئے ہند کے مغربی کوہستانی

سلسلے کے پاس نمودار ہوئے۔ ہندوستان کی سرزمین میں پہنچنے کے لیے وہ جس درے[1] میں داخل ہوئے اس میں ایک دریا بل کھاتا ہوا مشرق کی طرف جا رہا تھا۔ یہ درہ کرم[2] تھا اور اس کے اندر سے بہہ کر جنوب کی طرف جانے والا وہ دریا، دریائے کرم تھا۔

بیوسا اپنے گھوڑے سے اتر کر کرم[2] کے کنارے ایک چٹان پر کھڑی ہوگئی اور چٹانوں کے اندر بل کھا کر گزرتے ہوئے پانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ''اے میرے عزیز بھائی اور بہن ! اس دریا کا نظارہ دیکھو کیسا دلفریب ہے، پانی کی شفاف لہریں کیسے خوش کن انداز میں پتھروں سے ٹکراتی مغرب کی طرف جا رہی ہیں۔''

عارب اور نبیط بھی بیوسا کی طرح تھوڑی دیر تک چٹانوں کے اندر بہنے والے دریائے کرم کے اس دلفریب منظر کو دیکھتے رہے پھر نبیط نے عارب اور بیوسا سے کہا۔ ''اے میرے بھائی اور بہن ! آؤ پہلے یہ جانیں کہ یہاں نزدیک شہر کونسا پڑتا ہے تاکہ اب ہم گھوڑوں پر سفر کر کے اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اس شہر میں جا نمودار ہوں اور وہاں عزازیل سے وعدے کے مطابق بدی و گناہ پھیلانے کا کام شروع کریں۔''

بیوسا اسی چٹان پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ ''آؤ تھوڑی دیر کے لیے یہاں بیٹھ کر اس ماحول سے تو لطف اندوز ہوئیں۔''

عارب اور نبیط بھی اپنے گھوڑوں سے اتر کر اس کے پاس چٹان پر آ بیٹھے اور اپنے گھوڑوں کو انہوں نے چرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا۔

بیوسا چند ثانیوں تک دریائے کرم کی اچھلتی کودتی لہروں کو غور سے دیکھتی رہی، پھر اس نے عارب اور بیوسا کی طرف دیکھا اور کہا۔ ہم نے ہندوستان کی سرحد کے آس پاس مختلف قصبوں میں قیام کر کے اب تک وقت ہی ضائع کیا ہے ورنہ اب تک تو ہم ہندوستان کے کسی شہر میں داخل ہو کر اپنے کام کی ابتدا کر چکے ہوتے۔''

---

[1] ان پانچ دروں میں سے ایک جو پاکستان کی مغربی سرحد پر ہیں، پہلا درّہ خیبر جو کابل سے دریائے کابل کی وادی اور پشاور کی طرف آتا ہے، دوسرا درہ گومل بنوں کی طرف سے داخل ہونے کا راستہ ہے، تیسرا درّہ ٹوچی جو غزنی کی طرف سے داخل ہوتا ہے۔ چوتھا درّہ گومل جو افغانستان اور ڈیرہ اسماعیل خان کے درمیان راستہ بناتا ہے اور چوتھا درّہ بولان جو قندھار کی طرف سے دشوار گزار کوہستانی سلسلے کو عبور کرتا ہے۔

[2] دریائے کرم: یہ دریا افغانستان کی طرف سے آتا ہے۔ درہ کرم سے گزر کر یہ پاکستان کے ضلع بنوں کے اندر بہتا ہوا دریائے سندھ میں جا گرتا ہے۔

نبیط نے صفائی پیش کرنے کے انداز میں کہا۔ ''تم ٹھیک کہتی ہو، بیوسا ! پر ان قصبوں کے اندر ہمارا قیام اس غرض سے تھا کہ شاید ضحاک کی طرف سے کوئی خبر آئے پر اس کی طرف سے کوئی ہرکارہ یا قاصد آیا ہی نہیں جو ہمیں یہ خبر دے کہ اس کاوہ لوہار اور فریدوں کے ساتھ جنگ کا کیا فیصلہ ہوا۔ اس انتظار میں واقعی ہمارا کافی وقت برباد ہو گیا ورنہ ابھی تک ہم نے ہندوستان کے کسی اچھے اور جانے پہچانے شہر میں داخل ہو کر اب تک وہاں کہرام اور ہنگامہ کھڑا کر دیا ہوتا۔

عارب نے گہری سوچوں سے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔ ''اے میری بہنو ! کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ یوناف ان دنوں کہاں ہوگا۔ کاش ! میں اس سے اپنے بھائی کا انتقام لے سکتا ! کاش میں اسے زیر کر سکتا۔ اسے پامال کر سکتا۔ اے میری بہنو ! یہ انتقام کبھی کبھی مجھ پر بے خوابی اور طائر پر بند جیسی کیفیت طاری کر دیتا ہے۔ آہ یوناف ! وہ ہمارا قافلہ تو بہار کی خزاں، ہماری آبروئے رفتگاں کا صیاد اور راہ سعی میں ہماری جستجو کے قدم کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ اور دیوار ہے۔ یوناف نے ماضی میں مجھے ایک سے زیادہ بار اپنے سامنے بے بس و مجبور کر کے میری حالت راتوں کو سلگتے کوئلے کی تاریکی اور سطح سمندر پر لرزاں لہر جیسی کر دی ہے۔ کاش ! میں اس سے نمٹ سکتا۔ اس سے انتقام لے سکتا اور اسے زیر کر سکتا۔''

بیوسا نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''یوناف ! اب وہ شروع دن والا یوناف تھوڑا ہی ہے۔ شروع میں تو وہ آل شیث اور بنو قابیل کا سب سے باہمت اور طاقتور جوان تھا، پر اب وہ اپنی اس طبعی اور وہبی طاقت و قوت کے علاوہ ایک طوفان ہے۔ اب اس کے پاس معجز اثری قوتیں ہیں جن کی بناء پر وہ ہمارے لیے اور زیادہ آزاد فروش ثابت ہو سکتا ہے، اب وہ اپنی ذات میں ایک ہولناک آزار اور حصارِ محکم ہے، اب وہ ایسی قوتوں کا مالک ہے کہ جب چاہے ہمارے پندار کو ناآسودہ اور ہماری وسعت قلبی کو تنگ اور ہماری تسکین دلی کو پست و پامال کر کے رکھ دے۔''

عارب نے جھلاتے ہوئے کہا۔ ''اچھا اچھا دفع کرو یوناف کے ذکر کو۔ پہلے مجھے عزازیل کی عطا کردہ قوتوں کو حرکت میں لا کر یہ جاننے دو کہ ہندوستان میں کون سا شہر ہمارے لیے مناسب ہوگا اور اس کے لیے ہمیں کدھر کا رخ کرنا ہوگا۔''

پھر عارب کی گردن جھک گئی اور وہ مراقبے میں ڈوب گیا۔

جن دنوں عارب، بیوسا اور عبیطہ ہندوستان میں داخل ہوئے ان دنوں دراوڑی[1] تہذیب اپنے عروج پر تھی، گو آرین بھی اس زمین میں داخل ہو چکے تھے لیکن ابھی تک وہ مغربی حصوں ہی میں تھے اور انہوں نے ابھی تک آگے بڑھ کر دراوڑوں سے جنگوں کا سلسلہ شروع نہ کیا تھا اور ہندوستان کے اندر دراوڑی تہذیب اور ثقافت ابھی تک ایسی زور دار تھی کہ آرین کو انہوں نے آگے نہ بڑھنے دیا تھا۔ ہندوستان میں اس وقت دراوڑی تہذیب کے مرکز امری[2]، ہڑپہ[3] موہنجوداڑو[4]، نل[5]، نندارا[6]، ژوب[7]، کوئٹہ[8] اور گنویری[9] والا تھے۔ آرین کی آگے بڑھنے کی رفتار ابھی تک نہایت سست تھی اور وہ اس وقت تک اپنے آپ کو شمالی مغربی علاقوں تک محدود رکھنے پر مجبور تھے۔

۱۔ ہندوستان کی قدیم ترین قوم ۔ ۲۔ یہ دراوڑ قوم کا قدیم ترین شہر ہے اور پاکستان کے صوبہ سندھ میں کھدائی کے دوران نمودار ہوا ہے، اپنے عروج کے زمانے میں یہ بڑے شہروں میں شامل تھا، کھدائی کے دوران امری سے جو مٹی کے برتن ملے ہیں وہ گلابی اور بھورے رنگ میں ہیں اور دوسرے شہروں کے برعکس اس شہر کے برتنوں پر کسی قسم کی تصویر کشی نہیں کی ہے۔ ۳۔ یہ شہر پاکستان کے صوبہ پنجاب میں ہے۔ 1856ء میں جنرل کننگھم نے اسے دریافت کیا تھا یہ شہر بیلوں سے کھینچے جانے والے چھکڑے بنانے میں مشہور تھا۔ اس شہر کے لوگ ایسے آئینے بنانے میں ماہر تھے جن کا دستہ عورت کی گردن کے نیچے دھڑ کے مطابق تھا اور جو کوئی یہ آئینہ دیکھتا تھا اس کا چہرہ ملا کر وہ دستہ نما انسانی دھڑ مکمل ہو جاتا تھا۔ ۴۔ صوبہ سندھ کے موجودہ ضلع لاڑکانہ کا ایک شہر۔ یہ شہر اپنی قدامت اور منفرد تہذیب کی بنا پر دنیا بھر میں مشہور ہے، اسے ایک انگریز مسٹر آر ڈی بنجیری نے کھدائی کے دوران دریافت کیا تھا۔ ۵۔ نل، شمالی بلوچستان کا ایک قدیم شہر۔ اس شہر کی کھدائی سے تانبے اور مٹی کے برتن ملے ہیں جن پر گدھ کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ ۶۔ نندرا۔ جنوبی بلوچستان میں ہے۔ اس شہر کی کھدائی کے دوران جو برتن ملے ہیں ان پر شیر، مچھلی، بیل، پیپل کے درخت اور دیگر جانوروں اور پرندوں کی تصویریں ہیں۔ اس شہر کی کھدائی سے ایسے مکانوں کا پتہ چلتا ہے جن کے ان گنت کمرے ہوا کرتے تھے۔ ۷۔ شمالی بلوچستان کی وادی ژوب میں کھدائی کے دوران ایک قدیم شہر راناگنڈائی کے آثار ملے ہیں، یہاں سے کوہان والے بیلوں، بھیڑوں، گدھوں اور گھوڑوں کے ڈھانچے ملے ہیں، یہاں سے چکنی مٹی سے بنے ہوئے ایک دیوی کے مجسمے بھی دریافت ہوئے ہیں۔ ۸۔ کوئٹہ بھی اپنی قدامت کے لحاظ سے مشہور ہے۔ یہاں کھدائی کے دوران جو برتن ملے ہیں گو وہ ایک ہی رنگ کے ہیں ان پر کوئی تصویر بھی نہیں لیکن ان کا ڈیزائن نہایت عمدہ ہے۔ ۹۔ یہ شہر کھدائی کے دوران نیا نیا دریافت ہوا ہے۔ یہ پنجاب میں بہاولپور ڈویژن میں واقع ہے، اسے ڈاکٹر محمد رفیق مغل نے دریافت کیا، اپنی قدامت اور وسعت کے لحاظ سے یہ شہر موہنجوداڑو اور ہڑپہ کا ہم عصر ہے۔

کافی دیر مراقبے میں پڑے رہنے کے بعد عارب نے اپنی گردن سیدھی کی اور بیوسا اور عبیطہ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔ ”اے میری بہنو! ہمارا رخ یہاں سے جنوب مشرق کی طرف ہوگا، وہاں ایک دریا کے کنارے ایک بہت بڑا شہر ہے، ہم تینوں اس شہر میں داخل ہوں گے اور وہاں قیام کر کے اپنے کام کی ابتدا کریں گے، میرے خیال میں ہم اپنے گھوڑوں کو یہیں چھوڑ دیں اور اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر اس شہر کے پاس جا نمودار ہوں اور پھر......“

عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ اچانک ان کے پاس عزازیل کا ساتھی شبر نمودار ہوا تھا، اسے دیکھتے ہی وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

شبر نے ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”اے ہمارے قدیم ہمدمو! تم تینوں کیسے ہو؟“

عارب نے جواب دیا۔ ”اے شبر! ہم تینوں مطمئن ہیں، کیا تو ہمارے لیے عزازیل کی طرف سے کوئی نیا حکم لے کر آیا ہے؟“

”میں تمہارے لیے عزازیل کی طرف سے ہدایات کے علاوہ اور بھی بہت سی خبریں لے کر آیا ہوں۔“

شبر نے کہا۔

عارب نے بے تابی کا اظہار کیا۔ ”تو پہلے وہ خبریں کہو جو تم ہمارے لیے لائے ہو۔“

شبر نے کہا۔ ”تم تینوں کے لیے پہلی خبر یہ ہے کہ قوم ماد کی سرزمین پر فریدوں اور کاوہ لوہار کے مقابلے میں ضحاک کو شکست ہوئی ہے۔ اس جنگ میں ضحاک کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا اور فریدوں نے اسے کوہستان البرز کے ایک غار کے اندر قید کر دیا تھا، اسی غار کے اندر ضحاک نے سسک سسک کر جان دے دی۔“

عبیطہ نے پوچھا، ”پر ہمیں تو کسی نے اس شکست کی اطلاع نہیں دی۔“

شبر نے طنزاً کہا۔ ”اطلاع کون کرتا۔ ضحاک گرفتار ہو گیا اور اس کا لشکر جنگ میں کام آ گیا۔“

عارب نے شبر کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ”تم تینوں کے لیے تیسری خبر یہ ہے کہ تمہارا قدیمی دشمن یوناف مصر سے نکل کر سومیریوں کے شہر ار کی طرف آیا تھا، یہاں اس کا ٹکراؤ

ایک بار پھر یافان سے ہوا۔ یافان نے ایک خونخوار روح کو تسخیر کر لیا تھا اور اسی روح کی مدد سے اس نے یوناف کو اپنی گرفت میں کر لیا، پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پھینک کر اسے اذیتیں پہنچائیں۔ یافان نے نار دیوتا کے معبد کی ایک غار کے اندر اپنی تسخیر کردہ روح کی مدد سے یوناف کو زنجیروں سے جکڑ دیا تھا۔ اسی سلسلے میں دو اور ساحر برنمرود اور ییمنع نے بھی اس کی مدد کی۔ پر برنمرود کا یوناف نے خاتمہ کر دیا۔ پھر یافان کے مقابلے میں بھی یوناف نہ جانے اپنی کون سی قوتوں کو حرکت میں لے آیا حالانکہ یافان نے اس پر سحری عمل کر کے اس کے ذہن کے اندر سے اس کی ساری لاہوتی و سحری یادداشتوں کو ختم کر دیا تھا۔ اس کے باوجود یوناف نے نہ جانے کن قوتوں سے کام لے کر یافان کی زنجیریں توڑ دیں جن میں وہ بند ہوا تھا اور اس روح پر بھی اس نے قابو پا لیا جسے یافان نے اس کے لیے تسخیر کیا تھا۔ یہاں بھی یافان یوناف کے مقابلے پر نہ ٹھہر سکا اور اپنے بچاؤ کی خاطر وہاں سے بھاگ گیا۔''

عارب نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا۔ ''کاش میں اس وقت وہاں ہوتا، جب یافان نے یوناف کو زنجیروں میں جکڑ کر اس پر کھولتا ہوا پانی ڈالا تھا، کاش میں یوناف کی بے بسی، درماندگی و لاچارگی اور کرب دیکھ سکتا، ہم سے تو یافان ہی اچھا رہا جس نے کم از کم یوناف کو زیر تو کر لیا اور اسے اذیت میں بھی مبتلا کیا، ہم سے تو یہ بھی نہ ہو سکا۔''

شبر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ''اس فکر، قلق اور اضطراب سے کیا حاصل؟ سن رکھ یوناف غیر معمولی قوتوں کا مالک ہے اور اسے زیر کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ ایک بار میں اور میرا ساتھی زکنبور بھی اس سے ٹکرائے تھے لیکن اس نے ہمیں بھی زیر کر کے رکھ دیا تھا۔ سنو عارب! یوناف اپنی ذات میں سوز بھی ہے ساز بھی۔ نشتر بھی ہے نسترن بھی، طلسم کی رعنائی بھی رکھتا ہے اور دیگر سری قوتوں کی آہنگی و توازن بھی۔ یافان کو زیر کر کے اور اسے اُرشہر سے بھگانے کے بعد اب یوناف بھی اُر سے بابل کی طرف کوچ کر گیا ہے۔ شاید اس شہر میں وہ کچھ عرصہ قیام کرے۔ مجھے امید ہے کہ وہ ضرور بابل میں رہائش رکھے گا۔ اب جبکہ وہ تم سے ایک دُوری اور بعد پر ہے تم یہاں ہندوستان کی سرزمین میں اطمینان کے ساتھ اپنا کام جاری رکھ سکتے ہو۔ یہاں کوئی قوت ایسی نہ ہو گی جو تمہارے سامنے رکاوٹ ثابت ہو۔''

شبر کے خاموش ہونے پر عارب نے پوچھا۔ ''اور عزازیل کی طرف سے ہمارے لیے ہدایات کیا ہیں؟''

شبر نے بڑے مدبرانہ انداز میں کہا۔ ''عزازیل کی طرف سے ہدایات یہ ہیں کہ تم تینوں موہنجوداڑو چلے جاؤ۔ یہ شہر دریائے نیلاب[1] کے کنارے آباد ہے اور اس شہر میں رہ کر تم لوگ گناہ اور بدی پھیلانے کا کام شروع کر دو۔ اس شہر میں تمہارے لیے ایک سہولت بھی ہے اور وہ یہ کہ یوناف سے زک اٹھانے کے بعد یافان بھی اُرشہر سے بھاگ کر یہیں سکونت اختیار کر چکا ہے۔ سنو۔ اس شہر میں دریائے نیلاب کے کنارے تین منہ کی مورتی[2] کا مندر ہے۔ اسی مندر کے اندر یافان نے سکونت اختیار کر رکھی ہے۔ اپنی سحری قوتوں، اپنی ہڈیوں کے ڈھانچے پر مشتمل جسمانی ساخت اور اس کے علاوہ اس کے قبضے میں جو خونخوار روح اور شیطانی قوتیں ہیں، ان کی وجہ سے یافان نے اس مندر کے پجاریوں اور دیوداسیوں کے اندر ایک قابل عزت مقام حاصل کر لیا ہے اور لوگ ایک دیوتا کی طرح اس کا احترام کرتے ہیں۔ سنو! موہنجوداڑو کے لوگ سکتی[3]، سیوا[4] کے علاوہ جانوروں[5] کی پرستش بھی کرتے ہیں اور تم بھی ان کے ان معبودوں کا احترام کرنا۔''

شبر جب خاموش ہوا تو نبیطہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا موہنجوداڑو میں رہتے ہوئے یافان ہم سے تعارف کرنا پسند کرے گا؟''

جواب میں شبر مسکرایا اور کہا۔ ''یافان تم لوگوں کو تمہارے چہروں سے بھی جانتا ہے، ایک بار وہ اور اس کی بیٹی اریشیا یمن شہر سے باہر یوناف کا مقابلہ کرتے ہوئے تم تینوں کو دیکھ چکے ہیں۔ یاد رکھو عرصہ ہوا یافان کی بیٹی اریشیا تو یوناف کے ہاتھوں ماری گئی تھی لیکن یافان اب بھی ویسی ہی قوتوں کا مالک ہے۔ بہت عرصہ پہلے یوناف نے یافان کا بھی خاتمہ کر دیا تھا۔ اس نے یافان کا سر کاٹ دیا تھا، پر یوناف سے ایک غلطی ہوئی۔ اگر وہ

---

[1] دریائے سندھ کا پرانا نام نیلاب تھا۔ [2] تین منہ کی یہ مورتی جس کی موہنجوداڑو میں پرستش کی جاتی تھی۔ اس کا ایک نمونہ بمبئی کے قریب الفنٹا کے غاروں سے بھی ملا ہے۔ تین منہ کی اس مورتی میں درمیانہ چہرہ سیوا کا، بائیں طرف کا منہ گھوڑا کا اور دایاں چہرہ اوما کا ہے۔ [3] سکتی دیوی جس کی موہنجوداڑو کے لوگ پوجا کرتے تھے۔ [4] ایک دیوتا کا نام۔ [5] جانوروں کے علاوہ درختوں کی بھی پوجا ہوتی تھی، خاص کر پیپل کے درخت کی۔ موہنجوداڑو سے جو لوحیں ملی ہیں۔ ان پر بیل ہاتھی، گینڈا، مگرمچھ اور چیتے کی تصویریں پائی گئی ہیں۔

یافان کے کٹے ہوئے سر کو زمین میں دفن کر دیتا تو یافان ختم ہو جاتا۔ پر یافان کی بیٹی اریشیا نے اپنے باپ کی مدد کی، اس نے اس خرجین سے جس کے اندر یافان کا کٹا ہوا سر تھا، خون کے قطرے زمین پر بہا دیے۔ اس خون کی بو کے پیچھے یافان کی قوتیں حرکت میں آ گئیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ اریشیا نے یوناف سے وہ خرجین ہی چھین لی جس میں اس کے باپ کا سر تھا۔''

''پھر کیا تھا؟ صحرائے شور میں جہاں یوناف یافان کے کٹے ہوئے سر کو دفن کر دینا چاہتا تھا۔ اریشیا اور یافان کی قوتوں نے ایک طوفان برپا کر دیا اور وہ یافان کو حرکت میں لے آئیں۔ اب یافان گو جسمانی طور پر ختم ہو چکا ہے لیکن اس کی ماتحت قوتیں اسے ہڈیوں کے پنجر کی صورت میں حرکت میں لائی ہوئی ہیں۔ یافان کا ذہن اور اس کی یادداشتیں پہلے کی طرح ہی کارآمد ہیں اور اس کے پاس اس کی سحری اور دوسری سری قوتیں ویسی ہی محفوظ اور تازہ ہیں اور اب ان پر مستزاد یہ کہ اس نے ایک روح کو بھی اپنے لیے مسخر کر لیا ہے۔ یہ ایک انتہائی جوان خونخوار روح ہے جس کا نام ملیتا تھا۔ ملیتا بچپن ہی میں یتیم ہو گیا تھا۔ اُرشہر کے ایک رئیس نے اسے پالا وہ اسے بلی اور انسان کا گوشت کھلایا کرتا تھا، اس طرح ملیتا جوان ہو کر ایک انتہائی خونخوار اور آدم خور انسان بنا، وہ رئیس جس نے اسے پالا تھا، وہ اس سے اپنے دشمنوں کو ختم کرانے کا کام لیتا تھا۔''

''پھر یہ رئیس مر گیا۔ اس رئیس کی موت کے چند سال بعد ہی ملیتا کو بھی اس کے دشمنوں نے رسیوں میں جکڑ کر اور اذیتیں دے دے کر مار ڈالا۔ ملیتا بے اطمینانی کی حالت میں مارا گیا تھا لہٰذا اس کی روح بھی بے اطمینان اور سکون کی متلاشی ہے لہٰذا اس نے ایک خونخوار اور بھیانک عفریت کی حیثیت اختیار کر لی ہے گو یوناف نے ملیتا کی روح کو بھی زیر کر لیا تھا لیکن یہاں ہندوستان کی سرزمین میں یافان ملیتا کی اس روح سے بہت کام لے گا۔ میں نے تم لوگوں کو یافان کے متعلق تفصیل سے بتا دیا ہے، اب تم تینوں موہنجوداڑو کی طرف کوچ کر جاؤ۔ میں یافان کو موہنجوداڑو میں تم تینوں کی آمد سے پہلے ہی آگاہ کر چکا ہوں وہاں بھی میں وقتاً فوقتاً تم لوگوں سے ملتا رہوں گا۔''

شبر وہاں سے غائب ہو گیا۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی اپنے گھوڑوں کو وہیں چھوڑ کر موہنجوداڑو کے لیے وہاں سے

غائب ہو گئے!

○

اُرشہر سے غائب ہونے کے بعد یوناف قومِ اکاد کے مرکزی شہر اکد میں اس جگہ نمودار ہوا جہاں ایک کھلے میدان کے اندر غلاموں کی خرید و فروخت کا کام ہوتا تھا۔

یوناف غلاموں کے پاس آ کھڑا ہوا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور اپنی شیریں آواز میں پوچھا۔

''یوناف ! یوناف! تم نے تو کہا تھا کہ تم بابل شہر کا رخ کرو گے جبکہ تم یہاں قوم اکاد کے شہر اکد میں آ نمودار ہوئے ہو۔ مجھے تمہارے اس فیصلے کی سمجھ نہیں آئی۔''

یوناف نے کہا۔

''دیکھو ابلیکا ! یہاں غلاموں کی خرید و فروخت ہو رہی ہے، بس میں انہی انسانوں کی بے بسی دیکھنے کو رک گیا ہوں اور تم نے دیکھا ابلیکا......''

یوناف کہتے کہتے رک گیا۔ اس نے دیکھا کہ فروخت ہونے والے غلام صف در صف کھڑے تھے اور خریدار ان کا جائزہ لے رہے تھے، ادھیڑ عمر کا ایک شخص بھی سب سے اگلی صف میں کھڑا تھا، اتنے میں پچھلی صفوں کی طرف سے ایک کوہ پیکر اور آہنی جوان نمودار ہوا۔ وہ اگلی صف کی طرف آیا اور ادھیڑ عمر شخص کو اٹھا کر اس نے پیچھے پھینک دیا اور خود چھاتی تان کر اس کی جگہ کھڑا ہو گیا۔

یوناف کے دل میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ذہن میں لہروں کا سا پیچ و تاب شروع ہو گیا، اس کے چہرے پر مہیب جذبے اور آنکھوں میں اجاڑ غاروں کی سی ویرانی بکھر گئی، بڑی تیزی سے وہ آگے بڑھا اور اس دیوہیکل جوان کو اٹھا کر اس نے بری طرح دور پھینک دیا۔ اس جوان کو اپنے اس بری طرح پھینکے جانے پر انتہائی غصہ آیا۔ اس کی آنکھوں سے یوناف کے خلاف غضب اور نفرت کے سوتے پھوٹ نکلے۔ وہ خود سر انسان اپنے اس زخم ذلت کو برداشت نہ کر سکا اور یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے تادیب و تنبیہ کے انداز میں کہا۔

"اے اجنبی ! میں نہیں جانتا تو کون ہے، پر اپنے اس بے جا رویے پر مجھ سے معافی مانگ۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں اک ہلاکت کا پیشرو بن کر تم پر کانٹا و پھندا اور قہر کی اِک لاٹھی بن کر نازل ہوں گا۔ پھر اے اجنبی ! تیری حالت دہکتے انگاروں پر رکھے کوئلوں جیسی ہو گی۔"

یوناف نے اسے سمجھانے کے انداز میں کہا۔

"اے نفاق پرست انسان تو نے اس بوڑھے کو اٹھا کر جو اگلی صف سے باہر پٹخا ہے تو یہ تو نے گناہ اور جرم کیا ہے اور میں نے اسی جرم کی تمہیں سزا دی ہے۔ دیکھ ! تو حق نہیں رکھتا کہ اس بوڑھے کو ہٹا کر وہاں اس کی جگہ خود کھڑا ہو۔ دیکھ، تیری میری کوئی عداوت نہیں، پر تو اس بوڑھے سے اپنے رویے کی معافی مانگ، دیکھ چوری کا پانی میٹھا اور روٹی ضرور لذیذ ہوتی ہے، پر یہ دل کو اطمینان نہیں بخشتے، جبکہ مطمئن دل ہی جسم کی جان اور حسد ہڈیوں کو بوسیدگی ہے، دیکھ تو نے اپنے خالق کی اہانت کی ہے تو نے گناہ کیا ہے اور گناہ سے رسوائی ہوتی ہے۔ دیکھ جو بھائیوں میں نفاق پیدا کرتا ہے، ایسے ہی ہے جیسے کوئلوں پر چلے اور سمجھے کہ جلے گا نہیں، تو اپنے اس رویے کی اس بوڑھے سے معافی مانگ۔ تیرے دل کو اطمینان اور ہڈیوں کو شفا مل جائے گی۔"

جواب میں اس جوان نے نفرت اور کراہت سے یوناف کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھانے میں پہل کی ہے، تجھ سے میں اس کا انتقام لوں گا۔ تجھے میں عمر سریع الزوال جیسا ناشاد سوگوار کر دوں گا۔ گھلتی شمع جیسا حواس پراگندہ بنا دوں گا۔"

یوناف نے اس بار طیش میں آتے ہوئے کہا۔

"اے صنم پرست انسان ! گو میرے خلوص کو اندیشہ زوال نہیں اور تیری زبان کے زخموں کا کوئی اندمال نہیں پھر بھی میں تجھ سے کہوں گا کہ عاجز رہ۔ فروتنی عزت کی پیشوا ہوتی ہے اور پھر تو اپنے منہ، اپنی زبان کی نگہبانی کر۔ اگر تو نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تو میں تیری حالت ذبح ہونے والے بیل اور جال میں پھنس جانے والے پرندے جیسی کر دوں گا۔"

اس جوان نے یوناف کی گفتگو کے جواب میں اسے زیر کرنے کے لیے اس پر ایک زور دار جست لگا دی۔

یوناف نے اس جوان کو اپنے اوپر گرنے ہی نہ دیا بلکہ ہوا ہی کے اندر اسے پکڑ لیا، پھر اس کے منہ پر ایک ایسا زور دار طمانچہ مارا کہ وہ جوان بوکھلا کر رہ گیا اور اس کی حالت ایسی ہو گئی گویا اس کے حواس گم ہو گئے ہوں، پھر وہاں سے ہٹ گیا اور وہاں کھڑے غلاموں کی بھیڑ میں گم ہو گیا۔

اتنے میں ایک ادھیڑ عمر اور خوش پوش شخص یوناف کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے جوان ! ذرا علیحدگی میں میری بات تو سنو۔"

وہ یوناف کو ایک طرف لے گیا۔ پھر اس نے بڑی نرمی اور شفقت سے کہا۔

"میرا نام یوفار ہے اور میں اس شہر کا ایک رئیس ہوں، میں ایک ایسے غلام کی تلاش میں آیا تھا جو ایک انتہائی خطرناک کام کرنے کی حامی بھرے۔ میں نے اس جوان کے ساتھ تیری ساری گفتگو سنی ہے۔ واہ ! تیری دل پسند باتیں شہد کا چھتہ ہیں، ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ مجھے ایک ایسے غلام کی تلاش ہے جو ایک خطرناک کام کر سکے اور تجھے دیکھ کر میں ایسے محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے تیری ہی ضرورت ہے۔"

"اگر تو غلام ہے تو بتا تیرا آقا کون ہے کہ جس قدر وہ تیری قیمت مانگے، میں اس سے دگنی ادا کر کے تجھے اپنے ساتھ لے جاؤں، ایسا لگتا ہے حالات مجھ پر مہربان ہیں اور میری تقدیر میرا ساتھ دے رہی ہے جو تم مجھے مل گئے ہو۔ دیکھ جوان ! گو میں تجھے ایک غلام کی حیثیت سے خرید رہا ہوں، پر قسم ہے قوم اکد کے سارے معزز و محترم دیوتاؤں کی ! میں تجھے غلام نہیں اپنا بیٹا بنا کر رکھوں گا۔ ذرا تم اپنے متعلق تفصیل تو کہو۔"

یوناف نے کہا۔

"میرے محترم ! میرا نام یوناف ہے۔ میں غلام نہیں ہوں، میں تو اس شہر میں ایک اجنبی ہوں۔ بابل جا رہا تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے یہاں رک گیا ہوں۔"

یوفار کی حالت مغلوبوں کی فریاد اور آشیانوں سے بھٹک جانے والے طیور کی سی ہو گئی۔ یوں لگنے لگا گویا کسی نے اسے موت کے سایوں کی وادی اور مرگ کے سرابوں میں بھٹکا کر رکھ دیا ہو، پھر اس نے بڑی عاجزی سے یوناف کی طرف دیکھا اور ایک سرد آہ بھرنے کے انداز میں اس نے کہا۔

''کاش ! اس موقع پر کوئی میری مدد کر سکتا، ورنہ میری پہچان اور میرے خاندان کے نشان تک مٹ جائیں گے۔''

یوناف نے اسے تسلی اور ڈھارس دینے کے انداز میں کہا۔

''تم کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیاافتاد تم پر پڑی ہے کہ جس کی وجہ سے تم کسی طاقتور جوان کو غلام بنا کر ان سے کوئی کام لینا چاہتے ہو۔''

یوفار نے کہا۔

''دیکھ اے اجنبی ! کہ تو اپنا نام یوناف بتاتا ہے، میرا ایک ہی بیٹا ہے، کل سے میرے بیٹے اور ہمارے موجودہ بادشاہ سارگن کے بیٹے کے درمیان گھڑ دوڑ کا مقابلہ ہوا جس میں میرے بیٹے نے سارگن کے بیٹے کو ہرا دیا۔ سارگن نے اس جرم میں میرے بیٹے کو گرفتار کرلیا۔ اس کی خواہش تھی کہ میرے بیٹے کو گھوڑ دوڑ میں خود ہی ہار جانا چاہیے تھا لیکن میرے بیٹے نے ایسا نہیں کیا بلکہ جیت گیا۔ اب سارگن نے اسے شہر پناہ کے مغربی برج کے اندر قید کر رکھا ہے اور اس کے حکم کے مطابق صبح میرے بیٹے کو اس برج سے گرا کر ہلاک کر دیا جائے گا۔

''اب میں چاہتا تھا کہ اس بازار سے کوئی طاقتور ترین غلام خریدوں اور اسے ایک بھاری رقم دے کر اس بات پر آمادہ کرلوں کہ وہ اس برج کے اندر سے میرے بیٹے کو لے بھاگے اور کسی دوسرے ملک اور شہر کی طرف لے جائے، پھر میں یہاں سے آہستہ آہستہ اپنی جائیداد اور باغات بیچ کر اپنے بیٹے کے پاس پہنچ جاؤں گا۔

یوناف چند ثانیوں تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

''تمہارا یہ کام تو میں بغیر کسی معاوضے کے ہی کر دوں گا۔ سنو ! تمہارے بیٹے کو یہاں سے بھاگنے کی بھی ضرورت نہیں ہے وہ اسی شہر میں تمہارے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرے گا۔''

یوفار نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے یوناف کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ کیسے ممکن ہے؟''

''سب کچھ ممکن ہے۔ پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا سارگن کی کوئی بیٹی بھی ہے، اگر اس کی بیٹی ہے تو سارگن خود اپنی بیٹی کی شادی تمہارے بیٹے سے کر دے گا۔'' یوناف نے گہری

نگاہوں سے یوفار کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں یوفار کے لیے اعتماد اور بھروسے کی چمک تھی۔

یوفار نے کہا۔

''سارگن کی بیٹی تو کوئی نہیں، ہاں اس کی ایک بھتیجی ہے جو اس کے پاس رہتی ہے اور وہ اسے اپنی بیٹی کی طرح ہی چاہتا ہے۔''

یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

''تو پھر سارگن تمہارے بیٹے کو رہا بھی کرے گا اور اپنی بھتیجی سے اس کی شادی بھی کرے گا۔''

یوفار نے کہا۔

''گو تمہاری آواز میں ایک اعتماد اور گفتگو میں بھروسے کی جھلک ہے، پھر بھی میرا ذہن مجھے شکوک وشبہات سے متزلزل کر رہا ہے کہ یہ کیسے ہوگا۔''

یوناف نے کہا۔

''یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ اب تم ایسا کرو کہ تم اسی وقت اس برج کے پاس جا کھڑے ہو جس کے اندر تمہارا بیٹا بند ہے، تھوڑی دیر تک سارگن خود وہاں آئے گا، وہ تمہارے بیٹے کی رہائی کے علاوہ اس سے اپنی بھتیجی کی شادی کا اعلان بھی کرے گا۔ یہ شادی آج ہی اکد شہر کے سب امراء و روسا کی موجودگی میں ہوگی لہٰذا اس شادی کے بعد سارگن تمہارے بیٹے کے خلاف حرکت میں نہ آ سکے گا۔

یوفار وہاں سے چلا گیا۔

یوناف نے اس بار سرگوشی کی۔

''ابلیکا ! ابلیکا ! تم کہاں ہو؟''

جواب میں ابلیکا کی آواز اس کے کان میں پڑی۔

''میں یہیں ہوں میرے حبیب ! میں نے تمہاری اور یوفار کی ساری گفتگو سن لی ہے۔''

یوناف نے ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

''پھر کیا خیال ہے۔''

ابلیکا نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں سارگن پروارد ہو کر اسے یوفار کے بیٹے کو رہا کرنے اور اپنی بھتیجی کی شادی اس سے کرنے پر مجبور کر دوں تو یہ کام میں ابھی کیے دیتی ہوں۔"

یوناف نے مطمئن انداز میں کہا۔

"تو پھر شروع کرو۔ دیر کا ہے کی!"

ابلیکا نے کوئی جواب نہ دیا اور یوناف سے علیحدہ ہوگئی۔

تھوڑی ہی دیر بعد اکادیوں کا بادشاہ خود چل کر برج کے پاس گیا۔ اس نے نہ صرف یوفار کے بیٹے کی رہائی کا اعلان کیا بلکہ اسی شام اپنی بھتیجی کی شادی بھی اس سے کرنے کا حیرت انگیز اعلان کیا۔

شام کے قریب جب سارگن نے اپنے امراء و روسا کی موجودگی میں اپنی بھتیجی کی شادی یوفار کے بیٹے سے کر دی تو ابلیکا سارگن کو چھوڑ کر یوناف کے پاس آئی اور کہا۔

"لو۔ میں نے تمہارا وعدہ پورا کر دیا۔"

یوناف نے کہا۔

"مجھے تمہارا ہی انتظار تھا، اب میں بابل کی طرف روانہ ہوں گا۔"

ابلیکا نے پوچھا۔

"کیا رخصت ہونے سے قبل تم یوفار سے نہ ملو گے کہ اس کے لیے تم نے اتنا بڑا کام سرانجام دیا ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"نہیں! میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں نے اس کے ساتھ نیکی کی ہے اور اب میں اس کے سامنے آ کر اسے اپنے احسانوں کے بوجھ تلے دبانا نہیں چاہتا۔"

پھر یوناف وہاں سے بابل کے لیے کوچ کر گیا۔

○

عارب، بیوسا اور نبیطہ موہنجوداڑو میں دریائے سندھ کے کنارے تین منہ کی مورتی کے مندر میں داخل ہوئے، وہاں ایک ہجوم تھا اور لوگ مندر میں آ جا رہے تھے۔ ایک طرف کچھ

پجاری اور دیوداسیاں کھڑی آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔

عارب، نبیطہ اور بیوسا تینوں ان کے پاس گئے، پھر عارب نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے مقدس و محترم پجاریو! ہم اس سرزمین میں اجنبی ہیں، ہمیں خبر ملی ہے کہ ہمارا ایک عزیز کہ نام جس کا یافان ہے اس مندر میں ٹھہرا ہوا ہے۔"

سارے پجاریوں اور دیوداسیوں نے چونک جانے کے انداز میں ان تینوں کی طرف دیکھا، پھر ایک پجاری نے بڑی عقیدت و ارادتمندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "محترم یافان یقیناً اسی مندر میں قیام کیے ہوئے ہیں، آپ میرے ساتھ آئیں۔"

پجاری مندر کے مشرقی حصے میں بنی عمارتوں کی طرف چل دیا جبکہ عارب، بیوسا اور نبیطہ اس کے پیچھے پیچھے چل دیے۔

اس عمارت کے اندر جا کر پجاری نے ایک دروازے پر دستک دی، اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے دوسری بار دستک دی۔ اس پر اندر سے آواز آئی۔ "عارب، بیوسا اور نبیطہ! مجھے خبر ہوگئی ہے کہ تم آ گئے ہو۔ دروازے پر نہ رکو اندر آ جاؤ کہ یہ خلوت خانہ تم تینوں ہی کا منتظر ہے۔"

وہ پجاری چلا گیا جبکہ عارب، بیوسا اور نبیطہ کمرے میں داخل ہوئے تو یافان دروازے کے قریب ہی ان کا استقبال کرنے کو کھڑا تھا، اس نے اپنا پورا جسم اور چہرہ لمبی عبا اور نقاب سے ڈھانپ رکھا تھا۔

ان تینوں کے اندر داخل ہوتے ہی یافان نے کہا۔ "میں تم تینوں کو موہنجوداڑو کے اس مندر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

پھر اس نے کمرے کے اندر بنی لکڑی کی نشستوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اب تم تینوں آ گئے ہو تو میرے لیے کیا خوب رونق رہے گی۔"

بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ ان نشستوں پر بیٹھنے کے بعد عارب نے کہا۔ "ہمیں ابوقتیر[1] کے کارکن شبر نے اطلاع کی تھی کہ آپ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ابوقتیر نے ہمارے ذمے گناہ اور بدی کے پھیلاؤ کا کام لگا رکھا ہے۔ شبر نے ہمیں ابوقتیر کے حکم پر کہا تھا کہ ہم موہنجوداڑو میں تین منہ کی مورتی کے مندر میں جائیں اور وہاں آپ کے ساتھ مل کر کام

ا۔ ابوقتیر یعنی تکبرہ۔ ب۔ قتیر کے معنی ہیں تکبر اور گھمنڈ، یہ ابلیس (عزازیل) کی کنیت ہے۔

کریں۔"

یافان نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "یہ یقیناً ایک عمدہ اور بہترین فیصلہ ہے، میں تم سے ہر ممکن تعاون کروں گا۔ اے عارب! میری نگاہوں میں تمہاری حیثیت ایک بیٹے کی سی ہے جبکہ بیوسا اور نبیطہ میرے لیے سگی بیٹیوں جیسی ہوں گی۔ قسم ہے مجھے تمہارے ابوقتیر کی! تم تینوں کے آنے پر میں خوش ہوں اور یہ خوشی اس امر کی نہیں کہ تم اس کام میں میرے مددگار و معاون ثابت ہو گے بلکہ میری خوشی اس وجہ سے ہے کہ اب میں اپنے آپ کو ایک خاندان کا سربراہ سمجھوں گا کہ تم تینوں کی صورت میں مجھے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں مل گئی ہیں۔ سنو میرے بچو! تمہارے آنے سے قبل میں نے اس شہر میں جو دن گزارے ہیں، ان کے دوران میں نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔

میرے عزیز و سنو!

یہاں کے لوگ اپنے بادشاہ کو راجن یا راشٹرا کہتے ہیں۔ بادشاہ کا سب سے قریبی مشیر یا کوئی نجومی یا ساحر ہوتا ہے اور اسے پروہت کہا جاتا ہے۔ سب سے بڑے جرنیل کو سینا پتی کہا جاتا ہے۔ لشکری زیادہ تر دیہاتوں سے لئے جاتے ہیں، لہٰذا دیہاتوں کے لیے بھی راجن کے صلاح کار ہوتے ہیں اور انہیں گرامنی کہتے ہیں، ہر گاؤں کا ایک محافظ ہوتا ہے جسے کلا پاس کہا جاتا ہے۔

سنو میرے عزیز!

یہاں سب سے بڑا مندر تین منہ کی مورتی دیوی کا ہے جس کے احاطے میں تم تینوں اس وقت موجود ہو۔ دوسرا بڑا مندر ان کی دیوی سکتی کا ہے اور یہ مندر بالکل دریائے نیلاب (سندھ) کے کنارے پر ہے۔

میرے بچو سنو!

میں سکتی دیوی کے مندر میں کئی بار رہ چکا ہوں، وہاں میں نے ایک ایسی دیوداسی دیکھی ہے کہ قسم مجھے تمہارے عزازیل کی! میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسی پرکشش اور حسین لڑکی نہیں دیکھی۔ وہ ابھی نوعمر ہے، زیادہ سے زیادہ پندرہ سولہ برس کی ہوگی۔ میں نے اس سے متعلق تفصیل بھی حاصل کر لی ہے، آج سے کچھ عرصہ قبل موہنجوداڑو کے دو ہمسائے راجن اپنے اپنے لشکر کے ساتھ ایک دوسرے سے لڑ پڑے، آخر موہنجوداڑو

کے راجن نے مداخلت کی اور جس راجن نے زیادتی کی تھی اسے مروا دیا اور اس کی بیوی کو اپنے ایک رئیس کے حوالے کر دیا۔ اس راجن کی وہ بیوی اس وقت حاملہ تھی۔ وہ رئیس پہلے ہی شادی شدہ تھا، لہٰذا اس نے راجن کی بیوہ کو ایک رشی کے حوالے کر دیا۔ اس رشی نے اسے اپنے پاس بہن بنا کر رکھا، یہاں اس راجن کی بیوہ کے ہاں یہ لڑکی پیدا ہوئی، اس بچی کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد وہ بیوہ مر گئی، لہٰذا اس رشی نے اس لڑکی کی پرورش اپنی بیٹی بنا کر کی اور جب وہ بڑی ہوئی تو اس نے سکتی دیوی کے مندر کی داسی بنا دیا۔ اب وہ لڑکی اسی مندر میں ہے اور اس کا نام تپاس ہے۔

جس رشی نے تپاس کی پرورش کی تھی وہ بھی وہیں سکتی دیوی کے مندر ہی میں رہتا ہے، وہ اسے مندر سے باہر نہیں نکلنے دیتا تاکہ کوئی اسے دیکھ کر اس پر فریفتہ نہ ہو جائے۔ اسی رشی کے کہنے پر تپاس نے اپنے آپ کو مندر کی چار دیواری تک محدود کر رکھا ہے، اگر اس شہر کے راجن کو خبر ہو جائے کہ تپاس حسن و خوبصورتی میں ایسی بے مثل ہے اور یہ کہ وہ اس کے حکم پر مارے جانے والے ایک راجن کی بیٹی ہے تو وہ ضرور اس لڑکی کو اپنے محل میں بلائے اور خود اسے اپنی زوجیت میں لے لے یا اسے اپنے کسی بیٹے سے بیاہ دے۔ میں نے جب پہلی بار اس لڑکی کا کمالِ حسن دیکھا تھا تو میں دنگ سا رہ گیا تھا۔"

عارب نے ایک لوبھ اور لالچ میں کہا۔ "محترم یافان! آپ نے تپاس کے حسن اور خوبصورتی کی یہ تعریف کر کے میری ذات میں اس لڑکی کو دیکھنے کی اشتہا، اس سے گفتگو کرنے کی پیاس اور اسے اپنانے کی خواہش کو بھڑکا کر تیز کر دیا ہے۔ آپ کب ہمیں اس کے مندر میں لے کر جائیں گے تاکہ میں اس لڑکی کو دیکھوں اور اسے اپنے لیے متاثر کرنے کی کوشش کروں تاکہ وہ میری طرف مائل ہو اور میں اسے ایک رفیقہ کی حیثیت سے اپنے ساتھ رکھ سکوں۔"

یافان نے عارب کو سمجھانے کے انداز میں کہا۔ "اے عزیز من! اتنی جلدی نہ کرو ورنہ پھسل جاؤ گے، دو ایک روز یہاں آرام کرو پھر وہ لڑکی میں تمہیں دکھا دوں گا ورنہ بنا بنایا کام بگڑ کر رہ جائے گا وہ رشی بھی بے پناہ سری قوتوں کا مالک ہے جس نے تپاس کو پال کر بیٹی کی طرح جوان کیا ہے۔"

عارب نے مایوس سی آواز میں کہا۔ "تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے کہ تپاس کو حاصل کرنے

کے لیے اس رشی پر قابو پانا ہوگا جو نا قابل تسخیر ہے۔''

یافان نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔''تم نے میری بات کا غلط اندازہ لگایا ہے برخوردار! میرا یہ مطلب تو ہرگز نہ تھا، میں تو یہ کہنا چاہتا تھا کہ یہ کام ٹھہر کر، تحمل اور رازداری سے کرنے کا ہے اور اگر اسی کشمکش میں کہیں راجن کو یہ خبر ہو گئی تو پھر تپاس کسی کے ہاتھ نہیں لگے گی بلکہ شاہی محل میں پہنچ جائے گی۔

عارب سر جھکا کر کچھ سوچنے لگا۔

یافان نے دوبارہ اسے مخاطب کیا۔''عارب! عارب! میرا اپنا بھی ایک لائحہ عمل ہے، میں یہاں اس شہر موہنجوداڑو میں رہ کر ایک عزت اور وقار قائم رکھنا چاہتا ہوں۔''

پھر یافان نے کمرے کے ایک کونے میں نیلی دھند کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اے عارب میرے پاس اس نیلی دھند کی صورت میں شیطانی قوتوں کے علاوہ ایک روح بھی ہے جسے میں نے تسخیر کر رکھا ہے۔

پھر یافان نے چھت کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ نے دیکھا چھت کے ساتھ ایک انسانی کھوپڑی لٹک رہی تھی۔

یافان نے کہا۔''جس روح کو میں نے تسخیر کر رکھا ہے وہ اسی کھوپڑی کے اندر ہے اور ہر وقت میرے احکامات کا اتباع کرنے کی منتظر رہتی ہے۔ یہ روح ایک انتہائی خونخوار اور آدم خور انسان کی ہے، اس کا نام ملیتا تھا وہ اُرشہر کا رہنے والا تھا اور اس کی پرورش بلی اور انسان کے گوشت پر ہوئی تھی، یہ کھوپڑی میں نے ملیتا کی قبر کھود کر حاصل کی تھی۔

اسی روح کی مدد سے میں یہاں موہنجوداڑو کے حکمران طبقے اور یہاں کے رشیوں و پجاریوں کے اندر ایک اعلیٰ و ارفع مقام حاصل کروں گا۔ یہی میرا سب سے بڑا مقصد بھی ہے اور میرے اسی مقصد کے ساتھ ساتھ تم تینوں بھی اپنے آقا ابوقتیر کے حکم کے مطابق بدی اور گناہ کے پھیلاؤ کا کام کر سکتے ہو۔''

عارب نے کہا۔''محترم یافان! ذرا کھل کر کہو کہ اس روح کی مدد سے تم کس طرح یہاں مختلف طبقوں میں وقار حاصل کر لو گے؟''

یافان ذرا سا مسکرایا اور بولا۔''سنو! میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ کہ ملیتا کی روح انتہائی خونخوار اور آدم خور انسان کی ہے لہٰذا یہ روح بھی ایسے ہی کاموں کی طرف مائل

ہے۔ میں یہاں موہنجوداڑو میں اس روح کو ایک آدم خور عفریت کی صورت میں پیش کروں گا اور اس سے اس نوعیت کے ہولناک اور لرزہ خیز کام کراؤں گا کہ اس کی آدم خوری اور خون خواری کے باعث لوگوں کے اندر خوف و ہراس پھیل جائے گا اور یہاں کے لوگ اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے، اور ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں، پھر ایسے موقعے پر میں خود نمودار ہوں گا اور اس عفریت کو قابو میں لانے کا اعلان کروں گا۔ اس طرح ایسے موقعے پر جب یہاں کا حکمران طبقہ ہی نہیں بلکہ یہاں کے رشی اور پروہت اور ساحر بھی میری کھڑی کی ہوئی اس عفریت پر قابو پانے میں ناکام رہیں گے تو اے عارب! میں ایسے موقعے پر جب یہاں کے لوگوں کو اپنی ہی عفریت سے نجات دلا دوں گا تو اس کے بدلے میں یہاں کا ہر فرد مجھے اس شہر میں عزت و وقار نہ دے گا؟''

عارب نے مسکرا کر کہا۔''ضرور دے گا۔''

یافان نے کہا۔''بس تو یہی میرا مقصد و آدرش ہے اور جب مجھے اس شہر میں ایسی ساکھ حاصل ہو جائے گی تو پھر تم تینوں جو چاہے کرو کوئی تمہیں پوچھنے والا اور تم سے جواب طلبی کرنے والا نہ ہو گا۔''

پھر یافان اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔''میرے ساتھ آؤ۔ اب میں تمہیں وہ کمرے دکھاؤں جو تم تینوں کے لیے آراستہ کیے گئے ہیں۔''

عارب، بیوسا اور نبیطہ تینوں اس کے ساتھ ہو لیے۔ یافان نے اپنے تسلط میں کمرے کے ساتھ ہی انہیں تین ایسے کمرے کھول کر دکھائے جو ضرورت کی ہر شے سے مرصع تھے۔

پھر یافان نے ان سے کہا۔''یہ تینوں کمرے تمہارے لیے تیار کئے گئے ہیں۔ اب تم حیران و پریشان ہو کر پوچھو گے کہ مجھے پہلے سے یہاں تمہارے آنے کی خبر کیسے ہو گئی جو میں نے تمہاری آمد سے قبل ہی یہ کمرے تیار کرا دیئے تو اس کے لیے میں یہ کہوں گا کہ شبر نے تم تینوں کے آنے کی اطلاع پہلے ہی سے مجھے دے دی تھی۔''

عارب نے کہا۔''شبر نے ہمیں اس خبر سے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا، اس وقت جب ہم ہند کی سرزمین میں داخل ہو رہے تھے۔

اپنے کمرے کو دیکھتے ہوئے عارب نے کہا۔''اے بزرگ یافان! کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم ابھی اور اسی وقت تپاس کو دیکھنے سکتی دیوی کے مندر کی طرف جائیں۔''

یافان نے عیارانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ ''اتنی بے صبری اور بے چینی کا مظاہرہ نہ کرو۔ میرے عزیز! دو ایک روز آرام کرو پھر میں تمہیں وہاں لے چلوں گا۔''

یافان نے انہیں کمرے دکھائے اور چلا گیا جبکہ وہ تینوں اپنے اپنے کمرے میں آرام کرنے لگے۔

○○○

قوم اکاد کے مرکزی شہر اکاد سے نکل کر یوناف نے بابل کا رخ کیا۔ بابل ان دنوں اکادیوں کا ایک شہر تھا ور اسے مرکزیت ابھی تک حاصل نہ ہوئی تھی کیونکہ اکادیوں کا دارالحکومت ان دنوں اکاد تھا اور بابل دوسرے درجے کے بڑے شہروں میں سے تھا۔

یہاں اس نے چند دن قیام کیا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ آشوریوں کے مرکزی شہر آشور میں آیا۔ آشوری اس وقت صنعت حجاری، معماری، کتبہ نگاری، نقاشی، زرگری اور خاتم کاری کے کام میں بے حد عروج[1] پر تھے۔ گو ان کا یہ فن اور خود قوم آشور ابھی تک صحیح طرح سے تاریخ کے اوراق پر نمودار نہ ہوئے تھے۔ یہاں بھی اس نے چند روز قیام کیا اور آگے بڑھ گیا۔

یوناف اب تدمر شہر میں نمودار ہوا اور تدمر بنت حسان کی قبر پر اس نے اپنے اور تدمر بنت حسان[2] کے لیے دعائے مغفرت کی، تدمر سے یوناف نے شمال مغرب کا رخ

۱۔ آشوریوں کی ان صنعتوں کے نمونے کے ایک قدیم شہر یوبجیک کی کھدائی کے دوران حاصل ہوئے ہیں اور یہ سارے نمونے پیرس کے میوزیم میں محفوظ ہیں۔

۲۔ تدمر شہر حضرت نوحؑ کی چھٹی پشت سے ایک لڑکی تدمر بنت حسان کے نام پر آباد کیا گیا تھا، یہاں اس شہر میں اس لڑکی کی قبر تھی۔ اموی خاندان کے آخری خلیفہ مروان ثانی نے تدمر شہر میں بغاوت تدمر پر حملہ کیا۔ اس نے باغیوں کو کچلا اور شہر کی فصیلیں اس نے مسمار کر دیں۔ اس موقع پر ایک بڑی غار ملی، اس میں ایک پتھر کے نیچے ایک حجرہ، جس کے اندر صندل کی ایسی تازہ خوشبو تھی جیسے ابھی ابھی کوئی معمار کوچی پھر کر گیا ہو، تھا جس میں ایک ارتھی تھی، جس پر ایک عورت کی لاش اوندھے منہ پڑی تھی۔ اس کے اوپر 70 لبادے پڑے تھے۔ اس کے بال لمبے تھے جن میں چھلے پروئے ہوئے تھے اور ان میں سونے کی ایک تختی تھی جس پر لکھا تھا۔ ''بسم اللھم! میں تدمر بنت حسان ہوں، میرے اس حجرے میں جو داخل ہو خدا اسے ذلیل کرے۔'' تب مروان نے اس حجرے کی کوئی چیز چھیڑے بغیر اس حجرے کے آگے دیوار چنوا کرا سے بند کر دیا۔ (تاریخ بلاد فلسطین و شام)

کیا اور حتی[1] قوم کے مرکزی شہر ختوشاش[2] میں داخل ہوا، یہاں بھی اس نے چند روز قیام کیا۔ یہ قوم بھی سولہ صدیاں قبل مسیح تک کھل کر تاریخ کی بساط پر نمودار نہ ہوئی تھی اور ایک طرح سے خاموشی اور گمنامی کے پردوں میں تھی۔ حتیوں کی سرزمین کے بعد یوناف پھر جنوب کی طرف پلٹا اور اب وہ اموریوں[3] کی سرزمین کا رخ کر رہا تھا۔ ان کا مرکزی شہر دمشق[4] تھا۔

اموریوں کی سرزمین میں داخل ہونے کے بعد یوناف پہلے بعلبک اور دمشق شہر کے درمیان ایک جگہ عین البحر[5] رکا۔ یہاں وہ اس جگہ کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا رہا، جہاں سے حضرت نوحؑ طوفان کے موقع پر کشتی میں سوار ہوئے تھے۔ عین البحر سے یوناف دمشق کے نواح میں جبل قاسیون کے پاس آیا۔ یہاں وہ مغارۃ الدم[6] نام کی غار میں داخل ہوا جس کے اندر وہ پتھر[7] ہے جو قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کے سر پر مار کر اسے قتل کر دیا تھا۔ اس غار کے اندر حضرت آدمؑ کے بیٹے ہابیل کے خون کے نشان بھی

۱۔ حتی قوم شروع شروع میں اناطولیہ کے میدانوں میں دریائے ہالیس کے آس پاس آباد تھی پہلے ان کا مرکزی شہر کشار تھا، بعد میں ختوشاش مرکز بنا۔ حتیوں کی ناک ابھیر ہوئی اور پیشانی پیچھے کی طرف ہٹی ہوتی تھی۔

۲۔ حتیوں کے مرکزی شہر ختوشاش کو آجکل بوغاز کوئی کہتے ہیں اور یہ انقرہ سے نوے میل مشرق کی طرف ہے۔

۳۔ اموری عربوں کا وہ پہلا گروہ تھا جس نے عرب کے صحراؤں سے نکل کر ارض شام کا رخ کیا تھا، پہلے یہ لوگ البقاع کی وادیوں میں ریوڑ چرایا کرتے تھے اور خانہ بدوش تھے، بعد میں یہ ایک جگہ آباد ہو گئے، پھر اپنی سلطنت وسیع کی اور دمشق کو مرکزی شہر بنا لیا۔

۴۔ دمشق دنیا کا قدیم ترین شہر ہے، اس کی بنیاد خوسام بن نوحؑ کے پڑپوتے کے بیٹے دمشق نے رکھی تھی۔

۵۔ بعلبک اور دمشق کے درمیان وادی بقاء میں وہ مقام ہے جس کے متعلق روایت ہے کہ حضرت نوحؑ وہاں سے اپنی کشتی میں سوار ہوئے تھے۔

۶۔ اسی خون کی وجہ سے غار کا نام مغارالدم یا کہف الدم ہے۔

۷۔ مغارۃ الدم (خون کی غار) کے اندر یہ وہی پتھر ہے، جس سے قابیل نے اپنے بھائی کو مارا تھا۔ وہ پریشان تھا کہ ہابیل کو کیسے مارے کہ ابلیس وہاں نمودار ہوا اور قابیل کو نمونہ دینے کے لیے ایک پتھر اٹھا کر اپنے سر پر مارنے لگا۔ تب بات قابیل کی سمجھ میں آئی اور اس نے وہ پتھر اٹھا کر اپنے بھائی کو دے مارا اور اسے ہلاک کر دیا۔ اس پتھر کے علاوہ اس غار کے اندر ہابیل کے خون کے دھبے بھی ہیں۔

تھے۔ اس غار کو حسرت کی نگاہ سے دیکھنے کے بعد یوناف دمشق[1] شہر میں داخل ہوا۔ یہاں اس نے کچھ روز قیام کیا پھر وہ جرون[2] کی طرف گیا جہاں اس نے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ اور حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی قبروں پر دعائے استغفار کہی۔

جرون سے جب یوناف نکلا تو ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور پوچھا۔

''اے میرے حبیب! اب کدھر کا ارادہ ہے؟''

یوناف نے کہا۔

''اے رفیقہ غم گسار! یہ سارے مقامات دیکھ کر میرا دل عجیب طرح سے اچاٹ ہو گیا ہے۔ آہ! انسانی زندگی بھی کیسی عبرت خیز ہے اور یہ زمین کیسے کیسے درس آمیزی کے سامان رکھتی ہے۔ اے میری حبیبہ! اب میں کنعانیوں[3] کے شہر ٹائر[4] اور سیدون[5] کا رخ کروں گا۔ وہاں میں کچھ عرصہ قیام کروں گا اور ان کنعانیوں کے طریق زندگانی کا مطالعہ کروں گا جو عرب کے صحراؤں سے اٹھ کر بحیرہ روم کے کنارے آ آباد ہوئے ہیں اور جنہوں نے خانہ بدوشی اور ریوڑ چرانے کی زندگی کو خیر باد کہہ کر کشتیوں کے ذریعے تجارت کرنے کا پیشہ اپنا لیا ہے۔''

ابلیکا نے کچھ جواب نہ دیا جبکہ یوناف ارض کنعان کی طرف کوچ کر گیا۔

۱۔ دمشق کی جامع مسجد میں باب الباعتہ کی میں وہ پتھر بھی رکھا ہوا ہے جس پر ہابیل و قابیل نے اپنی اپنی قربانی پیش کی تھی۔ ہابیل اپنا دنبہ اور قابیل اناج لایا تھا۔ ان دنوں دمشق کے نواح میں بیت اناف اور لحیا کے مقام پر حضرت آدمؑ و حوا رہا کرتے تھے۔ ہابیل اپنے ریوڑ کے ساتھ مقرا میں قابیل قسنینہ کے مقام پر رہا کرتا تھا۔

۲۔ جرون میں حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ اور سام کے مدفن ہیں، بعد میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ بھی یہیں دفن ہوئے۔

۳۔ یہ آموری ہی تھے جو صحرائے عرب سے ہجرت کر کے بحیرہ روم کی طرف آئے۔ یہ لوگ چونکہ نشیب میں آ کر آباد ہوئے تھے اور نشیبی علاقے کو سامی زبان میں کنعان کہتے ہیں لہٰذا یہ کنعانی کہلائے۔ بعد میں یونانیوں نے انہیں فونیقی کہہ کر پکارا۔

۴۔ آجکل ٹائر کا نام صور ہے اور یہ بحیرہ روم کے کنارے آباد ہے۔

۵۔ سیدون کا نام آجکل صیدا ہے اور یہ بھی بحیرہ روم کے کنارے آباد ہے۔ کنعانیوں کے دوسرے بڑے شہر جبلوس (جبیل) اور ارادوس (ارداد) بھی ہیں۔

○

عارب ، بیوسا اور عبیطہ کے ساتھ موہنجوداڑو میں دریائے سندھ میں کنارے سکتی دیوی کے مندر میں داخل ہوئے۔

اس موقع پر یافان نے عارب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اے عارب ! پہلے ہم تینوں مندر کے اندرونی حصے میں اس طرف جاتے ہیں جہاں سکتی دیوی کا بت رکھا ہوا ہے اور جہاں یہ لوگ پوجا پاٹ کرتے ہیں، ہمیں کسی کو یہ تاثر نہیں دینا چاہیے کہ ہم صرف اس مندر کی حسین پجارن تپاس کو دیکھنے آئے ہیں۔''

عارب نے انتہائی محتاط رویے کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ''بزرگ یافان آپ مطمئن رہیں، میں ان لوگوں کو کسی قسم کے شک و شبہ میں مبتلا نہ ہونے دوں گا۔''

چاروں مندر کے اس حصے میں داخل ہوئے جہاں سکتی دیوی کا بت رکھا تھا، وہاں پجاری اور پجارنوں کے علاوہ پوجا پاٹ کے لیے آنے والے بہت سے لوگ بھی جمع تھے اور سب لوگ یافان کو عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔

عارب، بیوسا اور عبیطہ نے دیکھا کہ کمرے کے سامنے والے کھلے اور وسیع حصے میں چٹانوں سے تراشا گیا سکتی[1] دیوی کا بہت بڑا بت رکھا تھا۔ بت کے دائیں بائیں پیپل کے درخت تھے اور دائیں جانب کے پیپل کے درخت کے ساتھ متصل سات حسین ترین لڑکیوں کے بت تھے جو بڑی ارادتمندی کے ساتھ سکتی دیوی کے پہلو میں کھڑی تھیں جبکہ بائیں طرف ایسی ہی ایک اور لڑکی کا بت رکھا تھا جو پوجا کے انداز میں دو زانو بیٹھی تھی۔

سکتی کے بت کے سامنے یافان بھی مقامی لوگوں کی طرح پوجا پاٹ کرنے لگا جبکہ عارب، بیوسا اور عبیطہ اس کا اتباع کر رہے تھے۔

جب وہ سکتی دیوی کے اس کمرے سے نکلے تو یافان نے صحن کے اندر کھڑی ایک دیوداسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انتہائی رازداری سے کہا۔ ''عارب ! عارب ! مندر کے

---

[1] ۔ موہنجوداڑو سے کھدائی کے دوران ایک ایسی لوح ملی ہے جس پر درخت کی ٹہنیوں کے درمیان ایک دیوی کھڑی ہے، اس کے ایک طرف سات اور دوسری طرف کوئی ایک لڑکی بیٹھی پوجا کر رہی ہے۔ اس سے ملتی جلتی ایک لوح ہڑپہ سے بھی ملی ہے۔ ہندوستان کی قدیم تاریخ۔ لکھ راج

صحن میں یہ جو لڑکی کھڑی ہے وہی حسین تپاس ہے اور جس بوڑھے کے ساتھ وہ محو گفتگو ہے وہ رشی ہے جس نے اسے پالا ہے، یہاں کسی کو علم نہیں کہ تپاس کوئی عام لڑکی نہیں بلکہ ایک راجکماری ہے، ہاں اس رشی اور خود تپاس کو علم ہے کہ وہ راجکماری ہے، تاہم یہ لڑکی بڑے ٹھنڈے مزاج کی اور خوش باش ہے۔ نہایت انکسار سے گفتگو کرتی ہے اور اس رشی کو جس کا نام دسارتھ ہے، اپنے باپ کی طرح سمجھتی ہے۔ آؤ ! میں تم تینوں کا ان سے تعارف کرواتا ہوں۔''

عارب نے دیکھا تپاس چاند تاروں کے نظام جیسی حسین تھی۔ اس سے اس کے ماتھے پر جھومر، گلے میں ہنسلی، کانوں میں کرن پھول اور ہاتھوں میں کنگن تھے۔ وہ صحن میں رشی دسارتھ کے ساتھ کھڑی سپنوں کے نیلے دھندلکوں کی کوئی اپسرا اور برکھا رُت کی دھنک لگ رہی تھی۔ اس کا جسم بھرا بھرا، بازو سڈول تھے، چہرے پر آزادی کے گیت اور رسیلی زبان کے سروں جیسا روپ کا سہانہ پن تھا وہ ہیروں کی جھالر کی چمک اور امن کی مٹھاس جیسی خوبصورت و پرکشش تھی۔

رشی دسارتھ نے جب یافان کو دیکھا تو آگے بڑھ کر اس کا سواگت کیا اور نرم آواز میں کہا۔

''آپ کب آئے مہاراج! کم از کم پہلے آپ میری کٹیا میں ہی آتے۔''

تپاس بھی دوستی جیسی حسین اجلی نگاہوں سے یافان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ یافان نے پہلے دسارتھ اور تپاس کا تعارف کرایا پھر اس نے ان دونوں سے کہا۔ ''یہ تینوں میرے مہمان عارب، بیوسا اور عبیطہ ہیں۔ میری طرح یہ بھی مصر کی سرزمینوں سے آئے ہیں اور ان گنت قوتوں کے مالک ہیں۔''

دسارتھ نے آگے بڑھ کر عارب سے ہاتھ ملایا جبکہ تپاس مسکرا مسکرا کر بیوسا اور عبیطہ کی طرف دیکھ رہی تھی، اس کے مسکراتے ہونٹوں اور رقص کرتی آنکھوں کے اندر ایک طرفہ پن تھا۔ پھر اس نے بلبل جیسی اپنی مترنم آواز میں کہا۔

''اس سرزمین میں ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔''

عارب نے محسوس کیا کہ ان سے گفتگو کرتے وقت تپاس کی آواز شیریں نغمے کی طرح بکھر رہی تھی اور اس سے اس کا چہرہ صبح کی روشنی جیسا صاف اور چمکدار تھا۔ اس صبح کی روشنی

جیسا جس کے اندر کوئی بادل نہ ہو۔

تپاس اس وقت کتانی اور ارغوانی مہین پوشاک زیب تن کیے ہوئے تھی اور اس کا حسن اس کی کشش اسے دیکھنے اور سننے والے پر طلسماتی اثر کر رہے تھے۔

اس موقع پر دسارتھ نے یافان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''بزرگ یافان! کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے ہمارے ساتھ ہماری کٹیا میں بیٹھیں۔''

اپنے چہرے سے نقاب ہٹائے بغیر یافان نے ٹالنے کے انداز میں کہا۔ ''میں پھر کبھی آؤں گا اور آپ دونوں کے ساتھ بیٹھوں گا۔ اس وقت میں جلدی میں ہوں۔ ان تینوں کو سکتی دیوی کا یہ مندر دکھانے لایا تھا۔ اب میں جاؤں گا۔''

عارب شاید وہاں تپاس کے پاس رکنا چاہتا تھا، اس لیے اسے یافان کی بات بری لگی، بہر حال اپنے آئندہ منصوبوں کی تکمیل کے لیے اس نے دسارتھ سے پوچھا۔ ''آپ اور تپاس دونوں کہاں رہتے ہیں۔''

دسارتھ نے بائیں طرف کے کمروں کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''وہ سامنے جو ایک طرف کونے میں دو کمرے ہیں، وہ ہم دونوں باپ بیٹی کے لیے ہیں۔''

بات کو طول دینے کی خاطر عارب نے پوچھا۔ ''کیا آپ دونوں صرف باپ بیٹی ہی ہیں اور کوئی نہیں آپ کے ساتھ اور کیا آپ نے اپنی بیٹی تپاس کی شادی نہیں کی۔''

تپاس کو شاید عارب کی گفتگو گراں گزری تھی، اس لیے وہ غصے اور نفرت کا اظہار کرتے ہوئے سکتی دیوی کے مندر کے اندرونی حصے کی طرف چلی گئی، تاہم دسارتھ نے خوش طبعی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تپاس اس مندر کی ایک دیوداسی ہے۔ اس کی شادی کسی سے نہ ہوگی، وہ اب ایسی ہی مجرد زندگی بسر کرے گی کیونکہ اس نے اپنے آپ کو اس دھرم اور دیوی کے لیے بھینٹ کر دیا ہوا ہے۔ اب وہ کسی اور کی نہیں ہوسکتی، نہ کسی کا گھر آباد کرسکتی ہے اور پھر تپاس خود بھی ایسا کرنے کی کوئی خواہش اور ارادہ نہیں رکھتی۔''

یافان نے پھر کہا۔ ''اے بزرگ دسارتھ! ہم اب چلتے ہیں کسی وقت آپ اور تپاس کے

پاس ضرور بیٹھیں گے۔''

پھر یافان نے دسارتھ سے ہاتھ ملایا اور سکتی دیوی کے مندر سے باہر چل پڑا۔ عارب، بیوسا اور عبیطہ بھی اس کے ساتھ ساتھ تھے۔

تین منہ کی مورتی کے مندر میں واپس جا کر یافان کے ساتھ اس کے کمرے میں بیٹھتے ہوئے عارب نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا اور کہا۔ ''اے بزرگ یافان! آپ نے سکتی دیوی کے مندر سے نکلنے میں بہت عجلت کی، کم از کم کچھ دیر تو اور رکتے اور جب دسارتھ آپ کو اپنے کمرے میں بیٹھنے کی دعوت دے رہا تھا تو آپ یہی بات مان لیتے کہ ہمیں حسین تپاس کے پاس رہنے کے لیے کچھ اور وقت مل جاتا۔''

یافان نے تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔ ''برخوردار! تم جلد بازی اور نادانی سے کام لیتے ہو۔ دیکھا تم نے اپنی گفتگو سے تپاس کو ناراض کر دیا اور تم پر غصے اور ناراضگی کا اظہار کرتی ہوئی وہ وہاں سے ہٹ گئی تھی، سنو عارب! یہ دسارتھ انتہائی دانش مند اور فہیم آدمی ہے۔ وہ تمہاری گفتگو کو خوب سمجھ اور جانچ رہا تھا۔''

''میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا اس شہر میں ایک اعلیٰ پائے اور اونچے درجے کا رشی ہے۔ وہ ظاہری و باطنی علوم کا ماہر ہے۔ سنو! جس طرح گدھا اپنی چرنی کو اور مالک کو بیل خوب پہچانتا ہے، ایسے ہی یہ دسارتھ بھی ظاہری و باطنی خواہشوں کو جان لینے کا علم رکھتا ہے۔ اس سے بچ کر اور محتاط رہنا ورنہ یہ ایک روز تمہاری جان کا روگ اور تمہاری خواہشوں کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ بن کر کھڑا ہو جائے گا۔''

عارب نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔ ''اگر کوئی ایسا وقت آیا تو آپ دیکھیں گے میں دسارتھ کو بے بس اور لاچار کر کے رکھ دوں گا اور پھر کیا ہمیں ایسے موقعے پر یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ ہیں۔''

یافان نے کہا۔ ''میں یقیناً ہر حال میں تم تینوں کا ساتھ دوں گا لیکن اگر ان حالات میں یوناف بھی درمیان میں آپکا تو پھر؟''

عارب نے کرودھ اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''آپ اکیلے نے پہلے اُر شہر میں ایک بار یوناف پر قابو پا کر اور اسے زنجیروں میں جکڑ کر کھولتے پانی کی اذیت میں مبتلا کیا تھا اور پھر یہاں موہنجوداڑو میں تو میں بھی آپ کے ساتھ ہوں اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں مل

کر اس کے سارے کس بل اور اس کی ساری جرأت و جسارت نکال کر رکھ دیں گے۔''

یافان نے مغموم سی آواز میں کہا۔ ''کہنے اور سننے میں بڑا فرق ہے۔ میرے عزیز! آہ میں کئی بار یوناف سے ٹکرایا۔ پر ہر بار اس کے مقابلے میں مجھے ہزیمت اٹھانا پڑی۔ اُرشہر میں اسے زنجیروں میں جکڑ کر جب میں نے اسے کھولتے پانی کے عذاب میں مبتلا کیا تھا تو میں خوش تھا کہ میں نے ملیتا کی روح کی مدد سے اس پر قابو پالیا ہے لیکن ہائے حیف! وہ ظالم بھی ناقابل یقین قوتوں کا مالک ہے۔ جس وقت میں نے اس کا دماغ اس کی یادداشتوں سے خالی کر رکھا تھا، نہ جانے اس نے کونسا حربہ استعمال کیا کہ اس کا کھولتے پانی کی وجہ سے داغدار بدن ٹھیک ہو گیا اور زنجیریں توڑ کر وہ میرے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اور ملیتا کی خونخوار روح کو بھی اس نے زیر کر لیا۔ آہ! ہم سب ایک بار یمن میں بھی اس کے سامنے اکٹھے ہوئے تھے، پر اس موقع پر بھی وہ ظالم بھاری رہا حتیٰ کہ میری بیٹی اریشیا کو بھی اس نے ختم کر دیا۔''

ایک لمبا سانس لے کر یافان نے پھر کہا۔ ''کاش! میں یوناف سے کم از کم اپنی بیٹی اریشیا کا ہی انتقام لے سکتا۔''

عارب نے اس موضوع سے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔ ''اے بزرگ یافان! لعنت بھیجیں یوناف پر۔ اس وقت اس کا ذکر لے بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے یہ جو کہا ہے کہ ملیتا کی روح کو ایک عفریت کی صورت میں یہاں پیش کر کے یہاں کے لوگوں میں خوف و ہراس پھیلا دیں گے، تو اس کام کی ابتدا آپ کب اور کیسے کریں گے؟''

یافان نے خوش کن لہجے میں کہا۔ ''جب تم چاہو۔''

''ابھی کیوں نہیں۔'' عارب نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

یافان جواب میں کچھ سوچتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں بولا۔ ''اگر تم چاہتے ہو تو اس کی ابتدا ابھی اور اسی وقت کر دیتے ہیں۔''

عارب، بیوسا اور نبیطہ غور سے یافان کی طرف دیکھنے لگے۔ یافان حرکت میں آیا اور چھت کے ساتھ لٹکتی ملیتا کی کھوپڑی کی طرف منہ کر کے اس نے قدرے بلند آواز میں کہا۔

''اے ملیتا کی روح! میں تیرا عامل یافان ہوں، تو اس وقت کہاں ہے کہ میں تجھ سے اپنی بہتری کا ایک کام لوں۔''

کھوپڑی کے اندر سے ایک ہولناک و بھیانک آواز سنائی دی۔ ''اے یافان! میں یہیں ہوں۔''

یافان نے پھر کہا۔ ''اے ملیتا کی روح! میں ان بندھنوں کو توڑنا چاہتا ہوں جو سمندر جیسی موجزن باطل خیالی کو روکتے ہیں، میں تیرے ہاتھوں کو خون آلودہ کر کے اس شہر کے اندر موت کی وادیوں کا سماں اور ہلاکت کی پراگندگی برپا کرنا چاہتا ہوں۔ اے ملیتا کی روح! اے میری معمول! تو کسی طاقتور اور خونخوار درندے پر وارد ہو جا اور اس سے کام لیتے ہوئے اس شہر میں خوف و ہراس اور دہشت پھیلا دے۔ اے ملیتا کی روح! میں جانتا ہوں تو خون کی عادی ہے، کسی درندے پر وارد ہو کر اس شہر میں خوب خونریزی اور آدم خوری کر۔ تم جس درندے پر وارد ہو کر حرکت میں آنے کی کوشش کرے گا، اس سے میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ اب تم جاؤ، کسی درندے پر وارد ہو اور اس شہر کے اندر خونریزی اور آدم خوری کی ابتدا کر دو کہ اسی طریقے سے اس شہر کے اندر مجھے عزت اور وقار حاصل ہو سکتا ہے۔''

ملیتا کی روح نے کھوپڑی سے نکلنے کی نشانی کے طور پر صرف پلک جھپکنے جیسے لمحے کے لیے ارغوانی سی روشنی دی، پھر وہاں سے غائب ہو گئی۔

اس طرح یافان نے موہنجوداڑو کے اندر دہشت گردی کی ابتدا کر دی۔

○

تین چار دن بعد ایک روز جبکہ موہنجوداڑو کے کچھ کسان شہر سے باہر اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے کہ دریا کے کنارے گھنے درختوں کے اندر سے ایک توانا چیتا برآمد ہوا۔ بری طرح وہ چیتا ان سب پر حملہ آور ہوا اور ان میں سے ایک جوان کو اٹھا کر لے گیا۔

اس واقعے کو ایک عام سا حادثہ سمجھ کر فراموش کر دیا گیا لیکن چند ہی روز بعد چیتا موہنجوداڑو کے ماہی گیروں کی جھونپڑیوں میں نمودار ہوا۔ یہ جھونپڑیاں دریا کے کنارے لکڑی اور نرسل سے بنائی گئی تھیں۔

وہ چیتا ایک جھونپڑی کو توڑ کر اندر گھسا اور وہاں سے ایک جوان ماہی گیر کو اٹھا کر لے

گیا۔ ان دو واقعات سے شہر کی اکثریت کو آگاہی نہ ہوئی اور زیادہ تر لوگ مطمئن ہی تھے، جن لوگوں کے پاس یہ خبر پہنچی تھی، انہوں نے ایک حادثہ قرار دیا اور خاموش ہو گئے لیکن تیسرے حادثے نے لوگوں کو چوکنا کر دیا اور شہر کے اندر خوف و ہراس پھیلنا شروع ہو گیا۔

موہنجوداڑو کے راجن کا دھوبی جو اور بہت سے دھوبیوں کے ساتھ دریا کنارے کپڑے دھو رہا تھا، وہ چیتا اس پر حملہ آور ہوا اور اسے اٹھا کر لے گیا۔ راجن کو اپنے دھوبی کے اس طرح مارے جانے کا سخت دکھ ہوا۔ اس نے کچھ لوگوں کو روانہ کیا کہ وہ اس آدم خور چیتے کو ماریں، پر وہ ناکام لوٹ آئے کیونکہ دریا کنارے کے جنگل میں چیتا انہیں کہیں دکھائی نہ دیا تھا۔

چند دنوں کے وقفے کے بعد ایک تجارتی کارواں پنجاب کی طرف سے موہنجوداڑو کی طرف آیا۔ یہ تجارتی کارواں اپنے ساتھ پنجاب[1] سے سنگ مرمر لے کر آ رہا تھا۔ وہ چیتا اس تجارتی کارواں پر حملہ آور ہوا، ان گنت لوگوں کو اس نے زخمی کیا اور ایک کو اٹھا کر لے گیا۔ کچھ مسلح لوگوں نے چیتے پر حملہ بھی کیا لیکن اس پر کچھ اثر نہ ہوا، جب چیتا ان کے ساتھی کو لے کر بھاگا تو انہوں نے تعاقب کیا، پر انہیں اس وقت مایوسی اور تعجب ہوا، جب ایک گہری کھائی میں جا کر چیتا ان کی نظروں سے اچانک غائب ہو گیا۔

اس کارواں کے لوگوں نے موہنجوداڑو کے راجن سے جا کر اس سارے معاملے کی شکایت کی اور اس تجارتی کاروان کے لوگوں نے موہنجوداڑو شہر میں جا کر جب زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کے سامنے اس چیتے کے حملہ آور ہونے اور پھر اچانک ان کی نظروں سے غائب ہو جانے کی گفتگو کی تو لوگوں کے اندر خوف و ہراس پھیل گیا۔

اب لوگ ایک دوسرے سے بڑے وثوق اور اعتماد کے ساتھ کہنے لگے کہ یہ کوئی عام چیتا نہیں ہے بلکہ کوئی خونخوار روح ہے جو حملہ کرنے کے بعد کامیابی سے بچ نکلتا اور کبھی دیکھنے

۱۔ ان دنوں موہنجوداڑو، ہڑپہ کے تجارتی تعلقات عروج پر تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے شہروں سے بھی تعلقات استوار تھے۔ موہنجوداڑو میں سونا میسور اور اننت پور سے آتا تھا۔ تانبا جس سے اوزار اور برتن بنتے تھے، راجپوتانہ سے منگوایا جاتا تھا، اس کے علاوہ ٹین بہار سے اور چونے کا پتھر سکھر کے کوہستانی سلسلے سے حاصل کیا جاتا تھا۔ سکھر سے چونے کا پتھر بڑی بڑی کشتیوں میں لایا جاتا تھا۔ پیلے رنگ کا پتھر جیسلمیر سے، کچھ قیمتی پتھر بدخشاں سے۔ اس کے علاوہ خراسان، پامیر، مشرقی ترکستان اور تبت سے بھی تجارتی تعلقات استوار تھے۔ اسی طرح کے تجارتی تعلقات ہڑپہ اور دیگر قدیم حکومتوں کے بھی ہندوستان کے دوسرے شہروں اور دوسرے ملکوں کے ساتھ قائم تھے۔ (ہندوستان کی قدیم تاریخ: مکھ راج)

والوں کی نگاہوں سے غائب ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف اس چیتے نے بھی اپنی وارداتوں میں اضافہ کر دیا جس پر یافان نے ملیتا کی روح کو مسلط کر رکھا تھا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ موہنجوداڑو کا روزمرہ کا کام متاثر ہونے لگا۔ شہر کے گرد و نواح میں لوگوں نے اپنے کھیتوں میں کام کرنا بند کر دیا۔ شہر میں تازہ سبزی، پھل اور ضروریات کا دیگر سامان آنا بند ہو گیا اور لوگ اپنے آپ کو اذیت اور کرب میں مبتلا محسوس کرنے لگے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے موہنجوداڑو کے راجن نے شہر کے اندر جس قدر مذہبی لوگ تھے، ان کا ایک اجلاس طلب کیا۔ ان میں رشی دسارتھ پیش پیش تھا، راجن نے سب سے التماس کی کہ اگر یہ چیتا کوئی بد روح ہے تو اسے قابو کر کے ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔

راجن نے ان سارے مذہبی لوگوں کا سربراہ دسارتھ کو بنایا اور اپنے شاہی نجومی تریندر کو اس کا نائب مقرر کیا اور تلقین کی کہ اس بدروح پر جس قدر جلد ممکن ہو قابو پایا جائے اور شہر کے لوگوں کو اس کے خوف و ہراس سے نجات دلائی جائے۔

○

یافان اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کہ عارب وہاں آیا اور یافان کے سامنے بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔ ”اے بزرگ یافان! میں آپ کے لیے ایک بری اور نئی خبر لے کر آیا ہوں۔“

یافان نے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”کہو کیا خبر لائے ہو؟“

عارب نے کہا۔ ”مجھے ایسا لگتا ہے جیسے ملیتا کی روح اور وہ چیتا جس پر آپ نے اسے مسلط کیا ہے دونوں خطرے میں پڑ گئے ہیں۔“

یافان نے چونک کر پوچھا۔ ”وہ کیسے؟“

عارب نے رازداری سے کہا۔ ”اے بزرگ یافان! موہنجوداڑو کے راجن نے رشیوں اور ان لوگوں کی جو سیاہ علوم اور سحر کے ماہر ہیں ایک مجلس مقرر کر دی ہے جس کا سربراہ رشی دسارتھ کو اس کا نائب راجن کے نجومی تریندر کو مقرر کیا ہے۔ تریندر دیگر سحری علوم کا بھی ماہر ہے۔ اب یہ سارے رشی اور طلسمات کے ماہر اس چیتے کے خلاف حرکت

میں آئیں گے اور میرا خیال ہے کہ اب اس چیتے اور ملیتا کی روح کے لیے خطرات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔"

یافان نے کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں، جب تک ملیتا کی روح اس چیتے کے ساتھ ہے، اسے کوئی خطرہ نہیں اور سنو عارب! جس رشی کی طرف سے مجھے ملیتا کے لیے خطرہ محسوس ہوا، میں اسی چیتے سے اس کا کام تمام کرا دوں گا۔ ملیتا کی روح کو اس چیتے پر رکھ کر میں کچھ عرصہ اور اس شہر کے اندر خوف و دہشت پھیلاتا رہوں گا، اس کے بعد میں خود ہی موہنجوداڑو کے راجن کے سامنے جاؤں گا اور ان سے کہوں گا کہ یہ بدروح نما چیتا ہے میں اسے زیر کر سکتا ہوں۔ اس طرح راجن خوش ہوگا اور خود مجھے اس کام پر مامور کر دے گا۔ اس کے بعد میں چیتے سے ملیتا کی روح کو ہٹا لوں گا اور اسی سے چیتے کو مروا کر راجن کے سامنے پیش کر دوں گا، اس طرح اس شہر میں اور راجن کی نگاہوں میں مجھے وہ عزت اور وقار نصیب ہوگا جو اب تک کسی پروہت یا رشی کے حصے میں نہ آیا ہوگا، اس لیے کہ سارے رشی و پروہت اس چیتے کو قابو کرنے سے عاجز آچکے ہوں گے اور اس موقع پر میرا چیتے کو قابو کر لینا راجن کی نگاہوں میں میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہوگا، ہاں مجھے اگر کوئی خطرہ ہے تو وہ صرف رشی دسارتھ کی طرف سے ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے علوم سے اس چیتے کو قابو کر سکتا ہو یا کم از کم ملیتا کی روح ہی کو چیتے سے علیحدہ کر دے۔ دسارتھ کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کام میں ہاتھ ڈال سکے۔"

عارب نے ایک نئی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔ "اگر میں رشی دسارتھ کو اس دوران میں ایک اور ہی الجھن میں مبتلا کر دوں تب؟ اس طرح وہ اپنے راجن کی ہدایت کے مطابق چیتے کو قابو کرنے کا وقت نہ نکال سکے گا اور آپ کو کھل کر اپنا کام پورا کرنے کا موقع مل جائے گا۔"

یافان ذرا چونکا، پھر پوچھا۔ "عارب میرے عزیز! تم دسارتھ کو کس عذاب میں ڈالو گے کہ وہ چیتے کی طرف دھیان ہی نہ دے۔"

"اے بزرگ یافان!"

عارب نے اپنی جگہ پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔

"آج رات کے کسی حصے میں میں دریائے نیلاب کے کنارے سکتی دیوی کے مندر

میں داخل ہوں گا اور جن کمروں کے اندر دسارتھ اور تپاس رہتے ہیں، وہاں سے میں تپاس کا کوئی استعمال شدہ لباس حاصل کرنے کی کوشش کروں گا، اس کے بعد اے بزرگ یافان! دیکھنا میں تپاس کی کیا حالت کرتا ہوں۔ اس کی وجہ سے دسارتھ بری طرح مصروف رہے گا۔ اس کے بعد میں خود ہی سکتی دیوی کے مندر میں جا کر تپاس کو بھلا چنگا کرنے کی کوشش اور پیشکش کروں گا۔"

"اور اے بزرگ یافان! میرے اس طرح تپاس کو ایک ہولناک اذیت اور عذاب سے نجات دینے پر کیا اس کے دل میں میرے لیے کوئی ہمدردی اور جانبداری پیدا نہ ہوگی۔ بس میں اسی ہمدردی کو بنیاد بنا کر اسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کروں گا اور پھر آپ دیکھیں گے کہ تپاس خود بخود میری زندگی کا ساتھی بننے کی خواہش کرے گی۔"

یافان نے توصیفی انداز میں عارب کی طرف دیکھا اور کہا۔ "تمہاری سوچیں درست اور معقول ہیں۔ پر بشرطیکہ دسارتھ نے تمہیں اس میں کامیاب ہونے دیا تب؟"

عارب نے بڑے وثوق سے کہا۔ "آپ فکر نہ کریں، میں مہرے بدل بدل کر تپاس پر وارد ہوتا رہوں گا۔ ہر بار جب وہ چیتے کی طرف دھیان دینے والا ہوگا، میں تپاس کو اذیت میں مبتلا کر کے اس کے سارے ارادوں کو خاک میں ملا دوں گا۔"

یافان نے اپنے ہڈیوں کے ہاتھ سے عارب کا شانہ تھپ تھپایا اور کہا۔ "اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یقیناً تم تپاس کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔"

یافان کے ان الفاظ سے عارب کے چہرے پر مسکراہٹ کھیل گئی۔ پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

○

رات ٹوٹے برتن کی طرح اداس، گھناؤنے مقاصد کی طرح سیاہ اور متروکہ داشتہ جیسی افسردہ تھی، آسمان پر گہرے بادلوں میں ہلکی ہلکی بوندا باندی جاری تھی، ہر شے شقاوتِ ذہنی اور قساوتِ قلبی میں مبتلا تھی۔ ہر طرف موت کا سا ہول تھا۔ آسمان پر بار بار برق کوند کر ٹیڑھی ترچھی لکیریں بنا رہی تھیں۔ جیسے قدرت کے عناصر زمین کے گنہ گار باسیوں کو ایک رسوا کن

عذاب، ایک دکھ کی مار جیسی ابتلا میں ڈالنے کے لیے اپنے رب کے حضور بددعا کے لیے زبانیں کھول رہے ہیں۔

ایسے میں تین منہ کی دیوی کے مندر سے اپنی شرارت اور بدی کی تکمیل کے لیے عارب نکلا اور دریائے سندھ کے کنارے سکتی دیوی کے مندر کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر بے دینی کے جذبوں کا ایک سیلاب تھا اور آنکھوں میں دانش و نیکی سے دست بردار بے سروپا تاویلات تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ سکتی دیوی کے مندر کے پاس آیا۔ اپنے اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے پہلے وہ مندر کے دروازے پر نمودار ہوا۔ ادھر ادھر دیکھا، مندر کا جائزہ لیا اور دوبارہ غائب ہونے کے بعد وہ تپاس کے کمرے میں نمودار ہوا۔ دیوار میں لکڑی کے ایک کیل سے لٹکتے تپاس کے لباس میں سے تھوڑا سا کپڑا اپھاڑا اور تین منہ کی دیوی کے مندر کی طرف لوٹ گیا۔

عارب جب اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ یافان وہاں پہلے سے بیٹھا شاید اسی کا منتظر تھا۔

عارب کو دیکھتے ہی یافان نے کہا۔ ''اے میرے عزیز! میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ میں خوش ہوں کہ تم تپاس کے لباس کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہو جس وقت تم یہاں سے روانہ ہوئے تھے تو میں نے اپنی نیلی دھند کے ایک کارکن کو تمہارے تعاقب پر روانہ کیا تھا اور تم پر نگاہ رکھنے کو کہا تھا، اس نے مجھے تمہاری کامیابی کی خبر دی ہے۔ اے عارب! تمہارے پاس بھی یوناف جیسی ہی قوتیں ہیں، پھر نہ جانے کیوں اس میں اور کیا خوبی ہے جو تم پر غالب رہتا ہے۔''

عارب نے کہا۔ ''اس کے پاس لاہوتی قوتوں اور سحر کے علاوہ کچھ اور بھی ان جانی قوتیں ہیں جو ہر میدان میں اسے کامیابی دلاتی ہیں۔''

یافان نے افسردہ سے لہجے میں کہا۔ ''بہر حال تم تپاس کے لیے اپنے عمل کی ابتدا کرو، مجھے امید ہے کہ تم اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ میں اب اپنے کمرے میں جاتا ہوں اور وہاں جا کر اپنی نیلی دھند کے ایک کارکن کو پھر سکتی دیوی کے مندر کی طرف روانہ کروں گا تا کہ تمہارا عمل شروع ہونے کے بعد وہ مجھے تپاس کی حالت اور کیفیت کہے جس سے تمہارے عمل کے باعث وہ دو چار ہو گی۔''

یافان اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، پھر رات کی تاریکی میں وہ عارب کے کمرے سے نکل گیا۔

یافان کے جاتے ہی عارب آتش دان کے پاس آیا جس کے اندر آگ سلگ رہی تھی، اس نے آتش دان میں لکڑیاں ڈالیں، پھر آگ کے قریب ہی چکنی مٹی کے دو ڈھکے ہوئے پیالے اٹھا کر اس نے اپنے سامنے رکھ لیے۔ جب اس نے ان پیالوں کے اوپر سے ڈھکن اٹھائے تو ایک پیالے میں خون اور دوسرے میں خشک آٹا تھا۔ عارب نے تپاس کے لباس کا وہ ٹکڑا لیا اور اسے نوچ نوچ کر وہ آٹے کے پیالے میں روئی روئی کرنے لگا۔

تپاس کے لباس کے اس ٹکڑے کو ریزہ ریزہ نوچ کر عارب نے آٹے میں ڈال دیا، پھر آٹے میں خون ڈال ڈال کر وہ اسے گوندھنے لگا، آٹا اس نے کافی سخت رکھا، پھر اس سے عارب نے ایک مورتی تیار کی جو اپنی شباہت کے لحاظ سے بالکل تپاس جیسی تھی، جب خون ملے اس آٹے سے مورتی تیار ہو گئی تو اس نے اس مورتی پر اپنا کوئی طلسم ڈالا، پھر عارب نے اس مورتی کو آتش دان کے اندر جلتی آگ میں ڈال دیا۔

رات اپنے باطن کی مخفی شرارتوں اور نخر و فراز کے ساتھ بھاگ رہی تھی۔ نگار خانہ ہستی کی ہر نقش طرازی، ہر رنگ آمیزی رات کی فتنہ شناس آنکھوں میں ڈوب گئی تھی۔

ایسے میں سکتی دیوی کے مندر میں جہاں دسارتھ اور تپاس رہتے تھے، ہولناک چیخیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ ایسا لگتا تھا، گویا کسی سے اس کی زندگی کی ساری طراوت چھین کر اس پر بدی لاد کر اسے پسپا اور رسوا کیا جانے لگا ہو۔

وہ آواز کسی جوان اور نوخیز لڑکی کی تھی جو سکتی دیوی کے پورے مندر میں گونج رہی تھی۔ اپنے کمرے میں لیٹا رشی دسارتھ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا، پھر وہ بھاگ کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہوا جہاں کہ تپاس سوتی تھی۔

دوسرے کمرے میں داخل ہوتے ہی رشی دسارتھ دنگ رہ گیا۔

اس نے دیکھا حسین تپاس چیختی چلاتی ہوئی کمرے سے باہر کو بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا۔ اس نے دیکھا تپاس کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے اسے قبر کے اندر زندہ دفن کر دیا گیا۔ ہو وہ کراہتے کراہتے تھک گیا ہو اور اس کی کراہیں سننے والوں کی ہڈیوں میں بے قراری بھرنے لگی ہوں۔

دسارتھ نے تپاس کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور انتہائی شفقت سے کہا۔

"اے میری بیٹی! تیری ساری راہیں استوار رہیں، تیرے ہونٹ لطافت بھرے، تیرا منہ نیکی وسچائی کی گفتار سے بھرا رہے، تجھے کیا ہو گیا ہے؟"

تپاس نے رو دینے کے انداز میں کہا۔

"اے میرے باپ! مجھے ملتجب دوزخ جنسی عصیان اور فحش کے مرکز کی طرف بلا رہا ہے، کسی کی مذموم سعی میرے قلب و ذہن میں مستول ہو گئی ہے۔ میری نگاہوں کی وسعتوں میں، میرے ذہن کی کشادگی میں کوئی استبلا و غلبہ مجھے پکڑنا چاہتا ہے۔ اے میرے باپ! مجھے بچا لو ورنہ میں بے موت ماری جاؤں گی۔"

تپاس اپنا آپ چھڑا کر باہر بھاگنے کی جدوجہد کر رہی تھی جبکہ دسارتھ اسے اپنے ساتھ لپٹا کر اسے اس کی مسہری کی طرف لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔

OOO

مشتاق وغواص رات، ظلم کے عصا جیسی تنگی و تاریکی میں اپنے ظاہر و باطن کی تزئین و آرائش کرتی ہوئی بھاگی جا رہی تھی۔

عارب آتش دان کے پاس بیٹھا آٹے کو خون میں گوندھ کر اپنی بنائی ہوئی اس مورتی کو آگ میں رکھے ہوئے تھا جس کے اندر اس نے حسین تپاس کے لباس کا ایک ٹکڑا ریزہ ریزہ کر کے ڈالا تھا، جب وہ آٹے کی مورتی پکنے کے قریب آتی عارب اسے پانی سے تر کر کے دوبارہ آگ میں رکھ دیتا اور ایسا وہ بار بار کر رہا تھا۔

اتنے میں عارب نے بیرونی دروازے کے قریب کھٹکا سا محسوس کیا۔ اس نے فوراً آٹے کی وہ مورتی آگ سے باہر نکال کر رکھ دی، پھر جب اس نے مڑ کر دیکھا تو یافان کمرے میں داخل ہو رہا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے نیلی دھند کی صورت میں اس کی شیطانی قوتیں بھی تھیں۔

یافان آگے بڑھا اور کمرے کے اندر لگی نشستوں میں سے ایک پر آ کر بیٹھ گیا۔ عارب اٹھا اور یافان کے سامنے آ بیٹھا۔

یافان چند ثانیوں تک غور و انہماک سے عارب کی طرف دیکھتا رہا، پھر کسی قدر طنزیہ انداز میں اس نے کہا۔ "عارب! عارب! میرے عزیز! تمہاری اس مورتی کا بنایا ہوا سارا کھیل تمام ہوا، تمہارے سارے عرفان، تمہاری ساری روشن ضمیری، تمہارے آتشی نہاد اور تمہاری ساری حیلہ گری اور جادو سازی کو تمہارے

شوکت و حشمت کو اس چالاک رشی دسارتھ نے ناکام و نامراد بنا کر رکھ دیا ہے۔ سنو عارب!
میری نیلی دھند کے ایک کارکن نے آکر مجھے بتایا ہے کہ تمہارے اس طلسمی عمل کا حسین
تپاس پر زبردست ردِعمل ہوا تھا اور وہ اٹھ کر باہر کو بھاگ کھڑی ہوئی تھی پر دسارتھ نے اسے
سنبھال لیا اور اپنی سری قوتوں کو استعمال میں لاتے ہوئے اس نے تپاس سے تمہارے طلسمی
عمل کا اثر زائل کر دیا۔ اب حسین تپاس اپنے بستر پر لیٹی آرام و سکون کی گہری نیند سو رہی
ہے اور دسارتھ اس کے پاس بیٹھا جاگ رہا ہے۔

اے عارب! گو اب بھی تمہاری یہ آٹے اور خون کی مورتی آگ میں پڑی ہوئی تھی لیکن
اس کا تپاس پر کوئی اثر نہیں ہے کیونکہ دسارتھ نے ایک جوابی عمل کر کے تمہاری ان ساری
کاوشوں کے ردِعمل کو بے اثر کر دیا ہے۔''

یافان کی گفتگو سننے کے بعد عارب چند ثانیوں تک گردن جھکائے سوچتا رہا، پھر اس نے
گردن سیدھی کی اور دم بریدہ سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتے ہوئے کہا۔ ''یافان! میرے
محترم! دسارتھ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں ہر صورت میں تپاس کو حاصل کر کے رہوں گا،
اگر میری اس خواہش میرے ان ارادوں میں دسارتھ نے رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو میں
اس کے ہر طرفہ پن اور اس کے اعلیٰ مدارج کو نحیف اور نکلا ہوا بنا کر رکھ دوں گا۔ میں اس
کی زندگی کی ساری خوش نمائی کو اونٹ کٹارے کے کانٹوں میں بدل دوں گا۔ اس کے ردِعمل
کے ہر تالاب کو سراب اور اس کی روح کی شادمانی کو بیابان و ویرانہ کر دوں گا۔ سنو بزرگ
یافان! دسارتھ جب مجھ سے ٹکرائے گا تو اس کی ساری قوتوں کو میں ٹھیکرے کی مانند خشک کر
دوں گا اور اس کی زبان تالو سے یوں چپکا دوں گا، گویا وہ اپنی جگہ پر تھی ہی نہیں۔

اے بزرگ یافان! شہد کے چھتے سے ٹپکے قطرے بڑے شیریں اور خوشنما ہوتے ہیں،
پر ان ٹپکوں اور چھتے کے اندر جب زہر گھول دیا جائے تو یہی ٹپکے کراہت آمیز و خوفناک
لگنے لگتے ہیں۔ میں ایسی ہی حالت دسارتھ کی کر دوں گا میں ہر روز تپاس کو ایک نئے کرب
اور ابتلا میں ڈالتا رہوں گا پھر دیکھوں گا دسارتھ کب تک مجھ سے اور میرے عمل سے محفوظ و
مامون رہتا ہے، ایک نہ ایک دن واجب و ناواجب، درست و نادرست رویے سے اسے
تپاس کو میرے حوالے کرنا ہی ہو گا۔''

''تپاس کی خاطر تم جو بھی قدم اٹھاؤ مجھے اس سے آگاہ رکھنا تاکہ میں اس کے مقابلے

میں تمہارا ساتھ دے سکوں۔ میں اب جاتا ہوں، تم بھی آرام کرو۔'' یافان نے اپنی جگہ پر
کھڑے ہوتے ہوئے عارب سے کہا۔

○

ایک روز جبکہ سورج کافی چڑھ آیا تھا، یوناف فونیقی قوم کے شہر ٹائر کے نواح میں ایک
ایسے بلند ٹیلے کے پاس نمودار ہوا جس پر ایک چرواہا بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے ایک لمبا عصا
رکھا تھا جبکہ نیچے وادی میں اس کا ریوڑ چر رہا تھا۔

یوناف نے دیکھا جس جگہ چرواہا بیٹھا تھا، وہاں ایک شفاف پانی کا چشمہ بھی تھا۔ یوناف
چرواہے کے قریب آیا اور اس سے پوچھا۔

''اے نیک دل چرواہے! میں اس سرزمین میں اجنبی ہوں، کیا میں اس چشمے سے پانی
پی سکتا ہوں۔''

چرواہے نے جو عمر میں 40 سے اوپر کا ہی ہو گا، ایک بار شفقت بھری نگاہوں سے
یوناف کی طرف دیکھا، پھر اس نے پدرانہ محبت سے کہا۔

''اے میرے اجنبی عزیز! ایسے چشمے تو دیوتاؤں کی دین ہوتے ہیں۔ ان پر کسی ایک کا
حق نہیں ہوتا، ہر کوئی ان سے برابر کا مستفید ہو سکتا ہے، تم کسی سے پوچھے بغیر یہاں سے
پانی پی سکتے ہو۔''

پانی پی کر یوناف اس چرواہے کے پاس آکر بیٹھ گیا اور پوچھا۔

''اے میرے عزیز! کیا تم مجھے کنعانیوں سے متعلق تفصیل سے بتاؤ گے کہ اس سے
میرے علم میں اضافہ ہو اور اگر میں ان کے اندر رہنے کا فیصلہ کروں تو مجھے ان کے مذہب
اور دیگر رسم و رواج سے آگاہی ہو۔''

چرواہے نے اپنے سامنے رکھا عصا اٹھا کر اپنے بائیں طرف رکھتے ہوئے کہا۔

''اے عزیز! پہلے تو تم اپنا نام کہو اور یہ کہو کہ تم کن سرزمینوں کی طرف سے آئے ہو۔''

جواب میں یوناف نے کہا۔

''میرا نام یوناف ہے اور میں اس وقت اکادی قوم کے شہر اکاد کی طرف سے آ رہا
ہوں۔''

چرواہے نے ذرا دیر کے لیے خاموشی اختیار کی پھر وہ دوبارہ بولا۔

”اے عزیز! اس سرزمین میں جس کے اندر تم ابھی بیٹھے ہو کنعانی آباد ہیں۔ میں بھی ایک کنعانی ہوں۔ سنو میرے عزیز! ایک طویل مدت پہلے انسانوں کا ایک سیل صحرائے عرب سے نکلا تھا، یہ لوگ خانہ بدوش[1] تھے اور بہتر چراگاہوں کی تلاش میں انہوں نے شمالی سر زمینوں کا رخ کیا تھا۔ شمال میں آ کر یہ خانہ بدوش عرب دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک حصہ ارض شام میں البقاع[2] کی وادیوں میں آباد ہو گیا۔ یہ گروہ ابھی تک وہیں آباد ہے اور ان لوگوں نے اپنے مشرق میں اکادیوں اور سمیریوں کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات قائم کر رکھے ہیں، یہاں تک کہ ان لوگوں نے اکادیوں اور سمیریوں کے ساتھ[3] شادی بیاہ کا سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے، لیکن اب اس گروہ نے آہستہ آہستہ خانہ بدوشانہ زندگی بھی ترک کر دی ہے اور یہ لوگ ارض شام کے مشہور دریا خابور کے کنارے کنارے اپنے لیے بڑے بڑے شہر[4] آباد کر رہے ہیں۔“

ذرا رک کر اس کنعانی چرواہے نے پھر کہا۔

”ہاں تو اے یوناف! میں کہہ رہا تھا کہ عربوں کے اس گروہ نے اب اپنی حالت یکسر ہی بدل لی ہے۔ وہ اب بڑے بڑے شہر آباد کر رہے ہیں اور دریائے خابور[5] سے نیچے دریائے فرات کے کنارے انہوں نے اپنا ایک مرکزی شہر بھی تعمیر کر لیا ہے، اس شہر کا نام ماری[6] ہے۔ اس شہر کے گرد انہوں نے عمدہ قسم کی سنگی فصیلیں تعمیر کی ہیں، ایسا لگتا ہے کہ ہم عربوں کا یہ گروہ طاقت ور ہونے کے بعد اپنے مشرق کی طرف بڑھے گا اور اے یوناف! تو دیکھنا ایک روز ہمارا یہ گروہ قوم اکاد اور سمیر پر حاوی[7] ہو جائے گا، آجکل

۱۔ مولینا سلیمان ندوی اپنی کتاب ارض القرآن اور فلپ کے حتی تاریخ لبنان میں اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ لوگ عرب کے صحراؤں سے خانہ بدوشی کی صورت میں نکلے اور بعد کو دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ۲۔ وادی البقاع کو مصری چونکہ امور کے نام سے پکارتے تھے لہٰذا عربوں کا جو گروہ اس وادی میں آ کر آباد ہوا اسے اس کے ہمسایہ سمیریوں نے اموری کہہ کر پکارنا شروع کیا، اسی نسبت سے تاریخ میں یہ گروہ اموری کے نام سے پہچانے جانے لگے۔ ۳۔ ماخوذ از تاریخ لبنان ۴۔ فلپ کے حتی: تاریخ لبنان اور تاریخ شام ۵۔ ارض شام کا ایک دریا۔ ۶۔ موجودہ شہر تل الحریری ہی زمانہ قدیم میں ماری کے نام سے اموریوں کا مرکزی شہر تھا۔ ۷۔ بعد کے دور میں اموری مشرق کی طرف خوب پھیلے۔ پہلے انہوں نے شام کے وسیع علاقوں پر قبضہ کر کے دمشق کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ اس کے بعد قوم اکاد کے دوسرے بڑے شہر بابل پر بھی قبضہ کر لیا اور یہاں انہوں نے بابل کی ایک علیحدہ سلطنت کی داغ بیل ڈالی۔ بابل کی تاریخ کا مشہور بادشاہ حمورابی اموریوں ہی سے تھا۔ یہ پہلا بادشاہ تھا جس نے مجموعہ قوانین جاری کیا، اس کے حالات بعد میں تفصیل سے آئیں گے۔

اس گروہ کو دوسری اقوام اموری کہتی ہیں۔

اے میرے عزیز!

یہ احوال تو تھے صحرائے عرب سے نکلنے والے عربوں کے ایک گروہ کے۔ اب میں تمہیں دوسرے گروہ کے حالات سناتا ہوں۔

جہاں پہلا گروہ اموری کہلایا، وہاں دوسرا گروہ جس سے میں تعلق رکھتا ہوں بحیرہ روم کے کنارے آ کر آباد ہو گیا۔ یہ علاقہ چونکہ دیگر علاقوں کی سطح مرتفع سے نیچا تھا اور نشیبی علاقے کو چونکہ کنعان کہتے ہیں لہٰذا دوسری اقوام میں ہم لوگ کنعانی مشہور ہو گئے۔ اموری اب بھی ریوڑ پال کر اپنی گزر بسر کرتے ہیں، اس کے علاوہ انہوں نے آشوری عربوں کی طرح کھیتی باڑی بھی شروع کر دی ہے لہٰذا اب وہ کافی خوش حال اور عسکری لحاظ سے بھی طاقتور ہو گئے ہیں۔ ہم اب نہ ریوڑ پالتے ہیں نہ ہم اموری لوگوں کی طرح کلی طور پر کھیتی باڑی پر انحصار کرتے ہیں۔ گو ہماری قوم کی بستیوں میں ریوڑ بھی پالے جاتے ہیں اور کھیتی باڑی بھی ہوتی ہے لیکن اموریوں کی طرح یہ ہماری گزر بسر کا واحد ذریعہ بھی نہیں ہیں۔

ہم لوگوں نے کشتیاں اور جہاز بنانے سیکھ لیے ہیں اور ان کی مدد سے ہم دور و نزدیک کی اقوام کے ساتھ تجارت کرتے ہیں۔ ہم دوسرے ملکوں کو لکڑی، گیہوں[1]، تیل، شراب، لوبان[2] و مسالے، پارچہ جات، دھاتی ظروف[3]، اونی و سوتی کپڑے خاص کر ارغوانی رنگ کے، آبنوس اور ہاتھی دانت کے منبت کاری کا گھریلو سامان، دھاتیں، گوند اور رال[4] برآمد کرتے ہیں اور ان کے بدلے میں دوسری اقوام سے ہم اپنی ضرورت کا سامان حاصل کرتے ہیں۔

ذرا رکنے کے بعد وہ کنعانی چرواہا پھر کہہ رہا تھا۔

”اے یوناف! ہماری بحری تجارت میں لکڑی کی برآمد ہماری آمدنی کا سب سے بڑا

۱۔ گیہوں اور تیل خود پیدا کر کے فونیقی برآمد نہ کرتے تھے، یہ دونوں چیزیں وہ فلسطین کے عربوں سے حاصل کرتے تھے اور اس کے بدلے انہیں عیش و آرائش کی چیزیں فراہم کرتے تھے۔ ۲۔ لوبان اور مسالے کاروانی تجارت کے ذریعے جنوبی عرب اور ہندوستان سے حاصل کیے جاتے تھے۔ ۳۔ بقول فلپ کے حتی کنعانی نہ صرف لوہے کو پگھلانا جانتے تھے بلکہ اس میں دوسری دھاتوں کی آمیزش سے فولاد سازی میں بھی مشاق تھے۔ ۴۔ موجودہ لبنان چونکہ کنعانیوں کے زیر اثر تھا لہٰذا صنوبر اور دیودار کے درختوں سے گوند اور رال حاصل کر کے برآمد کرتے تھے، یہ دونوں چیزیں جہازوں اور کشتیوں کو پانی سے محفوظ رکھنے کے کام آتی تھیں۔

ذریعہ ہے اور یہ لکڑی زیادہ تر صنوبر اور دیودار کی ہوتی ہے، ہماری اس لکڑی کا سب سے بڑا گاہک مصر[1] ہے اور اس لکڑی کے بدلے میں ہم مصر سے کھانے پینے کی کئی اشیا حاصل کرتے ہیں، اس کے علاوہ یہ لکڑی آشوریوں، اکادیوں، سومیریوں[2]، عیلامیوں اور حتیوں کے علاوہ سمندر پار کی اقوام[3] کو بھی جاتی ہیں۔ مصری اس لکڑی سے زیادہ تر جہاز[4]، شاہی خاندان کے تابوت[5] اور دوسرا گھریلو سامان بناتے ہیں، اس کے علاوہ یہ لکڑی معبدوں کے اندر بھی استعمال ہوتی ہے۔ پھر شیشہ[6] بھی ہماری آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اسے ہم دوسرے ملکوں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں اور پھر پارچہ[7] بافی اور ارغوانی رنگ سے بھی ہم بہت کچھ کما لیتے ہیں۔''

اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اس کنعانی چرواہے نے پھر کہا۔

ا۔ مصری آثارِ قدیمہ کا کوئی ایسا عجائب خانہ نہ ہوگا جس میں کنعانیوں کی لکڑی کے ٹکڑے نہ پائے گئے ہوں۔ (تاریخ لبنان) ۲۔ سومیریوں کے بادشاہ لوگل زگیسی اور اکادیوں کے بادشاہ سرجون اکادی کی تحریروں اور دعاؤں میں بھی لبنان اور اس کی لکڑی کا ذکر ہے۔ ۳۔ کنعانیوں کے قبرص، کریٹ، سارڈینیا، مالٹا، آئی بیریا اور دوسرے جزائر سے بھی تجارتی تعلقات تھے۔ ۴۔ مصر کے فرعون سنیفرو کی ایک دستاویز میں لبنان سے لکڑی لانے اور اس سے جہاز تیار کرنے کا ذکر ہے (فلپ کے حتی) ۵۔ سنیفرو (فرعون) کو دہشور کے جنوبی حرم میں دفن کیا گیا تھا۔ 1954ء میں کھدائی کے دوران اس کا مدفن نکل آیا تو اس میں سے لبنانی دیودار کے شہتیر برآمد ہوئے یہ شہتیر اچھی حالت میں تھے اور اب تک ستونوں کا کام دے رہے ہیں، اس کے علاوہ مصر کے ایک جواں سال ماہر آثار قدیمہ کو اس بڑے حرم کے قریب کھدائی کے بعد ایک 60 فٹ لمبی کشتی ملی جو چونے کے پتھر میں محفوظ کر دی گئی تھی اس میں سنیفرو کے بیٹے خوفو کی لاش رکھ کر دفن کے لیے لے جائی گئی تھی، یہ کشتی بھی لبنانی دیودار سے بنائی گئی تھی اور کھدائی کے وقت اس میں دیودار کی خوشبو باقی تھی۔ لبنانی دیودار کے باقیات میں اس کشتی کو دوسرا قدیم ترین اثر سمجھا جاتا ہے۔ قاہرہ کے مصری عجائب گھر میں دیودار کے متعدد تابوت بڑی اچھی حالت میں محفوظ ہیں۔ تاریخ لبنان۔ ۶۔ کنعانیوں نے جن فنون میں بہت اونچا مقام حاصل کیا! ان میں ایک شیشہ گری بھی تھا۔ کلاسیکی روایات کے مطابق شیشہ گری کا سہرا انہی کے سر ہے۔ کچھ محققین کا خیال یہ بھی ہے کہ شیشہ مصریوں کی ایجاد ہے۔ ۷۔ کاتنے اور بننے کا فن ابتدا ہی میں رائج ہو گیا تھا کنعانیوں کے شہروں کی کھدائی کے دوران جو مختلف اشیاء برآمد ہوئی ہیں، ان میں تکلے کے چھوٹے چھوٹے حلقے جو پتھر اور مٹی سے بنائے گئے ہیں اور پتھر اور مٹی کے وہ اوزان جن سے کپڑا بنتے وقت کام لیا جاتا تھا۔ کنعانی چونکہ عرب تھے اور عربی میں کپاس کو قطن بولتے ہیں لہٰذا بعد کے دور میں کنعانیوں کا یہی قطن یونانیوں کے توسط سے انگریزی زبان میں داخل ہوا اور انہوں نے اسے قطن کی نسبت سے COTTON کاٹن کہنا شروع کر دیا۔ زمانہ قدیم میں کنعانی ریشم سازی سے بھی واقف تھے اور یہ ریشم وہ خود بخود پیدا ہونے والے ریشم کے کیڑوں سے حاصل کرتے تھے۔ (تاریخ لبنان)

''اے میرے اجنبی عزیز! میں یہاں تمہیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ شیشہ گری اور ارغوانی رنگ کی صنعت ہماری اپنی ہی ایجاد ہے اور ہم نے ہی اسے ترقی دی ہے۔ شیشہ گری سے متعلق ہمارے ہاں ایک روایت ہے کہ ہمارے کچھ تاجر جو تجارت کی غرض سے مصر گئے تھے، واپس لوٹتے ہوئے انہوں نے کملہ شہر کے قریب اپنے جہاز روک دیئے اور ساحل پر کھانا تیار کرنے کے لیے انہوں نے پڑاؤ کیا، جب ساحل پر چولہے بنانے کے بعد کھانا تیار کر کے وہ کھا بھی چکے تو اپنے برتن وغیرہ سمیٹ کر جہازوں میں رکھنے لگے تو جس جگہ انہوں نے چولہے بنائے تھے وہاں انہیں مٹی کے ڈھیلوں کے اندر شورے کی صاف رگیں دکھائی دیں کیونکہ کھانا بنانے کے لیے انہوں نے جو مٹی چولہوں کے لیے استعمال کی تھی، اس کے اندر شورہ تھا۔

اس انکشاف پر وہ تاجر بے حد خوش ہوئے۔ انہوں نے وہیں شورے کو پگھلا کر جب ساحل کی ریت کو شامل کر لیا تو شیشہ[1] تیار ہو گیا۔ اس وقت سے ہم کنعانی مصری اور دوسری اقوام کو شیشہ برآمد کرتے ہیں اور اب تو ہم نے شیشوں کو رنگ دینے کے فن میں بھی خوب دسترس حاصل کر لی ہے اور اس سے ہم مختلف اقسام کے برتن بھی تیار کرتے ہیں۔ ہماری ارغوانی رنگ کی صنعت بھی اپنے عروج پر ہے۔ یہ رنگ بھی ہم دوسری اقوام کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں اور اس ارغوانی رنگ کو ہم سمندر کی ایک قسم کی مچھلی[2] سے حاصل کرتے ہیں۔''

یوناف نے چرواہے کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

''اے عزیز! میں دیکھتا ہوں تم چرواہے ہو لیکن تمہارا علم بڑا وسیع ہے، کیا تم مجھے

ا۔ رنگین شیشہ بھی کنعانیوں کی ایجاد ہے۔
۲۔ یہ رنگ صدف نما ایک مچھلی سے حاصل ہوتا تھا۔ یہ مچھلی چونکہ چھوٹی ہوتی تھی اور اس سے چند قطرے ہی رنگ کے نکلتے لہٰذا یہ رنگ بہت مہنگا تھا اور پھر اس پر محنت و مشقت بھی بہت آتی تھی، بعد کے دور میں یونانی اساطیر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب ہیلن ٹرائے پہنچ گئی تو ایک روز وہ ساحل پر ٹہل رہی تھی کہ اس نے دیکھا کہ اس کا کتا ایک صدف نما مچھلی پکڑ کر کھا گیا ہے اور اس کی وجہ سے کتے کا منہ گہرا ارغوانی ہو گیا تھا، ہیلن کو یہ رنگ ایسا بھلا لگا کہ اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص میری نظر لطف کا خواہاں ہو، وہ سب سے پہلے اس رنگ کا لباس میری نذر کرے۔ صور شہر کا ارغوانی رنگ سب سے مشہور تھا، ہیلن آف ٹرائے کے حالات اگلے صفحات میں تفصیل سے آئیں گے۔

کنعانیوں کے دیوی دیوتاؤں کے متعلق بھی معلومات فراہم کرو گے؟''

چرواہے نے بڑی فراخدلی سے کہا۔

''کیوں نہیں، سنو! میں تمہیں تفصیل سے بتاتا ہوں۔''

ہم کنعانیوں کا سب سے بڑا دیوتا ایل[1] ہے اور اس کی ساتھی اور سب سے بڑی دیوی کا نام اشیرت ہے۔ ایل کو ہم خالق و معبود مانتے ہیں۔ اسے تمام دیوتاؤں کا باپ سمجھتے ہیں اور بت خانوں اور معبدوں میں اسے سب سے اونچی جگہ رکھا جاتا ہے۔ اس کی مورتی اور بت ایسے بنائے جاتے ہیں گویا یہ بہت بوڑھا ہو چکا ہو۔ ہمارا دوسرا بڑا دیوتا بعل[2] ہے اور اس کی ساتھی اور دوسری بڑی دیوی عشار ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے دیوتا ہیں مثلاً ہدد طوفان کا دیوتا۔ اشمون[3] علاج و شفا کا دیوتا ہے۔ رشف[4]، آگ، روشنی اور موت کا دیوتا ہے۔ وجون[5] غلے اور اناج کا دیوتا ہے۔ میں یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہماری سب سے محترم اور عزیز دیوی عشار[6] جو بعل دیوتا کی ساتھی جانی جاتی ہے، یہ بیک وقت، زندگی بخش و زندگی کش ہونے کے علاوہ محبت اور جنگ کی بھی دیوی ہے۔ ہماری ایک اور دیوی بھی ہے جس کا نام عنت[7] ہے۔ یہ بھی عشار کی طرح مختلف اوصاف کی مالک ہے اور اسے خاتون آسمان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بعل دیوتا کی بہن خیال کی جاتی ہے۔''

[1] ۔ایل کا لفظ خدا کی ذات کے لیے استعمال ہوتا تھا جیسے اسماعیل (اسمع ایل) بمعنی خدا کی باتیں سننے والا۔ اسی طرح جبرائیل، میکائیل وغیرہ۔ بعد میں لوگوں نے اس نام کے بت بنا کر ان کی پوجا شروع کردی۔ ایل عبرانی اور عربی دونوں میں استعمال ہوا ہے اور عربی میں اسی لفظ ایل سے الہ کا لفظ نکلا۔

[2] ۔بعل دیوتا شہروں کا محافظ تھا۔ اس کے علاوہ بارشیں اور فصلیں بھی اسی کے اختیار میں سمجھی جاتی تھیں کنعانیوں کی ندیوں، دریاؤں کا نگران بھی تھا اور خیال کیا جاتا تھا کہ جشن منانے سے یہ خوش ہوتا ہے اور قربانیاں اس کے دل میں لطف و رحم پیدا کرتی ہیں۔

[3] ۔اشمون دیوتا کی صیدا شہر میں بطور خاص پوجا کی جاتی تھی۔ اس کا بڑا معبد بھی یہیں تھا، اس دیوتا کا نشان یہ تھا کہ اس کے ہاتھ میں جو عصا ہوتا تھا اس پر دو سانپ کنڈلی مارے بیٹھے ہوئے تھے۔ آجکل بھی اسی کو طب کا نشان مانا جاتا ہے۔ سومیری تو ئم کے ایک علاج و شفا کے دیوتا کا بھی یہی نشان تھا۔

[4] ۔رشف کے معنی روشنی کے ہیں۔ بابل کے اموری فاتح بھی اس دیوتا کی پوجا کرتے تھے۔ فلسطین کا موجودہ شہر ارسوف اسی دیوتا کا بگڑا ہوا نام ہے۔ اسی لیے موجودہ اسرائیلی حکومت نے اس کا نام بدل کر رشف رکھ دیا ہے۔

[5] ۔کنعانیوں کے اس دیوتا کو بعد میں فلسطینیوں نے اپنا قومی دیوتا مان لیا تھا۔

[6] ۔عشار دیوی کی حیثیت وہی تھی جو یونانیوں کے ہاں وینس (زہرہ دیوی) کی تھی۔

[7] ۔عنت کو ایک دوشیزہ مانا جاتا تھا اور اسے سخت جنگجو سمجھا جاتا تھا۔

یوناف نے پوچھا۔ ''مجھے اگر کنعانیوں کے معبدوں اور ان کے بتوں کو دیکھنا ہو تو مجھے کس کس شہر کا رخ کرنا چاہیے؟''

کنعانی چرواہے نے کچھ سوچا، پھر اس نے کہا۔

''اگر تم میری قوم کے معبدوں کی عظمت و سطوت دیکھنے کے خواہشمند ہو تو پھر اغاریت[1]، جبلہ، ٹائر اور سیدون کا رخ کرو کہ جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا ہے یہ تمہیں وہاں عملی صورت میں دیکھنے کا موقع ملے گا۔

سنو میرے عزیز! اگر میری مانو تو سب سے پہلے شہر اغاریت کا رخ کرو، وہاں بعل اور وجون دیوتاؤں کے سب سے بڑے معبد ہیں۔''

اس کنعانی چرواہے کا شکریہ ادا کرنے کے بعد یوناف وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ چرواہا اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا ہے تو وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔

○

تھوڑی ہی دیر بعد لاذقیہ[2] کے شمال میں راس الشمرہ[3] کے پاس یوناف اغاریت شہر میں داخل ہوا۔ جب وہ اس جگہ آیا جہاں پر بعل اور وجون دیوتاؤں کے معبد تھے تو ابلیکا نے

[1] ۔اغاریت شہر 1929ء میں کھدائی کے دوران نمودار ہوا۔ اتفاق سے ایک شاہی دہقان کو ایک ٹیلے پر ایک قدیم شے مل گئی جسے راہنما بنا کر ایک فرانسیسی ماہر آثار قدیمہ نے اس ٹیلے کی کھدائی کا کام شروع کر دیا جس سے اغاریت کے کھنڈر نمودار ہوئے اور اس شہر سے کنعانی ادب کا ایک اہم حصہ دستیاب ہوا۔ ان کھنڈرات میں بعل اور وجون کے معبدوں کے نشانات بھی ملے ہیں جو چیزیں یہاں سے دستیاب ہوئی ہیں، ان میں سب سے زیادہ قیمتی مٹی کی وہ لوحیں ہیں جن پر تحریریں ثبت ہیں، یہ تختیاں ایک معبد کے حلقے سے ملی ہیں۔ ان میں کچھ تحریریں صحیفہ ایوب علیہ السلام سے فکری اور اسلوبی لحاظ سے مشابہت رکھتی ہیں۔ الفاظ اور ادبی وضع و ترتیب میں یہ تحریریں عبرانی ربط سے مطابقت رکھتی ہیں۔ اغاریت اپنے زمانہ عروج میں ایک بہترین تجارتی منڈی اور بندرگاہ تھی۔ کنعانی ادب میں جو بہترین چیزیں تھیں، وہ بعد کے دور میں عبرانیوں اور ان کے دیگر ہمسایوں نے اپنے مقدس نوشتوں اور تحریروں میں محفوظ کر لیں۔ اس امر کی تصدیق ان حکیمانہ اقوال سے ہوتی ہے جو امثال زبور اور غزل الغزلات میں مستعار لیے گئے ہیں۔

[2] ۔کرہ ارض کے کنارے انطاکیہ کے جنوب میں یہ شہر اب بھی ہے۔

[3] ۔لاذقیہ کے شمال میں راس الشمرہ ہے جس کے کنارے قریب ہی کنعانیوں کا قدیم شہر اغاریت تھا۔ اغاریت کے معنی کھیت کے ہیں۔

اس کی گردن پر اپنا حریری لمس دیا، ساتھ ہی اس کی کسی قدر سنجیدہ آواز ابھری۔

"یوناف ! یوناف ! قریہ قریہ اور نگر نگر کی سیاحی اب ختم کرو۔ حالات پھر تمہارا امتحان لینے کے در پے ہیں۔ وقت کی پکار نے ایک بار پھر تمہیں آواز دی ہے۔ آؤ دونوں مل کر اس پکار کا جواب دیں۔ اس آواز پر پورے اتریں۔"

یوناف ایک جگہ رک گیا اور فکرمند آواز میں اس نے پوچھا۔

"ابلیکا ! ابلیکا ! میری عزیزہ ! کن حالات نے مجھے آواز دی ہے اور اخاریت سے نکل کر مجھے کدھر کا رخ کرنا ہوگا۔"

ابلیکا کی آواز پھر یوناف کے کانوں میں پڑی۔

"یوناف ! یوناف ! ہندوستان کے شہر موہنجوداڑو کے اندر یافان ، عارب، بیوسا اور نبیطہ اکٹھے ہو کر سرگرم عمل ہوگئے ہیں۔ یافان نے ملیتا کی روح کو ایک چیتے پر وارد کر دیا ہے جس کی وجہ سے اس چیتے نے موہنجوداڑو اور اس کے نواحی علاقوں میں خوف و ہراس اور تباہی پھیلا دی ہے۔ ایسا کر کے یافان موہنجوداڑو کے بادشاہ جس کو راجن کہتے ہیں، کی نگاہوں میں عزت و وقار حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ موہنجوداڑو میں اب یہ بات عام ہوگئی ہے کہ یہ چیتا نما کوئی بدروح ہے، اسی لیے یہ کسی کے قابو میں نہیں آتا، لہٰذا یافان خود ہی اس پر قابو پا کر وہاں کے راجن اور عوام کی نگاہوں میں قدر و منزلت حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

یہ تو ہے یافان کی حالت!

اب عارب کی سنو۔ یوناف! موہنجوداڑو شہر میں دریائے نیلاب کے کنارے سکتی دیوی کا ایک مندر ہے۔ اس مندر کی ایک دیوداسی ہے جو بے حد حسین اور پر کشش ہے۔ عارب اس پر فریفتہ ہو گیا ہے اور اسے حاصل کرنا چاہتا ہے، اس دیوداسی کا نام تپاس ہے۔ عارب نے آٹے اور خون میں تپاس کا لباس کا ایک ٹکڑا ملا کر تپاس کی ایک مورتی تیار کی ہے جس پر سحر کر کے وہ تپاس کو ہر روز ایک نئی اذیت میں مبتلا کرتا ہے لیکن اس مندر کا ایک رشی دسارتھ ہے، وہ اب تک تپاس کو سنبھالے ہوئے ہیں، پر اب خدشہ ہے کہ عارب اس رشی کے خلاف بھی حرکت میں آ جائے گا۔ اس طرح اگر وہ رشی مارا گیا تو حسین تپاس بے چاری عارب کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن کر رہ جائے گی۔"

ابلیکا تیزی سے کہتی جا رہی تھی۔

"سنو یوناف ! میں تمہیں تپاس کے حالات بھی تفصیل سے بتادوں تاکہ وہاں کے سارے حالات پر قابو پانے میں تمہیں آسانی رہے۔ یہ حسین تپاس اصل میں ایک راج کماری ہے۔ موہنجوداڑو کے دو ہمسائے راجن آپس میں لڑ پڑے۔ جب ان دونوں کی جنگ نے طول پکڑا تو موہنجوداڑو کے راجن نے مداخلت کی اور جس راجن نے زیادتی کی تھی، اس کی بیوی یرغمال کے طور پر موہنجوداڑو میں اپنے ایک سردار کے حوالے کر دی۔ راجن کی یہ بیوی پہلے سے حاملہ تھی لہٰذا اس سردار نے اسے اپنی بہن بنا کر اپنے پاس رکھ لیا، راجن کی اس بیوی کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی جس کا نام تپاس رکھا گیا۔ پر جلد ہی تپاس کی ماں اور موہنجوداڑو کا وہ سردار جس نے تپاس کی ماں کو اپنی بہن بنا کر پاس رکھا تھا، یکے بعد دیگرے موت سے ہمکنار ہوگئے لہٰذا سکتی دیوی کے مندر میں رہنے والے ایک رشی دسارتھ نے تپاس کی پرورش کی۔ اب تپاس جوانی کی حدود میں داخل ہو چکی ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ انتہائی حسین اور پر کشش ہے۔

یوناف نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

"تو اے رفیقہ ! اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

ابلیکا کی آواز پھر یوناف کے کانوں میں گونجی۔

"یوناف ! یوناف ! تم فوراً موہنجوداڑو کی طرف کوچ کر جاؤ۔ وہاں یافان نے ملیتا کی روح سے کام لیتے ہوئے جو تباہی پھیلا رکھی ہے اس کا خاتمہ کر دو۔ اس کے علاوہ عارب نے دسارتھ اور تپاس پر جو آلام و ابتلا کی شروعات کر رکھی ہیں، انہیں بھی ختم کر دو۔ نیک بنو، نیکی پھیلاؤ، کہ یہی زندگی ہے میرے عزیز!

سنو یوناف ! موہنجوداڑو میں داخل ہونے کے بعد تم واں کے راجن کے سامنے پیش ہو اور اسے یقین دلاؤ کہ جس روح نے اس چیتے کی صورت میں تباہی پھیلا رکھی ہے، تم اس پر قابو پا سکتے ہو، تمہارے اس فیصلے سے وہ راجن بے حد خوش ہوگا اور جب تم واقعی اس چیتے سے وہاں کے لوگوں کو نجات دلا دو گے تو راجن کے بعد سب سے زیادہ قدر و منزلت تمہاری ہوگی۔ پھر تم تپاس کی اور دسارتھ کی بھی مدد کرو اور تپاس کو عارب کی اذیت سے نجات دلاؤ۔"

جواب میں یوناف بڑی نرمی و انکساری سے بولا۔

"اے میری رفیقہ! میں تمہارے کہنے پر ضرور عمل کروں گا، تم بے فکر ہو جاؤ۔ میں ہر صورت میں یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ کے خلاف حرکت میں آؤں گا اور ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دوں گا۔"

O

موہنجوداڑو کا راجن اپنے ایوان میں بیٹھا تھا، اس کے سامنے اس کے مشیر اور رشی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے تھے

ایوان میں سکوت تھا اور راجن انتہائی غضب اور غصے کی حالت میں تھا، اس لیے کہ چیتے نے دو ماہی گیروں کو ختم کر دیا تھا، ابھی تک کوئی بھی اس پر قابو نہ پا سکا تھا۔

اتنے میں ایوان کا ایک منتظم اندر آیا اور راجن کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

"اے راجن! دور دیس سے ایک اجنبی آیا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے، وہ دعویٰ کرتا ہے کہ جس چیتے نے یہاں تباہی پھیلا رکھی ہے اس کا وہ خاتمہ کر سکتا ہے۔"

راجن نے غضب ناک حالت میں کہا۔

"ایسا کوئی جوان اگر آیا ہے تو اسے باہر کیوں روک دیا گیا ہے، اسے فی الفور اندر لایا جائے۔" منتظم باہر نکل گیا، جب وہ دوبارہ ایوان کے اس کمرے میں داخل ہوا تو یوناف بھی اس کے ہمراہ تھا۔

راجن نے چند ثانیوں تک سر سے پاؤں تک تعجب سے یوناف کی طرف دیکھا، پھر اس نے اس سے پوچھا۔

"اے اجنبی جوان! تیرا نام کیا ہے اور کس سرزمین سے تیرا تعلق ہے۔"

بڑی عاجزی اور انکساری سے یوناف نے جواب دیا۔

"اے راجن! میرا نام یوناف ہے، تھوڑی ہی دیر ہوئی کہ میں اس شہر میں داخل ہوا ہوں، میں دور مغرب میں کنعانیوں کے شہر اغاریت سے آیا ہوں۔ اے راجن! شہر میں داخل ہونے کے بعد مجھے خبر ہوئی کہ ایک چیتے کی صورت میں کوئی عفریت ہے جس نے اس شہر میں اور اس کے گرد و نواح میں تباہی پھیلا رکھی ہے۔ میں اس عفریت پر قابو پا کر یہاں کے لوگوں کو اس سے نجات دلانا چاہتا ہوں۔"

راجن نے ایک خالی نشست کی طرف اشارہ کیا اور یوناف وہاں بیٹھ گیا۔ اسے مخاطب

کرتے ہوئے راجن نے پھر پوچھا۔

"اس عفریت نما چیتے پر قابو پانے کے لیے اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو کہو، اگر تم اپنے ساتھ مسلح جوان چاہتے ہو تو ان کا بندوبست بھی کیا جا سکتا ہے۔"

یوناف نے کہا۔

"مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، میں اکیلا اور آج ہی اس عفریت پر قابو پا لوں گا۔"

اس موقع پر وہاں موجود رشی وسارتھ نے یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے نیک دل اجنبی جوان! یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم یہاں اس شہر کے سب سے قدیم علوم کے ماہر اس چیتے کو زیر کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن کسی کو کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر تم اکیلے بھی ہو، پھر تم آج ہی اس عفریت پر کیسے اور کیونکر قابو پا لو گے جبکہ اس شہر میں تم اجنبی بھی ہو۔"

اس موقع پر ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"یوناف! یوناف! یہی وہ رشی وسارتھ ہے جس نے حسین تپاس کی پرورش کی ہے۔ یہ بہت اچھا اور نیک دل انسان ہے۔ یہ تپاس کے ساتھ شکتی دیوی کے مندر میں رہتا ہے اور ابھی تک اس نے حسین تپاس کو عارب کی گرفت سے دور رکھا ہوا ہے۔ ورنہ اب تک تپاس کو عارب اپنے قابو میں کر چکا ہوتا۔"

ابلیکا کی بات ختم ہوئی تو یوناف نے غور سے رشی وسارتھ کی طرف دیکھا پھر کہا۔

"اے رشی وسارتھ! کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جو کسی کے مقدر میں لکھ دیئے جاتے ہیں، ایسا سمجھو کہ اس عفریت کا خاتمہ بھی میرے مقدر میں لکھا ہوا ہے۔"

رشی وسارتھ نے بڑی فراخدلی اور بشاشت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اے اجنبی جوان! اگر ایسا ہے تو اس شہر میں ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور اس وقت کا بے چینی سے انتظار کریں گے جب تم اس عفریت نما چیتے کو زیر کر لو گے۔"

یوناف جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ راجن نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اے یوناف! اس شہر میں تم کہاں ٹھہرے ہو۔ اگر تم نے کہیں قیام نہیں کیا تو تم میرے اس شاہی ایوان میں ایک معزز مہمان کی حیثیت سے رہو۔"

یوناف نے جواب میں کہا۔

"اگر رشی وسارتھ برا نہ مانیں تو میں ان کے ساتھ سکتی کے مندر میں رہنا پسند کروں گا۔"
وسارتھ نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
"تمہارا ہمارے ساتھ سکتی دیوی کے مندر میں رہنا نہ صرف ہمارے لیے باعث فخر ہوگا بلکہ ہمیں ایک طرح کی روحانی آسودگی بھی ہوگی۔"
یوناف اٹھ کھڑا ہوا اور راجن سے کہا۔
"تو پھر مجھے اجازت دیں کہ میں رشی وسارتھ کے ساتھ سکتی دیوی کے مندر میں جاؤں اور وہاں سے اپنے کام کی ابتدا کروں۔"
راجن نے کہا۔
"اس چیتے نے آج ہی دو ماہی گیروں کو پکڑ مارا ہے اور دریا کے کنارے اس کے پنجوں اور اس کے بھاگنے کی سمت کو ٹھیکرے رکھ کر محفوظ کر دیا گیا ہے، اگر تم چاہو تو ان نشانات سے بھی فائدہ اٹھا کر اس عفریت تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکتے ہو۔"
یوناف نے کہا۔
"آپ بے فکر رہیں، میں ایسے نشانات کی کوئی مدد نہیں چاہتا۔ آپ دیکھیے گا، میں اس چیتے پر ایسی گرفت کروں گا کہ اس کا میرے ہاتھوں بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا، میں امید رکھتا ہوں کہ آنے والی رات کو میں یہ کام کر دکھاؤں گا۔"
راجن یوناف کی گفتگو پر مطمئن ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر اپنی نشست کے عقبی حصے میں پردے کے پیچھے چلا گیا۔ جبکہ اس کے سامنے بیٹھے ہوئے سارے مشیر اور رشی ایوان سے باہر نکل رہے تھے۔
ایوان سے باہر آ کر رشی وسارتھ ایک جگہ رک گیا۔ شاید وہ یوناف کا انتظار کر رہا تھا۔
اتنے میں یوناف اس کے قریب آیا اور بولا۔
"اے رشی وسارتھ! تمہارے راجن کے سامنے تو میں نے کھل کر بات نہیں کی لیکن میں تم سے کہہ دوں میں صرف دو کاموں کی غرض سے اس شہر میں داخل ہوا ہوں، ایک اس عفریت نما چیتے کا خاتمہ، دوسرے تپاس کو اس اذیت سے نجات جس میں وہ روزانہ مبتلا کر دی جاتی ہے۔"
رشی وسارتھ نے حیرت و تعجب سے یوناف کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

"اے یوناف! میں حیران و پریشان ہوں کہ تم تپاس کو کیسے اور کیونکر جانتے ہو اور کس طرح تمہیں یہ خبر ہوئی کہ وہ ہر روز ایک اذیت میں مبتلا کر دی جاتی ہے۔"
یوناف نے اس کی ڈھارس بندھائی اور کہا۔
"تم حیران و پریشان نہ ہو رشی وسارتھ! میرے پاس کچھ ایسی قوتیں ہیں جو مجھے کچھ برائی کرنے والوں کی برائی سے آگاہ کرتی ہیں اور اس طرح میں اس برائی کے پیچھے پڑ جاتا ہوں۔ اس چیتے اور تپاس کی خبر بھی مجھے اس نے کی لہذا میں یہاں پہنچ گیا اور اب تم دیکھو گے کہ میں کیسے ان دونوں کاموں کو احسن طریقے سے سرانجام دیتا ہوں۔
سنو رشی وسارتھ! مجھ سے کوئی بات چھپا کر نہ رکھنا، یہ بھی یاد رکھنا کہ مجھے یہ بھی علم ہے کہ تپاس کسی عام آدمی کی نہیں بلکہ ایک ہمسائے راجن کی بیٹی اور راج کماری ہے، تم اسے سکتی کے مندر سے باہر نہیں نکلنے دیتے!"
"اور سنو رشی وسارتھ! اس کے علاوہ تپاس خود بھی احتیاط برتتی ہے تا کہ اس کا چہرہ دیکھ کر کوئی اس پر فریفتہ نہ ہو جائے کیونکہ وہ انتہائی خوبصورت ہے۔ تم نے لوگوں میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ وہ ایک غریب آدمی کی بیٹی ہے اور یہ کہ اس کا باپ مر چکا ہے اور تم نے اسے پالا ہے، پر سن رکھو! میں تو جانتا ہوں کہ وہ ایک انتہائی خوبصورت راجکماری ہے کہ راجن کو اس کی خبر ہو گئی تو وہ ضرور اسے اپنے ایوان میں بلکہ اپنے حرم میں داخل کر لے گا۔ کیا میرا اندیشہ درست نہیں ہے وسارتھ!"
وسارتھ نے خوفزدہ اور بدحواس آواز میں کہا۔
"اے میرے عزیز! تمہارا ہر اندیشہ درست اور تمہاری ہر بات حقیقت پر مبنی ہے، پر میری تم سے بنتی ہے کہ اس راز کو راز ہی رہنے دینا۔ اگر تپاس کو کسی اور نے لے لیا تو میں زندہ نہ رہ سکوں گا، اس لیے کہ میں اسے سگی بیٹیوں جیسا پیار کرتا ہوں۔"
یوناف نے وسارتھ کی ڈھارس بندھائی۔
"رشی وسارتھ! مطمئن رہو۔ یہ راز راز ہی رہے گا اور اگر کسی دوسرے نے بھی اس راز کو فاش کرنے کی کوشش کی تو میں تمہاری اور تپاس کی سلامتی کے پیش نظر اس کے خلاف بھی حرکت میں آ جاؤں گا۔"
وسارتھ نے آگے بڑھ کر یوناف کا ہاتھ تھام لیا اور کہا۔

"آؤ میرے ساتھ، تپاس تم سے مل کر بے حد خوش ہوگی۔"

یوناف چپ چاپ رشی وسارتھ کے ساتھ ہولیا۔ دونوں کا رخ سکتی کے مندر کی طرف تھا۔

○

یوناف کو لے کر رشی وسارتھ سکتی کے مندر میں داخل ہوا اور جو دو کمرے اس کے اور تپاس کے استعمال میں تھے، ان میں سے ایک کمرے میں یوناف کو بٹھانے کے بعد اس نے کہا۔

"یوناف! یوناف! تم تھوڑی دیر یہاں بیٹھو۔ میں تپاس سے سارے حالات کہتا ہوں، پھر اسے ساتھ لے کر یہاں آتا ہوں۔ بے شک وہ تمہارے متعلق سن کر بے حد خوش ہوگی۔"

یوناف کو وہاں بٹھانے کے بعد وسارتھ وہاں سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وسارتھ دوبارہ اس کمرے میں داخل ہوا۔ اس بار اس کے ساتھ تپاس بھی تھی۔ وہ دونوں یوناف کے سامنے بیٹھ گئے، پھر یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے وسارتھ نے کہا۔

"یوناف! یوناف! یہ تپاس ہے۔ میں نے تم سے متعلق سارے واقعات اس سے کہہ دیئے ہیں۔ تمہارے متعلق سن کر یہ بے حد خوش ہوئی اور اسے اُمید ہے کہ یہاں کے لوگوں کو چیتے سے نجات مل جائے گی اور جس اذیت میں یہ خود مبتلا ہے اس سے بھی اس کی جان چھوٹ جائے گی۔"

یوناف نے کہا۔

"تپاس نے جو کچھ میرے متعلق اندازہ لگایا ہے امید ہے اس کی خواہشوں اور امیدوں کے مطابق میں ضرور ان پر پورا اتروں گا۔

میں آج رات ہی حرکت میں آؤں گا، چیتے کا بھی خاتمہ کر دوں گا اور اس شخص پر بھی ضرب لگاؤں گا جو تپاس کو اس اذیت میں مبتلا کر رہا ہے۔"

"کیا آپ اسے جانتے اور پہچانتے ہیں جس نے مجھے اس سحری اذیت میں مبتلا کر

رکھا ہے۔"

ایک عزم کے ساتھ یوناف نے کہا۔

"ہاں۔ میں اسے خوب اچھی طرح جانتا ہوں اور پہچانتا ہوں جس نے تمہیں ایک سحری طلسم میں ڈال رکھا ہے۔ اس کا نام عارب ہے اور وہ اس شہر میں تین منہ کی مورتی والے مندر میں یافان، بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ رہتا ہے اور اس کام میں یافان، بیوسا اور نبیطہ بھی اس کے مددگار ہیں۔ میں عارب اور یافان دونوں کے مکروہ عزائم سے خوب واقف ہوں اور مجھ سے بہتر ان دونوں کو کوئی نہ جانتا ہوگا۔ یہ دونوں ہی ابلیس کے گماشتے ہیں اور ہر وہ کام کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں جس میں انسانوں کی بھلائی کے بجائے نقصان ہی نقصان ہو۔"

ذرا رک کر یوناف نے اپنے لباس کے اندر سے لوہے کا ایک کیل نکالا اور وسارتھ کو دیتے ہوئے اس نے کہا۔

"اے میرے بزرگ! یہ ایک ایسا کیل ہے جس پر میں نے اپنا سحری عمل کر دیا ہے رات کے وقت جب تپاس اذیت میں مبتلا ہو تو اس کو پلنگ پر لٹا دینا اور اس کے لباس کا کوئی بھی حصہ پلنگ کی کسی بھی جگہ پر رکھ کر یہ کیل اس میں ٹھونک دینا اور پھر ردعمل کے طور پر دیکھنا کہ اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔

اس کیل کے ٹھکنے سے تپاس تو ٹھیک ہو جائے گی لیکن عارب ضرور اس کی وجہ سے ایک کرب اور اذیت میں مبتلا ہو جائے گا اور اسے یہ احساس ہو جائے گا کہ اس شہر میں اس کے خلاف بھی حرکت میں آنے والا کوئی ہے۔

میں اب اس عفریت نما چیتے کی تلاش میں جا رہا ہوں، اگر میں جلد لوٹ آیا اور تپاس یہاں میری موجودگی میں کسی اذیت میں مبتلا ہوئی تو میں یہ کیل خود ٹھونک لوں گا اور اگر مجھے تاخیر ہوگئی تو یہ کیل آپ بے دھڑک ہو کر ٹھونک دینا، اس کے بعد جو بھی حالات ہوں گے میں ان سے نمٹ لوں گا۔"

وسارتھ نے ہمدردی اور شفقت سے کہا۔

"اب جبکہ سورج غروب ہونے والا ہے اور ابھی اندھیرا پھیل جائے گا تم رات کی تاریکی میں اس ہولناک چیتے کو کہاں تلاش کرتے پھرو گے ایسا نہ ہو کہ کہیں بے خبری میں تم

پر حملہ آور ہو کر تمہیں نقصان پہنچا دے۔"

یوناف نے ایک گہرے اور مضبوط عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر مند نہ ہوں، رشی وسارتھ! میری سری قوتیں بھی حرکت میں ہوں گی اور وہ مجھے چیتے کی ہر حرکت سے آگاہ کرتی رہیں گی۔ مجھے امید ہے کہ آج رات کے پہلے حصے میں ہی میں اس چیتے کو زیر کر کے رکھ دوں گا۔"

دیکھو رشی وسارتھ! تم جانو تین منہ کی مورتی میں قیام کرنے والا یافان ایک ہولناک مردہ ہے، اس نے اپنی طرف سے اس چیتے پر ایک روح طاری کر رکھی ہے۔ یہ روح انتہائی خونخوار و آدم خور جوان ملیتا کی ہے اور وہی اس چیتے کو حرکت میں لا کر اس سے حیرت انگیز کام کراتی ہے اور پھر تعاقب کرنے والوں کی نگاہوں سے اوجھل کر دیتی ہے۔ اس طرح وہ چیتا ہر واردات کے بعد محفوظ رہتا ہے۔

"تو اس کا مطلب ہے یوناف! کہ تمہیں بیک وقت دو قوتوں سے ٹکرانا ہو گا۔ ایک بذات خود چیتا اور دوسری ملیتا کی روح جو یافان نے اس پر طاری کر رکھی ہے، میرے خیال میں تو یہ ایک بے حد دشوار کام ہے، اگر ایسا ہی تھا اور تمہیں سارے حالات کی خبر تھی تو کیوں تم نے راجن کے آگے اس چیتے کو آج ہی ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تو راجن یقیناً تم سے خفا ہو گا۔ ہو سکتا ہے اس دعوے میں ناکامی کے بعد وہ تمہارے لیے کوئی سزا تجویز کر دے۔"

یوناف کی ساری گفتگو سننے کے بعد رشی وسارتھ نے مایوسی اور فکر مندی کی حالت میں اس سے کہا تھا۔

اس موقع پر یوناف کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس کے بولنے سے پہلے حسین تپاس نے اسے مخاطب کیا اور کہا۔

"کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ تھوڑی دیر اور یہاں بیٹھیں اور کھانا کھا کر جائیں، میں تھوڑی دیر میں کھانا تیار کر لیتی ہوں۔"

یوناف اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور بولا۔

"میں اب چلتا ہوں، کھانا تو میں واپس آ کر ہی کھاؤں گا۔"

ذرا رک کر یوناف نے رشی وسارتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کسی فکر میں نہ پڑیں، میں بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب لوٹوں گا۔"

پھر یوناف اس کی طرف سے کسی جواب کا انتظار کرنے کے بعد باہر نکل گیا۔

○

سکتی دیوی کے مندر سے نکلنے کے بعد دریائے نیلاب کے کنارے ایک ویران جگہ پر آ کر یوناف نے ہلکی ہلکی آواز میں پکارا۔

"ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو؟"

تھوڑی ہی دیر بعد ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

"اے میرے حبیب! میں یہیں ہوں، تم فکر مند نہ ہو۔ میں سارے احوال جان چکی ہوں، جن کی تم مجھ سے امید رکھتے ہو۔"

یوناف نے تمسخرانہ انداز میں پوچھا۔

"کون سے حالات جان آئی ہو تم!"

جواب میں ابلیکا کہہ رہی تھی۔

"یہی کہ تم مجھ سے پوچھو گے وہ چیتا اس وقت کہاں ہے جس پر ملیتا کی روح سوار ہے۔"

یوناف نے توصیفی انداز میں کہا۔

"اے ابلیکا! تو کیسی دانشمند اور دور اندیش ہے۔ کاش! تو مجسم صورت میں میری رفیقہ ہوتی۔"

جواب میں ابلیکا نے کہا۔

"اچھا باتیں نہ بناؤ اور غور سے سنو۔ جس جگہ تم اس وقت کھڑے ہو یہاں سے سیدھا آگے دریا کے کنارے کنارے شمال کی طرف آگے بڑھتے جائیں تو دو میل آگے بلند چٹانوں کا ایک سلسلہ ہے۔ انہی چٹانوں کے اندر وہ چیتا اس وقت محو استراحت ہے جس پر ملیتا کی روح حاوی ہے۔"

یوناف نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اور ملیتا کی روح اس وقت کہاں ہے۔''

ابلیکا نے جواب دیا۔

''ملیتا کی روح بھی اس چیتے کے ساتھ ہی ہے جس کے اندر وہ ہیں، میں اس غار کا پوری طرح جائزہ لے کر آئی ہوں، وہ کوئی اتنی بڑی غار نہیں ہے لیکن اس میں داخل ہونے کے دو راستے ہیں۔ ایک مشرق اور دوسرا مغرب کی سمت۔ اور ان دو راستوں کا فائدہ یہ ہے کہ خطرے کی صورت میں ملیتا کی روح چیتے کو جو بھی راستہ محفوظ ہو وہاں سے نکال لے جاتی ہے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہم دونوں یہاں سے غائب ہو کر اس غار کے پاس نمودار ہوں، پھر ایک راستے سے میں اور دوسرے راستے سے تم اس غار میں داخل ہونا، ایسی صورت میں وہ چیتا ہم دونوں سے بچ کر کہاں جائے گا۔ غار کے اندر داخل ہوتے وقت تم بھی اپنا وجود ظاہر نہ کرنا اس طرح وہ چیتا تمہیں دیکھ ہی نہ سکے گا ہاں ملیتا کی روح ضرور چونکے گی۔''

''یوناف! یوناف! اگر تم اپنی لاہوتی قوتوں سے کام لے کر اپنے وجود کو اوجھل رکھ کر اس غار میں داخل ہو تو ہم بآسانی ان پر قابو پالیں گے۔ مجھے دیکھتے ہی ملیتا کی خونخوار روح مجھ پر حملہ آور ہونے کے لیے ضرور میری طرف لپکے گی تم اس موقع سے فائدہ اٹھانا اور چیتے کا خاتمہ کر دینا، ویسے مجھے امید ہے کہ ملیتا کی روح تم سے الجھنے کی کوشش نہ کرے گی کہ وہ تمہاری قوتوں سے خوب آگاہ ہے میرے خیال میں وہ تم سے پہلو تہی کی کوشش ہی کرے گی، ویسے یافان کسی بھی وقت ملیتا کی روح کو تم پر اچانک حملہ آور کرا سکتا ہے لیکن اس میں بھی وہ کامیاب نہ ہو گا کیونکہ میں ہمہ وقت تمہارے ساتھ ہوتی ہوں۔''

یوناف نے خوشی اور اطمینان کے اظہار سے کہا۔

''تو پھر چلو، چلیں اور اپنے کام کی ابتدا کریں۔ اس چیتے کے مارے جانے کے بعد یافان کو جو افسوس اور ملال ہو گا، وہ میرے لیے انتہائی اطمینان کا باعث ہو گا۔''

پھر یوناف دریائے نیلاب کے کنارے سے غائب ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد یوناف دریا کے کنارے ایک چٹان کے پاس نمودار ہوا۔ وہاں ابلیکا نے پھر اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

''یوناف! یوناف! وہ جو سامنے چٹان ہے، اسی کے اندر غار ہے جس میں وہ چیتا ہے۔

ایک راستہ اس طرف اور دوسرا چٹان کے دوسری جانب ہے، تم سامنے والے راستے سے اس غار میں داخل ہو جاؤ جبکہ میں دوسری سمت سے اس غار میں داخل ہوتی ہوں۔''

یوناف نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں، یہی ٹھیک ہے ابلیکا! سورج غروب ہو چکا ہے۔ اس لیے غار کے اندر گہری تاریکی ہو گی بہر حال غار میں داخت ہوتے وقت میں اپنی تلوار پر لاہوتی عمل کر کے اسے فضا میں بلند رکھوں گا جس کی وجہ سے وہ ساری غار روشن ہو جائے گی اور وہاں کی ہر شے نمایاں اور واضح ہو گی۔''

''اگر تم نے اپنی تلوار روشن نہ بھی رکھی تب بھی کوئی بات نہیں۔ اس لیے کہ میں اس غار کے اندر تیز ارغوانی روشنی دیتی ہوئی نمودار ہوں گی اور میری اس روشنی سے ساری غار روشن ہو گی۔

یوناف نے کہا۔

''یہ بھی اچھا ہے، غار کے دونوں جانب سے جب ہم تیز روشنیوں کے ساتھ نمودار ہوں گے تو ملیتا کی روح شروع ہی میں بدحواس ہو کر رہ جائے گی۔''

ابلیکا نے کہا۔

''چلو پھر ابتدا کریں۔''

اس کے ساتھ ہی ابلیکا یوناف سے علیحدہ ہو گئی۔

یوناف نے وہیں کھڑے کھڑے اپنی تلوار پر سحری عمل کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی تلوار سے روشنی کے سوتے پھوٹنے لگے، گو ابلیکا نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنی سری قوتوں کو کام میں لا کر اور اپنے وجود کو نگاہوں سے اوجھل رکھ کر غار میں داخل ہو لیکن یوناف نے اپنے وجود کو غائب نہ کیا تاہم وہ صرف اپنی تلوار پر سحری عمل کر کے آگے بڑھا تھا۔

جس وقت یوناف اس غار میں داخل ہوا تو اس کی تلوار کی روشنی سے اندھیری غار پوری طرح روشن ہو گئی۔ اس نے دیکھا اس کے سامنے غار کے وسط میں چیتا لیٹا ہوا تھا۔ تلوار نے غار کے اندر چکا چوند کا سا سماں باندھ دیا تو چیتا بوکھلا کر اٹھ بیٹھا اور غور سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے یوناف کی طرف دیکھنے لگا۔

اسی وقت غار کے دوسرے دہانے سے ایک تیز ارغوانی شعلے کی صورت میں ابلیکا غار

کے اندر داخل ہوئی۔ اب چیتا بدک کر رہ گیا۔ اسی وقت چیتے کے پاس سے ملیتا کی روح ارغوانی شعلے کے روپ میں ظاہر ہوئی اور ابلیکا کی طرف بڑھی۔ اسی وقت بدحواس چیتا حرکت میں آیا اور بھاگ کر اس نے یوناف پر چھلانگ لگا دی۔ یوناف پہلے ہی اس کے لیے تیار تھا، اس نے فوراً تلوار پھینک دی فضا میں بلند چیتے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور غار کی دیوار پر دے مارا۔ چیتے کے حلق سے آواز تک نہ نکلی اور وہ ختم ہو گیا۔ زمین پر پڑی تلوار روشن تھی اور اس کی وجہ سے یوناف غار کا اندرونی منظر دیکھ سکتا تھا۔ اس نے دیکھا ارغوانی شعلوں کی صورت میں ابلیکا اور ملیتا کی روح ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار تھیں۔

یوناف نے اپنی تلوار اٹھائی اور غار کے اندر اور آگے بڑھا۔ ارغوانی شعلوں کے پاس جا کر اس نے دبی دبی، مدھم مدھم سی آواز میں کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا تم اپنی روشنی ختم کر کے ایک طرف ہو جاؤ۔''

اچانک جب ایک ارغوانی شعلہ ختم ہو گیا تو یوناف نے اپنی سحر کی ہوئی تلوار اس ارغوانی شعلے پر دے ماری جو ملیتا کی روح کا تھا۔ غار کے اندر ایک ہولناک اور کرب انگیز آواز بلند ہوئی جس سے پوری غار گونج کر رہ گئی، اس کے ساتھ ہی وہ ارغوانی شعلہ بجھ گئی اور ملیتا کی روح وہاں سے غائب ہو گئی۔

اسی لمحہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پرسکون اور مسکراتی ہوئی آواز میں اس نے یوناف سے کہا۔

''یوناف! یوناف! ملیتا کی روح تو یہاں سے بھاگ گئی، تمہاری سحر کی ہوئی تلوار کا وار اس کے لیے اذیت ناک ثابت ہوا۔ اس مرنے والے چیتے کو اٹھا لو اور آؤ لوٹ چلیں۔''

جواب میں یوناف نے بھی مطمئن اور پرسکون آواز میں پوچھا۔

''ویسے تمہارے خیال میں ہم دونوں کی یہ مہم کیسی رہی؟''

ابلیکا نے چہکتی آواز میں کہا۔

''انتہائی فوز مند۔ انتہائی کامیاب۔ چیتا مر چکا ہے جبکہ ملیتا کی روح ناکام و نامراد ہو کر یافان کی طرف بھاگ گئی ہے۔ ہم نے یافان کی اس خواہش کو اندھا اور بے کار کر دیا ہے کہ وہ مناسب موقع پر خود ہی چیتے کا خاتمہ کر کے یہاں کے راجن کی نگاہوں میں ایک

عزت اور وقار حاصل کر لے گا۔ اے میرے حبیب! اب یہ عزت و وقار تمہارے حصے میں آئے گا۔ اب حرکت میں آؤ۔ چیتے کو اٹھاؤ کہ یہاں سے نکل چلیں۔''

یوناف چیتے کے پاس آیا۔ اپنی تلوار پر کیا ہوا سحری عمل ختم کر کے اس نے تلوار کو نیام میں کر لیا۔ اس کے بعد چیتے کو اٹھایا اور غار سے باہر نکل گیا۔

○

عارب اپنے کمرے میں آتش دان کے پاس بیٹھا آٹے، لہو اور تپاس کے لباس کے ریشوں سے بنائی جانے والی مورتی کو آگ میں رکھے سحری عمل کر رہا تھا کہ یافان اس کے کمرے میں داخل ہوا اور عارب کے پاس ہی آتش دان کے پاس خالی نشست پر آ کر بیٹھ گیا۔ قبل اس کے وہ دونوں آپس میں کوئی بات کرتے، آگ کے اندر رکھی مورتی آپ سے آپ حرکت میں آئی اور ہوا میں اچھل کر زور سے عارب کے چہرے پر پڑی۔ اس کے بعد لگاتار اور تابڑ توڑ اس مورتی نے عارب کے چہرے پر ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ عارب کا چہرہ جھلس کر رہ گیا اور وہ ایک نئی اذیت اور کرب میں مبتلا ہو کر رہ گیا، پر جلد ہی عارب نے مورتی کو پکڑ لیا اور اسے توڑ کر اس نے مورتی کے ٹکڑوں کو قریب ہی پڑے پانی کے برتن میں ڈال دیا۔ پانی کے اندر مورتی کے دونوں حصے بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے۔

عارب اپنی کسی سری قوت کو حرکت میں لایا اور اپنا ہاتھ اس نے اپنے چہرے پر پھیرا اور اس کا جھلسا ہوا چہرہ پہلے جیسا صاف اور درست ہو گیا، پھر عارب نے غور سے یافان کی طرف دیکھا اور سنا کہ اس کے ڈھکے ہوئے چہرے سے ہلکے ہلکے قہقہوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عارب نے خفگی کے انداز میں جھلا کر کہا۔ ''اے بزرگ یافان! میری جان پر بن گئی تھی اور آپ ہنس رہے ہیں۔ آخر کیوں؟''

یافان نے طنزیہ سے لہجے میں کہا۔ ''اب تو جان پر بننے کے دن آ ہی گئے ہیں اور اس موہنجوداڑو شہر میں اب امن اور سکون پر اندیشے اور خطرے غالب آنے لگے ہیں۔''

''بزرگ یافان! آپ کہنا کیا چاہتے ہیں، صاف صاف کہیں اور مجھے پہیلیوں میں نہ ڈالیں۔''

عارب نے تیز نگاہوں سے یافان کی طرف دیکھا۔

یافان نے جواب دیا۔ ''اے عارب! یوناف یہاں پہنچ گیا ہے۔''

عارب اُچھل سا پڑا۔ اس نے اپنی جگہ پر بدک جانے کے انداز میں کہا۔ ''کب آیا وہ اس شہر میں۔ اور آپ کو اس کی آمد کی کیسے خبر ہو گئی۔ کہیں آپ میرے ساتھ ٹھٹھا تو نہیں کر رہے۔''

یافان کی اس بار سنجیدہ آواز کمرے میں گونجی۔ ''میں تم سے ٹھٹھا اور مذاق کیوں کروں گا سنو! یوناف کے آنے کی اطلاع مجھے ملیتا کی روح نے دی ہے۔ آج دن کے وقت واردات کرنے کے بعد وہ چیتے کو دریا کنارے کی ایک غار میں لے گئی اور بقول اس کے سورج غروب ہونے کے بعد اس غار میں ایک طرف سے یوناف داخل ہوا اور دوسری طرف سے روح داخل ہوئی جو یوناف کی مددگار اور معاون ہے۔ وہ روح تو ملیتا کی روح سے الجھ گئی اور اس دوران میں یوناف نے چیتے کو اٹھا کر غار کی دیوار پر ایسے پٹخا کہ چیتا مر گیا۔ اس کے بعد یوناف ملیتا کی روح کے خلاف حرکت میں آیا۔ اس نے اپنی سحر کی ہوئی تلوار اس پر دے ماری اور ملیتا کی روح کو ایک عذاب اور اذیت میں مبتلا کرتے ہوئے غار سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ یہ ہیں وہ اطلاعات جو ملیتا کی روح نے مجھے دی ہیں۔ اب تم کہو اس سلسلے میں کیا کہتے ہو؟''

عارب چند ثانیوں تک سر جھکائے سوچتا رہا، پھر اس نے یافان کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ ''اے بزرگ یافان! اگر یوناف یہاں پہنچ گیا ہے تو کیا ہم اور تم مل کر اس پر قابو نہ پالیں گے۔''

عارب ذرا رکا پھر یافان کے جواب کا انتظار کیے بغیر اس نے اپنا سلسلہ کلام دوبارہ جاری کیا۔ ''اے بزرگ یافان! ہم یقیناً یوناف کا مقابلہ کریں گے۔ اس کی آمد پر ہم یہاں سے بھاگیں گے نہیں بلکہ رشی وسارتھ اور حسین تپاس کے خلاف اب ہم اور طرح سے حرکت میں آئیں گے، ہم یہاں کے راجن کے کان میں یہ انکشاف ڈلوائیں گے کہ تپاس کوئی عام لڑکی نہیں بلکہ ایک راجکماری ہے۔ اس طرح اگر تپاس ہمیں نہ ملے گی تو پھر وسارتھ کے پاس بھی نہ رہ سکے گی۔

''اور اے بزرگ یافان! اس آگ میں رکھی ہوئی مورتی نے جو پے در پے میرے

چہرے پر ضربیں لگائی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی یوناف کی طرف سے ہی ردِ عمل ہے ورنہ وسارتھ ایسا کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔''

یافان نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ ''تمہارے خلاف آگ میں رکھی اس مورتی کا حرکت میں آنا یقیناً یوناف ہی کی طرف سے ہے، ایسے الٹے سیدھے اور مشکل و ناممکن کام اس کی طرف سے ہی رونما ہو سکتے ہیں۔ اے عارب! اب ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنا ہو گا۔ میں نے اپنی نیلی دُھند کی قوتوں کو بھی چوکس کر دیا ہے کہ وہ اس تین منہ کی مورتی کے مندر کی ساری عمارت کو اپنی نگاہ میں رکھیں اور جو بھی کوئی بری نیت سے ہم چاروں کی طرف آئے، اس سے متعلق وہ ہمیں پیشگی ہی اطلاع کر دیں۔''

عارب نے پھر یافان کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ ''کیا ایسا ممکن نہیں کہ یوناف کی مددگار و معاون روح کو ہم قابو کر کے اس سے علیحدہ کر دیں اور اسے کمزور کر دیں۔ اس طرح ہو سکتا ہے، ہم اسے زیر کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔''

یافان نے آہ بھرنے کے انداز میں عارب کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ ''عارب! عارب! تمہاری تجویز بڑی معقول ہے۔ پر ملیتا کی روح کا کہنا ہے کہ وہ انتہائی پاکیزہ اور حسین و جمیل لڑکی کی روح ہے اور یوناف نے اس روح کو تسخیر کر کے اپنے ساتھ نہیں ملایا بلکہ وہ اپنی مرضی سے اس کا ساتھ دیتی ہے۔ ملیتا کی روح کا کہنا ہے کہ یوناف اور اس کی ساتھی روح کے درمیان میاں بیوی کا سا رشتہ ہے اور وہ روح ہر طرح سے اس کی حفاظت کرتی ہے، ایسی روح کو تسخیر کر کے اپنے قابو میں لانا فی الحال میرے بس میں نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کبھی ایسا وقت آئے کہ میں اس کام کو انجام دے سکوں، پر اس وقت میں اس قابل نہیں ہوں کہ یوناف کی اس ساتھی روح کو کسی سحری عمل کے ذریعے یوناف سے علیحدہ کر سکوں۔''

عارب نے جھلا کر کہا۔ ''بہر حال ہمیں یوناف کے خلاف حرکت میں آنا ہو گا، یہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے کہ وہ ایک لامتناہی مدت کے لیے ہم پر بھاری رہے اور بار بار ہمیں اپنے سامنے زیر کرتا رہے۔''

عارب کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ بیوسا اور نبیطہ کمرے میں داخل ہوئی تھیں وہ شاید یوناف کے مقابلے میں اپنی بے بسی کو ان پر ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا، لہٰذا اس نے

سلسلۂ کلام تبدیل کر کے یافان کے ساتھ وسارتھ اور تپاس پر گفتگو شروع کر دی۔ بیوسا اور نبیطہ بھی دونوں ان کے ساتھ اس گفتگو میں شامل ہو گئیں۔

○

سکتی دیوی کے مندر میں دسارتھ اور تپاس اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے، کمرے میں چند ثانیوں کی خاموشی کے بعد مسہری پر بیٹھی تپاس نے اپنے قریب بیٹھے رشی دسارتھ کی طرف دیکھا اور پھر اس نے پوچھا۔

''بابا! یہ یوناف آپ کو کیسا لگا۔ آپ نے دیکھا بابا! جو کیل اس نے ہمیں دی تھی جونہی وہ میرے لباس میں ٹھکی میری حالت ایسی پر سکون ہو گئی گویا مجھے کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ یہ کیسا حیرت انگیز جوان ہے بابا! پھر تم نے دیکھا وہ ....''

تپاس کہتے کہتے خاموش ہو گئی کیونکہ کمرے میں یوناف داخل ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی رشی دسارتھ اپنی جگہ پر بے چینی کی حالت میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا، پھر اس نے بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے یوناف سے پوچھا۔

''یوناف! یوناف! میرے معزز مہمان! جس کام کے لیے تم گئے تھے اس کا کیا بنا؟ کیا تم نے اس چیتے کو زیر کر لیا یا وہ اس رات کے اندھیرے میں تمہیں ملا ہی نہیں۔''

''ملا کیوں نہیں۔ میں نے اسے ڈھونڈ کر اس کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ثبوت کے طور پر میں مردہ چیتے کو اٹھا کر لے آیا ہوں۔''

تپاس نے خوشی سے تقریباً اچھلتے ہوئے پوچھا۔

''کہاں ہے، اس پرسرار چیتے کی لاش؟''

''اس کی لاش تو میں نے آپ کے ان دونوں کمروں کے سامنے رکھ دی ہے، آپ دونوں باہر آ کر اسے دیکھ سکتے ہیں۔'' یوناف نے تپاس کو جواب دیا۔

تپاس خوشی سے ہرنی کی طرح قلانچیں بھرتی ہوئی باہر کو بھاگی۔ دسارتھ اس کے پیچھے تھا، باہر آ کر انہوں نے دیکھا، وہاں چیتے کی لاش پڑی ہوئی تھی، پر وہ اندھیرے میں واضح طور پر دکھائی نہ دیتی تھی۔ تپاس دوبارہ بھاگی بھاگی اندر گئی اور کمرے کے اندر جلتی مشعل

سے اس نے ایک اور مشعل کو روشن کیا، پھر اس نئی مشعل کو اس نے دونوں کمروں کی بیرونی دیوار میں گاڑ دیا، اب مشعل سے سکتی دیوی کے مندر کا وہ حصہ دور دور تک روشن ہو گیا تھا۔ وہ کافی لمبا اور خوب قد کاٹھ والا چیتا تھا۔ اس کے دانت کافی لمبے اور چہرہ خونخوار تھا۔

تپاس نے بے حد خوشی سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ نے یقیناً وہ کام کیا ہے جسے لوگوں نے ناممکن سمجھ لیا تھا۔''

اس پراسرار چیتے کو غور سے دیکھنے کے بعد رشی دسارتھ یوناف کی طرف بڑھا پھر اس نے ایک گہری شفقت سے یوناف کو گلے لگایا اور کہا۔

''اب میں راجن کے پاس جا کر بڑے فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس ناقابل تسخیر چیتے کو آخر اسی جوان نے ٹھکانے لگایا ہے جو میرے پاس ٹھہرا ہوا ہے۔''

پھر رشی دسارتھ نے سکتی دیوی کے مندر کے بیرونی دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے کہا۔

''تپاس! تپاس! میری بچی! تم یوناف کو کھانا کھلاؤ میں راجن کو اس واقعے کی اطلاع کرتا ہوں۔''

رشی دسارتھ کے چلے جانے کے بعد حسین تپاس نے اپنی آواز کی پوری شیرینی اپنے لہجے کی پوری مٹھاس میں کہا۔

''آیئے کھانا کھا لیں۔''

یوناف نہ جانے کن سوچوں میں الجھا رہا اور اس نے تپاس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر تپاس آگے بڑھی۔ بڑی ہمت اور جرأت سے کام لیتے ہوئے اس نے اپنے نرم و نازک ہاتھوں میں یوناف کا بازو پکڑ کر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

''آپ کہاں کھو گئے ہیں۔''

یوناف چونکا اور کہا۔

''میں سوچ رہا تھا کہ بزرگ دسارتھ کو اس وقت جانے کی کیا ضرورت تھی، یہ خبر صبح بھی راجن کو بتائی جا سکتی تھی۔''

تپاس نے کہا۔

''نہیں۔ اس خبر کا ابھی بتایا جانا بہتر ہے تا کہ راجن کو پتہ چلے کہ آپ نے کس قدر جلدی اس چیتے کو ختم کرنے کا وعدہ پورا کر دکھایا ہے۔ آپ باہر کیوں کھڑے ہو گئے ہیں،

آیئے اندر چل کر بیٹھیں۔''

یوناف جب دوبارہ کمرے میں آیا تو تیاس نے انتہائی عقیدت اور چاہت سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میں بابا کی موجودگی میں آپ کا شکریہ تک ادا کرنے کی جرأت نہ کر سکتی تھی، میں آپ کی احسان مند ہوں کہ آپ کی وجہ سے مجھے اس روز روز کی اذیت سے نجات ملی ہے۔''

تیاس ذرا رکی پھر اس نے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

''آپ نے میرے لباس پر کیل کا عمل کیا ہے تو کیا مجھے ہمیشہ کے لیے اس اذیت سے نجات مل گئی ہے یا وہ لوگ پھر بھی مجھے ایسی ہی تکلیف اور کرب میں مبتلا کرتے رہیں گے۔''

یوناف نے کہا۔

''مجھے امید ہے کہ آئندہ وہ ایسا نہ کریں گے کیونکہ کیل کے اس عمل نے عارب نام کے اس شخص کو ایک تکلیف دہ اذیت میں مبتلا کر دیا ہوگا جو تمہیں اس کرب میں مبتلا کرتا ہے۔''

تیاس نے پھر پوچھا۔

''کیا مجھے اذیت میں متلا کرنے کے اس عمل میں وہ حیرت انگیز انسان نما مردہ یافان بھی شامل ہے۔''

یوناف نے نرمی سے تیاس کی طرف دیکھا پھر بولا۔

''ہاں تیاس! اس عمل میں یافان بھی عارب کے ساتھ شامل ہے بلکہ عارب کے ساتھ جو دولڑکیاں ہیں، وہ بھی اس کریہہ عمل میں عارب سے پورا پورا اتفاق اور تعاون کرتی ہیں۔''

یافان کے تعاون کا سن کر تیاس کا رنگ ہلدی ہوگیا اس کا نازک جسم کپکپانے لگا اور اس کی پیشانی پر پسینے کی ہلکی ہلکی بوندیں بھی نمودار ہوگئی تھیں۔

یوناف نے فکرمندی اور ہمدردی سے پوچھا۔

''کیا ہوا تیاس؟ یہ تمہارا جسم کیوں کپکپا رہا تھا اور تمہیں پسینہ کیوں آنے لگا ہے۔''

تیاس بے چاری نے آہ بھرنے کے انداز میں کہا۔

''اگر وہ حیرت انگیز انسان یافان میرے اس اذیت دیئے جانے کے عمل میں شامل ہے

تو پھر میں کیونکر زیادہ دیر زندہ رہ سکوں گی۔ وہ گوشت پوست کا عام انسان تو نہیں ہے، وہ کئی بار بابا سے ملنے آ چکا ہے اور میں اسے بغور دیکھ چکی ہوں۔ آپ نے شاید نہ دیکھا ہو وہ تو ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہے جو نہ جانے کیسے اور کیونکر حرکت کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک نیلی دھند بھی ہوتی ہے، بالکل بادل کی صورت میں، میں نے بابا سے پوچھا تھا کہ یہ شخص ہڈیوں کا ڈھانچہ کیوں ہے تو وہ ٹال گئے تھے۔ ہاں انہوں نے اشارۃً اتنا ضرور کہا تھا کہ یہ شخص انتہائی قسم کی فوق البشر قوتوں کا مالک ہے۔''

ذرا رکنے کے بعد تیاس انتہائی مایوسی اور کرب سے دوبارہ کہہ رہی تھی۔

''مجھے لگتا ہے جیسے اب میری زندگی کے آخری دن آ گئے ہیں، آپ نے بھی تصدیق کر دی ہے کہ یافان بھی میرے خلاف حرکت میں ہے۔ کون اس کے خلاف میری حفاظت کا سامان کرے گا۔

''یوناف نے اپنی چھاتی پر ہاتھ مارتے ہوئے ہمدردی میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

''تیاس! تیاس! تم فکرمند ہوتی ہو، میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ یافان کی جرأت نہیں کہ وہ تمہیں ہاتھ تک لگا سکے۔ دیکھو تیاس! یہ انکشاف میں تم پر کر رہا ہوں، کسی اور سے تم اس کا ذکر نہ کرنا۔ یافان کی میرے ساتھ دشمنی اور عداوت بہت پرانی ہے۔ یہ مصر کا اعلیٰ پائے کا جادوگر ہے۔ اسے میں نے اس کی گردن کاٹ کر ختم کر دیا تھا اور یہ جسمانی طور پر بھی مر چکا ہے لیکن اس کے ساتھ جو نیلی دھند ہے اس کے اندر وہ شیطانی قوتیں ہیں جو یافان نے زیر کر رکھی تھیں، پھر یافان کے ہڈیوں کے اس ڈھانچے کو اب وہی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں حرکت میں لاتی ہیں، پر تم مطمئن اور پرسکون رہو تیاس! میں سب سے تمہاری حفاظت کروں گا، کوئی تمہیں گزند نہیں پہنچا سکتا۔''

تیاس نے اس بار بھی مایوس سے لہجے میں کہا۔

''جو کچھ آپ نے کہا یہ میرے لیے اطمینان اور سکون کا باعث ضرور ہے لیکن آپ آخر کب تک یہاں میری حفاظت کرتے رہیں گے اور کب تک میں ان لوگوں سے آپ کی وجہ سے بچتی رہوں گی۔''

یوناف نے پھر اسے تسلی دی۔

''تیاس! تیاس! تم جب تک چاہو گی میں یہاں تمہارے پاس رہوں گا اور اگر مجھے

ہنگامی طور پر کہیں اور جانا پڑا تو میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا، کہو تمہیں منظور ہے یہ۔"

یوناف کی اس پیشکش پر تپاس کی گردن جھک گئی۔ چند ثانیوں تک وہ کچھ سوچتی رہی پھر اس نے اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا اور فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"میں آپ کا پورا ساتھ دوں گی۔ میں اب اس مندر کی دیوداسی نہ رہوں گی، صرف آپ کی داسی بن کر آپ کی خدمت کروں گی اور اگر آپ کو یہ جگہ چھوڑ کر کہیں اور جانا پڑا تو میں آپ کی ایک ادنیٰ داسی ہی کی حیثیت سے آپ کے ساتھ رہوں گی اور جیون بھر آپ کی سیوا کروں گی۔"

چند ثانیوں تک یوناف غور سے تپاس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"تپاس! تپاس! اگر تم ناراض نہ ہو اور برا نہ مانو تو ایک بات تم سے پوچھوں۔"

اپنے ہونٹوں پر پرسکون مسکراہٹ بکھیرتے ہوئے تپاس نے چاہتوں بھری آواز میں کہا۔

"آپ بلا جھجک کہیں میں آپ کی کسی بھی بات کا برا نہ مانوں گی۔"

یوناف نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو سنو۔ تم آخر ایک داسی کی حیثیت سے میرا ساتھ کیوں دینا چاہتی ہو، کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہم دونوں بیاہ رچا لیں اور ایک پرسکون اور تفکرات سے آزاد زندگی بسر کریں۔"

تپاس کے چہرے پر اعتماد و اشتیاق کی لہریں بکھر گئیں وہ گوہر عصمت جیسی پرسکون اور کسی ابدی گیت جیسی خوش نظر آنے لگی، پھر رات کے سناٹے میں ارغنون کی طرح نغمہ سرا اور طنبور کی ارتعاش جیسی پرکشش اور دلنواز اس کی آواز بلند ہوئی۔

"یوناف! یوناف! اگر آپ اس قدر مہربان ہو رہے ہیں تو پھر سنیے میں زندگی بھر آپ کا ساتھ دوں گی اور اپنے سارے جیون کو آپ کی خدمت اور سکون کے لیے وقف کر دوں گی میں آپ کا ایسا ساتھ دوں گی جیسے ندی کنارے کا، سایہ جسم کا اور چاندنی چاند کا دیتی ہے۔"

تھوڑی دیر کے لیے تپاس رکی۔ پھر اس نے اپنا نازک و نرم ہاتھ یوناف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر عہد کریں کہ آپ بھی میرا ساتھ نبھائیں گے

اور کبھی بھی مجھے اپنے سے علیحدہ نہ کریں گے اور اگر آپ نے ایسا کیا تو میں دریا میں یا کسی اندھے کنوئیں میں کود کر اپنی جان دے دوں گی۔"

یوناف نے تپاس کا خوبصورت اور نرم و نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا۔

"سنو تپاس! میں عہد کرتا ہوں کہ تمہیں زندگی بھر اپنے ساتھ رکھوں گا اور کبھی بھی تمہیں اپنے آپ سے جدا نہ کروں گا۔ اب میں کسی مناسب موقع پر رشی وسارتھ سے بھی اس سلسلے میں گفتگو کروں گا تاکہ وہ خود ہی اپنی خوشی اور رضامندی سے ہم دونوں کی شادی کر دیں۔"

تپاس نے چونک کر کہا۔

"ابھی ان سے اس سلسلے میں بات نہ کیجئے گا۔ وہ کیا سوچیں گے کہ آپ کو یہاں آئے ہوئے ابھی صرف ایک ہی دن ہوا ہے اور میں نے آپ کے ساتھ پیار کی رہ و رسم پیدا کر کے اور مندر کی سیوا کو تیاگ کر آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ آپ ابھی خاموش رہیں یہ تو ہم دونوں میں طے ہے کہ ہم ایک دوسرے کے ہیں لیکن بابا سے جب بات کرنی ہوگی تو پھر میں خود ہی آپ کو بتا دوں گی۔..........."

اپنی بات کہتے کہتے تپاس چونک سی پڑی اور کہا۔

"میں بھی احمق ہوں، میں آپ کو کھانا کھلانے کے لیے کمرے میں لائی تھی اور کھانا دینے کے بجائے آپ کو اپنی ہی باتوں میں لگا لیا، آپ بیٹھیں میں کھانا لاتی ہوں۔"

یوناف نے اس کا بازو پکڑ کر پھر اس کی جگہ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"تم بیٹھو تپاس! تمہارے بابا آتے ہیں تو پھر تینوں مل کر کھانا کھاتے ہیں۔"

تپاس جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ باہر سے انگنت لوگوں کا شور سنائی دیا۔

تپاس چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اپنے چہرے پر اس نے نقاب ڈال لیا۔ یوناف نے اس کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کیا؟"

تپاس نے کہا۔

"شاید بابا راجن کو یہاں لے آیا ہے، اور اس کے ساتھ بہت سے لوگ بھی چیتے کو دیکھنے آ گئے ہیں۔ میں نے چہرے پر نقاب ڈال لیا ہے اور یہ میری تب سے عادت ہے جب میں نے جوان ہونا شروع کیا تھا اور ایسا کرنے کو مجھے بابا نے کہا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ میں بہت

زیادہ خوبصورت ہوں لہٰذا مجھے اپنا چہرہ مردوں سے چھپا کر رکھنا چاہیے ورنہ کوئی مجھے اٹھا کر لے جائے گا، میں جب مندر میں کام کرتی ہوں، تب بھی چہرے پر نقاب ڈالے رکھتی ہوں۔ آپ اٹھ کر باہر جائیں کیونکہ راجن آپ سے ضرور ملنا چاہے گا، میں نہیں چاہتی کہ وہ اندر آ جائے اور اس کی مجھ پر نگاہ پڑ جائے یا وہ میرے متعلق کچھ پوچھ بیٹھے۔''

یوناف اٹھ کر باہر نکل گیا جبکہ تپاس نے اندر سے کمرے کا دروازہ بند کر لیا تاہم وہ کھڑکی میں کھڑی ہو کر چوری چوری باہر کا نظارہ کرنے لگی۔

یوناف جب کمرے سے نکلا تو دیوار میں جو مشعل تپاس نے لگائی تھی اس کی روشنی میں اس نے دیکھا چیتے کے پاس رشی دسارتھ کے ساتھ راجن کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ان گنت لوگ تھے جو ایک گول دائرے کی صورت میں کھڑے چیتے کو دیکھ رہے تھے، جونہی راجن کی نگاہ یوناف پر پڑی وہ ہجوم کو چیرتا ہوا، اس کے پاس آیا، خوب زور سے اسے گلے لگایا اور بڑی شفقت سے اس نے یوناف سے کہا۔

''اے میرے عزیز! میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ جن کا سہارا لے کر میں تیرا شکریہ ادا کر سکوں تو نے وہ کام کیا ہے جو یہاں کوئی بھی نہ کر سکا۔ کاش! تیرے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہوتا کیا یہ ممکن نہیں کہ تو میرے ساتھ چل کر میرے محل میں رہے تاکہ یہاں کے لوگوں کو خبر ہو کہ میری نگاہ میں تمہاری کتنی عزت و اہمیت ہے اور اگر تو وہاں چل کر میرے ساتھ رہے تو اس میں بھی میرا سکون اور اطمینان ہو گا۔ بے شک تو ایک ایسا جوان ہے جس کی ہمت و جوانمردی بے مثل ہے کیا تو ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ میرے محل میں نہ چلے گا۔''

یوناف نے بڑی عاجزی اور انکساری سے کہا۔ ''میری خوشی اسی میں ہے کہ آپ مجھے شکتی دیوی کے اس مندر میں رشی دسارتھ کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدیں۔ یہیں میرا سکون ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مندر میں رہتے ہوئے میں آئندہ بھی اس طرح ضرورت کے وقت آپ کی ہر خدمت بجا لاتا رہوں گا۔''

راجن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''اے عزیز! اگر رشی دسارتھ کے ساتھ اسی مندر میں رہنا ہی تیری خوشی ہے تو میں کوئی اعتراض نہ کروں گا کہ اب تیری خوشی میں ہی ہماری خوشی ہے لیکن ہماری نگاہوں میں تمہاری حیثیت بیٹوں جیسی ہے، تم جب چاہو بغیر اجازت محل میں آ کر مجھ سے مل سکتے ہو۔ اس کے ساتھ ہی راجن وہاں سے چلا گیا اور چیتے کی لاش بھی

ساتھ ہی لے گیا۔ دوسرے لوگ بھی وہاں سے چلے گئے۔

یوناف اور دسارتھ بھی کمرے میں داخل ہوئے، تپاس نے کھانا نکالا پھر وہ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے۔

OOO

شمالی ایران میں قوم ماد کے بادشاہ ضحاک کے مارے جانے کے بعد فریدوں قوم ماد کا بادشاہ بنا اور کاوہ کو اپنے دست راست کے طور پر اس نے اپنے ساتھ رکھا تھا۔ فریدوں کے دور حکومت میں وہ دس برس تک اصفہان شہر کا گورنر رہا، پھر وہ مر گیا۔ فریدوں بھی تخت و تاج سے ایسا دلبرداشتہ ہوا کہ اس نے اپنی ساری سلطنت کو اپنے تین بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

ایشیائے کوچک کی طرف کے علاقے پر اپنے سب سے بڑے بیٹے سلم کو حکمران بنایا اور اسے قیصر کا لقب دیا۔

سلطنت کا شمال مغربی علاقہ اپنے دوسرے بیٹے تور کے حوالے کیا اور اسے اس نے فغفور کا لقب دیا۔

سلطنت کا تیسرا اور مرکزی حصہ فریدوں نے اپنے سب سے چہیتے اور چھوٹے بیٹے ایرج کو دیا۔ رسمی طور پر سلطنت کا بادشاہ فریدوں ہی رہا لیکن عملی طور پر اس کے تینوں بیٹے اپنے اپنے علاقوں میں خود مختار تھے۔

فریدوں کے دونوں بڑے بیٹے سلم اور تور سلطنت کی اس تقسیم پر خوش اور مطمئن نہ تھے۔ انہیں سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ سلطنت کا جو زرخیز علاقہ ہے وہ ایرج کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اور یہ مرکز کے سارے خزانے ایرج ہی کو ملے ہیں۔ اس بناء پر سلم اور تور اپنے اپنے علاقے اور اپنے اپنے طور پر فریدوں اور ایرج کے خلاف سازشوں میں لگ گئے۔

○

دوسری طرف مصر کا بادشاہ سنیفرو اپنا بہترین اور سنہری عہد گزارنے کے بعد موت کا شکار ہو چکا تھا اور مصر پر اب اس کا بیٹا خوفو حکمران تھا، جس طرح سنیفرو نے سلطنت کے کام کاج میں اپنے بیٹے خوفو کو شامل کیا تھا تاکہ وہ اس کے بعد ایک کامیاب حکمران ثابت ہو، بالکل اسی طرح خوفو نے اپنے بیٹے خافرع کو سلطنت کے امور میں اپنے ساتھ شامل کیا تاکہ وہ اس کے بعد ایک کامیاب بادشاہ ثابت ہو۔ خوفو نے ممفس شہر کے شمال میں ایک بڑا حرم[1] تعمیر کرایا اور اپنے باپ کی طرح مصر کے لیے ایک ہردلعزیز بادشاہ ثابت ہوا۔ اس نے مصر کے تمام امور میں ترقی کی ایک لہر دوڑا دی۔

خوفو کے بعد اس کا بیٹا خافرع مصر کا بادشاہ بنا اور اپنے باپ کی تقلید کرتے ہوئے اس نے بھی ممفس شہر کے نواح میں ایک حرم[2] تعمیر کرایا۔

خافرع کے بعد مصر میں ایسے بادشاہوں کا سلسلہ چل نکلا جنہوں نے کوئی ایسا غیر معمولی کام نہ کیا جس کی بناء پر وہ تاریخ کے اوراق میں اہمیت حاصل کر سکتے۔

○

یمن کے اندر بھی ایک انقلاب برپا ہو چکا تھا۔ گو ضحاک نے اپنے بھائی سنان کو یمن کا حاکم مقرر کیا تھا لیکن سنان زیادہ دیر تک زندہ نہ رہا، اور کچھ دن بیمار رہ کر مر گیا، اس کی موت سے یمن میں بدامنی پھیل گئی اور یمن پر خانہ بدوش[3] چرواہوں نے قبضہ کر لیا۔

یہ خانہ بدوش چرواہے ہزاروں کی تعداد میں جنگجو تھے۔ ان کا اصل کام تو اپنے ریوڑوں کے لیے ہری بھری چراگاہیں تلاش کرنا تھا اور یہ اکثر یمن سے شام اور شام سے یمن کی طرف اپنے ریوڑوں کے ساتھ حرکت کرتے رہتے تھے۔ پر انہوں نے جب دیکھا کہ یمن کا بادشاہ سنان مر گیا ہے اور اس کا بھائی ضحاک ایران میں مصروف عمل ہے تو انہوں نے یمن میں دخل اندازی کی۔ یمن کی محافظ افواج ان خانہ بدوش جنگجوؤں کا مقابلہ نہ کر سکیں اور یمن پر

---

[1] آج بھی زائرین اس حرم کو دیکھنے جاتے ہیں۔ جوزف وارڈ

[2] ماخوذ از تاریخ قدیم دنیا۔

[3] ماخوذ از طبقات ناصری، یہ وہی خانہ بدوش تھے جو مصر میں داخل ہوئے تاریخ میں انہیں چرواہے بادشاہ یا ہکسوس لکھا گیا جبکہ قدیم عربوں نے اپنے ان عرب بھائیوں کو عمالین کا نام دیا۔

ان خانہ بدوشوں نے قبضہ کر کے افراتفری اور ہلچل مچا کر رکھ دی۔

ضحاک کو بھی یمن کے حالات کی اطلاع ہوگئی تھی، اسے اپنے بھائی کے مرنے کی خبر بھی مل گئی تھی۔ وہ یمن کے حالات درست کرنا چاہتا تھا، پر ایران میں وہ فریدوں اور کاوہ سے الجھ کر خود ہی ختم ہوگیا اور یمن اسی طرح خانہ بدوشوں کی گرفت میں رہا۔

جس وقت یمن کے اندر ان عمالیق یا چرواہوں کی گرفت عروج پر تھی، قدرت پھر حرکت میں آئی۔ یمن میں قدیم عربوں کا ایک قبیلہ حمیر تھا، اس کے سردار کا نام منیب[1] تھا۔ منیب کا ایک جوانمرد فرزند تھا جس کا نام فرع[2] تھا۔ فرع انتہائی بہادر خوبصورت اور وجیہہ تھا۔

ایک روز جبکہ بنوحمیر کا سردار منیب بن ایمن اپنی حویلی کے اندر بیٹھا اپنے قبیلے والوں کی شکایات سن رہا تھا کہ اس کا بیٹا فرع بھی اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ جب منیب شکایات سن چکا اور ہر ایک کا فیصلہ کر چکا تو لوگ اس کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو فرع نے اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے باپ! میں گزشتہ کئی ماہ سے آپ کے ساتھ ایک معاملہ پر گفتگو کرنے کا ارادہ کرتا رہا ہوں، پر میں کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا، مگر آج میں نے اس موضوع پر بات کرنے کا تہیہ کرلیا ہے۔ اے میرے باپ! کیا آپ دیکھتے نہیں کہ یمن پر ان دنوں خانہ بدوشوں اور چرواہوں نے قبضہ کر رکھا ہے وہ یمن پر حکومت کرتے ہیں اور یمن میں ان کا ہر ادنیٰ فیصلہ ایک اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ انسان کے لیے حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ اے میرے باپ! مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم یمن کے ساتھ حکمران ضحاک اور سنان کے رشتے دار ہیں لہٰذا اس نسبت سے یمن پر حکومت کرنے کا حق ہمیں پہنچتا ہے نہ کہ ان خانہ بدوشوں اور چرواہوں کو۔''

منیب بن ایمن نے ایک بار غور سے اپنے بیٹے فرع کی طرف دیکھا اور کہا۔

''اے میرے بیٹے! یہ خانہ بدوش، یہ چرواہے جو اس وقت یمن پر حکمران ہیں، یہ بھی پرائے نہیں ہیں۔ یہ عرب ہیں اور ہمارے بھائی بند ہیں اور پھر یمن سے تو ان کا پرانا اور

1۔ یہ شخص ہمیع بن حمیر کے فرزندوں میں سے تھا۔ منہاج سراج

2۔ طبقاتِ ناصری میں اس کا یہی نام لکھا گیا ہے۔

قدیم تعلق ہے، اس کے علاوہ یہ لوگ کسی پر ظلم نہیں کر رہے، کسی شعبہ میں نا انصافی اور بربریت کا مظاہرہ نہیں کر رہے بلکہ ان کی حکومت میں انصاف ہے تو پھر تو کیوں ان کے خلاف حرکت میں آنا چاہتا ہے؟''

فرع نے اپنی صفائی بیان کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے باپ! میں ان کے خلاف حرکت میں نہیں آ رہا بلکہ اپنا حق حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔''

''اے میرے باپ! آج کے دن سے اپنے قبیلے کے علاوہ میں دوسرے ہم خیال قبائل کے جوانوں کو بھی جنگ کے لیے منظم کرنا شروع کروں گا اور عنقریب میں ان خانہ بدوشوں اور چرواہوں کے خلاف اعلان جنگ کروں گا اور یمن کی حکومت ان سے چھین کر اپنے تسلط میں کرلوں گا اور اس کام میں زیادہ عرصہ نہ لگنے دوں گا۔''

منیب بن ایمن نے اپنے بیٹے کے ارادوں اور خواہشوں کا احترام کرتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بیٹے! تم جو بھی قدم اٹھاؤ گے، اس میں تمہیں میرا پورا پورا تعاون حاصل ہوگا۔

باپ کی اس یقین دہانی پر فرع مطمئن ہو کر اٹھا اور باہر نکل گیا۔

فرع بن منیب واقعی اپنے ارادوں کا پکا اور اولوالعزم ثابت ہوا، اندر ہی اندر اس نے بنی حمیر اور دیگر ہم خیال قبائل کے جوانوں کو اپنے ساتھ ملا کر اس نے ایک منظم اور مضبوط عسکری قوت حاصل کر لی۔ پھر مناسب موقع جان کر اس نے یمن کے چرواہے حکمرانوں کے خلاف بغاوت کر دی، یمن میں ایک ہولناک جنگ ہوئی جس میں فرع کامیاب رہا۔ آخر ان خانہ بدوش چرواہوں کو یمن سے نکال دیا گیا اور فرع بن منیب کو بادشاہ[1] بنا دیا گیا۔

اسی دوران میں قوم سومیر، اکاد اور قوم عیلام میں بھی انقلاب آ چکا تھا۔ عیلام کا بادشاہ ارخ جس نے اپنی بیٹی یوام کی شادی سومیریوں کے بادشاہ دونگی سے کر دی تھی، وہ اب مر چکا تھا اور اب قوم عیلام کا بادشاہ دورنان خونذی[2] تھا۔ دونگی اور اس کی حسین بیوی یوام دونوں ہی مر چکے تھے اور قوم سومیری میں ایک طرح سے انتشار پھیلا ہوا تھا، دوسری طرف اکادیوں کے زبردست بادشاہ سارگن کی موت کے بعد نرام سین[3] اکادیوں کا بادشاہ بنا۔ اس

1۔ ماخوذ از طبقاتِ ناصری: یمن کے تباج حکمران

2۔ از تاریخ ایران۔

3۔ ایضاً۔

نے بھی بڑے جاہ و جلال کے ساتھ حکومت کی لیکن جلد ہی یہ بھی موت کا شکار ہو گیا، اب ایک طرف سے سومیر اور اکاد دونوں قوموں میں کوئی مضبوط حکومت نہ تھی، جبکہ ان کی پرانی دشمن اور حریف قوم عیلام اپنے زبردست بادشاہ کودونان خوندی کے تحت بڑی قوت حاصل کر چکی تھی اور اپنی عسکری قوت کو انہوں نے بہت زیادہ بڑھا لیا تھا۔

کودونان خوندی نے اپنی عسکری تیاریوں کی تکمیل کے بعد جب یہ اندازہ لگا لیا کہ سومیری اور اکادی ان دنوں انتشار کا شکار ہیں تو وہ اپنے زبردست لشکر کے ساتھ قوم سومیری پر حملہ آور ہو گیا، سومیری، کودونان کے اس زبردست حملے کے سامنے اپنا دفاع نہ کر سکے۔

عیلامیوں نے ان کو زبردست شکست دی اور ان کے مرکزی شہر ار پر قبضہ کر لیا[1]۔ ار شہر سے باہر جو عیلامیوں کے سب سے بڑے بت کا مجسمہ نصب تھا اپنے اس بڑے بت کا مجسمہ بھی[2] عیلامی اُٹھا کر اپنے مرکزی شہر شوس لے گئے۔ اس طرح عیلامیوں نے سومیریوں کو محکوم بنا لیا۔ اس کے بعد انہوں نے اکادیوں کو بھی اپنا زیردست بنا لیا۔ یہیں سے ان دونوں قدیم ترین قوموں کا زوال اور بربادی اور خاتمے کا وقت شروع ہو گیا تھا۔

○

سورج غروب ہو گیا تھا، سلگتی شام اپنے دامن سیاہ میں لذت گراں خوابی اور تاریک و ناتمام جذبوں کو لپیٹے کسی گلیم کی طرح پھیلنا شروع ہو گئی تھی۔

سکتی کے مندر میں یوناف رشی دسارتھ اور حسین تپاس کے پاس بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا مرمریں لمس دیا، پھر اس کی سنجیدہ اور تفکرات برساتی ہوئی آواز یوناف کی سماعت سے ٹکرائی۔

”یوناف! یوناف! میرے حبیب! سنبھلو! یافان، عارب، بیوسا اور نبیط ایک نئے انداز میں تمہارے، دسارتھ اور تپاس کے خلاف حرکت میں آ رہے ہیں۔ تین منہ کی مورتی کے مندر کا بڑا پجاری جو ہے اس کے ذریعے سے انہوں نے یہاں کے راجن کے کانوں میں تپاس کی اصلیت ڈلوا دی ہے۔ انہوں نے راجن کے سامنے تپاس کے زاہد شکن حسن کی

۱۔ ایضاً
۲۔ کودونان خوندی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے اپنا بت واپس لے لیا۔

بے پناہ تعریف کی ہے اور سارے حالات اس سے کہہ دیئے ہیں کہ یہ عام لڑکی نہیں راجکماری ہے۔ انہوں نے راجن سے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ بہت زیادہ حسین اور دل کش ہونے کی وجہ سے تپاس اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رکھتی ہے تاکہ راجن یا حکمران طبقے میں سے کسی کی نگاہ اس پر نہ پڑے اور کوئی اسے رشی دسارتھ سے علیحدہ نہ کر دے۔

سنو یوناف!

راجن اس انکشاف پر بڑا حیران ہوا ہے اور اس نے فیصلہ کیا ہے کہ تپاس سے شادی کر کے ضرور اسے اپنے حرم میں داخل کرے گا بلکہ وہ رشی دسارتھ سے باز پرس بھی کرے گا کہ اس نے اب تک کیوں تپاس کی اصلیت اس سے چھپائی اور تپاس کے اس قدر حسین اور دلکش ہونے کو کیوں چھپا کر رکھا۔ راجن نے اس مقصد کے لیے اپنے چند سپاہی اس طرف روانہ کر دیئے ہیں جو تپاس اور دسارتھ کو پکڑ کر اس کے پاس لے جائیں گے۔“

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے غور سے تپاس اور دسارتھ کی طرف دیکھا پھر دسارتھ کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

”رشی دسارتھ! جو قوتیں چند یوم قبل تپاس کے خلاف حرکت میں تھیں، وہ اب پھر اپنے ابلیسی چکر کی ابتدا کر رہی ہیں، انہوں نے تین منہ کی مورتی کے مندر کے بڑے پجاری کے ذریعے سے راجن کے کانوں میں تپاس کے راج کماری ہونے کی ساری اصلیت اور روداد ڈال دی ہے۔ راجن کے سامنے تپاس کے حسن اور دل کشی کی بے حد تعریف کی ہے جس کی بناء پر راجن نے اپنے چند آدمی اس مندر کی طرف روانہ کیے ہیں تاکہ وہ تمہیں اور تپاس کو راجن کے پاس لے جائیں۔

رشی دسارتھ! راجن تم سے باز پرس کرے گا کہ تم نے اتنا عرصہ تپاس کی اصلیت کو اس سے کیوں چھپا کر رکھا جبکہ تپاس کے ساتھ اس نے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔“

یوناف جب اپنی بات ختم کر چکا تو تپاس بے چاری نے رندھی ہوئی اور روتی آواز میں اس سے پوچھا۔

اگر راجن نے مجھ سے شادی کر کے اپنے حرم میں ڈالنا چاہا تو میں اپنی جان ہی کا خاتمہ کر لوں گی، میں کسی اندھے کنوئیں میں کود مروں گی نہیں تو دریا ہی میں ڈوب کر اپنی جان دے دوں گی۔“

یوناف نے اسے تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

''ایسی مایوسی کی گفتگو نہیں کرتے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں، میں راجن، عارب، نبیطہ، بیوسا اور یافان اور دیگر ایسی بری نسل کے لوگوں سے تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا۔''

اس موقع پر رشی دسارتھ نے جلدی جلدی اور بڑی تیزی سے بولتے ہوئے کہا۔

''یوناف ! یوناف ! میری بات غور سے سنو، اب حالات نہ جانے کیا کروٹ لینے والے ہیں۔ پر ایک ٹھکانہ ایسا ہے جہاں ہم ان لوگوں کی دست برد سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ سنوسکتی کے مندر کے عین سامنے دریائے نیلاب کے اندر ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے، وہاں ایک چھوٹا سا مندر ہے جس کے اندر سکتی دیوی کا ایک بہت بڑا بت رکھا ہے اور جس سے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ وہ سکتی کا سب سے قدیم بت ہے۔ اسی جزیرے میں اور مندر سے ملحق رشیوں کا آشرم بھی ہے اب آشرم میں ایسے ہی رشی رہتے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو مکمل طور پر دھرم کے حوالے کر دیا ہو اور وہ اس دنیا داری کی الجھنوں میں نہیں پڑتے۔ اس رشی آشرم کے سارے اخراجات اسی مندر کی آمدنی سے پورے ہوتے ہیں جس میں اس وقت ہم بیٹھے ہیں۔''

سنو یوناف!

اس آشرم کی عمارت میں خفیہ راستوں والے کئی تہہ خانے ہیں، ویسے وہ عمارت بذات خود انتہائی پیچیدہ اور اسرار خیز سی ہے، میرا خیال ہے ہم تپاس کو اس آشرم کے تہہ خانوں میں چھپا دیتے ہیں اور جب......''

رشی دسارتھ کہتے کہتے رکا۔ پھر اس نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! پچھلے چندروز میں جو میں نے اندازہ لگایا ہے اگر وہ غلط نہیں تو پھر تم اور تپاس ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو۔ اس رشی آشرم کے سارے رشی میرے جاننے والے ہیں۔ وہ میرے قابل اعتماد اور راز دار دوست ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری اور تپاس کی شادی کر دوں کیونکہ تپاس اب دیوداسی کی حیثیت سے اس مندر میں نہیں رہ سکتی اور جب یہ دیوداسی بن کر نہیں رہ سکتی تو پھر اپنا گھر آباد کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تپاس کی خوبصورتی اور حسن کو مدنظر رکھتے ہوئے تم سے بڑھ کر کوئی اور جوان اس کے لیے مناسب نہیں ہوسکتا اور یہ کام میں ابھی اور اسی وقت کر گزرنا چاہتا ہوں۔

یوناف اور تپاس دونوں خاموش رہے جبکہ رشی دسارتھ نے اپنے مقامی رسم و رواج کے مطابق وہیں سکتی کے مندر کے اسی کمرے میں دونوں کو رشتہ ازدواج میں جکڑ دیا، جب دسارتھ اس کام سے فارغ ہوا تو یوناف نے کہا۔

''اس سارے معاملے کو نمٹانے کے لیے میرے پاس ایک معقول اور کارآمد تجویز ہے۔''

رشی دسارتھ نے کہا۔

''تو پھر تم اپنی تجویز کہو۔ تم رکے کیوں ہوئے ہو۔ ویسے مجھے امید ہے کہ تمہاری تجویز یقیناً مجھ سے بہتر ہوگی لیکن بیٹے ! یہ تو تم نے بتایا ہی نہیں کہ یہاں ہمارے سامنے بیٹھے بیٹھے تمہیں کب، کس وقت اور کیسے خبر ہوگئی کہ راجن کے سپاہی ہماری طرف آرہے ہیں۔''

جواب میں یوناف نے کہا۔

''اے رشی دسارتھ ! میں نے آپ کو اور تپاس کو پہلے بھی بتایا تھا کہ میرے پاس ایک فوق البشر قوت ہے اور اسی قوت نے مجھے رونما ہونے والے ان سارے حالات سے آگاہ کر دیا ہے۔

سنو رشی دسارتھ ! اب میری تجویز یہ ہے کہ آپ اور تپاس دونوں یہاں سے اسی کمرے کے اندر بیٹھے رہیں۔''

تپاس نے بے چین اور پریشان ہو کر پوچھا۔

''اور آپ کہاں جائیں گے۔''

یوناف نے تپاس کی ڈھارس دینے کے انداز میں کہا۔

''میں بھی یہیں رہوں گا، تم فکرمند نہ ہو۔ اب تم میری بیوی ہو اور میں ہر طرح سے تمہاری حفاظت کروں گا۔

سنو! جب راجن کے سپاہی ہمیں لینے کے لیے آئیں گے تو بغیر کسی مزاحمت کے ہم ان کے ساتھ ہولیں گے۔ راستے میں میرے قبضے میں جو قوت ہے، وہ میں ان سپاہیوں پر وارد کروں گا وہ قوت ان سب سپاہیوں کا خاتمہ کر دے گی اور ایک کو بچ کر بھاگنے کا موقع دے گی تاکہ وہ راجن کو جا کر بتا سکے کہ کسی ان جانی اور ان دیکھی قوت نے راستے میں حملہ کر دیا اور ہم تینوں کو وہ قوت اپنے ساتھ لے گئی جبکہ ہم تینوں اندھیرے کی اوٹ میں بھاگ کر دریائے نیلاب کے اندر جزیرے میں رشی آشرم کی طرف بھاگ جائیں گے جہاں پر رہنے

کی تجویز آپ نے پیش کی ہے۔ اس طرح اس رشی آشرم میں رہتے ہوئے ہم حالات کے مطابق اپنا دفاع کرتے رہیں گے، اب بتائیں آپ کا کیا خیال ہے۔''

رشی دسارتھ جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ کمرے کے باہر کھٹکا ہوا اور اس کے بعد راجن کے پانچ سپاہی کمرے میں داخل ہوئے، پھر ان میں سے ایک نے رشی دسارتھ کو مخاطب کرتے ہوئے بارعب آواز میں کہا۔

''اے رشی دسارتھ! آپ کو اور آپ کی بیٹی کو اسی وقت راجن نے طلب کیا ہے۔ آپ فوراً اٹھیں اور ہمارے ساتھ چلیں۔''

دسارتھ نے چہرے پر مصنوعی تفکر اور پریشانی لاتے ہوئے پوچھا۔

''آخر ایسا کیا معاملہ ہوا ہے کہ راجن نے ہمیں رات کے وقت بلایا ہے اور ساتھ میں میری بیٹی کو بھی۔ اے آنے والے سپاہیو! کیا تم مجھے بتا سکو گے کہ کیا معاملہ ہے۔''

اس سپاہی نے پھر جواب دیا۔

''ہمیں کچھ خبر نہیں کہ کیا معاملہ ہے، بہرحال راجن نے ہمیں سختی سے حکم دیا ہے کہ آپ دونوں کو فی الفور اس کے سامنے پیش کیا جائے۔''

اس موقع پر یوناف نے اس سپاہی سے پوچھا۔

''اب جبکہ میں بھی ان کے ساتھ اسی مندر میں رہ رہا ہوں تو کیا میں ان دونوں کے ساتھ راجن کے پاس نہیں جا سکتا تاکہ میں بھی دیکھ سکوں کہ وہ کیا معاملہ ہے جس کی وجہ سے راجن نے رات کے وقت ان دونوں کو بلایا ہے۔''

اس سپاہی نے کہا۔

''آپ بھی بے شک ان دونوں کے ہمراہ چلیں ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے اور پھر ہم آپ کو منع بھی کیونکر کر سکتے ہیں جبکہ راجن نے احکام جاری کر رکھے ہیں کہ ہر کوئی آپ کو ایسی عزت ایسا احترام دے جیسا اس کی اولاد کو دیا جاتا ہے۔

یوناف نے تپاس اور دسارتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر راجن نے بلایا ہے تو پھر چلو چلیں۔ ضرور کوئی اہم کام ہی ہوگا، جس کی وجہ سے رات کو اس وقت بلایا گیا ہے۔''

دسارتھ اور تپاس اٹھ کھڑے ہوئے، پھر وہ تینوں ان سپاہیوں کے ساتھ ہو لیے۔

دریائے نیلاب کے کنارے کنارے یوناف، دسارتھ اور تپاس تھوڑا سا فاصلہ ہی طے کر پائے تھے کہ یوناف نے رازدانہ سی سرگوشی میں پکارا۔

''ابلیکا! ابلیکا! تم کہاں ہو۔''

''میں جانتی ہوں تم نے مجھے کیوں پکارا ہے، سنو میرے حبیب! میں تمہارے، رشی دسارتھ اور تپاس کے درمیان اور اس کے بعد راجن کے سپاہیوں کے ساتھ تمہاری ساری گفتگو سن چکی ہوں، یقیناً تم یہ کہنا چاہو گے کہ میں راجن کے ان سپاہیوں پر ایک عذاب وارد کر کے ان میں سے صرف ایک کو بھاگ جانے کا موقع دوں تاکہ وہ ساری کیفیت جا کر راجن سے کہہ سکے۔ یہی کہنا چاہتے ہو نا میرے حبیب۔''

یوناف نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! بخدا تمہارے اندازے درست ہیں۔ میری یہی خواہش ہے جو تم نے کہہ دی ہے۔''

ابلیکا پھر بولی۔

''اے میرے حبیب! کیا ایسا ممکن اور مناسب نہیں کہ میں ان سپاہیوں سے کسی کو بھی ہلاک نہ کروں بلکہ سب کو ایسی اذیت ایسے عذاب سے دوچار کر دوں کہ یہ سب تم تینوں کو چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ اس طرح کسی کا جانی نقصان بھی نہ ہوگا اور ہمارا کام بھی بن جائے گا۔''

یوناف نے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں ابلیکا! اگر تم ایسا کر سکو تو یہ اور زیادہ بہتر اور مناسب ہوگا۔''

ابلیکا فوراً یوناف سے علیحدہ ہو گئی۔

پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ پانچوں سپاہی بری طرح واویلا اور شور کرنے لگے۔ ایسا لگتا تھا کہ کسی نے ان کے حواس پراگندہ کر دیے ہوں اور ان کے جسموں پر ناقابل برداشت ضربیں لگانا شروع کر دی ہوں۔ ابلیکا نے ان کی حالت بدترین کر کے رکھ دی تھی اور وہ پانچوں سپاہی یوناف، تپاس اور دسارتھ کو بھول کر وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔

یوناف کو پہلے ہی امید تھی کہ وہ اپنی جانیں بچانے کے لیے ایسا ہی کریں گے۔ اس لیے ان پانچوں سپاہیوں کے بھاگ جانے کے بعد رات کے سنگین سناٹے میں اس نے دسارتھ

اور تپاس سے انتہائی رازداری اور دھیمے پن سے کہا۔

''اب جبکہ پانچوں سپاہی بھاگ گئے ہیں، ہمیں فوراً اس جزیرے میں جا کر اپنے آپ کو محفوظ کر لینا چاہیے ورنہ تھوڑی دیر تک ہر طرف ہماری تلاش شروع ہو جائے گی کیونکہ جب یہ سپاہی اس حادثے کی خبر جا کر راجن سے کہیں گے تو وہ فوراً ہماری تلاش کا حکم دے دے گا۔ کیونکہ اس کے ذہن پر تپاس کی جسمانی کشش اور خوبصورتی سوار ہے لہٰذا وہ ہر حال میں تپاس کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔''

اس موقع پر دسارتھ نے انتہائی شفقت اور محبت سے کہا۔

''یوناف ! یوناف ! تمہارا کہنا درست ہے بیٹے ! چلو جلدی جلدی دریا کے کنارے کنارے شمال کی طرف چلو تاکہ ہم اس گھاٹ کی طرف چلیں، جہاں اس چھوٹے جزیرے کی طرف جانے کے لیے کشتیاں کھڑی رہتی ہیں۔''

تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس شمالی گھاٹ پر آئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا چھوٹی بڑی ان گنت کشتیاں دریا کے کنارے بندھی تھیں۔ گھاٹ اس وقت کسی مسان کی طرح اجاڑ اور ویران تھا۔ ہر جانب خاموشی اور سکوت تھا۔

یوناف آگے بڑھا۔ ایک کشتی کا رسہ کھولا۔ پھر ریت پر کھڑی کشتی کو وہ اکیلا دھکیل کر پانی میں لے گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دسارتھ اور تپاس کو کشتی میں سوار ہونے کو کہا۔

دسارتھ اور تپاس فوراً کشتی میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد یوناف نے چپو سنبھال کر چلانے شروع کیے اور کشتی بڑی تیزی سے دریا میں آگے بڑھنے لگی۔

دریائے نیلاب کے وسط میں کشتی چھوٹے سے ایک جزیرے کے ساحل سے جا لگی، وہاں کچھ اور کشتیاں بھی کھڑی تھیں۔ کشتی سے باہر نکلنے کے بعد ایک بڑی چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دسارتھ نے کہا۔

''تم دونوں میاں بیوی اس چٹان کے پاس میرا انتظار کرو۔ میں یہاں رہنے والے رشیوں سے بات کر کے بہت جلد لوٹتا ہوں۔''

یوناف اور تپاس دونوں اس چٹان کے پاس کھڑے ہو گئے جبکہ دسارتھ جزیرے کے اندر آگے بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد یوناف نے ہلکے سے پکارا۔

''ابلیکا ! ابلیکا ! کہاں ہو؟''

ابلیکا نے فوراً اپنا لمس دیا اور کہا۔

''میرے حبیب ! تم فکر مند نہ ہو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا ! یہ جس کشتی میں ہم تینوں آئے ہیں اسے واپس لے جا کر پہلے کی طرح دوسرے کنارے پر باندھ دو۔''

ابلیکا اس سے علیحدہ ہو گئی جبکہ یوناف اور تپاس پہلے کی طرح انتظار کرنے لگے۔

O

یوناف اور تپاس کو کچھ دیر تک اس چٹان کے پاس انتظار کرنا پڑا، یہاں تک کہ دسارتھ واپس لوٹ آیا۔ اس کے ساتھ ایک اور رشی بھی تھا جو عمر میں دسارتھ سے کم ہی ہو گا۔ یوناف اور تپاس کے قریب آ کر دسارتھ نے کہا۔

''سارا انتظام مکمل ہو گیا ہے۔ تم دونوں میاں بیوی میرے ساتھ آؤ۔''

یوناف اور تپاس خاموشی سے ان دونوں کے پیچھے ہو لیے۔ اس جزیرے میں رشی آشرم کے پاس جو چھوٹا سا مندر تھا وہ چاروں اس کی پتھروں سے بنی ہوئی قدیم عمارت کی طرف آئے، پھر ایک دروازے کے سامنے دسارتھ اور اس کا ساتھی رشی رک گئے۔ دسارتھ کو مخاطب کرتے ہوئے اس رشی نے کہا۔

''میں اب جاتا ہوں اور آپ تینوں کے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں، آپ ان دونوں کو اب ان کے رہنے کی یہ جگہ دکھائیں۔''

وہ رشی چلا گیا جبکہ دسارتھ نے وہ دروازہ کھولا، پھر یوناف اور تپاس کے ساتھ وہ اندر داخل ہو گیا۔

یوناف نے دیکھا عمارت کا وہ حصہ جس میں وہ داخل ہوئے تھے، تین کمروں پر مشتمل تھا، پہلے کمرے میں ایک مسہری پر صاف ستھرا بستر لگا تھا جبکہ دوسرے کمرے میں ایسے ہی دو بستر تھے۔ ان دونوں سے متصل ایک اور کمرہ تھا جس میں کھانا پکانے کا سامان اور گھریلو

ضروریات کی دیگر اشیاء تھیں۔ اس کمرے کے ساتھ ہی ایک طہارت خانہ تھا۔

دسارتھ نے ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"سنو میرے بچو! میں عمارت کے اس حصے کی صفائی ستھرائی کا سارا انتظام کرنے کے بعد تم دونوں کو لینے گیا تھا یہ کمرے اس سے پہلے مندر اور آشرم کے لیے مہمان خانے کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ اب مہمان خانے کے لیے عمارت کا کوئی اور حصہ استعمال ہوگا۔ یہ تینوں کمرے اب ہمارے استعمال میں رہیں گے جس کمرے میں ایک بستر ہے وہ میرا ہوگا اور دو بستر والا کمرہ تم میاں بیوی کے استعمال میں رہے گا۔

ذرا رک کر اس نے پھر کہا۔

"سنو میرے بچو! یہ کمرے بہت محفوظ ہیں، میرے اور تمہارے دونوں کے کمروں کی کھڑکیاں دریا کی سمت کھلتی ہیں اور دریا میں اس طرف آتی ہر کشتی کو وہاں سے دیکھا جا سکتا ہے اور ضرورت کے وقت احتیاطی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں اور سنو! عمارت کا یہ حصہ جزیرے کے اس حصے پر ہے جس سے ٹکرا کر دریا کا پانی گزرتا ہے۔ یہ عمارت ایک مضبوط چٹان پر ہے لہٰذا دریا کا پانی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس کے علاوہ خطرے کے وقت ان کمروں کے اندر ہی رہ کر اس جزیرے سے بھاگ کر اپنی جان بھی بچائی جاسکتی ہے۔

تپاس نے چونک کر پوچھا۔

"پر وہ کیسے بابا!! یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کمروں سے باہر بھی نہ نکلا جائے اور خطرے کے وقت جانِ بچا کر جزیرے سے بھاگ بھی لیا جائے۔

دسارتھ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں اس کا عملی مظاہرہ دکھاتا ہوں۔"

دسارتھ طہارت خانے کی طرف چل پڑا۔ یوناف اور تپاس خاموشی سے اس کے ساتھ ہو لیے۔

طہارت خانے میں آ کر دسارتھ نے دیوار پر کپڑے لٹکانے کے لیے ایک گول الگنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوناف سے کہا۔

"یوناف! یوناف میرے عزیز! لکڑی کی اس الگنی کو پہلے اپنی طرف کھینچو، پھر اسے بائیں طرف گھماؤ۔"

یوناف نے آگے بڑھ کر اس گول الگنی کو اپنی طرف کھینچا پھر جو اس نے اسے بائیں طرف گھمایا تو بائیں دیوار کا ایک حصہ پھٹ گیا اور وہاں ایک راستہ نمودار ہو گیا جس کے اندر سے دریا کی لہروں کی آوازیں صاف سنی جاسکتی تھیں۔

دسارتھ نے پھر کہا۔

"تم دونوں تھوڑی دیر یہیں رکو میں ابھی آتا ہوں۔"

دسارتھ جا کر ساتھ والے کمرے سے ایک جلتی ہوئی مشعل لے آیا اور اس مشعل کی روشنی میں یوناف اور تپاس نے دیکھا کہ دیوار کا جو حصہ پھٹا تھا اس میں سیڑھیوں کا ایک سلسلہ تھا جو نیچے اترتا تھا۔ دسارتھ نے جلتی ہوئی مشعل اپنے سامنے رکھی اور دیوار میں نمودار ہونے والے اس شگاف میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔

"میرے پیچھے پیچھے آؤ۔"

دسارتھ کے پیچھے یوناف اور تپاس وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ سیڑھیاں ایک بڑی شہ نشیں پر ختم ہو گئیں۔ شہ نشیں دریا کی سطح سے کافی بلند تھی اور دریا کا پانی اس سے ٹکرا کر گزر رہا تھا۔ اس شہ نشیں کے دائیں جانب کی چند سیڑھیاں دریا میں اترتی تھیں اور ان سیڑھیوں کے پاس ایک کشتی کھڑی تھی جو شہ نشیں کے اندر لگے لوہے کے ایک کڑے کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ دسارتھ نے فخریہ انداز میں یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یوناف میرے عزیز! تم نے دیکھا یہ سارا کمال، اس طہارت خانے کی گول الگنی کو اپنی طرف کھینچنے کے بعد جب بائیں طرف گھمایا جائے تو دیوار میں یہ سیڑھیوں والا راستہ نمودار ہوتا ہے اور سیڑھیاں اتر کر اگر اس شہ نشیں کی طرف آئیں تو تم دونوں دیکھ رہے ہو کہ یہاں اس شہ نشیں کے پاس ایک کشتی بندھی ہے جو ہر وقت یہیں رہتی ہے اور بوقت ضرورت اس کے ذریعے فرار ہو کر جان بچائی جاسکتی ہے، یہ سارا انتظام اس لیے کیا گیا ہے کہ دھرم کا کوئی آدمی راجن یا اس کے عہدیداروں میں سے کسی کی عداوت کا نشانہ بنے تو اسے اس جزیرے میں رکھا جائے اور بعد میں خطرے کی صورت مین یہاں سے بھی غائب کر کے کسی اور محفوظ جگہ پر پہنچا دیا جائے۔"

تپاس نے دسارتھ کی طرف توصیفی انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کسی کی جان اور عزت بچانے کے لیے یہ عمدہ ترین انتظام ہے۔ اب ہم تینوں کم از کم

راجن کے سپاہیوں کی دستبرد سے تو محفوظ رہ سکیں گے۔''

تپاس دسارتھ کے ساتھ محو گفتگو تھی کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور پھر اس کے کانوں میں سرگوشی کی۔

''یوناف ! یوناف ! راجن کے جن پانچ سپاہیوں کو میں نے ایک ان دیکھے عذاب اور اذیت میں مبتلا کیا تھا۔ انہوں نے جا کر راجن سے کہا ہے کہ ہم یوناف، دسارتھ اور تپاس کو اپنے ساتھ لے کر آ رہے تھے کہ راستے میں کسی نے ہم پر حملہ کر دیا، ہمیں مار مار کر بھگا دیا اور ان تینوں کو ہم سے چھین کر نہ جانے کہاں لے گئے ان سپاہیوں نے بڑی احتیاط اور دانشمندی سے کام لیا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کسی ماورائی قوت نے ان پر حملہ کر کے انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس صورت میں انہیں خدشہ تھا کہ راجن ان کی بات پر اعتبار نہ کرے گا لہٰذا انہوں نے راجن سے کہا ہے کہ بہت سے سوار جنہوں نے اپنے چہرے ڈھانپ رکھے تھے، ہم پر حملہ آور ہو گئے اور تم تینوں کو ان سے چھڑا کر لے گئے۔

سنو یوناف ! راجن نے اپنے بہت سے آدمیوں کو اس کام پر لگا دیا ہے جو تم تینوں کو تلاش کر کے راجن کے سامنے پیش کریں گے کیونکہ راجن اب یہ بھی جاننا چاہتا ہے کہ وہ حملہ آور کون تھے جو بقول سپاہیوں کے تم تینوں کو چھڑا کر لے گئے۔''

ایک ذرا توقف کے بعد ابلیکا نے پھر کہا۔

''یوناف ! یوناف !اس جزیرے کی اس قدیم عمارت کا یہ ٹھکانہ گو کافی محفوظ ہے لیکن کب تک تم تینوں یہاں پڑے رہو گے اور پھر یہ بات بھی ذہن میں رکھو کہ یافان کی نیلی دھند کی شیطانی قوتیں یا ملیتا کی روح یافان کو بتا دے گی کہ تم تینوں نے کہاں پناہ لے رکھی ہے، عارب تپاس سے شادی کرنا چاہتا تھا لہٰذا اسے جب خبر ہو گی کہ تم نے تپاس سے شادی کر لی ہے تو کیا وہ یافان، بیوسا اور عنیطہ کے ساتھ مل کر تم سے مقابلہ کرنے کی نہ ٹھان لے گا۔ وہ اگر خود اس ٹھکانے پر تم پر قابو نہ پا سکے تو یہ بات راجن کے کانوں میں ڈلوا دے گا کہ تم لوگوں نے اس جزیرے پر پناہ لے رکھی ہے لہٰذا راجن تم لوگوں کے خلاف حرکت میں آ جائے گا۔''

تپاس نے دسارتھ کے ساتھ اپنی گفتگو ختم کر لی تھی، پر وہ دونو جان گئے تھے کہ یوناف اپنی اس قوت کے ساتھ مصروف گفتگو ہے جو اس کی ساتھی ہے لہٰذا وہ خاموش کھڑے رہے

تاکہ یوناف فارغ ہو تو اس سے باتیں کریں۔

ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف نے کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو پھر تم ہی بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟''

جواب میں ابلیکا نے مسکراتی اور گنگناتی آواز میں کہا۔

''میرے پاس ایک تجویز ہے جس سے یہ معاملہ زیادہ نہ بڑھنے پائے گا۔''

یوناف نے بے چینی سے کہا

''تو کہو نا وہ کیا تجویز ہے، رک کیوں جاتی ہو۔''

ابلیکا نے کہا

''سنو یوناف ! آج کی رات تم تینوں یہیں ان کمروں کے اندر بسر کرو لیکن صبح ہونے سے ذرا دیر پہلے تم اور دسارتھ دریا کے اس پار شہر کے شمالی کوہستانی سلسلے میں چلے جانا، تپاس یہیں رہے گی۔ اس کوہستانی سلسلے میں جا کر تم لیٹ جانا وہاں تم دونوں کے ہاتھ پیر بندھوا دوں گی، پھر راجن کے ان سپاہیوں کو تمہاری طرف راغب کروں گی جو تم تینوں کی تلاش پر مامور ہیں۔''

یوناف نے بیچ میں بولتے ہوئے طنزاً کہا۔

''تاکہ وہ لوگ ہم دونوں کو پکڑ کر راجن کے پاس لے جائیں اور اس کے بعد دسارتھ کا قصہ تمام ہو؟ گویا ادھر ہم پکڑے جائیں اور ادھر اس کمرے میں یافان یا عارب میں سے کوئی تپاس کو ڈھیر کر دے۔''

ابلیکا نے پھر اپنی کھنکتی ہنستی، مسکراتی آواز میں کہا۔

''تم بیچ میں بول پڑے ہو یوناف ! میں نے ابھی اپنی گفتگو ختم نہیں کی۔ ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ میں تم دونوں کو رسیوں میں جکڑوا کر راجن کے سپاہیوں کو تمہاری طرف راغب کروں گی اور وہ تم دونوں کو راجن کے سامنے پیش کر دیں گے، تم لوگ وہاں یہ کہنا ہم تو تپاس کو لے کر آ رہے تھے پر راستے میں کوئی حملہ آور ہو گیا۔ ہم دونوں کو باندھ کر حملہ آور کوہستانی سلسلے میں ڈال گئے اور تپاس کو نہ جانے کہاں لے گئے، ظاہر ہے راجن تم سے تو کوئی بازپرس نہ کرے گا، صرف دسارتھ سے پوچھے گا کہ اس نے تپاس کو کیوں چھپا کر رکھا تو دسارتھ کہہ دے کہ جس سردار کے حوالے تپاس کی ماں کو کیا گیا تھا، اس کے اور تپاس کی

ماں کے مرنے کے بعد اس نے تپاس کو بیٹی کی طرح پالا اور اسی کی خواہش پر اسے سکتی کے مندر کے لیے وقف کر دیا لہٰذا وہ وہاں دیوداسی کی حیثیت سے رہی اور جب آپ نے بلایا تو میں فوراً اسے لے کر آپ کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس طرح راجن کی نگاہوں میں تم دونوں کی حیثیت صاف ہو جائے گی، اس کے علاوہ دسارتھ کو چاہیے کہ جب راجن اس کی گفتگو سے مطمئن ہو جائے تو وہ راجن سے کہہ دے کہ اب جبکہ تپاس اس کے پاس نہیں رہی تو اس کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا ہے لہٰذا میں سکتی کے مندر کو چھوڑ کر جزیرے میں رشیوں کے آشرم میں جا رہوں گا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تم بھی راجن سے کہہ دینا کہ تم بھی دسارتھ کے ساتھ رشی آشرم میں رہو گے۔ اس طرح تم اور دسارتھ یہاں آ کر تپاس کے ساتھ رہ سکو گے۔''

درمیان میں بولتے ہوئے یوناف نے خدشہ ظاہر کیا۔

''اور اگر یافان یا عارب میں سے کسی نے راجن سے کہہ دیا کہ تپاس اس وقت رشیوں کے جزیرے میں ہے تو پھر''

مطمئن انداز میں ابلیکا نے کہا۔

''یافان یا عارب براہ راست راجن کے سامنے یہ بات نہیں کہہ سکتے۔ اس طرح ان دونوں کو یہ خدشہ بھی رہے گا کہ یوناف راجن کے سامنے ان کی اصلیت ظاہر کر دے گا۔ ہاں وہ ایسا ضرور کر سکتے ہیں کہ کسی اور کے ذریعے سے بادشاہ کے کان میں یہ بات ڈلوائیں کہ تپاس رشیوں کے جزیرے میں ہے اور اگر ایسی کوئی صورت سامنے آئی تو ہم تپاس کی حفاظت کا سامان کر لیا کریں گے۔''

چند ثانیے کے بعد ابلیکا نے پھر کہا۔

''یہاں اس جزیرے میں رہتے ہوئے اصل خطرہ یہ نہیں ہے کہ راجن کے سپاہی تپاس کو تلاش کرتے ہوئے ادھر آ جائیں گے بلکہ اصل خطرہ یہ ہے کہ یافان اور عارب خود تپاس سے انتقام لے سکتے ہیں اور اس کام کے لیے وہ ملیتا کی روح یا نیلی دھند والی شیطانی قوتوں کو استعمال کر سکتے ہیں، عارب اس معاملے میں کوئی انتہائی قدم بھی اٹھا سکتا ہے، اس لیے کہ تپاس اس کی پسند ہے اور جب اسے یہ خبر ہو گی کہ تپاس اب تمہاری بیوی ہے تو وہ دیوانگی کے عالم میں نہ صرف تپاس بلکہ تمہارے خلاف بھی کوئی عملی اقدام کرنے کے لیے

تیار ہو جائے گا اور اس کے لیے وہ اپنے علاوہ یافان کی نیلی دھند کی قوتوں اور ملیتا کی روح سے بھی کام لے سکتا ہے کیونکہ یافان ان دنوں اس کا کہا مانتا ہے۔''

یوناف نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

''یافان اور عارب سے نمٹنا بعد کی بات ہے، جب وہ ہمارے خلاف حرکت میں آ جائیں گے تو انہیں بھی دیکھ لیں گے، فی الوقت میں تمہاری تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔''

اتنے میں اوپر کھٹکا ہوا۔ دسارتھ نے کہا۔

''چلو اوپر چلیں، میرے خیال میں وہ رشی جو ہمیں یہاں چھوڑ کر گیا تھا، کھانا لے کر آ گیا ہے۔''

یوناف نے کہا۔

''جو کچھ کرنے کے لیے طے ہوا وہ میں اوپر جا کر آپ کو بتاتا ہوں۔''

پھر وہ تینوں دریائے نیلاب کے اندر کھلنے والے اس تہہ خانے سے نکل کر اوپر اپنے کمروں کی طرف چل دیے۔

○

موہنجوداڑو کا راجن اپنے قصر میں بیٹھا تھا کہ اس کا ایک محافظ اندر آیا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

''اے راجن! ہمارے وہ سپاہی جو یوناف، دسارتھ اور تپاس کی تلاش کرنے پر مامور تھے، ان میں سے کچھ نے یوناف اور دسارتھ کو تلاش کر لیا ہے۔ وہ شمال میں کوہستانی سلسلے کے اندر دریا کے کنارے کے قریب رسیوں میں جکڑے پڑے تھے۔ ہمارے سپاہی ان کو کھول کر یہاں لے آئے ہیں۔''

راجن نے پریشانی اور فکرمندی سے پوچھا۔

''کیا ان دونوں کے ساتھ تپاس نہیں ہے، اگر نہیں ہے تو پھر وہ کدھر گئی۔''

محافظ نے پھر کہا۔

''ان کے ساتھ تپاس نہیں ہے راجن!''

مایوسانہ انداز میں راجن نے کہا۔

''ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔''

محافظ باہر نکل گیا، تھوڑی دیر بعد یوناف اور دسارتھ کو اپنے ساتھ لے کر وہ قصر کے اسی کمرے میں داخل ہوا۔

راجن نے اپنے سامنے ان دونوں کو اچھی نشستوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا، جب وہ بیٹھ گئے تو راجن نے ہمدردانہ انداز میں پوچھا۔

''تم لوگوں کے ساتھ کیا بیتی اور کس نے تم دونوں کو رسیوں سے جکڑ کر کوہستانی سلسلے کے اندر ڈال دیا تھا؟''

دسارتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اے راجن! جس وقت آپ کا حکم مجھے ملا اسی وقت تپاس کو لے کر میں آپ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یوناف بھی ہمارے ساتھ تھا کہ راستے میں کچھ حملہ آوروں نے ہم پر حملہ کر دیا، اندھیرے میں ہم انہیں دیکھ تک نہ سکے۔ ان حملہ آوروں کی وجہ سے آپ کے سپاہی بھاگ گئے جبکہ وہ حملہ آور ہم تینوں کو اٹھا کر لے گئے۔ پھر انہوں نے مجھے اور یوناف کو تو رسیوں میں جکڑ کر شمالی کوہستانی سلسلے کے اندر ڈال دیا اور تپاس کو لے کر نہ جانے کہاں غائب ہو گئے۔''

پھر دسارتھ نے انتہائی غمگین انداز میں کہا۔

''آہ! نہ جانے تپاس کہاں اور کس حال میں ہو گی۔ میں نے اس کی پرورش اپنی ہی بیٹی جان کر کی تھی۔ اے راجن! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اسے بیاہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو قسم ہے مجھے سکتی کی میں شروع دن ہی میں اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ آپ ضرور پوچھیں گے کہ اگر وہ راجکماری تھی تو میں نے اسے چھپا کر کیوں رکھا؟ میں عرض کروں گا کہ وہ راجکماری ضرور تھی، پر آپ نے اس کی ماں کو اپنے ایک سردار کے حوالے کر دیا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ آپ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتے بلکہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ تبھی تپاس کی ماں کو آپ نے ایک سردار کے حوالے کر دیا تھا حالانکہ تپاس کی ماں بھی تپاس جیسی ہی خوبصورت تھی۔ اس سردار نے تپاس کی ماں کو اپنی بہن بنا لیا، وہیں اس کے گھر پر تپاس پیدا ہوئی۔ جب تپاس کی ماں اور وہ سردار مر گئے تو تپاس کو میرے حوالے کر دیا گیا۔ میں نے

اس کی پرورش کی اور اس کے ذہنی رجحان کو دیکھتے ہوئے اسے سکتی کے مندر کی دیوداسی بنا دیا۔

اے راجن! تپاس ضرور اپنی خوبصورتی اور حسن چھپانے کے لئے اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رکھتی تھی، پر ایسا کرنے کو میں نے اسے نہ کہا تھا۔ وہ اپنی مرضی سے اپنا چہرہ چھپا کر رکھتی تھی چونکہ وہ اپنے آپ کو مندر کے حوالے کر چکی تھی اس لیے نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اس کی خوبصورتی اور حسن سے متاثر ہو کر اسے اس کی مرضی کے خلاف زبردستی اپنے گھر میں ڈال لے لیکن آپ کا معاملہ اور تھا۔ آپ کا تو پیغام ملتے ہی میں تپاس کو لے کر آپ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ کاش! میں اسے آپ کے حوالے کر سکتا۔''

دسارتھ نے ساری بات کو ایسے انداز میں راجن سے کہا کہ راجن جواب میں اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کر سکا بلکہ اس نے دسارتھ کی طرف دیکھتے ہوئے ہمدردی سے کہا

''دسارتھ! دسارتھ! میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے مجھے اتنی اہمیت دی۔ پر اب ہم سب کو مل کر ان حملہ آوروں کو تلاش کرنا ہو گا، جو تم دونوں کو رسیوں میں جکڑ کر کوہستانی سلسلے میں پھینک گئے اور تپاس کو اپنے ساتھ لے گئے۔

دسارتھ نے جب دیکھا کہ اس کی گفتگو سے راجن مطمئن ہو گیا ہے اور اس نے تپاس کے سلسلے میں مزید کوئی باز پرس نہیں کی تو اس نے چھاتی تانتے ہوئے کہا۔

''میں اور یوناف ضرور آپ سے تعاون کریں گے اور مجھے امید ہے کہ تپاس کو ہم آپ کے لیے ڈھونڈ نکالیں گے۔''

راجن نے اس بار یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یوناف! یوناف! مجھے قوی امید ہے کہ جس طرح تم نے چیتے کو تلاش کر کے اس کا خاتمہ کر دیا تھا، ویسے ہی تم تپاس کو اٹھا لے جانے والے حملہ آوروں کا کھوج بھی لگانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ میں ان لوگوں کو انتہائی کڑی سزا دوں گا جو تپاس کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔''

یوناف نے کہا۔

''اے راجن! مجھے امید ہے کہ آپ کی خاطر میں ان لوگوں کو ضرور تلاش کر لوں گا جو تپاس کو اٹھا لے گئے ہیں، پر اے راجن! کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم

سکتی دیوی کے مندر کو چھوڑ کر دریائے نیلاب کے اندر رشیوں کے آشرم میں جا رہیں۔ یہ اجازت آپ سے دسارتھ طلب کرنا چاہتے تھے، پر ان کی جگہ یہ اجازت میں نے طلب کر لی ہے کیونکہ تپاس کے اٹھائے جانے کے بعد دسارتھ اب سکتی کے مندر کا رخ نہیں کرنا چاہتے کیونکہ وہاں تپاس کے ساتھ گزارے دنوں کی یاد میں ان کے لیے تکلیف اور اذیت کا باعث ہوگی، اس لیے یہ سکتی کے مندر سے رشیوں کے آشرم میں منتقل ہونا چاہتے ہیں اور میں ان کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔''

راجن نے کہا۔

''مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ تم سکتی کے مندر کو چھوڑ کر رشیوں کے آشرم میں رہو لیکن ساتھ ہی ساتھ میں یہ ضرور کہوں گا کہ اب تم جاؤ اور اپنے طور پر تپاس کو تلاش کرنے کی کوشش کرو۔''

یوناف اور دسارتھ باہر نکل گئے۔ پھر وہ کشتی میں بیٹھ کر جزیرے کی طرف چل پڑے، جہاں تپاس بے چینی سے ان کی منتظر تھی۔

○

یمن سے جن چرواہے[1] حکمرانوں کو نکال کر فرع بن منیب خود یمن کا بادشاہ بن گیا تھا، ان چرواہوں نے یمن سے نکل کر شمال کا رخ کیا، شاید یہ لوگ ارض شام کی سرسبز چراگاہوں کا رخ کرنا چاہتے تھے، پر فلسطین کے جنوب میں ان کی ملاقات ایسے چرواہوں اور خانہ بندوشوں سے ہوگئی جو وہاں پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور ان کے ہم قبیلہ تھے۔

یہاں دونوں گروہوں کے ملنے سے ان کی تعداد کافی ہوگئی اور ان کے اندر لڑاکا، جنگجو جوانوں کی تعداد بھی پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی، یہیں فلسطین کے ان جنوبی میدانوں کے اندر ان چرواہوں نے ایک تاریخ ساز فیصلہ کیا اور وہ یہ کہ مصر کی حکومت پر حملہ کر کے وہاں کی سلطنت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا جائے۔

یہاں فلسطین کے ان جنوبی میدان کے اندر چند ماہ رک کر ان چرواہوں نے اپنی عسکری

۱۔ ان چرواہے بادشاہوں کو ہکسوس اور عمالیق بھی کہا گیا ہے۔

قوت کو خوب مضبوط کیا۔ انہوں نے آشوریوں اور آرامیوں سے رابطہ قائم کیا کیونکہ یہ دونوں قومیں انہی کی طرح عرب تھیں۔ ان سے ان چرواہوں نے سامان حرب وضرب حاصل کیا، پھر انہوں نے متحد ہو کر ایک طوفان کی صورت میں مصر کا رخ کیا۔

مصر کی حکومت ان دنوں انتشار کا شکار تھی۔ وہ ان چرواہوں کا مقابلہ نہ کر سکی لہٰذا یہ چرواہے مصر پر قابض ہو گئے اور وہاں انہوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔

دوسری طرف دجلہ وفرات کے دوآبہ میں قوم سومیر اور اکاد کے اندر بھی ایک انقلاب رونما ہوا۔ گو قوم عیلام کے بادشاہ کودونان نے ایک طرح سے سومیریوں اور اکادیوں کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی، لیکن یہاں بھی ایک قوت نمودار ہوئی۔ کودونان کے ہاتھوں شکست کھانیوالے سومیری اور اکادی سپاہی مغرب کے کوہستانی سلسلے میں جمع ہونے لگے اور جنگ سے بھاگ کر ان کوہستانوں کے اندر پناہ لینے والے سومیریوں اور اکادیوں کے ان لشکریوں نے ایک شکست خوردہ جنگجو کو اپنا رہنما بنا لیا۔ اس جنگجو کا نام ارنمو[1] تھا۔

ارنمو نام کے اس فوجی افسر نے بڑی سرعت اور تیزی کے ساتھ جنگ سے بھاگے ہوئے سومیری اور اکادی سپاہیوں کو اپنے پاس جمع کر کے جنگی تیاریاں شروع کر دیں اور جب اس نے دیکھا کہ اس کی عسکری حیثیت خوب مضبوط ہو گئی ہے تو اس نے حملہ کر کے قوم عیلام کے بادشاہ کو دونان سے سومیریوں اور اکادیوں کا سارا علاقہ چھین لیا اور وہاں اپنی حکومت قائم کر لی۔ اب ارنمو سومیریوں اور اکادیوں کا بادشاہ تھا اور مرکزی شہر اُر ہی کو رکھا گیا تھا۔

قوم ماد کے سارے بتوں کو توڑ دیا گیا اور دجلہ وفرات کے اس دوآبے میں ننار، شماس اور دوسرے قدیم دیوتاؤں کا بول بالا کر دیا گیا۔

○

شمالی ایران میں قوم ماد کا بادشاہ فریدوں اگباتانہ شہر میں اپنے قصر کے ایک کمرے میں اپنے بیٹے ایرج[2]، بیٹی قرسین اور ایرج کی بیوہ ماہ آفرید[3] کے ساتھ بیٹھا تھا کہ قصر کے

۱۔ ارنمو جانشین نمو تھا، یہی نمو عربی میں نمرود کہلایا اور یہی حضرت ابراہیمؑ والا نمرود تھا۔ اس کے واقعات آئندہ صفحات میں مفصل آئیں گے۔

۲۔ فریدوں کا سب سے چھوٹا بیٹا جس سے وہ بے حد محبت کرتا تھا۔

۳۔ اسی ماہ آفرید کے بطن سے ایرج کا جانشین اور ایران کا اگلا بادشاہ منوچہر پیدا ہوگا۔

محافظوں کا سردار اندر آیا اور فریدوں کی طرف دیکھتے ہوئے تعظیم کی خاطر زمین کی طرف اپنی گردن کو خم کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''اے آقا! بابل کا ایک شخص کہ عمر میں ادھیڑ سا ہے اگباتانہ شہر میں داخل ہوا ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ وہ بابل کے عمدہ اور نایاب نجومیوں میں سے ہے۔''

فریدوں نے بے تابی اور انتہائی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''اگر وہ بابلی نووارد ہے تو پھر اسے روکا کیوں گیا ہے۔ اسے فوراً میرے پاس لاؤ۔''

سردار مڑ کر باہر نکل گیا، تھوڑی دیر بعد وہ پھر لوٹا تو اس کے ساتھ ادھیڑ عمر کا ایک شخص تھا جو سر سے پاؤں تک سفید لباس میں ملبوس تھا۔ اس کی داڑھی کے آدھے بال سفید اور آدھے سیاہ تھے، فریدوں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نووارد بابلی سے پرجوش مصافحہ کرتے ہوئے اس نے کہا۔

''میں قوم ماد کا بادشاہ فریدوں ہوں، میرے ساتھ اس کمرے میں میرا بیٹا، بیٹی اور میری بہو ہیں۔''

ایرج نے بھی آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔ فریدوں نے اس بابلی نجومی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کی نشست پر بٹھایا، پھر اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔

''کیا میں آپ سے آپ کا نام نہ پوچھوں۔''

نجومی نے کہا۔ ''اے بادشاہ! نام تو میرا مناخیم ہے اور شاید آپ کے محافظوں کا سالار آپ کو بتا چکا ہو کہ میرا تعلق بابل سے ہے اور پیشے کے لحاظ سے میں ایک نجومی ہوں۔ اے بادشاہ! میں بغرض سیاحت بابل سے روانہ ہوا تھا۔ میں قدیم اقوام کے مسکن دیکھنا چاہتا تھا۔ اس مقصد اور خواہش کے لیے میں نے پہلے قوم ثمود کے کھنڈرات کا رخ کیا، اس کے بعد میں مصر گیا اور مصر کے مرکزی شہر ممفس کے آس پاس اور سقارہ کے میدانوں کے اندر وہ عظیم الشان اور حیرت انگیز احرام دیکھے جن کی تعمیر کا سلسلہ مصر کے بادشاہوں نے شروع کیا تھا۔ مصر سے میں یمن آیا اور وہاں میں نے عربوں کی قدیم قوم عاد کی تباہی اور ان کی بستیوں کے کھنڈرات دیکھے۔ یمن سے میرا ارادہ تھا کہ میں سیدھا بابل کی طرف جاؤں گا، اس لیے کہ میرے ساتھ کچھ اور ساتھی بھی ہیں اور وہ لوٹنے پر مصر تھے۔ میں بھی انہیں اپنی

خاطر زیادہ اذیت میں نہ ڈالنا چاہتا تھا، پر حالات ہی ایسے ہو گئے کہ یمن میں میری ملاقات ایک سوداگر سے ہوئی جس کا نام الغور تھا۔ اس نے میری موجودگی میں ہی دم توڑا۔ وہ آپ کا جاننے والا تھا اور آپ کے نام اس نے ایک پیغام دیا تھا اور استدعا کی تھی کہ میں یہ پیغام آپ تک پہنچا دوں۔ سوداگری کی غرض سے وہ اکثر بابل آیا کرتا تھا اور......''

فریدوں نے درمیان میں بولتے ہوئے غم اور دکھ سے کہا۔

''آہ الغور! اس کی موت میرے لیے دکھ، تکلیف اور صدمے کا باعث ہے۔ وہ اپنا تجارتی مال لے کر اکثر میرے پاس یہاں آیا کرتا تھا۔ وہ بستی بستی، شہر شہر اور نگر نگر گھومنے والا انسان تھا۔ لہٰذا میں نے اسے ایک کام بھی سونپ رکھا تھا۔''

مناخیم نے غور سے فریدوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا آپ نے اسے یہ کام سونپ رکھا تھا کہ وہ آپ کی بیٹی قرسین کے لیے کوئی اچھا اور مناسب رشتہ تلاش کرے۔''

فریدوں نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے یہی کام سونپ رکھا تھا۔''

مناخیم نے کہا۔ ''تو پھر مطمئن رہیے۔ الغور نے آپ کا یہ کام کر دیا تھا۔ وہ آپ کی بیٹی کی شادی یمن کے موجودہ حکمران فرع بن منیب سے کرانا چاہتا تھا اور اس نے فرع کو اس شادی کے لیے رضامند بھی کر لیا تھا، اس سلسلے میں نے خود فرع سے بات کی ہے اور وہ اس شادی پر واقعی خوش ہے۔''

فریدوں نے کچھ سوچا پھر کہا۔

''یہ فرع بن منیب یمن کا نیا نیا بادشاہ ہوا ہے، میں اس کے متعلق کچھ زیادہ معلومات نہیں رکھتا اور نہ یہ جانتا ہوں کہ وہ اپنی وضع وطبع میں کیسا ہے۔''

مناخیم نے کہا۔ ''میں کچھ دن فرع کے بہت قریب رہا ہوں۔ وہ انتہائی خوش شکل اور شجاع و جنگجو انسان ہے۔ یہ اسی کی جرأت و ہمت ہے کہ اس نے یمن سے چرواہے حکمرانوں کو نکال باہر کیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کی جرأت نہ تھی کہ وہ ان چرواہوں کا مقابلہ کر سکے۔ اے بادشاہ! میرا بھی آپ سے مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ قرسین کی شادی فرع سے کر دیں۔ میں اپنا حساب لگا کر پہلے ہی اس شادی کے متعلق جان چکا ہوں کہ یہ انتہائی کامیاب رہے گی اور آپ کی بیٹی قرسین یمن کے بادشاہ فرع کے ساتھ خوشحال

ازدواجی زندگی بسر کرے گی۔

فریدوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''میں تمہاری یہ بات تو تسلیم کرتا ہوں کہ قرسین فرع کے ساتھ کامیاب زندگی بسر کرے گی اور میں نے یہ فیصلہ بھی کر لیا ہے کہ چند روز تک قرسین کی شادی فرع سے کر دوں گا، اب تم اپنے علوم کو کام میں لا کر چند اور پہلوؤں کے متعلق بھی بتاؤ۔

سنو مناخیم ! میں نے اپنی سلطنت کو اپنے تینوں بیٹوں تور، سلم اور ایرج میں تقسیم کر دیا ہے، اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ سلطنت کی یہ تقسیم کیسی رہے گی۔ یہ کامیاب رہے گی یا ناکام اور یہ کہ کیا میرے تینوں بیٹے اتفاق کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں میں حکومت کرتے رہیں گے اور یہ کہ ایک دوسرے کیخلاف برسر پیکار تو نہ ہوں گے۔''

مناخیم نے لباس کے اندر سے تانبے کے چند سکے نکالے جن میں سوراخ تھے اور وہ سب ایک سفید دھاگے میں پروئے ہوئے تھے، ان سکوں پر سومیری زبان میں کچھ نامانوس سی تحریریں بھی تھیں۔

مناخیم نے وہ سکے فریدوں کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔''اے بادشاہ ! ایک بار ان سکون کو اپنے ہاتھ میں لیجیے۔ پھر میں اپنے عمل کی ابتدا کرتا ہوں۔''

فریدوں نے ان سکوں کو ہاتھ لگایا، اس کے بعد مناخیم نے ان سکوں کو فرش پر پھینک دیا جس ترتیب سے وہ سکے فرش پر پڑے مناخیم نے ویسے ہی پڑے رہنے دیئے اور ان کے اوپر لکھی تحریروں سے وہ اپنا حساب لگانے لگا۔

چند ثانیوں تک وہ اسی طرح اپنا عمل کرتا رہا، پھر اچانک اس کے چہرے پر فکر مند جذبے رقص کرنے لگے۔ اس کے بعد اس نے فریدوں کی طرف دیکھا اور کہا۔''اے بادشاہ ! جو میں نے دیکھا ہے وہ آپ سے کہتا ہوں۔'' آپ نے اپنی سلطنت کو تقسیم کر کے غلطی کی ہے۔ عنقریب ایک افشار اور انتشار جنم لے گا۔'' آپ کے بیٹے چپقلش اور باہمی کشمکش کا شکار ہو جائیں گے۔ دو بیٹے تیرے خلاف اتحاد کریں گے، ہولناک جنگ ہو گی جس میں باہم[1] اتحاد کرنے والے کامیاب رہیں گے اور تیسرا جانی اور مالی نقصان اٹھائے گا اور اے

۱۔ اس بابلی نجومی مناخیم کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی، اور چند ہی دنوں میں فریدوں کے بڑے بیٹوں تور اور سلم نے آپس میں اتحاد کر کے اگباتانہ پر حملہ کر دیا، اس جنگ میں ایرج مارا گیا تھا۔ ان واقعات کی تفصیل آئندہ صفحات میں بیان ہو گی۔

بادشاہ ! اس کام کی کوئی پیش بندی بھی نہیں ہے، یہ ہر صورت میں ہو کر رہے گا۔

اے بادشاہ ! میں ایک مواحد ہوں، تقدیر الٰہی اور مشیت قدرت پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے علم کی رُو سے جو حالات میرے سامنے آئے ہیں، میں نے آپ سے کہہ دیئے۔ اے بادشاہ ! نجوم، رمل اور ستارہ شناسی کا علم برحق ہے تاہم اس کے استعمال میں انسانی غلطیوں اور کوتاہیوں کا امکان ضرور ہے، پر اس کے باوجود اس علم کا حساب یقینی ہے۔

فریدوں نے کہا۔

''اے مناخیم ! میں تمہارے علم اور حساب پر یقین رکھتا ہوں۔ ان حالات کا مجھے خود بھی خدشہ تھا۔ آج تم نے اسے یقین میں بدل دیا ہے۔ بہر حال میں پہلے اپنی بیٹی قرسین کی شادی فرع سے کروں گا، اس کے بعد حالات کا انتظار کروں گا۔ اے مناخیم ! میری بیٹی کی شادی تک تم میرے ساتھ یہیں میرے محل میں رہو گے جبکہ تمہارے ساتھیوں کا قیام شاہی مہمان خانے میں ہو گا۔''

مناخیم نے فریدوں کی اس خواہش پر حامی بھر لی اور فریدوں کے محل میں قیام کر لیا۔

فریدوں نے چند روز بعد اپنی بیٹی قرسین کی شادی یمن کے بادشاہ فرع سے کر دی، پھر وہ رونما ہونے والے حادثے کا انتظار کرنے لگا۔

اس کا یہ انتظار زیادہ طویل ثابت نہ ہوا، چند ہی دن بعد وہ حالات رونما ہونے لگے جن کی بابل کے نجومی مناخیم نے پیش گوئی کی تھی۔

• ایک روز فریدوں کا منجھلا بیٹا تور اپنے مصاحبوں کے ساتھ دارالحکومت سے باہر شکار پر تھا، اس کے ساتھ جو لشکر شکار کرنے کے لیے تھا، اس کے خیمے دور دور تک نصب تھے، اس وقت شام ہو رہی تھی جب تور اپنے خیمے میں اکیلا بیٹھا تھا کہ اس کے ایک محافظ نے آ کر کہا۔

''اے آقا ! آپ کے بڑے بھائی سلم آپ کے خیمے کی طرف آ رہے ہیں، ان کے پہنچنے سے پہلے ہی میں آپ کو خبر کرنے آ گیا ہوں۔''

تور جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا، جب وہ خیمے سے باہر نکلا تو دیکھا اس کا بڑا بھائی سلم جسے فریدوں نے اس علاقے کا حکمران بنایا تھا جو ایشیائے کوچک کی طرف تھا، آ رہا تھا۔ تور اس کے استقبال کو آگے بڑھا۔

نزدیک آ کر سلم اپنے گھوڑے سے اترا۔ پہلے دونوں بھائی بغل گیر ہوئے، پھر تور نے سلم سے کہا۔ ''اگر آپ کو مجھ سے کوئی کام تھا تو آپ نے قاصد بھیج کر مجھے بلا لیا ہوتا۔ میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔''

سلم نے کہا۔

''میں خود بھی شکار کے لیے نکلا تھا کہ تمہارے دارالحکومت سے باہر ہونے کی اطلاع ملی لہٰذا میں تم سے ایک اہم معاملہ طے کرنے ادھر آ نکلا، میں رکوں گا نہیں اور نہ ہی قیام کروں گا بلکہ ابھی تم سے بات کر کے لوٹ جاؤں گا۔''

تور نے کہا۔

''آپ چل کر میرے خیمے میں تو بیٹھیں، پھر آرام سے گفتگو کرتے ہیں۔''

سلم نے کہا۔

''نہیں۔ میں خیمے میں نہ جاؤں گا، پھر شام بھی ہو رہی ہے۔ یہیں کھڑے کھڑے میری بات سنو کہ میں فوراً لوٹ جانا چاہتا ہوں۔''

سنو میرے عزیز! تم نے ایک بار میری طرف پیغام بھجوایا تھا کہ ہمارے باپ نے سلطنت کے بٹوارے میں میرے اور تمہارے ساتھ نا انصافی کی ہے۔ اس نے سلطنت کا اچھا اور زرخیز علاقہ ہمارے چھوٹے بھائی ایرج کو دیا ہے اور سارے خزانے بھی اس کے حوالے کر کے ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔

سنو تور! میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایرج کے خلاف لشکر کشی کروں گا اور بزورِ شمشیر اپنے حقوق اپنے باپ اور بھائی سے حاصل کروں گا۔ تور! تور! کیا تم ....''

تور نے سلم کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''آپ یہ پوچھنا چاہیں گے کہ اس لشکر کشی میں، میں آپ کا ساتھ دوں گا یا نہیں۔ تو اس کے لیے میرا جواب یہ ہے کہ اس لشکر کشی میں اپنی پوری قوت کے ساتھ میں آپ کے ساتھ شامل ہوں گا۔''

سلم نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر سنو۔ میرا کام ختم ہوا، آج سے پورے سات روز بعد میں اپنے لشکر کے ساتھ ادھر آؤں گا، تم بھی تیار رہنا۔ پھر ہم اپنے حملے کی ابتدا کریں گے۔'' اس کے ساتھ ہی سلم

تور کو گلے لگا کر دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

تور، سلم کو روکتا رہ گیا پر وہ نہیں رکا۔ ایک سخت مہمیز اس نے اپنے گھوڑے کو لگائی اور اپنے لشکر کے ساتھ وہاں سے کوچ کر گیا۔

ٹھیک سات دن بعد سلم اور تور اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ وہاں ایک دوسرے سے ملے پھر اپنے چھوٹے بھائی پر حملہ آور ہونے کے لیے انہوں نے اگباتانہ شہر کی طرف کوچ کیا۔

○○○

اپنی آنکھوں سے شبنم پونچھتی رات کا خاتمہ ہو رہا تھا۔مشرق میں سورج طلوع ہونے کے آثار، حسیناؤں کے عارضِ گلگوں جیسی کیفیت اختیار کر گئے تھے، رات گلی گلی، کوچے کوچے میں بکھرے اندھیروں کو سمیٹ رہی تھی۔ پتھر و فولاد جیسی چٹانیں عریاں ہونے لگی تھیں۔ کائنات کے اندر سحر طراز رنگوں کے جلوے بکھرنے لگے تھے۔

قوم اکاد بادشاہ فریدوں کے بیٹے سلم اور تور اپنے لشکروں کے ساتھ آذر بائیجان[1] کے کوہستانی سلسلے میں داخل ہوئے تو ایک وادی سے گزرتے ہوئے جبکہ سورج طلوع ہو چکا تھا، سلم نے آواز دیکر اپنا لشکر روک دیا۔تور جو سلم کے ساتھ ہی تھا، اس نے بھی اپنے لشکر کو روک دیا اب دونوں لشکر وادی کے اندر رک کر سلم اور تور کے اگلے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔

تور نے سلم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اے میرے بھائی ! آپ نے یہاں اس وادی میں لشکر کو کیوں روک دیا ہمیں اپنا سفر جاری رکھنا چاہیے تا کہ ہم جلد از جلد اگباتانہ پہنچ کر اپنا مدعا حاصل کر سکیں۔''

سلم چند ثانیوں تک غور سے تور کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

''میرے عزیز ! تیرا کہنا درست ہے، پر میں بھی پچھلی کئی ساعتوں سے اسی موضوع پر سوچتا رہا ہوں اور اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم اگباتانہ کے بجائے کچھ دن یہیں رک کر حالات کو اپنے حق میں کرنے کی کوشش کریں، میں سمجھتا ہوں اگر ہم اپنے حقوق جنگ و

[1]۔تاریخ ایران کے مطابق دونوں بھائیوں نے آذر بائیجان کے کوہستانوں کے اندر قیام کیا۔

جدال کے بغیر حاصل کر لیں تو یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ بھائی میرے دیکھ! مجھے تیری بہادری، جراتمندی، استقلال اوالعزمی اور حوصلہ مندی پر کوئی شک نہیں۔ پر یہ بھی تو سوچو کہ رات سونے سے مختصر نہیں ہو جاتی اور دن محض غلط کاموں سے نہیں بنتا۔ ہمیں ہر بلندی ہر پستی کو فراموش کرنے سے پہلے ہر تدبیر ہر تعزیر پر غور کرنا ہو گا۔''

''سنو میرے بھائی ! ہم دونوں اپنے لشکروں کے ساتھ یہاں پڑاؤ کرتے ہیں اور اپنے کچھ مشیر اگباتانہ کی طرف روانہ کرتے ہیں تا کہ وہ ہمارے باپ اور بھائی سے جا کر بات کریں اور ان سے ہمارے حقوق طلب کریں۔ اگر انہوں نے ہمارے حقوق کو تسلیم کر کے ان کی ادائیگی کر دی تو پھر ہمیں باپ اور بھائی کے خلاف ہتھیار اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی صورت میں ہم سلطنت کے لوگوں میں بد نام ہو جائیں گے کہ ہم نے جنگ کی ابتدا کی اور اس طرح لوگوں کی تائید سے محروم ہو جائیں گے اور اگر ہمارے باپ اور بھائی نے ہمیں ہمارے حقوق دینے کی بجائے ہمارے خلاف اعلان جنگ کر دیا تو وہ دونوں بھی لوگوں کی تائید سے محروم ہو جائیں گے کیونکہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ ہم نے اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کیا تھا جس کے جواب میں ہم پر حملہ کر دیا گیا اور پھر تم جانو اگر ہم نے آگے بڑھ کر اگباتانہ کا محاصرہ کیا تو ہمیں کچھ حاصل نہ ہو گا کیونکہ اگباتانہ نا قابل تسخیر اور اس میں داخل ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، یہ ایک وقت طلب کام ہو گا۔ اگباتانہ کا محاصرہ طول بھی پکڑ سکتا ہے اور ہم رسد و کمک سے محروم بھی ہو کر نقصان اٹھا سکتے ہیں۔''

''اور اگر ہمارے باپ اور بھائی نے ہمیں ہمارے حقوق دینے کی بجائے ہمارے خلاف لشکر کشی کا فیصلہ کیا تو ظاہر ہے ہم پر قابو پانے کے لیے انہیں آذر بائیجان کا رخ کرنا ہو گا اور اگر انہوں نے یہاں آ کر ہم سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا تو ہمارے حق میں بہتر ہو گا کہ جن دشواریوں سے ہم دو چار ہوں گے ان کا سامنا انہیں بھی کرنا ہو گا بلکہ ہم فائدے میں رہیں گے کہ ہم ان پر دو طرفہ حملے کر کے ان پر قابو پانے میں کامیاب رہیں گے۔''

سلم خاموش ہوا تو تور نے توصیفی انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں آپ کی سوچیں درست اور راست ہیں، میں اس سلسلے میں مکمل اور قطعی طور پر آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ آپ آج ہی اگباتانہ کی طرف ایلچی روانہ کریں تا کہ پتہ

چلے کہ اگباتانہ میں انہیں کیا جواب ملتا ہے۔"

"اگر تم میری اس تجویز سے اتفاق کرتے ہو تو اپنے لشکر سے دو ایلچی نکالو اور دو ایلچی میں اپنے لشکر سے نکالتا ہوں۔ ان چاروں کو ابھی اور اسی وقت اگباتانہ کی طرف روانہ کرتے ہیں۔" سلم نے اپنی تجویز مانے جانے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

پھر دونوں بھائی حرکت میں آئے۔ اپنے اپنے لشکر سے دو دو ایلچی نکالے اور انہیں خوب اچھی طرح سمجھا کر اگباتانہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے اپنے اپنے لشکروں کو آذر بائیجان کے اس کوہستانی سلسلے کے اندر پڑاؤ کرنے کا حکم دیدیا۔

○

فریدوں اور اس کا بیٹا ایرج[1] اگباتانہ کے قصر میں امور سلطنت پر ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے تھے کہ ان کے حاجب نے انہیں سلم اور تور کے ایلچیوں کے آنے کی اطلاع کی۔ فریدوں نے ان چاروں کو اندر طلب کر لیا۔

جب وہ چاروں اس کے سامنے پیش ہوئے تو اس نے پوچھا۔

"تم چاروں کو سلم اور تور نے کیا پیغام دے کر بھیجا ہے۔"

سب سے پہلے سلم کے ایلچی نے جواب دیا اور کہا۔

"اے بزرگ بادشاہ! ہم ایلچی ہیں اور جو کچھ سلم اور تور نے ہم سے کہا ہم آپ تک پہنچانے آئے ہیں، ہم جانتے ہیں کہ اس پیغام میں آپ کے لیے......"

فریدوں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"تم وہ پیغام بلا جھجک کہو جس کا حکم تم لوگوں کو سلم[2] اور تور[3] نے دیا ہے۔ اگر وہ پیغام ہماری ذات کے خلاف اور ہمارے مزاج پر بوجھ ہے، تب بھی تم چاروں سے کوئی باز پرس نہ ہوگی اور تم چاروں کی جانیں محفوظ رہیں گی۔"

1۔ ایرج کا اصل نام ایران تھا اور موجودہ ایران کا نام اسی کی نسبت سے پڑا۔ (طبقات ناصری)
2۔ سلم کا دوسرا نام سرم تھا۔ (ابن خلدون)
3۔ تور کو تاریخ میں طوج کے نام سے بھی لکھا گیا ہے۔ (ابن خلدون)

ایلچیوں کے بے رونق اور خشک چہروں پر سکون بکھر گیا۔ اس بار سلم کے ایلچی نے فریدوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے بزرگ بادشاہ! سلم اور تور دونوں بھائی سلطنت کی تقسیم سے ناخوش ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہمیں سلطنت کے ناکارہ حصے دیے گئے ہیں اور زرخیز زمین کے علاوہ ایرج کو سارے خزانے اور عساکر بھی دے دیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت کا اصل اختیار بھی ایرج ہی کے پاس ہے لہٰذا سلم اور تور سلطنت کی دوبارہ تقسیم کا مطالبہ کرتے ہیں، ساتھ ہی ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ دونوں چونکہ بڑے ہیں لہٰذا قوم ماد کی سلطنت کے اصل عساکر اور خزانے ان کے حوالے کیے جائیں کہ وہ ان کے حقدار ہیں اور اگر آپ نے ان دونوں کے مطالبات کو منظور نہ کیا تو وہ دونوں آپ کے خلاف لشکر کشی کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ اس وقت سلم اور تور اپنے اپنے لشکر کے ساتھ آذر بائیجان کی ایک وادی میں پڑاؤ کیے ہوئے ہیں اور یہاں سے ہماری واپسی کے بعد ہی وہ کوئی اگلا قدم اٹھائیں گے۔"

یہ پیغام سننے کے بعد فریدوں کی حالت عجیب ہوگئی۔ اس کا رنگ غصے میں سرخ ہوگیا اور جسم پر ایک کپکپاہٹ سی طاری ہوگئی، پھر اس نے ایلچیوں کی طرف دیکھتے ہوئے سخت برافروختگی کے عالم میں کہا۔

"سنو اے سلم اور تور کے سارے ایلچیو! میں سلم اور تور دونوں کو ملک وقوم کا باغی[1] قرار دیتا ہوں اور ان دونوں کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔"

پھر فریدوں نے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اے فرزند عزیز! اب مناسب یہ کہ تم بھی ان دونوں کی سرکوبی کے لیے لشکر کشی کرو اور ان پر ثابت کر دو کہ ان کا باپ اور چھوٹا بھائی ایسے کمزور نہیں ہیں کہ ان کی بغاوت کو کچل نہ سکیں۔"

فریدوں خاموش ہوا تو ایرج نے دست بستہ عرض کرتے ہوئے کہا۔

"اے پدرِ محترم! مجھے آپ کے حکم کی تعمیل میں کوئی عذر نہیں لیکن بھائیوں کے درمیان جنگ ہونے سے ملک میں انقلاب آ جائے گا۔ خون کی ندیاں بہہ جائیں گی اور قوم ماد کو اور ملک کو بدبختی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ سلم اور تور میرے بڑے بھائی ہیں اور ان کو ہر حال

1۔ ماخوذ از تاریخ ایران: بسلسلہ افریدوں

میں مجھ پر فوقیت حاصل ہے۔ اس لیے اگر اجازت ہو تو میں آذر بائیجان جا کر اپنے بھائیوں سے ملوں۔ ان کے لیے قیمتی تحائف لے کر جاؤں۔ ان کی دلجوئی کروں اور وہ بدگمانی جو ان کے دلوں میں پیدا ہو گئی ہے، وہ صاف کر کے ان کے ساتھ تجدید عہد کر لوں۔''

فریدوں نے گو ایرج کے اس مشورے کو خلاف مصلحت سمجھا لیکن ایرج سے چونکہ اسے بے پناہ محبت تھی لہٰذا اس نے اسے ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔

فریدوں کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد ایرج نے سلم اور تور کے ایلچیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''تم میں سے دو ابھی آذر بائیجان روانہ ہو جائیں اور میرے بھائیوں کو جا کر اطلاع کریں کہ ایرج خود ان سے گفتگو اور تجدید عہد کرنے آ رہا ہے۔''

ایرج چند ثانیوں کو رکا پھر اس نے حاجب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''ان میں سے دو کو یہاں روک لو۔ انہیں شاہی مہمان خانے میں ٹھہراؤ اور ان کی عمدہ ترین خدمت کا انتظام کرو اور باقی دو کو مناسب مال سے نواز کر اور اچھا زاد راہ دے کر رخصت کر دو تا کہ یہ جا کر میرے بھائیوں کو اطلاع کر دیں کہ میں خود آذر بائیجان آ رہا ہوں تا کہ وہ بدگمانیاں جو ہمارے درمیان حائل ہو گئی ہیں، انہیں باہمی بات چیت سے رفع کیا جا سکے۔

حاجب ان چاروں ایلچیوں کو لے کر قصر سے باہر نکل گیا۔

○

سورج طلوع ہونے کے بعد ہر بلندی ہر پرتی روشنی میں نہا گئی تھی اور کائنات کی ہر شے اپنے مفاہیم و مطالب کے ساتھ عیاں ہو گئی تھی کہ ایک پہریدار شور کرتا ہوا ایک زرنگار خیمے کے اندر داخل ہوا۔

''ایرج آ گیا۔ اگباتانہ سے ایرج آ گیا۔''

اس خیمے کے اندر سلم اور تور آپس میں محو گفتگو تھے۔ ایرج کی آمد کا سن کر دونوں بھائی جلدی سے اٹھ کر باہر آئے۔ ان دونوں نے دیکھا کہ ان کے خیمے سے کچھ فاصلے پر ایرج آ

رہا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ ساتھی بھی تھے اور سامان سے لدی ہوئی کچھ خچریں بھی تھیں۔ اس موقع پر تور نے سلم کو ٹہوکا دیتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بزرگ بھائی! جو میرے اور تمہارے درمیان ایرج کے معاملے میں طے ہوا ہے، اب ایسا ہی ہوا۔ جونہی ایرج ہمارے خیمے میں داخل ہو، اس کا سر قلم کر دیا جائے اور پھر اس کا کٹا ہوا سر اپنے باپ کی طرف بھجوا دیا جائے تا کہ اسے خبر اور نصیحت ہو کہ ناانصافی کا انجام ایسا بھیانک اور برا بھی ہو سکتا ہے۔''

جواب میں سلم نے کہا۔

''تم فکرمند نہ ہو میرے عزیز بھائی! ایرج اب کیونکر ہم سے بچ کر اگباتانہ واپس باپ کے پاس جا سکے گا۔ ہمیں ہر حال میں اس کا کام تمام کرنا ہو گا ورنہ ایسا سنہری موقع پھر ہمیں کبھی بھی میسر نہ ہو گا۔''

دونوں خاموش ہو گئے کیونکہ ایرج اپنے ساتھیوں کے ساتھ اب قریب آ گیا تھا، دونوں اس سے گلے ملے اور بڑے تپاک اور گرمجوشی سے اس کا استقبال کیا۔ ایرج نے سامان سے لدی ہوئی خچریں ان کے حوالے کر دیں اور باپ کا سلام کہا، پھر سلم اور تور ایرج کو خیمے کے اندر لے گئے۔ اسے اپنے پاس بٹھایا، اس سے میزبانی کا سلوک کیا اور باپ کا حال پوچھا، پھر ایرج نے وہ جواہرات[1] ان کے حوالے کیے جو وہ ان دونوں کے لیے تحفے کے طور پر اگباتانہ سے لایا تھا۔

سلم اور تور تو پہلے ہی ایرج کے خلاف ایک سازش تیار کر چکے تھے۔ انہوں نے جان لیا تھا کہ باپ کی غیر منصفانہ تقسیم پر ضرب لگانے اور ایرج کو راہ سے ہٹانے کے لیے ان دونوں کو اس سے بہتر اور کوئی موقع نہ ملے گا لہٰذا جس وقت ایرج انہیں تحائف دے چکا تو دونوں نے مل کر ایرج کو قتل کر دیا[2] اور اس کا سر کاٹ کر ان لوگوں کے ہاتھ اگباتانہ کی طرف روانہ کر دیا جو ایرج کے ساتھ آئے تھے۔

ایرج کا کام تمام کرنے کے بعد سلم اور تور نے آذر بائیجان کی ان وادیوں سے کوچ کیا

۱۔ بقول پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی چھوٹے بھائی ایرج نے بڑی عاجزی کا اظہار کیا اور جواہرات تحفے میں پیش کیے پر بڑے بھائی سلم اور تور نے قدر نہ کی اور ایرج کو قتل کر دیا۔

۲۔ ماخوذ از تاریخ ایران

اور اپنے اپنے علاقے کی طرف چلے گئے۔ انہیں خدشہ تھا کہ ایرج کا کٹا ہوا سر جب ان کے باپ فریدوں کے پاس پہنچے گا تو وہ ایک جرار لشکر تیار کر کے ایرج کا انتقام لینے کی خاطر ان دونوں پر چڑھ دوڑے گا، اس لیے انہوں نے احتیاط سے کام لیا اور واپس لوٹ گئے۔

ایرج کا کٹا ہوا سر جب فریدوں کے سامنے پیش کیا گیا اور سر لانے والوں نے ایرج کے ساتھ پیش آنے والے سارے واقعات جب اسے کہہ سنائے تو اسے سخت صدمہ ہوا اور کچھ عرصہ وہ اپنی اس عظیم بدبختی پر گریہ وزاری کرتا رہا۔ ایرج کو اپنا جانشین بنانے کے بعد اس نے اپنی ذات میں دلچسپی لینا چھوڑ دی تھی لیکن ایرج کے قتل کے بعد وہ اپنی درازی عمر کی دعائیں کرنے لگا اور اب اس نے اپنی ساری توجہ ایرج کے بیٹے منوچہر[1] پر مرکوز کر دی تھی تا کہ وہ بڑا ہو کر اپنے تایوں سے اپنے مقتول باپ ایرج کا انتقام لے سکے۔ اس نے منوچہر کی تربیت و پرورش ہی سلم اور تور سے نفرت کی بنیاد پر کی، اب اس نے منوچہر کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کی تربیت کے لیے سلطنت کے لائق ترین اتالیق مقرر کیے تا کہ وہ ہر طرح سے مؤدب و مہذب ہو کر جوان ہو۔

فریدوں جس طرح اپنے جرار لشکر کے ساتھ ایرج کو سلم اور تور کے مقابلے کے لیے بھیجنا چاہتا تھا، اب وہی کام اس نے منوچہر سے لینے کا عزم کر لیا اور اس مقصد کے لیے اس نے اپنے مشہور جرنیل کاوہ کے بیٹے قارن[2] کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

○

جزیرے کی اس عمارت کے اندر رہتے ہوئے یوناف، تپاس اور وسارتھ کو کئی روز گزر چکے تھے۔ ایک رات جبکہ ہر طرف سناٹے بکھرے ہوئے تھے۔ لوگ اپنے اپنے بستروں

---

[1] مؤرخین کا خیال ہے کہ منوچہر اس وقت پیدا ہوا جب ایرج کو قتل کیا گیا، بعضوں کا خیال ہے کہ یہ اپنے باپ کی واحد اولاد تھا، کچھ کا خیال ہے کہ اس کے دو بھائی اور ایک بہن تھی جن کے نام دنپدان، اسطور یہ اور بہن کا نام خورک تھا۔

[2] بعد میں جب سلم اور تور کے خلاف لشکر کشی کی گئی تو اس لشکر کا سالار یہ قارن ہی تھا۔ اگلے صفحات میں ان کے حالات تفصیل سے آئیں گے۔

میں لیٹے ہوئے تھے۔ ابلیکا نے بستر پر سوئے ہوئے یوناف کی گردن پر لمس دیا۔ یوناف چونک کر اٹھ بیٹھا اور جلدی سے پوچھا۔

”کیا بات ہے ابلیکا؟“

ابلیکا نے سنجیدہ آواز میں کہا۔

”یہ وقت سونے کا نہیں جاگنے کا اور امتحان کا وقت ہے۔ عارب اور یافان کو خبر ہو گئی ہے کہ تپاس کہاں ہے۔ انہیں یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ تم نے تپاس سے بیاہ کر لیا ہے۔ اب وہ دونوں اور ان کے ساتھ ملیتا کی روح اور نیلی دھند کی بھیانک قوتوں کے علاوہ بیوسا اور نبیطہ بھی اس طرف آ رہی ہیں۔ اٹھو اور اٹھ کر اپنا دفاع کرو۔ اس وقت وہ دریا عبور کر رہے ہیں، ذرا اٹھ کر ان کے آنے کا منظر تو دیکھو۔“

یوناف فوراً اٹھ کر بھاگا اور دریا کی سمت کھلنے والی کھڑکی کی طرف آیا۔ اس نے باہر دیکھا رات گہری چاندنی تھی۔ ٹھنڈ گہرے نیلے آسمان پر چاند ستارے پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے۔ دریا کے اندر نیلی دھند پھیلی صاف دکھائی دے رہی تھی جو لحہ بہ لحہ جزیرے کی اس عمارت کے قریب ہوتی جا رہی تھی اور اس کے پیچھے ہیولوں کی صورت میں یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی آ رہے تھے۔ اس وقت دریا کی حالت ایسی تھی جیسے وقت کی بھٹکتی ارواح نوحہ گر رہنے کے بعد ابھی ابھی خاموش ہوئی ہوں۔

یوناف بھاگ کر باہر نکلا۔ دریا کنارے اس نے گیلی مٹی اٹھائی۔ اس پر اپنا کوئی عمل کیا اور پھر اس مٹی کا ایک گولہ بنا کر اس نے ایک کپڑے میں بندھ لیا اور پھر مٹی کے اس عمل کیے ہوئے گولے کو اس نے مضبوطی سے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ پھر اس نے تپاس اور وسارتھ کو بھی جگا دیا اور تیزی سے ان سے کہا۔

”اٹھ جاؤ اور جلدی کرو۔ یافان اور عارب دونوں اپنی ابلیسی قوتوں کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں، ان کے ساتھ بیوسا اور نبیطہ بھی ہیں اور تھوڑی دیر تک وہ سب یہاں اس عمارت میں پہنچنے والے ہیں۔“

تپاس اور وسارتھ فوراً اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور یوناف کے قریب آ کر تپاس نے اس سے پوچھا۔

”یافان اور عارب کہاں ہیں، آپ نے انہیں کہاں اور کس جگہ دیکھا ہے۔“

جواب میں یوناف نے کہا۔

"اس کھڑکی میں سے دریا کی طرف دیکھو۔ یافان کی نیلی دھند کی قوتیں اسی طرف آ رہی ہیں، ان کی رفتار گو اتنی تیز نہیں لیکن وہ جلد ہی پہنچ جائیں گے اور اس دھند کے پیچھے دیکھو، ہیولوں کی صورت میں یافان، عارب، بیوسا اور عبیطہ بھی ادھر آ رہے ہیں۔"

تپاس نے جلدی سے کھڑکی میں سے دیکھا، نیلی دھند واقعی اب قریب آ گئی تھی، تپاس کسی ردِعمل کا اظہار کرنا ہی چاہتی تھی کہ اس کے کانوں میں یوناف کی آواز پڑی۔

"تپاس! تپاس! تم بھاگ کر اس طرف آؤ۔"

تپاس بھاگتی ہوئی جب وہاں آئی تو یوناف نے اپنی تلوار نکال کر اس پر اپنا کوئی عمل کیا پھر تپاس اور وسارتھ کو کمرے کے اندر ایک جگہ کھڑا کر کے اس نے تلوار سے ان دونوں کے گرد ایک حصار بنایا اور کہا۔

"حالات کچھ بھی ہو جائیں تم دونوں اس حصار سے باہر نہ آنا اور اگر ایسا کرو گے تو زبردست نقصان اٹھاؤ گے۔"

تپاس اور وسارتھ خاموشی سے اس حصار کے اندر کھڑے ہو گئے، دونوں سہمے ہوئے اور خوفزدہ تھے۔

اچانک یوناف کی نگاہ کمرے کے اندر گھومتی پھرتی تین بلیوں پر پڑی۔ اس کے ذہن میں کوئی خیال گزرا۔ اپنی لاہوتی قوتوں کو وہ عمل میں لایا اور اپنا بایاں ہاتھ ان بلیوں کی طرف بڑھایا۔ تینوں بلیاں جہاں تھیں وہیں رک گئیں، وسارتھ اور تپاس بڑی حیرت اور پریشانی سے یوناف کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یوناف بلیوں کے قریب آیا۔ پہلے اس نے بلیوں کے سارے جسم پر ہاتھ پھیر کر اس نے کوئی عمل کیا، پھر دوسرا عمل اس نے ان کے سر پر کیا اور جب اس کے دونوں عمل ختم ہو گئے تو بلیاں ایسے انداز میں یوناف کی طرف دیکھنے لگیں جیسے اس کی طرف سے وہ کسی حکم کی منتظر ہوں۔

اس موقع پر ابلیکا نے پھر یوناف کی گردن پر لمس دیا اور توصیفی انداز میں کہا۔

"یوناف! یوناف! میں تمہاری ذہانت کی داد دیتی ہوں۔ میں جان گئی ہوں کہ تم ان بلیوں سے کیا کام لو گے، بہر حال یہ ایک اچھا اور کامیاب ترین اقدام ہو گا لیکن میرے حبیب! کیا ہی اچھا ہو کہ مٹی کا جو گولہ یافان کی شیطانی قوتوں کے لیے تمہارے ہاتھ میں

ہے، ایسا ہی گولہ کسی ناگہانی صورتحال کے لیے اور تیار کر لو، پر جلدی کرو، وہ اب کنارے کے پاس آ گئے ہیں۔"

یوناف نے تیزی سے کہا۔

"اے میری عزیز! تم فکر مند نہ ہو۔ میرا یہ عمل صرف مٹی کے گولے پر ہی کام نہیں کرتا، یہ کام میں کسی پتھر اور ڈھیلے سے بھی لے سکتا ہوں، سنو ابلیکا! ذرا مستعد رہنا، اس بار ہمارا مقابلہ چھ قوتوں سے ہے۔ ایک ملیتا کی روح، دوسرے شیطانی قوتیں اور پھر یافان اور عارب کے علاوہ عبیطہ اور بیوسا بھی ہیں اور تم جانو کہ یہ دونوں بھی ان گنت قوتوں کی مالک ہیں۔ ویسے اس بار میں ملیتا کی روح کے خلاف بھی تمہاری مدد کروں گا۔ عارب، بیوسا اور عبیطہ کو تو میں فی الفور مصروف کر لوں گا تا کہ وہ فوری طور پر کوئی عملی قدم نہ اٹھا سکیں، تم ملیتا کی روح سے الجھنے کے ساتھ ساتھ تپاس وسارتھ کی سلامتی پر بھی نگاہ رکھنا۔"

ابلیکا نے کہا۔

"تم فکر مند نہ ہو، میں تمہاری خواہش کے عین مطابق تمہارے دشمنوں پر ضرب لگاؤں گی اور سنو یوناف! اب کمرے سے باہر نکلو، وہ لوگ کنارے پر آ گئے ہیں، وہ ادھر ہی کا رخ کر رہے ہیں۔ آگے آگے ملیتا کی روح ہے، اس کے پیچھے ملیتا کے بعد نیلی دھند کی قوتیں ہیں اور اس دھند کے بعد یافان، عارب، بیوسا اور عبیطہ ہیں۔"

یوناف فوراً کمرے سے باہر نکلا اور کنارے کی طرف بڑھا۔ اندھیرے میں اچانک اس کا ہاتھ ایک پتھر پر پڑا، اس نے جھک کر دیکھا وہاں تین چار پتھر پڑے تھے، وہ سب اس نے اٹھا لیے، پھر آگے بڑھا، جن بلیوں پر اس نے عمل کیا تھا، وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔

اس موقع پر یوناف نے پکارا۔

"ابلیکا! ابلیکا! تپاس اور وسارتھ کا دھیان رکھنا، میں ملیتا کی روح اور نیلی دھند کے خلاف حرکت میں آ رہا ہوں۔"

جواب میں ابلیکا نے کہا۔

"جس جگہ تم کھڑے ہو کیا میں یہاں تمہارے گرد حصار بنا دوں؟"

یوناف نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بار میں انتہا پسند ہو کر ان سے نمٹوں گا، میں ایک جگہ رکوں گا نہیں بلکہ مجھے ادھر ادھر ہو کر ان سب پر ضربیں لگانی ہوں گی، لہٰذا تمہارا حصار بے کار ہو جائے گا اور پھر اس بار........"

یوناف خاموش ہو گیا کیونکہ ملیتا کی روح ارغوانی روشنی دیتی ہوئی قریب آ گئی تھی، اس کے پیچھے نیلی دھند تھی۔ یوناف نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مٹی کا گولہ یافان کی اس نیلی دھند کے اندر دے مارا۔

فضا میں ہولناک آوازیں ابھریں۔ ایسی آوازیں جیسے ساون بھادوں کے بپھرے ہوئے بادل پر جوش ہو کر چنگھاڑ اٹھے ہوں۔ کوہستانِ عدم کے نیلے بادلوں جیسی وہ دھند دھنکی جانے والی روئی کی طرف مضطرب و منتشر ہونے لگی تھی۔

نیلی دھند کی یہ حالت دیکھ کر ملیتا کی روح ایک لمحہ کو ٹھٹھک کر رکی، اسی لمحہ یوناف نے وہ پتھر اسے دے مارا جس پر اس نے اپنا عمل کیا تھا، فضاؤں کے اندر ملیتا کی روح کی سینے میں کہرام اور ذہن میں اک طوفان برپا کر دینے والی چنگھاڑ بلند ہوئی اور پھر خاموشی چھا گئی، کمرے کے اندر حصار میں کھڑے وسارتھ اور تپاس بڑی کسمپری کے عالم میں یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے، تاہم وہ دونوں حصار کے اندر ہی رہے۔

یوناف کے ساتھ ہی ابلیکا بھی حرکت میں آ گئی تھی، اس نے جب دیکھا کہ یوناف نے ملیتا کی روح کو اذیت میں مبتلا کر کے ایک جگہ روک دیا ہے تو اس نے اپنا رخ یافان کی طرف کر لیا۔ دفعتاً اس نے یافان کو پتنگ کی طرح رات کی تاریکی میں فضاؤں کی بلندی پر اچھال دیا، یافان اگر اتنی بلندی سے نیچے گرتا تو یقیناً اس کا پنجر چکنا چور ہو جاتا لیکن نیلی دھند کی قوتیں حرکت میں آئیں اور زمین پر گرنے سے انہوں نے یافان کو بچا لیا۔ عین اس وقت یوناف نے سحر کردہ بلیوں کو عارب، بیوسا اور نبیطہ پر حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا۔ اس کا اشارہ پاتے ہی وہ معصوم اور بھولی بھالی بلیاں خونخوار چیتے کی حیثیت اختیار کر گئیں اور آگے کو جھپٹتے ہوئے انہوں نے عارب، بیوسا اور نبیطہ کے چہروں پر حملہ کر دیا۔

ایک طرح سے بلیوں نے ان تینوں کو اپنے ساتھ بری طرح مصروف کر لیا تھا اور پنجے مار مار کر ان کے چہروں کو لہولہان کر دیا تھا، اس وقفے میں ملیتا کی روح نے کمرے کے اندر تپاس اور وسارتھ کی طرف بڑھنا چاہا لیکن ابلیکا اس سے ٹکرا گئی اور اس نے اسے باہر

ہی روک دیا، جب بلیاں عارب، بیوسا اور نبیطہ کے ساتھ مصروف اور ان کے چہروں کو لہولہان کر رہی تھیں۔ یوناف نے اپنے پاس جلدی جلدی کچھ پتھر جمع کر لیے۔ پھر وہ پتھر اٹھا اٹھا کر اس نے زور اور قوت سے عارب، بیوسا اور نبیطہ کو مارنے شروع کیے کہ وہ تینوں چیخیں مارتے ہوئے وہاں سے بھاگ لیے۔ جزیرے کے رشی بھی اب اپنی اپنی کوٹھڑیوں سے نکل کر حیرت، تعجب اور پریشانی کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

عارب، بیوسا اور نبیطہ تینوں بھاگ کر دریا میں اتر گئے۔ ان کی دیکھا دیکھی یافان اور اس کی نیلی دھند بھی دریا میں اتر گئے۔ ایسے میں یوناف ملیتا کی روح کی طرف بڑھا جو ابھی تک ابلیکا سے الجھی ہوئی تھی، ملیتا کی روح نے جب دیکھا کہ یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ بھاگ کر دریا میں اتر گئے ہیں اور یوناف اس پر ضرب لگانے کو آ رہا ہے تو وہاں سے غائب ہو گئی۔ یوناف بھی بھاگ کر دریا کے کنارے اس جگہ آیا جہاں تھوڑے ہی فاصلے پر پانی کے اندر نیلی دھند ٹھہری ہوئی تھی اور اس کے قریب ہی اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لا کر یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ پانی پر معلق تھے۔

یوناف نے دریا کنارے سے مٹی اٹھا کر اس کا گولہ بنایا، اس پر اپنا عمل کیا اور پھر اس گولے کو اس نے نیلی دھند کے اندر دے مارا۔ دریا کے اندر ایک ہولناک دھماکہ ہوا، ایسا لگا کہ دریا میں طغیانی آ گئی ہو یا وہ ابل پڑا ہو۔

نیلی دھند کے اندر پہلے کی طرح کرب ناک چیخیں بلند ہوئیں۔ یوناف کے اس عمل کا خاطر خواہ اثر ہوا اور نیلی دھند دوسرے کنارے کی طرف روانہ ہو گئی۔ یافان، عارب اور نبیطہ بھی بیوسا سمیت اس نیلی دھند کے ساتھ واپس چل پڑے۔

دریا کنارے سے ہٹ کر یوناف اپنے کمرے میں داخل ہوا اور حصار میں پریشان کھڑے تپاس اور وسارتھ سے کہا۔

"خطرہ ٹل گیا ہے، اب حصار میں رہنے کی ضرورت نہیں۔"

اس طرح وہ پہلے کی طرح اپنے بستروں میں جانے لگے کہ ابلیکا نے یوناف کی گردن پر اپنا حریری لمس دیتے ہوئے سنجیدہ اور متین آواز میں کہا۔

"اے میرے حبیب! گو ہم نے ایک طوفانی عذاب کو ٹال دیا ہے پر یہ سارا کام عارضی اور وقتی ہے۔ یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ کسی طور بھی یہاں سے ٹلنے والے نہ تھے انہوں

نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ ہر حال میں تم پر قابو پا کر رہیں گے وہ تو میرے یافان کو ہوا میں اچھالنے کے عمل اور بلیوں کے ان پر اچانک خونخواری سے حملہ آور ہونے نے انہیں عارضی طور پر ٹال دیا ہے لیکن اب وہ زیادہ بہتر طور پر مسلح ہو کر آئیں گے اور جس طرح تم نے بلیوں پر عمل کر کے ان کے لیے دشواریاں کھڑی کر دی ہیں، اسی نوع کی مشکلات وہ تمہارے لیے بھی پیدا کر سکتے ہیں اس لیے کہ وہ چاروں بھی بہر حال بے پناہ قوتوں کے مالک ہیں، پھر انہوں نے راجن کو بھی خبر کر دی ہے کہ تپاس یہاں ہے۔ اس سے بھی مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے کیونکہ اب کسی بھی صورت میں تپاس کو یہاں تنہا نہیں چھوڑا جا سکتا۔ ورنہ تو میں اور تم دونوں ہی اس عمارت کے ہو کر رہ جائیں گے اور اگر کسی کام سے ہم دونوں کو باہر جانا پڑا تو ہماری غیر موجودگی میں یافان اور عارب یا تو تپاس کو یہاں سے اٹھا لے جائیں گے اور یا پھر تمہارے خلاف انتقامی کارروائی کرتے ہوئے اسے جان سے مار دیں گے۔''

''اے میرے حبیب! اس قسم کے حالات کو دیکھتے ہوئے میں یہ کہنا پسند کروں گی کہ یہاں ہند کی سرزمین سے نکل جاؤ۔ مصر کا رخ کرو اور سنو! دریائے نیل کے کنارے تمہاری سابقہ بیوی شوطار کا محل ان دونوں خالی پڑا ہے کہ اسے آسیب زدہ قرار دے دیا گیا ہے۔ لوگ ڈرتے ہوئے اب اس کا رخ ہی نہیں کرتے اور ایسا میں نے تمہیں بتائے بغیر خود کیا ہے۔ اکثر تم سے علیحدہ ہو کر میں ان لوگوں کا رخ کرتی تھی اور وہاں رہنے والوں کو مختلف حیلے بہانوں سے خوفزدہ اور ہراساں کرتی تھی جس کے نتیجے میں اب وہ محل بیکار اور ویران پڑا ہے۔ تم تپاس اور دسارتھ کے ساتھ وہاں جا رہو، فی الحال یہاں موہنجوداڑو میں ہمارا کوئی کام بھی نہیں ہے۔ اگر یہاں کسی دوسرے شہر میں یافان، عارب، بیوسا اور عبیطہ میں سے کسی نے بدی پھیلانے کی کوشش کی تو ہم دونوں پھر ان کی راہ کا پتھر بننے کو ان کے سامنے آ جائیں گے کیونکہ ایسا کرنا ہمارے فرائض میں سے ہے اور پھر ہم دونوں بدی کے ان گماشتوں سے ڈرنے والے بھی نہیں ہیں۔''

تپاس اور دسارتھ یوناف کے پاس خاموش کھڑے تھے کیونکہ وہ جان گئے تھے یوناف اپنی ساتھی قوت سے ہم کلام ہے۔

جب ابلیکا خاموش ہوئی تو یوناف نے جواب میں کہا۔

''اے ابلیکا! تمہارا کہنا درست ہے، ہم ضرور یہاں سے کوچ کر جائیں گے پر میں اس سرزمین کو چھوڑنے سے پہلے یافان پر ایک کاری ضرب لگانا چاہتا ہوں اور وہ یوں کہ میں یافان کو ملیتا کی اس بد روح سے محروم کر دینا چاہتا ہوں۔ کیا تمہارے پاس اس کا کوئی طریقہ ہے یا میں خود ہی اس کا کوئی حل تلاش کروں کیونکہ ہر بار وہ تمہارے ساتھ الجھ کر تمہیں مفلوج کرنے کی کوشش کرتی ہے اور یہ میرے لیے دکھ اور تکلیف کا باعث ہے۔''

ابلیکا نے کہا۔

''اے میرے حبیب! گو ملیتا کی روح میرے لیے کسی مصیبت اور اذیت کا باعث نہیں بن سکتی لیکن اس کے باوجود اس کی طرف سے میرے لیے جو فکر مندی اور تکلیف کا اظہار تم نے کیا ہے اس کے لیے میں تمہاری ممنون ہوں۔''

سنو یوناف! ملیتا کی روح کو یافان سے علیحدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یافان کے کمرے میں چھت کے ساتھ جو ملیتا کی کھوپڑی لٹک رہی ہے اس کھوپڑی میں ایک ریشمی کپڑے کی گانٹھ بھی کھوپڑی کے ساتھ بندھی ہوئی ہے جس کے اندر ایک کپڑے کا ٹکڑا ہے، اس پر وہ عمل تحریر ہے جس کی وجہ سے ملیتا کی روح یافان کی مطیع و فرمانبردار رہتی ہے اور اگر اس عمل کو وہاں سے نکال کر دریا میں بہا دیا جائے اور ملیتا کی کھوپڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو پھر ملیتا کی روح کا یافان سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ وہ آزاد ہو گی اور اس کی فرمانبردار نہ رہے گی۔''

''ہاں سنو یوناف! ملیتا کی وہ کھوپڑی ٹکڑے ٹکڑے کرنا ضروری ہے ورنہ اسی کھوپڑی کی مدد سے یافان پھر ملیتا کی روح کو اپنا معمول اور اطاعت گزار بنا لے گا۔''

یوناف نے پرسکون لہجے میں کہا۔

''تو اے ابلیکا! یہ کام میں آج ہی رات کروں گا اور آج رات میں دسارتھ اور تپاس کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جاؤں گا اور دریائے نیل کے کنارے بالکل تمہاری خواہش کے مطابق میں شوطار کے محل میں جا رہوں گا۔''

ابلیکا نے مسکراتی، گنگناتی آواز میں کہا۔

''ضرور۔ ضرور! ایسا ممکن ہے۔ میں یافان، عارب، بیوسا اور عبیطہ پر نگاہ رکھتی ہوں اور موقع مناسب ہوا تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گی اور تم فوراً اس کی تکمیل کر لینا۔'' اس کے

ساتھ ہی وہ یوناف سے علیحدہ ہو گئی۔''

جب یوناف فارغ ہو کر تپاس اور وسارتھ کی طرف متوجہ ہوا تو تپاس نے یوناف سے فکر مندی کے ساتھ پوچھا۔

''آپ اور آپ کی اس نادیدہ، ماورائی قوت کے درمیان موجودہ حالات پر کیا فیصلہ ہوا ہے۔''

یوناف اپنے بستر پر بیٹھ گیا اور کہا۔

''فیصلہ یہ ہوا ہے کہ ہم تینوں آج رات ہی یہاں سے مصر کوچ کر جائیں گے وہاں دریائے نیل کے کنارے میرا اپنا محل ہے، جہاں ہم تینوں رہیں گے۔ اے وسارتھ اور تپاس! تم فکر مند نہ ہو۔ شاید تم یہ سوچ کر پریشان ہو جاؤ کہ تمہیں ایک طویل اور کٹھن سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں گی۔ پر ایسا نہ ہو گا، یہ قوت جو میرے ساتھ ہے اس کے علاوہ بھی میرے پاس اور بہت سی سحری اور سری و لاہوتی قوتیں ہیں، میں انہی قوتوں کو حرکت میں لاؤں گا اور ہم پلک جھپکتے میں یہاں سے مصر کی سرزمین میں داخل ہو کر نیل کے کنارے اپنے محل میں پہنچ جائیں گے۔''

تپاس نے اپنی چاہتوں کو آواز میں سمیٹتے ہوئے کہا۔

''آپ ہمارے متعلق فکر مند نہ ہوں۔ کم از کم میں تو آپ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے کٹھن اور دشوار ترین منازل طے کرتے ہوئے بھی خوشی اور سکون محسوس کروں گی۔''

یوناف نے کہا۔

''تپاس! تپاس! میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو سنو۔ اب ہمارے لیے سونے کا وقت نہیں ہے کہ آج رات ہی میں نے یہاں سے دریائے نیل کی طرف کوچ کر جانا ہے۔ ابلیکا اس وقت یافان اور اس کے ساتھیوں کی طرف گئی ہے اور واپس آ کر مجھے بتائے گی کہ ان پر ہاتھ ڈالنے کا کونسا موقع اچھا ہے کیونکہ یافان کے قبضے میں ایک بدروح ہے جو میرے لیے دشواری اور میرے ساتھ کام کرنے والی میری قوت کے لیے اذیت کا باعث بنتی ہے، میں مصر روانہ ہونے سے پہلے اس کو یافان سے علیحدہ کر دینا چاہتا ہوں تاکہ آئندہ کے لیے وہ اس سے کام نہ لے سکے اور نہ ہی کسی طور پر ہمارے خلاف حرکت میں لا سکے۔''

تپاس نے فکر مندی سے پوچھا۔

''اس کام میں آپ کو کوئی خطرہ تو نہیں۔''

یوناف نے کہا۔

''بالکل کوئی خطرہ نہیں ہے اور پھر میری حمایت میں کام کرنے والی قوت بھی تو میرے ساتھ ہی ہے۔''

تپاس اب کچھ مطمئن ہو گئی۔ اس کے بعد وہ تینوں وقت گزارنے کے لیے آئندہ کے لائحہ عمل پر گفتگو کرنے لگے۔

O

دریائے سندھ کے اس جزیرے میں یوناف اور ابلیکا کے ہاتھوں پسپا ہونے کے بعد یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ، عارب کے کمرے میں جمع ہوئے اور یافان نے کسی قدر غصیلی آواز میں ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''یوناف کے مقابلے میں تم لوگوں نے پسپا ہونے میں یقیناً جلد بازی سے کام لیا ہے، اگر تم وہاں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے اور وہاں کچھ دیر اور رک جاتے تو ہم سب مل کر یوناف کو ایک نہ ختم ہونے والے کرب اور صعوبت میں مبتلا کر دیتے اور پھر میں حیران ہوں کہ تم لوگوں نے وہاں یوناف کے خلاف کوئی جوابی کارروائی نہ کی اور دریا میں اترتے ہوئے پسپا ہو گئے۔ آخر تم تینوں کے پاس بھی تو یوناف کی طرح فوق البشر اور غیر معمولی قوتیں ہیں پھر کیوں نہ تم لوگوں نے اپنی ان گنت قوتوں کو اس کے خلاف استعمال کیا، اگر تم ایسا کرتے تو یقیناً ہم کامیاب رہتے، اس لیے کہ وہاں ہم تینوں کے علاوہ ملیتا کی روح اور نیلی دھند کی قوتیں بھی تھیں جبکہ یوناف ہمارے مقابلے میں اکیلا تھا یا زیادہ سے زیادہ وہ روح تھی جس کا عام طور پر ملیتا کی روح سے ٹکراؤ ہوتا ہے۔ اگر ہم چھ قوتیں وہاں مختلف سمتوں اور جہتوں سے یوناف پر حملہ آور ہوتے تو یوناف اپنی اس مددگار روح کی اعانت کے باوجود ہماری گرفت میں آنے سے نہ بچ سکتا۔''

عارب نے جواب میں کہا۔ ''اے بزرگ یافان! تمہارا کہنا درست ہے، پر وہاں حالات اس قدر تیزی اور سرعت سے تبدیل ہوئے کہ ہم بوکھلا کر رہ گئے اور پسپا ہونے پر

مجبور ہو گئے۔ ہمارے سامنے یکے بعد دیگرے ایسے حالات رونما ہوئے کہ ہم دباؤ میں آ کر پسپائی پر مجبور ہو گئے۔ پہلے یوناف نے کوئی چیز پھینک کر نیلی دھند کی قوتوں کو مفلوج کر دیا، اس کے بعد ایسی ہی ایک اذیت میں ملیتا کی روح مبتلا ہوئی۔ پھر سب سے بڑھ کر حیرت ناک یہ کہ کسی قوت نے آپ کو کھجور کے درختوں کی بلندی تک بری طرح اوپر اچھال دیا، اگر اس موقع پر آپ کی نیلی دھند کی قوتوں نے لپک کر آپ کو سنبھال نہ لیا ہوتا تو آپ کا یہ موجودہ جسم ریزہ ریزہ اور چور چور ہو جاتا۔“

یافان نے سر کو ہلا کر اس کے خیالات کو رد کرنے کے انداز میں کہا۔ ”نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے، نیلی دھند کی قوتیں جو میری طرف لپکیں تو ان کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری تھی کہ وہ آخر کو میری ماتحت قوتیں ہیں، ورنہ یاد رکھو کہ میری اپنی بھی ان گنت قوتیں ہیں، میں ہوا کے اندر وہیں معلق بھی ہو سکتا تھا یا اپنی سحری قوتوں کو استعمال کر کے بغیر کسی نقصان کے زمین پر اتر سکتا تھا۔ یوناف کی طرف سے کسی قوت نے مجھے بری طرح فضا میں اچھالا ضرور تھا مگر میں اپنا دفاع کر سکتا تھا۔“

”لیکن جب میں نے دیکھا تم پسپا ہو کر دریا میں اتر گئے ہو تو پھر میرا وہاں ٹھہرنا بے کار تھا۔ لہٰذا میں بھی وہاں سے پیچھے ہٹ گیا، بہر حال جو ہوا سو ہوا، اب میں ملیتا کی روح کو بلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ یوناف اور اس کے ساتھ کام کرنے والی روح کو علیحدہ علیحدہ کر کے ان پر قابو پایا جا سکے۔“

پھر یافان نے پکارنے کے انداز میں کہا۔ ”اے ملیتا کی روح! میں یافان تمہارا عامل ہوں اور تجھے پکار رہا ہوں۔“

یافان کا اتنا کہنا تھا کہ ملیتا کی روح ارغوانی روشنی دیتی ہوئی کمرے میں نمودار ہوئی پھر یافان کے آس پاس منڈلانے لگی۔

عین اس وقت ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

”اے میرے حبیب! جلدی کرو ملیتا کی کھوپڑی حاصل کرنے کا اس سے بہتر موقع نہ ملے گا۔ وہ سب لوگ اس وقت عارب کے کمرے میں جمع ہیں، ملیتا کی روح بھی اس وقت وہیں ہے لہٰذا اپنا کام کر جاؤ۔“

یوناف نے تیاس اور وسارتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں، پھر یہاں سے کوچ کرتا ہوں۔“

یوناف وہاں سے غائب ہوا، پلک جھپکتے میں وہ یافان کے کمرے میں نمودار ہوا، چھت کے ساتھ بندھی اس نے ملیتا کی کھوپڑی اتاری، پھر وہ ویسے ہی پلک جھپکتے میں دریائے نیلاب کے کنارے آ نمودار ہوا، وہاں اس نے کھوپڑی کے اندر ریشمی گانٹھ نکالی اور اسے ناخنوں سے کھولنے لگا۔

ملیتا کی روح جب یافان کے قریب آئی تو یافان نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”اے ملیتا کی روح! اے میری معمول! کوئی ایسا طریقہ بتاؤ کہ یوناف اور اس کے ساتھ کام کرنے والی روح دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے ان پر قابو پایا جا سکے۔ یاد رکھو۔ یوناف کے ہاتھوں روز روز کی ذلت اور ہزیمت سے ہم بری طرح تنگ آ چکے ہیں یا یوں جانو کہ ہمارے پیمانے اب لبریز ہیں اور ان کے اندر مزید صبر کی اب کوئی گنجائش نہیں ہے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب بیکار اور نکمے ہیں۔“

جواب میں ملیتا کی روح نے دو ایک بار تیز روشنی دی، پھر اس روشنی میں سے ایک ایسی آواز ابھری جیسے گہرے تاریک کنویں کے اندر سے کوئی آواز بلند ہو رہی ہو۔ ”اے یافان! میرے عامل! یہ کوئی دشوار اور مشکل کام نہیں ہے۔ یوناف اور اس کے ساتھ کام کرنے والی روح ابلیکا کو علیحدہ علیحدہ کر کے ان پر قابو پانا ممکن اور سہل ہے، سنو کہ ان دونوں پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے، تم لوگ ایسا کرو کہ.....“

یہاں تک کہنے کے بعد ملیتا کی آواز رک گئی۔ پھر دو ایک بار اس کی روشنی پھڑ پھڑائی اور وہاں سے غائب ہو گئی۔

چونکہ ملیتا کی روح ایک بہت بڑا انکشاف کرتے کرتے غائب ہو گئی تھی لہٰذا یافان کی غصے اور غضب سے بھرپور آواز کمرے میں بلند ہوئی اور وہ بار بار اسے پکارنے لگا۔ ”اے ملیتا کی روح! میں یافان تیرا عامل ہوں۔ تجھے پکارتا ہوں، تو کہاں نکل گئی ہے، میں تجھے اپنی طرف آنے کا حکم دیتا ہوں۔“

اس کے بار بار پکارنے پر بھی جب ملیتا کی روح نہ آئی تو یافان اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بھاری آواز میں کہا۔ ”اے میرے رفقاء کار! سن رکھو کہ ملیتا کی روح کا اس طرح سرکش اور باغیانہ انداز میں ایک بہت بڑے انکشاف کی تکمیل کیے بغیر غائب ہو جانا بھی

یوناف ہی کی طرف سے کوئی حادثہ اور ضرب ہے۔"

پھر وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگا۔ عارب، بیوسا اور نبیطہ بھی چونک کر اٹھے اور اس کے پیچھے اس کے کمرے کی طرف بھاگے۔ نیلی دھند بھی ان کے تعاقب میں تھی۔

یافان جب اپنے کمرے میں داخل ہوا اور دیکھا کہ چھت پر سے ملیتا کی کھوپڑی غائب ہے تو وہ مڑا اور عارب، بیوسا اور نبیطہ کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے رندھی اور کچلی ہوئی آواز میں کہا۔" آہ! یوناف اپنا کام کر چکا ہے۔ ملیتا کی کھوپڑی ہی غائب ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اب ملیتا کی روح میرے قبضے سے گئی۔"

پھر یافان نیلی دھند کی طرف مڑا اور گرج کر کہا۔" جاؤ دیکھو ملیتا کی کھوپڑی کہاں گئی اور ملیتا کی روح کو بھی تلاش کرو۔"

نیلی دھند کی قوتیں ان گنت اژدھوں کی طرح پھنکارتی ہوئی وہاں سے غائب ہوگئیں۔

دوسری طرف دریا کے کنارے بیٹھ کر یوناف نے وہ ریشمی گانٹھ کھولی اور اس کے اندر سے وہ کپڑا جس پر یافان نے اپنا سحر لکھا تھا، نکال کر پھاڑا اور دریا میں پھینک دیا، پھر اس نے ایک پتھر سے ملیتا کی کھوپڑی کو ریزہ ریزہ کیا اور اسے بھی دریا میں بہا دیا۔

اس کام کی تکمیل کے بعد یوناف اپنی سری قوتوں سے فوراً دریا کے اس کنارے سے جزیرے میں داخل ہوا جہاں تپاس اور وسارتھ اس کے منتظر بیٹھے تھے۔ ایک بار پھر یوناف اپنی لاہوتی قوتوں کو کام میں لایا اور لمحوں کے اندر وہ تپاس اور وسارتھ کے ساتھ دریائے نیل کے کنارے شوطار کے محل کے سامنے نمودار ہوا۔ ابلیکا کی اطلاع کے مصداق وہ محل خالی اور ویران پڑا تھا۔ تپاس اور وسارتھ کو ساتھ لے کر وہ محل میں داخل ہو گیا۔

○

تھوڑی ہی دیر بعد نیلی دھند یافان کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اسے دیکھتے ہی یافان نے دہکتے ہوئے لہجے اور غصے اور اضطراب میں کپکپاتی آواز میں پوچھا۔" کیا تم سب ملیتا کی روح اور اس کی کھوپڑی تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے ہو؟"

نیلی دھند کے اندر سے ایک ہیولے نے کہا۔" اے آقا! ملیتا کی روح اور اس کی

کھوپڑی اب دونوں ہی آپ کی دسترس سے بہت دور ہیں۔ ملیتا کی کھوپڑی یہاں سے یوناف نکال کر لے گیا تھا، دریا کے کنارے جا کر اس نے کھوپڑی کے اندر سے ریشمی گانٹھ نکال کر اس میں سے کپڑے کا وہ ٹکڑا پا لیا جس پر آپ کا ملیتا کی روح کو قابو میں کرنے کا عمل تھا۔ یوناف نے اسے پھاڑ کر دریا کے اندر پھینک دیا۔ اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک پتھر سے ملیتا کی کھوپڑی کے ٹکڑے اور ریزے کر دیئے اور ان کو بھی دریا میں پھینک دیا۔ اس طرح نہ اب ملیتا کی روح آپ کی ملکیت اور گرفت میں رہی ہے اور نہ اس کی کھوپڑی، جس وقت ملیتا کی روح یوناف اور اس کی مددگار روح کو علیحدہ علیحدہ کر کے قابو کرنے کا انکشاف کرنے والی تھی، اسی وقت یوناف نے آپ کا عمل پھاڑ کر دریا میں پھینک دیا۔ اسی وقت ملیتا کی روح آپ کی تسخیر سے آزاد ہوگئی اور آزاد ہوتے ہی وہ اپنے انکشاف کو ادھورا چھوڑ کر فرار اور غائب ہوگئی۔"

"اے آقا! آپ کے لیے ایک اور خبر یہ ہے کہ ہم نے یوناف کو جزیرے میں بھی دیکھا، وہ تپاس اور وسارتھ کے ساتھ یہاں سے کہیں اور چلا گیا ہے۔ کہاں گیا ہے اب تک ہم یہ معلوم نہیں کر سکے۔"

نیلی دھند کی وہ قوت جب خاموش ہوئی تو عارب نے گرجتے ہوئے کہا۔" وہ اب کہیں بھی چلا جائے ہمارے انتقام سے بچ نہیں سکتا۔" قسم عزازیل کی میں اسے زیر کر کے رہوں گا۔

پھر اس نے یافان کو مخاطب کر کے کہا۔" اے بزرگ یافان! اب تپاس اور یوناف دونوں ہی میری ضد ہو گئے ہیں، میں اب تپاس کو ختم کرنے کا عہد کرتا ہوں اور یہ بھی عہد کرتا ہوں کہ یوناف کو بے بس و مجبور کروں گا خواہ اس کے لیے مجھے عزازیل سے ہی کیوں نہ مدد لینی پڑے۔"

یافان نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ ملیتا کی روح کا اس کے ہاتھ سے نکل جانا اس کے لیے بہت بڑا دکھ اور صدمہ تھا، لہٰذا اس نے چپ ہی سادھ لی، اس کے چہرے پر مضمحل آرزوؤں اور اندوہ و ملال کا اظہار تھا، پھر وہ سب اپنے اپنے کمروں کی طرف چلے گئے۔

○

اکادیوں کے بادشاہ ارنمو کی موت کے بعد اس کی نسل سے ایک ایسا شخص قوم اکاد کا بادشاہ بنا جس کا نام نمو[1] تھا۔ قوم اکاد کے بادشاہ کی حیثیت سے تخت نشین ہونے کے بعد اکادیوں کی رسومات اور قاعدے کے مطابق نمو نے اپنے تمام مشیروں، حاکموں، نجومیوں، کاہنوں اور مستقبل کے حالات بتانے والے سارے لوگوں کا ایک اجلاس طلب کیا۔ جب سارے لوگ اس کے دربار میں جمع ہو گئے تو نمو نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''اے میرے عزیز کاہنو، نجومیوں اور مستقبل کے حالات بتانے والو! میرے آنے والے دنوں کا بھی حساب لگاؤ اور بتاؤ کہ میرے حالات کیسے رہیں گے۔ اور اگر کوئی خطرے کی بات ہو تو بھی مجھے کھل کر بتانا کہ میں احتیاطی تدابیر اختیار کر سکوں، مجھے امید ہے کہ تمہارے حسابات، اندازے اور تخمینے میرے لیے سودمند ثابت ہوں گے اور میں ان پر عمل کر کے قوم اکاد کے اندر ایک مثالی اور توصیفی حکومت کی داغ بیل ڈال سکوں۔ اپنا اپنا حساب لگاؤ اور پھر اپنے اپنے حسابات آذر[2] (بڑا پجاری) کو پیش کرو تا کہ میں یہ اندازہ لگاؤں کہ میرے آنے والے دن کیسے ہوں گے۔''

جو پجاری اس وقت بادشاہ کے قصر میں حاضر تھے۔ ان میں حضرت ابراہیمؑ کا باپ آذر[3] بھی بیٹھا ہوا تھا۔ پجاری اور کاہن کافی دیر تک اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے حساب لگاتے رہے، پھر انہوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار آذر سے کرنا شروع کیا، جب سب کاہن اور پجاری اپنے اپنے خیالات کا اظہار آذر سے کر چکے تو آذر نے اپنے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے بادشاہ! ہم سب نے مل کر آپ کے آنے والے دنوں کے لیے جو کچھ اخذ کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عنقریب آپ کی سلطنت میں ایک بچہ[4] پیدا ہو گا جس سے آپ کی

ا۔ اس کا اصل نام نمو ہی تھا جو عربی میں شامل ہونے کے بعد نمو سے نمرود بن گیا۔
۲۔ قوم اکاد کے سب سے بڑے پجاری کو آذر کہا جاتا تھا۔
۳۔ حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا نام قارح تھا۔ اکادی چونکہ اپنے بڑے پجاری کو آذر کہا کرتے تھے، اور حضرت ابراہیمؑ کا باپ بھی چونکہ آذر تھا لہٰذا یہی آور عربی میں داخل ہو کر آذر بن گیا۔ یہی نام قرآن مقدس میں بھی آیا، گویا حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا اسمی نام قارح اور وصفی نام آذر تھا۔
۴۔ ماخوذ از طبقات ناصری جلد اول اور تاریخ ابن خلدون (قبل از اسلام)

سلطنت ہی کو نہیں بلکہ سارے قومی بتوں کو بھی خطرہ ہو گا اور وہ لڑکا قوم اکاد کے بتوں کا توڑنے والا ہو گا۔ اے بادشاہ! وہ بچہ جوان ہو کر ایک نئے دین کی ابتدا کرے گا اور اس کے سامنے اے بادشاہ! کئی موقعوں پر تمہیں پسپائی اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اے بادشاہ! ہمارا یہ بیان ختم ہوا جو ہم سب پجاریوں اور کاہنوں نے مل کر اخذ کیا ہے اور اے بادشاہ! یہ بچہ زیادہ سے زیادہ ایک دو سال میں ہی پیدا ہونے والا ہے۔''

ار کے بادشاہ نمو نے بڑے پجاری کے یہ الفاظ سننے کے بعد چند لمحوں تک اپنی گردن جھکائے رکھی، وہ تکلیف دہ سوچوں اور گہرے اضطراب میں ڈوبا ہوا لگتا تھا، پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اپنی جھکی ہوئی گردن سیدھی کی اور اپنے زعما و اراکین سلطنت کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''آذر کے الفاظ سننے کے بعد تم لوگ مجھے کیا مشورہ دیتے ہو۔''

نمرود کے قصر میں اس وقت بالکل خاموشی طاری تھی، پھر نمرود کا ایک مشیر اٹھا اور اس نے کہا۔ ''اے بادشاہ! اگرچہ اخذ کیا جانے والا معاملہ اذیت دہ ہے کہ اس سے نہ صرف آپ کی حکومت کو خطرہ لاحق ہے بلکہ اس سے ہمارے معبودوں اور ہمارے مقدس بتوں کو رسوا ہونے کا بھی اندیشہ ہے پر اے بادشاہ میرے ذہن میں اس کا ایک حل ہے۔''

نمرود نے بے چین ہو کر مشیر سے کہا۔ ''تو پھر جلد کہو جو حل تمہارے ذہن میں ہے تا کہ اس پر عمل کیا جائے۔''

''اے بادشاہ! دو سال کے لیے ہر اس بچے کو قتل[1] کر دیا جائے جو ہماری سلطنت کی حدود کے اندر پیدا ہو اور جو شخص ان دو سالوں میں اپنی بیوی کے پاس جائے، اسے قتل کر دیا جائے۔ اس طرح ہم اس ممکنہ مصیبت اور آفت کو ٹالنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔''

نمرود کو یہ بات بڑی پسند آئی لہٰذا اس نے کسی قدر اطمینان اور بلند آوازی سے کہا۔ ''یہ ایک مناسب اور بہترین پیش بندی ہے لہٰذا آج کے بعد جو بچہ بھی ہماری سلطنت میں پیدا ہوا سے قتل کر دیا جائے اور ان دو سالوں میں جو شخص اپنی بیوی کے پاس جائے اسے بھی قتل کر دیا جائے، آج ہی منادوں کے ذمے یہ کام لگا دیا جائے تا کہ وہ دونوں حکم ہر شخص کے کان میں ڈال دیں۔'' اس کے ساتھ ہی نمرود اپنے تخت سے اٹھ گیا اور نشست برخاست ہو گئی۔

ا۔ ابن خلدون اور منہاج سراج نے بچوں کے قتل کا تذکرہ کیا ہے۔

آزر[1] (حضرت ابراہیمؑ کا باپ) نمرود کے قصر سے نکل کر جب اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تو وہ پریشان اور بکھرا بکھرا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عنقریب اس کے ہاں بھی بچہ پیدا ہونے والا تھا اور اس کی بیوی بنت ثمران[2] ان دنوں امید سے تھی۔

آزر جب بجھا بجھا سا اپنے گھر میں داخل ہوا تو صحن میں لکڑی کے ایک بڑے تخت پر اس کا باپ ناخور[3] اور بھائی ہاران[4] بیٹھے تھے اور قریب ہی دائیں طرف ایک کونے میں آزر اور ہاران دونوں بھائیوں کی بیویاں بیٹھی ہوئی تھیں۔

ہاران نے آزر کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"اے میرے بھائی! کیا بات ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو پریشان اور بکھرا بکھرا سا ہے۔"

ناحور نے بھی کہا۔

"ہاں بیٹے! تو مجھے بھی ایسے ہی لگ رہا ہے آخر کیا وجہ ہے؟"

جواب میں آزر نے وہ سارے واقعات سنا ڈالے جو نمرود کے دربار میں رونما ہوئے تھے۔ یہ سب سن کر ناخور اور ہاران دونوں ہی خاموش ہو گئے۔

آزر نے پریشان سے لہجے میں پوچھا۔

"اے میرے باپ اور اے میرے بھائی! تم دونوں جانتے ہو میری بیوی امید سے ہے اور عنقریب ہمیں ایک بچے کی خوشی ملنے والی ہے، میں نہیں چاہتا کہ نمرود کے حکم کے مطابق میرے بچے کو بھی قتل کر دیا جائے۔"

آزر اور ہاران کی بیویاں بھی اور زیادہ قریب ہو کر یہ گفتگو سننے لگی تھیں۔ ہاران نے ایک عزم کے ساتھ کہا۔

"دیکھ میرے بھائی! ہم تیرے ہونے والے بچے کو قتل نہ ہونے دیں گے، تو تو ہر وقت

۱۔ اس کا اصل نام تو تارح تھا لیکن وصفی نام آزر زیادہ مشہور ہے لہٰذا ہم بھی یہی نام استعمال کر رہے ہیں۔
۲۔ حضرت ابراہیمؑ کی والدہ بنت ثمران کا نام بعض مؤرخین نے اہلیہ بھی لکھا ہے۔
۳۔ حضرت ابراہیمؑ کے دادا کا نام ناخور تھا۔ اسی طرح ان کے ایک بھائی کا نام بھی ناحور تھا۔
۴۔ ہاران حضرت ابراہیمؑ کا بھائی تھا۔ اس کی دو بیٹیاں تھیں سارہ اور ملکا سارہ کی شادی حضرت ابراہیمؑ اور ملکا کی شادی آپ کے بھائی ناحور سے ہوئی تھی۔

نمرود کے دربار میں رہتا ہے لہٰذا تجھے باہر کے حالات کی خبر نہیں، میں جن کوہستانوں کے اندر اپنا ریوڑ چراتا ہوں وہاں ویسے تو بہت سی غاریں ہیں لیکن ان میں ایک غار[1] بہت محفوظ ہے جس کے اندر داخل ہونے کا راستہ چھوٹا ہے اور اوپر نیچے دو چار پتھر رکھ کر اسے بند بھی کیا جا سکتا ہے۔

"میں جانتا ہوں چند دن تک تمہارے ہاں بچے کی ولادت ہونے والی ہے، ہم ایسا کرتے ہیں کہ تمہاری بیوی کو کل ہی وہاں لے جائیں گے۔ اس غار کی صفائی کر کے وہاں بستر لگا دیں گے اور ضرورت کی چیزیں بھی وہاں رکھ دیں گے، ایسا کریں گے کہ میں اور میری بیوی دونوں ہی ریوڑ کے ساتھ جایا کریں گے۔ میں ریوڑ کی نگرانی کروں گا اور میری بیوی تمہاری بیوی کی دیکھ بھال کرے گی۔ رات کے وقت تم خود وہاں رہا کرو گے جبکہ ہم میاں بیوی لوٹ آیا کریں گے اور جب بچے کی پیدائش ہو جائے گی، تب بھی باری باری اس پر نگاہ رکھی جائے گی۔ کبھی ہم دونوں میاں بیوی اس کے پاس ہوں گے اور کبھی تم۔ اب کہو یہ تجویز کیسی ہے اور سنو! اڑوس پڑوس کی جن عورتوں کو تمہاری بیوی کی حالت کی خبر ہے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا جائے گا کہ بچہ مردہ[2] ہوا ہے۔ اس طرح کسی کو کوئی اعتراض بھی نہ ہو گا اور ہمارا بچہ لوگوں کی نگاہوں سے دور پرورش بھی پاتا رہے گا۔"

آزر کی حالت اپنے بھائی ہاران کی گفتگو پر کافی سنبھل گئی تھی اور اس بار اس نے مطمئن انداز میں کہا۔ "اے میرے بھائی! تیری تجویز واقعی سود مند ہے۔ اس طرح میری بیوی اور بچہ دونوں ہی سلامت رہیں گے، اب میری فکر جاتی رہی اور میں مطمئن ہوں، کل سے ہم اپنی تجویز پر عمل کریں گے۔"

غرض دوسرے دن آزر کی بیوی ثمران کو غار میں لے جایا گیا جہاں حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش ہوئی اس طرح اپنے باپ، ماں، چچا اور چچی کی نگرانی میں اسی غار کے اندر آپ کی پرورش ہوتی رہی اور آپؑ تیزی[3] سے بڑھتے چلے گئے۔

۱۔ بقول علامہ ابن خلدون، بقول علامہ ابن العقاد اور شارہ طبقاتِ ناصری اسی غار کے اندر حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش ہوئی۔ (ماخوذ از تاریخ ابن خلدون)
۲۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کی جلد اول و دوئم میں مردہ بچے کا بہانہ کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔
۳۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ ابراہیمؑ ایک دن میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر عام طور پر کوئی بچہ ایک ماہ میں بڑھتا ہے۔

اب چونکہ نمرود کی طرف سے بچوں کے قتل کا اندیشہ ختم ہو گیا تھا لہٰذا آذر کے ہاں حضرت ابراہیمؑ کے بعد دو اور بھائی پیدا ہوئے۔ ایک کا نام چچا کی نسبت سے ہاران اور دوسرے کا نام دادا کی نسبت سے ناحور رکھا گیا۔

دوسری طرف آذر کے بھائی ہاران کے ہاں دو لڑکیاں پیدا ہوئیں ایک سارہ[1] اور دوسری ملکا[2]۔

اسی غار کے اندر حضرت ابراہیمؑ کی پرورش ہوتی رہی۔ خداوند کریم کی طرف سے بھی آپ کی نگرانی اور حفاظت کا انتظام تھا۔ جب گھر والوں میں سے کوئی فرد آپ کے پاس نہ ہوتا تو جبرائیلؑ[3] آپ کی دیکھ بھال کرتے اور اپنی کی انگلی آپ کے منہ میں ڈال دیتے اور اس انگلی میں سے بحکم خدا دودھ جاری[4] ہو جاتا اور آپ اسے چوستے رہتے۔ غرض اسی غار کے اندر آپ عام بڑھوتری کی رفتار سے پہلے جوان[4] ہو گئے اور اس غار میں رہنے کی وجہ سے آپ نے کبھی سورج، چاند، ستاروں اور دیگر چیزوں کو نہ دیکھا تھا، آخر جب یہ خطرہ ٹل گیا کہ شک کی بناء پر کوئی اندازہ نہ کر سکے کہ یہ جوان بچوں کے قتل کیے جانے والے سالوں میں پیدا ہوا تھا تو آپ کے والد آذر آپ کو اپنے ساتھ ایک روز شام کے وقت اس غار سے نکال کر گھر لے گئے۔

گھر کی طرف جاتے ہوئے آپ جو بھی جانور دیکھتے اپنے باپ آذر سے اس کے متعلق سوال کرتے اور جواب میں آذر بتاتا جاتا کہ یہ اونٹ ہے، یہ گائے اور یہ بکری ہے۔ بہر حال آپ کو اپنے گھر لایا گیا۔ اسی دوران آپ کے دادا ناحور فوت ہو چکے تھے۔ آپ کے چچا ہاران کی بیٹیاں سارہ اور ملکا بھی بچپن کی حدود سے نکل کر جوانی کی حدود میں داخل ہو رہی تھیں جبکہ آپ کے بھائی ناحور اور ہاران بھی جوان ہو رہے تھے۔

جب رات ہوئی اور آپ نے آسمان پر ایک ستارہ[4] چمکتا ہوا دیکھا تو چلا کر کہا۔

---

[1] سارہ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی تھیں آپ انتہائی خوبصورت تھیں، آپ کی خوبصورتی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ابراہیمؑ آپ کو نگاہ بھر کر نہ دیکھتے تھے۔ (علامہ ابن العقاد) آپ حضرت اسحاقؑ کی والدہ تھیں، بعض لوگ سارہؑ، ام موسیٰؑ اور ام عیسیٰؑ تینوں کو نبی مانتے ہیں کیونکہ ان تینوں کے ساتھ فرشتوں نے بچے کی پیدائش اور موسیٰؑ کو دودھ پلانے کے سلسلے میں کلام کیا تھا لیکن قرآن مقدس نے سورہ یوسف آیت 109 میں کسی عورت کے نبی ہونے کی مکمل طور پر نفی کر دی۔

[2] ملکا جو بعد میں حضرت ابراہیمؑ کے بھائی ناحور کی بیوی بنیں۔

[3] بحوالہ علامہ ابن العقاد

[4] از کتاب ابو الانبیا حضرت ابراہیمؑ ۔۔ از علامہ ابن العقاد

ھذا ربی، یہ میرا رب ہے۔

پر جب وہ ستارہ آنکھوں سے غائب ہو گیا تو فرمایا۔

لا احب الا فلین.

"میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

پھر رات کے وقت جب چاند نمودار ہوا تو آپ نے کہا۔

"یہ میرا رب[1] ہے۔"

لیکن جب چاند بھی غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا۔

"میں غروب ہونے والے کو دوست نہیں رکھتا۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔

"اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو بے شک میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاتا۔"

دوسرے روز جب سورج طلوع ہوا تو آپ نے پھر چلا کر کہا۔

"ھذا ربی ھذا اکبر"

"یہ میرا رب ہے، یہ بڑا ہے۔"

لیکن شام کے وقت جب سورج بھی غروب ہو گیا تو اسے بھی آپ نے رب ماننے سے انکار کر دیا۔

پھر آپ کے ذہن میں یہ خیال گزرا کہ جو چیز متغیر ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ حادث بھی ہو اور جو حادث ہو گا، وہ الوہیت کے قابل نہ ہو گا، جب سارا معاملہ ہو چکا تو ابراہیمؑ نے بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے قوم!

میں شرک کرنے والوں سے بری ہوں۔ بلا شبہ میں نے اپنا رخ اس خدا کی طرف موڑ

---

[1] حضرت ابراہیم نے جو ستارے، چاند اور سورج کو دیکھ کر یہ کہا کہ یہ میرا رب ہے تو اس میں کوئی شرک کا شائبہ نہ تھا بلکہ خدا کی واحدانیت کو پانے کا ایک ذریعہ تھا، گویا یہ بیچ کی منزلیں ہر جویائے حق کے لیے ناگزیر ہیں، ان پر ٹھہرنا بسلسلہ طلب ہوتا ہے نہ کہ بصورت قیام۔ دوسرے ان باتوں کو قوم پر حجت بھی بنانا تھا کہ وہ چاند، سورج اور ستاروں کی عبادت بھی کرتے تھے لہٰذا ثابت ہو گیا کہ یہ چیزیں فانی ہیں اور فانی الٰہ نہیں ہو سکتا۔ ورنہ حضرت ابراہیمؑ کے لیے تو سورہ انبیاء میں اللہ نے فرمایا۔ "اور بلا شبہ ابراہیمؑ کو ہم نے پہلے ہی سے ہدایت عطا کر دی تھی اور ہم اس کے واقف کار تھے۔

دیا جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اس حالت میں کہ میں حنیف ہوں، مشرک نہیں ہوں۔''

آپ کے باپ آذر نے پوچھا۔

''اے ابراہیمؑ! ان باتوں سے تیرا کیا مطلب ہے؟''

ابراہیمؑ نے کہا۔

''میں ان سب بتوں سے نفرت و بے زاری کا اظہار کرتا ہوں جن کی پرستش کی جاتی ہے، یہ برسوں سے پوجے جانے والے نِنار، شاس اور دیگر ان گنت بت ایک پتھر سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ اپنے نفع و نقصان تک کے مالک نہیں ہیں، پھر یہ کسی اور کو کیا دیں گے، ان بتوں کی پرستش ہی شرک ہے اور میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ میں ایک خدا کی طرف راغب ہوتا ہوں جو سب کا مالک و خالق اور واحد و قہار ہے۔''

آذر نے کہا۔

''کیا تو ان بتوں کو برا کہتا ہے جن کی ہم اور ہمارے آباؤ اجداد پرستش کرتے رہے ہیں۔ خاموش رہ! ورنہ لوگ تجھے نکال باہر کریں گے۔''

ابراہیمؑ نے کہا۔

''اے میرے باپ! کیا آپ میرے اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرتے ہیں۔''

''اے میرے باپ! میں دیکھتا ہوں آپ بتوں کو خدا بناتے ہیں، میں آپ کو اور آپ کی قوم کو ایک کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔''

آذر نے کہا۔

''اے ابراہیمؑ! میں دیکھتا ہوں کہ تو ان بتوں کے خلاف بولنے لگا ہے جن کا اتباع پوری قوم کر رہی ہے میں ڈرتا ہوں کہ اگر تو نے اپنے آپ کو تبدیل نہ کیا اور ایسا ہی رہا تو لوگ تمہیں جیتا نہ چھوڑیں گے، پھر بتوں کے خلاف میں بھی تمہاری حمایت و مدد نہ کر سکوں گا۔''

ابراہیمؑ نے کہا۔

''اے میرے باپ! میں دیکھتا ہوں ایک پجاری کی حیثیت سے آپ بتوں کی پرستش میں پیش پیش ہیں۔ خدا کے علاوہ کسی کی عبادت شرک ہے اور میں اس شرک سے آپ کو

باز رہنے کی تلقین کرتا ہوں اور خدائے واحد کی طرف بلانے کا کام میں اپنے گھر سے شروع کر رہا ہوں۔''

آذر نے کہا۔

''لگتا ہے تیری میری راہیں جدا ہیں۔''

ابراہیمؑ نے کہا۔

''اگر آپ شرک ترک نہیں کرتے تو میری اور آپ کی راہیں یقیناً جدا جدا ہیں۔''

یہیں سے حضرت ابراہیمؑ اور ان کے باپ آذر کے درمیان ایک چپقلش شروع ہوگئی تاہم آپ نے اپنی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ اسی دوران آپ کی شادی آپ کی چچازاد سارہ سے آپ کے بھائی ناحور[1] کی شادی سارہ کی بہن ملکا اور تیسرے بھائی ہاران[2] کی شادی ایک اور جگہ ہوگئی۔ آپ نے اپنی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور وقت تیزی سے گزرتا رہا۔

○

بیوسا اور عبیطہ عارب کے کمرے میں بیٹھی تھیں اور وہ تینوں آپس میں محو گفتگو تھے کہ یافان کمرے میں داخل ہوا اور گفتگو میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عزازیل اپنے پانچ ساتھیوں تبر، اعور، مسوط، واسم اور زکنبور کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اسے دیکھتے ہی وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ یافان بھی کھڑا ہو گیا اور اس کی نیلی دھند کی قوتیں بھی ایک کونے میں سمٹ گئیں۔

عارب نے عزازیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔ ''اے آقا! تو کیسا ہے اور یہ ہمارے ساتھ یافان ہے۔ ہمارا ساتھی، ہمارا معاون۔''

عزازیل اپنے ساتھیوں سمیت وہاں بیٹھ گیا۔ عارب، بیوسا اور عبیطہ بھی یافان کے ساتھ اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔

عزازیل نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا۔ ''میں نے دیکھا تم سب یوناف کی وجہ سے ایک کرب اور صعوبت میں مبتلا ہو۔ سو میں تمہاری طرف آیا کہ تم لوگوں کی مدد کروں۔ اے

[1] جس وقت ابراہیمؑ نے اُر شہر سے ہجرت کی ناحور بھی ان کے ساتھ تھا۔ ابراہیمؑ فلسطین کی طرف چلے گئے اور ناحور شام میں آباد ہو گئے۔ بعد میں اسحاق کی شادی ناحور کے بیٹے بتوایل کی بیٹی ربقہ سے ہوئی۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کی تفصیل اگلے صفحات میں آئے گی۔

[2] ہاران جلد ہی مر گیا۔ اس کا ایک ہی بیٹا تھا اور یہ لوطؑ تھے۔ ہاران کی وفات کے بعد لوطؑ کی پرورش ابراہیمؑ اور سارہؑ نے کی۔

یافان ! تم نے بہت بڑا کام کیا جو ملیتا کی روح کو قابو کر کے اسے یوناف کے خلاف استعمال کرنا چاہا۔ پر سن رکھو ! جب تک یوناف کے ساتھ ابلیکا ہے تم سب اور کوئی روح اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یہ بھی جان رکھو کہ یوناف کی معاونت میں کام کرنیوالی ابلیکا مجھ سے اور میرے ان پانچ ساتھیوں سے بھی ٹکرا سکتی ہے اور ہمیں بھی اپنے کام اور خواہشوں میں ناکام بنا سکتی ہے۔ سن رکھو کہ ابلیکا ایک بہت بڑی قوت ہے اور کوئی روح یا ناری قوت اسے زیر نہیں کر سکتی تا آنکہ ایک خاص طرح سے اس کے خلاف حرکت میں نہ آیا جائے۔''

نبیطہ نے بوریت محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔ ''اے آقا ! یہ ابلیکا آخر ہے کیا چیز؟ اور اسے کیوں زیر نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس پر گرفت کی جا سکتی ہے تو وہ کیا طریقہ ہے؟''

عزازیل نے کہا۔ ''سنو میرے عزیزو ! ابلیکا بڑی قوت والی روح ہے۔ میں اس سے متعلق تفصیل تم لوگوں کو بعد میں کسی وقت بتاؤں گا، پہلے وہ بات سن لو جس کے لیے میں تم لوگوں کے پاس آیا ہوں۔ سنو میرے عزیزو ! یوناف اس وقت تپاس اور وسارتھ کے ساتھ مصر میں ہے۔ ممفس شہر کے نواحی علاقے میں دریائے نیل کے کنارے ایک بہت بڑا محل ہے۔ یوناف نے اسی محل کے اندر قیام کر رکھا ہے۔ اس پر اور ابلیکا پر قابو پانے میں تمہاری مدد میں اور میرے ساتھی کریں گے جس محل میں یوناف رہ رہا ہے یہ محل کبھی اس کی ایک بیوی کا ہوا کرتا تھا اس کا نام شوطار تھا اور وہ مصر کے ایک فرعون خنخیم کی بیٹی تھی۔

اس موقع پر یافان نے کچلی اور رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ ''آہ ! وہ بھی کیا وقت تھا، جب میں نیل کے جزیرے میں حکمرانوں کی طرح رہتا تھا۔ آہ ! کبھی میں نے بھی اس شوطار کو چاہا تھا اور اس سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، پر برا ہو یوناف کا کہ یہ بیچ میں آٹپکا۔ آہ ! میری بیٹی اریشیا بھی میرے ساتھ تھی۔ کیسا اچھا وقت تھا پر یوناف نے میری ہر خواہش کو خواب کر دیا۔''

یافان خاموش ہوا تو عزازیل نے پھر کہنا شروع کیا۔ ''یافان ! تم فکر مند نہ ہو۔ ہم یوناف سے تمہارا بھی انتقام لیں گے۔ اب تم لوگ غور سے سنو۔ ہم سب لوگ یہاں سے مصر کی طرف کوچ کریں گے، میرے ساتھی وہاں ایک ایسے مکان کا بندوبست کر چکے ہیں جو دریائے نیل کے کنارے اس محل کے قریب ہی ہے جس میں یوناف، تپاس اور وسارتھ رہ رہے ہیں، اس مکان میں رہتے ہوئے تم لوگ یوناف پر نگاہ رکھنا اور پھر مناسب موقع دیکھ

کر اس پر قابو پا لیا جائے گا۔

عارب نے غور سے عزازیل کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ ''اے محترم آقا ! کیا مصر میں داخل ہونے کے بعد آپ ہم سے علیحدہ ہو جائیں گے اور اس معاملے میں ہماری کوئی مدد نہ کریں گے جبکہ آپ جانتے ہیں کہ یوناف اب ہمارے لیے بوجھ بنتا جا رہا ہے، کیا آپ یہ بوجھ اتار پھینکنے میں ہماری مدد نہ کریں گے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ اپنا سینگ[1] ہلا دیں تو یوناف کا کام تمام کر دیں۔''

عزازیل نے فوراً عارب کو تنبیہ کرتے اور اس کی دلجوئی کے لیے کہا۔ ''یہ نہ کہو میرے صرف ایک سینگ ہلا دینے سے یوناف کا کام تمام ہو سکتا ہے۔ سن رکھو یوناف اس وقت بہت سی قوتوں کا مالک ہے۔ اس کے علاوہ ابلیکا کی صورت میں اس کے ساتھ اور قوتیں بھی ہیں جو تم لوگوں کے ساتھ مجھے بھی کرب اور اذیت میں مبتلا کر سکتی ہیں۔''

''بہر حال تم لوگ فکر مند نہ ہونا۔ تمہارے مصر میں قیام کے دوران میں خود بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یوناف پر نگاہ رکھوں گا اور جب دیکھوں گا کہ ابلیکا اس کے ساتھ نہیں ہے تو میں ایک ایسا عمل کروں گا کہ ان دونوں میں مفارقت اور دوری ڈال دوں گا۔ اس طرح وہ دونوں یکجا نہ ہو سکیں گے اور ایک دوسرے کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے، ان دونوں کے لیے میرا جو آئندہ لائحہ عمل ہے وہ بھی سنو ! ان دونوں کو علیحدہ کرنے کے بعد میں دونوں کو ایسی جگہ بند کر دوں گا جہاں سے وہ نکل ہی نہ سکیں گے اور اپنے اپنے انجام تک وہیں کرب میں دن گزارتے رہیں گے اور اے عارب ! میرے اس عمل سے یوناف کی حالت ایسی ہو رہے گی کہ تم جب چاہو اس پر ضرب لگا سکو گے اور اس سے اپنے ماضی کا انتقام لے سکو گے۔''

عارب نے بے پناہ خوشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ ''اے آقا ! مجھے بھی تو بتائیں کہ آپ یوناف کے ساتھ کیا معاملہ کریں گے؟''

عزازیل نے کہا۔ ''سنو عارب ! مصر کے اندر ممفس شہر میں دو نایاب قسم کے طلسم گر

۱۔ حضرت انسؓ سے روایت کی گئی ہے کہ ایک حدیث میں بھی شیطان کے سینگوں کا ذکر ہے۔ جب سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے تو شیطان اس کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے سینگوں کو ہلاتا ہے جس سے جگمگاہٹ پیدا ہوتی ہے اور اس کی عبادت کرنے والے اسے پوجتے ہیں۔

گزرے ہیں۔ ان کے نام امحوتپ اور تپا ہوتپ تھے۔ یہ دونوں باپ بیٹا تھے۔ انہوں نے کچھ اہرام تعمیر کیے تھے، جس کے اندر انہوں نے اپنے فرعونوں اور ان کے خاندان کے افراد کی لاشوں کو حنوط کر کے رکھا تھا اور ان احراموں کے اندر انہوں نے ان فرعونوں کی دولت بھی ڈال دی تھی، پھر اس دولت اور فرعون اور اس کے اہل خانہ کی لاشوں کی حفاظت کے لیے انہوں نے ان احراموں کے اندر ایک ایسا طلسم ڈال دیا تھا کہ ان اہراموں میں داخل ہونا تو دور کی بات کوئی ان کے نزدیک تک نہ پھٹک سکتا تھا۔ ان دونوں کے بعد بھی مصر میں بہت سے اہرام بنے اور اپنے اپنے وقت کے جو فرعون تھے، ان کے ساحروں نے ان اہراموں کے اندر بھی طلسم ڈالے، پر وہ طلسم ایسا زوردار اور کامل نہیں جیسا امحوتپ نے فرعون زوسر اور تپا ہوتپ نے فرعون سنیفرو کے اہرام میں ڈالا تھا، میں یوناف اور ابلیکا دونوں کو امحوتپ اور تپا ہوتپ کے ان اہراموں میں علیحدہ علیحدہ بند کر دوں گا۔"

اس موقع پر یافان نے کہا۔ "اے محترم عزازیل! تو نے بھی کیا وقت یاد دلایا ہے۔ آہ! امحوتپ اور تپا ہوتپ دونوں باپ بیٹا میرے گہرے دوستوں میں سے تھے اور ان کے ساتھ میرے عزیزانہ روابط و مراسم تھے۔ وہ دونوں باپ بیٹا ہی نایاب ساحر تھے۔ پر اے عزازیل! ان اہراموں کے اندر داخل ہی نہیں ہوا جاسکتا، جب تک کہ اس طلسم کو توڑا نہ جائے اور سن! اس طلسم کو توڑنے کا فن صرف دو شخص ہی جانتے تھے اور وہ امحوتپ اور تپا ہوتپ تھے۔ اور وہ مر چکے ہیں تو اب کون اس طلسم کو توڑے گا۔ امحوتپ اور تپا ہوتپ کو مجھ پر یہی برتری تھی کہ میں یہ طلسم ڈالنا اور توڑنا نہ جانتا تھا جبکہ ان دونوں باپ بیٹے پر نیلی دھند کی قوتوں پر قابو پانے کی مجھے برتری تھی۔ میں نے ان دونوں سے اس طلسم کا راز جاننا چاہا۔ جواب میں ان دونوں نے مجھ سے نیلی دھند کا راز جاننے کی خواہش ظاہر کی جس پر میں نے انکار کر دیا۔ کاش! میں ایسا نہ کرتا تو آج میں اس طلسم کے جاننے والا ہوتا۔ آہ! وقت کیسا بدترین دشمن ہے کہ گزرے حالات پر سوائے تاسف اور دکھ کے اور کچھ دے کر نہیں جاتا۔"

عزازیل نے کہا۔ "اے یافان! یہ طلسم میں خود توڑوں گا اور تم جانتے ہو گے کہ میں ایسے سارے علوم اور افعال کا استاد ہوں اور پھر تمہاری اطلاعات بھی درست نہیں ہیں، یافان۔ اس طلسم کو ڈالنا اور توڑنا یا معطل کرنا صرف امحوتپ اور تپا ہوتپ ہی نہ جانتے تھے

بلکہ رع دیوتا کی بڑی پجارن کولم بھی اس طلسم کو ڈالنا اور معطل کرنا جانتی تھی اور یوناف چونکہ کولم کے پاس رہتا رہا ہے لہٰذا یہ سحر یوناف نے بھی اس سے سیکھ لیا تھا۔ اب یوں کہو کہ میرے علاوہ اب یوناف بھی اس طلسم کا راز دان ہے اور سنو! پجارن کولم بظاہر تم سے اور اریشیا سے دبی دبی رہتی تھی اور تم دونوں کی بے انتہا عزت کرتی تھی، پر اے یافان! کولم اندر ہی اندر تم باپ بیٹی سے نفرت کرتی تھی اور ہر وقت تم دونوں کی تباہی کے متعلق سوچتی رہتی تھی اور جب اسے یوناف جیسا باہمت اور بیش قیمت جوان میسر آ گیا تو اس نے اسے ہر اس سحر سے آراستہ کر دیا جو وہ جانتی تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ کسی طرح تم دونوں باپ بیٹی کو زیر اور شکست خوردہ دیکھے اور اس کی یہ خواہش پوری ہو گئی۔ یوناف اس کی امیدوں پر پورا اترا اور اس نے تم دونوں کا خاتمہ کر دیا اور اب تم ایک بھیانک روپ میں حرکت کرنے پر مجبور ہو۔"

ذرا توقف کے بعد عزازیل نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔

"میرے عزیز! ان دونوں اہراموں کے اندر ان گنت کمرے بنے ہوئے ہیں، طلسم کو معطل کرنے کے بعد میں ان دونوں کو ان کمروں کے اندر بند کر کے طلسم دوبارہ بحال کر دوں گا۔ اول تو وہ دونوں وہاں سے نکل ہی نہ پائیں گے اور اگر کسی طرح انہوں نے وہ کمرے کھول کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی تو وہ دونوں ایسا نہ کر سکیں گے یوناف پر تو اس اہرام کے عفریت حملہ آور ہو کر اسے واپس کمرے میں جانے پر مجبور کر دیں گے جبکہ ابلیکا کو اس کمرے میں ایک اور طلسم نے جکڑ رکھا ہو گا۔ اس طلسم سے اس کا نکلنا ممکن نہ ہو گا اور اگر وہ کسی بھی طرح اس سحر سے نکل گئی تو اس کمرے کی دیواروں، چھت اور فرش حتیٰ کہ دروازوں پر ایک اور سحر ہو گا جس کی وجہ سے وہ ان کے نزدیک نہ جا سکے گی۔ لہٰذا کمرے سے نکلنا اس کے لیے ناممکن اور محال ہو جائے گا۔"

اس موقع پر عارب نے کہا۔ "اے محترم آقا! اگر یوناف بھی اپنے کسی علم کی بناء پر وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا تب؟"

عزازیل نے کہا۔ "تم فکر مند نہ ہو، میں اس کا ذہن دھو کر سن کر دوں گا اور اس میں پرانی یادیں اور قدیم علوم کچھ بھی نہ رہے گا۔ اس کے پاس صرف اس کا اپنا آپ اور اس کی ذات پر کیا ہوا الاہوتی عمل رہ جائے گا۔ اس کے علاوہ وہ بالکل تہی دست ہو گا۔ مصر میں قیام

کے دوران میں اس پر نگاہ رکھوں گا اور مناسب موقع جان کر اس پر اپنی گرفت کر لوں گا اور ابلیکا کو اس سے دور اور بے بس کر دوں گا۔ اس کے بعد بدی پھیلانے کی خاطر تم لوگ جو چاہو کرتے رہو کوئی تمہیں پوچھنے والا نہ ہو گا، اس طرح تم لوگوں کو ہر جگہ اپنی خواہش کے مطابق کام کرنے کا موقع مل جائے گا اور میں تم لوگوں کو ہر قسم کی مدد و حمایت فراہم کروں گا۔"

عارب نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "واہ! وہ منظر بھی کیا خوب ہو گا، جب یوناف ہمارے سامنے مجبور و بے بس ہو گا اور ہم اس سے غلاموں جیسا سلوک اور برتاؤ کرنے پر قادر ہوں گے۔"

عزازیل نے کہا۔ "اب تم لوگ مصر کے شہر ممفس کی طرح کوچ کر جاؤ۔ میرا ساتھی زکنبور تمہارے ساتھ ہو گا اور اس مکان تک تمہاری رہنمائی کرے گا جس میں تم سب کو قیام کرنا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی عزازیل جو انسانی صورت میں وہاں آیا تھا، اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے غائب ہو گیا، صرف اس کا ایک ساتھی زکنبور وہاں رہ گیا، پھر تھوڑی ہی دیر بعد عارب، یاقان، بیوسا اور نبیطہ بھی عزازیل کے ساتھی زکنبور کے ساتھ موہنجوداڑو سے مصر کی طرف کوچ کر گئے۔

○

ابراہیمؑ نے بڑی تندہی سے خدا کے احکامات کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا تھا۔ ان کا باپ آزر چونکہ بڑا پجاری ہونے کے علاوہ بت گر بھی تھا اور اپنی قوم کے بت ننار، شماس، نن گل، ان، اش کر، اراش، سن اور ایسے ہی دوسرے بت بنا کر بازار میں بیچا بھی کرتا تھا، جب یہ بت بازار میں بکنے جاتے تو ابراہیمؑ بلند آواز میں پکار کر کہتے۔

"کون ان کو خریدے گا جو کسی کو کوئی نفع و نقصان ہی نہیں پہنچا سکتے۔"

لوگ آپ کی باتیں سن کر تعجب کرتے اور ان کی طرف نہ آتے۔ اس طرح آزر کے بتوں کی فروخت کم ہونا شروع ہو گئی۔ اس کے علاوہ آپ اپنے باپ کے بنائے ہوئے بتوں کو پکڑ کر پانی میں ڈبوتے اور اپنے باپ کے علاوہ اور لوگوں کو بھی سنانے کی خاطر طنزاً ان بتوں سے کہتے۔

اشربی[1]۔ اشربی۔

"پی لو۔ پی لو۔"

رفتہ رفتہ ابراہیمؑ کی یہ باتیں مشہور ہونے لگیں، کچھ عرصہ تک تو لوگ آپ کی ایسی باتوں کو بھولے پن اور مذاق پر محمول کرتے رہے لیکن خلعت نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد جب آپ نے بڑی سنجیدگی سے توحید، اللہ کی عبادت اور اس کے سچے دین کی دعوت زور و شور کے ساتھ دینا شروع کی تو اُر شہر کے لوگوں کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ جلسوں میں آپ کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔ آپ نے اپنی تبلیغ کا سلسلہ اپنے گھر سے شروع کیا لیکن بد قسمت باپ کے نصیب میں ایمان کی دولت نہ تھی لہٰذا وہ ایمان نہ لایا اور برابر بتوں کی حمایت میں بولتا رہا اور ابراہیمؑ کے پیغام کو ردّ اور انکار کرتا رہا لیکن اپنی قوم کے ساتھ ساتھ آپ برابر اپنے باپ کو بھی تبلیغ کرتے رہے۔ قوم کے بتوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے۔

"یہ کیا صورتیں[2] ہیں۔ جن کی تم لوگ مجاورت کرتے ہو؟"

جواب میں قوم کے لوگ کہتے۔ "ہم نے اپنے باپ[3] دادوں کو انہیں ہی پوجتے پایا ہے۔"

اس پر ابراہیمؑ نے فرمایا۔

"بے شک تم اور تمہارے[4] آباؤ اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے۔"

آپ کی یہ باتیں سن کر آپ کی قوم کے لوگ گھبرا اٹھتے اور پریشان ہو کر پوچھتے۔

"تم[5] ہمارے پاس یہ سچی بات لے کر آئے ہو یا مذاقاً کہہ رہے ہو۔"

اپنی قوم کو جواب میں ابراہیمؑ فرماتے۔

"میں یہ باتیں تم لوگوں سے مذاق میں نہیں کہتا بلکہ میں تو صاف اور واضح طور پر کہتا ہوں کہ جن بتوں کی تم لوگ پرستش کرتے ہو وہ خدا نہیں ہیں بلکہ تمہارا رب[6] وہی ہے جس

1۔ ماخوذ از ابن خلدون۔ 2۔ ما هٰذا التماثیل الّتی انتم لها عاکفون (سورۂ انبیاء) "یہ کیا صورتیں ہیں جن کی تم مجاورت کرتے ہو" 3۔ قالو وجدنا اباء فالها عٰبدین "کہا، ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہیں ہی پوجتے دیکھا ہے۔" 4۔ لقد کنتم انتم و اباء کم فی ضلٰلٍ مبین "تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلی گمراہی میں تھے۔" 5۔ قالوا اجئتنا بالحق ام انت من اللّٰعبین "تم ہمارے پاس سچی بات لے کر آئے ہو یا مذاق کر رہے ہو۔" 6۔ قال بل ربّ کم ربّ السمٰوات والارض الذی فطرهنّ وانا علٰی ذٰلکم من الشٰهدین "بلکہ تمہارا رب وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں اسی کا قائل ہوں۔"

نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور میں اسی بات کا قائل ہوں۔"

ابراہیمؑ کی طرف سے لوگ ایسی تبلیغ سن کر خاموش تو ضرور ہو گئے لیکن خفیہ طور پر آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد اس کوشش میں لگ گئے کہ کسی طرح ابراہیمؑ کو اپنے خداؤں (بتوں) کی عظمت ضرور دکھانی چاہیے تاکہ ان کے خیالات اور خطرات رفع ہو جائیں۔"

دوسری طرف ابراہیمؑ نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ کسی روز اپنی قوم کے لوگوں کو ان بتوں کی بے کسی اور بے بسی ان اندھوں پر ضرور ثابت کرنی چاہیے تاکہ یہ خدا کو بھولے ہوئے گمراہ لوگ اپنے بے ہودہ اور فرسودہ خیالات کو ترک کر کے راہ راست پر آ جائیں۔

بہر حال ایک طرف قوم نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ابراہیمؑ کو بدل کر رہیں گے، دوسری طرف ابراہیمؑ مصمم ارادہ کر چکے تھے کہ وہ قوم کو ہر صورت میں راہِ راست کی نشاندہی کریں گے۔ دونوں طرف سے کوششیں شروع ہو گئیں۔

پھر ایسا ہوا کہ قومِ اکاد کی عید[1] کا دن آ گیا جو وہ ہر سال ایک بار منایا کرتے تھے، چنانچہ اس روز قوم اکاد میں سے وہ چند لوگ جو حضرت ابراہیمؑ کے جاننے والے تھے اور واحدانیت کے متعلق ان کی باتیں سنتے آئے تھے، حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے اور کہا۔

"اے ابراہیمؑ! تم ہمارے خداؤں (بتوں) کو برا اور ذلیل کہا کرتے ہو، چلو آج ہمارے ساتھ کہ ہم تمہیں اپنے خداؤں کا جاہ و جلال دکھائیں۔"

حضرت ابراہیمؑ نے ان کے ساتھ جانا پسند نہ کیا اور اپنے علیل[2] ہونے کا کہہ کر انہیں ٹال دیا، جب یہ لوگ چلے گئے تو آپ نے دلی زبان میں فرمایا۔

"اللہ کی قسم[3]! میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا، جب تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے۔"

قوم اکاد کے لوگ اچھے اچھے کھانے پکا کر اور اپنے بت خانوں میں رکھ کر عید منانے چلے جاتے تھے، اس یقین کے ساتھ کہ جب وہ واپس آئیں گے تو ان کے کھانوں میں ان

---

[1]۔ سال میں ایک دن یہ لوگ عید مناتے تھے۔ اس روز بتوں کو نہلاتے اور نئے کپڑے پہنا کر ان کے سامنے اچھے اچھے کھانے رکھتے پھر وہاں سے لوٹ کر بتوں کو سجدہ کر کے کھانے کو تبرکاً کھاتے تھے۔

[2]۔ آپ نے انہیں یہ کہہ کر ٹال دیا۔ "میں بیمار ہوں۔"

[3]۔ تا اللہ لا کیدف اصنامک بعد ان قولو مدبرین "قسم اللہ کی میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا، جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے۔"

کے بتوں نے برکت ڈال رکھی ہو گی، لہٰذا واپس آ کر وہ کھائیں گے۔

جب سب لوگ اس میدان میں چلے گئے جس میں عید منائی جاتی تھی تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنا تیشہ لیا اور شہر کے ننار دیوتا کے بت خانے میں داخل ہوئے، انہوں نے دیکھا کہ بت خانے میں بڑی زینت اور آرائش تھی۔ ننار دیوتا کا بڑا بت ایک مرصع تخت پر رکھا تھا اور اس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے بت مناسب طور پر رکھے ہوئے تھے اور سب بتوں کے سامنے انواع و اقسام کے کھانے رکھے ہوئے تھے، جب آپ نے یہ کیفیت دیکھی تو ان سارے بتوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "تم کیوں[1] نہیں کھاتے ہو۔"

جب اس بت خانے کے اندر سے آپ کو کوئی جواب نہ ملا تو آپ نے پھر ان بتوں کو مخاطب کرتے ہوئے طنزاً کہا۔ "تمہیں کیا ہو گیا[2] ہے کہ تم بولتے نہیں ہو۔"

جب آپ کے اس طنزیہ سوال کا بھی کوئی جواب نہ ملا تو آپ نے اپنا کام شروع کر دیا۔ آپ نے اپنا تیشہ مار مار کر ننار دیوتا کے بڑے بت کو اور پھر باقی تمام بتوں کو بھی توڑ کر رکھ دیا۔ پھر آپ نے تیشہ ننار دیوتا کے بڑے بت کے کندھے پر رکھا اور بت خانے سے چلے گئے۔

جب قوم اکاد کے لوگ عید منانے کے بعد بت خانے میں آئے اور انہوں نے اپنے بتوں کی حالت دیکھی تو چلا اٹھے۔

"کس[3] نے یہ کام ہمارے بتوں کے ساتھ کیا ہے۔ بے شک وہ ظالموں میں سے ہے۔"

پھر ان میں سے ایک جوان نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"کل کا ذکر ہے کہ وہ جوان جس کا نام ابراہیمؑ ہے، ہمارے بتوں کی برائیاں کر رہا تھا، عجب نہیں کہ یہ کام اسی کا ہو۔"

اس پر لوگوں نے اس واقعے کی اطلاع اپنے بادشاہ نمرود کو دی۔ نمرود چونکہ آذر کی بڑی قدر کرتا تھا لہٰذا اس نے بلا حیل و حجت ابراہیمؑ کو گرفتار کر لینا معیوب سمجھ کر کہا۔ "اچھا ابراہیمؑ کو ہمارے سامنے لاؤ۔ شاید کچھ آدمی اس کی شہادت دے سکیں۔"

جب حضرت ابراہیمؑ کو نمرود کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے پوچھا۔ "اے ابراہیمؑ[4]!

---

[1]۔ آپ کے ان الفاظ کو ان میں سے دو ایک نے سن بھی لیا تھا۔ "ابن خلدون" [2]۔ ما الکم لا تنطقون۔ "تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم بولتے نہیں۔" (سورہ الصفات) [3]۔ من فعل ھذا با الھتنا انہ لمن الظالمین۔ کس نے یہ کام کیا ہمارے بتوں کے ساتھ۔ بے شک وہ ظالموں میں سے ہے۔" (سورہ انبیاء) [4]۔ سورہ انبیاء: آیت 62

کیا تو نے ہمارے بتوں کے ساتھ یہ کام کیا ہے۔''

حضرت ابراہیمؑ نے نمرود کے اس سوال کے جواب میں صریحاً انکار نہ کیا بلکہ اشارتاً آپ نے فرمایا۔

''یہ کام بڑے بت نے کیا ہے اور اگر یہ بولتے ہیں تو پھر انہی[1] سے پوچھ لو۔''

حضرت ابراہیمؑ کی یہ بات سن کر نمرود کے دربار میں جمع پجاریوں اور دیگر لوگوں کے چہروں پر فکر و تشویش کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ''بے شک[2] تم ہی ظالموں میں سے ہو۔''

اس طرح ان پر یہ حقیقت ایک طرح سے واضح اور عیاں ہو رہی تھی کہ ہم لوگ یونہی ان بتوں کی پوجا کرتے ہیں، جو بول تک نہیں سکتے، پر جلد ہی شیطان وہاں آ کر اپنا کام کر گیا۔ لوگوں کی عقل کی آنکھوں پر اس نے ناحق شناسی کے پردے ڈال دیئے اور وہ حقیقت کو اپنے سامنے ظاہر ہوتے دیکھ کر بھی اسے تسلیم کرنے سے منکر ہو گئے۔

حضرت ابراہیمؑ سے مخاطب ہو کر انہوں نے کہا۔ ''بے شک تم کو یہ علم ہے کہ یہ بولتے نہیں ہیں، اسی لیے تو ان بتوں سے دریافت کرنے کو کہہ رہے ہو۔ دیکھو ابراہیمؑ! سچ بتاؤ یہ کام کس کا ہے۔''

ان لوگوں کے جواب میں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔

''کیا پھر[3] تم اللہ کے سوا ان بتوں کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں کوئی نفع و نقصان پہنچانے پر قادر نہیں۔ تم پر تف ہے، تم لوگ کیوں اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو۔ کیا تم لوگ عقل نہیں رکھتے۔

جب ان سے حضرت ابراہیمؑ کے ان سوالوں کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ ''کیا تم نے اپنے اس رب کو دیکھا ہے جس کی عبادت کرتے ہو۔ ''تمہارا وہ رب کون ہے جس کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو۔''

حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔

''میرا رب[4] وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔''

نمرود نے کہا۔ ''یہ کوئی مشکل کام نہیں، یہ تو میں خود بھی کرتا ہوں۔''

---

[1] ۔ سورہ انبیاء آیت 63 [2] ۔ سورہ انبیاء آیت 64
[3] ۔ سورہ انبیاء آیت 67 [4] ۔ سورۃ البقرہ آیت 258

پھر نمرود نے چلا کر کہا۔ ''ہیزن[1] کو بلاؤ اس کے علاوہ زندان سے دو ایسے قیدیوں کو میرے سامنے لاؤ جو واجب القتل قرار دیے جا چکے ہوں۔''

تھوڑی ہی دیر بعد نمرود کے ہرکارے زندان سے ایسے دو قیدی لے آئے جنہیں ان کے جرائم کی وجہ سے قتل کیے جانے کی سزا دی جا چکی تھی اور ان کے ساتھ ہی نمرود کا جلاد ہیزن بھی دربار میں آ گیا۔

نمرود نے ہیزن سے کہا۔ ''ان دو قیدیوں میں سے ایک کو قتل کر دو اور دوسرے کو چھوڑ دو۔''

ہیزن نے آگے بڑھ کر ایک تلوار ماری اور ایک کا سر قلم کر دیا، دوسرے کو اس نے جانے دیا۔

پھر نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''اے ابراہیم! تو نے دیکھا میں نے کیسے ایک کو مارا اور دوسرے کو زندہ کیا۔ اس لحاظ سے میں ہی مارنے اور زندہ کرنے والا ہوں، تمہارے رب میں مجھ سے کوئی زائد صفت نہیں ہے، اب وہ بات کہو جو تمہارے رب میں تو ہو لیکن مجھ میں نہ ہو۔''

حضرت ابراہیم نے کہا۔ ''بے شک[2] اللہ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے، پس تو اسے مغرب سے نکال۔''

چونکہ یہ کام نمرود کے لیے ممکن نہ تھا، اس لیے بڑا شرمندہ ہوا اور جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو اپنی خفت مٹانے کے لیے اس نے حضرت ابراہیمؑ سے کہہ دیا۔ ''چلے جاؤ میں اپنے مشیروں سے صلاح مشورے کے بعد تمہارے متعلق کوئی فیصلہ کروں گا۔''

حضرت ابراہیمؑ نمرود کے دربار سے باہر نکل گئے۔

آپ جب نمرود کے دربار سے نکلے تو وہاں پریشانی کے عالم میں آپ کی بیوی سارہ، بھائی ناحور اس کی بیوی ملکا اور حضرت ابراہیمؑ کے مرحوم بھائی ہاران کے بیٹے لوط[3] کھڑے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کو دیکھتے ہی وہ بھاگ کر ان کی طرف لپکے اور پریشانی اور دکھ بھری ملی

---

[1] ۔ ابن خلدون نے اس کا نام ہیزن ہی لکھا ہے۔ اسے حضرت ابراہیم کو قتل کرنے پر مامور کیا گیا تھا۔
[2] ۔ سورۃ البقرہ: آیت 258
[3] ۔ یہ وہی لوطؑ پیغمبر تھے جن کی قوم پر بعد کے دور میں عذاب نازل ہوا۔ آپ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔

جلی آواز میں سارہؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا۔

''ان ظالموں نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے۔''

حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں کہا۔

''جو کچھ انہوں نے مجھ سے پوچھا میں نے کہہ دیا۔ اب وہ میرے معاملے کا فیصلہ آپس میں صلاح مشورہ کر کے کریں گے اور بعد میں مجھے اس کی اطلاع دیدیں گے۔''

سارہ غم کے مارے خاموش ہو رہیں۔

اس بار ناحور نے پوچھا۔

''اے میرے بھائی! تم اپنے لیے نمرود کی طرف سے کوئی خطرہ تو محسوس نہیں کرتے۔''

حضرت ابراہیمؑ نے بڑے اطمینان سے کہا۔

''میرا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔''

جس وقت یہ سب نمرود کے محل کے باہر کھڑے حضرت ابراہیمؑ سے باتیں کر رہے تھے۔ اس وقت محل کے اندر نمرود نے اپنے پجاریوں اور مشیروں سے پوچھا۔ ''تم لوگوں کا کیا خیال ہے ہمیں آذر کے بیٹے ابراہیمؑ سے کیا سلوک کرنا چاہیے۔''

ان پجاریوں میں آذر خود بھی موجود تھا۔ نمرود کے سوال پر ایک پجاری نے فوراً اٹھ کر ابراہیمؑ کے بارے میں کہا۔ ابراہیمؑ ابھی زیادہ دور نہ گیا ہو گا۔ آپ اپنے جلاد ہیزن کو اس کے پیچھے روانہ کریں کہ یہ ابراہیم کا سر[1] قلم کر کے لے آئے۔

ایک اور پجاری نے اٹھ کر مشورہ دیا کہ ابراہیم کو شہر بدر[2] کر دیا جائے۔ اس طرح اس پر جب صعوبتوں اور دکھوں کے پہاڑ ٹوٹیں گے تو وہ خود ہی راہِ راست پر آ جائے گا اور ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنا ترک کر دے گا۔

ایک اور پجاری نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''میرا مشورہ ہے کہ ایک بہت بڑی آگ روشن[3] کی جائے اور ابراہیمؑ کو منجنیق کے ذریعے اس آگ کے اندر پھینک دیا جائے۔ اس طرح ہمارے بتوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے والا یہ فتنہ خود بخود ختم ہو

۱۔ تاریخ ابن خلدون صفحہ 75

۲۔ " " " " " " "

۳۔ تاریخ ابن خلدون میں ایسا ہی تحریر ہے۔

جائے گا۔''

ایک اور پجاری اٹھا۔ ایک بار غصے سے اس نے اپنے قریب بیٹھے آذر کی طرف دیکھا پھر زہر اگلتے ہوئے کہا۔ ''اے بادشاہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ ابراہیمؑ وہی ہے جس کی پیدائش سے متعلق سارے پجاریوں اور کاہنوں نے متفقہ طور پر کہا تھا کہ ایک بچے کی وجہ سے اس سلطنت اور اس کے بتوں کو خطرہ ہے۔ یہ آذر کی غلطی ہے کہ اس نے ابراہیمؑ کی پیدائش کو خفیہ رکھا ہے اور اب ابراہیمؑ جوان ہو کر اس سلطنت کے لیے مصائب کا پیش خیمہ ثابت ہو رہا ہے۔ آذر کو یقیناً اپنے اس بچے کی پیدائش کو ظاہر کرنا چاہیے تھا، اس معاملے کو خفیہ رکھ کر اس نے جرم کیا ہے، لہٰذا اسے اس کے جرم کی سزا ضرور ملنی چاہیے۔''

نمرود نے آذر کو گھورتے ہوئے کہا۔ ''اے آذر! تو واقعی مجرم ہے! تو نے کیوں ابراہیمؑ کی پیدائش کو اخفا میں رکھا۔ میں تجھے تیری گزشتہ خدمات کے عوض کوئی بڑی سزا نہیں دینا چاہتا، تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تو اٹھ کر یہاں سے چلا جا۔ آج کے بعد تیرا اس قصر سے کوئی تعلق نہیں۔'' ساتھ ہی نمرود نے اپنے جلاد کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اے ہیزن! تم ابھی ابراہیم کے پیچھے جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر ہمارے پاس لے آؤ۔''

سارہ، ملکا، ناحور اور ابراہیمؑ ابھی تک نمرود کے قصر سے باہر محو گفتگو تھے۔ ابراہیمؑ کے بھائی ناحور نے اس موقع پر مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''اے میرے بھائی! بہتر ہے کہ ہم حران[1] شہر کی طرف ہجرت کر جائیں اور یہ ہجرت ایسی خفیہ ہو کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ اسی طرح نمرود اگر آپ کے خلاف کوئی قدم بھی اٹھانا چاہے تو اسے ناکامی ہو گی کیونکہ اس وقت تک ہم اس کی دسترس سے دور جا چکے ہوں گے اور آپ جانتے ہیں کہ حران نمرود کی سلطنت میں شامل نہیں ہے۔ ایسی صورت میں نمرود ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا، میرا تو مشورہ ہے کہ ہم آنے والی رات کو ہی حران کی طرف ہجرت کر جائیں۔''

حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا۔

''اے میرے بھائی! میں حران کی طرف ہجرت نہیں کر سکتا جب تک کہ میرے رب کی

طوفانِ نوح کے بعد آباد ہونے والا یہ پہلا شہر تھا۔ طوفانِ نوح میں چونکہ اسّی (80) انسان زندہ بچے تھے لہٰذا اس کا پہلا نام سوق الثمانین (اسّی آدمیوں کا بازار) تھا۔ بعد میں یہ حران کے نام سے موسوم ہو گیا۔

طرف سے مجھے کرنے کا حکم نہ ملے۔ میں نمرود کی طرف سے فکر مند نہیں ہوں کیونکہ میں نے اس کے سامنے حق بات کی ہے اور یہی میرے رب کا حکم ہے، میرے ذمے یہی تو ہے کہ میں اپنے رب کا حکم اور پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دوں، چاہے کسی کو برا لگے یا اچھا۔ میرا کام صرف پہنچانا ہے۔ اس کے آگے کے حالات میرے اللہ کی گرفت میں ہیں۔''

سارہ نے کچھ کہنا چاہا پر اس نے دیکھا اس کا عم اور حضرت ابراہیمؑ کا باپ آذر نمرود کے قصر سے دوڑتا ہوا ان کی طرف آرہا تھا لہٰذا وہ خاموش ہوگئی۔

آذر نے قریب آکر بدحواسی اور پریشانی میں حضرت ابراہیمؑ سے کہا۔

''اے بیٹے! تو یہاں سے بھاگ جا، جلدی کر۔ اپنی بیوی سارہ کو بھی ساتھ لے اور کسی طرف کو نکل جا، کہیں روپوش ہو جا۔ دیکھ! نمرود نے ہیزن کو حکم دیا ہے کہ تجھے قتل کر دے۔ ابھی ہیزن آئے گا، تیرا سر قلم کر کے نمرود کے پاس لے جائے گا۔''

حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔

''اے میرے باپ! میری زندگی اور موت میرے رب کے ہاتھ میں ہے۔ میں یہاں سے بھاگوں گا نہیں، نمرود کے مقابلے میں میرا اللہ میری حفاظت اور میری اعانت فرماتا ہے۔ وہ علیم ہے اور ہر خفیہ و ظاہر کو جاننے والا ہے۔''

اتنے میں قصر کے اندر سے جلاد ہیزن باہر نکلتا دکھائی دیا۔ اس کو دیکھتے ہی سب کے رنگ فق ہو گئے۔ سارہ کی حالت حضرت ابراہیمؑ کی وجہ سے انتہائی بدحال اور شکستہ تھی۔

آذر نے انتہائی ملول اور رنجیدہ آواز میں کہا۔

''اے فرزند! دیکھ وہی ہو رہا ہے جس کا مجھے کھٹکا تھا۔ ادھر دیکھ، نمرود کا جلاد ہیزن، قتل کرنے کے لیے تیری طرف آرہا ہے۔ اب تم اس کی تلوار سے بچ کر کیسے جا سکو گے؟ کاش تو نے میری بات مان لی ہوتی اور سارہ کو لے کر اب تک تو یہاں سے بھاگ گیا ہوتا۔ اب تو ان حالات کا سامنا کر جو تیرے سامنے آرہے ہیں، میں تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ تیری وجہ سے اب نمرود کے قصر میں میرے لیے کوئی جگہ نہیں رہی۔ اس نے بڑی حقارت سے تیری وجہ سے ہاں صرف تیری وجہ سے مجھے اپنے دربار سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اب میری کوئی عزت نہیں کوئی وقار نہیں۔ کاش! میں مر ہی گیا ہوتا، میں تجھ پر ایمان بھی نہیں لا سکتا کہ تیری باتیں میرے ضمیر کی ضد ہیں۔ نمرود میرے ساتھ راضی رہے یا ناراض میں ان بتوں کی

عبادت ترک نہیں کر سکتا جنہیں میرے آباؤ اجداد پوجتے رہے ہیں تو مجھے کیسی بھی ترغیب کر پر میں اپنے بتوں کو چھوڑ کر تیرے خدائے واحد پر ایمان لانے والا نہیں ہوں۔''

جلاد ہیزن چونکہ قریب آ گیا تھا لہٰذا آذر خاموش ہوگیا۔ پھر ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا، سارہ کی حالت اس موقع پر قابل رحم تھی۔ وہ کبھی اپنے شوہر ابراہیمؑ کی طرف کبھی بے بسی سے اپنے چچا آذر کی طرف اور کبھی قریب آتے ہیزن کی طرف دیکھ رہی تھی، پر جلد ہی آذر، سارہ ناحور، ملکا اور لوطؑ دنگ رہ گئے۔ ہیزن نے قریب آکر جونہی اپنی تلوار سیدھی کی حضرت ابراہیمؑ پر حملہ آور ہو کر ہیزن پورے کا پورا زمین میں دھنس گیا[1] اور اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

ماحول پر ایک سناٹا چھا گیا تھا۔

نمرود کے کچھ کارندے بھی یہ منظر دیکھ رہے تھے، لہٰذا نمرود بھی اپنے پجاریوں کے ساتھ قصر سے باہر نکل آیا۔ ان سب نے بھی ہیزن کے جسم کا آخری حصہ بھی زمین میں دھنستے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

اس موقع پر نمرود کے دل پر ایک خوف اور لرزہ طاری ہو گیا۔ یہ ہولناک منظر دیکھ کر اس کی گردن جھک گئی۔

قریب ہی کھڑے ایک پجاری نے نمرود کو اس کیفیت سے نکالنے کے لیے فوراً کہا۔

''اے بادشاہ اب اس امر میں کوئی ابہام اور گنجلک نہیں ہے کہ ابراہیمؑ وہی ہے جس کے متعلق کاہنوں اور نجومیوں نے پیش گوئی کی تھی۔ اے بادشاہ! اب بھی اگر آپ نے اس کا کوئی انتظام نہ کیا تو پھر آپ کی سلطنت ہی نہیں بلکہ آپ بھی رونما ہونے والے بدترین حالات کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو جائیں۔''

پجاری کی اس گفتگو پر نمرود چونکا اور پوچھا۔ ''تمہارے خیال میں اب ہمیں ابراہیمؑ کے لیے کیا کرنا چاہیے جبکہ تم دیکھتے ہو کہ ہم اسے قتل نہیں کر سکتے۔ ہیزن جو اس کام کے لیے مقرر تھا، زمین میں دھنس گیا ہے۔ اب اور کیا طریقہ اس شخص کو ٹھکانے لگا سکتا ہے، میں تو اب اس سے خوف زدہ ہو گیا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس پر قابو نہ پا سکیں، اس دوران

۱۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کی جلد اول اور دوم میں ہیزن کے زمین میں بمقتضائے الٰہی دھنس جانے کا ذکر کیا ہے۔

حالات ہماری دسترس سے باہر ہو جائیں اور پھر کوئی بھی ہمیں ہماری بربادی سے محفوظ نہ رکھ سکے۔ اے پجاری کہو اب ہمیں ابراہیمؑ کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے۔''

پجاری نے جھٹ کہا۔ ''ایک بہت بڑی آگ روشن کی جائے اور منجنیق کے ذریعے ابراہیمؑ کو اس کے اندر پھینک دیا جائے اور آگ اس قدر ہو کہ کئی روز تک پہلے جلتی رہے تا کہ ابراہیمؑ اپنی فوق البشریت اور خرق عادت قوتوں کی وجہ سے اس آگ سے باہر نہ نکل سکے۔ تھوڑی ہوئی تو آگ سے ابراہیمؑ نکل کر اپنی جان بھی بچا سکتا ہے اور اس صورت میں یہ ہمارے لیے اور زیادہ بھی خطرناک ثابت ہوگا۔

پجاری کی تجویز نمرود کو پسند آئی لہٰذا اس نے اسی وقت باآواز بلند اعلان کر دیا کہ ''آج کے بعد ابراہیمؑ پر کڑی نگاہ رکھی جائے تا کہ وہ یہاں سے بھاگ کر کہیں اور نہ جا سکے۔ عنقریب ہم اس کے لیے بہت بڑی آگ روشن کریں گے اور اسے اس آگ میں ڈال دیا جائے گا۔''

یہ اعلان کرنے کے بعد نمرود اپنے پجاریوں اور مشیروں کے ساتھ قصر کے اندر چلا گیا۔ حضرت ابراہیمؑ، آذر، سارہ، لوط، ناحور اور ملکا بھی وہاں سے اپنے گھر کی طرف چل دیئے، ہاں نمرود کے کچھ مسلح کارندے بھی ابراہیمؑ پر نگاہ رکھنے کے لیے ان کے ساتھ ہو لیے تھے۔

O

سورج دن سے اپنے سارے رشتہ ہائے اتحاد و یگانگت اور اپنی ساری روشنی کے مفاہیم اور مطالب کو سمیٹتا ہوا غروب ہونے کو جھک رہا تھا۔

یوناف گھریلو ضروریات کی اشیاء ممفس شہر سے خرید کر دریائے نیل کے کنارے اپنے محل کی طرف جا رہا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر اپنا ریشمی لمس دیا، اس کے ساتھ ہی یوناف کو لگا کہ جیسے اس کے گلے میں کوئی چیز ڈال دی گئی ہو۔ پہلے تو وہ اسے اپنا وہم سمجھا پر جب اس نے اپنا جائزہ لیا تو اس کے گلے میں واقعی کوئی چیز موجود تھی۔ اس نے ہاتھوں میں پکڑا سامان زمین پر رکھ دیا، پھر اس نے دیکھا کہ اس کے گلے میں چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا جس میں ایک مضبوط دھاگہ پرو کر اس کے گلے میں ڈال دیا گیا تھا، چمڑے کا اوپر کا حصہ بالکل صاف اور کورا تھا لیکن چمڑے کے ٹکڑے کو الٹ کر دیکھا تو دوسری طرف ایک تحریر تھی جو

بڑی واضح اور نمایاں تھی۔ یہ تجویز کسی نوکدار چیز کو آگ میں گرم کر کے لکھی گئی تھی کیونکہ الفاظ چمڑے میں کھد سے گئے تھے۔

یوناف نے وہ تحریر پڑھ لی۔ اسی لمحہ ابلیکا کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

''یوناف۔ یوناف میرے حبیب! یہ تمہارے گلے میں چمڑے پر لکھی ہوئی جو تحریر میں نے ڈالی ہے تم نے اسے پڑھا۔''

یوناف نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے اس تحریر کو پڑھ لیا ہے لیکن یہ سب کیا ہے۔ کیا تم کوئی نیا چکر تو نہیں چلانے لگی ہو۔ یہ میرے گلے میں تم نے کیسی تحریریں ڈالنا شروع کر دی ہیں۔''

ابلیکا نے کہا۔

''سنو یوناف! تمہیں یاد ہے ایک مرتبہ اُر شہر میں ننار دیوتا کے معبد میں یافان نے تم پر عمل کر کے تمہارے ذہن کی ہر یاد کو منجمد کر دیا تھا اور تم اپنے ہر عمل کا استعمال بھول گئے تھے کہ یافان نے تمہاری یادداشتیں مفلوج کر دی تھیں۔''

یوناف نے احتجاج کرنے کے انداز میں کہا۔

''یہ یافان کے ذکر کا کونسا موقع ہے۔ ابھی تو میں بازار سے سودا سلف لے کر گھر جا رہا ہوں۔ تپاں بے چینی سے میرا انتظار کر رہی ہوگی۔

ابلیکا نے کہا۔

''اس کام کا یہی موقع ہے۔ سنو یوناف! یافان اگر کبھی پھر تمہارے ذہن کو مفلوج کر دے تو یہ تحریر جو میں نے تمہارے گلے میں ڈالی ہے اس کے پڑھنے سے تمہاری یادداشت لوٹ آئے گی اور تم اپنے علم و عمل کو کام میں لا سکو گے۔''

یوناف نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

''کیا ایسا کوئی امکان ہے کہ یافان پھر مجھ پر غلبہ پا سکے جبکہ ملیتا کی روح بھی اب اس کے پاس نہیں ہے، اگر تم میری سلامتی کی خاطر احتیاطاً یہ قدم اٹھا رہی ہو تو ٹھیک ہے میں اس تحریر کو گلے میں ڈالے رکھوں گا۔''

''یوناف! یوناف! میں یہ تحریر تمہارے گلے میں احتیاط کے طور پر بھی ڈال رہی ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں تم پر یہ انکشاف بھی کر دوں کہ

نبیطہ اب موہنجوداڑو میں نہیں بلکہ اسی شہر میں ہیں، وہ تمہارے محل کی پشت پر جو مکانوں کی قطار ہے اس میں دائیں طرف جو پہلا مکان ہے وہ چاروں اس مکان میں رہ رہے ہیں۔ سنو یوناف! انہوں نے ضرور کوئی نیا علم یا زوردار افسونی عمل حاصل کرلیا ہے جس کی بناء پر وہ تمہارا تعاقب کرتے ہوئے اس طرف آئے ہیں ورنہ اس سے پہلے وہ کبھی تمہارے تعاقب میں نہ نکلے تھے۔

یوناف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ابلیکا! ابلیکا! میں تمہارا ممنون ہوں کہ تم نے میرے گلے میں احتیاطاً یہ تحریر ڈال دی اور ان چاروں شیطانوں کی آمد سے مجھے آگاہ کیا، میں بہر حال محتاط رہوں گا۔ میری غیر موجودگی میں تم بھی تپاس اور وسارتھ پر نگاہ رکھنا۔''

ذرا رک کر یوناف نے پوچھا۔

''ابلیکا! ابلیکا! کیاؐ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم عارب، یافان، بیوسا اور نبیطہ پر حملہ کرنے میں پہل کر دیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم انتظار میں رہیں اور وہ کوئی اچانک حملہ کر کے اپنا مدعا نکال لیں۔''

ابلیکا نے کہا۔

''نہیں، نہیں۔ ہمیں حملہ کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے تعاقب کے بجائے کسی اور کام سے ادھر آئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں خبر ہی نہ ہو کہ تم، تپاس اور وسارتھ کے ساتھ ان دنوں ممفس کے اس محل میں رہ رہے ہو۔''

یوناف نے کہا۔

''ٹھیک ہے، میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ ہم ان پر نگاہ رکھ کر مناسب وقت کا انتظار کریں گے۔''

اس کے بعد یوناف نے اپنا سامان اٹھایا اور ابلیکا سے باتیں کرتا ہوا اپنے محل کی طرف چل پڑا۔

ooo

شمالی ایران کی قوم ماد کے بادشاہ فریدوں کا پوتا اور فریدوں کے فرزند ایرج کا بیٹا منوچہر اب بڑا ہو گیا تھا۔ فریدوں نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا اور بہترین اور لائق اتالیق کی زیر نگرانی اس کی پرورش ہوئی تھی۔

ایک روز مناسب موقع جان کر فریدوں نے منوچہر سے کہا۔

''اے میرے لختِ جگر! آج میں تم سے وہ بات کہنا چاہتا ہوں جو میرے دل کا مدعا اور میرے ضمیر کی آواز ہے۔ دیکھ! تو جانتا ہے کہ تیرے باپ اور میرے ہر دلعزیز بیٹے ایرج کو تیرے تایا سلم اور تور نے اس وقت قتل کر دیا تھا، جب ان سے صلح اور باہمی اتفاق کی گفتگو کرنے وہ آذر بائیجان کی طرف گیا تھا۔ اے فرزند! میں چاہتا ہوں کہ تو سلم اور تور سے ایرج کا انتقام لے اور جس طرح ان دونوں نے ایرج کو قتل کیا اور جس بے رحمی سے اس کا سر کاٹ کر میری طرف روانہ کر دیا تھا، اسی طرح میں چاہتا ہوں تو ان کے خلاف حرکت میں آئے اور ان دونوں کے سر کاٹ کر مجھے روانہ کر دے۔ اس طرح پاداش اور مکافات کا عمل پورا ہو گا اور میرے لیے سکون کا باعث ہو گا۔''

فریدوں کی بات پر منوچہر گردن جھکا کر کچھ سوچنے لگا، اس پر فریدوں نے اسے پھر مخاطب کر کے کہا۔

''اے فرزند! اگر تو اس کام کے لیے متردد ہے تو کوئی بات نہیں، میں یہ کام خود کر گزروں گا۔ یہ کام بہر حال کسی نہ کسی طور انجام کو پہنچنا ہے اور اگر تم اس کے لیے تیار نہیں

ہوتو اس کی تکمیل کے لیے میں یقیناً اور کوئی انتظام کروں گا۔"

اس پر منوچہر نے اپنی گردن سیدھی کی۔ فریدوں کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اے دادا! میں اس معاملے میں متردد کیوں ہوں گا۔ میں تو آپ کے ہر حکم کا اتباع کروں گا، میرے تایا سلم اور تور میرے باپ ایرج کے قاتل ہیں۔ لہٰذا ان سے انتقام لینا میرا فرض ہے، میں تو یہ سوچنے لگا تھا کہ وہ وقت کیسا خوش بخت ہوگا، جب میں اپنے تایا سلم اور تور دونوں کے سر کاٹ کر آپ کے سامنے پیش کروں گا، آپ جب بھی حکم دیں گے میں اپنے لشکر کے ساتھ سلم اور تور کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔"

فریدوں نے منوچہر کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

"اے فرزند! میں تیرے منہ سے یہی سننے کو بے چین تھا۔ اب مجھے یقین ہے کہ سلم اور تور اپنے پاداش عمل سے بچ نہ سکیں گے۔ دیکھ فرزند! میں نے تیرے لیے ایک جرار لشکر خوب تربیت یافتہ تیار کر رکھا ہے اور کاوہ کا بیٹا قارن تیرے ایک سپہ سالار کی حیثیت سے کام کرے گا۔ وہ اپنے باپ کی طرح جانباز اور مخلص ہے اور کاوہ کو مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ ضحاک کے خلاف اس نے میرا ساتھ انتہائی خلوص سے دیا اور کاوہ ہی کی وجہ سے میں ضحاک سے قوم ماد کا یہ تخت واپس لینے میں کامیاب ہوا۔ قارن تیرے لیے ایک بہترین اور سود مند معاون ثابت ہوگا، اب تو مجھے بتا کہ کب یہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔"

منوچہر نے کہا۔

"اے دادا! میں تو آج ہی سلم اور تور کی طرف کوچ کرنے کو تیار ہوں۔"

فریدوں نے کہا۔

"نہیں یہ روانگی ایک ہفتہ بعد ہوگی۔"

پھر فریدوں اور منوچہر دونوں لشکر کے کوچ کی تیاریوں میں لگ گئے۔

ایک ہفتہ بعد منوچہر نے اپنے لشکر کے ساتھ سلم اور تور کی طرف کوچ کیا۔ کاوہ لوہار کا بیٹا قارن بھی اس کے نائب کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھا۔

دوسری طرف سلم اور تور کو بھی خبر ہوگئی تھی کہ ان کا بھتیجا منوچہر ایک جرار لشکر کے ساتھ اپنے باپ ایرج کا انتقام لینے ان کی طرف آ رہا ہے، لہٰذا منوچہر کی سرکوبی کے لیے سلم اور

تور اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ نکلے اور آذر بائیجان آ کر قیام کیا اور منوچہر کا انتظار کرنے لگے۔ منوچہر اور قارن نے آذر بائیجان پہنچتے ہی سلم اور تور کے لشکروں پر حملہ کر دیا۔

منوچہر اور قارن نے بہترین جنگی مہارت کا ثبوت دیا۔ انہوں نے آذر بائیجان سے تھوڑی ہی دور پڑاؤ کر کے اپنے لشکریوں، گھوڑوں اور دیگر جانوروں کو تازہ دم کر لیا اور پھر سلم اور تور کے پاس پہنچتے ہی ان پر حملہ کر دیا، سلم اور تور کے لیے ایک طرح سے یہ حملہ اچانک ہی ثابت ہوا کیونکہ وہ دونوں امید لگائے بیٹھے تھے کہ منوچہر یہاں پہنچ کر کم از کم ان سے مصالحت کی گفتگو ضرور کرے گا یا یہ نہیں تو اپنے لشکر کا پڑاؤ کر کے اسے آرام مہیا کرے گا لیکن منوچہر نے ایسا نہیں کیا اور آتے ہی ان پر زور دار حملہ کر دیا۔ آذر بائیجان کی وسیع و عریض وادیوں کے اندر گھمسان کا رن پڑا۔ دونوں طرف سے پہلے تیروں کی بوچھاڑ ہوئی۔ ایسا لگتا تھا فضا میں تیروں کی وجہ سے تاریکی[1] چھا گئی ہو۔ اس کے بعد تلوار، نیزے اور گرز ایک دوسرے پر برسنے لگے، کافی دیر تک یہ ہولناک جنگ جاری رہی اور آخر سلم اور تور کے لشکر منتشر ہو گئے اور انہیں شکست ہوئی۔

اس جنگ میں سلم اور تور کو زندہ گرفتار[2] کر لیا گیا۔ پھر میدان کے اندر منوچہر کے لیے خیمہ نصب کیا گیا۔ اس کے بعد منوچہر قارن بیٹھ گئے، سلم اور تور کو ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ جب وہ دونوں منوچہر اور قارن کے سامنے آ کھڑے ہوئے اس حالت میں ان دونوں کے ہاتھ ان کی پیٹھ پر رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

چند ثانیوں تک منوچہر اپنے تایا سلم اور تور کی طرف غور سے دیکھتا رہا، پھر اس نے انہیں مخاطب کر کے پوچھا۔

"تم دونوں نے جب اپنے بھائی اور میرے باپ ایرج کو قتل کیا تو تم دونوں کو یہ خیال بھی نہ گزرا کہ وہ تمہارا چھوٹا بھائی ہے اور یہ کہ وہ تم دونوں کے پاس اگیا تانہ سے یہاں آذر بائیجان میں صلح اور امن کی گفتگو کرنے کے لیے آیا تھا، وہ تم دونوں کے لیے ان گنت تحائف بھی لایا تھا، پھر کیوں تم دونوں نے اسے قتل کر دیا۔ تم دونوں اس سے کچھ مطالبات کر کے اس معاملے کو سلجھا بھی تو سکتے تھے۔"

1۔ پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی نے تیروں کی یہ کیفیت اسی طرح بیان کی ہے۔
2۔ تاریخ ایران میں ان دونوں کی گرفتاری اور پھر برے انجام کے احوال شرح و بسط سے دیئے گئے ہیں۔

منوچہر اپنے دونوں تایوں کی طرف سے کوئی جواب سننے کی خاطر خاموش رہا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

منوچہر پھر بولا۔

''گو میرے دادا اور تم دونوں کے باپ افریدوں کا یہ حکم تھا کہ میں تم دونوں پر قابو پانے کے بعد فوراً تمہیں قتل کر دوں اور تم دونوں کے سر کاٹ کر اس کی طرف بھیج دوں لیکن میں نے قرابت داری کا خیال کرتے ہوئے تم پر احسان کیا کہ تم دونوں کو اپنی صفائی کا موقع دیا لیکن تم دونوں تو یوں خاموش ہو جیسے منہ میں زبان نہیں رکھتے۔ تمہاری خاموشی سے صاف ظاہر ہے کہ تم دونوں قاتل ہو اور اپنی صفائی میں کہنے کے لیے تمہارے پاس کچھ نہیں۔ لہٰذا تمہارے باپ افریدوں نے جو مجھے تمہارے متعلق حکم دیا تھا میں اس پر عمل کروں گا اور تم دونوں کے سر کاٹ کر تیز رفتار قاصدوں کے ہاتھ اپنے دادا افریدوں کے پاس بھیج دوں گا۔''

اس بار تور نے بولتے ہوئے کہا۔

''اے منوچہر! تو بے شک ہمارے سر کاٹ کر ہمارے باپ افریدوں کے پاس بھیج لیکن کیا تو سمجھتا ہے کہ اس طرح یہ سارا قضیہ حل ہو جائے گا ہرگز نہیں دیکھ! میرا ایک بیٹا ہے تجھ سے زیادہ حسین، تم سے کہیں زیادہ طاقتور، جوانمرد اور جنگجو۔ وہ میرے ساتھ اس جنگ میں شریک ہونا چاہتا تھا مگر میں نے اسے روک دیا، اسے جب تیرے ہاتھوں میرے قتل کی خبر ہو گی تو وہ جنگی تیاریاں شروع کر دے گا اور پھر مناسب موقع دیکھ کر تم پر ضرور ضرب لگائے گا اور جس طرح اس وقت ہم دونوں تیرے سامنے اس بے بسی اور کسمپرسی کی حالت میں کھڑے ہیں اے منوچہر! ایک روز ایسا ضرور آئے گا کہ اسی حالت میں تو میرے بیٹے افراسیاب[1] کے سامنے کھڑا ہو گا۔''

منوچہر نے اس بار غصے اور خفگی کی حالت میں کہا۔

''تم مجھے اپنے بیٹے افراسیاب سے ڈرانا چاہتے ہو۔ اگر وہ ایسا ہی تھا تو تم اسے اپنے ساتھ لے آئے ہوتے۔ میں ایسی دھمکیوں سے مرعوب ہونے والا نہیں ہوں، میں تم دونوں سے اپنے مقتول باپ ایرج کا انتقام ضرور لوں گا۔ میرے سامنے تم دونوں مجرم ثابت ہو

---

[1] افراسیاب نے بعد کے دور میں منوچہر پر حملہ کیا اور اسے بری طرح شکستیں دیں، اس کے حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

چکے ہو لہٰذا میں تم سے وہی سلوک کروں گا جس کا میرے دادا نے حکم دیا تھا۔''

پھر منوچہر نے اپنے قریب بیٹھے قارن کی طرف دیکھا اور کہا۔

''اے قارن! ذرا ان دونوں کے خلاف حرکت میں آؤ تا کہ ان کے سر میں اپنے دادا کی طرف بھجوا سکوں۔''

قارن اپنی جگہ سے زخمی سانپ کی طرح اٹھا، ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار نکالی اور باری باری سلم اور تور کی گردنیں اڑا دیں۔

منوچہر نے تیز رفتار قاصدوں کے ہاتھ سلم اور تور[1] کے سر افریدوں کی طرف روانہ کر دیئے خود اس نے اپنے لشکر کے ساتھ چند روز وہاں قیام کیا اور اس سامان کو سمیٹتا رہا جو سلم اور تور کے شکست خوردہ عساکر چھوڑ بھاگے تھے۔ اس کے بعد وہ بھی اگباتانہ کی طرف کوچ کر گیا۔

O

عزازیل، اس کے ساتھی یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ اس مکان کے ایک کمرے میں بیٹھے تھے جو انہوں نے یوناف کے محل سے ذرا فاصلے پر اپنی رہائش کے لیے رکھا تھا۔ عزازیل نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اب وقت آ گیا ہے کہ ہم یوناف اور ابلیکا پر ضرب لگائیں۔ سنو! یوناف ابھی ابھی اپنے گھر کی ضروریات کا سامان خریدنے بازار گیا ہے لہٰذا ہم محل کا رخ کرتے ہیں۔ یوناف کی غیر موجودگی میں ابلیکا، تپاس اور وسارتھ کی حفاظت کرتی ہے۔ میں ابلیکا کو اپنے ساتھ الجھا لوں گا۔ اس دوران یافان اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو حرکت میں لائے اور ان کے ذریعے تپاس اور وسارتھ کو قتل کرا دے۔ اس کے بعد ہم یہاں سے واپس اپنے کمرے میں آ جائیں گے۔ میں بھی ابلیکا کو چکمہ دے کر یہاں آ جاؤں گا جب ابلیکا مجھ سے فارغ ہو کر دیکھے گی کہ تپاس اور وسارتھ کو قتل کر دیا گیا ہے وہ جان لے گی کہ یہ ہمارا کام ہے لہٰذا ہم سے نمٹنے کے لیے وہ فوراً یوناف کو لے کر یہاں آئے گی۔''

---

[1] تاریخ ایران: جلد 1، ص 45

"اور سنو عزیزو! ان دونوں کے آنے تک میں ان کے لیے اپنا جال پھیلا دوں گا۔ ہم سب پہلے کمرے کو چھوڑ کر دوسرے کمرے میں بیٹھ جائیں گے۔ یوناف! ابلیکا کے ساتھ جب ہمارے پہلے کمرے میں داخل ہو گا تو وہاں میں نے ایسا عمل کر رکھا ہو گا کہ ابلیکا فوراً اس سے علیحدہ ہو جائے گی، اسے مجبوراً علیحدہ ہونا پڑے گا۔ اس موقع پر وہ بھاگنے کی کوشش کرے گی لیکن وہ ایسا بھی نہ کر سکے گی کیونکہ اس وقت میں اپنے عمل سے ایک ایسا عمل جوڑ دوں گا کہ ابلیکا اس کمرے تک محصور ہو جائے گی، دوسری طرف یوناف پہلے کمرے سے نکلنے کے بعد جب دوسرے کمرے میں جس میں ہم سب بیٹھے ہوں گے داخل ہو گا تو اس پر میں اپنا تیسرا عمل کروں گا۔ جس کی بناء پر اس کی ساری یادداشتیں جاتی رہیں گی، اب اسے اسی کمرۂ میں رہنا ہو گا۔ واپس بھی نہ جا سکے گا کیونکہ جس کمرے سے وہ گزر کر آئے گا وہاں ابلیکا محصور ہو گی اور میرے عمل کی وجہ سے اس کمرے سے گزر کر واپس جانا اس کے لیے ممکن نہ ہو گا، ایسی صورت میں تم لوگ اسے اپنے کمرے میں گھسیٹ لینا اور اس سے اپنا انتقام لینا۔

"اس دوران میں ابلیکا پر اپنے ایک اور عمل کی ابتدا کروں گا اور اسے میں ایک مشعل کے شعلے میں محصور کر دوں گا، پھر رات کے وقت ہم سقارہ کے میدانوں کی طرف روانہ ہو جائیں گے، پہلے زوسر کے حرم کی طرف جائیں گے اور وہاں یوناف کو قید کر دیں گے، پھر سنیفرو کے اہرام کا رخ کریں گے اور اس میں ابلیکا کو محصور کر دیں گے، اس طرح نہ رہے گا یوناف نہ ابلیکا اور تم سب کو آزادی و بے فکری کے ساتھ بدی پھیلانے کے مواقع مل جائیں گے۔"

اب بتاؤ میرے عزیزو! کیسی ہیں میری سوچیں اور کیسے پختہ ہیں میرے منصوبے۔ اب اٹھو چلیں کہ اپنے کام کی ابتدا کریں۔ میں محل میں داخل ہوں گا تم لوگ پشت پر کھڑے رہنا، میں ابلیکا کو اپنے پیچھے لگا کر دریائے نیل کی طرف بھاگوں گا، جب تم دیکھو کہ میں دریائے نیل کے پانی کے اوپر بھاگ رہا ہوں تو سمجھ جانا کہ ابلیکا میرے پیچھے ہے لہٰذا اسی وقت یافان اپنی نیلی دھند کی قوتوں کو محل میں داخل کر کے تپاس اور وسارتھ کا خاتمہ کرا دے ایسا کر کے تم فوراً لوٹ آنا، میں بھی ابلیکا سے جان چھڑا کر تمہاری طرف آ جاؤں گا۔ ابلیکا زیادہ دور تک میرا تعاقب نہ کرے گی کیونکہ اسے تپاس اور وسارتھ کی سلامتی کی بھی فکر ہو

گی۔"

پھر عزازیل کے کہنے پر وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ عزازیل ذرا فاصلہ رکھ کر ان کے آگے آگے رہا، پھر وہ محل کے اندر داخل ہو گیا۔ عارب، بیوسا، حبیطہ اور یافان اپنی نیلی دھند کے ساتھ محل کے پچھواڑے کھڑے رہے۔

تھوڑی دیر بعد جب انہوں نے دیکھا کہ عزازیل محل سے نکل کر بڑی تیزی سے دریائے نیل پر بھاگا تو یافان نے فوراً اپنی نیلی دھند کو اندر داخل ہو کر تپاس اور وسارتھ کا خاتمہ کرنے کا اشارہ کیا۔ نیلی دھند تیز سیلاب کی طرح محل کے اندر داخل ہوئی اور تھوڑی ہی دیر بعد لوٹ آئی اور یافان کو تپاس اور وسارتھ کے مارے جانے کی اطلاع دی۔ اس کے ساتھ ہی یافان، عارب، بیوسا اور حبیطہ بڑی تیزی سے اپنے مکان کی طرف لوٹ گئے۔

○

نمرود کے کہنے پر اس کی سلطنت کے سب لوگوں نے کیا مرد کیا عورتیں، لکڑیاں جمع کرنا شروع کر دیں حتیٰ کہ ایک پہاڑ کے برابر لکڑیوں کا ڈھیر لگ گیا، پجاریوں نے چونکہ نمرود کو یقین دلایا تھا کہ جس سے اس کی سلطنت اور بتوں کو خطرہ ہو سکتا ہے وہ حضرت ابراہیمؑ ہی ہیں لہٰذا ان کو آگ میں ڈالنے کے لیے ان لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی اور پھر اس آگ[1] میں ابراہیمؑ کو پھینکنے کے انتظامات کیے جانے لگے۔

نمرود کے حکم پر حضرت ابراہیمؑ کو اس جگہ لایا گیا جہاں مناسب فاصلے پر منجنیق گاڑی گئی تھی۔ اس موقع پر آپ کو برہنہ کر دیا گیا[2] اور آپ کے دونوں ہاتھ پشت[3] پر رسیوں سے

۱۔ بمطابق لغات ہیرلڈ اور اسلامی انسائیکلو پیڈیا یہ آگ تین میل کے احاطے میں تھی اور اس کی گرمی کے باعث کوئی بھی ذی حیات 12 میل کی حدود میں قریب نہ آ سکتا تھا۔

۲۔ آگ میں پھینکنے کے لیے جب آپ کو برہنہ کیا گیا تو اسی وقت جبرائیل امینؑ جنت میں سے ایک قمیض لائے اور حضرت ابراہیمؑ کو پہنا دی۔ یہ قمیض آپ کے پاس محفوظ رہی، آپ کے بعد یہ اسحاقؑ کے پاس رہی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت یعقوبؑ کو ملی۔ آپؑ نے اسے متبرک شے کی طرح ایک نلکی میں باندھ کر حضرت یوسفؑ کے گلے میں بطور تعویذ ڈال دیا تاکہ نظر بد نہ لگے، جب حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے آپ کا کرتہ اتار کر آپ کو کنویں میں ڈال دیا تو جبرائیلؑ نے "کنویں میں سے آپ کو نکال کر یہ کرتا آپ کو دیا پھر یہ آپ کے پاس محفوظ رہا، جب آپ کے بھائی مصر میں آپ سے ملے تو یہی کرتا آپ نے حضرت یعقوبؑ کی طرف روانہ کیا اور اس کی برکت سے ان کی بینائی لوٹ آئی۔ مفصل حالات آئندہ صفحات میں آئیں گے۔

۳۔ اسلامی انسائیکلو پیڈیا

باندھ دیئے گئے۔ اس موقع پر حضرت ابراہیمؑ نے آسمان کی طرف دیکھا اور خداوند کریم کے حضور عرض کی۔

''اے خدا[1]! تو اکیلا ہے، آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں۔ کافی ہے مجھ کو اللہ اور وہ بہت ہی اچھا وکیل ہے۔''

اس وقت فرشتوں نے خداوند کے حضور عرض کی۔

''اگر آج ابراہیمؑ جلا دیئے گئے تو کوئی شخص دنیا میں تیرا نام لینے والا نہ ہوگا۔ اگر تیری اجازت ہو تو ہم ابراہیمؑ کی مدد کریں۔''

مولا کریم نے فرمایا۔

''اگر وہ تم میں سے کسی کی مدد چاہے تو اجازت ہے، اس کی مدد کرو اور اگر اس نے میرے سوا کسی کو نہ پکارا تو میں اس کی مدد کو موجود ہوں۔''

فرشتے ابراہیمؑ کے پاس آئے اور پوچھا۔

''اما علیک حاجۃ: کیا تم کو کچھ ضرورت ہے؟''

ابراہیمؑ نے جواب میں کہا۔

''اما علیک، فلا: ہاں ہے مگر تم سے نہیں۔''

اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے اپنے رب کے حضور اوپر لکھی ہوئی دعا کی اور جواب میں مولانا کریم نے فرمایا۔

یا نار کونی برداً و سلماً[2] علیٰ ابراھیم[3]

''اے آگ! ابراہیمؑ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔''

بہر حال حضرت ابراہیمؑ کو منجنیق میں ڈال کر آگ میں پھینک دیا گیا۔ مولا کریم نے اس رسی کو تو جلا دیا جس سے آپ کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے لیکن آگ حضرت ابراہیمؑ کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن گئی۔

آگ ایک عرصہ تک جلتی رہی یہاں تک کہ نمرود کو یقین ہو گیا کہ اس آگ نے حضرت

1۔ ماخوذ از حدیث نبویؐ

2۔ اگر برد کے بعد سلما نہ کہا جاتا تو آگ ابراہیمؑ پر ایسی ٹھنڈی ہو جاتی کہ ''اس کی ٹھنڈ ان کو نقصان پہنچاتی۔''

3۔ اگر آپ کو مولا کریم اعلیٰ ابراہیم نہ فرماتے تو دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی اور آج آگ کا نام و نشان نہ ہوتا۔

ابراہیمؑ کا کام تمام کر دیا ہوگا۔ جب آگ کا زور کم ہو گیا اور اس کی تپش میں زور نہ رہا تو ایک روز اتفاقاً اس آگ کے پاس سے گزرتے ہوئے نمرود نے اندر کی طرف دیکھا تو اسے لگا جیسے حضرت ابراہیمؑ آگ کے اندر سلامت بیٹھے ہوں۔ اس نے اسی وقت اپنی قوم کے افراد کو جمع کیا اور کہا۔ ''مجھے شبہ ہو گیا ہے کہ ابراہیم زندہ ہے، لہٰذا تم لوگ میرے لیے ایک ایسا اونچا مکان تعمیر کرو جس سے میں ابراہیمؑ کو اس آگ کے اندر دیکھ سکوں۔''

نمرود کی قوم نے بہت جلد ایک ایسا بلند مقان تعمیر کر لیا۔ نمرود نے اس مکان پر چڑھ کر جب آگ کی طرف دیکھا تو پہلے کی نسبت زیادہ متعجب ہوا۔ اس نے دیکھا اس سے قریب ہی ابراہیمؑ سلامتی کے ساتھ آگ میں بیٹھے تھے اور ان کے قریب ہی ان ہی کی شکل و صورت کا ایک اور شخص بھی بیٹھا تھا۔ نمرود تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں یہ حیرت انگیز منظر دیکھتا رہا۔ پھر اس سے صبر نہ ہو سکا اور حضرت ابراہیمؑ کو مخاطب کر کے اس نے چلا کر کہا۔ ''اے ابراہیمؑ! تیرا خدا بہت ہی بڑا ہے۔ اس کی قدرت و منزلت اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تجھ میں اور آگ میں حائل ہو گئی ہے۔ کیا تجھ میں اس قدر طاقت ہے کہ اس آگ سے صحیح سلامت نکل آئے۔''

جواب میں حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔

''ہاں۔ ممکن ہے جس خدا نے مجھے یہاں صحیح و سالم رکھا ہے اس کی قوت و مدد سے میں باہر بھی آ سکتا ہوں۔''

یہ کہہ کر حضرت ابراہیمؑ اٹھے اور آگ سے باہر آ گئے۔ آپ کے ساتھ جو دوسرا ہم شکل تھا وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔

نمرود نے پوچھا۔ ''اے ابراہیمؑ! وہ دوسرا تمہارا ہم شکل کون تھا؟''

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔

''وہ ملک الظل[1] (سایوں کا فرشتہ) تھا۔ اللہ کریم نے اسے میرے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ مجھ سے باتیں کرے تا کہ تنہائی میں مجھے بوریت نہ ہو۔''

اس واقعہ کے بعد نمرود نے پھر ابراہیمؑ کو بلایا اور کہا۔ ''میں اس چیز کے عوض جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو تمہارے رب کے لیے قربانی کرنا چاہتا ہوں۔''

1۔ تاریخ ابن خلدون: ص 77

حضرت ابراہیمؑ نے کہا۔

''جب تک تو اس ذات واحد پر ایمان نہ لائے گا، میرا اللہ تیری کسی قربانی کو قبول نہ کرے گا۔''

نمرود نے کہا۔ ''میں یہی ایک امر تو نہیں کر سکتا کہ یہ میری شان کے خلاف ہے۔''

اس کے بعد اس نے چار ہزار گایوں کی قربانی دی اور پھر حضرت ابراہیمؑ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ہجرت کا حکم مل گیا اور آپ اپنے باپ قارح، بھائی ناحور اور اس کی بیوی ملکا، اپنی بیوی سارہ اور بھتیجے لوطؑ کے ساتھ حران شہر کی طرف ہجرت کر گئے۔ حران میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد آپ اپنی بیوی سارہ[1] اور بھتیجے لوطؑ کے ساتھ فلسطین کی طرف چلے گئے جبکہ آپ کا باپ آذر[2]، بھائی ناحور[3] اور اس کی بیوی ملکا حران میں ہی مقیم رہے۔

○

ممفس شہر کے بازار میں یوناف نے ابھی سودا خریدنا شروع بھی نہ کیا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا پھر اس کی غمزدہ سی آواز بلند ہوئی۔

''یوناف ! یوناف ! میرے حبیب ! یہ خریداری ترک کر دو۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۱۔ اسرائیلی روایات کے مطابق سارہ کی شادی حضرت ابراہیمؑ سے ہجرت کے بعد حران شہر میں ہوئی (واللہ اعلم)

۲۔ آذر اپنے بیٹے ناحور کے ساتھ حران ہی میں مقیم رہا، یہیں اس نے 250 برس کی عمر میں وفات پائی۔ (ابن خلدون) ض حضرت ابراہیمؑ برابر آذر کی مغفرت کے لیے دعا کرتے رہے، یہاں تک کہ خداوند کریم کی طرف سے ان پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ آذر مشرک اور اللہ کا دشمن ہے لہٰذا کسی نبی کو زیب نہیں دیتا کہ اللہ کے دشمن کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا بند کر دیا۔ (سورۃ التوبہ)

۳۔ ناحور حران شہر میں مقیم ہو گیا، یہاں اس نے دومہ نام کی ایک عورت سے بھی شادی کر لی۔ اپنی پہلی بیوی ملکا سے اس کے آٹھ بیٹے عوضا، بوزا، قموئیل، کاسدو، حزدا، فلداش، یدلاف اور بتوئیل پیدا ہوئے۔ اسی بتوئیل کی بیٹی رفقہ سے حضرت اسحاقؑ کی شادی ہوئی۔ دوسری بیوی دومہ سے چار بیٹے تابع، جاگم، تاحش اور معکتہ پیدا ہوئے۔

یافان اور عارب اپنا کام کر چکے ہیں، انہوں نے تیاس اور وسارتھ کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ ان دونوں کی لاشیں محل میں پڑی ہیں، پہلے ان کی تکفین کا انتظام کرو۔''

یوناف نے چونک کر اور قدرے سخت آواز میں پوچھا۔

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو ابلیکا! تمہاری وہاں موجودگی میں یافان اور عارب نے کیسے تیاس اور وسارتھ کو ختم کر دیا، کیا میں یہ سمجھوں کہ تم ان دونوں کی حفاظت میں ناکام رہی ہو یا تم نے خود ہی اس نیت سے ان کی حفاظت نہیں کی کہ میں پھر ایک آوارہ گرد اور خانہ بدوش کی طرح نگر نگر سکون کی تلاش میں گھومتا رہوں۔ آہ تیاس ! وہ تو اب میرے دل کا سکون اور میری روح کی دل جمعی تھی۔ ابلیکا ابلیکا ! کاش تم نے اس کی حفاظت کی ہوتی۔ کاش ! تم نے ان دونوں کو بھیڑیوں سے بچا لیا ہوتا۔ دو کوے ایک فاختہ کو کہ جس کا کوئی گناہ کوئی جرم نہیں، اس کا کام تمام کر کے چلے گئے اور تم خاموش تماشہ دیکھتی رہیں حالانکہ ان دونوں کے مقابلے میں تم تیاس اور وسارتھ کی حفاظت کے لیے بہترین صلاحیتیں رکھتی ہو پھر بھی کیوں تم نے تیاس کو اپنے سامنے موت کی وادی میں اتر جانے دیا۔''

ابلیکا نے پھر دکھی اور غمگین آواز میں کہا۔

''یوناف ! میرے حبیب ! تم غلط سمجھ رہے ہو، پہلے میری پوری بات سنو، پھر تم خود ہی سمجھ جاؤ گے میں وہاں کیسی بے بس تھی اور یہ کہ تیاس اور وسارتھ کی موت میں میری کوئی سستی اور غفلت شامل نہیں ہے۔ سنو ! تمہارے اس طرف آنے کے تھوڑی ہی دیر بعد محل میں عزازیل داخل ہوا۔ اس کی آمد پر میں چونکی، مجھے یقین تھا کہ وہ یافان اور عارب کی طرف سے آیا ہو گا اور ضرور تیاس اور وسارتھ پر ہاتھ ڈالے گا لہٰذا میں اس پر حملہ آور ہو گئی۔ عزازیل میرے آگے آگے محل سے نکل کر دریائے نیل کے کنارے بھاگا۔ میں اس کے تعاقب میں تھی۔ میں اسے اپنے آگے دریائے نیل کے اس پار کافی دور تک بھگاتی لے گئی۔ پر ہائے حیف ! جب میں عزازیل کے تعاقب سے لوٹی تو محل کے اندر تیاس اور وسارتھ کی لاشیں پڑی تھیں۔ میرے خیال میں یہ ان سب کی ہمارے خلاف چال تھی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ تم بازار چلے گئے ہو تو عزازیل محل میں داخل ہوا اور مجھے اس نے اپنے ساتھ مصروف کر لیا اور یوں میری غیر موجودگی میں یافان اور عارب نے آ کر تیاس اور وسارتھ کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہو گا لیکن اے یوناف ! میرے حبیب ! ... انتقام ... کیونکہ

بچ سکیں گے۔''

یوناف نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

''ابلیکا ! ابلیکا ! میں تمہارا مدعا سمجھ گیا ہوں یقیناً یہ عارب اور یافان کی پہلے سے ترتیب دی ہوئی سازش ہے اور بار بار میرے ہاتھوں زک اٹھانے کے بعد اس بار وہ عزازیل کو میرے خلاف حرکت میں لائے ہیں، پر ہم دونوں مل کر عزازیل کو بھی ایک کرب میں مبتلا کر دیں گے۔''

ابلیکا نے کہا۔

''یوناف ! یوناف ! آؤ پہلے تپاس اور وسارتھ کو دفن کر دیں، اس کے بعد ان لوگوں کے خلاف اپنی پوری جارحیت کے ساتھ حرکت میں آئیں۔ عارب اور یافان کی تو جو حالت ہوگی وہ ہوگی ہی لیکن اس بار عزازیل بھی ایک کرب میں مبتلا ہو کر رہے گا۔''

یوناف نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہتی ہو ابلیکا ! عزازیل، عارب اور یافان بہر حال ہمارے انتقام سے نہ بچ سکیں گے۔ تپاس اور وسارتھ کی مرگ کے بعد ہم انہیں آزادی اور بے فکری سے گھومنے نہ دیں گے، آؤ اب چلیں کہ تپاس اور وسارتھ کو دفن کر کے ان کے تعاقب میں نکلیں۔'

پھر یوناف بڑی تیزی سے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت وہ محل میں داخل ہوا اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا، محل کے اندر تپاس اور وسارتھ کی ہڈیوں کے ڈھانچے دیکھ کر وہ اور زیادہ اداس ہو گیا۔ کچھ دیر تک وہ انتہائی بے بسی اور دکھ کے عالم میں کھڑا ان ڈھانچوں کو دیکھتا رہا، پھر اس نے دکھ سے کہا۔

''آہ ! یہ انسان بھی کیسا فانی ہے۔''

پھر وہ باہر آیا اور ان دونوں کے ڈھانچوں کو دفن کرنے کے لیے محل کے وسیع صحن کے ایک کونے میں بڑی تیزی سے گڑھا کھودنے لگا۔

O

ابلیکا سے بچ جانے کے بعد عزازیل اس مکان میں داخل ہوا جس میں عارب، بیوسا،

نبیطہ اور یافان ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ سب ایک کمرے میں بیٹھے شاید اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ عزازیل ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور فخریہ انداز میں پوچھا۔ ''دیکھا تم نے۔ میں نے کیسا چکمہ دیا ابلیکا کو۔ جونہی میں محل میں داخل ہوا وہ میری طرف لپکی، میں اس کے آگے آگے بھاگا اور اس نے میرا تعاقب کیا اور یہ سارا کام میں نے ایسی تیزی سے کیا کہ پلک جھپکتے میں اسے میں دریائے نیل کے اس پار لے گیا تاکہ تم دونوں کو اپنا کام کرنے کا موقع مل جائے لیکن واپس جا کر جب اس نے تپاس اور وسارتھ کی لاشیں دیکھی ہوں گی تو اسے کس قدر تکلیف اور دکھ ہوا ہوگا۔

اس موقع پر یافان نے کہا۔ ''اے مہربان آقا ! پر آپ نے ہمارا بھی حرکت میں آنا دیکھا، جونہی ہم نے دیکھا کہ ابلیکا اب ضرور آپ کے تعاقب میں ہوگی کیونکہ آپ دریائے نیل پر بھاگے تھے، اسی وقت ہم نے نیلی دھند کی قوتوں کو محل میں داخل کر دیا۔ ان قوتوں نے لمحوں کے اندر تپاس اور وسارتھ کو ختم کر دیا اور پھر ہم یہاں لوٹ آئے۔''

یافان کے خاموش ہونے پر عارب نے کہا۔ ''ہم نے یوناف پر کیا کاری ضرب لگائی ہے۔ تپاس اگر ہماری نہ ہو سکی تو اس کے ساتھ بھی نہ رہی۔ آج میرا دل خوش اور مطمئن ہے۔ ایک طرح سے یہ پہلا موقع ہے کہ ہم یوناف پر بوکھلا دینے والی ضرب لگانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔''

یافان نے کہا۔ ''تم لوگوں کی یوناف پر بے شک یہ پہلی ضرب ہے لیکن یوناف پر یہ میری تیسری کاری ضرب ہے، پہلی وہ جب میں اپنی بیٹی اریشیا کے ساتھ تھا اور اسی محل کے اندر میں نے اس کی پہلی بیوی شوطار کا خاتمہ کیا تھا۔ وہ انتہائی حسین تھی اور میں اسے پسند کرتا تھا۔ یوناف پر دوسری ضرب میں نے اُرشہر میں ننار دیوتا کے معبد میں لگائی تھی، جہاں میں نے ملیتا کی روح کی مدد سے اسے اس کے ماضی سے محروم کر کے اسے کھولتے پانی کے عذاب میں مبتلا کر دیا تھا۔ اب تپاس اور وسارتھ کا قتل یوناف پر تیسری ضرب ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے یوناف سے اپنا اور اپنی بیٹی اریشیا کا خوب انتقام لیا ہے، اب جب ابلیکا اسے بتائے گی کہ بزرگ عزازیل بھی ہمارے ساتھ ہیں تو وہ سوچ سمجھ کر ہم پر ہاتھ ڈالے گا۔''

سکتے ہیں۔ وہ دونوں مل کر ان گنت قوتوں کے مالک بنتے ہیں اور میری موجودگی میں بھی حملہ آور ہو سکتے ہیں بلکہ ابلیکا کی حیثیت تو ایسی ہے کہ وہ مجھ پر بھی حملہ کر سکتی ہے۔''

یافان نے پوچھا۔ ''اے بزرگ عزازیل! کیا ابلیکا آپ سے بھی زیادہ قوتوں کی مالک ہے کہ آپ اسے اپنی گرفت میں نہیں کر سکتے! آہ یہ کیسی روح ہے جو آپ پر بھی حملہ آور ہو سکتی ہے۔''

عزازیل نے کہا۔ ''میرے عزیزو! سن رکھو۔ ابلیکا دیگر روحوں سے مختلف روح ہے، یاد رکھو یہ مجھ پر بھی حملہ آور ہو کر مجھے کرب و اذیت میں مبتلا کر سکتی ہے۔ کبھی فارغ وقت میں تم لوگوں سے ابلیکا سے متعلق تفصیل سے کہوں گا۔ فی الحال میں جا رہا ہوں، تم سب یہیں میرا انتظار کرو، میں محل کی طرف جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ یوناف کے کیا تاثرات ہیں۔ ابلیکا نے اسے یقیناً تپاس اور وسارتھ کی موت سے باخبر کر دیا ہوگا اور اب تک وہ محل میں لوٹ چکا ہوگا، میں دیکھتا ہوں اس کا کیا ردِ عمل ہے تاکہ اس کے مطابق ہم بھی اس کے خلاف اقدام کر سکیں کیونکہ وہ ضرور ہمارے خلاف حرکت میں آئے گا۔''

اس کے ساتھ ہی عزازیل اٹھا اور مکان سے باہر نکل گیا۔

O

تپاس اور وسارتھ کے ڈھانچوں کو صحن کے اندر دفن کرنے کے بعد یوناف ہاتھ دھو رہا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور کہا۔

''یوناف! یوناف! سارے کام چھوڑ دو، عزازیل ہماری گرفت میں آ رہا ہے وہ یہ دیکھنے آیا ہے کہ تپاس اور وسارتھ کے بعد ہمارا کیا ردِ عمل ہے، دیکھو پہلی بار جب وہ آیا تھا اور میں نے اس کا تعاقب کیا تھا تو وہ انسانی روپ میں تھا لیکن وہ اب اپنے اصل روپ میں ہے اور جب تک اپنی لاہوتی قوتوں کو تم عمل میں نہ لاؤ گے وہ تمہیں نظر نہ آئے گا۔ اس وقت وہ اس محل کے باہر بائیں طرف ہے۔ میں یہاں سے نکل کر اس کی پشت پر نمودار ہوتی ہوں۔ اتنی دیر تک تم یہاں سے نکل کر دریائے نیل کے وسط میں جا کھڑے ہو۔ ظاہر ہے وہ میرے آگے آگے دریا کی طرف بھاگے گا اور پھر جب تم سامنے کھڑے ہو گے تو ہم دونوں،

دونوں طرف سے اسے پانی کے اوپر گھیر لیں گے اور وہاں اسے ایسا سبق سکھائیں گے کہ وہ ایک عرصہ تک یاد رکھے گا۔''

یوناف نے کہا۔

''چلو پھر حرکت میں آئیں۔''

ابلیکا علیحدہ ہو کر چلی گئی۔ یوناف فوراً اپنی لاہوتی قوتوں کو حرکت میں لایا اور دریائے نیل کے وسط میں پانی پر جا کھڑا ہوا۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور فضاؤں کے اندر اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ ابلیکا محل سے نکل کر عزازیل کی پشت پر نمودار ہوئی اور اس پر حملہ آور ہو گئی۔ عزازیل اس کے آگے آگے دریائے نیل کی طرف بھاگا۔ وہ دریا کے اس پار جانا چاہتا تھا لیکن جب یوناف کو اپنے سامنے کھڑا پایا تو دریائے نیل کے پانی میں گھس گیا۔

اس بار بغیر کسی لمس کے کانوں میں ابلیکا کی آواز پڑی۔

''یوناف! یوناف! عزازیل پانی کی تہہ میں اتر گیا ہے، میں اس کے تعاقب میں جاتی ہوں، تم پانی کے باہر ہی رہنا اور ضرورت پڑنے پر میں تمہیں اندر بلا لوں گی۔ دیکھو رات ہو گئی ہے اور اندھیرا پھیل گیا ہے میں پانی کے اندر سے تمہیں ارغوانی روشنی دوں گی جس سے پتہ چلتا رہے گا کہ میں اس کے تعاقب میں کدھر کدھر جا رہی ہوں، تم بھی میری روشنی کے ساتھ حرکت میں آنا۔

برق کے کوندوں کی طرح عزازیل پانی کی گہرائی میں شمال کی طرف بڑھا تھا، ابلیکا اس کے تعاقب میں تھی اور یوناف کی رہنمائی کے لیے وہ ارغوانی روشنی بھی دے رہی تھی۔ عزازیل جان چکا تھا کہ پانی کے اندر ابلیکا اور پانی کی سطح پر یوناف اس کے تعاقب میں ہے، لمحوں کے اندر وہ دریائے نیل کی لمبائیوں کو عبور کرتا ہوا بحیرہ روم میں داخل ہو گیا۔ اب وہ سمندر کی تہہ میں اتر گیا اور اپنا رخ بدل کر اس نے مغرب کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔

عزازیل سمندر کی تہہ میں اس طرح مغرب کی طرف بڑھ رہا تھا جیسے بحر ذخار میں برق رفتار سیلاب کے ریلے چل نکلے ہوں۔ رات اب کسی گناہ گار کے اعمال نامے جیسی سیاہ ہو گئی تھی، یوناف بھی [illegible]

کر رہی تھی، سمندر میں اپنی لاہوتی قوتوں کے باعث عزازیل اور ابلیکا جیسی رفتار کے ساتھ ہی سمندر میں آگے بڑھ رہا تھا رات کا خنک ویران اندھیرا اور سمندری لہروں کی جگر دوش چیخیں ہر شے پر وحشت اور خوف طاری کر رہی تھیں۔

بحیرہ روم سے نکل کر عزازیل بحر ظلمات میں داخل ہو گیا تھا، سمندر کی تہہ میں ابلیکا اور سطح پر یوناف اسی طرح اس کے تعاقب میں تھے۔ ہواؤں کے تیز جھکڑ چل رہے تھے جن کی وجہ سے بڑی بڑی سمندری لہریں بے انت اور طوفانی شکل اختیار کر گئی تھیں۔

بحر ظلمات میں داخل ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد سمندر میں ابلیکا کی زوردار آوازیں بلند ہوئیں سمندر کی تہہ میں اس نے پکار کر کہا۔

''یوناف! یوناف!''

سمندر کے اندر سے ابلیکا کی وہ صدا آتشی چکیوں کے اندر پستی ہوئی آواز جیسی تھی اور اس کی ان آوازوں کا آخری حصہ بالکل بجتے ہوئے گھڑے کی بوجھل اور غمگین آوازوں جیسا تھا۔ ارغوانی رنگ کی وہ ابلیکا کی روشنی بھی جھلملانے لگی تھی۔ اس روشنی کے تعاقب میں یوناف بڑی تیزی سے سمندر کی تہہ کی طرف اس طرح لپکا جیسے کوئی شاہین اپنے پر بند کر کے فضا سے زمین کی طرف لپکتا ہے۔

یوناف جب بحر ظلمات کی تہہ میں گیا تو دنگ رہ گیا، وہاں نہ ابلیکا تھی اور نہ عزازیل وہ ارغوانی روشنی بھی جاتی رہی تھی جو ابلیکا اس کی رہنمائی کے لیے دیتی رہی تھی۔

سمندر کی تہہ میں یوناف نے اپنے اطراف میں نگاہ دوڑائی لیکن وہاں سمندر کی تہہ میں اجاڑ غاروں کی سی ویرانی، صنم خانوں کی سی ویرانی اور ابدیت کی سی گہرائیوں کے سوا کچھ نہ تھا، اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے عزازیل اور ابلیکا اس کے دیکھتے ہی دیکھتے بلند و بالا حیات کی شکنوں کے اندر کھو گئے ہوں۔

OOO

●

کافی دیر تک بحر ظلمات[1] کی تہہ میں یوناف ادھر ادھر چکر کاٹتا ہوا ابلیکا اور عزازیل کو تلاش کرتا رہا لیکن اسے مایوسی ہوئی لہٰذا اس نے اوپر اٹھنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ جزائر کناری[2] اور جزائر مدیدا[3] کے درمیانی حصے میں سمندر کی سطح پر نمودار ہوا، پھر وہ اپنی سری قوتوں کو عمل میں لا کر انتہائی برق رفتاری سے جزائر کناری کی طرف بڑھا، تھوڑی ہی دیر بعد وہ جزیروں کے اس سلسلے کے پاس آیا اور سمندر سے نکل کر اس جزیرے میں داخل ہوا جو ان میں سب سے بڑا تھا[4]۔ اس نے دیکھا بظاہر وہ جزیرہ غیر آباد تھا، اس نے جزیرے میں تھوڑی دیر تک ادھر ادھر گھوم کر جائزہ لیا۔ اندھیرے میں ڈوبا ہوا جزیرہ ویران ہی لگتا تھا اور کہیں بھی روشنی کے آثار نہ تھے۔

یوناف اس جزیرے سے نکلا اور بحر ظلمات میں داخل ہو گیا، اب وہ افریقہ کے مغربی ساحل کی طرف بڑھا، چند ہی ثانیوں بعد وہ مغربی افریقہ کے اس ساحل پر نمودار ہوا، جہاں پر کوہستان اطلس مغرب[5] کی طرف بڑھتا ہوا بحر ظلمات[6] تک چلا گیا ہے۔

---

[1]۔ بحر اوقیانوس کا دوسرا نام۔ [2]۔ افریقہ کے مغربی ساحل کے قریب ہی چند جزیروں کا ایک سلسلہ۔ اس میں زیادہ مشہور سانتا کروز، لاس پلماس، اریسف، فریٹونچرا، تیزائف، گومیرا اور حیارو ہیں، یہ جزائر آجکل سپین کے قبضے میں ہیں۔ [3]۔ جزیروں کے اس سلسلے میں فنچال اور پورٹو سانتو مشہور ہیں، یہ آجکل پرتگال کے قبضے میں ہیں۔ [4]۔ یہ جزیرہ سانتا کروز تھا۔ [5]۔ یہ مراکش کا طویل پہاڑی سلسلہ ہے۔ [6]۔ وہ علاقہ جو مراکش کی موجودہ جنوبی بندرگاہ سدی افنی کے جنوب میں ہے، جہاں کوہستانِ اطلس بحیرہ ظلمات تک چلا گیا ہے۔

یوناف نے دیکھا وہاں ساحل پر دور دور تک بڑی بڑی جہاز نما کشتیاں کھڑی تھیں اور ساحل کے ساتھ ساتھ آگ کے الاؤ روشن تھے، کچھ لوگ الاؤ کے ارد گرد بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اس وقت تیز سمندری ہوائیں چل رہی تھیں، سمندر کی بڑی بڑی لہریں ساحل سے ٹکرا کر شور کر رہی تھیں۔

جب وہ آگ کے ایک الاؤ کے قریب گیا تو ان لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور پھر ان میں سے ایک نے للکارا۔

''کون ہو تم؟''

اس کے ساتھ ہی وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ یوناف ان کے نزدیک گیا اور نرم لہجے میں ان سے کہا۔

''میں نہیں جانتا تم لوگ کون ہو لیکن میرا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے۔ میں اپنے ایک دشمن کے تعاقب میں اس طرف آ گیا لیکن وہ مجھے چکمہ دے کر کسی اور طرف نکل جانے میں کامیاب ہو گیا اور میں اس کے تعاقب میں ناکام ہو کر اس طرف آ گیا، یہاں کشتیاں کھڑی دیکھ کر میں نے سوچا کہ ذرا دیکھوں یہ لوگ کون ہیں۔''

یوناف نے انہیں ان ہی کی زبان میں جواب دیا تھا۔ ان میں سے ایک نے یوناف کے اور قریب ہوتے ہوئے پوچھا۔

''تم کون ہو اور ہماری زبان تم کیسے بول رہے ہو۔''

یوناف نے پھر انہی کی زبان میں کہا۔

''میرا نام یوناف ہے، میں ہر زبان جانتا ہوں۔''

اتنی دیر میں دوسرے الاؤ کے گرد بھی وہاں لوگ جمع ہو گئے اور اچھا خاص جمگھٹا لگ گیا، پھر ایک شخص جو عمر میں چالیس کے قریب ہو گا، ایک قریبی کشتی کے اندر سے نکلا اور اس نے پکار کر لوگوں سے پوچھا۔

''یہ شور کیسا ہے اور تم لوگ کس سے باز پرس کر رہے ہو۔''

ایک اور جوان یوناف کے قریب آیا اور بولا۔

''ہم لوگ کنعانی ہیں اور تجارت کی غرض سے اس طرف آئے ہیں، یہ شخص جو کشتی سے نکل کر اس طرف آ رہا ہے، یہ ہمارے اس تجارتی کارواں کا سالار اور ہمارے اس بحری

بیڑے کا امیر البحر ہے۔''

اتنی دیر میں امیر البحر نزدیک آ گیا اور یوناف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''یہ جوان کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔''

ایک جوان نے آگے بڑھ کر اپنے سردار سے کہا۔

''یہ اجنبی جوان اپنا نام یوناف بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کا تعلق مصر سے ہے اور یہ اپنے ایک دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے اس طرف آ نکلا ہے۔''

امیر البحر نے آگے بڑھ کر اپنے آدمیوں سے سرگوشی میں کچھ کہا جس پر وہ ملاح حرکت میں آئے ان میں سے دو بھاگ کر گئے اور ایک کشتی میں سے رسیاں اٹھا لائے، پھر انہوں نے یوناف کو گھیر لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں جکڑ کر اسے آگ کے پاس بٹھا دیا، پھر امیر البحر یوناف کے قریب آیا اور یوناف کو سخت لہجے میں مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟ ہماری کشتیوں کی طرف کیوں آئے ہو؟ ایسا لگتا ہے تم ہمارے تعاقب میں آئے ہو۔ سن رکھو! اس سے پہلے بھی بہت سے لوگوں نے اس غرض سے ہمارا تعاقب کیا کہ جان سکیں ہم کہاں کہاں اور کس کس قوم سے تجارت کرتے ہیں اور یہ کہ ہم ٹین، لوہا اور دوسری قیمتی دھاتیں کہاں سے نکال کر لاتے ہیں، پر یاد رکھو ہم نے ہر تعاقب کرنیوالے کا خاتمہ کر دیا اور اپنے راز کو راز ہی رہنے دیا۔''

''اب تم نے بھی اگر ہمارے سامنے غلط بیانی سے کام لیا اور سب کچھ سچ سچ نہ اگلا تو سن رکھو جس طرح تم رسیوں میں بندھے بیٹھے ہو، اسی حالت میں ہم تمہیں آگ میں ڈال دیں گے اور تم جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔''

یوناف نے سردار کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیا تم سمجھتے ہو کہ ان رسیوں میں جکڑ کر تم مجھے بے بس کر چکے ہو، ہرگز نہیں۔ میں اگر چاہتا تو تمہارے آدمی مجھے رسیوں میں جکڑ ہی نہ سکتے تھے۔ پر میں خاموش رہا اور کوئی مزاحمت نہ کی۔ اس بناء پر کہ شاید تم میری بات پر اعتبار کر لو۔ پر سن رکھو، اگر تم نے میرے معاملے میں حد سے نکلنے کی کوشش کی تو تمہیں میرے ہاتھوں نقصان اٹھانا پڑے گا، مجھے تم اپنے جیسا کوئی عام آدمی خیال نہ کرو بلکہ ذہن میں یہ بات بٹھا رکھو کہ میری ابلیس کے

ساتھ ذاتی عناد ہے اور میں سمندر کے اندر سے اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس طرف آیا تھا، یہ تعاقب رات کے شروع حصے میں دریائے نیل سے شروع ہوا تھا اور اس سرزمین کے مغربی جزیروں کے پاس یہ تعاقب تمام ہوا۔ میں اگر چاہوں تو پلک جھپکتے میں خود کو آزاد کرالوں اور پھر تمہارے خلاف ایسا حرکت میں آؤں کہ تم اپنی ساری چوکڑیاں بھول جاؤ۔''

سردار نے قہر مانیت سے یوناف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جس بات کا تم دعویٰ کر رہے ہو، اسے کر کے دکھاؤ ورنہ میں ابھی اور اسی وقت تمہیں آگ میں پھنکوا دوں گا۔''

یوناف فوراً اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا، اس نے اپنی آنکھ کا اشارہ کیا اور رسیاں کھل کر زمین پر گر پڑیں، پھر یوناف ایک جست کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا، اب دوبارہ اس نے اپنے کسی سری عمل کی ابتدا کی اور دوسری طرف اُنگلی کا اشارہ کیا جس پر سردار انتہائی بے بسی کے عالم میں اچھل کر آگ کے اوپر فضا میں معلق ہو گیا۔

سارے ملاح خوفزدہ ہو گئے۔ سردار کو جب آگ کی تپش محسوس ہوئی تو وہ چلانے لگا۔

''میں تمہارے ہر دعوے کو سچ مانتا ہوں، تم ایک بار مجھے آگ کے اوپر سے ہٹاؤ۔''

یوناف نے پھر انگلی کا اشارہ کیا تو سردار آگ کے اوپر سے ہٹ کر دوبارہ آپ سے آپ اپنی جگہ پر آ کھڑا ہوا، پھر اس نے پوچھا۔

''تم ہمارے ساتھ عربی[1] میں گفتگو کرتے ہو۔ کیا ہماری طرح تم بھی کنعانی ہو؟''

---

[1]۔ عربی ایک قدیم ترین زبان ہے۔ آسمان کی دفتری زبان عربی، فرشتوں کی زبان عربی، لوح محفوظ کی زبان عربی، اہل حقیقت کی زبان عربی، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ تین بنا پر عرب سے محبت کرو۔ ایک یہ کہ میں عربی ہوں، دوم یہ کہ قرآن عربی میں ہے، سوم یہ کہ اہل جنت کی زبان عربی میں ہے۔ (معارف القرآن) بقول علامہ سیوطی سب آسمانی کتب کی زبان عربی تھی، دوسری آسمانی کتب کا ملکی اور قومی زبان میں ترجمہ کر کے جبرائیلؑ نے پیغمبروں کو پہنچایا لہٰذا قرآن کے سوا اور دوسری کتب کے معانی تو اللہ کی طرف سے ہیں مگر الفاظ اللہ کی طرف سے نہیں ہیں جبکہ قرآن کی یہ صفت ہے کہ اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ اس کے علاوہ قدیم پیغمبروں کے نام بھی یہ بتاتے ہیں کہ سب سے پرانی زبان عربی ہے۔ آدمؑ کا نام ادیم ہے۔ ادیم عربی زبان میں سطح زمین کو کہتے ہیں۔ آدمؑ کی پیدائش سطح زمین کی مٹی سے ہوئی تھی لہٰذا آپ ادیم کی نسبت سے آدمؑ کہلائے۔ حضرت ادریسؑ کا نام عربی کے لفظ درس سے ہے۔ چونکہ آپ بہت زیادہ درس دینے والے تھے لہٰذا ادریسؑ کہلائے ورنہ آپ کا نام اخنوخ تھا۔ حضرت نوحؑ کا نام عربی لفظ نوحہ سے ہے چونکہ آپ خدا کے حضور بڑی آہ و زاری کرنے والے تھے۔

یوناف نے جواب دیا۔

''اول تو میں تم سے یہ کہوں کہ میں ساری رائج الوقت زبانوں پر مکمل عبور رکھتا ہوں اور پھر عربی تو میری بنیادی زبان ہے، یہ صرف تم کنعانیوں کی زبان نہیں ہے بلکہ یہ آشوریوں، عیلامیوں، احوریوں، آرامیوں اور اکادیوں کی بھی زبان ہے۔ اس کے علاوہ قوم عاد اور قوم ثمود کی بھی یہی زبان رہی ہے۔''

ملاحوں کے سردار نے کہا۔

''پہلے مجھے یقین نہ آیا تھا کہ تم نے رات کے پہلے حصے میں دریائے نیل سے ابلیس کا تعاقب شروع کیا تھا اور رات کے اس وقت تم نے اس دور افتادہ سرزمین کے مغربی جزیروں تک اس کا تعاقب کیا لیکن اب تمہاری طرف سے فوق البشریت اور خرق عادت کو دیکھ کر مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم نے واقعی ابلیس کا ایسا تعاقب کیا ہو گا۔ پہلے تم ہمارے لیے ایک اجنبی تھے لیکن اب تمہاری حیثیت ہمارے اندر ایک معزز مہمان کی سی ہے، پر اے ہمارے محترم مہمان! تمہاری ابلیس کے ساتھ کیسی اور کس قسم کی دشمنی ہے جس کی وجہ سے تم نے دریائے نیل سے یہاں تک اس کا تعاقب کیا؟

تمہارے اس تعاقب کا ہم یہ مطلب بھی لے سکتے ہیں کہ تم ابلیس پر غلبہ رکھتے ہو اور یہ کہ وہ تم سے خوفزدہ ہونے کی وجہ سے تمہارے آگے آگے بھاگا تھا۔''

یوناف نے کہا۔

''ایسی بات نہیں۔ ابلیس بھی اپنی جگہ ایک بہت بڑی قوت ہے، پر یہ اس کا احساس جرم ہے جس نے اسے ہمارے سامنے بھاگنے پر مجبور کیا۔ کیا تم اپنی روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے نہیں کہ کوا ہر لحاظ سے فاختہ کی نسبت زور آور اور زبردست ہوتا ہے، پر جب وہ فاختہ کے انڈے پیتا ہے اور فاختہ اس کے تعاقب میں آتی ہے تو کوا اس کے آگے آگے بھاگتا ہے۔ یہ اس کا صرف احساس جرم ہے جو اسے فاختہ کے آگے بھاگنے پر مجبور کرتا ہے ورنہ وہ ہر لحاظ سے فاختہ پر فوقیت رکھتا ہے۔''

سردار نے پوچھا۔

''پر اے عزیزی! تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تمہاری ابلیس کے ساتھ کیسی ذاتی عداوت اور دشمنی ہے۔''

یوناف نے کہا۔

”میری اور ابلیس کی عداوت کو تم ایسا ہی جانو جس طرح انسان کے اپنے جسم کے اندر نیکی اور بدی کے داعیوں کے درمیان ہوتی ہے۔“

ذرا رک کر اس نے پھر کہا۔

”جو کچھ تم نے پوچھا میں نے بتا دیا۔ اب تم لوگ یہ کہو کہ کہاں سے آئے ہو۔ کس سرزمین سے تمہارا تعلق ہے اور اس دور افتادہ ساحل پر تم لوگ اپنی کشتیاں کھڑی کر کے کس کا انتظار کر رہے ہو؟“

سردار نے کہا۔

”ہم لوگ کنعانی ہیں، ہمارا تعلق طائر و ٹائر، اغاریت اور سیدون سے ہے۔ اس طرف ہم لوگ تجارت اور مال کے تبادلے کی غرض سے آتے ہیں۔ اس ساحل سے تھوڑے ہی فاصلے پر وحشی لوگ آباد ہیں جو اپنے پہاڑوں سے سونا نکالتے ہیں کیونکہ یہاں سونا بہت ہوتا ہے، ہمارا اور ان کا تجارتی معاملہ یوں ہوتا ہے کہ ہم ساحل پر دن کے وقت آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کرتے ہیں جس سے دھواں اٹھ کر آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے۔ اس دھوئیں کو دیکھ کر وحشی سونا لے کر ساحل کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ ان کے آنے سے پہلے ہم لوگ اپنا تجارت کا سامان ان کو دکھانے کے لیے ساحل پر بچھا دیتے ہیں اور دوبارہ اپنی کشتیوں کے پاس آ کھڑے ہوتے ہیں۔ وحشی لوگ ہمارے سامان کا جائزہ لیتے ہیں اور پھر اس کے مطابق وہاں سونا رکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں، ایک دفعہ ہم لوگ پھر آگے بڑھتے ہیں اور سونے کا جائزہ لیتے ہیں، اگر سونے کی مقدار مناسب ہو تو ہم اٹھا کر اپنے جہازوں میں لے آتے ہیں اور وہ وحشی ہمارا سامان اٹھا کر لے جاتے ہیں۔“

”اور اگر سونے کی مقدار[1] ہمارے مال کی نسبت کم ہو تو ہم سونا اور اپنا سامان وہیں چھوڑ کر پھر اپنی کشتیوں کے پاس آ جاتے ہیں جس سے وہ سمجھ جاتے ہیں کہ سونا کم ہے، لہٰذا وہ اور سونا لا کر رکھ دیتے ہیں، اس طرح ہم دوبارہ سامان کے پاس جاتے ہیں اور اگر سونے کی مقدار مناسب ہوتی ہے تو اٹھا کر واپس آ جاتے ہیں اور وحشی اپنا خریدا ہوا مال

ا۔ تجارت کے اس طریقے کا ذکر مشہور یونانی مورخ ہیروڈوٹس نے اپنی ایک کہانی میں ہیرلڈلیم نے تاریخ لبنان میں اور الفرڈ جے چرچ نے اپنی مشہور کتاب دی ایمپائر آف دی افریقہ (کارتھیج) میں کیا ہے۔

لے جاتے ہیں، اگر سونا پھر بھی کم ہو تو ہم دوبارہ اپنی کشتیوں کے پاس آ جاتے ہیں اور وہ وحشی اور سونا لا رکھتے ہیں۔ اس طرح ہمارا اور ان کا معاملہ طے ہو جاتا ہے، ویسے عام طور پر یہ وحشی پہلی ہی بار میں سونا لانے میں بخل نہیں کرتے اور ہمیں بار بار کے چکروں سے بچاتے ہیں۔

یوناف نے سردار کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

”یہ تو تجارت اور مال کے تبادلے کا ایک عمدہ اور صاف ستھرا طریقہ ہے، پر تم لوگ کس قسم کا سامان اس طرف لاتے ہو۔“

سردار نے کہا۔

”ہم لوگ اس طرف ہر طرح کا اناج، کھجور، انجیر، مر[1]، آلوچہ، بادام، زیتون اور مصالحہ جات لاتے ہیں۔ ہم اپنے وطن سے نکل کر سیدھا ادھر کا رخ نہیں کرتے بلکہ راستے میں پڑنے والے جزیروں[2] کے رہنے والوں کے ساتھ تجارت کرتے ہوئے اس طرف آتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہم شمال میں دور افتادہ[3] سرزمینوں کی طرف بھی جاتے ہیں اور آئی بیریا[4] کی سرزمین کے اندر بھی ہم نے کچھ ٹھکانے[5] بنا رکھے ہیں۔“

ملاحوں کا سردار خاموش ہوا تو یوناف نے کہا۔

”تجارت کے معاملے میں تم کنعانی حیرت انگیز ہو۔“

ملاحوں کے سردار نے کہا۔

ا۔ لوبان کی مانند ایک خوشبودار گوند

۲۔ ان کنعانیوں نے جزائر بلیارک، جزیرہ منورقہ، سارڈینیا، سسلی اور مالٹا سے بھی تجارتی لین دین کیا اور یہاں اب بھی کنعانیوں کے آثار ملتے ہیں۔ ان میں سے اکثر جزیروں پر کنعانیوں کا قبضہ رہا۔ منورقہ کا دارالحکومت ماہن ایک کنعانی جرنیل کے نام پر ہے۔ سسلی کا دارالحکومت پلرمو اس مقام پر آباد ہوا جہاں کنعانیوں نے اپنی پہلی آبادی قائم کی۔ مالٹا کا پرانا نام ملاط ہے جس کے معنی پناہ گاہ اور بچ نکلنے کے ہیں کیونکہ کنعانی سمندر کے طوفانوں سے یہاں پناہ لیتے تھے۔ مالٹا کی موجودہ زبان میں بہت سے الفاظ کنعانی (فونیقی) کے ہیں۔

۳۔ انگلستان کی سرزمین جس کے ساحل کارنوال سے ٹین نکال کر لاتے تھے۔

۴۔ ہسپانیہ اور پرتگال کا پرانا نام آئی بیریا تھا۔

۵۔ یہ ٹھکانے ہسپانیہ میں ترشیش اور مالقہ میں تھے۔ ترشیش کنعانیوں کی پہلی آبادی تھی۔ عربی میں مالقہ کے معنی کارخانے کے ہیں، یہاں کنعانی مچھلیوں کو نمک لگا کر محفوظ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ موجودہ

''آپ میرے ساتھ چل کر میری کشتی میں آرام کریں۔ آپ کی حیثیت اب ہمارے ایک معزز مہمان کی سی ہے۔ اس کے بعد اگر آپ نے ہمارے ساتھ رہنا ہوا تو بخوشی رہیں اور اگر آپ نے کسی اور طرف کوچ کرنا ہوا تو آپ کی مرضی۔ ویسے میری خواہش ہے کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ یہ ہمارے لیے خوشی کا باعث ہوگا کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ اس سے ہمارے حوصلوں کو تقویت اور ولولوں کو جلا ملے گی۔''

یوناف نے کہا۔

''نہیں، میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ میں صبح تک یہاں ہوں اور اس سرزمین کے وحشیوں کے ساتھ تمہاری تجارت اور مال کا لین دین دیکھوں گا۔ اس کے بعد میں کسی اور طرف کوچ کر جاؤں گا۔''

کنعانی امیر البحر نے کہا۔

''تو پھر آئیں میرے ساتھ!''

یوناف امیر البحر کے ساتھ اس کی کشتی میں داخل ہوا۔ وہاں اس نے یوناف کے لیے بستر لگا دیا۔ آرام کرنے کی خاطر یوناف اس پر دراز ہوگیا۔

O

بستر پر دراز ہوئے یوناف کو ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا، یوناف نے فوراً اس سے پوچھا۔

''ابلیکا ! ابلیکا ! تم کہاں غائب ہوگئی تھیں؟ جب بحر ظلمات کی تہہ سے تم نے مجھے بھیانک انداز میں پکارا تو میں اسی وقت تمہاری طرف لپکا تھا مگر اسی وقت تم نے روشنی دینی بند کر دی، میں جب بحر ظلمات کی تہہ میں گیا تو وہاں نہ تم تھیں، نہ عزازیل تھا، اس پر میں سمندر کی سطح پر نمودار ہوا اور پھر اس ساحل کی طرف چلا آیا۔''

ابلیکا نے جواب میں کہا۔

''اے میرے حبیب ! میں عزازیل پر کئی ایک ضربیں لگانے میں کامیاب ہوگئی تھی، جس وقت میں نے سمندر کی تہہ سے تمہیں پکارا تھا، اس وقت عزازیل [illegible]

ساتھیوں نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا، میں جب ان سے الجھی تو عزازیل چکمہ دے کر غائب ہوگیا اور جب میں اسے تلاش کرنے کو لپکی تو اس کے ساتھی بھی روپوش ہوگئے۔ اس وقت ان کا رخ مصر کی طرف تھا، میرا خیال ہے عزازیل اور اس کے ساتھی ممفس شہر کی طرف چلے گئے ہیں، اب بولو تمہارا کیا خیال ہے اور ہمیں کیا کرنا چاہیے۔''

یوناف نے کہا۔

''ابلیکا ! ابلیکا ! ابھی تو میں یہاں آرام کروں گا اور اگلی صبح دیکھوں گا کہ یہ کنعانی ملاح اور سوداگر اس سرزمین کے وحشیوں سے کس انداز میں تجارتی لین دین کرتے ہیں۔''

''ابلیکا ابلیکا ! سمندر سے نکلنے کے بعد میں نے اس لیے تمہیں پکارا نہ تھا کہ خود تم عزازیل کے تعاقب کو تمام کر کے میرے پاس آؤ گی، میں تمہیں پرسکون ہو کر اس کے خلاف کام کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہتا تھا، آنے والی صبح کو حالات کا جائزہ لیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ابلیکا ! ابلیکا ! یہ کنعانی ملاح اور سوداگر مجھے اچھے لگے ہیں، یہ عجیب لوگ ہیں، یہ لوگ اپنے تجارتی لین دین میں پوری دنیا کو کھنگالتے ہیں، چھوٹے بڑے جزائر[1] کے علاوہ یہ لوگ بڑی بڑی سرزمینوں[2] سے بھی تجارتی تعلقات رکھتے ہیں۔''

ابلیکا نے کہا۔

''اچھا اب تم آرام کرو، اس سے آگے ہمیں کیا کرنا ہے یہ کل طے کریں گے۔''

دوسرے روز سورج طلوع ہونے کے بعد سارے کنعانی ملاح حرکت میں آئے۔ اپنی کشتیوں سے انہوں نے تجارت کا سامان اتار اتار کر ساحل سے ذرا فاصلے پر خوب پھیلا کر اور سنوار کر رکھنا شروع کر دیا۔ ان ملاحوں کے امیر البحر کے ساتھ یوناف یہ سب کچھ بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا، ساحل پر سامان رکھنے کے بعد کنعانیوں نے ساحل پر کھڑی اپنی

۱۔ مالٹا، کارسیکا، سارڈینیا، سسلی، منورقہ اور بلیارک کے علاوہ ساموس اور کریٹ بھی کنعانیوں کی نو آبادیاں تھیں، ان دونوں جزیروں کے نام بھی سامی الاصل ہیں۔

۲۔ یونان جیسی بڑی سرزمین سے بھی کنعانیوں کا تعلق رہا ہے۔ یونانی دیوتا کارنتھ کو ایک کنعانی ہیرو ملقرت کی نسبت سے اپنایا گیا تھا۔ آگے چل کر جو حالات و واقعات یونانیوں نے اپنے ہیرو ہرکولیس سے وابستہ کیے حقیقت میں یہ واقعات اور داستانیں ملقرت ہی کی تھیں جس نے منطقہ البروج کے 12 دشمن حیوانوں سے لڑائیاں کی تھیں۔ کیڈ جس نام کا پہلا کنعانی تھا جس نے یونان میں کان کنی شروع کی۔

کشتیوں کے قریب خشک لکڑیوں اور گھاس کے ڈھیر لگانے شروع کر دیئے۔ جب کافی لکڑیاں اور گھاس جمع ہو گئی تو انہوں نے ایک بہت بڑا آگ کا الاؤ روشن کر دیا اور اس آگ میں وہ وقفے وقفے سے سمندر کا پانی پھینکتے رہے تاکہ آگ کم جلے اور دھواں زیادہ ہو۔

تھوڑی ہی دیر بعد ساحل کے ساتھ ساتھ آسمان پر بھی دھواں ہی دھواں ہو گیا اور اس دھوئیں کے جواب میں اندرونی حصے کی طرف بڑے بڑے ڈھول بجنے کی آوازیں آنے لگیں تھیں، سارے کنعانی اب اپنی کشتیوں کے قریب ہی جمع ہو کر بیٹھ گئے تھے اور افریقہ[1] کے وحشی لوگوں کا انتظار کرنے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد افریقہ کے وحشی لوگ کنعانیوں کے سامان کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئے۔ ان کے آنے کا یہ سلسلہ دوپہر تک جاری رہا۔ ان میں مرد عورتیں سبھی شامل تھے، دوپہر کے وقت جب وہاں وحشیوں کا خوب جمگھٹا ہو گیا تو وہ سامان کا جائزہ لینے لگے۔ اس کے بعد وہ سب ایک ساتھ پیچھے ہٹ گئے جس کا مطلب تھا کہ انہوں نے کنعانیوں کے مال کی قیمت کے طور پر وہاں سونا رکھ دیا ہے، ان کے پیچھے ہٹنے کے بعد کنعانی آگے بڑھے۔ سامان کے پاس جا کر انہوں نے دیکھا وہاں سونا رکھا ہوا تھا، سونے کا جائزہ لینے کے بعد کنعانیوں کے سردار نے یوناف سے کہا۔

''اے نیک دل مہمان! تم ہمارے لیے خوش بختی کی علامت بن کر آئے ہو۔ اس بار وحشیوں نے ہمارے سامان کی قیمت خوب لگائی ہے، ہمیں اتنے سونے کی ہرگز توقع نہ تھی جس قدر ان لوگوں نے رکھ دیا ہے، میری خواہش ہے تم ہمارے ساتھ ہی رہو کہ ہمارے درمیان تمہاری موجودگی عزت و برکت کا باعث ہوگی۔''

یوناف نے اسے جواب دیا۔

''میں تم لوگوں کا ساتھ نہیں دے سکتا، تم لوگ اپنا سونا اٹھاؤ اور یہاں سے چلے جاؤ۔ میں اس سے بھی بڑا ایک فیصلہ کر چکا ہوں اور وہ یہ کہ میں ان وحشیوں کے اندر رہ کر ان

1۔ افریقہ کا نام اس وقت افریقہ نہ تھا بلکہ ایک گمنام سرزمین تھی۔ بعد میں یمن کا بادشاہ افریقس بن ابرہہ نے اس سرزمین پر حملہ کیا تو اس کا نام افریقش کی نسبت سے افریقہ پڑ گیا۔ آئندہ صفحات میں یہ حالات تفصیل سے آئیں گے۔

کے حالات کا جائزہ لوں گا۔''

سردار نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''یہ لوگ تم سے مانوس نہ ہو پائیں گے اور ہو سکتا ہے تمہیں نقصان پہنچائیں۔''

یوناف نے بڑی دلچسپی سے کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ میں ان کی زبان بھی جانتا ہوں، لہٰذا یہ لوگ مجھے برداشت کر لیں گے بلکہ میری عزت کریں گے۔ تم لوگ اپنا سونا اٹھاؤ اور جاؤ۔''

کنعانیوں نے اپنا سونا اٹھایا اور اپنی کشتیوں میں چلے گئے۔ یوناف وہیں کھڑا رہا، اس دوران کنعانی اپنی کشتیوں میں وہاں سے کوچ کر گئے۔

یوناف نے جب دیکھا کہ کنعانی وہاں سے کوچ کر گئے ہیں اور وہ وحشی وہاں اس کی موجودگی کی وجہ سے اس طرف نہ آ رہے تھے تو اس نے انہیں انہی کی زبان میں پکار پکار کر اپنی طرف بلانا شروع کیا۔ یوناف کی اس پکار کے جواب میں وہ وحشی ڈھول پیٹتے، چیخیں مارتے اور شور مچا کر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سامان کی طرف آنے لگے۔ شاید انہیں یہ جان کر خوشی ہوئی تھی کہ وہاں کھڑا جوان ان کی زبان سمجھتا ہے اور ان سے اس کا کوئی تعلق ہے۔

وہ سب مرد عورتیں آئے اور سامان سمیٹنے لگے جبکہ ان کے دو جوان جو بھالوں اور تیر کمانوں سے مسلح تھے، یوناف کے پاس آئے اور کہا۔

''چلو۔ ہمارا سردار تمہیں بلاتا ہے۔''

یوناف بغیر مزاحمت کے ان کے ساتھ ہو لیا۔ سب مرد اور عورتیں کنعانیوں سے لیا ہوا سامان سمیٹ رہے تھے۔ اناج اور دوسرا بھاری سامان اونٹوں اور خچروں پر لادا جا رہا تھا جبکہ ہلکا پھلکا سامان عورتیں اپنے سروں پر اٹھائے بستی کی طرف جا رہی تھیں۔

جہاں یہ لوگ کام میں مصروف تھے، اس سے پیچھے وہ دونوں مسلح جوان یوناف کو لے گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''وہ دیکھو سامنے ہمارا سردار بیٹھا ہے، وہ ہمارا بادشاہ ہے۔ اس کا نام ایطال ہے۔ اس کے قریب جو حسین لڑکی بیٹھی ہے وہ اس کی بیٹی کیتم ہے اور وہ جو سردار سے ذرا فاصلے پر بیٹھا ہے، وہ ہمارا پجاری لقیین ہے۔ دیکھو ہمارا بادشاہ ایطال تم سے ملے گا، تم

اس کے جسم[1] کو ہرگز ہاتھ نہ لگانا اور نہ اس کے سامنے تھوکنا[2]۔ اگر تھوکو تو اس کو دبا دینا یا اس پر اپنا پاؤں مار دینا۔ اگر تم میرے ان مشوروں پر عمل نہ کرو گے تو یاد رکھو تم یقیناً نقصان اٹھاؤ گے۔ جب تم ایطال کے سامنے جاؤ تو تم دیکھو گے کہ اس کے ہاتھ میں سونے کا ایک چھوٹا سا عصا ہو گا۔ تمہیں ملتے وقت وہ اپنا سنہری عصا تمہاری طرف بڑھائے گا۔ اس طرح عصا کا ایک سرا ایطال کے ہاتھ میں ہو گا اور دوسرا سرا تم تھام لینا، یہی اس کا مصافحہ ہے اور سنو۔ اس کے ساتھ جو گفتگو کرو، اس میں محتاط رہنا۔ کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکال دینا جو تم نہ کر سکو کیونکہ اس کے سامنے اپنی صفات کا تم جو بھی دعویٰ کرو گے ایطال اس کے لیے تمہارا عملی امتحان لے گا۔"

وہ جوان خاموش ہو گیا کیونکہ وہ اس جگہ کے قریب آ گئے تھے، جہاں ان کا بادشاہ ایطال بیٹھا ہوا تھا۔

یوناف جب اس کے سامنے آیا تو ایطال نے اس کی طرف اپنا سنہری عصا بڑھایا۔ یوناف نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کا ایک سرا تھام لیا، پھر ایطال نے اپنا عصا کھینچ لیا اور یوناف کو اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا۔

یوناف جب ریت پر بیٹھ گیا تو ایطال نے پوچھا۔

"تم کون ہے۔ تمہارا نام کیا ہے۔ کس سرزمین سے تمہارا تعلق ہے کہ تم ہماری زبان کیسے جانتے ہو کہ تم نے میرے آدمیوں کو پکار پکار کر اپنی طرف بلایا تھا؟"

یوناف نے کہا۔

"اے ایطال! میرا نام یوناف ہے۔ میرا تعلق مصر کی سرزمین سے ہے، میں ہر قوم کی

1۔ بہت سی اقوام میں بادشاہوں اور سرداروں کو ان کے تقدس کی وجہ سے نہ چھوا جاتا تھا چنانچہ سپارٹا کے بادشاہوں پر ہاتھ رکھنا خلاف قانون تھا۔ سیام کے بادشاہوں کو چھونے کی سخت ممانعت تھی اور اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کی سزا موت تھی، کمبوڈیا کے بادشاہ کو اس کے حکم کے بغیر کوئی نہ چھو سکتا تھا۔ ایک مرتبہ جولائی 1874ء میں کمبوڈیا کا بادشاہ اپنی گاڑی سے گر کر بے ہوش ہو گیا اور زمین پر پڑا رہا لیکن اس کے خدام میں سے کسی کو اسے ہاتھ لگانے کی جرأت نہ ہوئی۔ اتفاق سے ایک غیر ملکی ادھر آ نکلا اور وہ بادشاہ کو اٹھا کر محل میں لے گیا، کسی زمانے میں کوریا کے بادشاہ کو بھی کوئی نہ چھو سکتا تھا۔ اگر بادشاہ کسی کو چھونے کا اعزاز بخشتا تو وہ شخص معزز خیال کیا جاتا اور امتیازی نشان کے طور پر وہ ریشم کا ایک ڈورا باندھے رہتا۔

2۔ منقطع بالوں اور ناخنوں کی طرح قدیم قومیں اپنے تھوک بھی چھپا دیتی تھیں تاکہ ان پر کوئی سحر شارک نہ کر دے۔ (جارج فریزر)

زبان جانتا ہوں۔ میرے پاس کچھ سری علوم ہیں جن کی بناء پر میں ایسا کر لیتا ہوں، میں تم لوگوں کے اندر رہنا چاہتا ہوں اور تم لوگوں کے لیے سودمند ثابت ہوں گا کہ میں تمہارے بیماروں کو اچھا کروں گا، تمہیں تمہارے دشمنوں کے ارادوں سے آگاہ کر کے تمہاری حفاظت کا سامان کر دوں گا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے امور میں تم لوگوں کے لیے نفع بخش ثابت ہوں گا۔"

ایطال چند ثانیوں تک غور سے یوناف کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

"یہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں جو تم نے کہی ہے۔ بیماروں کو اچھا ہمارے پجاری بھی کرتے ہیں، یہ جس کے جسم سے چاہیں[1] روح بھی نکال لیتے ہیں اور جس جسم میں چاہیں روح ڈال بھی دیتے ہیں۔ ان کے پاس بھی بہت سے سری علوم ہیں جن کا تم دعویٰ کر رہے ہو۔ ایسی صورت میں ان پجاریوں اور تم میں کوئی فرق نہ ہوا۔ پھر میں کیوں تمہیں اپنے لوگوں کے درمیان رہنے کی اجازت دوں۔ کوئی ایسا کام کرو جس سے میں متاثر ہوں اور مجھے یقین ہو جائے کہ تم واقعی غیر معمولی قوتوں کے مالک ہو۔"

اس پر یوناف نے چلا کر زور سے کہا۔

"اے ایطال! اپنے عصا کی طرف دیکھو۔

ایطال نے جب عصا کی طرف دیکھا تو وہ سانپ بن چکا تھا۔ اس نے فوراً اسے ریت پر پھینک دیا اور اٹھ کھڑا ہوا، لیکن وہ سانپ جب ریت پر گرا تو پھر سنہری عصا بن چکا تھا۔ اس موقع پر بڑے پجاری لطین نے چاہا کہ وہ سنہری عصا اٹھا کر اپنے بادشاہ کو دیدے لیکن جونہی لطین نے اسے ہاتھ لگایا وہ عصا پھر سانپ بن کر پھنکارنے لگا۔ لطین دہشت زدہ ہو گیا اور اس نے دوبارہ اسے ریت پر پھینک دیا۔

1۔ افریقہ کے بعض قبیلوں کا عقیدہ تھا کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو یہ اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی روح جسم کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر نکل جاتی ہے چنانچہ ایسی صورت میں یہ لوگ اپنے پجاری اور جادوگر سے رجوع کرتے تھے تاکہ وہ آوارہ روح کو گرفتار کر کے انکے جسم میں واپس لائے۔ (شاخِ زریں) سماٹرا کے باتک قبائل کا خیال تھا کہ جسم سے روح کی غیر حاضری کی وجہ سے آدمی بیمار اور ناتواں ہو کر مر جاتا ہے۔ اس صورت میں ان کے جادوگر روحوں کو واپس بلاتے تھے۔ بیمار شخص کو اس کے گھر کی دہلیز پر پانی، چاول اور شراب رکھ کر پھر منتر پڑھ کر روح کو واپس بلایا جاتا تاکہ وہ چیزیں کھا کر تھکی ماندی روح پھر تازہ دم ہو جائے۔

یوناف ابھی تک پر سکون انداز میں اپنی جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ ایطال لطین اور ایطال کی بیٹی کیتم کے علاوہ دونوں مسلح جوان بھی جو اسے وہاں لے کر آئے تھے، پریشان اور دہشت زدہ تھے۔ یوناف نے اس بار خود ہاتھ آگے بڑھا کر اس سنہری عصا کو پکڑا۔ اس پر انہوں نے دیکھا کہ وہ عصا عصا ہی رہا، سانپ نہ بنا۔ ایطال کو دینے کے لیے عصا یوناف نے اس کی طرف بڑھایا لیکن ایطال ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے ہچکچا رہا تھا اور خوف محسوس کر رہا تھا۔

یوناف نے کہا۔

''اے ایطال! اسے تھام لو، اب یہ تمہارے عصا کے سوا کچھ نہیں ہے۔''

اس کے کہنے پر ایطال نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور عصا تھام لیا۔ یوناف پھر حرکت میں آیا۔ ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنی تلوار نکالی۔ اس پر سری عمل کیا اور پھر جونہی اس نے اس تلوار کا رخ لطین کی طرف کر کے تلوار کا اگلا حصہ بلند کیا، اسی نسبت سے پجاری لطین ہوا میں معلق ہو گیا۔ یوناف اسے سر کی بلندی تک لے گیا، پھر اس نے اپنی تلوار کو نیچا کر کے اسے پھر اپنی جگہ پر بٹھا دیا۔

ایطال فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور یوناف کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے اس نے کہا۔

''میرا کوئی بیٹا نہیں۔ آج سے تم میرے بیٹے ہو اور کیتم کے بھائی۔ اب چونکہ میں نے تمہیں چھو لیا ہے لہٰذا تم میرا بیٹا ہونے کے ناطے میرے لوگوں کے لیے محترم اور مقدس ہو گے۔ پجاری لطین واپس جا کر اپنی ساری بستیوں میں اعلان کرا دے گا کہ تم میرے چھوئے ہوئے ہو۔ اس طرح سب لوگ تمہیں مقدس مان کر تمہارا احترام کریں گے۔ تو بستیوں میں جدھر بھی جائے گا تجھے عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔''

یوناف نے کہا۔

''اے سردار! یہ ایک معمولی سا مظاہرہ ہے جو میں نے اپنی قوت کا کیا ہے، میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں لیکن اے سردار! یہ تم نے اپنے پجاریوں کے لیے جو دعویٰ کیا ہے کہ یہ انسانی جسم سے روح نکال بھی لیتے ہیں اور اس میں ڈال بھی دیتے ہیں اسے میرا دل نہیں مانتا۔ کسی کے مردہ جسم میں روح ڈال دینا ناممکن ہے۔ اسی طرح کسی

کے جسم سے روح نکالی بھی نہیں جا سکتی۔ ہاں اگر اسے جان سے مار دیا جائے تو علیحدہ بات ہے۔

اس موقع پر لطین نے ایطال کی تائید میں بولتے ہوئے کہا۔

''جو کچھ سردار ایطال نے کہا ہے درست ہے، میں اور ان سرزمینوں کے میرے جیسے کئی اور لوگ بھی روحوں کو نکالنے اور ڈالنے پر گرفت رکھتے ہیں اگر تم کہو تو میں یہیں بیٹھے بیٹھے اس کا عملی نمونہ دکھا دوں۔''

یوناف نے کہا۔

''ضرور۔ ذرا میں بھی تو دیکھوں۔''

پجاری لطین سنبھل کر بیٹھا اور اس نے اپنا عمل شروع کر دیا، تھوڑی دیر تک وہ آنکھیں بند کیے خاموش بیٹھا رہا اور اس کے ہونٹ ہلتے رہے، پھر اس نے بلند آواز میں کہنا شروع کیا۔

''ادم! میرا تیر اکارت جاتا ہے۔ میرا تیر اکارت جاتا ہے کہ چاند پر اداسی چھاتی ہے، میرا تیر اکارت جاتا ہے۔ سورج گل ہو گیا ہے۔ تارے مدھم ہوئے جاتے ہیں، میرا تیر اکارت جاتا ہے لیکن میرا نشانہ سورج نہیں، چاند نہیں، تارے نہیں، میرا نشانہ کریون ہے۔ کٹ! کٹ! کٹ! کریون کی روح! آ میرے ساتھ چل اور میرے پاس بیٹھ اور میرے ساتھ ایک تکیے پر سو۔ کٹ! کٹ! روح!''

لطین نے اس عمل کو تین مرتبہ دہرایا اور اس کے ردعمل میں دو مسلح محافظوں میں سے ایک حواس باختہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔

پجاری نے خوشی میں نعرہ مارنے کے انداز میں کہا۔

''دیکھا۔ میں نے اس محافظ کہ جس کا نام کریون ہے، جسم سے روح نکال لی ہے اور

1۔ روحوں کا یہ اغوا صرف تاریک براعظم ہی میں رائج نہ تھا بلکہ جزیرہ نمائے ملایا سے زیادہ شاید ہی [illegible] ملک میں روحوں کو اغوا کرنے کا فن فروغ اور کمال پذیر ہوا۔ ملایا میں اس مقصد کے لیے مختلف [illegible] ہیں اور مختلف مقاصد کے لیے روحوں کو اغواء کیا جاتا ہے کبھی کسی دشمن قبیلے کی تباہی کے سبب [illegible] اوقات کسی سنگدل یا شرمیلی نازنین کا دل جیتنے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے اور یہ کام عموماً [illegible] ہے جب چاند افق پر ابھرے آئے۔ (جارج فریزر)

اس کا دھڑ اب بیکار ہو کر زمین پر گر گیا ہے۔''

یوناف نے ایک بار اس گرتے والے محافظ کو غور سے دیکھا، پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا دیا۔ نبض چل رہی تھی۔

اس دوران پجاری لطین کی آواز پھر بلند ہوئی۔

''گو یہ عمل اس وقت کیا جاتا ہے جب چاند افق مشرق سے ابھر رہا ہو اور چاندنی رات میں دائیں پاؤں کا انگوٹھا بائیں پاؤں کے انگوٹھے پر رکھا جائے اور دائیں ہاتھ کی مٹھی ترم کی طرح منہ کو لگا لی جائے۔ میں نے انگوٹھوں کو بھی ایک دوسرے پر رکھا اور مٹھی کو بھی ترم کی طرح منہ پر لے گیا مگر دیکھو چاندنی رات نہ ہونے کے باوجود میں نے اس عمل کو کیا کامیاب کر دکھایا ہے۔''

یوناف نے غور سے پجاری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے لطین! کریون زندہ ہے۔ اس کی سانس چل رہی ہے۔ اس کی روح اس کے جسم کے اندر ہے، ہاں تم نے اس پر اپنا سحر کر کے اسے صرف بے ہوش کر دیا ہے ورنہ یہ بھلا چنگا ہے۔''

لطین نے چلا کر کہا۔

''نہیں۔ اس کی روح اس کے جسم میں نہیں ہے۔ وہ اس وقت میری گرفت میں ہے اور اس کا جسم اس وقت مردہ ہے جس کے اندر اگر میری نکالی ہوئی روح نہ ڈالی جائے تو بھلے اس کو دفن ہی کر دیا جائے۔''

یوناف نے اپنی جگہ پر بیٹھے ہی بیٹھے اس بے ہوش محافظ پر اپنا کوئی سری عمل کیا جس کے جواب میں وہ فوراً پہلے کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔

یوناف نے لطین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''دیکھا! میں نے کہا تھا نہ کہ یہ زندہ ہے۔ اس کی سانس چل رہی ہے اور اس کی روح اس کے جسم میں ہے لیکن تم نہ مانے۔ اب تم سنبھال کر رکھو، اس روح کو جس کے متعلق تمہارا دعوٰی ہے کہ تم نے اس کے جسم سے نکال لی ہے۔''

لطین نے پھر چلا کر کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ میں نے کریون کے جسم سے یقیناً روح نکالی تھی لیکن وہ روح تم نے

مجھ سے چھین کر دوبارہ اس کے جسم میں ڈال دی ہے۔''

یوناف نے پوچھا۔

''تم نے روح کو نکال کر کہاں رکھا تھا۔''

لطین نے کہا۔

''وہ میری مٹھی میں تھی۔''

یوناف نے اس بار طنزاً پوچھا۔

''مٹھی تو تمہاری اب بھی بند ہے پھر روح کیسے نکل بھاگی۔''

لطین نے تاسف بھرے انداز میں کہا۔

''آہ! وہ روح تم نے مجھ سے چھین لی۔ یقیناً تمہارا عمل میرے عمل سے بلند اور برتر ہے، کاش وہ علوم جو تمہارے پاس ہیں، میرے پاس بھی ہوتے۔''

لوگ سارا سامان سمیٹ کر مرکزی بستی کی طرف لے گئے تھے۔ لہٰذا سردار ایطال اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

''چلو اب چلیں۔ باقی گفتگو پھر کسی موقع پر ہو گی۔''

یوناف، کیتم اور پجاری لطین بھی کھڑے ہو گئے اور ایطال کے ساتھ ہو لیے۔ جب وہ اپنی مرکزی بستی کے پاس پہنچے تو وہاں سامان کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ یوناف نے دیکھا ان وحشیوں کے گھر پتھر کے بنے ہوئے تھے اور ان کی بستیاں کوہستانِ اطلس کے دامن میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں، بستی سے باہر کوہستانی سلسلے کے پاس ایک بہت بڑی عمارت تھی جو ان کا معبد تھا۔ سردار ایطال نے پہلے وہ سارا سامان اپنی مختلف بستیوں میں تقسیم کیا، اس کے اپنے حصے کا سامان اس کے محافظ لے کر چلے گئے۔

جب تقسیم کا کام تمام ہوا تو ایطال یوناف اور کیتم کے ساتھ ایک بہت بڑی اور وسیع حویلی میں داخل ہوا، پھر یوناف کو مخاطب کر کے اس نے کہا۔

''اے یوناف! کہ اب تم میرے بیٹے ہو۔ یہ میری حویلی ہے، پہلے ہم گھر کے صرف دو ہی افراد تھے، ایک میں اور دوسری کیتم، تمہارے آنے سے اب ہم گھر کے تین افراد ہو گئے ہیں۔

پھر وہ باپ بیٹی کھانے پینے کی اشیاء سے یوناف کی تواضع کرنے لگے!

○

ممفس شہر میں عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس مکان میں داخل ہوا جس میں یافان، عارب بیوسا اور نبیطہ رہ رہے تھے۔ سورج طلوع ہو چکا تھا اور دھوپ چڑھ آئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی عارب نے پوچھا۔ ''اے آقا! آپ تو یوناف اور ابلیکا کو دیکھنے گئے تھے۔ کیا وجہ ہوئی کہ آپ لوٹے نہیں۔ رات بھر باہر رہے اور یوناف اور ابلیکا میں سے بھی کوئی اس طرف نہیں آیا۔''

عزازیل نے کہا۔ ''ان دونوں نے مجھے دیکھ لیا تھا، لہٰذا وہ میرے تعاقب میں لگ گئے۔ اپنے آپ کو ان سے بچانے کے لیے میں دریائے نیل میں کودا، پھر وہاں سے سمندر میں داخل ہوا، پھر وہ دونوں میرے تعاقب میں رہے۔ یہ تعاقب مغرب میں دور کے سمندروں تک جاری رہا، یہاں تک کہ میرے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے اور ان کی مدد سے میں ابلیکا اور یوناف کو چکمہ دینے میں کامیاب ہو گیا، میں پورے حالات کا جائزہ لے کر آرہا ہوں۔ یوناف وہاں سمندر کے کنارے ایک وحشی قوم کے اندر آباد ہو گیا ہے لیکن اسے ہم کسی بھی صورت معاف نہ کریں گے۔''

''سنو میرے عزیزو! جس قوم میں یوناف جا کر آباد ہوا ہے۔ اس کی دشمن قوم کا سردار میرا خوب جاننے والا ہے کہ ایک بار انسانی روپ میں اس کے سامنے آکر میں نے اس پر ایک احسان کیا تھا، ہم سب وہاں اس سردار کے پاس جا کر رہیں گے اور وہاں قیام کے دوران یوناف اور ابلیکا کو ایک عذاب میں مبتلا کر کے رکھ دیں گے۔''

''حالات کا تقاضا تو یہی تھا کہ ہم ابھی اور اسی وقت ان کی طرف روانہ ہو جاتے لیکن میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابھی چند امور کو نمٹانا ہے۔ اسی لیے میں چند روز بعد تمہاری طرف لوٹوں گا پھر ہم ان گمنام سرزمینوں کا رخ کریں گے، جہاں جا کر یوناف آباد ہو گیا ہے۔ اب میں جاتا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا۔

○

ابراہیم علیہ السلام نمرود کی ہٹ دھرمی اور تعصب سے تنگ آ کر اس کی سلطنت کے طبقاتی کشمکش[1] والے معاشرے سے نکل کر حاران شہر کی طرف گئے۔ یہاں خدائے قدوس کی طرف سے آپ پر وحی[2] ہوئی جس کے مطابق خداوند کریم کے حکم کے مطابق ابراہیمؑ اپنی بیوی سارہ اور بھتیجے لوطؑ کے ساتھ نکل کر فلسطین کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ کے ساتھ وہ لوگ[3] بھی حاران شہر سے فلسطین کی طرف روانہ ہو گئے جو حاران شہر میں ابراہیمؑ کے قیام کے دوران آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ اس وقت آپؑ کی عمر پچھتر[4] برس کی تھی۔ اس گروہ کے ساتھ لگا تار سفر کرتے ہوئے آپ فلسطین میں داخل ہوئے اور سکیم[5] کے مقام پر آپ نے قیام کیا، یہاں قیام کے دوران آپ کے ساتھیوں اور آپ کے ریوڑ کے جانوروں کی تعداد خوب بڑھنا شروع ہو گئی تھی۔

دوسری طرف شمالی ایران میں قوم ماد کے لیے بھی ایک طوفان کروٹیں لے رہا تھا۔ گو منوچہر نے ایک زبردست جنگ میں اپنے تایا سلم اور تور کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور وہ پرسکون ہو کر قوم ماد پر حکومت کر رہا تھا لیکن اندر ہی اندر مصائب کا ایک طوفان اس کے خلاف حرکت میں آنے کو منہ کھول رہا تھا اور وہ یہ کہ تور کا بیٹا افراسیاب جنگی تیاریوں

---

[1] ۔ نمرود کی سلطنت کا معاشرہ اس وقت تین طبقوں میں تقسیم تھا جو باہم کشمکش میں مبتلا تھا۔ پہلا طبقہ عمیلو کہلاتا تھا، اس میں اونچے درجے کے لوگ مثلاً پجاری اور حکومت کے عہدے دار شامل تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کا باپ آذر بھی اسی طبقے کا ایک فرد تھا۔ دوسرا طبقہ مشکینو کہلاتا تھا۔ اس میں اہل تجارت، صناع اور سوداگر شامل تھے۔ تیسرے طبقے کا نام آردو تھا اور یہ غلاموں پر مشتمل تھا۔۔۔ (یہودیوں کی مذہبی کتاب تالمود اور تفہیم القرآن)

[2] ۔ خداوند کریم نے حضرت ابراہیمؑ پر وحی کی کہ ''اس ملک میں جا جو میں تجھے دکھاؤں گا اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور برکت دوں گا اور تیرا نام سرفراز کروں گا۔ سو تو باعث برکت ہو۔ جو تجھے مبارک کہیں ان کو میں برکت دوں گا جو تجھ پر لعنت کرے اس پر میں لعنت کروں گا اور زمین کے سب قبیلے تیرے وسیلے سے برکت پائیں گے۔ ماخوذ از: توریت، پیدائش کا باب 12: آیت 2-3۔

[3] ۔ ماخوذ از توریت (پیدائش) باب 12: آیت 5۔

[4] ماخوذ از توریت (پیدائش) باب 12: آیت 4۔

[5] ۔ سکم وہی جگہ ہے جہاں حضرت یعقوبؑ کے بیٹے اپنا ریوڑ چرایا کرتے تھے، یہاں ان کی کچھ زمین بھی تھی۔ انہوں نے اپنے بھائی یوسفؑ پر سختیاں کیں پھر انہیں دوتن کے کنویں میں ڈال دیا۔ اس سے متعلق مفصل

میں مصروف تھا تاکہ وہ اپنے چچا زاد بھائی منوچہر سے اپنے باپ تور اور چچا سلم کا انتقام لے۔

ادھر ہندوستان میں کچھ حوادث درپے انقلاب تھے آرین جنہوں نے ابھی تک اپنے آپ کو ہندوستان کے شمال مغرب کے بہت مختصر علاقوں تک محدود کر رکھا تھا، ایشیائے کوچک اور ازمیر سے نئے ہجرت کر کے آنے والے آریوں کی وجہ سے ان کی تعداد کافی بڑھ گئی تھی اور وہ بھی آگے بڑھ کر ہندوستان کے قدیم باسی دراڑوں پر ضرب لگانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

○

عزازیل اور اس کے پانچوں ساتھی انسانی روپ میں یافان، عارب، بیوسا اور نبیط کے ساتھ کوہستانِ اطلس کی بحرظلمات کی طرف جانے والی شاخ کے جنوب میں افریقہ کے ان وحشی قبائل کے پاس نمودار ہوئے جو ان قبائل کے دشمن تھے جن قبائل کے اندر یوناف نے قیام کر رکھا تھا، پھر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عزازیل ان قبائل کی مرکزی بستی کے پاس آیا اور بستی کے باہر ایک وسیع حویلی کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ''سنو میرے ساتھیو! یہ ان قبائل کے سردار کی حویلی ہے۔ اس کا نام اثور ہے۔ اس کی بیوی کا نام زان ہے۔ اس کا ایک انتہائی طاقتور اور جوان بیٹا ہے اور اس کا نام سوریان ہے اور وہ جو تم سردار اثور کی حویلی کے دائیں طرف پتھروں کی ایک عمارت دیکھ رہے ہو وہ مہمان خانہ ہے، جس کے اندر وہ لوگ قیام کرتے ہیں جو اجنبی اور پردیسی ہوں یا ان قبائل کے مہمان بن کر ٹھہریں۔ ہمارا قیام بھی اسی عمارت میں ہوگا اور وہاں سے ہم بہتر طور پر یوناف کے خلاف حرکت میں آسکیں گے۔ آؤ اب حویلی میں چلیں کہ میں سردار سے تمہارا تعارف کراؤں۔''

اپنے ساتھیوں کے ساتھ عزازیل حویلی میں داخل ہوا۔ اس وقت سردار اثور، اس کی بیوی زان اور بیٹا سوریان حویلی کے بیرونی احاطے میں بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے، جونہی انہوں نے عزازیل کو دیکھا وہ تینوں اس کی طرف لپکے

اس موقع پر عزازیل نے یافان، عارب، بیوسا اور نبیط کو مخاطب کر کے کہا۔ ''میں نے ان کو اپنا نام عزازیل ہی بتا رکھا ہے لیکن ان پر یہ ظاہر نہیں کیا کہ میں ابلیس ہوں، اس لیے تم لوگ ذرا محتاط رہنا، یہ لوگ میرے ساتھیوں کے نام بھی جانتے ہیں۔''

اتنی دیر میں وہ تینوں قریب آ گئے۔ سب سے پہلے اثور اور سوریان عزازیل سے بغل گیر ہوئے۔ پھر دوسرے لوگوں نے ہاتھ ملایا جبکہ زان، بیوسا اور نبیط کے پاس آ کھڑی ہوئی، سب حویلی کے احاطے میں بیٹھ گئے۔

پھر اثور نے عزازیل کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ ''اے ہمارے عظیم محسن! آج آپ کا ادھر آنا کیسے ہوا۔''

عزازیل نے انتہائی نرم اور شفیقانہ لہجے میں کہا۔ ''یہاں ان وادیوں، صحراؤں اور کوہستانوں کے اندر تمہارے لیے ہولناک مصائب اور اذیتیں اٹھنے والی ہیں، میں اسی غرض سے اس طرف آیا ہوں کہ تم لوگوں کو اس ہولناکی سے آگاہ کروں اور اس سے تم لوگوں کو بچانے کے لیے تدبیر کروں۔''

اثور، زان اور سوریان حیرت و تعجب سے عزازیل کی طرف دیکھنے لگے۔ پھر اثور نے پوچھا۔

''اس سرزمین کے اندر کیا ہولناکی آنے والی ہے۔''

عزازیل نے کہا۔ ''اے اثور! تمہارے دشمن قبائل کے اندر ایک ایسا شخص داخل ہوا ہے جو بے پناہ قوتوں کا مالک ہے۔ اس کا قیام تمہارے دشمن قبائل کے سردار ایطال کے ہاں ہے۔ ایطال نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا ہے اور اس کی بیٹی کیتم اسے اپنا بھائی کہنے لگی ہے۔ ایطال اگر چاہے تو اس نوارد نوجوان کی مدد سے تم پر قابو اور گرفت حاصل کر کے تم لوگوں کو صعوبتوں اور اذیتوں میں ڈال سکتا ہے کیونکہ وہ جوان حیرت انگیز اور ان گنت سری قوتوں کا مالک ہے۔ میں نے اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ اس لیے تمہاری طرف آیا ہوں کہ ایطال اگر اس جوان کو جس کا نام یوناف ہے تمہارے خلاف حرکت میں لائے تو میں تمہاری مدد کر سکوں۔''

اثور نے چند لمحوں کے بعد پوچھا۔ ''اے عزازیل! تم نے ایک بار مجھ پر اپنی ان گنت

عزازیل نے کہا۔ ''ہاں وہ مجھ سے بھی ٹکرا سکتا ہے اور ایسا وہ پہلے کئی بار کر چکا ہے۔ میں یہاں رہ کر اسے قابو کر کے اپنے سامنے بے بس کرنے کی کوشش کروں گا جب تک یہ کام ہو نہیں جاتا مجھے اجازت دو کہ میں تمہارے مہمان خانے میں رہ سکوں۔''

اثور نے خوش طبعی سے کہا۔ تم ضرور اس میں قیام کرو بلکہ میں تو پسند کروں گا کہ تم ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس مہمان خانے میں رہو تا کہ تمہاری موجودگی میں ہم لوگوں کے لیے قوت اور اعتماد کا باعث رہے۔ اے عزازیل! تم ہمارے لیے ایسا کرو کہ اس یوناف کو قابو کر کے ایک دفعہ ہمارے تہہ خانے میں ڈال دو پھر وہ ہمارے لیے باعث نقصان نہ ہو سکے گا۔''

اس بار عارب نے گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔ ''تم لوگوں کے تہہ خانے کس جگہ اور کہاں ہیں اور کس مقصد کے لیے ہیں؟''۔

اثور نے کہا۔ ''کوہستانِ اطلس کا ایک حصہ ہمارے قبضے میں اور کچھ حصہ ہمارے دشمن قبائل کے تصرف میں ہے اور اسی حصے سے سب قبائل سونا نکالتے ہیں۔ اسی کوہستان کے اندر ہم لوگوں نے بہت بڑے بڑے اور حیرت انگیز تہہ خانے بنا رکھے ہیں ان تہہ خانوں کے اندر ہم باغی، سرکش اور مجرم لوگوں کو رکھتے ہیں۔ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر ان سے سونے کی کھدائی کا کام بھی لیتے ہیں، اگر تم لوگ اس جوان کو ہمارے تہہ خانوں کے اندر بند نہیں کر سکتے تو پھر تم سب مل کر اس کا کام تمام کر دو کہ وہ کبھی ہمارے لیے زیاں اور اذیت کا باعث نہ بنے۔''

عزازیل نے کہا۔

''ہم میں سے کوئی بھی اس جوان کو ختم نہیں کر سکتا۔ ہاں! ہمارے لیے یہ ضرور ممکن ہے کہ ہم اسے اس کی سری قوتوں سے محروم کر کے اس طرح کر دیں کہ اس کے ذہن کو اس کی یادداشتوں اور اس کے سارے علوم سے صاف کر دیں اور ایک عام انسان کی کیفیت میں ہم اسے تم لوگوں کے تہہ خانوں میں بند کر دیں، یہاں تم لوگ اسے زنجیروں میں جکڑ دینا اور اس سے کوہستانوں کے اندر سے سونا نکلوانے کا کام لینا، یہ بھی سن رکھو کہ وہ ایک قدیم ترین انسان ہے اور اپنی مخصوص اور وہبی قسم کی قوتوں کی بناء پر زندہ ہے۔ وہ انتہائی طاقتور ہے اور تم لوگوں کے دس انتہائی طاقتور جوان مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر

سکتے۔

اثور نے بے چین ہو کر کہا۔

''نہیں ہرگز نہیں۔ میں اسے تسلیم کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں کہ وہ ہمارے دس جوانوں کو مات کر دے، وہ ہمیں اپنی سری قوتوں سے نقصان تو پہنچا سکتا ہے لیکن ایسا طاقتور نہیں ہو سکتا کہ ہمارے دس جوانوں کو پچھاڑ دے۔ سنو! ہمارے تہہ خانے کے اندر ایک ایسا جوان بند ہے کہ جو طاقت میں ہاتھی کی طرح ہے۔ وہ بڑا کام کا آدمی ہے لیکن اس نے میرے خلاف بغاوت کی اور میرے قتل کے درپے ہوا لہٰذا میں نے اسے تہہ خانے میں بند کر دیا ہے وہ زنجیروں میں جکڑا ہے اور اس سے بھی کانوں کی کھدائی کا کام لیا جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اکیلا ہی یوناف کو زیر کر سکتا ہے بشرطیکہ یوناف اپنی سری قوتیں استعمال نہ کرے۔

عزازیل نے کہا۔ ''اچھا! ہم لوگ یوناف کی سری قوتوں پر قابو پانے کے بعد یوناف کو انہی تہہ خانوں میں بند کر دیں گے جن میں تمہارا وہ بغاوت کرنے والا جوان بند ہے اور اس کا تم نے نام نہیں بتایا۔ پھر دیکھ لیں گے کہ دونوں میں کون کس کو زیر کرتا ہے، پہلے میں اپنے ان ساتھیوں کو مہمان خانے میں لے جانا چاہتا ہوں تا کہ یہ سب وہاں آرام کریں۔ اور سنو اثور! یہ جو میرا ساتھی ہے۔'' عزازیل نے یافان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ بھی انتہائی بھیانک قوتوں کا مالک ہے یہ اپنا چہرہ اور اپنا جسم نقاب اور لمبی عبا سے اس لیے ڈھانپے رہتا ہے کہ اس کی ہیئت اور جسمانی ساخت ایک منفرد نوعیت کی ہے۔ یہ میں تمہیں اس لیے بتا رہا ہوں کہ اگر اچانک تمہارے لوگوں کا اس سے سامنا ہو جائے کہ اس نے اپنا چہرہ ڈھانپ نہ رکھا ہو تو وہ اس سے خوفزدہ نہ ہو جائیں۔''

ساتھ ہی عزازیل نے یافان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''اے محترم یافان! اپنا نقاب ہٹاؤ اور چہرہ ننگا کرو تا کہ یہ لوگ تمہیں دیکھیں اور بعد میں اپنے آدمیوں کو بھی تمہارے بارے میں تفصیل سے بتا دیں۔''

یافان نے جب اپنا ہاتھ عبا سے باہر نکالا تو اس کے استخوانی ہاتھ کو دیکھ کر اثور، زان اور سوریان بری طرح پریشان ہو گئے اور جب اپنا ہاتھ حرکت میں لا کر یافان نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا تو اس کا ہڈیوں پر مشتمل بھیانک چہرہ دیکھ کر ان تینوں کی چیخیں نکلتے

نکلتے رہ گئیں وہ تینوں انتہائی خوف زدہ انداز میں یافان کو دیکھ رہے تھے۔

عزازیل اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔ ''ہمیں اب چلنا چاہیے، کیا تم سوریان کو ہمارے ساتھ نہ بھیجو گے کہ ہمیں مہمان خانے تک چھوڑ آئے۔''

اثور نے کہا۔ ''ضرور ضرور! سوریان آپ لوگوں کو مہمان خانے تک چھوڑ آتا ہے۔ میں آپ سے یہ بھی کہوں گا کہ جب تک آپ لوگوں نے یہاں قیام کرنا ہے، مہمان خانہ کلی طور پر آپ لوگوں کے تصرف میں رہے گا۔ اگر کسی کا کوئی اور مہمان آیا تو اسے کسی اور مناسب جگہ پر ٹھہرا دیں گے۔''

سوریان خاموشی سے اٹھ کر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہولیا۔

سوریان سب کو لے کر مہمان خانے میں آیا، وہاں اس نے انہیں مہمان خانہ کے سارے کمرے دکھانے کے بعد مہمان خانے کے محافظوں کو تاکید کر دی کہ مہمان خانہ مکمل طور پر عزازیل اور اس کے ساتھیوں کے استعمال میں رہے گا۔

جب سوریان چلا گیا اور ان سب نے اپنے اپنے کمروں کا تعین کر لیا تو عزازیل نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ ''اب تم لوگ سکون کے ساتھ یہاں قیام کرو۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اب یہاں سے جاؤں گا، چند دن بعد لوٹوں گا، پھر عملی طور پر ہم یوناف کے خلاف حرکت میں آئیں گے۔''

عارب نے حیرت سے کہا۔ ''آپ کہاں جائیں گے، آپ کی تو اب یہاں سخت ضرورت ہے۔'' عزازیل نے کہا۔ ''میرے اور بھی ان گنت کام ہیں، میں چند یوم کے لیے اب آسمانوں کی طرف پرواز[1] کروں گا اور خداوندی احکامات کی سن گن[2] لینے کی کوشش کروں گا اور یہ کام ہمارے لیے سب سے افضل اور اہم ہے اور اسی کی وجہ سے ہم لوگوں کو اپنے

۱۔ جس طرح ابوالبشر کی پیدائش گارے کی کھنکتی مٹی سے ہوئی ایسے ہی ابوالجان (جنوں کا جد امجد) کی پیدائش بے دھوئیں کے شعلے سے ہوئی جیسے کے سورہ رحمٰن میں فرمایا۔ خلق الجان من مارج النار اور سورۃ الحجر میں فرمایا۔ والجان خلقته من قبل من نار السموم۔ جنات کی پیدائش چونکہ انسان کی نسبت فرشتوں کی پیدائش سے زیادہ قریب ہے لہٰذا یہ آسمان کی طرف پرواز کر سکتے ہیں۔

۲۔ جیسا کہ سورۃ الحجر کے رکوع 2 آیت 18 میں فرمایا کہ: ''یہ چوری چوری آسمانی خبروں کی سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں۔'' اسی موضوع پر حدیث نبویؐ ہے کہ: ''فرشتے کبھی کبھی جب نیچے اتر کر آسمانی خبروں کا باہمی تذکرہ کرتے ہیں تو شیاطین اسی فضائے آسمانی میں چھپ کر یہ خبریں سننے کی کوشش کرتے ہیں۔''

حلقۂ اثر میں داخل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ آسمان سے جو خبریں ہم حاصل کرتے ہیں، جب ہم لوگوں سے یہ کہتے ہیں تو وہ ہمارا اتباع کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔''

عارب نے اس بار تعجب سے عزازیل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''کیا آسمانوں کی یہ خبریں آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہیں اور ان خبروں کو کس طرح آپ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔''

عزازیل نے کہا۔ ''اے عارب! یہ خبریں ہم کاہنوں، عالموں اور غیب دانی کا ڈھونگ رچانے والوں کو مہیا کرتے ہیں، جن کی مدد سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ رہا تمہارا یہ سوال کہ کیا آسمانوں سے خبریں حاصل کرنا آسان کام ہے؟ تو سن رکھو کہ یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے کہ ہم فضاؤں کی طرف پرواز کریں اور خبریں لے کر لوٹ آئیں، ہم یوں تو روزانہ آسمانوں کی طرف پرواز کرتے ہیں لیکن کبھی کبھی ہی کوئی سن گن لینے میں کامیاب ہوتے ہیں ورنہ یہ آسمانی نظام ایسا سخت ہے کہ ہم وہاں سے خبریں حاصل نہیں کر سکتے۔''

''یہ صرف سن گن لینے والی بات ہے ورنہ خدائے ذوالجلال نے فضاؤں کے اندر مضبوط برج[1] بنا رکھے ہیں۔ جب ہم خبریں حاصل کرنے کے لیے ان برجوں کی طرف جاتے ہیں تو روشن شعلے[2] ہمارا تعاقب کرتے ہیں اور ہم وہاں سے بھاگنے پر مجبور ہو جاتے

۱۔ ان برجوں کا ذکر سورۃ الحجر میں بھی کیا گیا ہے۔ ان برجوں سے متعلق محققین کی مختلف آراء ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ وہ بارہ برج ہیں جن پر سورج کے مدار کو تقسیم کیا گیا ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ یہ فضاؤں کے اندر سیارے ہیں اور تیسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ عالم بالا میں جو مختلف خطے ہیں جن کو مستحکم سرحدوں سے ایک دوسرے سے علیحدہ کیا گیا ہے تاکہ ایک خطے کی آفات دوسرے میں داخل نہ ہو سکیں اور یہی مستحکم سرحدیں برج ہیں۔

۲۔ ان روشن شعلوں کو قرآن مقدس، شہاب ثاقب اور شہاب مبین بھی کہا گیا ہے۔ ان کے متعلق بھی محققین کے تین گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ جب سمندر سے بخارات اٹھتے ہیں تو ان کے ساتھ کچھ آتشی ذرات بھی اوپر چلے جاتے ہیں جو اوپر کی فضا میں گرمی پا کر سلگ اٹھتے ہیں، دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ یہ کائناتی شعاعیں (COMIC RAYS) ہیں۔ تیسرا گروہ جو جدید سائنسدانوں پر مبنی ہے ان کا خیال ہے کہ اوسطاً ہر روز دس کھرب شہاب ثاقب فضائے بسیط میں نمودار ہوتے ہیں ان کی رفتار 5 میل فی سیکنڈ ہوتی ہے۔ ان میں سے ہر روز دو کروڑ کی تعداد میں زمین کے بالائی خطے میں داخل ہوتے ہیں اور بڑی مشکل سے اکا دکا زمین پر گرنے میں کامیاب ہوتے ہیں ورنہ یہ فضاؤں کے اندر ہی جل کر ختم ہو جاتے ہیں، ہر روز 10 کھرب نمودار ہونیوالے ان شہاب ثاقب یا روشن شعلوں ہی سے شیاطین کو اوپر جانے سے روک دیا جاتا ہے۔ 1833 میں شمالی امریکہ کے جنوبی ساحل پر نصف شب سے لے کر صبح تک شہاب ثاقب کی بارش ہوئی تھی اور وہاں 2 لاکھ شہاب ثاقب گرے تھے۔ دنیا میں جو عجائب گھروں کے اندر شہابی پتھروں کے نمونے پائے جاتے ہیں، ان میں سب سے بڑا 645 پونڈ کا ایک پتھر ہے جو گر کر گیارہ فٹ زمین میں دھنس گیا تھا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا 1946۔ جلد 15۔ صفحہ 337 تا 339۔

ہیں، بہر حال تم اس گفتگو کو چھوڑو کہ اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میری غیر موجودگی میں تم لوگ محتاط رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ ابلیکا میری غیر حاضری کے دنوں میں یوناف کو تمہارے متعلق خبر دے اور وہ تمہارے خلاف حرکت میں آ کر سارے کھیل کو بگاڑنے میں کامیاب ہو جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو ان وحشی قبائل کے اندر ہماری کوئی عزت نہ رہے گی۔ ویسے میں احتیاطاً اپنے دو ساتھی شبر اور زکنبور یہاں چھوڑے جا رہا ہوں۔ یہ اپنی اصل حالت میں تمہارے اطراف میں رہیں گے اور اگر ابلیکا یا یوناف کی طرف سے تمہیں کوئی خطرہ ہوا تو یہ تمہیں بر وقت اطلاع کر دیں گے۔ اس کے علاوہ یہ مجھے بھی خبر کر دیں گے اور میں موقع پر پہنچ کر ان دونوں کے خلاف حرکت میں آ جاؤں گا۔“

”ویسے یہ مہمان خانے کوہستانِ اطلس کے دامن میں ایک محفوظ جگہ ہیں اور پھر اس مہمان خانے کے محافظ اور خدام تم لوگوں کی ہر آسائش کا خیال رکھیں گے کیونکہ سردار اثور کا بیٹا سوریان انہیں تمہارے متعلق خوب تنبیہ کر گیا ہے اور سنو۔ ان تاریک سرزمینوں کے اندر سردار کے بعد سب سے زیادہ عزت ان پجاریوں کی ہوتی ہے یہ جڑی بوٹی اور جادو کی مدد سے لوگوں کا علاج بھی کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو پوجا پاٹ کے طریقے بھی سکھاتے ہیں، تم لوگ سردار کی طرح ان پجاریوں کے ساتھ بھی عزت سے پیش آنا۔ ان تاریک سرزمینوں کے سب لوگ خواہ سردار اثور کے قبائل کے ہوں یا ان کے دشمن قبیلوں کے، سارے ہی ایسے بڑے بڑے بتوں کی پوجا کرتے ہیں، جس کا اوپر کا دھڑ حسین ترین عورت کا اور نچلا دھڑ شیر[1] کا ہے۔ اس قسم کی مخلوق قدیم زمانے میں ان علاقوں میں پائی جاتی تھی، لہٰذا یہ لوگ اسی کی عبادت اور پوجا کرتے ہیں۔“

”اور سنو میرے عزیزو! ان وحشی قبائل کے یہاں بڑے بڑے معبد ہیں اور ان معبدوں کے اندر اسی مخلوق کے سونے کے بڑے بڑے بت ہیں جن کی یہ لوگ پرستش کرتے ہیں اور ان کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مخلوق

1۔ عورت اور شیر کے دھڑ کی مخلوق برطانوی دور میں کوئٹہ میں بھی پائی گئی تھی جسے مم کہہ کر پکارا گیا۔ یہ آدم خور ہو گئی تھی اور لوگوں کو اٹھا کر لے جاتی تھی، آخر آرمی کے دستے اس کے خلاف حرکت میں آئے اور اسے مار کر کوئٹہ کے گورا قبرستان میں دفن کیا گیا جہاں اس کی باقاعدہ قبر ہے اور اس قبر پر اس کا مجسمہ بنا ہوا ہے جس کا دھڑ عورت کا اور شیر کا ہے۔ ایسے ہی عورت اور شیر کے دھڑ والے مجسمے مصر میں بھی پائے گئے ہیں۔

ختم نہیں ہو گئی بلکہ یہ اب بھی کوہستان اطلس کے غاروں میں دکھائی دے جاتی ہے کوہستانوں کے اندر ان لوگوں نے کچھ غاریں مخصوص کر رکھی ہیں جن کے متعلق ان کا خیال ہے کہ ان کے اندر وہ مخلوق پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ ان غاروں کے باہر ڈھیروں کی صورت میں کھانے پینے کی اشیاء رکھ دیتے ہیں تا کہ یہ مخلوق ان سے اپنا پیٹ بھرتی رہے اور بھوکی ہو کر کہیں ان ہی کو اپنی بھوک کا نشانہ نہ بناتی رہے۔ ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس عجیب و غریب مخلوق کی محبوب ترین غذا جانوروں کا کچا گوشت ہے۔

”اسی لیے یہ لوگ ان غاروں کے دہانوں پر زیادہ تر گوشت ہی رکھتے ہیں، ان لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر اس مخلوق کو ان کی ضرورت کے مطابق گوشت مہیا نہ کیا جائے تو کبھی کبھی ان میں سے کوئی آدم خور بھی ہو جاتی ہے اور ایسی صورت میں یہ انتہائی ہولناک ہو کر ارد گرد کی بستیوں میں تباہی مچا کر ویرانی اور بربادی برپا کر دیتی ہے۔“

اس گفتگو پر عارب چونکا اور عزازیل سے کہا۔ ”تو پھر ایسی تباہی کا بندوبست ہم ان وحشی قبائل کے لیے کیوں نہ کر دیں جن کے اندر یوناف ٹھہرا ہوا ہے۔“

عزازیل نے پوچھا۔ ”کھل کر کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔“

عارب نے کہا۔ ”پہلے مجھے یہ بتائیں کہ جن وحشی قبائل کے اندر یوناف ٹھہرا ہوا ہے کیا وہ لوگ بھی ایسی غاروں کے دہانوں پر کھانے پینے کی اشیاء رکھتے ہیں۔“

عزازیل نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔ ”ہاں۔ وہ بھی چند غاروں کے دہانوں پر کھانے پینے کا سامان رکھتے ہیں۔“

عارب نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ”پھر تو سارا معاملہ ہی طے ہو گیا اور جو کچھ میں نے سوچ رکھا ہے اس پر عمل ہو کر رہے گا۔“

عزازیل نے جستجو سے پوچھا۔ ”کیا سوچ رکھا ہے تم نے؟“

عارب نے کہا ”جو کچھ میں نے سوچ رکھا ہے، اس کے نتائج انتہائی بھیانک ہوں گے اور وہ اس طرح کہ جن قبائل میں یوناف ٹھہرا ہوا ہے، ان قبائل کے لوگ جب اپنی غاروں کے پاس کھانے پینے کا سامان رکھ کر جایا کریں گے تو میں، بیوسا اور عبیطہ حرکت میں آئیں گے، اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لائیں گے اور جو غار اس دشمن قبیلے کی بستیوں کے قریب ترین ہو گی اس کے دہانے سے شام کے وقت تمام اشیاء ہٹا دیا کریں گے، اس ط

چند روز تک اس مخلوق کو کھانے پینے کو کچھ نہ ملے گا تو وہ مجبور ہو کر غار سے باہر آئے گی اور قریبی بستیوں کی طرف بڑھے گی، اس طرح ممکن ہے وہ انسانوں کو اپنا نشانہ بنائیں اور اگر ایک بار وہ انسانی خون کی عادی ہوگئیں تو پھر ان بستیوں پر ایسی بربادی لائیں گی کہ جس سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔''

''اور پھر ہم سردار اثور سے یہ بھی کہہ دیں گے کہ اس کے دشمنوں پر آئی ہوئی مصیبت ہماری وجہ سے ہے۔ وہ ہم سے خوش ہوگا اور ہم یہاں سکون سے رہ سکیں گے۔''

عزازیل چند ثانیوں تک توصیفی انداز میں عارب کی طرف دیکھتا رہا، پھر اس نے انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''عارب! تم نے کیا بہترین سوچ کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایسا کام ضرور کرو۔ اس طرح اثور واقعی مان جائے گا کہ ہم اس کے قبائل میں اس کی بھلائی اور بہتری کے لیے آئے ہیں۔ میں اب جاتا ہوں، تم میرے بعد بہر حال اس کام کو عمدگی اور احتیاط سے سرانجام دینا۔''

اس کے ساتھ ہی عزازیل اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے غائب ہوگیا۔

O

یوناف وحشی قبائل کے سردار ایطال کی حویلی کے صحن میں بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ایطال کی بیٹی کیتم اور قبائل کا بڑا پجاری لطین بھی موجود تھے اور سب باہم گفتگو کر رہے تھے لطین جان گیا تھا کہ یوناف بے پناہ قوتوں کا مالک ہے، اس بناء پر وہ یوناف کے قریب رہنے اور اس کی عزت کرنے لگا تھا۔

وہ چاروں آپس میں گفتگو میں مصروف تھے کہ مرکزی بستی کا ایک جوان بھاگتا ہوا وہاں آیا اور اس نے لطین کو مخاطب کر کے کہا۔

''لطین! لطین! جلدی کرو، مغربی محلے میں ایک جوان آدمی مر رہا ہے اور اسے تمہاری ضرورت ہے۔!''

اس کے ساتھ جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تو یوناف بھی کھڑا ہوگیا، پھر اس نے

''چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔''

لطین کے بولنے سے قبل ہی سردار ایطال نے کہا۔

''ہاں ہاں چلو۔ میں اور کیتم بھی تم لوگوں کے ساتھ چلتے ہیں۔'' پھر وہ چاروں بڑی تیزی سے اس جوان کے ہمراہ ہولیے۔

اس جوان کے ساتھ وہ بستی کے ایک گھر میں داخل ہوئے، جہاں پہلے سے کچھ چھوٹے پجاری بھی موجود تھے۔ بڑے پجاری کو دیکھتے ہی وہ چھوٹے پجاری گھر کے اندر سے مختلف برتنوں میں خشک آٹا، پھل، مچھلی، کچے انڈے، ایک مرغی، ایک چوزہ، ایک ریشمی عبا، سونا اور ایک بازو بند لے آئے۔ یہ ساری چیزیں انہوں نے صحن میں رکھ دیں۔ لطین ان چیزوں کے پاس بیٹھ گیا، پھر اس نے یوناف سے کہا۔

''یہ جوان بیمار ہے یا مر گیا ہے، اس کی روح کو بھوت چرا لے گئے ہیں۔ میں اس سے اس روح[1] کو واپس لینے کی کوشش کرتا ہوں۔''

یوناف خاموش رہا اور لطین اپنا عمل کرنے لگا، پھر وہ زور زور سے چلانے لگا۔

''اے بھوت[2]! ہم یہ کھانا، کپڑا، سونا وغیرہ تیری نذر کرتے ہیں تو یہ لے لے اور اس مرنے والے کی روح کو لوٹا دے، ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو اس کی روح کو اس کے جسم میں واپس جانے دے۔''

پھر لطین نے کھانے کی اشیاء میں سے کچھ وہاں موجود لوگوں کو کھانے کے لیے بانٹ

---

[1]۔ روح کی واپسی یا تبدیلی کی یہ رسمیں قدیم ہندوستان میں بھی ادا کی جاتی تھیں، جیسے ایک ہندوستانی قصے میں ایک راجہ اپنی روح کو ایک برہمن میں منتقل کرتا ہے۔ اسی وقت ایک کبڑا اپنی روح کو راجہ کے خالی جسم میں داخل کر دیتا ہے۔ اس طرح راجہ برہمن اور کبڑا راجہ بن جاتا ہے تاہم کبڑے کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی روح کو ایک مرے طوطے میں ڈالے اور اپنی مہارت کا ثبوت دے۔ کبڑا جب ایسا کرتا ہے تو راجہ فوراً اپنی روح کو اپنے جسم میں داخل کر کے راجہ بن جاتا ہے۔ ایسی ہی ایک کہانی ملایا میں بھی مشہور ہے کہ ایک بادشاہ نے بلاوجہ اپنی روح کو ایک بندر میں منتقل کر دیا۔ اس پر چالاک وزیر نے جھٹ اپنی روح بادشاہ کے جسم میں پہنچا دی اور سلطنت کے علاوہ ملکہ کا بھی مالک بن گیا اس دوران بادشاہ بندر کے روپ میں غم کھاتا رہا۔ وزیر کو جو بادشاہ بن گیا تھا مینڈھے لڑوانے کا بڑا شوقین تھا، ایک روز، لڑائی کے دوران جب ایک مینڈھا مر گیا تو اس نے اپنی روح مینڈھے میں ڈال دی اصلی بادشاہ جو تاک میں تھا اس نے فوراً اپنی روح کو اپنے جسم میں منتقل کر دیا۔ (شاخِ زریں جلد اوّل)

[2]۔ ایسی ہی رسم، جزائر مولکا میں بھی ادا کی جاتی تھی۔ (ایضاً)

دیں۔ مرغی کو مرنیوالے کی روح کے فدیے کے طور پر کھلا چھوڑ دیا اور انڈے وہیں پڑے رہنے دیئے، تاہم وہ ریشمی عبا، سونا اور بازو بند لے کر مرنے والے کے سرہانے آ کھڑا ہوا اور اسے مخاطب کر کے اس نے کہنا شروع کیا۔

"اے جوان! لو اب تمہاری روح آزاد ہو گئی ہے اور تم ضرور اچھے ہو جاؤ گے اور بڑی عمر پاؤ گے۔" جب کافی دیر گزر گئی اور وہ جوان اچھا نہ ہوا تو یوناف نے اٹھ کر اس کا جائزہ لیا پھر وہ لطین کے پاس آیا اور اس کے کان میں سرگوشی کے انداز میں اس نے کہا۔

"اے لطین! یہ جوان مر چکا ہے۔ اب میں نہ تم بلکہ خدا کے علاوہ دنیا کی کوئی طاقت اس کی روح کو دوبارہ اس کے جسم میں داخل نہیں کر سکتی لہٰذا اب ان قبائل کے لوگوں میں اپنی عزت کو برقرار رکھنے کے لیے ان سے کہو مجھے دیر سے بلایا گیا ہے لہٰذا اب اس جوان کی روح کو واپس نہیں بلایا جا سکتا۔"

لطین چند ثانیوں تک اپنی جگہ پر سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے آہستہ آہستہ اپنا سر اٹھایا۔ اپنے اردگرد لوگوں پر ایک غائر نگاہ ڈالی، پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ایک ہاتھ بلند کر کے اس نے لوگوں سے کہا۔

"لوگو! سنو! یہ جوان مر چکا ہے اور اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹایا نہیں جا سکتا۔ کاش! تم مجھے پہلے بلاتے، تم نے مجھے بلانے میں دیر کر دی ہے، وہ بھوت اب ہمارے دائرہ عمل سے بہت دور نکل گئے ہیں جنہوں نے اس کی روح کو اس کے جسم سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا تھا، اس مرنے والے کے عزیز و اقارب رونے لگے۔

یوناف، لطین اور کیتم کھڑے رہے، پھر اس جوان کی لاش کو دفن کرنے کے لیے اس کی چار پائی کو اٹھا کر قبرستان کی طرف لے جایا گیا۔ سارے پجاری اور ان گنت لوگ بھی لاش کے ساتھ ہو لیے۔ وہ چاروں بھی ان کے ساتھ تھے۔

جس وقت اس جوان کی لاش کو دفن کیا جا رہا تھا تو وہاں کھڑے کئی مرد بانسریاں بجانے لگے اور عورتیں آہستہ آہستہ سیٹیاں بجا رہی تھیں۔ یوناف ان کی ان حرکتوں پر پریشان سا ہوا، پھر اس نے لطین کے کان میں سرگوشی کی اور پوچھا۔

"اے لطین! یہ کیا چکر ہے، یہ مرد بانسریاں اور عورتیں سیٹیاں کیوں بجا رہی ہیں۔"

لطین ذرا سا مسکرایا اور بولا۔

"اے یوناف! یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے والے کی روح اپنے ساتھ زندوں کی روح کو بھی لے جاتی ہے۔ اس لیے یہ مرد اور عورتیں بانسریاں اور سیٹیاں بجا کر ایک طرح سے مرنے والے کی روح کو لبھانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ روح موسیقی کی ان دھنوں میں ہی مگن رہے اور قبرستان میں کھڑے لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اسے دفن کرنے کے بعد یہ لوگ بستی تک بانسریاں اور سیٹیاں بجاتے جائیں گے اور ساتھ ہی زور زور سے اپنے ہاتھ بھی ہلاتے جائیں گے تاکہ مرنیوالے کی روح کو اپنے آپ سے دور رکھ سکیں پھر یہاں سے لوٹنے کے بعد یہ سب لوگ ایک جلوس[1] کی شکل میں اس مرنے والے جوان کے گھر جائیں گے اور وہاں بلند آواز میں مرنیوالے کی روح کو مخاطب کر کے اس سے التجا کریں گے کہ وہ مرنے والے کے ساتھ چلی جائے، اس کے بعد یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے اور یہ کارروائی تمام ہو جائے گی۔"

پھر جب قبر کے اندر مٹی ڈالی جانے لگی تو کچھ لوگ قبر کے کنارے کھڑے ہو گئے انہوں نے اپنے ہاتھوں میں بانس اور لکڑیاں پکڑ رکھی تھیں، پھر انہوں نے اپنے بانس قبر کے اندر ڈال دیئے اور لکڑیاں ان بانسوں کے اندر پھیرنے لگے۔

یوناف نے لطین سے پوچھا۔

"اور اب یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔"

لطین نے کہا۔

"یہ بانسوں[2] کے اندر لکڑیاں پھیر کر اپنی روحوں کو بتا رہے ہیں کہ اگر مرنے والے کی روح تمہیں بھی اپنے ساتھ لے جائے تو تم اس بانس کے سوراخ میں سے باہر نکل آنا، یہ سب لوگ مرنے والے کے رشتے دار ہیں۔ اب تھوڑی دیر بعد جب قبر میں مٹی کافی ہو جائے گی تو یہ لوگ بانسوں کو کھینچ کر احتیاط سے ایک طرف رکھ دیں گے کہ اگر ان کی روحیں ان بانسوں میں موجود ہوں تو ان کی بد احتیاطی سے مٹی کے ساتھ قبر میں نہ دب جائیں، پھر مرنے والے کو دفن کر کے یہ اپنی روحوں سے ساتھ چلنے کی منتیں کرتے

۱۔ افریقہ ہی میں نہیں جزائر لابلیٹی میں بھی ایسی ہی رسومات ادا کی جاتی تھیں۔ (شاخ زریں)

۲۔ قدیم قبائل کارنوں کے ہاں بھی مرنے والے کے ساتھ اور مرنے والے کی روح سے اپنی روحوں کو بچانے کے لیے ایسے ہی طریقے اپنائے جاتے تھے۔ (شاخ زریں)

ہوئے بانس اٹھا کر یہاں سے چل دیں گے۔"

یوناف ان لوگوں کو غور سے دیکھ رہا تھا، وہ بالکل لطین کے انکشاف کردہ طریقے پر عمل کر رہے تھے۔ جب قبر میں کچھ مٹی ڈال دی گئی تو ان لوگوں نے اپنے بانس کھینچ کر بڑی احتیاط کے ساتھ ایک طرف رکھ دیئے، پھر وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر مٹی ڈالنے لگے۔ تاہم بانسریاں اور سیٹیاں بجانے والے مرد اور عورتیں ابھی تک اپنے کام میں مصروف تھے، پھر جب قبر میں پوری طرح مٹی ڈالی جا چکی تو ان لوگوں نے بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے بانس اور چھڑیاں اٹھا لیں اور بڑے عاجزانہ لہجے میں وہ بلند آوازوں میں کہنے لگے۔

"اے ہماری عظیم و مکرم روحو! ہمارے ساتھ روانہ ہونا کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں اس مرنے والے کی روح کھینچ لے۔ تمہیں اس کی صحبت پسند آ جائے اور واپس آنے کی بجائے تم یہیں الجھ جاؤ۔ چلو چلو، ہمارے ساتھ چلو کہ ہم تمہاری خدمت کریں گے اور ایک معزز مہمان کی طرح خوب آؤ بھگت کریں گے۔"

پھر وہ سب وہاں سے روانہ ہونے لگے تو ایک عورت حرکت میں آئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، وہ بھاگ بھاگ کر قبر کے گرد چکر لگانے لگی۔ وہ فضا میں ہاتھ میں پکڑی لکڑی کو یوں مار رہی تھی جیسے وہ کسی کو ہنکا کر لے جانے کی کوشش کر رہی ہو۔ ساتھ ساتھ وہ بلند آواز میں کہتی بھی جا رہی تھی۔

"چلو چلو۔ یہاں سے بھاگ چلو۔ اب تم لوگوں کا یہاں کوئی کام نہیں۔ مرنے والے کی روح سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اپنے اپنے جسم کے ساتھ چلو کہ واپس جانا ہی زندگی ہے۔ یہاں اس مرنے والے کی روح کے پاس رہنا موت ہے اور موت تاریکی اور صعوبت کا دوسرا نام ہے، تم اپنے آپ کو تاریکی اور صعوبت میں نہ ڈالو اور ہمارے ساتھ خوشگوار زندگی کی طرف چلو، چلو چلو بستی کی طرف چلو۔ بستی کے لوگ تمہاری آؤ بھگت اور استقبال کریں گے۔"

یوناف نے پھر لطین کے کان میں سرگوشی کی۔

"لطین! لطین! یہ عورت اب کیا کر رہی ہے؟"

لطین نے بھی جواباً سرگوشی کی۔

"یہ ہمارے قبائل کی جادوگرنی ہے۔ یہ اپنا عمل[1] کر رہی ہے اور یہ جو مرنے والے کی قبر کے گرد بھاگ بھاگ کر بار بار اپنی چھڑی ہوا میں چلا رہی ہے تو اس طریقے سے یہ زندہ لوگوں کی روحوں کو یہاں سے بھگا رہی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کسی کی روح یہاں رہ جائے اور پھر قبر میں اتر جائے اور وہیں کی ہو جائے اور کوئی اور آدمی مر جائے کیونکہ ضروری نہیں کہ کسی شخص سے اس کی روح موت یا نیند کی حالت میں ہی جدا ہو بلکہ روح بیداری[2] کی حالت میں بھی اس سے جدا ہو سکتی ہے، اور ایسی صورت میں اس شخص پر دیوانگی، بیماری یا موت طاری ہو سکتی ہے، ایسی صورت میں ہم پجاریوں یا قبیلے کے جو دوسرے جادوگر اور جادوگرنیاں ہیں، انہیں حرکت میں آنا پڑتا ہے اور جس شخص کی روح رخصت ہو جائے تو پجاری یا جادوگر اس علیحدہ ہونیوالی روح کا تعاقب کرتے ہیں اور اسے مجبور کر کے دوبارہ اس کے جسم میں داخل کر دیتے ہیں۔"

یوناف نے اپنے کندھوں کو جھٹکتے ہوئے استہزائیہ انداز میں کہا۔

1۔ سوماٹرا کے کارو باتک قبائل کے لوگ بھی اپنے لوگوں کو دفن کرتے وقت ایک جادوگرنی کے ذریعے ایسا ہی عمل کیا کرتے تھے۔

2۔ بیداری کی حالت میں روح کے علیحدہ ہو جانے کی وارداتیں آسٹریلیا میں بھی ملتی ہیں، جہاں وورین جیری قبیلے کے ایک آدمی پر نزع کی کیفیت طاری ہو گئی تھی کیونکہ اس کی روح اس سے رخصت ہو گئی تھی۔ آخر ایک طلسم گر اس کے پیچھے روانہ ہوا اور راستے میں ہی اسے عین اس وقت جا پکڑا جب وہ پھولتی شفق یعنی اس روشنی میں غائب ہونے والی تھی جو مغرب میں غروب آفتاب کے مقام پر عالم اسفل سے نکلتی ہوئی روحیں ڈالی جاتی ہیں۔ اس طرح اس طلسم گر نے روح کو پکڑ کر دوبارہ جسم میں داخل کر دیا۔ اسی طرح برما کے کارینوں کو یہ تردد رہتا ہے کہ ان کی روحیں انہیں مرتا چھوڑ کر آوارہ گردی کے لیے نہ نکل کھڑی ہوں چنانچہ اس قسم کے موقع پر ایک رسم ادا کی جاتی ہے جس میں سارے کنبے کو حصہ لینا پڑتا ہے اس میں ایک خاص قسم کا کھانا تیار کیا جاتا ہے جو ایک مرغ، مرغی، خاص قسم کے چاول اور کیلے کے گچھے پر مشتمل ہوتا ہے، پھر صدر خاندان وہ پیالہ اٹھاتا ہے جس میں چاول کی پچ نکالی جاتی ہے اور اسے گھر کی سیڑھیوں پر تین بار مار کر کہتا ہے "پرو لوٹ آ روح! باہر نہ ٹھہر بارش میں بھیگ جائے گی۔ دھوپ میں تپ جائے گی تجھے مچھر بھنبھوڑ ڈالیں گے۔ جونکیں کاٹ کھائیں گی۔ شیر ہڑپ کر جائے گا۔ برق و رعد چیں کر رکھ دیں گے۔ پرو! لوٹ آ، یہاں تجھے ہر طرح کا آرام رہے گا، ہر چیز میسر ہو گی۔ آ ہوا اور طوفان سے محفوظ رہ اور کچھ کھا پی لے۔"
اس کے بعد کنبے کے سب لوگ مل کر وہ کھانا کھا لیتے ہیں پھر ہر شخص اپنے دائیں پاؤں پر جادوگرنی کی دی ہوئی ڈوری باندھتا اور روح کو روکنے یا واپس لانے کی رسم ختم ہو جاتی ہے۔ (شاخ زریں)

"یہ ایسی عجیب وغریب رسمیں[1] ہیں جو مجھے یہیں دیکھنے کو ملی ہیں۔"
لطین نے کہا۔

"اے میرے عزیز! ابھی تم نے کچھ بھی نہیں دیکھا، یہاں ہمارے قبائل کے اندر قیام کرو گے تو اس سے بھی زیادہ ہولناک رسوم دیکھنے کو ملیں گی بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ رسومات تو کچھ بھی نہیں۔ اسی سرزمین میں سمندر کے ساحل کے ساتھ ساتھ جنوب کی طرف جائیں تو ایک علاقے ٹوگو نامی کے لوگ جو ٹوگو کہلاتے ہیں، وہاں ایک پہاڑ ہے "کوہ آگو" جس پر ایک روح رہتی ہے جو وہاں کے لوگوں کے درمیان باگبا کہلاتی ہے۔ یہ روح گرد و نواح کے علاقوں میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ بارش برسانا یا روکنا اسی روح کے اختیار میں ہے۔ ساری ہوائیں معہ اس سموم کے جو اندرونی علاقے میں چلتی ہے، یہ سب اسی کی تابع ہیں۔"

"اس کے پجاری کی بود باش پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی پر ہوتی ہے، جہاں وہ بڑے بڑے مرتبانوں کے اندر ہوائیں اور بارش بند کر کے رکھتا ہے اور بوقت ضرورت ان کے منہ کھولتا ہے، وہاں کے لوگ اسے چیتے کے دانت اور ناخن مہیا کرتے ہیں جن کی مدد سے وہ ان کے لیے حیرت انگیز اور طلسماتی کام سرانجام دیتا ہے۔ اس علاقے کا ایک سردار بھی ہوتا ہے لیکن پجاری کو اس سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے وہ اپنے مکان کے اندر ہی رہتا ہے اور سال میں صرف ایک بار خرید وفروخت کے لیے بازار جاتا ہے۔"
لطین کہتے کہتے خاموش ہو گیا کیونکہ جادوگرنی اپنا عمل مکمل کر چکی تھی، سب لوگ بستی کی طرف روانہ ہو گئے۔ لطین بھی بستی کی طرف چل پڑا۔
یوناف نے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

---

[1] ۔ افریقہ کے موجودہ ملک کانگو میں بھی ایسی ہی رسومات تھیں۔ یہاں کا بھی ایک ہی مذہبی پیشوا تھا جو چیوٹے یا چیوٹمے کہلاتا تھا۔ اسے وہاں کے نیگرو خدائے ارض و سما سمجھتے تھے اس لئے جب تک وہ اپنی فصلوں کا ثمر اور رس اس کی نذر نہ کر دیتے ایک دانہ اپنے منہ میں نہ رکھتے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اگر وہ اس دستور سے انحراف کریں گے تو ان پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہو جائیں گی۔ جب وہ اپنے ملک کے دورے پر جاتا تو کوئی شادی شدہ مرد اس کے تقدس کے باعث اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا تھا۔ اس کے علاوہ اہل ہسپانیہ نئی دنیا امریکہ میں جب داخل ہوئے تو وہاں کے وحشی باشندے جو زاپوٹیکو کہلاتے تھے ان میں بھی ایسی ہی رسومات تھیں۔ (شاخ زریں)

"جس کوہستان آگو کا تم نے ذکر کیا ہے ایک روز میں ضرور ان پہاڑوں کی طرف جاؤں گا اور ان پر واضح کر دوں گا کہ وہاں کوئی روح نہیں ہے اور اگر ہے تو اس کے اختیار میں ہواؤں کا چلانا یا بارشوں کا برسانا ہرگز نہیں ہے۔"
پھر وہ خاموش ہو گیا کیونکہ سردار ایطال اور کیتم بھی ان کے پاس آ گئے تھے، وہ سب خاموشی سے بستی کی طرف جا رہے تھے۔

○

حضرت ابراہیمؑ فلسطین میں سکم کے مقام پر ہی مقیم تھے کہ یہاں آپ پر وحی نازل ہوئی اور خداوند نے اس وحی میں آپ سے وعدہ کیا۔
"یہی ملک[1] میں تیری نسل کو دوں گا۔"
جس جگہ آپ پر وحی نازل ہوئی اس جگہ حضرت ابراہیم نے ایک قربان گاہ بنائی۔ اس کے بعد انہوں نے کوچ کیا اور بیت ایل مشرق کے کوہستانی سلسلے کی طرف چلے گئے اور ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں بیت ایل ان کے مغرب میں اور رعی کا علاقہ مشرق میں پڑا۔ وہاں بھی حضرت ابراہیمؑ نے خدا کے لیے ایک قربان گاہ بنائی اور وہاں خدا کے حضور دعا کی۔ آپ نے چند روز ہی اس جگہ قیام کیا تھا کہ وہاں قحط پڑ گیا، لہٰذا آپ نے اپنی بیوی سارہ، بھتیجے لوطؑ، وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے اور اپنے ریوڑ کے ساتھ مصر کی طرف کوچ کیا۔
مصر میں داخل ہونے کے بعد جب ابراہیمؑ نے اپنے کارواں کے ساتھ مصر کے مرکزی شہر ممفس کے قریب پہنچے تو اس حالت میں کہ آپ گھوڑے پر سوار تھے اور آپ کی بیوی سارہ ایک اونٹ پر سوار تھیں۔
آپ نے اپنی بیوی سارہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔
"سارہ! سارہ! غور سے سنو۔ میں جانتا ہوں تم خوبصورت ہو اور مصری جب تمہیں دیکھیں گے تو وہ مجھے مار ڈالیں گے اور تجھے زندہ رکھیں گے سو تو کہہ دینا کہ میں اس کی بہن[2] ہوں

---

[1] ۔ توریت، حصہ پیدائش ۔ باب 12 : آیت 6-10
[2] ۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس موقع پر کسی غلط بات کا اظہار نہ کیا تھا بلکہ سارہ دو طرح سے ان کی بہن تھیں۔ ایک تو وہ آپ پر ایمان لا چکی تھیں لہٰذا وہ آپ کی دینی بہن تھیں اور بیوی کے (باقی اگلے صفحہ پر)

تا کہ تیرے سبب میری خیر ہو اور میری جان بچی رہے۔"
سارہ کو سارا معاملہ اچھی طرح سمجھانے کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے ممفس شہر سے باہر ہی پڑاؤ کر لیا۔

جس دور میں حضرت ابراہیمؑ مصر میں داخل ہوئے اس وقت وہاں بادشاہ رقیون حکومت کرتا تھا، یہ چرواہے حکمران کہلاتے تھے۔ یہ چونکہ عرب تھے اور مصر کے سب سے بڑے دیوتا رع کو نہ مانتے تھے، اس لیے یہ فرعون[1] نہ کہلاتے تھے کیونکہ صرف مقامی اور قبطی بادشاہ ہی رع دیوتا کی نسبت سے فرعون کہلاتے تھے۔

ایک روز رقیون اپنے قصر میں بیٹھا تھا کہ اس کا ایک سردار اس کے پاس آیا اور اس نے رقیون کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے بادشاہ! میں نے آج ایک ایسی حسین ترین عورت دیکھی ہے کہ پورے مصر میں کوئی عورت اس جیسی حسین نہ ہو گی۔ وہ یقیناً اس قابل ہے کہ اسے آپ کے حرم میں داخل کیا جائے۔"

رقیون[2] نے بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو ہم حسین ترین عورتوں کی قدر اور عزت افزائی کرتے ہیں۔ آخر یہ عورت جس کا تم ذکر کر رہے ہو آج تک کہاں رہی ورنہ اس سے پہلے اگر کوئی اسے دیکھتا تو ضرور مجھے اس کے متعلق خبر کرتا۔"

سردار نے کہا۔

(گزشتہ سے پیوستہ)
رشتے سے اسلامی اخوت کا رشتہ منقطع نہیں ہو جاتا۔ دوسرے بقول ابن کثیر، ابن خلدون اور دیگر مؤرخین کے آپ کے چچا ساران کی بیٹی تھیں اس لیے وہ آپ کی چچا زاد بہن بھی تھیں۔ (قصص القرآن)

1۔ لفظ فرعون کے معنی ہیں سورج دیوتا کی اولاد۔ قدیم اہل مصر سورج کو جوان کا رب اعلیٰ تھا، رع کہہ کر پکارتے تھے اور فرعون اسی رع کی طرف منسوب تھا۔ اہل مصر کے اعتقاد کی رُو سے کسی فرمانروا کی حاکمیت کے لیے اس کے سوا کوئی بنیاد نہیں ہو سکتی کہ وہ رع کا جسمانی مظہر اور اس کا ارضی نمائندہ ہو۔ اس لیے جو بھی حکمران ہوتا فرعون کہلاتا یعنی رع دیوتا کی اولاد۔ چرواہے بادشاہ چونکہ عرب تھے اور رع دیوتا کو نہ مانتے تھے، اس لیے وہ فرعون نہ کہلاتے تھے۔ اسی لیے قرآنِ مقدس نے حضرت ابراہیم اور حضرت یوسفؑ کے دور کے مصری بادشاہوں کو لفظ فرعون سے نہیں پکارا۔ (تفہیم القرآن)

2۔ ابن خلدون نے اس کا نام رقیون ہی لکھا ہے۔

"اے بادشاہ! اس سے قبل آپ کو کوئی کیسے اس حسین و پرکشش عورت کی اطلاع کرتا کیونکہ اس کا تعلق اس سرزمین سے نہیں ہے۔ شہر کے باہر کچھ لوگوں نے پڑاؤ کیا ہے، ان کے سرکردہ کا نام ابراہیمؑ ہے۔ یہ لوگ ارض کنعان سے آئے ہیں، وہاں چونکہ ان دنوں قحط ہے، اس لیے انہوں نے یہاں کا رخ کیا ہے۔

میں اس کارواں کے لوگوں سے مل کر آ رہا ہوں اور اس کارواں کے سرخیل ابراہیمؑ سے بھی ملا ہوں۔ اس عورت کا تعلق اسی کارواں سے ہے اور وہ خود کو ابراہیمؑ کی بہن بتاتی ہے۔ یہ لوگ پچھلے دو روز سے یہاں خیمہ زن ہیں، ان کے ساتھ بہت سے آدمی اور ریوڑ ہیں، اب آپ کہیں اس عورت کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو حسین ترین ہے اور اس کا نام سارہ ہے۔"

رقیون نے کہا۔

"تم ابھی اور اسی وقت اپنے کچھ ساتھیوں کو لے جاؤ اور ابراہیمؑ اور اس کی بہن سارہ کو لے کر میرے پاس واپس آؤ۔"

سردار نے جھک کر رقیون کو تعظیم دی اور قصر سے نکل گیا۔

سردار شہر سے باہر آیا اور حضرت ابراہیمؑ کو اور سارہ کو بادشاہ کے قصر میں لے گیا۔

حضرت ابراہیمؑ جانتے تھے کہ ان کا خدا، رقیون کے قصر میں ان کی اور سارہ کی حفاظت کا سامان کر چکا ہے۔

اپنے قصر میں جب رقیون نے جب سارہ کے قریب آنا چاہا تو خدائے بزرگ کی طرف سے سارہ کی حفاظت پر ایک فرشتہ مقرر[1] ہوا۔ جس وقت بھی رقیون نے سارہ کے قریب جانے کی جسارت کی تو اس فرشتے نے اس کے پاؤں پر ضربیں لگائیں جس سے رقیون نامردی[2] اور جذام کی بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے علاوہ اس کے ذہن پر یہ خوف بھی طاری کر دیا گیا کہ اگر اس نے آگے بڑھنے کی ناپاک جسارت کی تو اس کی قوم میں وبا[3] پھیل جائے گی اور سارہ ابراہیمؑ کو لوٹانی پڑے گی۔

1۔ کتاب الانبیاء، حضرت ابراہیمؑ: ص 79
2۔ علامہ عباد العقاد نے اپنی کتاب ابو الانبیا میں اسی طرح تحریر کیا ہے۔
3۔ کتاب الانبیا۔

رقیون نے جب دیکھا کہ کوئی غیر مرئی قوت اسے سارہ کی طرف بڑھنے سے بری طرح روک دیتی ہے اور اس کے ذہن کا خوف بڑھتا جا رہا ہے تو اس نے سارہ سے پوچھا۔

''تو کون ہے اور تیری کیا اصلیت ہے؟''

جواب میں سارہ نے اسے سارے حالات کہہ سنائے۔ اس پر رقیون انتہائی خجل اور شرمندہ ہوا۔ سارے حالات سن کر رقیون نے کمرے میں رکھے پیتل کے طشت پر ضرب لگائی جس کے جواب میں ایک محافظ اندر آیا تو رقیون نے اسے حضرت ابراہیمؑ کو بلانے کے لیے کہا۔

حضرت ابراہیمؑ جب رقیون کے سامنے آئے تو اس نے کہا۔

''اے ابراہیمؑ یہ آپ نے کیا کیا۔ آپ نے مجھے کیوں نہ بتایا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، تو نے کیوں کہا کہ یہ تیری بہن[1] ہے۔ میں نے تو اسی لیے چاہا کہ یہ میری بیوی بن ے۔ سو دیکھ تیری بیوی حاضر ہے تو اسے لے جا، پر ٹھہر! اب جبکہ مجھ پر واضح ہو گیا ہے کہ میں غلطی پر تھا اور تم دونوں ٹھیک ہو اور انسانیت کے اعلیٰ معیار ہو تو میں اپنی غلطی کا کفارہ اس طرح ادا کرتا ہوں کہ میں اپنی اکلوتی بیٹی کو تیرے نکاح میں دیتا ہوں اور ساتھ ان گنت بھیڑ بکریاں، گائے، بیل، گدھے، گھوڑے، اونٹ اور غلام لونڈی دیتا ہوں تاکہ تم لوگ خوش حال اور فارغ البال زندگی بسر کرسکو۔''

اس کے ساتھ ہی رقیون نے ایک محافظ سے کہا۔

''جاؤ اور میری بیٹی کو یہاں لے کر آؤ۔''

تھوڑی ہی دیر بعد ایک نو خیز اور حسین لڑکی کمرے میں داخل ہوئی اور رقیون کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

رقیون نے اس لڑکی کی طرف اشارہ کر کے ابراہیمؑ اور سارہ سے کہا۔

''میں اپنی اس اکلوتی بیٹی کو تمہارے نکاح میں دیتا ہوں۔''

رقیون نے وہیں ابراہیمؑ اور اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور کہا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ میری بیٹی کا تمہارے گھر میں لونڈی بن کر رہنا دوسرے گھر میں ملکہ

۱۔ از توریت: حصہ پیدائش باب 12۔ آیت 8 تا 20 قصص القرآن از مولانا حفظ الرحمن جلد اول ص 211

بن کر رہنے سے بہتر ہے، اب جبکہ میری بیٹی تمہاری بیوی ہے تمہیں اختیار ہے کہ یہاں رہو یا اپنی سرزمینوں کو لوٹ جاؤ، جن اموال اور جانوروں کا میں نے ذکر کیا ہے، وہ ابھی تھوڑی دیر میں تمہیں مل جائیں گے، اب تم لوگ جا سکتے ہو۔''

حضرت ابراہیمؑ اپنی بیویوں سارہ اور ہاجرہ[1] کے قصر سے باہر نکل گئے، آپ نے چند یوم تک مصر میں قیام کیا اس کے بعد دوبارہ فلسطین میں اسی جگہ پر آ کر آباد[2] ہو گئے جہاں سے کوچ کر کے آپ مصر کی طرف گئے تھے۔

ooo

۱۔ اسرائیلی روایات میں جو ہاجرہ کو لونڈی ظاہر کیا گیا ہے وہ درست نہیں۔ خود یہودیوں کے مشہور عالم دین شلومو اسحاق اس کی نفی کرتا اور کہتا ہے کہ ہاجرہ کو ابراہیمؑ کے نکاح میں دیتے ہوئے رقیون نے کہا تھا کہ ''میری بیٹی کا تمہارے گھر میں لونڈی بن کر رہنا دوسرے گھر میں ملکہ بن کر رہنے سے بہتر ہے۔''
یہ بات حضرت ابراہیمؑ کی قدر شناسی کی بنا پر کہی گئی تھی ورنہ ہاجرہ لونڈی نہیں مصر کے بادشاہ رقیون کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ ہاجرہ اصل میں لفظ ہاغار سے ہے۔ عربی اور عبرانی میں اس کے معنی اجنبی ہیں۔ چونکہ مصر کو چھوڑ کر یہ اجنبی دیس فلسطین کی طرف چلی گئی تھیں لہٰذا ہاجرہ کہلائیں ورنہ ان کا اصل نام کچھ اور تھا۔

۲۔ توریت: باب پیدائش 13۔ آیت 1 تا 4

ہواؤں میں اڑتے وقت کے ہیولے، سورج کو اپنے سامنے غروب ہوتا دیکھ رہے تھے، شام سرپیٹتی بال کھولے اپنے آپ کو نحوست کی گھڑیوں اور ظلمت کی زنجیروں سے لیس ہر شے میں سمانے لگی تھی۔ اپنے ضابطوں کے مطابق سورج غروب ہوتے ہوئے اپنے پیچھے چراغوں کی روشنی پھیلا گیا تھا۔

ایسے میں عارب، بیوسا اور عبیطہ ایک ایسی غار کے پاس نمودار ہوئے جو سردار ایطال کے قبیلے کے قریب تھی اور جہاں اس کی بستیوں کے لوگ اس غار کے دہانے پر مم کے لیے انواع و اقسام کے کھانے رکھتے تھے، جن کے انہوں نے بت بنا رکھے تھے اور جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔

عارب، بیوسا اور عبیطہ نے ایک بار غور سے اس غار کا جائزہ لیا پھر جس قدر وہاں کھانے پینے کا سامان تھا وہ انہوں نے ایک گہرے گڑھے میں ڈال کر اس پر مٹی ڈال دی، اس کے بعد وہ اس مہمان خانے کی طرف چلے گئے جس میں ان تینوں نے یافان کے ساتھ قیام کر رکھا تھا۔

ایک روز یوناف سردار ایطال اور کیتم کے ساتھ ان کی حویلی میں محو گفتگو تھا کہ قبیلے کا بڑا

پجاری لطین وہاں آیا۔ وہ ابھی یوناف سے مصافحہ کر کے وہاں بیٹھا ہی تھا کہ ایک جوان بھاگا بھاگا حویلی میں داخل ہوا۔ سورج اس وقت غروب ہونے کے قریب تھا، اس جوان نے انتہائی بدحواسی میں لطین کو مخاطب کر کے کہا۔

"اے بزرگ پجاری! دو جوان اور گئے، میں نے اور میرے ساتھی گڈریوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس قریبی غار کے اندر سے.........."

لطین نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اس جوان کو خاموش رہنے کے لیے کہا وہ جوان جس کی حالت موت کی کوٹھڑی میں بند بے ضمیری کے خواب جیسی ہو رہی تھی، فوراً خاموش ہو گیا، اس کے چہرے سے لگ رہا تھا جیسے اس کے جذبات میں طوفان اٹھ رہے ہوں۔ آندھیاں چل رہی ہوں جس سے وہ فوراً نجات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ بہرحال اس کے خاموش ہونے پر لطین نے ایطال اور یوناف کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں آپ لوگوں کے لیے ایک انتہائی تکلیف دہ خبر لے کر آیا ہوں۔ میرے پاس اس کا ایک حل بھی ہے پر وہ حل میں آپ لوگوں کی رائے جاننے کے بعد پیش کروں گا، خبر یہ ہے کہ ہمارے قبیلے کی بستیوں میں ایک کہرام اور وحشت برپا ہو رہی ہے جس کی شروعات اس طرح ہوئی کہ چند یوم سے ہماری اس مرکزی بستی کے لوگ غائب ہو رہے ہیں جو بھی اکیلا آدمی یہاں سے نزدیکی مم کی غار پر کھانے پینے کا سامان رکھنے جاتا ہے واپس نہیں آتا، ایسا تین بار ہوا اور بستی کے تین جوان غائب ہو گئے۔

بہرحال میں نے لوگوں کو خبردار کر دیا تھا کہ وہ اکا دکا غار کی طرف نہ جائیں بلکہ اکٹھے ہو کر غار کے دہانے پر خوراک رکھنے جایا کریں، جب سے وہ اجتماعی طور پر وہاں جانے لگے ہیں کوئی جوان غائب نہیں ہوا لیکن یہ حادثہ ہمارے ضمیر کے لیے ایک خلش بن گیا جسے میں زیادہ دن تک برداشت نہ کر سکا اور آج اس کا اظہار کرنے آپ لوگوں کی طرف چلا آیا ویسے میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ کام غار کی کسی مم کا ہے۔ ضرور ان میں سے کوئی غیر معمولی حالات کی بناء پر آدم خور ہو گئی ہے۔"

ایطال کچھ فکرمند ہو گیا۔ کیتم بھی بدحواس لگ رہی تھی، تاہم یوناف اپنی جگہ پر پرسکون اور مطمئن تھا۔

لطین کے خاموش ہونے پر سردار ایطال نے کہا۔

''ہم اپنی رائے کا اظہار بعد میں کریں گے لیکن پہلے اس جوان کی بات سن لیں جو بد حواس سا بیٹھا اور کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اس نے جو ادھوری بات کی تھی، اس سے یہی پتہ چلا تھا کہ یہ بھی غار سے متعلق ہی کچھ کہنا چاہتا ہے، پہلے اس کی بات سن لیں پھر کوئی فیصلہ کریں گے۔''

جواب میں پجاری لطین نے کہا۔

''یہ جوان بھی کسی اور آدمی کے غائب ہونے کی خبر لایا ہو گا یا اس کے ساتھ کوئی غار کی طرف گیا ہو گا اور غائب ہو گیا ہو گا۔''

اس بار جوان خود بولتے ہوئے کہنے لگا۔

''نہیں۔ یہ بات نہیں ہے بلکہ میں اس سے بھی بدتر اور ہولناک خبر لایا ہوں۔''

ایطال کی حالت ایسی ہونے لگی جیسے اس کے خون کی شریانیں پھٹنے لگی ہوں۔ اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

''جلدی کہو۔ وہ کیا ہولناک خبر ہے۔''

اس جوان نے کہا۔

''میں چرواہا ہوں۔ آج دن بھر ریوڑ چرانے کے بعد جب ہم واپس بستی کی طرف آ رہے تھے اور ریوڑ کے جانوروں کی وجہ سے چاروں طرف دھول اڑ رہی تھی تو جب ہم اپنی بستی کے قریبی غار کے پاس سے گزر رہے تھے تو ہماری چیخیں نکل گئیں غار کی طرف سے دھول کے اندر ایک نر اور دوسری مادہ مم نمودار ہوئی اور ہم پر جھپٹیں۔ ہم اپنے ریوڑ چھوڑ کر بستی کی طرف بھاگے لیکن ان دونوں نے ایسی سرعت اور تیزی سے ہمارا تعاقب کیا کہ ہم ابھی ریوڑوں کے پاس ہی تھے کہ انہوں نے ہمیں آ لیا اور پھر ہم میں سے دو جوانوں کو اٹھا کر وہ دونوں مم اپنی غار کی طرف واپس چلی گئیں۔''

''بس یہ ہے وہ خبر جو میں سنانے آیا ہوں۔ سارے چرواہوں پر ایک خوف و ہراس طاری ہو گیا ہے۔ مم آدم خور ہو گئی ہیں اور اگر جلدی ہی ان کا کوئی بندوبست نہ کیا گیا تو چرواہے ریوڑ چرانا بند کر دیں گے جس کا فوری اثر یہ ہو گا کہ نہ صرف جانور بلکہ انسان بھی بھوکوں مرنا شروع ہو جائیں گے مجھے سب نے اپنا نمائندہ بنا کر آپ کی طرف بھیجا ہے۔
مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ اگر مم پر قابو پانے کا کوئی بندوبست نہ کیا گیا تو لوگ اس بستی کو چھوڑ کر

کہیں اور جا کر آباد ہونا شروع کر دیں گے اور اس طرح یہ بستی ویران و تباہ ہو کر رہ جائے گی۔ اب بھی وقت ہے۔ ابھی تک لوگوں میں زیادہ ہراس نہیں پھیلا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ مم کی پرستش کرتے ہیں اور لوگوں کو ان سے عقیدت ہے لیکن معاملہ اگر بڑھ گیا اور زیادہ لوگ ان کا شکار ہو گئے، تو پھر بربادی کی یہ داستانیں ہر طرف پھیل جائیں گی اور ہمارے لیے مشکل ہو جائے گا کہ ہم لوگ یہاں رہ سکیں۔''

سردار ایطال کی حالت قابل رحم تھی، وہ اس وقت صحرائے وحشت میں بے آب چشمے کی طرح اداس لگ رہا تھا، وہ تشنہ دہنی، آشوبِ محشر، خیالوں کے زندان اور محرومیوں کی آگ کا شکار ہو کر رہ گیا تھا۔ کیتم اور لطین کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔

پھر اس نے لطین کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

''اے لطین! کیا تمہارے پاس کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے اس ابتلا اور مصیبت پر قابو پایا جا سکے۔''

''میرے پاس طریقہ تو ہے لیکن وہ قبیلے والوں کے لیے دشوار اور مہنگا ثابت ہو گا۔''

ایطال نے کہا۔

''تم کہو تو! آخر اس عذاب سے نجات کے لیے ہمیں کچھ تو کرنا ہی ہو گا۔''

لطین نے کہا۔

''ہر بستی کے لوگ باری باری انسانی خون مہیا کریں۔ ہر بستی والے اپنے جسموں سے تھوڑا تھوڑا خون نکال کر دیں اور اس انسانی خون کو اس خوراک پر بہا دیا جائے جو غار کے منہ پر روزانہ رکھی جاتی ہے مم چونکہ آدم خور ہو گئی ہیں لہٰذا وہ اس خوراک کو کھا لیا کریں گی پھر آہستہ آہستہ ہم انسانی خون کی مقدار کم کرتے جائیں گے، میرے خیال میں یہی ایک طریقہ ہے جس سے مم کو انسانی خون کی عادت ترک کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

لطین کی بات سن کر ایطال اندھیرے کی دیوار کے سرد سینے کی طرح خاموش ہو گیا۔ کیتم بھی بوسیدہ دہلیز جیسی اداس اور ٹوٹے پھوٹے خوابوں کی دھجیوں جیسی منتشر تھی، اس پر یوناف نے پہلی مرتبہ زبان کھولی اور کہا۔

''وہ مم ایسی تو نہیں ہیں کہ ان پر قابو نہ پایا جا سکے اور پھر میں لطین کے طریقے سے اتفاق نہیں کرتا۔ انسانی خون نکال کر مم کو پیش کرنا ایک غیر فطری طریقہ ہے اور اللہ کی مخلوق

پر بھی ظلم بھی ہے کہ زندہ انسانوں کا خون نکال کر مم کو دیا جائے۔ آپ لوگ بے فکر ہو جائیں اور اس معاملے کو مجھ پر چھوڑ دیں۔ اس غار کے اندر جتنی بھی مم ہیں ان کی ہلاکت کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔''

کیتم نے غور سے یوناف کی طرف دیکھا پھر تنبیہ کرنے کے انداز میں کہا۔

''اے میرے بھائی! یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ بہت دشوار کام ہے بلکہ میں تو کہوں گی کہ مم پر قابو پانا ہی ناممکن ہے۔''

یوناف نے کیتم کو تسلی دینے کے انداز میں کہا۔

''تم اطمینان رکھو میری بہن! مشکل کام کرنا میری پرانی عادت ہے، سو میں اس ناممکن کو بھی ضرور ممکن بنانے کی کوشش کروں گا۔''

کیتم نے پھر کہا۔

''آپ چونکہ میرے بھائی ہیں، میرا پہلے کوئی بھائی نہ تھا، اس لیے میرے لیے یہ رشتہ انتہائی عزیز اور قیمتی ہے۔ اس بناء پر میں آپ کے لیے فکر مند اور پریشان ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ مم کا سامنا کریں اور وہ آپ کو نقصان پہنچائے، میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے قبیلوں میں سے کوئی بھی جو ان مم کا سامنا نہ کرے گا کیونکہ یہ لوگ مم کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں فوق البشری مخلوق سمجھ کر ان سے سخت خوفزدہ اور ہراساں ہیں لہٰذا ان پر حملہ آور ہونے میں کوئی بھی آپ کا ساتھ نہ دے گا۔''

یوناف نے اپنی آواز میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ کوئی میرے ساتھ چلے نہ ہی میں کسی کو ساتھ لے جانے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں، میں اکیلا ہی کافی ہوں اور آپ لوگ دیکھیں گے کہ وہ مم خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہوں میں انہیں زیر کرلوں گا اور انہیں ہلاک کر کے لوگوں کو ان کی اذیت سے نجات دلا دوں گا، میں آج ہی رات ان کے خلاف حرکت میں آؤں گا اور صبح تک غار سے باہر لوگ ان کی لاشوں کو دیکھ سکیں گے۔''

چند ثانیوں تک یوناف کچھ سوچتا رہا پھر اس نے پجاری لطین اور سردار ایطال دونوں کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''کیا آپ مجھے بتا سکیں گے کہ یہ مم آدم خور کیوں ہوگئی ہیں اور کیا اس سے پہلے بھی

کوئی ایسا واقعہ ہوا کہ مم آدم خور ہوگئی ہوں؟''

لطین نے یوناف کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اے میرے عزیز! یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے کہ مم آدم خور ہوگئی ہوں، اس سے پہلے لوگوں نے مختلف مواقع پر انہیں اپنی غاروں سے باہر دیکھا ضرور تھا لیکن کوئی بھی مم آدم خور نہیں ہوئی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ مم آدم خور ہوگئی ہیں اور خدشہ ہے کہ آنے والے دور میں بھی ان پر ایسی کیفیت طاری ہوسکتی ہے، اس لیے سب سے پہلے ہمیں اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بناء پر یہ مم آدم خوری پر مجبور ہوگئی ہیں اور اگر ہم نے ان وجوہات کا سدِ باب نہ کیا تو ایک دن ہم سب ان مم کا شکار ہو جائیں گے اور ہماری ساری بستیاں ویرانوں اور کھنڈروں میں بدل جائیں گی۔''

سردار ایطال نے بھی کہا۔

''ان مم کے آدم خور ہونے کی بظاہر دو ہی صورتیں نظر آتی ہیں۔ اول یہ کہ ان کو ان کی ضرورت کے مطابق خوراک مہیا نہیں کی گئی اور دوسری صورت یہ ہے کہ یہ دونوں مم جو آدم خور ہوگئی ہیں، شاید کسی وقت غار سے باہر آئی ہوں اور کسی نے انہیں چھیڑا ہو اور جواب میں ان مم نے اس پر حملہ کر کے اسے اپنی خوراک بنا گئی ہوں اور تبھی سے یہ آدم خور ہوگئی ہوں۔

پجاری لطین نے پھر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ان کے آدم خور ہونے کی وجہ دوسری صورت ہوسکتی ہے، پہلی کو میرا دل تسلیم نہیں کرتا۔'' اس لیے کہ مم کو خوراک باقاعدگی سے اور وافر مقدار میں مہیا کی جاتی رہی ہے، جب سے ان کی آدم خوری کی خبریں پھیلی ہیں، میں بہت سے جوانوں کو لے کر تین بار وہاں گیا ہوں لیکن وہاں غار کے دہانے پر کھانے پینے کی کوئی شے نہ تھی جبکہ لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ بڑی بڑی ٹولیوں میں وہاں خوراک ڈال کر جاتے رہے ہیں۔''

اب تفکر اور سوچ کی بات یہ ہے کہ آخر وہ خوراک کہاں گئی، مجھے خدشہ ہے کہ ہمارے دشمنوں نے ہمیں اس عذاب میں مبتلا کیا ہے، وہ ضرور کسی طریقے سے رات کے وقت وہاں سے خوراک اٹھا لیتے ہوں گے۔ اس طرح مم بھوکی رہیں اور انہوں نے انسانی جانوں کو اپنا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔''

سردار ایطال نے کسی قدر بلند آواز میں کہا۔

"لطین! لطین! تمہارا یہ خیال میرے دل کو لگتا ہے، میرا خیال بھی یہی ہے کہ بات کچھ ایسی ہی ہے۔ مم کی خوراک اٹھا کر انہیں آدم خوری پر مجبور کیا گیا ہے تاکہ وہ ہمارے لیے مصیبت و آفت کا باعث بنیں۔

اسی لمحے ابلیکا نے یوناف کی گردن پر لمس دیا اور اس کی آواز یوناف کے کانوں میں رس گھولنے لگی۔

"یوناف! یوناف! میرے حبیب! میں سارے حالات و واقعات جان کر آ رہی ہوں۔ مم کے لیے رکھی جانے والی خوراک عارب، بیوسا اور عبیطہ غار کے دہانے سے غائب کرتے رہے ہیں جس کی وجہ سے مم آدم خور ہو گئی ہیں۔ وہ تینوں یافان کے ساتھ مفس سے یہاں آ گئے ہیں اور وہ سردار ایطال کے دشمن قبائل کے مہمان خانے میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں انہیں دیکھ اور ان کی ساری گفتگو سن کر آ رہی ہوں۔ آج شام وہ پھر غار کے آگے سے خوراک ہٹانے آئیں گے۔"

ابلیکا رکے بغیر کہتی رہی۔

"یوناف! یوناف! میرے حبیب! شاید عزازیل نے عارب وغیرہ کی توجہ اس طرف دلائی ہو یا ہو سکتا ہے عارب بذات خود اپنی سری قوتوں کے باعث جان گیا ہو کہ تم کہاں ٹھہرے ہوئے ہو۔ ان کا یوں اس طرح آنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ ضرور تم پر ضرب لگانے کی کوشش کریں گے، یہاں محتاط رہنا یوناف! ویسے میں حیران ہوں کہ اس تاریک سرزمین میں عزازیل ان کے ساتھ نہیں ہے حالانکہ اسے یہاں ان کے ساتھ ہونا چاہیے تھا کیونکہ سمندر کے اندر ہم نے اس پر ضربیں لگائی تھیں، ان کی بناء پر اسے ہم سے انتقام لینے کے لیے یہاں ہونا چاہیے تھا۔ بہر حال فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں، میں خود بھی ان پر نگاہ رکھوں گی۔"

ابلیکا جب خاموش ہوئی تو یوناف نے سردار ایطال اور پجاری لطین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اے میرے عزیزو! میرے پاس جو پراسرار قوت ہے، اس کے ذریعے سے مجھے سارے حالات کی خبر ہو گئی ہے، مم کی خوراک وہاں سے اٹھائی جاتی رہی ہے جس کی بناء

پر وہ آدم خور ہو گئی ہیں۔ یہ خوراک کون اٹھاتے ہیں، یہ بھی میں جان گیا ہوں۔ آج رات میں ان سے انتقام لوں گا۔"

لطین نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

یوناف نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"نہیں لطین! میں اکیلا جاؤں گا، وہ میرے قدیم اور ذاتی دشمن ہیں۔ وہ مصر سے یہاں آئے ہیں اور تمہارے دشمن قبائل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مم کی خوراک اٹھا کر انہوں نے تم لوگوں کے قبائل کو ایک کرب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے۔ سنو لطین! وہ لوگ میری طرح غیر معمولی اور سری قوتوں کے مالک ہیں۔ اگر تم میرے ساتھ گئے تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ لہٰذا ان کی طرف میں اکیلا ہی جاؤں گا کہ میں ان پر حملہ کرنے اور انہیں زیر کرنے کا فن جانتا ہوں۔"

"لطین! لطین! اب اٹھو اور اپنے قبائل میں یہ خبر پھیلا دو کہ آدم خور مم کا خاتمہ کر دیا گیا ہے لہٰذا لوگ ان کی طرف سے بے فکر ہو جائیں کیونکہ میں آج رات ان دونوں مم کا خاتمہ کر دوں گا۔"

لطین خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔

O

یوناف سرِ شام ہی مم کی غار کے پاس ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھ گیا تھا۔ وہ نبض دوراں کی طرح جاگتا رہا۔

چاند عروج پر تھا۔ ستارے رات کے فرش پر اپنی کرنیں بچھا رہے تھے، ہر طرف ٹوٹی گردنوں اور خمیدہ سروں جیسی خاموشی تھی، جیسے تمام ذی روح کے طوفانی اعمال و افعال جامد اور آرزوئیں مضمحل ہو گئی ہوں۔ چاندنی ہر چیز سے محاذ آرا تھی۔

یوناف خاموشی سے چٹان کی اوٹ میں غار کے قریب ہی ذرا بلندی پر بیٹھا تھا کہ ابلیکا نے اس کی گردن پر لمس دیا اور اپنی کھنکتی آواز میں کہا۔

"یوناف ! یوناف ! عارب ! بیوسا اور نبیط غار کے منہ سے خوراک ہٹانے آ رہے ہیں۔ اگر ان کے خلاف کچھ کرنا ہے تو سنبھل جاؤ۔"

یوناف نے پوچھا۔

"وہ کہاں اور کس جگہ ہیں۔"

ابلیکا کی آواز پھر ابھری۔

"وہ تھوڑی ہی دور ہیں اور چند ثانیوں میں یہاں ہوں گے۔"

یوناف سنبھل کر بیٹھ گیا اور ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ سے چاندنی میں صاف نظر آتی ہوئی غار کی طرف دیکھنے لگا۔

تھوڑی ہی دیر بعد غار کے قریب عارب، بیوسا اور نبیط نمودار ہوئے۔ چاندنی میں وہ یوناف کو صاف دکھائی دے رہے تھے، جب وہ تینوں غار کے دہانے پر آئے تو اچانک اندر سے دو مم نمودار ہوئیں لیکن فوراً ہی عارب، بیوسا اور نبیط اپنی خفی قوتوں کو حرکت میں لا کر ظاہری نگاہوں سے روپوش ہو گئے۔ مم وہاں کھڑی ابھی پریشانی کی حالت میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھیں کہ بلندی سے یوناف نے دو بڑے بڑے پتھر ان پر دے مارے دونوں پتھر نشانے پر پڑے اور دونوں مم ان کی زد میں آ کر ہلاک ہو گئیں۔

مم کے اس طرح اچانک مارے جانے پر عارب، بیوسا اور نبیط پھر وہاں نمودار ہوئے، اس بار وہ پریشان اور ملول تھے، جب وہ آگے بڑھ کر مم کا جائزہ لے رہے تھے، یوناف اپنی سری قوتوں کو حرکت میں لایا اور ان تینوں کی پشت پر موجود ایک چٹان کی طرف اشارہ کیا، چٹان متحرک ہوئی اور لڑھکتی ہوئی ان تینوں کی طرف لپکی۔

چٹان چونکہ پیچھے سے آئی تھی اس لیے عارب، بیوسا اور نبیط اسے بروقت نہ دیکھ سکے۔ اس کا احساس انہیں اس وقت ہوا جب وہ ان کے قریب آ چکی تھی۔ اگر وہ تینوں زقند لگا کر ایک طرف نہ ہٹ گئے ہوتے تو وہ چٹان انہیں کچل کر نکل جاتی۔ جونہی وہ تینوں چھلانگیں لگا کر دوسری طرف ہوئے یوناف نے ایک اور چٹان ان کی طرف لڑھکا دی۔ ان تینوں نے اس سے بھی بچنے کی کوشش کی تو یوناف نے بڑی تیزی سے اس کے بعد دوسری چٹان ان کی طرف لڑھکانا شروع کر دی۔ اس طرح یکے بعد دیگرے چٹانیں آنے سے عارب، بیوسا گھبرا گئے۔ وہ تینوں کوئی جوابی قدم اٹھانا چاہتے تھے کہ انہیں سردار ایطال کی

بستی کی طرف سے ان گنت لوگوں کا شور سنائی دیا لہٰذا کوئی جوابی کارروائی کرنے کے بجائے وہ وہاں سے فرار ہو گئے۔

بستی کے لوگ قریب آ گئے تھے، ان میں مرد، بوڑھے، بچے اور عورتیں سبھی شامل تھے اور ان میں سردار ایطال، کیتم اور پجاری لطین بھی تھے۔

یوناف بھی اب بلندی سے اتر کر اس جگہ آ گیا جہاں مردہ مم پڑی تھیں۔ لوگوں نے جب آ کر مردہ مم کو دیکھا تو وہ خوشی کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ یوناف کی تعریفیں کرنے لگے۔ ایطال، کیتم اور لطین اس کے پاس آ کھڑے ہوئے، پھر ایطال نے فخریہ انداز میں کہا۔

"اے میرے بیٹے ! تو نے اپنا وعدہ خوب وفا کیا۔"

یوناف کے جواب دینے سے قبل کیتم نے بھی کہا۔

"اے میرے بھائی ! میں آپ کی بہن، آپ پر ہمیشہ فخر کروں گی۔"

دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں نے مم کو ایک گڑھے میں ڈال کر دبا دیا اور پھر بستی کی طرف واپس چل پڑے۔

O

شمالی ایران کی قوم ماد کا بادشاہ فریدوں مر گیا تھا اور اس کی جگہ اب اس کا پوتا اور اس کے ہر دلعزیز بیٹے ایرج کا بیٹا منوچہر[1] قوم کا بادشاہ تھا۔ منوچہر نے ایک جنگ میں چونکہ اپنے حقیقی تایا سلم اور تور کو قتل کر دیا تھا لہٰذا سلم اور تور کی اولاد اس کے خلاف تھی۔

تور کی اولاد میں سے ایک جوان کہ جس کا نام افراسیاب تھا، انتہائی دلیر، بہادر اور جنگجو تھا۔ اس نے اپنی جنگی تیاریاں مکمل کرنے کے بعد آذربائیجان کی طرف پیشقدمی کی۔ یہ وہی جگہ تھی، جہاں اس کے باپ تور اور چچا سلم کو شکست ہوئی اور منوچہر نے ان دونوں

---

[1] منوچہر نے بڑے عدل و انصاف سے حکومت کی۔ زمینوں کو آباد کرایا۔ نئی نئی بستیاں آباد کیں۔ یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے شہروں کے اردگرد حفاظت کے لیے خندقیں کھدوائیں تاکہ دشمن کے حملوں کا سدِ باب ہو سکے۔ (تاریخ ایران)

کے سر کاٹ کر اپنے دادا فریدوں کی طرف روانہ کر دیے تھے۔

دوسری طرف جب منوچہر کو افراسیاب کی اس پیشقدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ افراسیاب کی طرف بڑھا۔ دونوں لشکر انہی وادیوں کے اندر ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوئے جن میں منوچہر نے سلم اور تور کو شکست دے کر ان کے سر کاٹے تھے۔ دونوں لشکروں نے ان وادیوں میں ایک دن آرام کیا اور دوسرے دن انہوں نے صبح ہی صبح ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہونا شروع کر دیا۔

جب دونوں لشکروں کی صفیں جنگ کے لیے درست ہوگئیں تو منوچہر کے لشکر سے ایک جوان انفرادی جنگ کے لیے میدان میں نمودار ہوا۔ میدان کے وسط میں آ کر قوم ماد کے اس جوان نے اپنا ہاتھ للکارنے کے انداز میں فضا میں بلند کیا اور افراسیاب کے لشکر کی طرف دیکھتے ہوئے مقابلے کے لیے للکارا۔ اس کی پہلی للکار پر ہی افراسیاب کے لشکر سے ایک جنگجو نمودار ہوا اور قوم ماد کے جوان کی طرف بڑھا۔ ایک دوسرے کے قریب آتے ہی وہ دونوں ایک دوسرے پر بھوکے درندوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ مقابلہ زیادہ طویل نہ ہوا کیونکہ افراسیاب کا جوان غالب ہوتا دکھائی دے رہا تھا، پھر جلد ہی اس نے منوچہر کے جوان کو پے در پے وار کر کے بری طرح زمین پر گرایا اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ افراسیاب کے لشکر میں ایک ہنگامہ، شور اور خوشی کی آوازیں ابھرنے لگیں جبکہ منوچہر کے لشکر پر خاموشی طاری ہوگئی۔

انفرادی جنگ کے اختتام پر دونوں لشکروں نے اجتماعی طور پر ایک دوسرے پر حملہ کر دیا، کافی دیر تک ان وادیوں میں ہولناک جنگ ہوتی رہی، پھر لحہ بہ لحہ افراسیاب اپنے لشکر کے ساتھ غالب آتا دکھائی دینے لگا۔

افراسیاب نے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے ہوئے منوچہر کی صفوں کے اندر گھس کر انہیں منتشر اور پراگندہ کرنا شروع کر دیا جبکہ اس کے جواب میں منوچہر کا لشکر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا، پھر جنگ ہولناک ہوتی گئی اور منوچہر کا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا باقاعدہ پسپائی میں تبدیل ہونے لگا، میدان جنگ ایک بھگدڑ اور افراتفری کا شکار ہونے لگا۔ منوچہر کے لشکر کی صفیں بے ترتیب ہو کر ادھڑ سی گئی تھیں۔ خود منوچہر بھی حالات کو دیکھتے ہوئے لشکر کی اگلی صفوں سے پشت کی طرف چلا گیا تھا اور وہاں رہ کر وہ اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے

لگا تھا لیکن اس کے لشکریوں کی حالت اب یہ تھی کہ وہ دو قدم آگے بڑھاتے تھے تو چار قدم پیچھے ہٹتے تھے۔ آخر یہ کھیل بھی تمام ہوا۔ اس موقع پر افراسیاب نے اپنے لشکر کو سمیٹ کر انہیں مختلف اشارے دیتے ہوئے ایک ہولناک حملہ کیا، منوچہر اس حملے کے دباؤ کو برداشت نہ کر سکا اور اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

منوچہر اپنے لشکر کے ساتھ میدان جنگ سے فرار ہو کر طبرستان کی طرف بھاگا۔ ساتھ ہی اس نے طبرستان سے کمک حاصل کرنے کے لیے اپنے آگے آگے تیز رفتار ہرکارے بھی روانہ کر دیے طبرستان سے چند میل کے فاصلے پر یہ کمک منوچہر کو مل گئی۔ افراسیاب کے آگے آگے بھاگتے ہوئے وہ رک گیا اور پھر جنگ شروع کر دی۔ یہ جنگ پہلی جنگ سے بھی زیادہ ہولناک ثابت ہوئی کیونکہ اس میں منوچہر کے ان گنت لشکری کام آ گئے تھے۔ منوچہر یہاں بھی قدم نہ جما سکا اور افراسیاب نے اس کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ نتیجتاً منوچہر پھر بھاگ کھڑا ہوا اور افراسیاب اپنے لشکر کے ساتھ پھر اس کے تعاقب میں لگ گیا۔

منوچہر اپنے طبرستان کے قلعے میں محصور ہو گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ یہاں وہ اپنے مرکزی شہر اگباتانہ سے اپنے لیے کمک اور مزید لشکر کے آنے کا انتظار کرے گا جس کے لیے اس نے اپنے قاصد پہلے ہی روانہ کر دیے تھے۔ منوچہر دراصل اپنی عسکری قوت میں اضافہ کر کے پھر افراسیاب سے ٹکرانا چاہتا تھا لیکن افراسیاب اس چال کو سمجھ رہا تھا۔ اس نے نہ صرف طبرستان کے محاصرے میں سختی پیدا کر دی بلکہ اس نے ان راستوں کی بھی ناکہ بندی کر دی جو اگباتانہ کی طرف سے آتے تھے۔ اس طرح محاصرے میں دن بدن سختی پیدا ہوتی رہی۔ اس دوران اگباتانہ کی طرف سے ایک لشکر منوچہر کی مدد کے لیے آیا لیکن افراسیاب نے اس لشکر کی منوچہر کو خبر تک نہ ہونے دی اور ایک بھرپور حملہ کر کے اس نے اگباتانہ کی طرف سے آنے والے اس لشکر کا خاتمہ کر دیا۔

منوچہر نے جب دیکھا کہ افراسیاب نے محاصرے میں انتہائی سختی پیدا کر دی ہے اور وہ باہر سے قلعے کے اندر کھانے پینے کی اشیاء بھی نہیں آنے دیتا، تب اس نے اپنے مشیروں کے ساتھ ایک خفیہ مشاورت کی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ افراسیاب سے صلح کی درخواست کی جائے اور اس سے یہ کہا جائے کہ آپس میں باہم ایک سرحد کا تعین کر لیں اور

آئندہ کے لیے نہ منوچہر اور نہ ہی افراسیاب اس کی خلاف ورزی کرے گا۔ یہ بھی طے پایا کہ افراسیاب کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ اس حد بندی کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ قومِ ماد کے پہلوان ارش کو کوہستان دماوند پر کھڑا کیا جائے اور اسے کہا جائے کہ وہ اپنی کمان میں تیر رکھ کر شمال کی طرف چلائے اور جہاں پر ارش کا چلایا ہوا تیر گرے، اس علاقے کو منوچہر اور افراسیاب کے درمیان مستقل سرحد مان لیا جائے۔

یہ معاملات طے کرنے کے بعد منوچہر نے اپنے دو مشیروں کو اپنا سفیر بنا کر افراسیاب کی طرف روانہ کیا۔

افراسیاب کو جب خبر ہوئی کہ منوچہر کی طرف سے اس کے سفیر صلح کی شرائط طے کرنے کے لیے آئے ہیں تو اس نے اپنے مشیروں کو خیمے میں طلب کیا، جب سب مشیر آ گئے تو اس نے منوچہر کے دونوں سفیروں کو بھی وہیں بلا لیا اور ان سے آنے کی وجہ پوچھی۔

ایک سفیر نے کہا۔

''اے بادشاہ! ہم اپنے آقا منوچہر کی طرف سے آپ کے لیے صلح کی شرائط لے کر آئے ہیں اور وہ یہ کہ دونوں مملکتوں کے درمیان ایک ایسی سرحد قائم کر لی جائے جو آپ اور آقا منوچہر دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔ آقا منوچہر نے اس کے لیے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ہمارے پہلوان ارش کو کوہستان دماوند پر کھڑا کر دیا جائے اور اسے شمال میں تیر چلانے کو کہا جائے۔ اس کا تیر جہاں بھی جا گرے اسے باہمی طور پر مستحکم سرحد مان لیا جائے۔''

افراسیاب اس پیشکش کو سن کر بے حد خوش ہوا کیونکہ کوہستان دماوند تو منوچہر کی سلطنت کے اندر تھا اور اس کے شمال میں دور دور تک منوچہر کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی، اس صورت میں افراسیاب کو منوچہر کا میلوں علاقہ ملنے کی امید تھی، لہٰذا اس نے اس طریقے پر عمل کی حامی بھر لی۔ ساتھ ہی طے پایا کہ اب چونکہ معاملات طے پا گئے ہیں لہٰذا طبرستان کا محاصرہ اٹھا لیا جائے اور دونوں بادشاہ اپنے اپنے لشکر کے ساتھ کوہستانِ دماوند کی طرف روانہ ہو جائیں تا کہ نئی سرحد کا تعین ہو سکے۔

افراسیاب نے فوراً طبرستان کا محاصرہ اٹھا لیا اور پھر وہ اور منوچہر اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ کوہستان دماوند کی طرف روانہ ہو گئے۔ ساتھ ہی منوچہر نے اپنے تیز رفتار قاصد

آگبا تانہ کی طرف روانہ کر دیئے تا کہ وہ ایرانی پہلوان ارش سے جا کر کہیں کہ منوچہر نے اسے ایک اہم کام کے لیے کوہستان دماوند کی طرف بلایا ہے۔

افراسیاب اور منوچہر اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ کوہستان دماوند کے پاس آ کر خیمہ زن ہو گئے اور دونوں بڑی بے چینی سے اس بات کا انتظار کرنے لگے کہ ارش وہاں پہنچے اور اس کے ذریعے اس معاملے کو نمٹایا جا سکے۔

ان دونوں کو زیادہ دن انتظار نہ کرنا پڑا کیونکہ چند ہی یوم بعد ارش وہاں پہنچ گیا۔ اسے سارا معاملہ سمجھا دیا گیا کہ وہ کوہستانِ دماوند کی چوٹی پر کھڑا ہو کر تیر چلائے۔ ارش نے اس کا اتباع کیا اور کوہستانِ دماوند کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اس نے شمال کی طرف تیر چلا دیا۔ اس کا تیر طبرستان، گورگان، نیشا پور، سرخس اور مرو کے بیابانوں پر پرواز کرتا ہوا جیحوں کے کنارے جا گرا۔ اب افراسیاب اور منوچہر اپنے اپنے لشکر کے ساتھ تیر کی تلاش میں نکلے۔ یہ تیر انہیں دریائے جیحوں کے کنارے جا کر ملا۔ افراسیاب کو بڑی مایوسی ہوئی وہ تو امید لگائے بیٹھا تھا کہ منوچہر کے وسیع علاقے اس کے ہاتھ آئیں گے لیکن تیر تو وہاں آ گرا تھا جو پہلے ہی ان دونوں کے درمیان سرحد کا کام دیتا تھا۔ افراسیاب اب اس سے انکار بھی نہ کر سکتا تھا کیونکہ وہ وعدہ کر چکا تھا، لہٰذا وہ اپنے لشکر کے ساتھ واپس چلا گیا۔ تاہم اس نے منوچہر کے لشکر کو شکست دے کر اور پھر اس کے تعاقب کے دوران راستے کے شہروں اور بستیوں سے بہت کچھ حاصل کر لیا تھا۔ اس طرح منوچہر نے اپنی دانشمندی سے اپنے آپ کو اور اپنی سلطنت کو بربادی سے بچا لیا تھا۔

○

ابراہیم علیہ السلام اپنی ازواج سارہ، ہاجرہ اور بھتیجے لوطؑ کے ساتھ بیت ایل میں مقیم تھے کہ یہاں ان کی زوجہ ہاجرہ سے ان کے فرزند حضرت اسماعیل پیدا ہوئے۔ اسی دوران خدا نے لوطؑ کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور انہیں یردن کی اترائی میں واقع اس قوم کی طرف جانے کا حکم دیا جو انتہائی بدکار اور گناہ گار تھی۔

اس قوم کے لوگوں نے اپنے آپ کو ہم جنس پرستی جیسے گھناؤنے اور مکروہ فعل میں ملوث

کر رکھا تھا، حضرت ابراہیمؑ سے علیحدہ ہو کر لوطؑ اس قوم میں آئے۔ آپ کے ساتھ آپ کا ریوڑ اور چرواہے تھے۔ آپ اس قوم کے سب سے بڑے شہر سدوم میں آ کر آباد ہوئے۔ اسی شہر کی ایک عورت سے آپ نے شادی کر لی اور خدا کے احکام کے مطابق تبلیغ شروع کر دی۔

جس قوم کی طرف آپ مبعوث ہوئے یہ قوم جس سرزمین میں آباد تھی، وہ ساری سرزمین پانچ بڑے بڑے حصوں میں تقسیم تھی اور ہر حصے کا ایک بڑا مرکزی شہر تھا۔ گویا اس قوم کے پانچ بڑے شہر تھے جو سدوم، عمورہ، ادمہ، ضبوئیم اور ضغر تھے۔ ان شہروں کے علیحدہ علیحدہ بادشاہ تھے۔ سدوم کے بادشاہ کا نام برع، عمورہ کے برشع، ادمہ کے بادشاہ کا نام سنی اب، ضبوئیم کے بادشاہ کا نام شیمبرا اور ضغر کے بادشاہ کا نام بالع تھا۔

ان لوگوں کے اندر رہتے ہوئے لوطؑ نے تبلیغ کا کام شروع کیا، وہ انہیں ہم جنس پرستی سے باز رہنے کی تلقین کرتے اور بدی و گناہ کو ترک کر کے خدائے بزرگ و برتر کی عبادت کرنے کی تاکید اور تلقین کرتے۔

○

ہندوستان میں بھی آہستہ آہستہ ایک انقلاب رونما ہو رہا تھا۔ آرین جو کوہستان ہندوکش کے دروں کو عبور کرنے کے بعد کابل کی وادیوں میں داخل ہوئے تھے، اب آہستہ آہستہ زور اور قوت پکڑ رہے تھے۔ آریوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا، گو ابھی تک یہ غالب قوم بن کر تاریخ کے پردے پر نمودار نہ ہوئے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سرزمین کے اندر قدیم لوگ ابھی قوت اور عسکری طاقت میں برتری رکھتے تھے۔ ان قدیم لوگوں کے مختلف گروہ مختلف علاقوں میں آباد تھے۔ جہاں انہوں نے اپنی طاقتور حکومتیں قائم کر رکھی تھی۔

ان قدیم لوگوں میں گندھارا[1]، مجاوقت[2]، سرنجیا، بھارت، یادو، ترواس[3]، درجیوس، انوس، پورس اور درچیونت تھے اور یہ لوگ گیارہ دریاؤں کی زرخیز زمین پر آباد تھے، یہ گیارہ دریا

۱۔ یہ لوگ اون کی صفت میں بہت آگے تھے۔
۲۔ یہ دریائے کابل کے جنوبی ساحل پر آباد تھے۔
۳۔ سندھ کا پرانا نام نیلاب، کابل کا کبھا، جہلم کا دیتاستا، چناب کا اسکینی، راوی کا پاروشنی، بیاس کا ویاس، ستلج کا سوقدری اور دریائے سوناتھ کا پرانا نام سشوما تھا۔

یہ تھے۔

دریائے سندھ — دریائے کابل
دریائے جہلم — دریائے چناب
دریائے راوی — دریائے ستلج
دریائے بیاس — دریائے سرسوتی
دریائے گنگا — دریائے جمنا
اور دریائے سوناتھ

آرین بھی انہی قدیم لوگوں کے آس پاس آ کر آباد ہو گئے تھے۔ گو وہ ابھی تک زیادہ تر خیموں میں ہی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن ان کے کچھ قبائل نے مستقل طور پر پختہ گھروں میں آباد ہونا شروع کر دیا تھا۔ ان آرین کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کے ان قدیم باشندوں کو آپس میں لڑوا کر کمزور کیا جائے اور پھر یکے بعد دیگر ان پر حملہ آور ہو کر انہیں یا تو جلا وطن کر دیا جائے یا بالکل ہی نابود کر دیا جائے۔ اور ان کی سرزمینوں پر قبضہ کر لیا جائے۔

ان قدیم لوگوں کی دس حکومتوں کو باہر سے مدد ملنے کی کوئی امید نہ تھی، یہ صرف اپنے اتفاق ہی کے بل بولے پر متحد اور زندہ رہ سکتے تھے۔ آرین نے ان کے اس اتحاد پر بھی ضرب لگانی شروع کر دی تھی، پھر آرین کو ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ ان گنت آرین کوہستان ہندوکش کے دروں کے ذریعے ہجرت کر کے ان کے پاس آ کر آباد ہو رہے تھے اور یہاں ان دو جگہوں پر آرین نے اپنی قوت میں خوب اضافہ کر لیا تھا۔ بالفاظ دیگر انہوں نے ہندوستان میں اپنی انفرادی طاقت کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ آریوں کے ان دو گروہوں میں سے ایک کا سردار کاواش[1] تھا اور دوسرے حصے کے سردار کا نام سانمبر[2] تھا۔ آریوں کے ان دونوں سرداروں کاواش اور سانمبر آریوں کو متحد کرنے کے ساتھ ہندوستان کے اصل اور قدیم باشندوں میں گروہ بندی، انتشار اور شکوک پھیلانے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

۱۔ ہندوستان کی قدیم تاریخ میں اس کا نام کاواش ہی ہے۔
۲۔ سانمبر آریوں کا دوسرا بڑا سردار تھا۔ (ماخوذ از قدیم ہندوستان: مصنف موکھر جی)

ایک روز صبح ہی صبح سردار سانمبر، سردار کاواش کے پاس آیا۔ ان دنوں جاڑا اپنے عروج پر تھا، اس لیے کاواش اپنے اہل خانہ کے ساتھ اپنے نئے مکان کی مشرقی دیوار کے ساتھ دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا اور ان کے قریب ہی چھوٹے چھوٹے بچے آگ روشن کیے بیٹھے تھے۔ انہوں نے اپنے قریب کماد کے پھوس کا ڈھیر لگا رکھا تھا اور آگ پر تھوڑا تھوڑا پھوس رکھ کر وہ اپنے آپ کو گرم رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

سانمبر کو آتا دیکھ کر کاواش کی بیوی اور اس کی لڑکی اٹھ کر مکان کے اندر چلی گئیں۔ سانمبر کاواش کے پاس آ بیٹھا، پھر اس نے انتہائی رازداری سے کہا۔

''کاواش! کاواش! آؤ ان مقامی باشندوں کو آپس میں لڑانے کے لیے کوئی عملی قدم اُٹھائیں، یاد رکھو جب تک یہ آپس میں لڑیں گے نہیں، تب تک کمزور نہ ہوں گے اور جب تک کمزور نہ ہوں گے اس وقت تک ہم ان پر قابو نہیں پا سکتے۔ اور جب تک ہم ان کو زیر دست کر کے ان پر قابو نہ پالیں۔ اے کاواش! اس وقت تک ہم ان سرزمینوں میں اپنے قدم نہیں جما سکتے۔ ان لوگوں کو آپس میں لڑانے کی جو آج تک ہم چھوٹی چھوٹی کوششیں کرتے رہے ہیں، وہ ہر طرح سے ناکام رہی ہیں۔''

کاواش نے سانمبر کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

''یہ آج تم صبح ہی صبح میرے پاس چلے آئے ہو تو کیا میں اس کا یہ مطلب نہ لوں کہ تمہارے ذہن میں ان لوگوں کو آپس میں لڑانے کے لیے کوئی بڑی مؤثر ترکیب آئی ہے۔''

سانمبر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا خیال درست ہے، میرے پاس ان لوگوں کو آپس میں لڑانے کے لیے ایک نہیں دو ترکیبیں ہیں۔''

کاواش نے دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

''ذرا یہ دونوں ترکیبیں کہو تو، میں بھی سنوں۔''

سانمبر نے کہا۔

''پہلی ترکیب تو یہ ہے کہ ان کے اندر مذہبی غلط فہمیاں ڈال کر انہیں باہم لڑنے پر مجبور کیا جائے۔''

کاواش نے پھر پوچھ لیا۔

''وہ کیسے؟''

سانمبر نے ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہا۔

''وہ یوں کہ مذہبی لحاظ سے یہ لوگ دو بڑے گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک گروہ وشستا[1] دیوی کو اہمیت دیتا ہے اور دوسرا گروہ اوشا دیوی[2] کو۔''

کاواش پھر بولا۔

''کیا یہ لوگ ان دیویوں کے علاوہ کسی اور کو نہیں مانتے۔''

سانمبر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ باقی سب دیوی دیوتاؤں کو بھی مانتے ہیں لیکن ایک گروہ وشستا اور دوسرا گروہ اوشا کو صبح کی دیوی مانتا ہے اور دونوں گروہ اپنے اپنے ہاں اپنی اپنی دیوی کو اہمیت دیتے ہیں۔''

کاواش نے غور سے سانمبر کی طرف دیکھا اور کہا۔

''ان مقامی لوگوں کے دوسرے دیوی دیوتاؤں کے نام بھی لو تاکہ میں معاملہ کی جڑ تک پہنچ سکوں۔''

سانمبر نے کہا۔

''ان لوگوں کے دوسرے دیوی دیوتاؤں میں پہلا دیاس ہے۔ یہ جنت اور فضاؤں کا دیوتا ہے۔ اس کے بعد پرتھوی ہے۔ یہ زمین کی دیوی ہے۔ پھر دردا[3] آسمانوں کا دیوتا ہے۔ اس کے بعد بارش اور گرج کا دیوتا اندر، آندھیوں کا دیوتا اروت ہے۔ بارش کا دیوتا پرجینا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ان کے اور دیوتا ہیں مثلاً رورا، سیوا، داپو اور پھر سب سے بڑا ان کا دیوتا ''سورج دیوتا'' ہے جس کی پرستش چھ مختلف کاموں کے لیے کی جاتی ہے۔ سوریا کی حیثیت سے یہ روشنی کا دیوتا ہے۔ سویتا کا نام سے زرخیزی کا، مترا کے نام سے قوت کا، پشن کے نام سے زراعت اور وشنو کے نام سے تیزی اور سرعت کا دیوتا منسوب ہے۔''

۱۔ موکھر جی نے اس کا نام یہی لکھا ہے۔
۲۔ یہ دیوی قدیم ہندی اور سنسکرت شاعری میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔
۳۔ دیوی دیوتاؤں کی یہ ساری ترتیب موکھر جی کی تحریروں سے حاصل کی گئی ہے۔

کاواش نے سانمبر کی طرف حیرت سے دیکھا اور پوچھا۔

''ان لوگوں سے متعلق تمہارا علم تو حیرت انگیز ہے، یہ ساری معلومات تم نے کہاں سے اور کیسے حاصل کیں؟''

سانمبر نے کہا۔

''میں نے ان لوگوں سے متعلق بہت کچھ جان رکھا ہے۔ ان لوگوں میں مذہبی اختلاف کی بنیاد پر لڑائی جھگڑا اس طرح شروع کرایا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ دو مذہبی گروہوں میں بیٹے ہوئے ہیں، ایک گروہ وشستا دیوی کو اور دوسرا اوشا دیوی کو اہمیت دیتا ہے۔ وشستا دیوی کا سب سے بڑا مندر ہڑپہ شہر میں ہے اور اوشا دیوی کا سب سے بڑا مندر بھارت شہر میں ہے۔ ان دنوں وشستا دیوی کے مندر کے بڑے پجاری کا نام وشوا مترا اور اوشا دیوی کے مندر کے سب سے بڑے پجاری کا نام بھریگ ہے۔''

''اب ان لوگوں میں لڑائی جھگڑا شروع کرانے کی پہلی ترکیب تو یہ ہے کہ ان کے یہ جو دونوں بڑے پجاری ہیں، ان دونوں کے درمیان ایسے دھرمی اختلافات پیدا کیے جائیں کہ یہ دونوں اپنے ماتحت مندروں کو بھی ایک دوسرے کے خلاف کام کرنے پر اکسائیں۔ اس طرح ان لوگوں کے درمیان ایسے جھگڑے اٹھ سکتے ہیں جو انہیں کمزور کر سکتے ہیں اور یوں ہم ان پر قابو پا کر انہیں اپنا بنا سکتے ہیں۔''

''انہیں لڑانے اور کمزور کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان دنوں ان کے دو سب سے بڑے بادشاہ ہیں، ان کے درمیان اختلافات پیدا کیے جائیں اور اختلافات بھی ایسے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو مرنے مارنے پر تیار ہو جائیں۔ ان دنوں بڑے بادشاہوں میں ہڑپہ کا بادشاہ انوس ہے جس کا تعلق انوس قبیلے ہی سے ہے۔ دوسرا بڑا بادشاہ بھارت قبیلے کا سورداس ہے۔ اب یہ کام ہمارا ہے کہ ہم ہڑپہ اور بھارت میں اختلافات پیدا کر کے ان میں جنگ کرائیں اور اپنی بہتری اور ترقی کے لیے راہیں ہموار کریں۔''

اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے سانمبر کہتا رہا۔

''ان قدیم لوگوں میں لڑائی اور فساد برپا کرنے کے لیے میں پہلا طریقہ یہ استعمال کروں گا کہ میں جنگجو اور جفاکش قسم کے جوانوں کے دو گروہ تیار کروں گا، ایک گروہ بھارت اور دوسرے کو ہڑپہ کی طرف روانہ کروں گا۔ ہڑپہ جانے والے گروہ کا کام یہ ہو گا

کہ یہ وہاں وشستا دیوی کے بڑے مندر میں داخل ہوں اور وہاں وشستا دیوی کا سب سے بڑا جو بت ہے اسے توڑ دیں۔ اسی طرح دوسرا گروہ بھارت کے شہر میں اوشا دیوی کے سب سے بڑے مندر میں داخل ہو گا اور وہاں اوشا کے بت کو توڑ دے گا۔ ہڑپہ کے مندر میں داخل ہونے والے جوان وشستا دیوی کا بت توڑنے کے بعد وہاں یہ تحریر رکھ دیں گے کہ وشستا دیوی کا بت بھارت شہر کے بڑے پجاری بھریگ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے توڑا گیا ہے اور بھارت میں اوشا دیوی کا بت توڑنے والے اس مندر میں یہ تحریر چھوڑیں گے کہ اوشا دیوی کا بت ہڑپہ میں وشستا دیوی کے بڑے پجاری وشوامتر کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے توڑا گیا ہے۔''

سانمبر خاموش ہوا تو کاواش نے کہا۔

''یہ طریقہ تو بہت اچھا ہے بشرطیکہ کامیاب رہے اور میں تمہارے اس طریقہ کار سے اتفاق بھی کرتا ہوں۔''

سانمبر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

''بس میں تمہاری تائید چاہتا تھا، اب میں جاتا ہوں اور اپنے اس منصوبے کو عملی صورت دیتا ہوں۔''

سانمبر وہاں سے چلا گیا۔

○

رات اپنے اختتام پر تھی۔ سحر، یاقوت و لعل کی طرح چمکتی ہوئی نمودار ہو رہی تھی، خوابوں کے زندان ٹوٹنے لگے تھے۔ محرومیوں کی آگ بجھنے لگی تھی۔ روشنی اندھیرے کے گلے میں پھندا ڈال کر اسے ہواؤں کی طرح نگلتی جا رہی تھی۔

عزازیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس مکان میں داخل ہوا جس کے اندر یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس وقت وہ لوگ صبح کے ناشتے کی تیاری کر رہے تھے۔ عزازیل کو دیکھ کر وہ چاروں اس کے گرد جمع ہو گئے۔ عزازیل کے ساتھی شبر اور زکنبور بھی وہاں آ گئے جن کو عزازیل یافان اور عارب کے پاس چھوڑ گیا تھا۔

انہوں نے دیکھا کے عزازیل کے ہاتھ میں جلتی ہوئی ایک مشعل تھی اور اس کے باقی ساتھیوں میں سے ایک کے ہاتھ میں کھلے منہ کا ایک برتن تھا جو بنولوں سے بھرا ہوا تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں مٹی کا ایک منہ بند برتن تھا۔ پھر عزازیل نے یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ''اے میرے عزیزو! کیا تم یقین کر لو گے کہ ابلیکا اور یوناف دونوں اس وقت میری گرفت اور قابو میں ہیں۔''

یافان اور عارب نے ایک دوسرے کی طرف غور سے دیکھا پھر عارب نے تعجب اور خوشی کے ملے جلے جذبات میں پوچھا۔ ''اے آقا! تیری ذات کی قسم! یہ آپ کیسا انکشاف کر رہے ہیں۔ آپ تو یہ کہہ کر گئے تھے کہ واپس آ کر آپ یوناف کے خلاف کوئی عملی قدم ٹھائیں گے لیکن اب آپ کہہ رہے ہیں کہ ابلیکا اور یوناف دونوں ہی آپ کے قبضے میں ہیں۔''

عزازیل نے کہا۔ ''سنو میرے عزیزو! میں ٹھیک کہتا ہوں۔ ابلیکا اس وقت میرے قبضے میں ہے اور یوناف میں ان وحشی قبائل کے تہہ خانوں پر مشتمل زندان میں بند کر کے آ رہا ہوں۔ اس کے سارے علوم اور شکتیاں، اس کے سارے اسرار اور اس کی ساری یادداشتیں میں نے اس کے ذہن سے صاف کر دی ہیں۔ اب وہ عام انسانوں جیسا ایک انسان ہے جس سے تم اپنی پسند اور خواہش کے مطابق انتقام لے سکتے ہو۔''

عارب نے منت کرنے کے انداز میں کہا۔ ''اے آقا! کیا آپ ہمیں اپنے اس معرکے کی تفصیلات نہ بتائیں گے تاکہ ہم جان سکیں کہ آپ نے یوناف اور ابلیکا کو ایک ساتھ کیسے زیر کر لیا۔''

عزازیل نے کہا۔ ''میں تمہیں ان دونوں کو اپنی گرفت میں لانے کی تفصیلات بھی سناؤں گا اور تم لوگوں کو ان تہہ خانوں میں بھی لے کر جاؤں گا جن کے اندر میں نے یوناف کو بے بس کر کے بند کر دیا ہے۔''

پھر عزازیل ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے اشارے پر اس کے ایک ساتھی نے بنولوں سے بھرا ہوا جو برتن اٹھا رکھا تھا، وہ فرش پر رکھ دیا اور اس کے دوسرے ساتھی نے جو ایک بندھے منہ والا برتن اٹھا رکھا تھا، اس نے ڈھکن کھولا اور تیل جیسی کوئی چیز اس بنولوں سے بھرے ہوئے برتن میں انڈیل دی۔

پھر عزازیل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی اور جلتی ہوئی مشعل بلند کی اور اپنے بھرپور تفاخر سے اس نے کہا۔ ''ابلیکا کو میں نے اس شعلے کے اندر محصور کر رکھا ہے اور یہ برتن جو تم دیکھ رہے ہو کہ بنولوں سے بھرا ہوا ہے اور اس کے اندر السی کا تیل ڈالا گیا ہے۔''

ساتھ ہی عزازیل نے تیل میں ڈوبے بنولوں کو آگ لگا دی اور وہ مشعل کی طرح جلنے لگے، پھر عزازیل نے ہاتھ میں پکڑی مشعل کا کپڑا بھی کھول کر اس جلتے ہوئے، بنولوں کے برتن میں ڈال دیا اور ساتھ ہی اس نے پھر کہا۔ ''اے میرے عزیزو! ابلیکا اب مشعل کی آگ سے ان بنولوں کی آگ میں منتقل ہو گئی ہے۔ اس برتن کے بنولے چند روز تک جلتے رہیں گے پھر جل کر راکھ ہو جائیں گے تاہم آگ بجھ جائے یا جلتی رہے ابلیکا پر میں نے ایسا عمل کیا ہے کہ وہ بنولوں کی اس راکھ میں ہی محصور پڑی رہے گی اور یہاں سے باہر نہ نکل سکے گی۔ اب آؤ میرے ساتھ۔ میں تم سب کو تہہ خانوں کی طرف لے جاتا ہوں وہاں میں تمہیں یوناف کی کسمپرسی اور بے بسی دکھاؤں گا اور راستے میں تم کو تفصیل بھی بتاؤں گا کہ میں نے کیسے اور کہاں ان دونوں کو قابو کیا۔''

عزازیل کے ساتھی، یافان، عارب، بیوسا اور نبیطہ چپ چاپ اس کے ساتھ ہو لیے!

(پہلا حصہ ختم ہوا)

○○○